تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اردو)

جلد پنجم

کتاب البیوع۔ کتاب الجہاد والسیر (حدیث 3801 تا 4700)

تالیف

أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن كرشاد القشيري النيسابوري

ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات:

محدث العصر فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی: حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث: محمد عدنان درویش حفظہ اللہ

تقریظ: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

042-37321865

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب

تحفۃ المسلم
جلد پنجم

شرح صحیح مسلم (اُردو)

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاد القشیری النیشاپوری

ترجمہ وفوائد مع شرح مفردات محدث العصر مولانا عبد العزیز علوی

نظر ثانی حافظ عبد السلام بن محمد
تخریج الحدیث محمد عدنان درویش
تقریظ مولانا ارشاد الحق اثری

مقدمہ وسوانح صلاح الدین علی عبد الموجود
ترقیم الاحادیث فواد عبد الباقی

تاریخ اشاعت فروری 2017ء
مطبوعہ علی آصف پرنٹرز لاہور
ناشر نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

NOMANI KUTAB KHANA
Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 042-37321865
E-Mail: nomania2000@gmail.com

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اُردو)

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن درین بن کرشاذ القشیری النیشاپوری

جلد پنجم

کتاب البیوع - کتاب الجہاد و السیر (حدیث 3801 سے 4700)

ترجمہ وفوائد مع شرح مفردات

محدث العصر فضیلۃ الشیخ مولانا عبد العزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی
حافظ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث
محمد عدنان درویش حفظہ اللہ

تقریظ
مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

مقدمہ وسوانح صلاح الدین علی عبد الموجود حفظہ اللہ

ترقیم الاحادیث فواد عبد الباقی حفظہ اللہ

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اُردو بازار لاہور
042-37321865

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فہرستِ مضامین

(جلد پنجم)

۲۲......کِتَابُ الْبُيُوْعِ

۲۲. خرید وفروخت

۱...... بَاب إِبْطَالِ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

باب ۱: بیع ملامسہ اور بیع منابذہ کا ابطال

[3801] ۱۔(۱۵۱۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

[3801]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

مفردات الحدیث ✲ بیوع: بیع کی جمع ہے اور عربی زبان کی رو سے بیع اور شری کا لفظ خرید اور فروخت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے اور موقع ومحل کی مناسبت سے ایک معنی متعین کیا جاتا ہے۔

فائدہ :......شرعی معنی کی رو سے چونکہ بیع مبادلۃ المال بالمال بالتراضی کا نام ہے، یعنی باہمی رضا مندی سے مال کے بدلے مال دینا، بیع ہے، اس لیے ہر وہ بیع ناجائز ہوگی جس میں ربا (سود) غرر وغبن دھوکا وفریب اور نقصان ہو۔ جہالت، یعنی قیمت، مال یا مدت مجہول ہو، تنازع باہمی اختلاف اور جھگڑا کا خطرہ ہو، بیع ملامسہ اور منابذہ میں غرر اور غبن کا خطرہ ہے۔ ملامسہ کی تعریف میں چار قول ہیں: (۱) بائع یا مشتری کہے، میں یہ کپڑا بیچتا یا خریدتا ہوں، اس کی قیمت یہ ہے جب خریدار اس کو ہاتھ لگا دے گا، تو بیع پکی ہو جائے گی، امام ابوحنیفہ نے یہی تعریف کی ہے۔ (۲) امام شافعی کے نزدیک، کوئی شخص لپٹا ہوا کپڑا لائے یا اندھیرے اور تاریکی میں لائے اور خریدار سے کہے میں تمہیں یہ کپڑا اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تمہارا اس کو ہاتھ لگانا ہی دیکھنے کے قائم مقام ہوگا اور دیکھنے کے بعد تم اس کو واپس نہیں کر سکو گے۔ (۳) بائع اور مشتری ہر ایک، دوسرے سے اس کا کپڑا بغور دیکھے بغیر خرید لے،

[3801] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب بيع المنابذة برقم (٢١٤٦) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع الملامسة برقم (٤٥٢١) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٢٧) وبرقم (١٣٩٦٤)

اور کہے جب میں نے تیرے کپڑے کو ہاتھ لگا دیا اور تو نے میرے کپڑے کو چھولیا تو بیع لازم ہو جائے گی، راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہی تعریف کی ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ (۴) بائع نے ایک چیز فروخت کی اور خریدار کو کہا، جب تم نے اس کو چھولیا، تو تمہارا خیار مجلس یعنی سودے کی جگہ تبدیل ہوئے بغیر جو اختیار رہتا ہے، وہ ختم ہو جائے گا۔ بیع منابذہ کی بھی چار تعریفیں کی گئی ہیں (۱) محض کسی چیز کو پھینکنے سے بیع لازم ہو جائے۔ بغیر اس کے کہ خریدار اس کو الٹ پلٹ کر دیکھے۔ (۲) بائع اور مشتری میں سے ہر ایک اپنا اپنا کپڑا ایک دوسرے کی طرف پھینک دیں، اور بغیر دیکھے اور بغیر رضا مندی کے بیع ہو جائے۔ یا ایک دوسرے کو کہیں جو تیرے پاس ہے میری طرف پھینک دے اور جو میرے پاس ہے میں تیری طرف پھینک دیتا ہوں۔ (۳) سامان پھینکنا، اختیار کو ختم کر دے۔ (۴) میں کنکر پھینکتا ہوں جس چیز پر گر جائے گا اس کی بیع ہو جائے گی، یعنی بیع حصاة والا معنی مراد۔

[3802] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

[3802] ۔امام صاحب مذکورہ بالا حدیث اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[3803] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[3803] ۔امام صاحب تین اور اساتذہ کی سندوں سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[3804] وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

[3804] ۔امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[3802] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: ما يستر من العورة برقم (٣٦٨) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في الملامسة والمنابذة برقم (١٣١٠) انظر (التحفة) برقم (١٣٦٦١)

[3803] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة باب: الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس برقم (٥٨٤) وفي باب: لا يتحرى الصلاة قبل غروب الشمس برقم (٥٨٨) وفي اللباس باب: اشتمال الصماء برقم (٥٨١٩) وبرقم (٥٨٢٠) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: تفسير ذلك برقم (٤٥٢٩) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: النهي عن الصلاة بعد الفجر وبعد العصر برقم (١٢٤٨) وفي التجارات، برقم (٢١٦٩) وفي اللباس باب: ما نهي عنه من اللباس برقم (٣٥٦٠) انظر (التحفة) برقم (١٢٢٦٥)

[3804] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٨١)

[3805] ٢-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نُهِيَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ أَمَّا الْمُلَامَسَةُ فَأَنْ يَلْمِسَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ثَوْبَ صَاحِبِهِ بِغَيْرِ تَأَمُّلٍ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ثَوْبَهُ إِلَى الْآخَرِ وَلَمْ يَنْظُرْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا إِلَى ثَوْبِ صَاحِبِهِ.

[3805] ۔عطاء بن میناء حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا، دو بیعوں سے منع کیا گیا ہے، ملامسہ سے اور منابذہ سے، بیع ملامسہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری میں سے ہر ایک دوسرے کے کپڑے کو غور و فکر کیے بغیر چھو لے، اور بیع منابذہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دے اور ان میں سے کسی نے دوسرے کا کپڑا دیکھا نہیں ہے۔ (دونوں صورتوں میں بیع واجب ہو جائے)

[3806] ٣-(١٥١٢) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَلِبْسَتَيْنِ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يَقْلِبُهُ إِلَّا بِذَلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ وَيَنْبِذَ الْآخَرُ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ وَيَكُونُ ذَلِكَ بَيْعَهُمَا مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَّلَا تَرَاضٍ.

[3806] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو بیعوں اور دو لباسوں سے منع فرمایا، بیع ملامسہ سے اور بیع منابذہ سے اور بیع ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کا کپڑا، دن یا رات کو اپنے ہاتھ سے چھو لے اور یہی پلٹنا تصور ہو، اور بیع منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دے اور دوسرا شخص اپنا کپڑا اس کی طرف پھینک دے اور اس طرح بغیر دیکھے اور بغیر رضا مندی کے ہی بیع ہو جائے۔

[3805] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصوم باب: صوم يوم النحر برقم (١٤٢٠٧)

[3806] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع الملامسة برقم (٢١٤٤) وفي اللباس باب: اشتمال الصماء برقم (٥٨٢٠) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في بيع الغرر برقم (٣٣٧٩) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: تفسير ذلك برقم (٤٥٢٢) وفي باب: بيع المنابذة برقم (٤٥٢٣) وفي باب تفسير ذلك برقم (٤٥٢٦) انظر (التحفة) برقم (٤٠٨٧)

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، جو چیز سامنے موجود نہیں ہے اس کی بیع جائز نہیں ہے، ائمہ کے اس بیع کے بارے میں تین نظریات ہیں: (۱) غائب چیز کی بیع جائز نہیں ہے۔ امام شافعی کا قول یہی ہے۔ (۲) غائب چیز کی بیع جائز ہے اور دیکھنے کے بعد خریدار کو رکھنے یا چھوڑنے کا اختیار ہوگا۔ احناف ائمہ کا قول یہی ہے اور امام مالک اور امام شافع کی طرف بھی یہ قول منسوب کیا گیا ہے۔ (۳) جب غائب چیز کی صحیح صحیح صورت حال یعنی اس کی کیفیت وحالت بیان کر دی جائے تو بیع جائز ہے اور اگر چیز بیان کردہ صفت اور حالت کے مطابق نہ ہو تو پھر خریدار کو رکھنے یا چھوڑنے کا اختیار ہوگا، امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ امام مالک اور امام شافعی کا ایک قول بھی یہی ہے اور یہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں غرر اور قمار کا خطرہ نہیں ہے۔

[3807] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[3807]۔ امام صاحب مذکورہ بالا حدیث ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

۲...... بَاب: بُطْلَانِ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَالْبَيْعِ الَّذِي فِيهِ غَرَرٌ

باب ۲: بیع الحصاۃ (کنکر پھینکنا) اور جس بیع میں دھوکا ہے باطل ہے

[3808] ٤-(١٥١٣) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

[3808]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے کی بیع اور دھوکے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ:...... بیع الحصاۃ، اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) کپڑوں کے ڈھیر یا تھانوں پر میں کنکر پھینکتا ہوں، جس پر وہ گرے وہ اتنی قیمت میں تیرا ہوگا یا میں یہاں سے کنکر پھینکتا ہوں جہاں گرے گا وہاں تک زمین، اس قیمت پر

[3807] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٧٨٥)

[3808] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع باب: والاجارات باب: بيع الغرر برقم (٣٣٧٦) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في كراهية بيع الغرر برقم (١٢٣٠) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع الحصاة برقم (٤٥٣٠) وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: النهي عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر برقم (٢١٩٤) انظر (التحفة) برقم (١٣٧٩٤)

تیری ہوگی۔(۲) یہ چیز میں تمہیں اتنے میں فروخت کرتا ہوں، جب میں یہ کنکر پھینک دوں گا۔تو بیع پختہ ہو جائے گی اور تمہارا اختیار ختم ہو جائے گا۔(۳) جب میں اس چیز پر کنکر ماردوں گا،تو یہ تیری ہوگی۔ بہرحال ان تینوں صورتوں میں غرر اور دھوکا اور جوا ہے، اس لیے منع ہے۔ امام شافعی نے بیع ملامسہ، بیع منابذہ اور بیع حصاۃ کو اس لیے منع قرار دیا ہے کہ ان میں ایجاب وقبول نہیں ہے، یعنی بائع کہے میں نے بیچ دی اور مشتری کہے میں نے خرید لی، اس پر قیاس کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں بیع تعاطی بھی جائز نہیں ہے جس کی صورت یہ ہے کہ بائع کہے میں یہ چیز اتنے میں دیتا ہوں، مشتری رقم ادا کر کے وہ چیز لے لے، یا خریدار بائع کو کہتا ہے، میں اس چیز کی اتنی رقم دیتا ہوں، تو وہ اٹھا کر چیز اس کو دے دے۔ تو یہاں زبان سے ایجاب وقبول نہیں ہوا، کہ میں دیتا ہوں، میں لیتا ہوں، حالانکہ فعلاً تو یہاں ایجاب وقبول ہوگیا ہے اور اس میں جہالت اور غرر کی کوئی صورت بھی نہیں ہے، اس لیے باقی ائمہ کے نزدیک یہ جائز ہے اور لوگوں کا یہی عرف اور رواج ہے جو ہر جگہ جاری ہے۔

بیع غرر: جس میں دھوکا اور فریب ہو، یہ ایک ایسا اصول اور ضابطہ ہے جس کے تحت بے شمار صورتیں آ جاتی ہیں مثلاً بھگوڑے غلام کی بیع، بھگوڑے جانور کی بیع، حیوان کے پیٹ کے حمل کی بیع، ہوا میں اڑنے والے پرندوں کے شکار کی بیع، پانی میں مچھلیوں کے لیے جال لگانے کی بیع، ہاں معمولی غرر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

مثلاً حمام میں نہانا اور ایک معین رقم ادا کرنا، ایک ماہ کے لیے کوئی چیز کرایہ پر دینا، حالانکہ ماہ میں ایک دن کی کمی وبیشی ہوتی ہے۔ اور ہوٹل میں فی آدمی کے کھانے پر یکساں رقم ادا کرنا وغیرہ۔

۳...... بَاب: تَحْرِيمِ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ

باب ۳: حبل الحبلہ کی بیع منع ہے

[3809] ٥-(١٥١٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

[3809]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے حاملہ جانور کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

مفردات الحدیث ⁕ حَبَلہ: حابل کی جمع ہے، جس طرح ظالم کی جمع ظَلَمه ہے یا کاتب کی جمع کَتَبه ہے، بعض کے نزدیک یہ مصدر ہے اور مجہول کے معنی میں ہے اور بقول علامہ نووی، حَبَل کا لفظ عورتوں کے لیے

[3809] اخرجه النسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع حبل الحبلة برقم (٤٦٣٨) انظر (التحفة) برقم (٨٢٩٦)

خاص ہے اور حیوانات کے لیے حَمَل کا لفظ ہے، اس لیے بکری یا اونٹنی کو حاملہ کہتے ہیں، حیوانات کے لیے حابلہ کا لفظ صرف اس حدیث میں آیا ہے۔ اور بقول امام نووی اس پر اہل لغت کا اتفاق ہے، لیکن علامہ عینی نے لکھا ہے کہ حابلہ کا لفظ ہر مونث کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

حَبَل الحَبله کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں: (۱) کسی چیز کی قیمت اس وقت ادا کرنا جب حاملہ اونٹنی بچہ جنے گی اور وہ بچہ بڑا ہو کر، بچہ دے، بخاری شریف کی روایت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خود یہی تفسیر کی ہے۔

(۲) کسی چیز کی قیمت اس وقت ادا کرنا، جب مخصوص اونٹنی اپنا حمل وضع کرے گی، امام نافع نے یہی تفسیر کی ہے، ابن المسیب، امام مالک، امام شافعی اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔

(۳) کسی چیز کی قیمت اس وقت ادا کرنا، جب حاملہ اونٹنی بچہ دے اور پھر وہ بچہ بڑا ہو کر حاملہ ہو جائے۔ لیکن اس کے حمل کے وضع ہونے کی شرط نہیں ہے، اگلی روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے اور امام ابواسحاق نے اس کو اختیار کیا ہے، ان تینوں صورتوں میں ممانعت کا سبب یہ ہے، قیمت کی ادائیگی کا وقت ومدت مجہول ہے۔

(۴) حاملہ اونٹنی کے پیٹ کے بچہ کی یا پیٹ کے بچے کے بچہ کی بیع کرنا، امام ترمذی نے اس کو اختیار کیا ہے۔ امام ابوعبیدہ، ابوعبید، احمد اور اسحاق کا یہی نظریہ ہے اور اس کے منع ہونے کا سبب مبیع یعنی جو چیز بیچی گئی ہے کا مجہول ہونا ہے کیونکہ معلوم نہیں ہے اونٹنی کا بچہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں، دوسرے بچہ کی پیدائش تو بعد کی بات ہے، اس طرح اس میں غرر بھی ہے، اس لیے امام بخاری نے، اس کو بیع الغرر کے تحت بیان کیا ہے۔

اور بعض حضرات نے اس کا معنی انگوروں کا ان کے پکنے کی صلاحیت کو پہنچنے سے پہلے بیچنا بیان کیا ہے۔

[3810] ٦-(. . .) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُونَ لَحْمَ الْجَزُورِ إِلَى حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تَحْمِلَ الَّتِي نُتِجَتْ فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ.

[3810]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جاہلیت کے دور میں لوگ اونٹوں کا گوشت، حاملہ جانور کے حمل تک کے ادھار پر فروخت کرتے تھے اور حَبَل الحَبَلة کی تفسیر یہ ہے کہ اونٹنی بچہ جنے پھر اس کا یہ بچہ بڑا ہو کر حاملہ ہو، تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اس سے منع فرما دیا۔

[3810] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار باب: ايام الجاهلية برقم (٣٨٤٣) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في بيع الغرر برقم (٣٣٨١) انظر (التحفة) برقم (٨١٤٩)

۴...... بَاب: تَحْرِيمِ بَيْعِ الرَّجُلِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَسَوْمِهِ عَلَى سَوْمِهِ وَتَحْرِيمِ النَّجْشِ وَتَحْرِيمِ التَّصْرِيَةِ

باب ٤: بھائی کی بیع کے بعد بیع کرنا، اور اس کے نرخ کے بعد نرخ لگانا، دھوکہ دینے کے لیے بولی بڑھانا اور تھنوں میں دودھ روکنا ناجائز ہے

[3811] ۷-(۱۴۱۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ)).

[3811]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔

فائدہ:...... ایک انسان دوسرے انسان کو کوئی چیز فروخت کرتا ہے یا اس سے خرید تا ہے لیکن انہیں بیع کے فسخ کا اختیار ہے تو دوسرا آدمی آ کر کہتا ہے یہ بیع فسخ کر دو، میں تمہیں یہی چیز اس سے سستی دیتا ہوں، یا اس سے بہتر اور عمدہ اس قیمت پر دیتا ہوں یا بائع کو کہے میں تم سے اس سے زیادہ قیمت پر خرید تا ہوں، یہ تمام صورتیں ناجائز ہیں کیونکہ یہ چیز ایک فریق کے لیے نقصان کا باعث ہے، جس سے آپس میں دنگا وفساد پیدا ہو سکتا ہے۔

[3812] ۸-(...) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ)).

[3812]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے، الا یہ کہ وہ اسے اجازت دے دے۔

فائدہ:...... بعض حضرات نے اخیہ کے لفظ سے یہ بات نکالی ہے کہ مسلمان کی بیع پر بیع جائز نہیں ہے۔ لیکن کافر کی بیع پر بیع جائز ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک یہ قید اغلبی یا اتفاقی ہے، وگرنہ جو کافر مسلمان ملک میں رہتے ہیں یا جن سے معاہدہ ہوتا ہے ان کا بھی یہی حکم ہے، اور اجازت کا تعلق بیع اور منگنی دونوں سے ہے، کیونکہ جب خود اجازت دے دی تو پھر باہمی حسد وعناد اور لڑائی جھگڑے خطرہ نہیں رہے گا۔

[3811] تقدم تخريجه في النكاح باب: تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى يأذن او يترك برقم (۳۴۴۰)

[3812] تقدم تخريجه في النكاح باب: تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى يأذن او يترك برقم (۳۴۴۱)

[3813] ٩-(١٥١٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ((لَا يَسُمِ الْمُسْلِمُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ)).

[3813] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان اپنے بھائی کے نرخ پر نرخ نہ لگائے۔

فائدہ :......اگر فریقین میں نرخ طے ہو چکا ہے، پھر نرخ لگانا جائز نہیں ہے لیکن اگر نرخ طے نہیں ہوا تو پھر نرخ بڑھانے یا نیلام کرنے کے بارے میں تین قول ہیں: (۱) جب ایک نے نرخ لگا دیا ہے تو پھر دوسرے کے لیے اس پر اضافہ کر کے چیز لینا جائز نہیں ہے۔
ابراہیم نخعی کا یہی موقف ہے۔(۲) غنائم اور مواریث میں نرخ بڑھانا جائز ہے، ان کے سوا جائز نہیں ہے۔امام اوزاعی اور امام اسحاق کا یہی نظریہ ہے۔(۳) جب نرخ طے نہیں ہوا، بولی ہو رہی ہے، اور کوئی انسان واقعی طور پر وہ چیز خریدنا چاہتا ہے، محض دھوکہ دینے کے لیے نرخ نہیں بڑھاتا، تو پھر جمہور کے نزدیک یہ جائز ہے۔اور یہی موقف درست ہے کیونکہ آپ ﷺ نے نجش کی صورت میں اضافہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

[3814] ١٠-(...) وحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُالصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ وَسُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِمَا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ وَفِي رِوَايَةِ الدَّوْرَقِيِّ عَلٰى سِيمَةِ أَخِيهِ.

[3814] ۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے نرخ پر نرخ لگائے، امام صاحب کے اساتذہ دورقی، سوم کی بجائے سیمہ کا لفظ بیان کرتے ہیں، معنی ایک ہی ہے۔

فائدہ :......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام شافعی کے نزدیک ایسا کرنے والا مجرم اور گناہ گار ہوگا، لیکن بیع ہو جائے گی، اور امام داود ظاہری کے نزدیک یہ بیع نافذ نہیں ہوگی، مالکیہ اور حنابلہ سے دونوں قول منقول ہیں۔

[3813] تقدم تخريجه في النكاح باب: تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى يأذن او يترك برقم (٣٤٤٦)
[3814] طريق احمد بن ابراهيم الدروقي تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٨٤)
وطريق محمد بن المثنى تقدم تخريجه في النكاح باب: تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى يأذن او يترك برقم (٣٤٤٨)

[3815] ١١-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ((لَا يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ لِبَيْعٍ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ)).

[3815]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خریدنے کے لیے تجارتی قافلہ کو راستہ میں نہ ملو، اور تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے، اور خریدار کو نہ بڑھکاؤ، نہ ابھارو، اور شہری بدوی کے مال کی فروخت نہ کرے، اور اونٹوں اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ نہ جمع کرو، اور جو انسان ایسا جانور خرید لے گا، تو وہ دودھ دوہنے کے بعد دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کر سکے گا، اگر اسے جانور پسند ہے تو رکھ لے اور اگر ناپسند ہے تو واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع دے۔

فائدہ:...... قافلہ کو راستہ میں ملنا، شہری کا بدوی کی چیز بیچنا اور جانور کے تھنوں میں دودھ جمع کرنا، یہ تینوں مسائل آگے مستقل ابواب میں آ رہے ہیں، اس لیے ان کا مفہوم وہیں بیان ہوگا اور نجش کا معنی ہے جوش دلانا، بھڑکانا، یا دھوکا اور فریب دینا یا کسی چیز کی تعریف و مدح میں مبالغہ کرنا اور یہاں مقصد یہ ہے کہ کسی شخص کا نرخ میں اس لیے اضافہ کرنا تاکہ دوسرا شخص جوش میں آ کر یا برانگیختہ ہو کر، قیمت بڑھا دے اور اس سے دھوکا کھا جائے، ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق یہ کام ناجائز ہے اور اگر یہ کام مالک کی ملی بھگت سے ہوا تو دونوں مجرم ہیں، اگر اس کے علم کے بغیر ہوا تو صرف بولی بھڑکانے والا مجرم ہے، لیکن اگر مقصود دوسرے کو پھنسانا نہیں ہے بلکہ چیز کی صحیح اور مناسب قیمت تک لے جانا ہے تو پھر مالکیہ اور احناف کے نزدیک صحیح ہے، امام شافعی اور احناف کے نزدیک ناجائز ہونے کے باوجود یہ بیع ہو جائے گی، لیکن اہلحدیث اور اہل ظاہر کے نزدیک باطل ہوگی (اگر علم ہو جائے) امام مالک اور امام احمد کا ایک قول یہی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس صورت میں مشتری کو اگر نقصان زیادہ ہو تو بیع کو فسخ (توڑنے) کا اختیار ہے، اور بعض شوافع کے نزدیک اگر بائع کی مرضی سے یہ کام ہوا ہے تو پھر خریدار کو بیع توڑنے کا اختیار ہوگا، وگرنہ نہیں اور اس اختلاف کا اصل سبب یہ ہے کہ احناف کے نزدیک کسی کام سے منع کرنا، اس کے جرم اور گناہ ہونے کا تقاضا کرتا ہے، اس کے فاسد اور باطل ہونے کا نہیں، جب کہ جمہور کے نزدیک نہی فساد کا تقاضا کرتی ہے، جیسا کہ امام شوکانی نے ارشاد الفحول: ص ۹۷، ۹۸ میں ثابت کیا ہے۔

[3815] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: النهي للبائع ان لا يحفل الابل والبقر والغنم وكل محفلة برقم (٢١٥٠) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: من اشترى مصراة فكرهها برقم (٣٤٤٣) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع الحاضر للبادي برقم (٤٥٠٨) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٠٢)

[3816] ١٢-(. . .)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ التَّلَقِّي لِلرُّكْبَانِ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَأَنْ تَسْأَلَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَعَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِيَةِ وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ.

[3816]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قافلہ سے راستہ میں ملنے سے اور اس بات سے کہ شہری بدوی کے لیے خرید وفروخت کرے اور اس سے کہ عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال کرے اور بیع پر برانگیختہ کرنے اور تھنوں میں دودھ جمع کرنے سے اور اس سے کہ انسان اپنے بھائی کے نرخ پر نرخ لگائے، منع فرمایا۔

فائدہ :...... کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ شادی شدہ مرد کو یہ کہے کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو، میں تم سے شادی کرلوں گی، یا کوئی شادی شدہ مرد کسی عورت سے کہے میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو وہ آگے سے کہے میں اس شرط پر تم سے شادی کرتی ہوں کہ تم پہلی بیوی کو طلاق دے دو۔

[3817] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ح وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِي قَالُوا جَمِيعًا نَا

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَوَهْبٍ نُهِيَ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ عَنْ شُعْبَةَ.

[3817]۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، فرق یہ ہے کہ غندر اور وہب کی روایت میں نُهِيَ مجہول کا صیغہ ہے اور عبدالصمد کی روایت میں نَهَى معروف کا صیغہ ہے۔

[3818] ١٣-(١٥١٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجْشِ.

[3818]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجش سے منع فرمایا۔

[3816] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشروط باب: الشروط في الطلاق برقم (٢٧٢٧) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع المهاجر للاعرابي برقم (٤٥٠٣) انظر (التحفة) برقم (١٣٤١١)

[3817] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٧٩٥)

[3818] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: النجش برقم (٢١٤٢) وفي الحيل باب: ما يكره من التناجش برقم (٦٩٦٣) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: النجش برقم (٤٥١٧) وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: ما جاء في النهي عن النجش برقم (٢١٧٣) انظر (التحفة) برقم (٨٣٤٨)

٥...... بَاب: تَحْرِيمِ تَلَقِّي الْجَلَبِ

باب ٥: تجارتی قافلہ کو آگے بڑھ کر ملنا ناجائز ہے

[3819] ١٤-(١٥١٧) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ تُتَلَقَّى السِّلَعُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْأَسْوَاقَ وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ نُمَيْرٍ و قَالَ الْآخَرَانِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّلَقِّي.

[3819]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سندوں سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ تجارتی سامان بازار میں پہنچنے سے پہلے (اس کے مالکوں سے) ملا جائے، یہ ابن نمیر کے الفاظ ہیں اور دوسرے دو اساتذہ نے کہا، نبی اکرم ﷺ نے تلقی (ملاقات) سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ:...... تلقی الجلب، تلقی البیوع، تلقی الرکبان، تلقی السلع اور تلقی، سب کا مقصد ایک ہی ہے کہ تجارتی قافلہ کو آگے بڑھ کر، شہر سے باہر، پیشتر اس کے کہ انہیں شہر کا نرخ معلوم ہو، ان سے تجارتی سامان خرید لینا، کیونکہ اس میں دو نقصان ہو سکتے ہیں، بیوپاری یا باہر سے آنے والے تاجر کو شہر کے بھاؤ کا علم نہیں ہے، اس لیے وہ سامان اصل قیمت سے جو بازار میں مل سکتی ہے سستا فروخت کر دے گا، شہریوں کو یہ نقصان ہوگا کہ شہر سے باہر خریدنے والا تاجر، اب اس چیز کو بیچنے میں من مانی کرے گا، لوگوں کو اس چیز کی ضرورت ہے لیکن وہ بیچتا نہیں ہے یا بہت مہنگا بیچتا ہے اور اگر سامان شہر میں آ کر بکتا تو دوسرے لوگ بھی خرید سکتے تھے۔ اس بات پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ تجارتی قافلہ کو شہر سے باہر، سامان خریدنے کے لیے ملنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر قافلہ والوں کو شہر کے نرخ کا علم ہو اور اہل شہر کا نقصان بھی نہ ہو، تو پھر امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے، بعض شوافع اور بعض مالکیہ کا قول بھی یہی ہے جیسا کہ بخاری شریف کی ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم قافلہ والوں کو ملتے اور ان سے غلہ خرید لیتے، تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس کو غلہ منڈی میں لائے بغیر فروخت کرنے سے منع فرما دیا، اور اس کی توجیہ امام بخاری نے یہ فرمائی ہے کہ شہر سے باہر تلقی منع ہے اور بازار کے آغاز میں آ کر، بازار میں لائے بغیر، بھاؤ معلوم ہونے کی بنا پر خرید لینا جائز ہے اور آگے بازار میں لا کر اس کو فروخت کر دیا جائے گا اس سے معلوم ہوا اگر ضرر شہر والوں کے لیے نہ ہو اور قافلہ والے نرخ سے بے خبر نہ ہوں۔ تو تلقی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[3819] طریق ابی بکر بن ابی شیبة وابن نمیر تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٨٥) وبرقم (٨١٣٤)، وطریق ابن المثنی اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب التلقی برقم ٤٥١٠ انظر (التحفة) برقم (٨١٨١)۔

[3820] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ.

[3820]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے، ابن نمیر کی طرح یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔

[3821] ۱۵۔(۱۵۱۸) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُبَارَكٍ عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوعِ.

[3821]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سامان تجارت کو باہر جا کر ملنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: ...... بیوع، بیع کی جمع ہے لیکن بیع قابل فروخت چیز کے معنی میں ہے۔

[3822] ۱۶۔(۱۵۱۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتَلَقَّى الْجَلَبُ.

[3822]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سامان لانے والوں سے باہر جا کر ملنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ...... جَلَبٌ: اگر مصدر ہو تو پھر مفعول کے معنی میں ہوگا، یعنی وہ سامان جو فروخت کرنے کے لیے لایا جاتا ہے اور اگر جالب کی جمع ہو جیسا کہ خَدَم، خادِم کی جمع ہے تو پھر سامان لانے والے تاجر مراد ہوں گے۔

[3823] ۱۷۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي هِشَامٌ الْقُرْدُوسِيُّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰى مِنْهُ فَإِذَا أَتٰى سَيِّدُهُ السُّوقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ))**.

[3820] تقدم تخريجه في النكاح باب: تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى يأذن او يترك برقم (٣٤٤٠)

[3821] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: النهي للبائع ان لا يحفل الابل والبقر والغنم كل محفلة برقم (٢١٤٩) وفي باب: النهي عن تلقي الركبان وان بيعه مردود لان صاحبه عاص آثم اذا كان به عالما برقم (٢١٦٤) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في كراهية تلقي البيوع برقم (١٢٢٠) وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: النهي عن تلقي الجلب برقم (٢١٨٠) انظر (التحفة) برقم (٩٣٧٧)

[3822] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥٤٨)

[3823] اخرجه النسائي في (المجتبى) في البيوع باب: التلقي برقم (٤٥١٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٥٣٨)

[3823] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوداگروں کو شہر سے باہر نہ ملو، اور جوان کو باہر جا کر ملا (اور سامان خرید لیا) تو پھر جب سامان کا مالک بازار میں آ گیا (اور بھاؤ معلوم کر لیا) تو اس کو (بیع توڑنے اور نہ توڑنے) کا اختیار ہے۔

فائدہ :...... تلقی کی صورت میں جو بیع ہوتی ہے وہ جمہور کے نزدیک نافذ ہوگی اور تلقی کرنے والا مجرم ہوگا۔ لیکن اہل ظاہر کے نزدیک وہ بیع باطل ہوگی، منعقد نہیں ہوگی، امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے لیکن اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، مالک سامان جب بازار میں آ کر بھاؤ معلوم کرے گا، تو اس کو بیع کے توڑنے یا رکھنے کا اختیار ہوگا، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا یہی قول ہے اور یہی درست ہے کہ مالک کو بیع کے رد کا حق حاصل ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک مالک کو یہ حق حاصل نہیں ہے، احناف نے امام ابوحنیفہ کے موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اس حدیث کے مختلف جوابات دینے کی سعی لا حاصل کی ہے، اس لیے علامہ ابن ہمام نے یہاں امام ابوحنیفہ کے موقف کو صحیح حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے، تقی عثمانی صاحب اور غلام رسول سعیدی صاحب نے بھی ابن ہمام کی تائید کی ہے۔ (تکملہ فتح الملہم: ج ۱ ص ۳۳۳، شرح صحیح مسلم، سعیدی: ج ۴ ص ۱۴۳)

٦...... بَاب: تَحْرِيمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِي

باب ٦: شہری کا بدوی کے لیے خرید وفروخت یا فروخت کرنا حرام ہے

[3824] ١٨ ـ (١٥٢٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ و قَالَ زُهَيْرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

[3824] ۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہری دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے، زہیر کی روایت میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ شہری جنگلی کے لیے بیع کرے۔

[3825] ١٩ ـ (١٥٢١) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا انا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

[3824] تقدم تخريجه في النكاح باب: تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى يأذن او يترك برقم (٥١)

[3825] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: هل يبيع حاضر لباد بغير اجر وهل يعينه او ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُنْ لَهُ سِمْسَارًا.

[3825]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس سے کہ تجارتی قافلہ کو شہر سے باہر ملا جائے اور اس سے کہ شہری بدوی کے لیے بیع کرے۔ طاؤس کہتے ہیں، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، حاضر لبادٍ کا کیا مقصد ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا اس کا دلال نہ بنے۔

فائدہ:...... جنگلی اپنا مال فروخت کے لیے منڈی میں لاتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنا مال فروخت کر کے چلا جاؤں اور اس سامان کی شہر والوں کو ضرورت ہے، اس لیے مال فوراً بک جائے گا، لیکن شہری اس کو کہتا ہے، اپنا سامان میرے سپرد کر دو، میں یہ مال موجودہ نرخ سے بعد میں مہنگا فروخت کر دوں گا، اس طرح جو چیز شہریوں کو سستی مل سکتی تھی، وہ بعد میں مہنگی ملے گی یا اس کا خطرہ ہوگا، شوافع اور حنابلہ نے اس کی حرمت کے لیے چار شرطیں لگائی ہیں: (۱) شہری خود پیشکش کرے کہ سامان کی فروخت کے لیے مجھے وکیل یا دلال بنالو۔ (۲) جنگلی یا بدوی کو نرخ کا علم نہ ہو، اگر بھاؤ کا پتہ ہو تو پھر حرام نہیں ہے۔ (۳) وہ سامان فوری فروخت کے لیے لایا ہو اور اس دن کے بھاؤ پر بیچنا چاہتا ہو۔ (۴) اس سامان کی لوگوں کو ضرورت ہو، اور دیر سے بیچنے سے تنگی اور ضیق کا خطرہ ہو۔ اگر ان شروط کی موجودگی میں شہری بیچے گا تو یہ جرم اور گناہ ہے اور بیع صحیح ہے۔ اور احناف کا موقف یہ ہے اگر اس بیع سے شہریوں کو نقصان پہنچتا ہو تو پھر یہ کام ناجائز ہے۔

لیکن بیع گناہ کے باوجود احناف، شوافع اور مالکیہ کے نزدیک ہو جائے گی، اور احناف کے نزدیک دیانتاً فسخ ہونا چاہیے کیونکہ بیع مکروہ کا یہی حکم ہے، امام ابن حزم کے نزدیک یہ بیع منعقد نہیں ہوگی اور امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے اور ایک قول دوسرے ائمہ کے مطابق ہے اور حضرت ابن عباس کے نزدیک شہری دلالی (اجرت) لے کر فروخت کرے تو ناجائز ہے، اگر بلا اجرت فروخت کرے تو جائز ہے کیونکہ یہ ہمدردی اور خیر خواہی ہے، امام بخاری کا بھی یہی موقف ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک ہر صورت میں ممنوع ہے۔

[3826] ۲۰۔(۱۵۲۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ

← ينصحه برقم (٢١٥٨) وفي باب: النهي عن تلقي الركبان برقم (٢١٦٣) وفي الاجارة باب: اجر السمسرة برقم (٢٢٧٤) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في النهي ان يبيع حاضر لباد برقم (٣٤٣٩) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: التلقي برقم (٤٥١٢) وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: النهي ان يبيع حاضر لباد برقم (٢١٧٧) انظر (التحفة) برقم (٥٧٠٦)

[3826] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والجارات باب: في النهي ان يبيع حاضر لباد برقم (٣٤٤٢) انظر (التحفة) برقم (٢٧٢١)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ)).

[3826]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہری جنگلی کی چیز فروخت نہ کرے، لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، اللہ ان کو ایک دوسرے سے رزق عنایت فرماتا ہے۔ یحییٰ کی روایت میں یرزق مجہول کا صیغہ ہے۔

فائدہ :...... بائع اور مشتری دونوں ایک دوسرے کے لیے رزق اور نفع کا باعث ہیں، اس لیے کسی تیسرے فرد کو اس میں دخل نہیں دینا چاہیے، کیونکہ واسطہ یا مڈل میں سے چیز مہنگی ہوگی اور جتنے واسطے بڑھتے جائیں گے اتنی ہی اشیاء کی قیمتیں چڑھتی جائیں گی، جیسا کہ چند افراد اگر سارا مال اپنے پاس سٹاک کر کے من مانی قیمتیں لگا کر مہنگائی کا سبب بنتے ہیں، رسد اور طلب میں تعطل پیدا کرنا یا دخل اندازی کرنا اسلام کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے، جنگلی کے لیے مال خریدنا، امام احمد، اوزاعی کے نزدیک جائز ہے۔ نخعی اور ابن سیرین کے نزدیک ناجائز ہے، امام مالک کے دونوں قول ہیں۔

[3827] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[3827]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3828] ٢١-(١٥٢٣) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ.

[3828]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اس بات سے منع فرمایا گیا کہ شہری، جنگلی یا خانہ بدوش کے لیے بیع کرے، اگرچہ وہ اس کا بھائی یا باپ ہی کیوں نہ ہو۔

[3829] ٢٢-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ

[3827] اخرجه الترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء لا يبيع حاضر لباد برقم (١٢٢٣) وابن ماجه في (سننه) في التجارات، برقم (٢١٧٦) انظر (التحفة) برقم (٢٧٦٤)

[3828] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: لا يشتري حاضر لباد بالسمسرة برقم (٢١٦١) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات، برقم (٣٤٤٠) وبرقم (٣٤٤٠) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع الحاضر للباد برقم (٤٥٠٤) وبرقم (٤٥٠٥) وبرقم (٤٥٠٦) انظر (التحفة) برقم (٥٢٥) وبرقم (١٤٥٤)

[3829] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٨٠٧)

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ نُهِينَا عَنْ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

[3829]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اس بات سے منع کیا گیا کہ شہری بدوی کا سامان فروخت کرے۔

٧...... بَاب: حُكْمِ بَيْعِ الْمُصَرَّاةِ

باب ۷: مصراۃ (جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اس) کے بیچنے کا حکم

[3830] ٢٣-(١٥٣٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً فَلْيَنْقَلِبْ بِهَا فَلْيَحْلُبْهَا فَإِنْ رَضِيَ حِلَابَهَا أَمْسَكَهَا وَإِلَّا رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ.

[3830]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مصراۃ جانور خریدا وہ اسے گھر لائے اور اس کا دودھ نکالے، اگر اس کا نکالا ہوا دودھ پسند ہو تو اپنے پاس رکھ لے، وگرنہ وہ جانور واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع دے۔

مفردات الحدیث ✲ مُصَرَّاۃ: تصریہ کا معنی ہوتا ہے روکنا، بند کرنا، تو معنی یہ ہوا دودھ والے جانور کا دودھ اس کے تھنوں میں روک دیا جائے تا کہ تھن بھرے بھرے نظر آئیں کہ خریدار سمجھے کہ یہ جانور بہت دودھ دیتا ہے، اس لیے خرید لے۔

فائدہ :...... امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور جمہور علماء کے نزدیک، تصریہ کرنا دھوکا اور عیب ہے، اس وجہ سے مشتری کو یہ سودا فسخ کرنے کا حق حاصل ہے اور امام احمد، امام شافعی کے نزدیک رد کرنے کی صورت میں کھجوروں کا صاع واپس کرنا ہوگا۔ امام مالک کے نزدیک اپنے اپنے علاقہ کے غلہ کا صاع دینا ہوگا اور ایک قول شافعی کے مطابق ہے۔

اور امام ابو یوسف کے نزدیک جو دودھ نکالا ہے اس کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک تصریہ عیب نہیں ہے، اس لیے بیع فسخ نہیں ہو سکتی، ہاں مشتری جانور کی قیمت کم کر سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر تصریہ عیب نہیں ہے تو قیمت میں کمی کیوں؟ مولانا انور شاہ نے اس حدیث کو دیانت پر محمول کیا ہے کہ تصریہ دھوکا ہے، اس لیے بائع کے دین کا تقاضا یہی ہے کہ اگر مشتری جانور واپس کرنا چاہے تو اس کو واپس لے لے، اور مولانا ظفر احمد عثمانی نے

[3830] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: النهي للبائع ان يحفل الابل والبقر والغنم وكل محفلة برقم (٢١٤٨) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: النهي عن المصراة برقم (٤٥٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٢٩)

اس کو امام وقت کی رائے پر چھوڑا ہے، اور تقی عثمانی صاحب نے صاع کی واپسی کو تو امام وقت پر چھوڑا ہے اور جانور کی واپسی کو شرعی اصول تسلیم کیا ہے اور اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ حدیث اصول صحیحہ کے منافی نہیں ہے جیسا کہ احناف کا دعویٰ ہے، کیونکہ تصریہ دھوکا ہے۔ اس لیے مشتری کو اختیار ملنا چاہیے۔ (تکملہ فتح الملہم: ج ۱/ص ۳۴۳ تا ۳۴۵)

[3831] ٢٤-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ فِيهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِنْ شَآءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَآءَ رَدَّهَا وَرَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ.

[3831] - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مصراۃ بکری خریدی تو اسے تین دن تک اختیار ہے، چاہے تو اس کو رکھ لے اور چاہے تو اسے واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع دے۔

فائدہ: ...... تین دن تک جانور کا دودھ نکالنے سے صحیح صورت حال کا تعین ہو جاتا ہے، اس لیے شریعت نے تین دن کی مہلت دی ہے، اگر پہلے یقین ہو جائے تو پہلے واپس کر سکتا ہے۔

[3832] ٢٥-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيَّ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنِ اشْتَرٰى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَآءَ)).

[3832] - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مصراۃ بکری خریدی تو اسے تین دن تک اختیار ہے، اگر وہ اسے رد کرے تو اس کے ساتھ خوراک کا ایک صاع دے، گندم نہیں۔

[3833] ٢٦-(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اشْتَرٰى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِنْ شَآءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ لَا سَمْرَآءَ)).

[3831] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٨٠)

[3832] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی البیوع باب: ما جاء فی المصراة برقم (١٢٥٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٥٠٠)

[3833] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: النهی عن المصراة برقم (التحفة) برقم (١٤٤٣٥)

[3833] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مصراۃ بکری خریدی تو اسے دو چیزوں میں اختیار ہے، چاہے تو اسے رکھ لے اور چاہے تو واپس کر دے اور ایک صاع کھجور دے، گندم نہیں۔

[3834] ٢٧-(. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((مَنِ اشْتَرٰى مِنَ الْغَنَمِ فَهُوَ بِالْخِيَارِ)).

[3834] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے بکری خریدی تو اسے اختیار ہے۔

[3835] ٢٨-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا مَا أَحَدُكُمُ اشْتَرٰى لِقْحَةً مُصَرَّاةً أَوْ شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا إِمَّا هِيَ وَإِلَّا فَلْيَرُدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ)).

[3835] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک مصراۃ اونٹنی یا مصراۃ بکری خریدے تو وہ دودھ دوہنے کے بعد دو چیزوں کا اختیار رکھتا ہے جانور کو رکھ لے یا اس کو واپس کر دے اور ساتھ ایک صاع کھجور دے۔

فائدہ :...... عام روایات میں کھجور کا صاع واپس کرنے کا حکم ہے اور بعض میں طعام کا تذکرہ ہے، لیکن گندم کی نفی ہے، اس لیے یا تو عام روایات کے مطابق کھجوروں کو ترجیح دی جائے گی، جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کا موقف ہے یا پھر یہ معنی کرنا ہوگا کہ اپنے اپنے علاقہ کا غالب اناج مراد ہے، کھجور اور گندم ضروری نہیں ہے، جیسا کہ امام مالک کا دوسرا قول ہے۔ صاع کی تعیین شریعت نے اس لیے کی ہے کہ تھنوں میں روکا گیا دودھ مجہول ہے، پتہ نہیں وہ کتنا تھا، اس طرح آپس میں اختلاف ہوسکتا تھا۔ تو شریعت نے اختلاف ختم کرنے کے لیے تعیین کر دی۔

٨...... بَاب: بُطْلَانِ بَيْعِ الْمَبِيعِ قَبْلَ الْقَبْضِ

باب ٨: خریدا ہوا سامان قبضہ میں لینے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے یا درست نہیں ہے

[3836] ٢٩-(١٥٢٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح وحَدَّثَنَا أَبُوالرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَقُتَيْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ

[3834] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٤٤٧)

[3835] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٦٠)

[3836] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع الطعام قبل ان يقبض وبيع ما ليس ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَهُ.

[3836]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے غلہ، اناج خریدا تو وہ اسے پورا پورا لینے سے پہلے فروخت نہ کرے۔ابن عباس کہتے ہیں، میرے نزدیک ہر چیز کا حکم ایسا ہی ہے۔

مفردات الحدیث ❊ **حتی یَسْتَوْفِیَهُ:** حتیٰ کہ اس کو ماپ یا تول یا گن لے،لیکن اس کا قبضہ میں لینا، اس معنی کی رو سے شرط نہیں ہے،لیکن یہاں یہ لفظ قبضہ کے معنی میں ہی ہے، جیسا کہ اگلی حدیث میں اس کی جگہ حتی یَقْبِضَهٗ، حتیٰ کہ قبضہ میں لے لے کا لفظ موجود ہے۔

فوائد: ...... ❶ قبضہ کا مفہوم: قبضہ یہ ہے کہ شئی مشتری کی حرز تحفظ و پناہ اور ضمانت (ذمہ داری) میں آ جائے، اس لیے امام مالک اور احناف کے ہاں قبضہ،تخلیہ یعنی بائع کا شئی سے دستبردار ہو جانا اور مشتری کو اپنے تحفظ میں لینے کا موقع دینے کا نام ہے اور شوافع وحنابلہ کے ہاں غیر منقولہ اشیاء میں قبضہ،تخلیہ کا نام ہے اور منقولہ اشیاء میں نقل وتحویل (خریدی ہوئی جگہ سے نقل کرتا ہے) اور امام بخاری کے نزدیک حق تصرف تسلیم کر لینا ہے،لیکن صحیح بات یہی ہے کہ منقول اشیاء میں قبضہ نقل وتحویل کا نام ہے، جیسا کہ حضرت زید بن ثابت کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جہاں سامان خریدا ہے وہاں بیچنے سے منع کیا، جب تک کہ تاجر اسے اپنی جگہ میں محفوظ نہیں کر لیتا۔ ❷ امام شافعی اور امام محمد بن الحسن کے نزدیک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرح قبضہ سے پہلے کسی چیز کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، کیونکہ خریدار جب تک سامان پر قبضہ نہیں کر لیتا، بائع کا حق تصرف پوری طرح ختم نہیں ہوتا اور وہ اگر اسے زیادہ منافع ملے تو سودا فسخ کر سکتا ہے یا قبضہ دینے سے ٹال مٹول کر سکتا ہے،اور آج کل بقول علامہ تقی یہ حکمت بھی ظاہر ہوئی ہے کہ اس سے سٹہ کو فروغ مل رہا ہے جس سے اشیاء بہت مہنگی ہو جاتی ہیں، مثلاً ایک بحری جہاز جاپان سے کسی تاجر کا سامان لا رہا ہوتا ہے اور سامان ابھی راستہ میں ہی ہوتا ہے کہ وہ منگوانے والا تاجر وہ سامان دوسرے تاجر کو بیچ دیتا ہے اور دوسرا تاجر تیسرے تاجر کو بیچ دیتا ہے اس طرح جہاز کے لنگر انداز ہونے سے پہلے پہلے سامان کئی دفعہ بک جاتا ہے،اس طرح وہ چیز جو جاپان سے دس روپے میں چلی تھی، راستہ میں ہی بار بار بکنے سے وہ چیز سو دو سو تک پہنچ جاتی ہے اور ابھی کسی کے قبضہ میں نہیں آئی اور نہ وہ سامان کسی نے دیکھا ہے، حالانکہ یہ

← عندك برقم (٢١٣٥) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في بيع الطعام قبل ان يستوفي برقم (٣٤٩٧) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في كراهية بيع الطعام حتى يستوفيه برقم (١٢٩١) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع الطعام قبل ان يستوفي برقم (٤٦١٢) وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: النهي عن بيع الطعام ما لم يقبض برقم (٢٢٢٧) انظر (التحفة) برقم (٥٧٣٦)

سامان راستہ میں تباہ بھی ہوسکتا ہے(تکلمة فتح الملهم ،ج۱،ص:۳۵۴) لیکن اس پر سوال یہ ہے کہ قبضہ کا مطلب، احناف کے نزدیک بائع کا سامان سے دستبردار ہوجانا ہی مشتری کو تصرف کا حق دے دینا ہے، اور یہاں ہر تاجر دوسرے کے حق میں دستبردار ہوگیا ہے اور اس کے حق ملکیت کو تسلیم کرلیا ہے، اس لیے اس نے آگے بیچا ہے، اس لیے صحیح بات یہ ہے کہ یہ طریقہ اس حدیث کے خلاف ہے جسے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے، آپ نے فرمایا: لا تبع ما ليس عندك، جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اس کو فروخت نہ کرے، یا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول صادق آتا ہے کہ جب ایک چیز خریدی ہے، لیکن وہ اپنے قبضہ میں نہیں لی، اور وہ آگے بیچ دی، تو یہ تو رقم کا رقم سے سودا ہوا ہے، کیونکہ سامان آیا نہیں ہے، نہ دیکھا ہے تو ایک تاجر نے اس کو مثلاً بیس روپیہ میں خرید لیا، دوسرے کو پچیس میں بیچ دیا ہے، اس نے تیسرے کو تیس میں بیچ دیا ہے، اس طرح ہر تاجر، رقم کا رقم سے سودا کر رہا ہے، سامان تو ابھی غائب ہے اور غرر کا بھی احتمال ہے کہ مال راستہ میں ضائع ہوجائے۔ امام احمد کا بھی ایک قول امام شافعی والا ہے، اور علامہ غلام رسول سعیدی نے اس موقف کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ج۴/ص۱۶۲) ❸ امام احمد اور اسحاق کے نزدیک ماپ وتول سے تعلق رکھنے والی اشیاء کا قبضے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، باقی اشیاء بیچنا جائز ہے، اور بقول علامہ ابن قدامہ نہی کا تعلق امام احمد کے نزدیک صرف اناج اور غلہ سے ہے۔ ❹ امام مالک کے نزدیک غلہ کیلی ہو یا وزنی۔ اس کا قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے اور قاضی عیاض مالکی نے ہر اس چیز کی قبضہ سے پہلے بیع ناجائز قرار دی ہے جس کا تعلق ناپ تول یا عدد سے ہو، اور سحنون اور ابن حبیب نے اس کے ساتھ غلہ ہونے کی شرط لگائی ہے اور ابن وہب نے کہا اس کا تعلق ربوی (سودی) اشیاء سے ہے۔ ❺ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک منع کا تعلق منقول اشیاء سے ہے، غیر منقول اشیاء سے نہیں ہے۔

[3837] (. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ وَهُوَ الثَّوْرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3837]۔ امام صاحب اپنے چار اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3838] ۳۰۔(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ أنا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ**)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ.

[3837] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۳۸۱۵)

[3838] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۳۸۱۷)

[3838]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے غلہ خریدا تو وہ اسے قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت نہ کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میرے خیال میں ہر چیز کا حکم غلہ والا ہے، ہر چیز غلہ کے قائمقام ہے۔

[3839] ٣١۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَكْتَالَهُ))** فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لِمَ فَقَالَ أَلَا تَرَاهُمْ يَتَبَايَعُونَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامُ مُرْجًأ وَلَمْ يَقُلْ أَبُو كُرَيْبٍ مُرْجًأ.

[3839]۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اناج خریدا تو وہ اسے ناپ لینے تک فروخت نہ کرے۔ طاؤس کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، ممانعت کا کیا سبب ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ لوگ سونے کے عوض اناج فروخت کرتے ہیں حالانکہ وہ بعد میں ملنا ہوتا ہے، ابوکریب کی روایت میں مرجا کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ: ......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ تھا، ایک انسان نے غلہ خریدا لیکن ابھی وہ ملا نہیں ہے، اور اسے آگے فروخت کر دیا، تو یہ درحقیقت سونے کی سونے سے بیع ہوئی ہے اور اس میں کمی وبیشی جائز نہیں ہے حالانکہ اس نے مثلاً سو روپے میں خرید کر، اس کو ایک سو بیس کے عوض فروخت کر دیا، اور یہ رقم کا رقم سے تبادلہ ہوا۔

[3840] ٣٢۔(١٥٢٦) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح قَالَ وثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ))**.

[3840]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اناج خریدا وہ پورا پورا لیے بغیر فروخت نہ کرے۔

[3839] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٨١٧)

[3840] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: الكيل على البائع والمعطي برقم (٢١٢٦) وفي باب: بيع الطعام قبل ان يقبض وبيع ما ليس عندك برقم (٢١٣٦) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في بيع الطعام قبل ان يستوفي برقم (٣٤٩٢) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع الطعام قبل ان يستوفي برقم (٤٦٠٩) وابن ماجه في (سنه) في التجارات باب: النهي عن بيع الطعام ما لم يقبض برقم (٢٢٢٦) انظر (التحفة) برقم (٨٣٢٧)

[3841] ٣٣-(١٥٢٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ۔

[3841]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں اناج خریدتے تو آپ ہم پر ایسے آدمی مقرر کرتے جو ہمیں اس کو جہاں ہم نے خریدا، وہاں سے دوسری جگہ منتقل کر لینے کا حکم دیتے۔

فائدہ:...... حافظ ابن حجر اور علامہ عینی نے اس حدیث کا یہ مقصد بیان کیا ہے کہ مشتری اناج کو اپنے قبضہ میں لیے بغیر فروخت نہ کرے، دوسری جگہ منتقل کرنے کی قید، اغلبی ہے کہ عموماً خرید کر چیز دوسری جگہ منتقل کر لی جاتی ہے۔

[3842] ٣٤-(١٥٢٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ))۔

[3842]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اناج خریدا وہ تول یا ناپ کیے بغیر فروخت نہ کرے۔

[3843] (١٥٢٧) قَالَ: وَكُنَّا نَشْتَرِي الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ جِزَافًا، فَنَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَبِيعَهُ حَتّٰى نَنْقُلَهُ مِنْ مَكَانِهِ.

[3843]۔ اور انہوں نے کہا ہم قافلہ والوں سے ناپ تول کئے بغیر اندازہ سے غلہ خرید لیتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ سے نقل کئے بغیر بیچنے سے منع فرمایا۔

[3844] ٣٥-(١٥٢٦) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ

[3841] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في بيع الطعام قبل ان يستوفي برقم (٣٤٩٣) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع ما يشترى من الطعام جزافا قبل ان ينقل من مكانه برقم (٤٦١٩) انظر (التحفة) برقم (٨٣٧١)

[3842] طريق ابي بكر بن ابي شيبة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٠٧٣) وطريق محمد بن عبدالله بن نمير اخرجه ابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: بيع المجازفة برقم (٢٢٢٩) انظر (التحفة) برقم (٧٩٥٨)

[3843] تقدم

[3844] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٢٤٠)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ وَيَقْبِضَهُ))

[3844] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے غلہ خریدا تو وہ اسے فروخت نہ کرے، حتیٰ کہ اس کا ناپ تول کر لے اور قبضہ میں لے لے۔

[3845] ٣٦۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَقَالَ عَلِيٌّ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ

سمع ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ)).

[3845] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اناج خریدا وہ اسے قبضہ میں لیے بغیر فروخت نہ کرے۔

مفردات الحدیث ✻ **جُزاف:** یہ باب مفاعلہ جَازَفَ کا مصدر ہے، اس لیے جیم پر کسرہ (زیر) پڑھنا افصح ہے۔ اگر چہ زبر اور پیش بھی پڑھا گیا ہے اور یہ گزاف سے عربی بنایا گیا ہے۔ یعنی اندازہ سے لینا۔

فائدہ:......جس طرح اندازہ سے خریدی گئی اشیاء میں قبضہ ضروری ہے، اس کے بغیر بیچنا جائز نہیں ہے، جمہور ائمہ کے نزدیک کیل و اوزان سے لی گئی اشیاء کا بھی یہی حکم ہے۔ اور جمہور کے نزدیک ناپ اور تول والی اشیاء کے ڈھیر کو اندازاً خریدنا جائز ہے وہاں اگر اشیاء کا باہمی تبادلہ ہے تو پھر اگر ایک جنس کی اشیاء ہیں اور ربوٰ (سود) الفضل کا (کمی وبیشی) کا احتمال ہے تو پھر جائز نہیں ہے۔ اگلی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ناجائز خرید و فروخت کرنے والوں کو تعزیر لگانا درست ہے۔

[3846] ٣٦۔(١٥٢٧) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُمْ كَانُوا يُضْرَبُونَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتّٰى يُحَوِّلُوهُ

[3846] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں مار پڑتی تھی جب وہ اندازاً غلہ خرید کر اسی جگہ فروخت کر دیتے اور اسے وہاں سے منتقل نہ کرتے۔

[3845] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٤٤)

[3846] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحدود باب: كم التعزير والادب برقم (٦٨٥٢) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في بيع الطعام قبل ان يستوفى برقم (٣٤٩٨) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع ما يشترى من الطعام جزافا قبل ان ينقل من مكانه برقم (٤٦٢٢) انظر (التحفة) برقم (٦٩٣٣)

[3847] ٣٨-(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيىٰ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدْرَأَيْتُ النَّاسَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ابْتَاعُوا الطَّعَامَ جِزَافًا يُضْرَبُونَ فِي أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِمْ وَذٰلِكَ حَتّٰى يُؤْوُوهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَشْتَرِي الطَّعَامَ جِزَافًا فَيَحْمِلُهٗ اِلٰى اَهْلِهٖ۔

[3847]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگوں کو دیکھا کہ جب وہ اناج کا ڈھیر خریدتے اور اس جگہ بیچ دیتے، تو انہیں مار پڑتی، حتیٰ کہ وہ اسے اپنے گھر منتقل کر لیتے، ابن شہاب کہتے ہیں، مجھے عبید اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا، اس کے ابا جان جب غلہ کا ڈھیر خریدتے تو اسے اپنے گھر اٹھا لے جاتے۔

فائدہ:......اگر ایک انسان نے کوئی چیز ناپ تول سے خریدی ہے اور آگے اسی طرح فروخت کرنی ہے تو اس کا دوبارہ ناپ تول کرنا ہوگا، اور اگر ڈھیر خریدا ہے تو قبضہ کرنے کے بعد اس کو ڈھیر کی صورت میں بیچنا درست ہے۔ اگر ایک چیز ناپ تول کر لی ہے تو قبضہ کے بعد اس کو ڈھیر کی صورت میں بیچا جا سکتا ہے۔ اگر ڈھیر خریدا ہے، تو اس کو ناپ تول کر کے دینا بھی جائز ہے، لیکن اگر ایک آدمی نے ایک مال یا غلہ، ناپ تول سے خریدا ہے اور وہ اسے دوسرے آدمی کو ناپ تول سے دینا چاہتا ہے اور دوسرا آدمی پہلے تول یا ناپ کو دیکھ رہا ہے تو کیا پہلے ناپ تول کو کافی سمجھا جا سکتا ہے یا دوبارہ ناپ تول کرنا ہوگا؟ تو اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ ناپ یا تول دوبارہ کیا جائے۔

[3848] ٣٩-(١٥٢٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالُوا نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ((**مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَكْتَالَهٗ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ مَنِ ابْتَاعَ**)).

[3848]۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اناج خریدا، اس کا ناپ لیے بغیر فروخت نہ کرے۔ ابوبکر کی روایت میں اشتری کی جگہ ابتاع ہے، دونوں کا معنی خریدنا ہے۔

[3847] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: من راى اذا اشترى طعاما جزافا ان لا يبيعه حتى يوديه الى رحله والادب في ذلك برقم (٢١٣٧) انظر (التحفة) برقم (٦٩٩٣)

[3848] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٨٥)

[3849] ٤٠-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لِمَرْوَانَ أَحْلَلْتَ بَيْعَ الرِّبَا فَقَالَ مَرْوَانُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَحْلَلْتَ بَيْعَ الصِّكَاكِ وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يُسْتَوْفَى قَالَ فَخَطَبَ مَرْوَانُ النَّاسَ فَنَهَى عَنْ بَيْعِهَا قَالَ سُلَيْمَانُ فَنَظَرْتُ إِلَى حَرَسٍ يَأْخُذُونَهَا مِنْ أَيْدِي النَّاسِ.

[3849]۔سلیمان بن یسار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کو کہا، تو نے سود کو جائز قرار دے دیا ہے، تو مروان رضی اللہ عنہ نے پوچھا، میں نے کیا کیا ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، تو نے دستاویز (ہنڈی) کی بیع کو جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اناج کو قبضہ میں لیے بغیر فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، تو مروان نے لوگوں کو خطاب کیا اور دستاویز کی بیع سے روک دیا، سلیمان کہتے ہیں میں نے سپاہیوں (محافظوں) کو دیکھا، وہ دستاویز لوگوں کے ہاتھوں سے چھین رہے تھے۔

مفردات الحدیث ❊ **صِكَاك**: صَك کی جمع ہے جو فارسی لفظ چک کی تعریب (عربی بنانا) ہے، تحریر، نوشتہ، اس سے مراد قرضہ کی ادائیگی کی دستاویز ہے۔ مثلاً آج کل زمیندار، کاشتکار مل والوں کو گنا فروخت کرتے ہیں، تو وہ انہیں ایک رسید دے دیتے ہیں جس میں یہ لکھا ہوتا ہے، یہ گنا اتنے من ہے اس بھاؤ پر اس کی اتنی قیمت بنتی ہے اور یہ ایک ماہ بعد فلاں تاریخ کو ادا کر دی جائے گی، کاشتکار یا زمیندار وہ رقم فوراً لینا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ رسید کسی اور انسان کو کم قیمت پر فروخت کر دیتا ہے، اس دور میں بیت المال کی طرف سے لوگوں کا غلہ یا رقم کے لیے تحریر ملتی تھی کہ فلاں ماہ اس کو اتنا غلہ یا رقم مل جائے گی اور لوگ اس کو وقت مقررہ کے آنے سے پہلے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے، حضرت ابو ہریرہ نے اس کمی وبیشی کو سود قرار دیا ہے۔ اور اس کی ممانعت کی وجہ یہی بیان کی ہے کہ یہ قبضہ سے پہلے فروخت کرنا ہے۔

فائدہ :...... دستاویز یا چیک کسی دوسرے شخص کو نقد کم قیمت پر فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ قبضہ سے پہلے بیع ہے۔ پھر رقم کا رقم سے کمی وبیشی کے ساتھ معاوضہ اور اس میں نسیہ ادھار بھی ہے، حالانکہ ایک کرنسی کا مبادلہ ہاتھوں ہاتھ اور برابر ہونا چاہیے، نیز اس میں غرر (دھوکا) بھی ہے، معلوم نہیں وہ رقم اس وقت ملے یا نہ ملے، جیسا کہ آج کل ملوں والے کرتے ہیں، لوگوں کے کروڑوں روپے ان کے ذمہ ہیں، انہیں دستاویز کی بیع کے تحت، علماء حقوق مجردہ کی بحث کرتے ہیں۔ علامہ تقی عثمانی نے ان کی چار قسمیں بنائی ہیں:

[3849] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٨٥)

(۱) حقوق شرعیہ، جو شریعت سے ثابت ہیں، مثلاً شفعہ کا حق، حق ولاء (نسبت کا حق) حق نسب، حق قصاص، حق طلاق، یہ حقوق کسی کی طرف منتقل نہیں ہو سکتے اس لیے ان کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے۔

(۲) مال یا رقم کی وصولی کا حق، مثلاً ایک آدمی نے اپنا کوئی سامان یا چیز فروخت کی، تو اس کو قیمت کی وصولی کا حق مل گیا، یا کسی نے دوسرے انسان کو قرضہ دیا، تو اسے اپنے قرضہ کی وصولی کا حق مل گیا، یا حکومت نے کسی انسان کے لیے انعام دینے کا یا کسی ادارہ کو گرانٹ دینے کا اعلان کیا، تو اس کو اپنا انعام اور گرانٹ لینے کا حق مل گیا، اب ان سب صورتوں میں کوئی انسان اپنے حق وصولی کو دوسرے کو فروخت کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ رقم اسے کچھ عرصہ بعد ملنی ہے اور اسے فوری ضرورت ہے تو کیا یہ جائز ہے؟ ظاہر ہے اس کی صورت چیک یا دستاویز کی فروخت والی ہے اس کے تحت بلز آف ایکسچینج (Bills Exehange) آتے ہیں، جس کو اردو میں ہنڈی اور عربی میں کمبیلات کہتے ہیں۔ مثلاً ایک انسانی اپنا سامان تین ماہ کے ادھار پر بیچ دیتا ہے اور خریدار اس کو چیک دے دیتا ہے، جو وہ تین ماہ بعد وصول کر سکے گا یا ایک دستاویز تحریراً لکھ دی، چیک کی صورت میں مال فروخت کرنے والا چیک ایک بینک کے پاس لے جاتا ہے اور اسے جا کر کم رقم پر فروخت کر دیتا ہے، جس کو کمیشن کا نام دیا جاتا ہے، رقم کی ادائیگی کی معیاد جتنی زیادہ ہوگی کمیشن اتنا ہی زیادہ ہوگا اور میعاد جس قدر کم ہوگی، اس مناسبت سے کمیشن کم ہوگا اور ایک بینک، بسا اوقات یہ چیک دوسرے بینک کو فروخت کر دیتا ہے، ظاہر اس کا حکم بھی مذکورہ بالا دستاویز والا ہے۔

(۳) دستاویز یا وثیقہ کی بنیاد پر فائدہ اٹھانا، مثلاً ایک کمپنی نے کسی کو شخصی طور پر، ہوائی جہاز کا ٹکٹ دیا ہے یا کسی ادارہ نے اپنے ملازم کو ریل یا بس کا ٹکٹ دیا ہے، جس پر وہ ملازم ہی سفر کر سکتا ہے تو ایسے ٹکٹ فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے، ہاں اگر اس کو آگے دینے کی اجازت ہو تو پھر وہ آگے فروخت کر سکتا ہے یا ہبہ کر سکتا ہے، یہی حال امپورٹ اور روٹ پرمٹ کی ہے، اگر کسی انسان نے خاص طور پر حکومت سے اپنے لیے حاصل کیا ہے، اور صرف یہ غرض ہے کہ اس کو آگے فروخت کر کے پیسہ کمایا جائے تو اس کا مقصد تجارت یا کاروبار کرنا اور بسیں چلانا نہیں ہے، تو یہ رشوت ہے جو جائز نہیں ہے۔ اور اس سے ان لوگوں کا حق مارا جاتا ہے جو یہ کام کر سکتے ہیں۔

(۴) کسی سے کوئی معاہدہ کرے یا توڑنے کا حق، مثلاً مکان یا دوکان جو کرایہ پر ہیں، ان کی پگڑی کہ دوکان یا مکان کا مالک جب یہ چیزیں کرایہ پر دیتا ہے تو اس سے کرایہ کے سوا پیشگی کچھ رقم وصول کر لیتا ہے، جس کی بناء پر وہ اس سے مکان یا دوکان چھڑا نہیں سکتا اور طے شدہ شرط کے مطابق کرایہ وصول کرتا رہے گا، اور کرایہ دار یہ مکان یا دوکان آگے کسی اور کو کرایہ پر دیتا ہے اور اس سے پگڑی وصول کرتا ہے، تو یہ بھی قبضہ دینے کی رقم وصول کرتا ہے اور قبضہ دینا بھی حقوق مجردہ میں آتا ہے یہ کوئی حسی یا مادی چیز نہیں ہے اس لیے جائز نہیں ہے، بعض حضرات نے حقوق اشاعت کو بھی اس کے تحت داخل کیا ہے، علامہ تقی عثمانی نے اپنے والد مفتی محمد شفیع کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مصنف اپنا مسودہ کسی ناشر کو فروخت کر سکتا ہے، لیکن ناشر ایک دفعہ طبع کرنے کے بعد حق اشاعت اپنے لیے

مخصوص نہیں کرسکتا، لیکن ظاہر بات ہے کہ ایک ناشر نے تو مصنف کو اس کا حق ادا کر کے کتاب چھاپی ہے، تو اب دوسرا ناشر بغیر معاوضہ کے اگر کتاب شائع کرے گا یا کتاب کا فوٹو لے کر شائع کر دے گا تو اس کا خرچ پہلے ناشر کے مقابلہ میں بہت کم آئے گا، اس لیے وہ کتاب سستی فروخت کرے گا، اس سے پہلے ناشر کو نقصان ہوگا۔ کیونکہ پہلے ناشر نے مصنف کو رائلٹی دی، کتاب کی کتابت کرائی اور اس کی اجرت ادا کی، پھر نظر ثانی یا تصحیح کرنے والے کو رقم دی اور پھر انتہائی محنت کر کے کتاب کو مارکیٹ میں متعارف کرایا، اس پر اس کا خرچہ اٹھایا، اب دوسرا ناشر محض فوٹو لے کر اس کو شائع کر دیتا ہے تو کیا پہلے ناشر کو نقصان نہیں ہوگا؟ اس لیے اصل ناشر کی اجازت کے بغیر اس کو جائز قرار دینا یا حقوق طباعت کو ناجائز قرار دینا درست نہیں ہے، ہاں اگر اصل ناشر نے اس کی اشاعت بند کر دی ہے یا اس کو اس کی اشاعت پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو پھر دوسرے ناشر کو اجازت ہونی چاہیے۔

[3850] ٤١-(١٥٢٩) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا ابْتَعْتَ طَعَامًا فَلَا تَبِعْهُ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَهُ))

[3850]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے جب تم اناج خریدو تو اسے ناپ تول کیے بغیر یعنی قبضہ میں لیے بغیر آگے فروخت نہ کرو۔

٩...... بَاب: تَحْرِيمِ بَيْعِ صُبْرَةِ التَّمْرِ الْمَجْهُولَةِ الْقَدْرِ بِتَمْرٍ

باب ٩: کھجور کا وہ ڈھیر جس کی مقدار معلوم نہیں ہے، اس کو کھجوروں کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے

[3851] ٤٢-(١٥٣٠) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ قَالَ سَمِعْتُ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيلُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ۔

[3851]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کھجوروں کا ڈھیر جس کے ناپ کا علم نہیں ہے، اس کو کھجوروں کے معین (معلوم) ناپ کے عوض بیچا جائے۔

[3850] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٤٨)

[3851] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: بیع الصبرة من الثمرة لا یعلم مکیلا بالکیل المسمی من التمر برقم (٤٥٦١) وفی باب: بیع الصبرة من الطعام بالصبرة من الطعام برقم (٤٥٦٢) انظر (التحفة) برقم (٢٨٢٠)

[3852] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ مِنَ التَّمْرِ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ.

[3852]۔امام صاحب ایک اور استاد سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں حدیث کا آخری لفظ من التمر (کھجوروں سے) بیان نہیں کیا گیا۔

فائدہ:...... چونکہ دونوں کھجوریں ہیں اور ایک جنس کی اشیاء میں برابر، برابر ہونا ضروری ہے اور جب ایک ڈھیر کی کھجوروں کی مقدار معلوم نہیں ہے اور اس کے عوض میں متعین مقدار کی کھجوریں دی جا رہی ہیں، تو اس صورت میں اس میں کمی بیشی کا خطرہ ہے اور ایک جنس کی اشیاء میں جب وہ کھانے کے قابل ہوں، تو بالاتفاق کمی بیشی سود ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔

۱۰...... بَاب: ثُبُوتِ خِيَارِ الْمَجْلِسِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ

باب ۱۰: بائع اور مشتری کو خیار مجلس حاصل ہے

[3853] ۴۳-(۱۵۳۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**الْبَيِّعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ**)).

[3853]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معاملہ بیع کے دونوں فریقوں کو ایک دوسرے کے عقد کو فسخ کرنے کا اختیار ہے، جب تک وہ الگ الگ نہ ہوں، سوائے اختیار والی بیع کے۔

[3854] (. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ

[3852] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٨٢٩)

[3853] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا برقم (٢١١١) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في خيار المتبايعين برقم (٣٤٥٤) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه برقم (٤٤٧٧) انظر (التحفة) برقم (٨٣٤١)

[3854] طريق زهير بن حرب ومحمد بن المثنى اخرجه النسائي في (المجتبى) في البيوع باب: ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه برقم (٤٤٧٨) انظر (التحفة) برقم (٨١٨٠)←

ح قَالَ وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوالرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَانَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

[3854]۔امام صاحب سات سندوں سے اپنے گیارہ اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3855] ٤٤۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ ((إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيعًا أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ)).

[3855]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو آدمی باہمی بیع کر لیں، تو ان میں سے ہر ایک کو بیع کو فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے، جب تک وہ الگ الگ نہ ہوں اور دونوں اکٹھے ہوں، یا ان میں سے ایک دوسرے کو اختیار دے دے، اگر ان میں سے ایک نے دوسرے کو اختیار دے دیا اور اس کے بعد انہوں نے بیع کر لی تو بیع لازم ہوگی، اور اگر بیع کرنے کے بعد دونوں جدا ہو گئے اور ان میں سے کسی نے بیع کو ختم نہ کیا (نہ چھوڑا) تو بھی بیع ثابت و لازم ہوگئی)

فائدہ:...... اگر دو آدمی کسی چیز کی خرید وفروخت کرتے ہیں، اور ان کا معاملہ باہمی طے ہو جاتا ہے تو وہ جب تک جس جگہ بیع ہوئی ہے وہیں موجود ہیں، تو ان دونوں (فروخت کرنے والا اور خریدنے والا) کو اس سودا کو فسخ کرنے

← وطريق ابى بكر بن ابى شيبة وطريق ابن نمير تفرد بهما مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٨٧) وبرقم (٨٠٩٧) وطريق زهير بن حرب وعلى بن حجر وطريق ابى الربيع اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى البيوع باب: اذا لم يوقت الخيار هل يجوز البيع برقم (٢١٠٩)۔ وابو داود فى (سننه) فى البيوع والاجارات باب: فى خيار المتبايعين برقم (٣٤٥٥) والنسائى فى (المجتبى) فى البيوع باب: ذكر الاختلاف على نافع فى لفظ حديثه برقم (٤٤٨١) وبرقم (٤٤٨٢) انظر (التحفة) برقم (٧٥١٢) وطريق ابن المثنى وابن ابى عمر اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى البيوع باب: ما جاء فى البيعين فى الخيار ما لم يتفرقا برقم (١٢٤٥) والنسائى فى (المجتبى) فى البيوع باب: ذكر الاختلاف على نافع فى لفظ حديثه برقم (٤٤٨٥) وبرقم (٤٤٨٦) انظر (التحفة) برقم (٨٥٢٢) وطريق ابن رافع تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٧٠٥)

[3855] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى البيوع باب: اذا خير احدهما صاحبه بعد البيع فقد ←

کا (توڑنے والا ختم کرنے کا) حق حاصل ہے۔ اس کو خیار مجلس کا نام دیا جاتا ہے، حدیث کے لفظ کا نا جمیعاً، ما لم یتفرقا کی توضیح وتفسیر کرتے ہیں کہ تفرق سے مراد، تفرق بالا بدان ہے، یعنی دونوں اس جگہ سے الگ الگ نہیں ہوئے۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا یہی معنی سمجھا ہے اور اس کے دوسرے راوی حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے بھی یہی معنی لیا ہے۔ احناف کا اصول یہ ہے کہ راوی کی رائے اور فہم مقدم ہے، اسی اصول کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہاں تفرق بالا بدان مراد ہے کیونکہ حضرت ابن عمر سودہ پختہ کرنے کے لیے مجلس بیع سے الگ ہو جاتے تھے۔ نیز حدیث کے الفاظ او یخیر احدھما الآخر، ان میں سے ایک دوسرے کو اختیار دے، اور ان تفرقا بعد ان تبایعا ولم یترك واحد منها البیع، اگر بیع کے بعد وہ دونوں الگ ہو گئے اور ان میں سے کسی نے بھی بیع کو ختم نہیں کیا، فقد وجب البیع، تو بیع لازم ہو گئی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، نیز حدیث میں اختیار، بیع کے بعد دیا گیا ہے، اور بیع ایجاب وقبول دونوں کے بعد ہوتی ہے، اس لیے فریقین کو معاملہ بیع، فسخ کرنے کا اس وقت تک اختیار رہتا ہے، جب تک وہ دونوں اسی جگہ موجود رہیں جہاں سودا طے پایا ہے، لیکن اگر کوئی ایک بھی اس جگہ سے ہٹ جائے اور چلا یا جائے یا الگ ہو جائے تو فسخ کا اختیار ختم ہو جائے گا۔ امام شافعی، امام احمد، اہل ظاہر اور محدثین کا یہی موقف ہے لیکن امام ابوحنیفہ (احناف) امام مالک (مالکیہ) کے نزدیک، تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے، یعنی جب بائع (فروخت کرنے والا) نے کہا، میں یہ چیز اتنے میں فروخت کرتا ہوں، تو اب مشتری (خریدار) کو اختیار ہے۔ وہ اس قول کو قبول کرے یا نہ کرے، حالانکہ جب تک سودا طے نہ ہوا تو بیع ہوئی ہی نہیں ہے، پھر اختیار کا کیا مطلب ہے؟ مالکیہ کہتے ہیں تفرق بالا بدان والا معنی، عمل اہل مدینہ کے خلاف ہے، تو کیا ابن عمر، ابو برزہ، امام زہری، ابن ابی ذئب سب مدنی نہیں ہیں، احناف نے اس حدیث کی تین تاویلیں کی ہیں: (۱) اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ جب مجلس میں ایک فریق نے بیع کا معاملہ پیش کیا، تو جب تک مجلس برقرار رہے، وہ الگ الگ نہیں ہوتے تو دوسرے فریق کو بیع کے قبول کرنے کا اختیار ہے، مجلس ختم ہونے کے بعد قبول کرنے کا اختیار ختم ہو جائے، تو جب تک دوسرے فریق نے سودا قبول ہی نہیں کیا تو یہ بیع کیسے ہو گئی؟ (۲) تفرق بالا بدان سے مراد، تفرق بالاقوال ہے، کیونکہ جب سودا طے ہو گیا، تو الگ الگ ہو سکتے ہیں لیکن اگر الگ الگ نہ ہوں تو کیا تفرق بالا بدان ہوگا؟ (۳) خیار مجلس سے مراد، اقالہ ہے، یعنی جب بیع کا معاملہ طے پا گیا اور اس کے بعد کسی فریق نے اپنی مصلحت سے معاملہ فسخ کرنا چاہا تو دوسرا فریق اگرچہ قانون شریعت کے تحت، مجبور نہیں ہے کہ وہ اس کے لیے رضا مند ہو جائے، لیکن اس کو اخلاقی طور پر اس پر راضی ہو جانا چاہیے، ظاہر ہے یہاں پر ایک فریق کو اختیار نہیں ہے، کیونکہ وہ دوسرے فریق کی رضا

← وجب البیع برقم (۲۱۱۲) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: ذکر الاختلاف علی نافع فی لفظ حدیثه برقم (٤٤٨٣) وبرقم (٤٤٨٤) وابن ماجه فی (سننه) فی التجارات باب: البیعان بالخیار ما لم یفترقا برقم (۲۱۸۱) انظر (التحفة) برقم (۸۲۷۲)

مندی کا پابند ہے، اس لیے علامہ تقی عثمانی احناف کے تمام دلائل لکھنے کے بعد کہتے ہیں کہ احناف نے اس حدیث کے سلسلہ میں جتنے عذر پیش کیے ہیں، حقیقت یہ ہے دل ان پر مطمئن نہیں ہے۔ ففی جمیع دلائلھم وتاویلاتھم عندی نظر، ان کے تمام دلائل اور تاویلات میرے نزدیک محل نظر ہیں، کیونکہ خود ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث سے تفرق ابدان اور خیار مجلس مراد لیا ہے۔ (تکملہ فتح الملہم: ج ۱ص ۳۷۳)

[3856] ٤٥-(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَمْلَى عَلَيَّ نَافِعٌ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا تَبَايَعَ الْمُتَبَايِعَانِ بِالْبَيْعِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونُ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَإِذَا كَانَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ)) زَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ إِذَا بَايَعَ رَجُلًا فَأَرَادَ أَنْ لَا يُقِيلَهُ قَامَ فَمَشَى هُنَيَّةً ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ.

[3856]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بائع اور مشتری دونوں بیع کر لیں، تو دونوں میں سے ہر ایک کو اپنی بیع کے فسخ کا حق حاصل ہے، جب تک کہ الگ الگ نہ ہوں یا ان کی بیع خیار سے ہوئی ہو، تو جب ان کی بیع خیار سے ہوئی ہے، تو بیع لازم ہوگئی ہے۔

نافع کہتے ہیں، اس بنا پر ابن عمر جب کسی آدمی سے بیع کرتے اور اس میں اقالہ (واپسی) نہ کرنا چاہتے، تو وہاں سے اٹھ کھڑے ہوتے، اور کچھ دیر ادھر ادھر چل پھر لیتے (تا کہ مجلس ختم ہو جائے) پھر واپس آ جاتے۔

فائدہ: ......اس حدیث میں اقالہ سے مراد، بیع کا فسخ ہے، کیونکہ اقالہ کا مدار تو فریقین کی رضا مندی پر ہے، اور یہ اقالہ مجلس کے خاتمہ کے بعد بھی ہو سکتا ہے، اس لیے اقالہ سے بچنے کے لیے مجلس کو ختم کرنا کافی نہیں ہے، اور یہ بھی ممکن ہو کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس حدیث کا پتہ نہ ہو کہ اقالہ سے بچنے کے لیے مجلس ختم نہیں کرنی چاہیے اور ایک فریق اقالہ کرنا چاہے تو دوسرے فریق کو اس پر راضی ہو جانا چاہیے۔

[3857] ٤٦-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعُ الْخِيَارِ)).

[3856] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: ذکر الاختلاف علی نافع فی لفظ حدیثه برقم (٤٤٨٠) انظر (التحفة) برقم (٧٧٧٩)

[3857] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: ذکر الاختلاف علی عبدالله بن دینار فی لفظ هذا الحدیث برقم (٤٤٨٧) انظر (التحفة) برقم (٧١٣١)

[3857] ۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کی بیع اس وقت تک لازم نہیں ہوتی، جب تک وہ الگ الگ نہ ہو جائیں الا یہ کہ بیع خیار پر ہوئی ہو۔

فائدہ :...... الا بيع الخيار: کا معنی جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے کو کہے، اختر، ایک چیز کا انتخاب کرلو، یعنی بیع کو فسخ کرلو یا لازم کرلو، کیونکہ دوسری احادیث سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے، ایک حدیث میں گزرا ہے،ان خير احدهما الآخر، اگر ایک نے دوسرے کو اختیار دیا۔ فتبايعا على ذالك، اس پر بیع ہوگئی تو فقد وجب البيع، بیع لازم ہوگئی۔

دوسری حدیث میں ہے: اذا كان بيعهما عن خيار، فقد وجب البيع، اگر دونوں نے خیار سے بیع کی ہے تو بیع لازم ہوگئی ہے۔ اور احناف نے اس کا یہ معنی لیا ہے کہ بیع خیار شرط پر ہوئی ہو یعنی ایک فریق نے دوسرے کو اختیار دیا ہو کہ تمہیں تین دن تک واپسی کا اختیار ہے، تو اس صورت میں، مجلس کے خاتمہ کے بعد بھی مدت مقررہ تک اختیار حاصل ہوگا۔

اور شوافع کے نزدیک جمہور والا معنی ہے کہ اگر مجلس میں اختیار دے دیا گیا ہے اور دوسرے فریق نے بیع کی توثیق کردی ہے، تو بیع لازم ہوگئی ہے اور اب خیار مجلس ختم ہوگیا ہے اور بعض نے یہ معنی کیا ہے، تفرق ابدان کا اختیار اس صورت میں ختم ہو جائے گا، جب مجلس میں اختیار کو ختم کر دیا گیا ہے، ایک فریق نے دوسرے کو کہہ دیا ہے، اب یہ سودا فسخ نہیں ہو سکے گا۔ اگر مجلس میں ایک فریق نے دوسرے کو مجلس کے بعد بھی سودا فسخ کرنے کا اختیار دیا ہے، جس کو خیار شرط کہتے ہیں تو شوافع اور احناف کے نزدیک اس کی مدت تین دن سے زائد نہیں ہوسکتی۔

امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد، اسحاق کے نزدیک فریقین اپنی مرضی سے جتنی مدت چاہیں مقرر کر سکتے ہیں۔ اگر خیار شرط کی صورت میں مدت مقرر نہیں کی، تو شوافع اور احناف کے نزدیک بیع باطل ہوگی، امام اوزاعی کے نزدیک یہ شرط باطل ہوگی اور بیع درست ہوگی، مالکیہ کے نزدیک شئی کی مناسبت سے مدت کی تعیین کر دی جائے گی۔ اور امام احمد اور اسحاق کے نزدیک اختیار ہمیشہ کے لیے حاصل ہو جائے گا۔

۱۱...... بَاب الصِّدْقِ فِي الْبَيْعِ وَالْبَيَانِ

باب ۱۱: بیع میں سچ بولنا اور حقیقت حال بیان کر دینا

[3858] ٤٧-(١٥٣٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ

[3858] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: اذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا برقم ←

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا)).

[3858]۔امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کو اختیار حاصل ہے، جب تک وہ علیحدہ نہ ہوں اگر وہ دونوں سچ بولیں گے اور اپنی اپنی چیز کے عیب کو بیان کر دیں گے تو دونوں کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر دونوں جھوٹ بولیں گے اور عیب کو چھپائیں گے، تو ان کی بیع کی برکت مٹا دی جائے گی۔

[3859] (...) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِي: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ . قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، عَنِ النَّبِيِّ . بِمِثْلِهِ۔

قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ: وُلِدَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ . وَعَاشَ مِائَةً وَعِشْرِينَ سَنَةً۔

[3859]۔امام صاحب اپنے استاد عمرو بن علی کی دوسری سند سے بھی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

اور امام مسلم بن حجاج فرماتے ہیں، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے تھے اور ایک سو بیس سال تک زندہ رہے۔

فائدہ:...... سامان کی خرید و فروخت میں اگر بائع اور مشتری دونوں سچ بولیں، بائع مشتری کو سامان کی صحیح صورت وکیفیت اور کوالٹی سے آگاہ کرے اور مشتری، قیمت صحیح صحیح ادا کرے اور دونوں اگر سامان یا قیمت (نقدی) میں کوئی عیب ونقص ہو تو اس کو بیان کردیں، تو یہ سودا ان کے لیے برکت کا باعث ہوگا، اس کے برعکس اگر وہ جھوٹ بولیں گے اور اپنی اپنی چیز کے عیب ونقص کو چھپائیں گے تو سودے میں برکت نہیں رہے گی۔ اس حدیث کے راوی حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں جو حادثہ فیل سے تیرہ سال پہلے کعبہ کے اندر پیدا ہوئے تھے اور حضور اکرم ﷺ کی بعثت نبوت سے پہلے ہی سے آپ سے تعلق خاطر رکھتے تھے، جو آپ کے دعویٰ نبوت کے بعد بھی برقرار رہے، لیکن وہ مسلمان فتح مکہ کے سال ہوئے، اور وہ قریش کی پارلیمنٹ ہاؤس کے منتظم تھے۔

←(٢٠٧٩) وفي باب: ما يحق الكذب والكتمان في البيع برقم (٢٠٨٢) وفي باب: كم يجوز الخيار برقم (٢١٠٨) وفي باب: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا برقم (٢١١٠) وفي باب: اذا كان البائع بالخيار هل يجوز البيع برقم (٢١١٤) وابو داود في (سننه) في البيوع باب: البيوع والاجارات باب: في خيار المتبايعين برقم (٣٤٥٩) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في البيعين بالخيار ما لم يتفرقا برقم (١٢٤٦) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: ما يجب على التجار من التوفية في مبايعتهم برقم (٤٤٦٩) وفي باب وجوب الخيار للمتبايعين قبل افتراقهما برقم (٤٤٧٦) انظر (التحفة) برقم (٣٤٢٧)

[3859] تقدم تخريجه الحديث السابق برقم (٣٨٣٦)

۱۲...... بَاب :مَنْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ

باب ۱۲: جو شخص سودا کرنے میں دھوکا کھا جائے

[3860] ٤٨ ـ (١٥٣٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرُونَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ لَا خِلَابَةَ)).

[3860] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ اسے سودوں میں دھوکا دیا جاتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جس سے بیع کرو، اس سے کہہ دو، دھوکا نہیں ہونا چاہیے، تو وہ جب سودا کرتا تو کہہ دیتا، دھوکا نہیں کرو گے۔

[3861] (...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ بِهٰذَا الْاَسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا فَكَانَ إِذَا بَايَعَ يَقُوْلُ خَلَابَةَ۔

[3861] ۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ سودا کرتے وقت لا خلابة کہتا تھا۔

مفردات الحدیث

لَا خِلَابَةَ: خـديعه: اور دھوکا نہیں ہونا چاہیے، مقصد یہ ہے کہ اس سودا میں، دھوکا نہیں ہونا چاہیے وگرنہ وہ اس کا پابند نہیں ہوگا، کیونکہ دین خیر خواہی کا نام ہے، وہ دھوکے کی اجازت نہیں دیتا۔

فائدہ :...... حضرت حبان بن منقذ یا منقذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کچھ کم عقل تھے اور زبان بھی صاف نہیں تھی، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو یہ الفاظ، لا خلابة بتا دیئے تا کہ دوسرا فریق ان کی خیر خواہی اور ہمدردی ملحوظ رکھتے ہوئے، ان سے سودا کرے، لیکن وہ زبان کی لکنت کی وجہ سے خلابة یا خدیعہ کا لفظ بولنے کی بجائے کبھی خیلابة کہہ دیتے کبھی، خذابة یا خیلابة، مقصود خلابة ہوتا، اس حدیث کی بناء پر، ایک ایسا انسان جو نا تجربہ کار یا خرید وفروخت میں اناڑی ہے، بھاؤ تاؤ نہیں کرتا، بائع جو مانگے دے دیتا ہے، اگر بائع اس کو بہت مہنگی چیز دے، تو کیا اس کو سودا

[3860] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٣٩)

[3861] طريق ابى بكر بن ابى الشيبة اخرجه البخاري فى (صحيحه) فى الاستقراض باب: ما ينهى عن اضاعة المال وقوله تعالى: ﴿والله لا يحب الفساد﴾ برقم (٢٤٠٧) انظر (التحفة) برقم (٧١٥٢) وطريق محمد بن المثنى تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٩٢)

فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا یا نہیں؟ ائمہ کا اختلاف ہے، حنابلہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک اگر ناتجربہ کار کو چیز عام معمول سے زیادہ مہنگوں داموں بیچی ہے تو اسے خیار فسخ حاصل ہوگا، مثلاً ایک چیز عام طور پر دس روپے کی ہے وہ اسے پندرہ میں دیتا ہے، تو اسے سودا فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا، لیکن شوافع، احناف اور اکثر مالکیہ کے نزدیک تجربہ کار، عقل مند کی طرح ناتجربہ کار اور کم عقل کو بھی سودا مہنگا ہونے کی بنا پر، فسخ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے اور یہ حدیث یا تو حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے یا اس کا تعلق خیار شرط کے ساتھ ہے، خیار شرط کی صورت میں، اس کو سودا فسخ کرنے کا حق حاصل ہوا، اور خیار شرط کی وضاحت بیع الخیار کے تحت گزر چکی ہے، لیکن بقول علامہ سعید، متاخرین احناف نے اس صورت میں فسخ کا اختیار دیا ہے۔ علامہ تقی عثمانی نے بھی یہی بات لکھی ہے (تکملہ، ج ۱ص ۱۸۰)

صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے، اس کو اقالہ کے تحت اخلاقی طور پر واپس کرنے کا حق ہونا چاہیے۔

۱۳...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ بُدُوِّ صَلَاحِهَا بِغَيْرِ شَرْطِ الْقَطْعِ

باب ۱۳: توڑنے کی شرط لگائے بغیر، پھلوں کی فصل تیاری سے پہلے (پکنے کی صلاحیت کے ظہور سے پہلے) خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہے

[3862] ۴۹-(۱۵۳۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ.

[3862]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے پھلوں کی بیع سے حتیٰ کہ ان میں پکنے کی صلاحیت نمایاں ہو جائے یعنی پختگی آ جائے، آپ ﷺ نے بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو منع فرمایا۔

[3863] (. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[3863]۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... جس طرح ہمارے ملک میں آج کل یہ رواج ہے کہ پھلوں کے باغ، فصل تیار ہونے سے بہت پہلے فروخت کر دیئے جاتے ہیں، اسی طرح عرب میں کھجور اور انگور کے باغ اور درختوں کے پھل تیاری سے پہلے فروخت کر دیے جاتے تھے۔ اس طرح کھیتوں میں پیدا ہونے والا غلہ بھی، تیاری سے پہلے ہی فروخت کر دیا جاتا

[3862] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها برقم (٢١٩٤) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها برقم (٣٣٦٧) انظر (التحفة) برقم (٨٣٥٥)

[3863] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٩٨٦)

تھا، اور جب تیز آندھی چلتی یا زور دار بارش ہوتی یا اولے گرتے تو پھلوں اور غلہ کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا یا ان میں کسی خرابی وفساد یا بیماری کے پیدا ہونے کی بنا پر فصل نہ پکتی، تو فریقین میں نزاع اور جھگڑا پیدا ہو جاتا، کیونکہ مشتری کو قیمت ادا کرنا مشکل ہو جاتا۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے بدو صلاح سے پہلے پھل یا غلہ بیچنے سے منع فرمایا۔

بـدو یـا بدو صلاح کی تفسیر: احناف کے نزدیک اس کا معنی ہے کہ پیداوار آفت اور فساد و بگاڑ سے محفوظ ہو جائے اور شوافع کے نزدیک اس کا معنی ہے پکنے کے آثار اور حلاوت وشرینی پیدا ہو جائے اور مختلف احادیث کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے یہ دونوں چیزیں مطلوب ہیں، کیونکہ بعض پھلوں میں یہ دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں کہ جب تک وہ پھل زردی یا سرخی مائل نہ ہوں یا ان میں مٹھاس پیدا نہ ہو تو وہ آفت سے محفوظ نہیں ہوتے۔

بدوصلاح سے پہلے بیع کرنے کا حکم اگر پھل ابھی ظاہر ہی نہیں ہوا تو بالاتفاق، معدوم چیز کی بیع ہونے کی بنا پر یہ بیع باطل ہے، لیکن اگر بدوصلاح سے پہلے پھل کی پیدائش کے بعد بیع ہوئی ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) بائع نے مشتری کو فوری طور پر کچا پھل توڑ لینے کی شرط پر بیچا ہے، تو جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے کیونکہ یہاں پھل کا پکانا مطلوب ہی نہیں ہے۔ (۲) مشتری اس شرط پر خریدے کہ میں درختوں پر پکاؤں گا تو یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔ (۳) بیع بغیر کسی شرط کے ہوتی ہے، یعنی فوری توڑنے یا پکانے کی شرط نہیں لگائی گئی، اس صورت میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ناجائز ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے، لیکن بائع مشتری کو فوری طور پر توڑنے پر مجبور کر سکے گا، اور بقول حافظ ابن حجر، امام بخاری کا رجحان اسی طرف ہے۔ (فتح الباری: ج ۴ ص ۵۰۳، مکتبہ دارالسلام) اور امام زہری کا نظریہ یہی ہے لیکن آفت کی صورت میں بائع ذمہ دار ہوگا۔

بدوصلاح کے بعد بیع کرنے کا حکم:

اس کی بھی تین صورتیں ہیں: (۱) بائع نے فروخت کرتے وقت، فوری طور پر توڑنے کی شرط لگائی۔ (۲) مشتری نے درختوں پر پکانے کی شرط لگائی۔ (۳) بلاشرط فروخت کیا گیا۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تینوں صورتیں جائز ہیں اور آخری صورت میں مشتری پکانے کے بعد پھل توڑ سکے گا، پہلے توڑنا چاہے تو یہ اس کی مرضی ہے، امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک پہلی اور تیسری صورت جائز ہے اور دوسری صورت میں بیع فاسد ہے، یعنی بیع فی نفسہ صحیح ہے لیکن شرط لگانا درست نہیں ہے، اور تیسری صورت میں جب بائع کہے گا تو مشتری کو پھل توڑنا ہوگا، گویا کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک بدوصلاح سے پہلے ہو یا بعد میں فروخت کرنے کا ایک ہی حکم ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، حالانکہ حدیث سے واضح طور پر فرق ثابت ہو رہا ہے، امام محمد کے نزدیک اگر پھل اپنی پوری مقدار و جسامت تک پہنچ جائے، تو پھر پھل پکانے کی شرط لگانا، عرف کو ملحوظ رکھتے ہوئے، استحساناً جائز ہے، اگر احناف کا موقف تسلیم کر لیا جائے تو باغات کے پھلوں کو درختوں کے بیچنے کی کوئی صورت بھی آج کل جائز صورت میں موجود نہیں، کیونکہ بدوصلاح سے پہلے بیع ائمہ اربعہ

کے نزدیک بالاتفاق جائز نہیں ہے، اور بدو صلاح کے بعد درختوں پر پکانے کی شرط پر احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے، حالانکہ اگر بدو صلاح کے بعد بھی باغات فروخت کیے جاتے ہیں تو پکانے کی شرط پر ہی فروخت کیے جاتے ہیں، اس لیے ان کو اس مسئلہ کے لیے حیلے بہانے تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ حدیث کی رو سے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بدو صلاح کے بعد بیچنا جائز ہے، کسی تکلف میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں یہ حیلہ آسان ہے کہ بدو صلاح کے بعد باغ بلا شرط فروخت کیا جائے اور بائع مشتری کو اپنے طور پر پکنے تک اجازت دے دے۔

[3864] ٥٠-(١٥٣٥) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

[3864]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ اس کا پھل ظاہر ہو جائے اور بالیوں کی بیع سے حتیٰ کہ اس کا دانہ سخت ہو جائے اور وہ آفت سے محفوظ ہو جائے، بائع اور مشتری دونوں کو منع فرمایا۔

مفردات الحدیث ✻ ابن اعرابی کے نزدیک زها النخل يزهو کا معنی ہوگا اس کا پھل ظاہر ہو گیا، اور ازهٰى يزهى کا معنی ہوگا اس میں سرخی یا زردی پیدا ہو گئی اور جوہری کے نزدیک، زها اور ازهى دونوں کا معنی سرخی یا زردی کا ظاہر ہونا ہے۔ مقصد پکنے کی صلاحیت کا ظاہر ہونا ہے۔ عن السنبل حتى يبيض، بالی کا دانہ سخت ہو جائے اور پکنے کی صلاحیت کے ظاہر ہونے کی بنا پر آفت سے نکل جائے۔

[3865] ٥١-(١٥٣٤) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَتَذْهَبَ عَنْهُ الْآفَةُ)) قَالَ يَبْدُو صَلَاحُهُ حُمْرَتُهُ وَصُفْرَتُهُ.

[3865]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھل نہ بیچو کہ جب تک اس میں پکنے کی صلاحیت پیدا نہ ہو اور آفت کا خطرہ ٹل جائے، مراد اس کی اس کی سرخی اور زردی ہے (یہ ابن عمر کا قول ہے)

[3864] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في بيع الثمار قبل ان يبدوز صلاحها برقم (٣٣٦٨) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في كراهية بيع الثمرة حتى يبدو صلاحها برقم (١٢٢٧) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع السبل حتى يبيض برقم (٤٥٦٥) انظر (التحفة) برقم (٧٥١٥)

[3865] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٥٢٦)

[3866] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِيعُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ عَنْ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ لَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

[3866]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، لیکن صرف یبدو صلاحہ پکنے کی صلاحیت ظاہر ہو جانے تک بیان کرتے ہیں، اس کے بعد والا حصہ بیان نہیں کرتے۔

[3867] (. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَهَّابِ.

[3867]۔امام صاحب ایک اور استاد سے، بدو صلاح تک حدیث بیان کرتے ہیں۔

[3868] (. . .) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَعُبَيْدِاللّٰهِ.

[3868]۔امام صاحب ایک اور استاد سے حدیث نمبر ۴۹ کی طرح بیان کرتے ہیں۔

[3869] ۵۲۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ**)).

[3869]۔امام صاحب اپنے چار اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھل پکنے کی صلاحیت کے ظاہر ہونے تک نہ بیچو۔

[3870] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ ح قَالَ وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ فَقِيلَ لِابْنِ عُمَرَ مَا صَلَاحُهُ قَالَ تَذْهَبُ عَاهَتُهُ.

[3866] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٥٢٦)

[3867] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٧٠٧)

[3868] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٤٩٧)

[3869] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٤٠)

[3870] طريق زهير بن حرب تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٦٧) وطريق ابن المثنى اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: من باع ثماره او نخله او ارضعه او زرعه وقد وجب فيه العشر او الصدقة فادى الزكاة من غيره او باع ثماره ولم تجب فيه الصدقة برقم (١٤٨٦) انظر (التحفة) برقم (٧١٩٠)

[3870]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا، ظہور صلاحیت سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے جواب دیا، اس کی آفت کا خطرہ ختم ہو جائے۔

[3871] ٥٣-(١٥٣٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى أَوْ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَطِيبَ.

[3871]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا یا ہمیں پھلوں کو پختہ ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

[3872] ٥٤-(...) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.

[3872]۔امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، الفاظ محمد بن حاتم کے ہیں، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے پکنے کی صلاحیت کے ظہور سے پہلے پھل فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

[3873] ٥٥-(١٥٣٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَأْكُلَ مِنْهُ أَوْ يُؤْكَلَ وَحَتَّى يُوزَنَ قَالَ فَقُلْتُ مَا يُوزَنُ فَقَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْزَرَ۔

[3873]۔ابوالبختری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجوروں کی بیع کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کو بیچنے سے منع فرمایا، حتیٰ کہ وہ کھا سکے یا کھلا سکے اور وزن کے قابل ہو جائیں، تو میں نے پوچھا، وزن کے قابل ہونے سے کیا مراد ہے؟ تو ان کے پاس بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا، درخت پر اس کا اندازہ لگایا جا سکے۔

[3871] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٧٣٥)

[3872] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٥٢٠) وبرقم (٢٧١٤)

[3873] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع، برقم (٢٢٤٦) وفي باب: السلم في النخل برقم (٢٢٤٧) وبرقم (٢٢٤٨) و (٢٢٤٩) و (٢٢٥٠) انظر (التحفة) برقم (٥٦٦٠)

فائدہ :...... حَتّٰی یُحْزَرَ کا مقصد ہے اس کا اندازہ لگایا جا سکے کہ وہ کتنی ہوں گی، درختوں پر پھل کا اندازہ لگا لیا جاتا تھا کہ وہ پکنے کے بعد کتنا ہوگا، اور بعض نے اس کا یہ معنی کیا ہے کہ اس کی حفاظت وصیانت کی جائے، بہر حال اصل مقصد پکنے کی صلاحیت کا ظہور ہے، کیونکہ اس کے بعد ہی مالک اس کی حفاظت کا اہتمام کرتا ہے اور اس کی مقدار کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

[3874] ٥٦-(١٥٣٨) حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَبْتَاعُوا الثِّمَارَ حَتّٰی يَبْدُوَ صَلَاحُهَا)).

[3874]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھل پکنے کی صلاحیت کے ظہور سے پہلے نہ خریدو۔

١٤...... بَاب: تَحْرِيمِ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ إِلَّا فِي الْعَرَايَا

باب ١٤: تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے عوض بیچنا عرایا کے سوا جائز نہیں

[3875] ٥٨-(١٥٣٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ.

[3875]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پھل فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ ان کے پکنے کی صلاحیت ظاہر ہو جائے اور تازہ کھجور، خشک کھجور کے عوض بیچنے سے منع فرمایا۔

فائدہ :...... اگر درخت پر کھجور، توڑی ہوئی خشک کھجور کے عوض فروخت کی جائے تو اس کو بیع مزابنہ کہتے ہیں اور یہ عرایا کی صورت کے سوا بالاتفاق ناجائز ہے، لیکن اگر تازہ کھجور توڑ کر خشک کھجور کے عوض فروخت کی جائے تو یہ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین (ابو یوسف، محمد) کے نزدیک ناجائز ہے، اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نقد بنقد اور برابر برابر ہو تو جائز ہے، کمی وبیشی ہو یا ادھار ہو تو ناجائز ہے۔ علامہ سعید نے امام ابوحنیفہ کے موقف کو صحیح حدیث کے خلاف تسلیم کیا ہے اور صاحبین کے مسلک کو اختیار کیا ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ج ۴ ص ۲۰۴)

[3876] (١٥٣٩) قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ أَنْ تُبَاعَ۔

[3874] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٣٦٢٦)

[3875] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی البيوع باب: بيع الثمر قبل ان يبدو صلاحه برقم (٤٥٣٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٣٢) وطريق زيد بن ثابت سياتی تخريجه [3876] تقدم

[3876]۔ حضرت ابن عمر، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا کی رخصت دی ہے، یعنی فروخت کرنے کی عرایا کی تفسیر اگلے باب میں آ رہی ہے۔

[3877] ۵۸۔(۱۵۳۸) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ سَوَآءً.

[3877]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھل پکنے کی صلاحیت کے ظاہر ہونے سے پہلے نہ خریدو اور نہ تازہ کھجور، خشک کھجور سے خریدو۔

ابن شہاب کہتے ہیں یہی روایت مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر نے، اپنے باپ سے مرفوعاً سنائی۔

فائدہ:...... امام لیث کے نزدیک جب ایک علاقہ کے باغات میں سے کسی ایک باغ میں پکنے کی صلاحیت نمایاں ہوگئی ہے تو اس علاقہ کے تمام باغات کو بیچنا جائز ہے، مالکیہ کے نزدیک اگر دوسرے باغات بھی ساتھ ہی پکنے شروع ہو جائیں تب جائز ہے۔ امام احمد کے نزدیک ہر باغ کا اپنا لحاظ ہوگا، جس باغ میں بدوصلاح ہو جائے اس کو بیچا جا سکے گا، شوافع کے نزدیک ہر قسم کے پھل کا الگ الگ لحاظ ہوگا، جس نوع میں بدوصلاح ہو جائے اس کو بیچا جا سکے گا اور بعض کا خیال ہے ہر درخت کا الگ لحاظ ہوگا، صحیح بات یہ ہے اگر باغ فروخت کیا ہے تو جب بعض درختوں کا پھل پکنا شروع ہوگیا ہے تو باغ بیچا جا سکتا ہے، کیونکہ پھل بیک وقت نہیں پکتا، یکے بعد دیگرے تدریجاً پکتا ہے، اگر درخت الگ الگ بیچے ہیں تو پھر جس درخت کا پھل پکنے لگا ہے، اس کو بیچا جا سکے گا۔

[3878] ۵۹۔(۱۵۳۹) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ

[3877] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: بیع الثمر قبل ان یبدو صلاحه برقم (٤٥٣٣) وابن ماجه فی (سننه) فی التجارات باب: النهی عن بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحها برقم (٢٢١٥) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٢٨)

[3878] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی البیوع باب: بیع الزبیب بالزبیب والطعام بالطعام۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٧٣) وفی باب: بیع المزابنة برقم (٢١٨٤) وبرقم (٢١٨٨) وفی باب: تفسیر العرایا برقم (٢١٩٢) وفی المساقاة باب: الرجل یکون له ممر او شرب فی حائط او فی نخل برقم (٢٣٨٠) والترمذی فی (جامعه) فی البیوع باب: ما جاء فی العرایا والرخصة فی ذلك برقم (١٣٠٠) ←

وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ ثَمَرُ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ وَالْمُحَاقَلَةُ أَنْ يُبَاعَ الزَّرْعُ بِالْقَمْحِ وَاسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ بِالْقَمْحِ قَالَ وَأَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((لَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ)) وَقَالَ سَالِمٌ أَخْبَرَنِي عَبْدُاللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ أَوْ بِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِ ذٰلِكَ۔

[3878]۔حضرت سعید المسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے، مزابنہ یہ ہے کہ درختوں کا پھل، خشک کھجوروں کے عوض بیچا جائے اور محاقلہ یہ ہے کہ کھیتی، گندم کے عوض فروخت کی جائے یا زمین گندم کے عوض بٹائی پر دی جائے، اور ابن شہاب کہتے ہیں مجھے سالم بن عبداللہ نے رسول اللہ ﷺ سے بتایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پھل پکنے کی صلاحیت کے ظاہر ہونے سے پہلے نہ خریدو، نہ تازہ کھجور خشک کھجور کے عوض خریدو۔ اور حضرت سالم بیان کرتے ہیں (میرے باپ) عبداللہ نے مجھے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا کہ آپ ﷺ نے بعد میں عریہ کی صورت میں، تازہ اور خشک کھجوروں کا باہمی تبادلہ جائز قرار دیا اس کے سوا کی رخصت نہیں دی۔

فائدہ:...... یہ روایت حضرت سعید بن المسیب سے مرسلاً یعنی صحابی کے واسطہ کے بغیر براہ راست نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے اور سعید کبار تابعین میں سے ہیں، اور ان کی مرسل روایت قبول ہے کیونکہ مرفوع روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ بیع مزابنہ، درخت کا پھل، توڑی ہوئی کھجوروں سے بیچنا، یہ اس لیے ناجائز ہے کہ یہ ایک جنس کا پھل ہے، جس میں کمی وبیشی جائز نہیں ہے، لیکن درخت کا پھل، اس کا ناپ یا تول نہیں ہوسکتا، محض اندازہ لگایا جائے گا۔ جس میں کمی وبیشی کا امکان ہے، امام شافعی کے نزدیک سودی اشیاء میں مجہول کی مجہول مقدار سے بیع مزابنہ ہے اور امام مالک کے نزدیک ہر قسم کی اشیاء کی مجہول مقدار کی معلوم ناپ، وزن یا گنتی سے بیع مزابنہ ہے۔
محاقلہ: حقل کھیتی سے ہے، اس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں: (۱) گندم کے خوشوں اور بالیوں کی گندم سے بیع۔ (۲) تہائی یا چوتھائی پر زمین بٹائی پر دینا، جس کو مخابرہ کہا جاتا ہے اور بقول بعض زمین، متعین پیداوار کے عوض بٹائی پر دینا۔ مثلاً ایک ایکڑ تیس من گندم کے عوض بٹائی پر دینا۔ (۳) کچی کھیتی فروخت کرنا۔

← وبرقم (١٣٠٢) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع الثمر بالتمر برقم (٤٥٤٦) وفي باب: بيع الكرم بالزبيب برقم (٤٥٥٠) وفي باب: بيع العرايا بخرصها تمرا برقم (٤٥٥٢) وبرقم (٤٥٥٣) وفي باب: بيع العرايا بالرطب برقم (٤٥٥٤) وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: بيع العرايا بخرصها تمرا برقم (٢٢٦٨) وبرقم (٢٢٦٩) انظر (التحفة) برقم (٣٧٢٣)

جمہور ائمہ اور صاحبین کے نزدیک زمین مزارعت پر دینا کہ اس سے جو پیداوار نکلے گی اس کا اتنا حصہ مالک زمین کا ہوگا اور اتنا کسان اور کاشت کار کا جائز ہے، اور احناف کا فتویٰ اس کے مطابق ہے، زراعت کی یہ صورت ناجائز ہے کہ مالک یہ کہے میں فی ایکڑ بیس من گندم یا بیس من چونا لوں گا۔ پیداوار کتنی ہوتی ہے اس سے مجھے غرض نہیں ہے۔

عریہ: ائمہ فقہاء کے نزدیک مزابنہ بالاتفاق ناجائز ہے اور عریہ بالاتفاق جائز ہے، لیکن عریہ کی تفسیر میں شدید اختلاف ہے، اس میں پانچ اقوال ہیں: (۱) امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک، عریہ، بیع مزابنہ ہی ہے جبکہ وہ پانچ وسق سے کم ہو یا تین سو صاع سے کم ہو تو جائز ہے، اگر پانچ وسق یا اس سے زائد ہو تو ناجائز ہے، بعض حنابلہ کا بھی یہی نظریہ ہے۔ (۲) امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک عریہ یہ ہے کہ کوئی باغ کا مالک کسی آدمی کو، پھل دار درخت کا پھل عطیہ اور نحلۃ کے طور پر دیتا ہے تو وہ مالک کے سوا کسی اور کو پھل، توڑے ہوئے پھل کے عوض بیچ دیتا ہے بشرطیکہ وہ پانچ وسق سے کم ہو۔ (۳) امام مالک کے نزدیک، عریہ یہ ہے کہ باغ کا مالک ایک درخت یا چند درختوں کا پھل کس کو عنایت کر دیتا ہے، لیکن اس کی آمد و رفت سے اس کے اہل وعیال کو پریشانی اور تکلیف پہنچتی ہے، کیونکہ ان کی رہائش باغ کے اندر ہے تو باغ کے مالک کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اس پھل کا اندازہ لگا کر اس کے عوض خشک پھل دے دے۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ (۱) پھل پکنا شروع ہو جائے۔ (۲) پھل پانچ وسق یا اس سے کم ہو۔ (۳) خشک پھل چھوہارے ہے، پھل توڑنے کے بعد دے، فوراً نہ دے۔ (۴) دونوں کی قسم یا نوع ایک ہو۔ (۵) امام ابوحنیفہ کا قول بھی امام مالک والا ہے، لیکن ان کے نزدیک یہ بیع نہیں ہے بلکہ یہ مالک باغ کی رائے کی تبدیلی ہے کہ اس نے تازہ پھل کی بجائے خشک پھل دینے کا ارادہ کر لیا، اس لیے اس میں امام مالک والی کسی شرط کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے عریہ کو بیع مجازاً قرار دیا گیا ہے، حقیقتاً یہ ہبہ کے بارے میں رائے کی تبدیلی ہے، اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہبہ جب تک قبضہ میں نہ دیا جائے وہ مکمل نہیں ہوتا، اس لیے قبضہ میں دینے سے پہلے اس میں تبدیلی جائز ہے۔ (۶) ابوعبید قاسم بن سلام کے نزدیک، عریہ سے مراد وہ کھجوروں کے درخت ہیں جو صدقہ کی وصولی کے لیے درختوں کے پھل کے اندازہ لگاتے وقت، مالک باغ کے لیے چھوڑ دیئے جاتے ہیں، ان کا اندازہ نہیں لگایا جاتا، تو ضرورت مند اور فقیر محتاج لوگ جو تازہ کھجور نقدی کے عوض حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ چھواروں کے عوض ان درختوں کا پھل اندازہ سے خرید سکتے ہیں۔

لغوی طور پر عریہ سے مراد وہ کھجور کا درخت ہے جس کا پھل کسی محتاج اور ضرورت مند کو دے دیا گیا ہے، اور بقول علامہ عثمانی اہل لغت کے نزدیک بالاتفاق، عریہ، هبة ثمرة النخلة، (درخت کا پھل ہبہ کرنا) کا نام ہے۔
(فتح الملہم: ۱/ ج۴۱۰)

اب جب فقیر محتاج کو کوئی درخت کا پھل ہبہ ہوا ہے اور ان کو اس کے بیچنے کی اجازت دی گئی ہے جیسا کہ آگے

آرہا ہے۔ الرية النخله تجعل للقوم فيبيعونها بخرصها تمرا ، کہ عریہ اس درخت کا نام ہے جو کسی کو دیا جاتا ہے اور وہ اسے آگے اندازے سے چھواروں کے عوض بیچ دیتے ہیں، اب اس بیچنے میں کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ مالک کو اندازہ سے بیچ دیں یا کسی اور کو اس طرح روایات میں خرص (اندازہ) کر کے چھواروں کے عوض فروخت کرنے کی تصریح موجود ہے اور یہ کام موہوب لہ، جس کو درخت کا پھل ہبہ کیا گیا ہے کی طرف منسوب کیا گیا اس کے باوجود، اس کو مالک باغ کی رائے کی تبدیلی کا نام دینا اور ان احادیث کا صحیح معنی یہی قرار دینا سینہ زوری نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اور اہل البیت سے مراد راہب کو قرار دینا، انتہائی تعجب انگیز ہے کیونکہ لفظ تو یہ ہیں: یاکلها اهلها رطبا، تاکہ اس کے اہل تازہ کھجوریں کھا سکیں، تو کیا، باغ والوں کے پاس، عریہ کے درخت کے سوا کوئی اور درخت نہیں ہے جس کا تازہ پھل وہ کھا سکیں؟ اس حدیث کا تقاضا تو یہ ہے کہ یہ درخت ان کو فروخت کیا گیا، جن کے پاس باغ نہیں ہے جس سے وہ تازہ پھل کھا سکیں، اور حضور اکرم ﷺ باغ کا اندازہ لگاتے وقت مالک کو کچھ چھوٹ دے دیتے ہیں تاکہ تازہ پھل کھانے یا کسی کو کھلانے میں اسے دقت پیش نہ آئے۔

[3879] ٦٠-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَّبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ.

[3879] - حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عریہ کے مالک کو اجازت دی ہے کہ وہ اسے اندازہ کر کے چھواروں کے عوض بیچ دے۔

[3880] ٦١-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ

زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ يَأْخُذُهَا أَهْلُ الْبَيْتِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا يَأْكُلُونَهَا رُطَبًا.

[3880] - حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عریہ کے بارے میں اجازت دی ہے کہ کوئی گھرانہ اس کو اندازہ لگا کر چھواروں کے عوض لے لے اور تازہ کھجوریں کھا لیں۔

[3881] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3879] تقدم

[3880] تقدم تخريجه برقم (٣٨٥٥)

[3881] تقدم تخريجه برقم (٣٨٥٥)

[3881]۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3882] ٦٢۔(. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَالْعَرِيَّةُ النَّخْلَةُ تُجْعَلُ لِلْقَوْمِ فَيَبِيعُونَهَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا.

[3882] ۔یحیٰ بن سعید اسی سند سے بیان کرتے ہیں، ہاں اس میں یہ ہے کہ عریہ وہ کھجور ہے، جو کسی قوم کو دی جاتی ہے تو وہ اسے اندازہ کر کے خشک کھجوروں کے عوض بیچ دیتے ہیں۔

فائدہ:......اس حدیث سے صراحتاً فروخت کرنے کی نسبت، ان لوگوں کی طرف کی گئی ہے، جنہیں وہ کھجور ہبہ کی گئی ہے۔اس کے باوجود اس کو ھبہ کی تبدیلی کی دلیل قرار دینا، معلوم نہیں کس منطق کی رو سے جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔اور اس میں خریداری کی بھی تعیین نہیں ہے کہ وہ خود مالک ہے یا کوئی اور ہے، مالک تو صرف اسی صورت میں خریدار ہوسکتا ہے جب وہ گھر والوں سمیت باغ میں رہائش پذیر ہو، اور دوسروں کی آمد ورفت تکلیف کا باعث ہو، اگر وہ باغ میں رہائش نہیں رکھتا یا آمد ورفت سے تکلیف نہیں ہوتی، تو پھر اس کو خریدنے کی کیا ضرورت ہے۔

[3883] ٦٣۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِي

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا قَالَ يَحْيَى الْعَرِيَّةُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ ثَمَرَ النَّخَلَاتِ لِطَعَامِ أَهْلِهِ رُطَبًا بِخَرْصِهَا تَمْرًا۔

[3883] ۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، عریہ کے فروخت کرنے کی رخصت دی ہے کہ اس کو اندازہ کر کے خشک کھجوروں کے عوض بیچ دیا جائے، یحیٰ بن سعید کہتے ہیں عریہ، یہ ہے کہ ایک آدمی کھجور کے درختوں کا پھل، اپنے گھر والوں کے لیے تازہ کھانے کے لیے خرید لے، اور اندازہ کر کے اس کے عوض خشک کھجوریں دے دے۔

[3884] ٦٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا.

[3884] ۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرایا کو، ان کے پھل کا اندازہ کر کے چھوہاروں کے ناپ کے عوض بیچنے کی رخصت دی ہے۔

[3882] تقدم تخريجه برقم (٣٨٥٥)

[3883] تقدم تخريجه برقم (٣٨٥٥)

[3884] تقدم تخريجه برقم (٣٨٥٥)

[3885] ٦٥۔(. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَنْ تُؤْخَذَ بِخَرْصِهَا.

[3885]۔امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں جس میں تباع کی جگہ تو خذ ہے کہ چھواروں کے عوض حاصل کرلی جائیں۔

[3886] ٦٦۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح قَالَ وحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ كِلَاهُمَا

عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا.

[3886]۔امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے (رسول اللہ ﷺ نے) عرایا کو اندازہ کر کے بیچنے کی رخصت دی ہے۔

[3887] ٦٧۔(١٥٤٠) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ مِنْ أَهْلِ دَارِهِمْ مِنْهُمْ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَقَالَ ذٰلِكَ الرِّبَا تِلْكَ الْمُزَابَنَةُ إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ النَّخْلَةِ وَالنَّخْلَتَيْنِ يَأْخُذُهَا أَهْلُ الْبَيْتِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا يَأْكُلُونَهَا رُطَبًا

[3887]۔بشیر بن یسار اپنے محلّہ کے بعض صحابہ سے بیان کرتے ہیں، ان میں حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بھی داخل ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے تازہ پھل کو خشک پھل کے عوض بیچنے سے منع فرمایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سود ہے، یہ مزابنہ ہے۔'' مگر آپ نے عریہ بیچنے کی رخصت دی، یہ ایک دو کھجوریں ہیں یعنی ان کا پھل جسے کوئی گھرانہ، اندازہ کر کے خشک کھجوروں کے عوض لے لیتا ہے تاکہ تازہ کھجوریں کھا سکیں۔

[3885] تقدم تخريجه برقم (٣٨٥٥)

[3886] تقدم تخريجه برقم (٣٨٥٥)

[3887] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى البيوع باب: بيع التمر على رؤوس النخل بالذهب او الفضة برقم (٢١٩١) وفى المساقاة باب: الرجل يكون له ممر او شرب فى حائط او فى نخل برقم (٢٣٨٤) وابو داود فى (سننه) فى البيوع والاجارات باب: فى بيع العرايا برقم (٣٣٦٣) والترمذى فى (جامعه) فى البيوع باب: منه برقم (١٣٠٣) والنسائى فى (المجتبى) فى البيوع باب: بيع العرايا بالرطب برقم (٤٥٥٦) وبرقم (٤٥٥٧) وبرقم (٤٥٥٨) انظر (التحفة) برقم (٤٦٤٦)

فائدہ:......آپ ﷺ نے بیع مزابنہ کی حرمت کا سبب سود قرار دیا ہے اور ظاہر بات ہے اگر تازہ کھجوریں خشک کھجوروں کے عوض برابر، برابر بھی دی جائیں تو تازہ کھجوروں نے خشک ہو کر کم ہونا ہے۔ اس طرح کمی وبیشی ہوجائے گی جو سود ہے۔

[3888] ٦٨-(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح قَالَ وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوا رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا

[3888]۔ بشیر بن یسار رحمہ اللہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے عریہ کو اندازاً چھوہاروں کے عوض بیچنے کی رخصت دی ہے۔

[3889] ٦٩-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ

عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ دَارِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى غَيْرَ أَنَّ إِسْحٰقَ وَابْنَ الْمُثَنَّى جَعَلَا مَكَانَ الرِّبَا الزَّبْنَ و قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ الرِّبَا۔

[3889]۔ بشیر بن یسار رحمہ اللہ اپنے محلّہ کے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان کرتے ہیں، آگے حدیث نمبر ٦٧ بیان کی، فرق یہ ہے کہ وہ امام صاحب کے استاد اسحاق اور ابن المثنیٰ نے ربا کی جگہ زبن کہا، اور تیسرے استاد ابن ابی عمر نے ربا کہا۔

مفردات الحدیث ✲ زبن کا معنی ہے زور سے دھکا دینا، کیونکہ بیع مزابنہ میں ہر فریق دوسرے کو اس کے حق سے دور کرتا ہے یا اس میں غرر اور دھوکا ہونے کی بنا پر، وہ بیع کو فسخ کر کے یا نافذ کرنے کے لیے دھکم پیل تک پہنچ سکتے ہیں۔

[3890] (. . .) وحَدَّثَنَاه عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ

[3888] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣٨٦٤)

[3889] تقدم تخريجه برقم (٣٨٦٤)

[3890] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی البيوع باب: بيع التمر على رؤوس النخل بالذهب ←

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِى حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

[3890]۔ امام صاحب اپنے دواور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3891] ۷۰۔(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنِى بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِى حَارِثَةَ أَنَّ

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِى حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَصْحَابَ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ قَدْ أَذِنَ لَهُمْ۔

[3891]۔ بشیر بن یسار بنو حارثہ کے آزاد کردہ غلام حضرت رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ، کھجوروں کے پھل کی خشک کھجوروں سے بیع سے منع فرمایا مگر عرایا والوں کو اس کی اجازت دی۔

[3892] ۷۱۔(۱۵۴۱) حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح قَالَ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِى سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِى أَحْمَدَ

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ فِى بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِى خَمْسَةِ يَشُكُّ دَاوُدُ قَالَ خَمْسَةٌ أَوْ دُونَ خَمْسَةٍ قَالَ نَعَمْ۔

[3892]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرایا کی بیع کی اندازہ کر کے رخصت دی۔ بشرطیکہ پانچ وسق سے کم یا پانچ وسق ہو۔ یہ شک حدیث کے راوی داود بن الحصین کو ہے۔

فائدہ:...... **بیع عرایا میں مقدار کی تعیین بھی اس کے بیع ہونے کی دلیل ہے جو احناف کو بھی قبول ہے۔ اس لیے اس کو ہبہ کی تبدیلی بنانا محض حیلے بہانے ہیں۔ اس لیے کوئی اس مقدار کو قبول کرتا ہے، اور کوئی کہتا ہے، اس حدیث سے اس مقدار سے زائد کی بیع (ھبہ کی واپسی) کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔**

او الفضة برقم (۲۱۹۰) وفى المساقاة باب: الرجل يكون له ممر او شرب فى حائط او فى نخل برقم (۲۳۸۲) وابو داود فى (سننه) فى البيوع والاجارات باب: فى مقدار العرية برقم (۳۳٦٤) والترمذى فى (جامعه) فى البيوع باب: ما جاء فى العرايا والرخصة فى ذلك برقم (۱۳۰۱) والنسائى فى (المجتبى) باب: بيع العرايا بالرطب برقم (٤٥٥٥) انظر (التحفة) برقم (١٤٩٤٣)

[3891] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى البيوع باب: بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام برقم (۲۱۷۱) وفى باب: بيع المزابنة برقم (۲۱۸۵) والنسائى فى (المجتبى) فى البيوع باب: بيع الكرم بالزبيب برقم (٤٥٤٨) انظر (التحفة) برقم (۸۳٦۰)

[3892] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۸۰۹۳)

[3893] ٧١-(١٥٤١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا۔

[3893]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا، اور مزابنہ کھجوروں کے پھل کو خشک کھجوروں کے ناپ سے اور انگوروں کو منقہ سے ناپ کر بیچنا ہے۔

[3894] ٧٣-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ بَيْعِ ثَمَرِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعِ الْعِنَبِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا وَبَيْعِ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ كَيْلًا۔

[3894]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے، کھجوروں کے پھل کو خشک کھجور کے ناپ سے بیچنا، انگوروں کو منقہ کے ناپ سے بیچنا، گندم کی کھیتی کو گندم کے ناپ سے بیچنا۔

[3895] (. . .) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالُوا نَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3895]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

[3896] ٧٤-(. . .) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالُوا نَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ ثَمَرِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الزَّبِيبِ بِالْعِنَبِ كَيْلًا وَعَنْ كُلِّ ثَمَرٍ بِخَرْصِهِ۔

[3896]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا اور مزابنہ، کھجور کا پھل

[3893] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی البیوع باب: بیع الزبیب بالزبیب والطعام بالطعام برقم (٢١٧١) وباب: بیع المزابنة برقم (٢١٨٥) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: بیع الکرم بالزبیب برقم (٤٥٤٨) انظر (التحفة) برقم (٨٣٦٠)

[3894] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٠٩٣)

[3895] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی البیوع باب: فی المزابنة برقم (٣٣٦١) انظر (التحفة) برقم (٨١٣١)

[3896] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٤٤)

چھوہاروں سے ناپ کر بیچنا، انگوروں کو منقہ کے عوض ناپ کر بیچنا اور ہر پھل کو اندازہ کر کے (اس کی جنس سے) بیچنا ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تمام قسم کے پھلوں جو ابھی حاصل نہیں ہوئے، اس کو خشک پھل کے ناپ سے بیچنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے بیع عرایا کی رخصت میں اختلاف ہے کہ کیا اس کا تعلق ہر قسم کے پھل سے ہے یا نہیں؟ امام احمد، لیث اور اہل حجاز کے نزدیک رخصت کا تعلق صرف کھجوروں سے ہے، الا یہ کہ وہ پھل ربوی (جس میں سود کا احتمال ہے) نہ ہو۔ امام شافعی کے نزدیک کھجور اور انگور دونوں میں رخصت ہے، امام مالک کے نزدیک ہر وہ پھل جو ذخیرہ ہو سکے، امام اوزاعی کے نزدیک ہر قسم کے پھل میں رخصت ہے، اور احناف کے نزدیک یہ ہبہ کی تبدیلی ہے اس لیے ہر پھل میں جائز ہونا چاہیے اور ظاہر یہ ہے کہ اس کا تعلق ہر اس پھل سے ہے جس میں تازہ اور خشک ہونے کی صورت میں فرق ہے۔

[3897] ٧٥-(. . .) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ مَا فِي رُؤُسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُسَمًّى إِنْ زَادَ فَلِي وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ۔

[3897]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کے درخت پر پھل کو متعین ناپ کے عوض بیچا جائے کہ اگر درخت کا پھل زیادہ ہوا تو میرا ہوگا، کم ہوگا تو میرا نقصان ہوگا۔

فائدہ:...... کمی وبیشی میرے لیے ہے۔ یہ بات بائع اور مشتری دونوں کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ بائع کے اعتبار سے اس کا تعلق خشک پھل سے ہوگا اور مشتری کے اعتبار سے تازہ یعنی درخت پر موجود پھل سے۔

[3898] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3898]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[3899] ٧٦-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ

[3897] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام برقم (٢١٧٢) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع التمر بالتمر برقم (٤٥٤٧) انظر (التحفة) برقم (٧٥٢٢)

[3898] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٨٧٤)

[3899] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع الزرع بالطعام كيلا برقم (٢٢٠٥) ←

عَـنْ عَبْدِاللهِ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَـنِ الْـمُزَابَنَةِ أَنْ يَبِيعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ إِنْ كَانَتْ نَـخْلًا بِتَـمْرٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَّبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ أَوْ كَانَ زَرْعًا۔

[3899] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، یعنی اپنے باغ کے درخت پر پھل کو، اگر کھجور ہے تو چھوہارے کے ناپ سے بیچنا، اور اگر انگور ہے تو منقہ کے ناپ سے بیچنا اور اگر کھیتی ہے تو غلہ کے ناپ سے بیچنا، ان تمام صورتوں سے منع فرمایا، قتیبہ کی روایت میں، ان کا زرعاً کی جگہ او کـان زرعـا ہے (معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔)

[3900] (. . .) وحَـدَّثَـنِيـهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ ح وحَدَّثَنِي ابْـنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنِي الضَّحَّاكُ ح وحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

[3900] ۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے تین اور اساتذہ کی سندوں سے بیان کرتے ہیں۔

١٥...... بَاب: مَنْ بَاعَ نَخْلًا عَلَيْهَا تَمْرٌ

باب ١٥: پھل دار کھجور کا درخت بیچنا

[3901] ٧٧۔(١٥٤٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَـنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((**مَـنْ بَـاعَ نَـخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ**)).

[3901] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پیوند کردہ کھجور کا درخت فروخت کیا، تو اس کا پھل فروخت کرنے والے کا ہے الا یہ کہ خریدار پھل لینے کی شرط لگا لے۔

← والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: بیع الزرع بالطعام برقم (٤٥٦٣) وابن ماجه فی (سننه) فی التجارات باب: المزابنة والمحاقلة برقم (٢٢٦٥) انظر (التحفة) برقم (٨٢٧٣)

[3900] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٧٠٦) برقم (٨٤٩٨) وبرقم (٨٥٣٨)

[3901] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی البیوع باب: من باع نخلا قد ابرت، او ارضا مزروعة، او باجارة برقم (٢٢٠٤) وفی الشروط باب: اذا باع نخلا قد ابرت برقم (٢٧١٦) وابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات باب: فی العبد یباع وله مال برقم (٣٤٣٤م) وابن ماجه فی (سننه) فی الاجارات باب: فیمن باع نخلا موبرا برقم (٢٢١٠) انظر (التحفة) برقم (٨٣٣٠)

مفردات الحدیث ☆ تابیر :درخت یا کھیتی کو درست اور بار آور کرنا۔ تابیر کا معنی عام طور پر پیوند کاری کیا جاتا ہے جس سے ذہن عام پودوں کی پیوند کاری کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، جب کہ تابیر قلم یا شگوفہ لگانے کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے کھجور کے نر اور مادہ درخت الگ الگ بنائے ہیں۔ نر کا بور مادہ کے بور سے ہوا یا کیڑوں مکوڑوں کے ذریعے ملتا ہے تو وہ حاملہ ہو جاتا ہے اور پھل بن جاتا ہے، اگر یہ عمل بالکل نہ ہو تو مادہ کے پھول بار آور نہیں ہوتے، اگر کم بور پہنچے تو کم پھل لگتا ہے، اس لیے عرب کے لوگ نر اور مادہ درختوں پر پھل کا گابھہ نکلنے کے ساتھ نر کے گابھے کا بور لے کر مادہ کے گابھے کا غلاف چاک کر کے اس میں چھڑک دیتے تھے جس سے عمل تلقیح مکمل ہو کر پھل زیادہ اور موٹا لگتا تھا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے: اگر تابیر کے بعد پھل دار درخت فروخت کیا جائے تو اس کا پھل مالک کا ہے الا یہ کہ خریدار خریدتے وقت پھل لینے کی شرط لگا لے۔ اس پر تقریباً تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔ اگر تابیر نہیں کی، تو جمہور کے نزدیک وہ پھل خریدار کا ہوگا۔ الا یہ کہ بائع خود رکھنے کی شرط لگا لے۔ لیکن امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی کے نزدیک پھل ہر صورت میں بائع کا ہوگا۔ الا یہ کہ مشتری شرط لگا لے۔ اگر بعض درخت تابیر شدہ ہوں اور بعض کو تابیر نہ کیا گیا ہو، تو شوافع کے نزدیک سارا پھل بائع کا ہوگا اور احمد کے نزدیک تابیر شدہ درخت کا پھل بائع کا اور غیر تابیر شدہ درخت کا پھل مشتری کا ہوگا۔ اور امام مالک کے نزدیک اغلب اور اکثر کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا جو شرط، عقد کے منافی نہیں ہے۔ وہ شرط لگائی جا سکتی ہے وہ نہی عن بیع وشرط کے منافی نہیں ہے۔ علامہ تقی عثمانی نے تسلیم کیا ہے۔ ان الشرط اذا لم یکن مخالفا لمقتضی العقد لا یفسد به البیع . اگر شرط، عقد کے تقاضا کے منافی نہیں ہے تو وہ بیع پر اثر انداز نہیں ہوگی۔ (تکملہ، ج:۱، ص:۴۲۵)

اس لیے اگر سواری کے جانور پر فوری سواری کی ضرورت نہیں ہے تو سواری کا مالک، اس پر کچھ مسافت سوار رہنے کی شرط لگا سکتا ہے۔ اس لیے حضور اکرم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو سوار رہنے کی شرط لگانے کی اجازت دی تھی تو اس کی تاویل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ حضور کے پاس سواری موجود تھی، آپ ﷺ کو جابر کے اونٹ پر سوار ہونے کی ضرورت نہ تھی۔

[3902] ۷۸-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِاللهِ ح وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أَيُّمَا نَخْلٍ اشْتُرِيَ أُصُولُهَا وَقَدْ أُبِّرَتْ فَإِنَّ ثَمَرَهَا لِلَّذِي أَبَّرَهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الَّذِي اشْتَرَاهَا)).

[3902] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۷۹۸۸) وبرقم (۸۰۹۸) وبرقم (۸۲۰۹)

[3902] ۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے روایت بیان کرتے ہیں، الفاظ ابوبکر بن ابی شیبہ کے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے پورا کھجور کا درخت تابیر کے بعد خریدا، تو اس کا پھل تابیر کرنے والے کا ہوگا الا یہ کہ خریدنے والا اس کے لینے کی شرط لگا لے۔''

[3903] ۷۹-(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ((أَيُّمَا امْرِءٍ أَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ)).

[3903] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کھجوروں کو پیوند لگایا، پھر درخت بیچ ڈالا تو درخت کا پھل، پیوند کرنے والے کا ہوگا الا یہ کہ خریدار لینے کی شرط لگا لے۔''

[3904] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3904] ۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3905] ۸۰-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح قَالَ وثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلَّذِي بَاعَهَا إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ)).

[3905] ۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس نے پیوند کاری کے بعد کھجور کے درخت خریدے تو ان کا پھل بائع کا ہے، الا یہ کہ مشتری شرط لگا لے اور جس نے مال دار غلام خریدا تو اس کا مال، بائع کا ہے۔ الا یہ کہ مشتری شرط لگائے۔

[3903] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی البیوع باب: بیع النخل باصله برقم (۲۲۰۶) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: النخل یباع اصلها ویستثنی المشتری ثمرها برقم (٤٦٤٩) وابن ماجه فی سننه فی التجارات باب: ما جاء فیمن باع نخلا موبرا او عبدا له مال برقم (۲۲۱۰م) انظر (التحفة) برقم (۸۲۷٤)

[3904] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۵٦۷)

[3905] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المساقاة باب: الرجل یکون له ممر او شرب فی حائط او فی نخل برقم (۲۳۷۹) والترمذی فی (جامعه) فی البیوع باب: ما جاء فی ابتیاع النخل ←

[3906] (. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا. وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3906]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت تین اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[3907] (. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ۔

[3907]۔امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر آقا مالدار غلام فروخت کرے، تو اس کا مال، مالک کا ہوگا۔ شوافع اور احناف کے نزدیک، وہ مال درحقیقت مالک کا ہی ہے۔ کیونکہ غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ اس کی طرف نسبت محض اس بناپر کردی گئی ہے کہ وہ اس کے پاس ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھارہا ہے۔ امام مالک کے نزدیک، اگر آقا، غلام کو مال دے دے تو وہ اس کا مالک بن جائے گا، اگر مشتری مال لینے کی شرط لگالے تو مال بھی مشتری کا ہوگا۔ امام مالک کے نزدیک مشتری کی شرط ہر صورت میں جائز ہے، مال قیمت کی جنس سے ہو یا غیر جنس سے، اور وہ مال قیمت سے زائد ہو یا کم، لیکن امام شافعی کے نزدیک اگر مال دراہم ہیں تو قیمت دیناروں کی صورت میں ادا کرنا ہوگی اور مال دینار ہیں تو قیمت دراہم کی صوارت میں ہوگی۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر قیمت اور مال کی جنس الگ الگ ہے تو ہر صورت میں جائز ہے اور اگر جنس ایک ہے تو قیمت، اس مال سے زائد ہونی چاہیے۔ اگر قیمت اور مال برابر ہے غلام کے پاس، پانچ سو درہم ہیں اور قیمت بھی یہی ہے، یا مال قیمت سے زائد ہے، مال ہزار درہم ہے اور قیمت آٹھ سو درہم ہے، تو ان دونوں صورتوں میں جائز نہیں ہے، اگر قیمت ہزار درہم ہو اور غلام کے پاس پانچ سو یا آٹھ سو درہم ہوں تو پھر جائز ہے۔

← بعد التابير والعبد وله مال برقم (١٢٤٤) وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: ما جاء فيمن باع نخلا مؤبرا او عبدا له مال برقم (٢٢١١) انظر (التحفة) برقم (٦٩٠٧)

[3906] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في العبد يباع وله مال برقم (٣٤٣٣) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: العبد يباع ويستثني المشتري ماله برقم (٤٦٥٠) وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: ما جاء في من باع نخلا مؤبرا او عبدا له مال برقم (٢٢١١) انظر (التحفة) برقم (٧٠١٣)

[3907] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٠١٣)

١٦...... بَاب: النَّهْيِ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَعَنِ الْمُخَابَرَةِ وَبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ بُدُوِّ صَلَاحِهَا وَعَنْ بَيْعِ الْمُعَاوَمَةِ وَهُوَ بَيْعُ السِّنِينَ

باب ١٦: بیع محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ پکنے کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کی بیع۔ معاومۃ یعنی چند سالوں کے لیے بیع۔ یہ تمام بیوع منع ہیں

[3908] ٨١-(١٥٣٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا جَمِيعًا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا يُبَاعُ إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا۔

[3908]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ اور پکنے کی صلاحیت کے ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا۔ انہیں دینار اور درہم کے عوض ہی بیچا جائے، ماسوا عرایا کے۔

مفردات الحدیث ✲ **مخابرہ** بقول بعض خبیر (کاشتکار) سے مشتق ہے۔ بعض کے نزدیک خبار (نرم و ملائم زمین) سے مشتق ہے۔ بعض کے نزدیک خبرۃ یعنی حصہ سے مشتق ہے، اس لیے جب بکری خرید کر اسے ذبح کرکے اس کے حصے بانٹتے ہیں تو کہتے ہیں تخبرہ اخبرۃ۔

فائدہ ......مخابرہ کے سوا حدیث کے باقی مباحث گزر چکے ہیں، ابن اعرابی کے نزدیک مخابرۃ، مزارعت کو کہتے ہیں، چونکہ یہ معاملہ آپ نے سب سے پہلے خیبر والوں کے ساتھ کیا تھا۔ اس لیے اس کو مخابرہ کا نام دیا گیا۔ بقول بعض اگر بیج مالک زمین دے تو مزارعت ہے اور اگر بیج کاشتکار اور کسان ڈالے تو مخابرہ ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ دونوں ایک ہیں۔ یعنی کسی کو زمین حصہ پر یا بٹائی پر کاشت کے لیے دینا۔ اس کی جائز اور ناجائز صورتوں کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

[3909] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُمَا سَمِعَا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

[3908] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی البیوع باب: بیع التمر علی رؤوس النخل بالذهب او الفضة برقم (٢١٨٩) ﷺ فی المساقاة باب: الرجل یکون له ممر او شرب فی حائط او فی نخل برقم (٢٣٨١) والنسائی فی (المجتبی) فی الایمان باب: ذکر الاحادیث المختلفة فی النهی عن کراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلین للخبر برقم (٣٨٨٨) وفی البیوع، برقم (٤٥٣٦) وبرقم (٤٥٣٧) وفی البیوع، برقم (٤٥٦٤) انظر (التحفة) برقم (٢٤٥٢)

[3909] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٣٨٨٥) وحدیث ابن جریج عن ابی الزبیر تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨١١)

[3901]۔امام صاحب نے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[3910] ۸۲۔(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ الْجَزَرِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى تُطْعِمَ وَلَا تُبَاعُ إِلَّا بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ إِلَّا الْعَرَايَا قَالَ عَطَاءٌ فَسَّرَ لَنَا جَابِرٌ قَالَ أَمَّا الْمُخَابَرَةُ فَالْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ يَدْفَعُهَا الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فَيُنْفِقُ فِيهَا ثُمَّ يَأْخُذُ مِنَ الثَّمَرِ وَزَعَمَ أَنَّ الْمُزَابَنَةَ بَيْعُ الرُّطَبِ فِي النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَالْمُحَاقَلَةُ فِي الزَّرْعِ عَلٰى نَحْوِ ذٰلِكَ يَبِيعُ الزَّرْعَ الْقَائِمَ بِالْحَبِّ كَيْلًا۔

[3910]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ، محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور پھلوں کو ان کے کھانے کے قابل ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔ انہیں عرایا کے سوا صرف دراہم یا دیناروں کے عوض فروخت کیا جائے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اپنے تلامذہ کو بتایا، مخابرہ سے مراد ہے ایک صاف زمین جس میں کوئی چیز کاشت نہیں کی گئی۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کے حوالہ کرتا ہے۔ وہ اس میں محنت اور بیج وغیرہ خرچ کرتا ہے اور وہ اس سے پیداوار میں سے حصہ لیتا ہے۔ مزابنہ کی صورت یہ ہے کہ کھجور کے درخت پر پھل (اندازہ کرکے) خشک کھجور کے ناپ کے عوض دینا۔اس قسم کی صورت محاقلہ میں کھیتی کی ہے کہ کھیت میں کھڑی فصل کو غلہ کے ناپ کے ساتھ دیتا ہے۔

فائدہ:......آپ کا یہ فرمان کہ پھل صرف درہم اور دینار کے عوض فروخت کیے جائیں۔تو یہ اس لیے ہے کہ اس وقت بیع کی عام صورت یہی تھی۔ وگرنہ اصل مقصد یہ ہے کہ ایک جنس کا باہمی تبادلہ کہ ایک طرف اندازہ اور دوسری طرف تول یا ناپ ہو درست نہیں ہے۔اگر دونوں کی جنس الگ الگ ہو اور معاملہ نقد بنقد ہو تو کوئی حرج نہیں ہے،لیکن درہم اور دینار کی صورت میں ادھار بھی جائز ہے،فوری تبادلہ ضروری نہیں ہے۔

[3911] ۸۳۔(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ كِلَاهُمَا عَنْ زَكَرِيَّاءَ قَالَ ابْنُ خَلَفٍ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْمَكِّيُّ وَهُوَ جَالِسٌ عِنْدَ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ

[3910] تقدم تخريجه برقم (٣٨٨٥)

[3911] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤١٤)

وَأَنْ تُشْتَرَى النَّخْلُ حَتَّى تُشْقِهَ وَالْإِشْقَاهُ أَنْ يَحْمَرَّ أَوْ يَصْفَرَّ أَوْ يُؤْكَلَ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمُحَاقَلَةُ أَنْ يُبَاعَ الْحَقْلُ بِكَيْلٍ مِنَ الطَّعَامِ مَعْلُومٍ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ النَّخْلُ بِأَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ وَالْمُخَابَرَةُ الثُّلُثُ وَالرُّبُعُ وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ قَالَ زَيْدٌ قُلْتُ لِعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَذْكُرُ هٰذَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ۔

[3911] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ اور مخابرہ سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی کہ کھجوریں، رنگت میں تبدیلی سے پہلے فروخت کی جائیں، اور اشقاہ کا معنی ہے وہ سرخ یا زرد ہو جائیں یا ان میں سے کوئی کھانے کے قابل ہو جائے، اور محاقلہ یہ ہے کہ کھیتی، غلہ کے متعین ناپ کے عوض بیچی جائے، اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر کھجوریں، کھجوروں کے متعین ناپ (اوساق) کے عوض بیچی جائیں۔ اور مخابرہ یہ ہے کہ زمین، تہائی یا چوتھائی وغیرہ پر دی جائے، عطاء کے شاگرد، زید کہتے ہیں، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں۔

[3912] ٨٤-(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى تُشْقِحَ قَالَ قُلْتُ لِسَعِيدٍ مَا تُشْقِحُ قَالَ تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا۔

[3912] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ، محاقلہ اور مخابرہ سے منع فرمایا ہے، اور اس سے بھی کہ پھل رنگت کے تبدیل ہونے سے پہلے بیچے جائیں۔

سعید بن میناء کے شاگرد نے ان سے پوچھا اشقاح کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا، سرخ اور زرد ہو جائیں اور ان کو کھایا جا سکے۔

مفردات الحدیث ❁ **حتی تشقه اور حتی تشقح دونوں کا اصل معنی رنگت کی تبدیلی ہے، پوری طرح سرخ اور زرد ہونا مراد نہیں ہے۔ راوی نے بات سمجھانے کے لیے اس کو سرخی اور زردی سے تعبیر کر دیا ہے۔**

[3913] ٨٥-(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِعُبَيْدِاللّٰهِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ

[3912] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها برقم (٢١٩٦) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها برقم (٣٣٧٠) انظر (التحفة) برقم (٢٢٥٩)

[3913] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في بيع السنين برقم (٣٣٧٥) ←

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَالْمُخَابَرَةِ قَالَ أَحَدُهُمَا بَيْعُ السِّنِينَ هِيَ الْمُعَاوَمَةُ وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا۔

[3913] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، معاومۃ اور مخابرہ سے منع فرمایا۔حضرت جابر کے دوشاگردوں میں سے ایک نے کہا، معاومہ کا مطلب ہے کئی سال کے لیے باغ بیچ دینا، اور آپ نے استثناء سے منع فرمایا اور عرایا کی فروخت کی اجازت دی۔

[3914] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَذْكُرُ بَيْعُ السِّنِينَ هِيَ الْمُعَاوَمَةُ۔

[3914]۔امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے یہی روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابوزبیر سے بیان کرتے ہیں۔اور اس میں معاومہ کی تشریح بیان نہیں کی گئی۔

فائدہ:...... معاومہ، عام یا سال سے ہے، جس کا مقصد کسی پھل دار درخت یا باغ کو چند سال کے لیے فروخت کرنا، اور اس کو منع کرنے کا سبب غرر کا احتمال ہے، کیونکہ معلوم نہیں اگلے سال پھل آئے گا یا نہیں، اور اگر آئے گا تو باقی رہے گا یا کسی ناگہانی آفت کا شکار ہو جائے گا، جس سے خریدار کو نقصان پہنچے گا اور وہ قیمت کی ادائیگی میں پس وپیش کرے گا، جس سے آپس میں نزاع اور جھگڑا پیدا ہوگا۔

ثنیا: اس سے مراد باغ کے کسی درخت کو فروخت کرنے سے مستثنیٰ قرار دینا ہے، اگر بائع اپنا باغ فروخت کرتا ہے، یا کوئی اور چیز فروخت کرتا ہے اور ایک غیر متعین درخت یا چیز کا استثناء کر لیتا ہے، مثلاً کہے کہ دو درخت یا ایک درخت میرا ہوگا۔ یا کچھ چیز میری ہوگی تو یہ بالاتفاق منع ہے۔لیکن اگر درختوں کی تعداد معلوم ہے یا چیز کی مقدار معلوم ہے پھر وہ ایک مخصوص اور معین فروخت کو مستثنیٰ کر لیتا ہے یا چیز کی معین مقدار کا استثناء کر لیتا ہے تو پھر بالاتفاق جائز ہے۔لیکن اگر سامان کی مقدار معلوم نہیں ہے، مثلاً گندم کا ڈھیر پڑا ہے معلوم نہیں ہے کہ گندم کتنی ہے پھر اگر وہ معین مقدار کا استثناء کرتا ہے، مثلاً اس ڈھیر سے دو صاع میں رکھوں گا۔تو پھر امام ابوحنیفہ، شافعی اور جمہور

←وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: بيع الثمار سنين الجائحة برقم (٢٢١٨) انظر (التحفة) برقم (٢٢٦١)

[3914] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في المخابرة برقم (٣٤٠٤) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في المخابرة والمعاومة برقم (١٣١٣) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: النهى عن بيع الثنيا حتى يعلم برقم (٤٦٤٨) وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: المزابنة والمحاقلة برقم (٢٢٦٦) انظر (التحفة) برقم (٢٦٦٦)

کے نزدیک جائز نہیں ہے۔لیکن امام مالک کے نزدیک جائز ہے۔صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ اگر بہت کم چیز کا استثناء آتا ہے، جس میں نزاع اور جھگڑے کا خطرہ نہیں ہے، تو جائز ہونا چاہیے، جس طرح اس صورت میں جائز ہے، جب یہ کہتا ہے، اس کا آدھا حصہ میرا ہوگا یا چوتھا حصہ میرا ہوگا۔

١٧...... بَاب: كِرَآءِ الْأَرْضِ

باب ١٧: زمین کرایہ (اجرت) پر دینا

[3915] ٨٦-(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ حَدَّثَنَا رَبَاحُ بْنُ أَبِي مَعْرُوفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءً

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كِرَآءِ الْأَرْضِ وَعَنْ بَيْعِهَا السِّنِينَ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَطِيبَ۔

[3915] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے اور اس کو چند سال کے لیے بیچنے سے بھی، اور پھل کو پختہ (شریں) ہونے سے پہلے بیچنے سے۔

[3916] ٨٧-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَآءِ الْأَرْضِ۔

[3916] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ:...... زمین کسی کو کرایہ پر دینے کا مقصد ہے کسی کو کاشت کے لیے اجرت اور مزدوری پر دینا۔ زمین کاشت کے لیے دینے کی چار صورتیں بن سکتی ہیں۔

(۱) زمیندار، مزارع یا کاشت کار کو زمین اس شرط پر دیتا ہے، کہ میں اس زمین کے عوض، پیداوار میں سے بیس من یا سو من لوں گا، یہ صورت فقہاء کے نزدیک بالاتفاق ناجائز ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں ہے کس قدر پیداوار حاصل ہوگی یا حاصل بھی ہوگی یا کسی آفت کا شکار ہو جائے گی۔ اس طرح اس میں غرر اور دھوکا ہے۔

(۲) زمیندار، کاشت کار کو زمین اس شرط پر دیتا ہے کہ فلاں فلاں ایکڑ کی پیداوار میری ہوگی اور باقی تیری ہوگی، اس طرح بہترین حصہ اپنے لیے رکھتا ہے، یہ بھی بالاتفاق ممنوع ہے، کیونکہ اس میں بھی غرر کا خطرہ ہے۔ معلوم نہیں، زمین کا کون سا حصہ، کسی آفت کا شکار ہو جائے اور اس سے پیداوار حاصل نہ ہو سکے، یا کس حصہ میں کتنی پیداوار ہوگی۔

[3915] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٤١٢)

[3916] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الايمان باب: ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٨٨٧) انظر (التحفة) برقم (٢٤٨٧)

(۳) زمیندار مزارع کو زمین ٹھیکہ پر دے، ٹھیکہ سونا، چاندی، کسی کرنسی یا کسی اور چیز کی متعین اور طے شدہ مقدار کی صورت میں ہوگا۔ بہرحال یہ طے ہے کہ یہ ٹھیکہ زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار کا معینہ مقدار میں نہیں ہوگا۔ ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک یہ صورت جائز ہے، لیکن امام ربیعہ الرائے کے نزدیک ٹھیکہ صرف سونے، چاندی کے عوض ہوگا اور کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اور امام مالک کے نزدیک غلہ واناج کے سوا ہر چیز کے عوض جائز ہے، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد، صاحبین (ابو یوسف، محمد) اور جمہور کے نزدیک، ہر چیز کے عوض جائز ہے۔ اس کی مقدار یا مالیت طے ہوگی، لیکن حسن بصری، امام طاؤس کے نزدیک زمین ٹھیکہ پر دینا جائز نہیں ہے۔ امام ابن حزم کا موقف بھی یہی ہے، اور اس نے یہ موقف عطاء، عکرمہ، مجاہد، شعبی، ابن سیرین، قاسم بن محمد اور مسروق رحمہم اللہ کا قرار دیا ہے۔ لیکن ان تابعین کے بعد کے تمام ائمہ اور فقہاء کا ٹھیکہ کے جواز پر اتفاق ہے۔ اس لیے امام ابن قدامہ نے اپنی کتاب المغنی میں اس کو اجماعی مسئلہ قرار دیا ہے۔ (المغنی، ج:۵، ص:۴۲۹، مطبوعہ ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء سعودی عرب)

(۴) زمیندار، کسان کو زمین بٹائی یا حصہ پر دے، جس کو مزارعت کا نام دیا جاتا ہے کہ اس سے جو پیداوار حاصل ہوگی اس کا آدھا حصہ لوں گا۔ اس میں کمی وبیشی بھی ہوسکتی ہے، جس کا مدار، زمیندار کی طرف سے کسان کو فراہم کردہ سہولتوں پر ہے۔ اس کے بارے میں ائمہ کے مندرجہ ذیل اقوال ہیں۔

(۱) مزارعت پر زمین دینا بلا قید جائز ہے، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد کا یہی نظریہ ہے۔ ابن حزم کا بھی یہی موقف ہے۔ بہت سے صحابہ اور تابعین سے اس کا جواز ثابت ہے۔

(۲) بٹائی پر زمین دینا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ اور زفر کا یہی موقف ہے۔ عکرمہ، نخعی اور مجاہد بھی اس کے قائل تھے، اور امام صاحب مساقات کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔

(۳) امام شافعی کے نزدیک مزارعت چند شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ یہ مساقات (باغبانی) کے ضمن میں ہو۔ یعنی اصل میں باغ حصہ پر دیا ہے اور اس کے اندر کچھ زمین بھی ہے جس کو کاشت کیا جاتا ہے۔ (۴) مزارعت اور مساقات ایک ہی کسان کر رہا ہو۔ (۵) معاملہ بیک وقت اور مشترکہ طے ہوا ہو، الگ الگ نہیں۔ (۶) باغ کے اندر کی زمین کسی اور کو دینا ممکن نہ ہو۔ (۷) زمین میں بیج، زمیندار ڈالے گا، وغیرہ۔

(۴) مزارعت، مساقات کی ضمن میں ہوگی اور باغ کی زمین دو تہائی ہوگی اور کاشت کے لیے زمین ایک تہائی یا اس سے کم ہوگی۔ یہ امام مالک کا نظریہ ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ مزارعت اور مساقات دونوں جائز ہیں۔ احناف کا فتویٰ بھی صاحبین کے قول کے مطابق ہے اور امت حضور اکرم ﷺ کے دور سے لے کر آج تک اس پر عمل پیرا ہے۔ اور مزارعت سے جن حدیثوں میں منع کیا گیا ہے وہ مخصوص صورتیں ہیں جن میں غرر ہے، جن کو ہم نے، مزارعت کی پہلی اور دوسری صورت میں بیان کیا ہے۔ اور بعض مواقع پر آپ ﷺ نے بڑے بڑے زمینداروں کو، جن کے پاس فالتو زمین تھی، ان کو آپ نے ان لوگوں کے ساتھ جن کے پاس زمین نہیں تھی ہمدردی اور خیر خواہی اور ایثار وقربانی کا حکم دیا کہ تم فالتو زمین کاشت

کے لیے انہیں دے دو، جب ضرورت ہو تو اپنی زمین واپس لے لینا، یہ دونوں باتیں کہ مزارعت کی مخصوص صورتیں منع ہیں۔ اور ہمدردی وخیر خواہی مطلوب ہے، آنے والی حدیثوں سے ثابت ہو جائیں گی۔

[3917] ۸۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ لَقَبُهُ عَارِمٌ وَهُوَ أَبُو النُّعْمَانِ السَّدُوسِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَإِنْ لَمْ يَزْرَعْهَا فَلْيُزْرِعْهَا أَخَاهُ))**.

[3917]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس زمین ہے وہ خود کاشت کرے یا (فالتو ہونے کی صورت میں) گر وہ خود کاشت نہ کر سکے (تو اپنے بھائی کو منح کے طور پر دے دے) تا کہ اس کا بھائی کاشت کر لے۔

[3918] ۸۹۔(. . .) حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِقْلٌ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ لِرِجَالٍ فُضُولُ أَرَضِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَنْ كَانَتْ لَهُ فَضْلُ أَرْضٍ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ))**

[3918]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ ساتھیوں کے پاس ضرورت سے زائد، فالتو زمینیں تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس ضرورت سے زائد فالتو زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے، یا اپنے مسلمان بھائی کو عطیہ وبخشش کے طور پر دے دے، اگر وہ اس کے لیے تیار نہیں ہے تو پھر اپنے پاس ہی رکھے۔''

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے زمین کا بے آباد پڑے رہنا، کہ اس میں کھیتی باڑی نہ کی جائے یا کسی اور مصرف میں اسے نہ لایا جائے درست نہیں ہے، زمین سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ایسے ویسے

[3917] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الايمان باب: ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٨٨٦) وابن ماجه في (سننه) في الرهون باب: كراء الارض برقم (٢٤٥٤) انظر (التحفة) برقم (٢٤٩٦)

[3918] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحرث والمزارعة باب: ما كان من اصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضا في الزراعة والثمر برقم (٢٣٤٠) وفي الهبة باب: فضل المنيحة برقم (٢٦٣٢) والنسائي في (المجتبى) في الايمان باب: ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٨٨٥) وابن ماجه في (سننه) في الرهون باب: المزارعة بالثلث والربع برقم (٢٤٥١) انظر (التحفة) برقم (٢٤٢٤)

ہی نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔اس لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس انسان کے پاس فالتو زمین ہے اور وہ اسے کاشت نہیں کرسکتا، تو وہ اسے اپنے کسی بھائی کو منیحہ دے دے، عربی زبان میں منیحہ اصل میں اس دودھ دینے والی بکری یا اونٹنی کو کہتے ہیں جو کسی بھائی کو دودھ پینے کے لیے دے دی جائے، اور جب دودھ بند ہو جائے تو وہ مالک کو واپس کردے۔ (معجم مقاييس اللغة، ج:٥، ص: ٢٧٨، تاج العروس، ج:٢، ص: ٢٣٣)

اس لیے نبی اکرم ﷺ فرمایا: ''المنحة مردودة'' دودھ دینے والا جانور واپس کیا جائے گا۔ایک جلیل القدر مفسر، محدث، فقیہ اور لغوی امام ابوعبید القاسم بن سلام، اس حدیث کا یہ معنی کرتے ہیں: يدفعها الى اخيه حتى يزرعها فاذا رفع زرعها ردها الى صاحبها : کہ فالتو زمین اپنے بھائی کو کاشت کے لیے دے دے، جب وہ اس سے پیداوار اٹھالے، تو زمین مالک کو واپس کردے۔ (لسان العرب، ج:٣، ص:٤٣٦)

اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسان شخصی طور پر اپنی زمین کا مالک ہے، اس لیے آپ نے فرمایا: اگر زمین اس کی ضرورت سے زائد ہے اور وہ خود کاشت بھی نہیں کرسکتا ہے، اس طرح آپ نے اس کو زمین کا مالک قرار دیا ہے۔اس کے بعد فرمایا، اگر وہ کاشت نہیں کرسکتا تو کسی بھائی کو عارضی طور پر پیداوار حاصل کرنے کے لیے دے دے اور پھر زمین واپس لے لے۔اور آخر میں فرمایا، اگر ہمدردی و خیر خواہی کے لیے یا ایثار و قربانی کے لیے تیار نہیں ہے، تو پھر اپنے پاس ہی رکھے۔تو ہر صورت میں مالک وہی ہے، لیکن تیسری صورت میں جبکہ اس نے زمین کاشت نہیں کرنی ویسے ہی رکھنی ہے تو اس کو کیا فائدہ ہوگا۔اگر عارضی طور پر مسلمان بھائی کو دے دیتا، تو وہ اس سے فائدہ اٹھاتا، وہ اور اس کے بال بچے اس کو دعائیں دیتے اور آخرت میں بے شمار اجر وثواب حاصل ہوتا، اس لیے بڑے بڑے جاگیرداروں اور زمینداروں کو چاہیے کہ وہ ضرورت سے زائد فالتو زمینوں سے ضرورت مند اور محتاج کسانوں کو عارضی طور پر فائدہ اٹھانے کا موقع دیں۔اگرچہ زمین اپنی ہی ملکیت میں رکھیں یا کم از کم ان کو مراعات اور سہولتیں ہی فراہم کریں جس سے وہ بھی آسودہ اور خوشحال ہوسکیں، اور ان کے دلوں میں ان کے خلاف بغض و نفرت کے جذبات پیدا نہ ہوں اور نہ ہی کوئی خود غرض لیڈر انہیں استعمال کرسکے اور زمینیں چھیننے کا خطرہ بھی نہ رہے۔

[3919] ٩٠-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ أَخْبَرَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُؤْخَذَ لِلْأَرْضِ أَجْرٌ أَوْ حَظٌّ۔

[3919]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کا کرایہ اور متعین حصہ لینے سے منع فرمایا۔

[3919] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤٠٢)

[3920] ۹۱-(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَزْرَعَهَا وَعَجَزَ عَنْهَا فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُؤَاجِرْهَا إِيَّاهُ)).

[3920]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو وہ اسے خود کاشت کرے، اگر (زائد ہونے کی وجہ سے) کاشت نہ کرسکتا ہو اور اس کی کاشت سے بے بس ہو تو کسی مسلمان بھائی کو عطیہ کردے، اور اس سے اجرت و مزدوری نہ لے۔''

[3921] ۹۲-(. . .) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا

عَنْ هَمَّامٌ قَالَ سَأَلَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَطَاءً فَقَالَ أَحَدَّثَكَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكْرِهَا)) قَالَ نَعَمْ.

[3921]۔سلیمان بن موسیٰ نے عطاء رحمہ اللہ سے سوال کیا، کیا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے آپ کو یہ حدیث سنائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو، وہ اس کو کاشت کرے یا بھائی کو کاشت کرنے کے لیے دے دے (کہ وہ پیداوار حاصل کرلے) اور اس کو کرایہ یا اجرت پر نہ دے؟'' عطاء نے کہا، جی ہاں۔ سنائی ہے۔

[3922] ۹۳-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ

[3922]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مخابرت سے منع فرمایا ہے۔

[3923] ۹۴-(. . .) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ لَهُ فَضْلُ أَرْضٍ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا تَبِيعُوهَا)) فَقُلْتُ لِسَعِيدٍ مَا قَوْلُهُ وَلَا تَبِيعُوهَا يَعْنِي الْكِرَاءَ قَالَ نَعَمْ.

[3920] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الايمان والنذور باب: ذكر الاحاديث المختلفة فى النهى عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٨٨٣) وبرقم (٣٨٨٤) انظر (التحفة) برقم (٢٤٣٩)

[3921] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الايمان والنذور باب: ذكر الاحاديث المختلفة فى النهى عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٨٩٠) انظر (التحفة) برقم (٢٤٩١)

[3922] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الايمان والنذور باب: ذكر الاحاديث المختلفة فى النهى عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٩٣١) انظر (التحفة) برقم (٢٥٣٨)

[3923]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس فالتو زمین ہو تو وہ اسے کاشت کرے (بے آباد نہ چھوڑے) یا کاشت کے لیے اپنے بھائی کو دے دے (تاکہ وہ پیداوار اٹھا سکے) اس کو کرایہ پر نہ دے۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے شاگرد، سعید کہتے ہیں، میں نے ان سے پوچھا، لا تبیعوھا؟ کیا اس سے مراد کرایہ واجرت پر دینا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں۔

[3924] ٩٥۔(. . .) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنُصِيبُ مِنَ الْقِصْرِيِّ وَمِنْ كَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ فَلْيُحْرِثْهَا أَخَاهُ وَإِلَّا فَلْيَدَعْهَا)).

[3924]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں، زمین بٹائی پر دیتے تھے، اور ان سے قصارۃ اور فلاں زمین کا حصہ لیتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا اس کا بھائی اس کو کاشت کرے، وگرنہ اس کو پڑی رہنے دے۔''

فائدہ:...... قصری سے مراد یہ ہے کہ گندم گاہنے کے بعد، خوشوں، بالیوں میں جو دانے رہ جاتے ہیں۔ جن کو قصارہ کہتے ہیں وہ مالک کے زمین کے ہوں گے اور من کذا سے مراد یہ ہے، جداول یا نالیوں پر جو زمین ہے اس کی پیداوار بھی ہم لیں گے، اور یہ طریقہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں غرر ہے، اور مزارع کا نقصان ہے جس کو اگلی حدیث میں ماذیانات سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[3925] ٩٦۔(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى جَمِيعًا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ ابْنُ عِيسَى نَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ يَقُولُ كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَأْخُذُ الْأَرْضَ بِالثُّلُثِ أَوِ الرُّبُعِ بِالْمَاذِيَانَاتِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَإِنْ لَمْ يَزْرَعْهَا فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ لَمْ يَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَلْيُمْسِكْهَا)).

[3925]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں، نالوں کے کنارے والی زمین کی پیداوار اور تہائی یا چوتھائی حصہ پر زمین لیتے تھے۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو وہ خود کاشت کرے، اور اگر کاشت نہ کر سکے تو اپنے بھائی کو عارضی طور پر دے دے۔ اور اگر اپنے بھائی کو نہ دے سکے، تو اپنے پاس روکے رکھے۔''

[3923] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٢٦٦)
[3924] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٢٩)
[3925] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٧٤)

فائدہ:...... زمین کا مالک اپنے لیے زمین کا وہ ٹکڑا رکھ لیتا جو کھال کے کنارے پر ہونے کی وجہ سے زیادہ زرخیز ہوتا اور زیادہ پیداوار دیتا اور کاشت کار کو زمین کا وہ ٹکڑا دیتا جو پانی سے دور ہوتا اور کم پیداوار دیتا اور اس کے ساتھ بسا اوقات کاشت کار کے حصہ کی زمین کا بھی، تہائی یا چوتھائی لیتا جب کھال پر زمین کم ہوتی، اور ظاہر ہے اس میں غرر بھی ہے کہ کاشت کار کی زمین تک پانی پہنچ ہی نہ سکے یا مالک والا حصہ غرقاب ہو جائے، ماذیانات، ماذیان کی جمع ہے۔ کھال کو کہتے ہیں جس میں پانی خوب بہتا ہے۔

[3926] ۹۷-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَهَبْهَا أَوْ لِيُعِرْهَا)).

[3926] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس (فالتو) زمین ہو تو وہ اسے ہبہ کر دے یا عاریتاً (کچھ وقت کے لیے) دے دے۔''

[3927] ۹۸-(. . .) وحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ ((فَلْيُزْرِعْهَا رَجُلًا)).

[3927] ۔امام صاحب مذکورہ روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں مگر اس میں یہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے خود کاشت کرے یا کسی آدمی کو کاشت کے لیے دے دے۔''

[3928] ۹۹-(. . .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ بُكَيْرٌ وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ كُنَّا نُكْرِي أَرْضَنَا ثُمَّ تَرَكْنَا ذٰلِكَ حِينَ سَمِعْنَا حَدِيثَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ۔

[3928] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین بٹائی پر دینے سے منع فرمایا۔ بکیر کہتے ہیں، مجھے نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ ہم زمین بٹائی پر دیتے تھے۔ پھر جب ہم نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث سنی تو ہم نے اسے ترک کر دیا۔

[3926] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۳۲۳)
[3927] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۳۲۳)
[3928] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۳۱۲۲)

فائدہ :......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے محض اس خاطر زمین ٹھیکہ پر دینی شروع کر دی کہ شاید، حضور اکرم ﷺ نے کوئی نیا فرمان جاری کیا ہو جس کا مجھے پتہ نہ چل سکا ہو، جیسا کہ آگے آرہا ہے، حالانکہ آپ نے صرف مخصوص صورت سے منع فرمایا تھا۔ ہر ایک صورت سے نہیں۔

[3929] ١٠٠-(. . .) وحَدَّثَنَاه يَحيى بْنُ يَحْيى أَخْبَرَنَا أَبُوخَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهى رَسُولُ اللّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ سَنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

[3929]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالی زمین کو دو تین سال کے لیے فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

فائدہ :......اس زمین سے مراد پھل دار درختوں کی بیع ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے۔

[3930] ١٠١-(. . .) وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ سِنِينَ

[3930]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی سالوں کی بیع سے منع فرمایا۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے، پھلوں کی کئی سال کے لیے بیع کرنے سے منع فرمایا۔

[3931] ١٠٢-(١٥٤٤) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوتَوْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ)).

[3931]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی ملکیت میں زمین ہو وہ اسے کاشت کرے یا اپنے بھائی کو پیداوار لینے کے لیے دے دے، اگر اس کے لیے آمادہ نہ ہو (انکار کرے) تو اپنی زمین روکے رکھے۔''

[3929] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٢٥)

[3930] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات باب: فی بیع السنین برقم (٣٣٧٤) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: بیع الثمر سنین برقم (٤٥٤٤) وفی باب: بیع السنین برقم (٤٦٤١) وابن ماجه فی (سننه) فی التجارات باب: بیع الثمار سنین والجائحة برقم (٢٢١٨) انظر (التحفة) برقم (٢٢٦٩)

[3932] ١٠٣-(١٥٣٦) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ فِي رُؤُسِ النَّخْلِ وَالْمُحَاقَلَةُ كِرَاءُ الْأَرْضِ.

[3932] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا۔ مزابنہ ، درخت کے پھل کو (توڑے پھل سے) خریدنا ہے اور محاقلہ زمین کا کرایہ لینا ہے۔

[3933] ١٠٤-(١٥٤٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

[3933] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

[3934] ١٠٥-(١٥٤٦) وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوتَوْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ نُعَيْمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْحُقُولِ فَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ الْمُزَابَنَةُ الثَّمَرُ بِالتَّمْرِ وَالْحُقُولُ كِرَاءُ الْأَرْضِ.

[3934] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو مزابنہ اور محاقلہ (حقول) سے منع کرتے سنا، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بتایا، مزابنہ ، تازہ کھجور کی خشک کھجور سے بیع ہے اور حقول، زمین حصہ پر دینا ہے۔

[3931] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحرث والمزارعة باب: ما كان من اصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضا في الزراعة والثمر برقم (٢٣٤١) وابن ماجه في (سننه) في الرهون باب: المزارعة بالثلث والربع برقم (٢٤٥٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٤١٥)

[3932] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع برقم (٢١٨٦) وابن ماجه في (سننه) في الرهون باب: كراء الارض برقم (٢٤٥٥) انظر (التحفة) برقم (٤٤١٨)

[3933] اخرجه الترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في النهي عن المحاقلة والمزابنة برقم (١٢٢٤) انظر (التحفة) برقم (١٢٧٦٨)

[3934] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٨٩١) انظر (التحفة) برقم (٣١٤٥)

[3935] ١٠٦ ـ (١٥٤٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ نَا وَقَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ كُنَّا لَا نَرَى بِالْخِبْرِ بَأْسًا حَتَّى كَانَ عَامُ أَوَّلَ فَزَعَمَ رَافِعٌ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ.

[3935] ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم مخابرہ میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے حتی کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی حکومت کا پہلا سال آ گیا۔ تو رافع رضی اللہ عنہ کہنے لگے نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

[3936] ١٠٧ ـ (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح وثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ فَتَرَكْنَاهُ مِنْ أَجْلِهِ.

[3936] ـ امام صاحب اپنے چار اساتذہ کی سندوں سے عمرو بن دینار کی سند ہی سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، ان کے شاگرد ابن عیینہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ہم نے ان کے خیال کا لحاظ کر کے مخابرہ کو ترک کر دیا۔

[3937] ١٠٨ ـ (. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ مَنَعَنَا رَافِعٌ نَفْعَ أَرْضِنَا.

[3937] ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رافع نے ہمیں، ہماری زمین کے نفع سے محروم کر دیا۔

[3938] ١٠٩ ـ (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَفِي إِمَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ حَتَّى بَلَغَهُ فِي آخِرِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ فِيهَا بِنَهْيٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ

[3935] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى البيوع والاجارات باب: فى المزارعة برقم (٣٣٨٩) والنسائى فى (المجتبى) فى الايمان والنذور باب: ذكر الاحاديث المختلفة فى النهى عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٩٢٦) وبرقم (٣٩٢٧) وبرقم (٣٩٢٨) وابن ماجه فى (سننه) فى الرهون باب: المزارعة بالثلث والربع برقم (٢٤٥٠) انظر (التحفة) برقم (٣٥٦٦)

[3936] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣٩١٢)

[3937] تقدم تخريجه برقم (٣٩١٢)

[3938] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاجارة باب: اذا استاجر ارضا فمات احدهما ←

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ بَعْدُ وَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْهَا بَعْدُ قَالَ زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا۔

[3938]۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، اپنی زمینوں کو نبی اکرم ﷺ کے عہد، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے دور خلافت میں اور حضرت معاویہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں، بٹائی پر دیا کرتے تھے، حتی کہ حضرت معاویہ کی خلافت کے آخر میں انہیں یہ بات پہنچی کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے ممانعت نقل کرتے ہیں، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس گئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا اور ان سے دریافت کیا، تو انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ کھیتوں کے کرایہ سے منع کرتے تھے۔ بعد میں جب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا جاتا تو جواب دیتے، رافع بن خدیج کا یہ خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ:...... **حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور کا تذکرہ نہیں کیا، کیونکہ ان کی خلافت پر اتفاق نہیں ہوسکا۔ اس لیے ابن عمر نے ان کی بیعت نہیں کی تھی۔ ان کا موقف یہ تھا بیعت اس خلیفہ کی ہوسکتی ہے، جس پر سب لوگ متفق ہو جائیں۔ اس لیے انہوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت تو کر لی تھی لیکن اس کی وفات کے بعد، حضرت عبداللہ بن زبیر یا مروان کی بیعت نہیں کی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک کی بیعت کر لی، عبداللہ بن زبیر کی زندگی میں اس کی بیعت بھی نہیں کی تھی، نیز اتنا طویل عرصہ تک ان کا مزارعت پر زمین دینا کسی صحابہ کا ان پر اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مزارعت کی ہر صورت ناجائز نہیں ہے۔ اس لیے وہ یہ کہتے تھے کہ یہ رافع بن خدیج کا زعم یا گمان ہے۔ اس لیے وہ بعض دفعہ فرماتے کہ رافع نے ہمیں، ہماری زمینوں کے نفع سے محروم کر دیا ہے۔ لیکن آخر کار انہوں نے احتیاط کے طور پر اس کو چھوڑ دیا اور دوسرے طریقہ سے فائدہ اٹھایا۔**

[3939] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ كِلَاهُمَا

← برقم (٢٢٨٥) وفي الحرث والمزارعة باب: ما كان من اصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضا في الزراعة والثمر برقم (٢٣٤٣) وبرقم (٢٣٤٤) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في التشديد في ذلك برقم (٣٣٩٤) تعليقا۔ والنسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٩٢١) وبرقم (٣٩٢٢) وبرقم (٣٩٢٣) وبرقم (٣٩٢٤) وابن ماجه في (سننه) في الرهون باب: كراء الارض برقم (٢٤٥٣) انظر (التحفة) برقم (٣٥٨٦)

[3939] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٩١٥)

عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَكَانَ لَا يُكْرِيهَا۔

[3939]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، ابن علیہ (اسماعیل) کی روایت میں یہ اضافہ ہے، اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ کو چھوڑ دیا، اور وہ زمین بٹائی پر نہیں دیتے تھے۔

[3940] ۱۱۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ

عَنْ نَافِعٍ قَالَ ذَهَبْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَتّٰى أَتَاهُ بِالْبَلَاطِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ۔

[3940]۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، وہ انہیں مسجد نبوی کے پاس فرش (بلاط) پر ملے، اور انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بٹائی پر زمین دینے سے منع فرمایا ہے۔

مفردات الحدیث ❊ **بلاط:** اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پتھر بچھائے گئے ہوں، یا اینٹیں لگائی گئی ہوں۔

[3941] (. . .) وحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي خَلَفٍ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ عَنِ الْحَكَمِ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَتٰى رَافِعًا فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[3941]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت رافع کے پاس آئے، تو انہوں نے انہیں مذکورہ بالا حدیث سنائی۔

[3942] ۱۱۱۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي ابْنَ حَسَنِ بْنِ يَسَارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْجُرُ الْأَرْضَ قَالَ فَنُبِّئَ حَدِيثًا عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ فَانْطَلَقَ بِي مَعَهُ إِلَيْهِ قَالَ فَذَكَرَ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ ذَكَرَ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ فَتَرَكَهُ ابْنُ عُمَرَ فَلَمْ يَأْجُرْهُ۔

[3942]۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ زمین بٹائی پر دیتے تھے تو انہیں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث سنائی گئی۔ وہ مجھے لے کر ان کی طرف گئے۔ انہوں نے اپنے کسی چچا سے حدیث سنائی، جس میں یہ بیان تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے زمین کے کرایہ سے منع فرمایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے زمین بٹائی پر دینی چھوڑ دی۔

[3940] تقدم تخريجه برقم (۳۹۱۵)

[3941] تقدم تخريجه برقم (۳۹۱۵)

[3942] تقدم تخريجه برقم (۳۹۱۵)

[3943] (...) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَحَدَّثَهُ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[3943]۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے معمولی لفظی فرق سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3944] ١١٢۔(...) وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي أَرَضِيهِ حَتّٰى بَلَغَهُ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يَنْهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَلَقِيَهُ عَبْدُاللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ خَدِيجٍ مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ لِعَبْدِاللّٰهِ سَمِعْتُ عَمَّيَّ وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرٰى ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُاللّٰهِ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحْدَثَ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلِمَهُ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ۔

[3944]۔حضرت سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ (میرے والد) عبداللہ بن عمر اپنی زمینیں بٹائی پر دیتے تھے۔حتی کہ انہیں پتہ چلا کہ رافع بن خدیج انصاری رضی اللہ عنہ زمین بٹائی پر دینے سے منع کرتے ہیں۔تو عبداللہ اسے ملے اور پوچھا، اے ابن خدیج! آپ رسول اللہ ﷺ سے زمین کی بٹائی کے بارے میں کیا بیان کرتے ہیں؟ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کو جواب دیا، میں نے جنگ بدر میں شرکت کرنے والے اپنے دو چچوں سے سنا، وہ محلّہ والوں کو بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین بٹائی پر دینے سے منع فرمایا ہے۔عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اچھی طرح علم تھا کہ زمین بٹائی پر دی جاتی ہے، پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اندیشہ لاحق ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی نیا حکم جاری کیا ہو جس کا انہیں علم نہ ہو سکا ہو۔اس لیے زمین بٹائی پر دینی چھوڑ دی۔

[3943] تقدم تخريجه برقم (٣٩١٥)

[3944] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٩١٣) انظر (التحفة) برقم (٦٨٧٩)

فائدہ:...... حضرت رافع بن خدیج کے دو چچاؤں میں سے ایک کا نام آگے ظہیر بن رافع آ رہا ہے، اور دوسرے کا نام بقول ابن حجر رحمہ اللہ مُھیر بروزن ظہیر ہے (تصغیر کا وزن ہے) بعض نے نام مظہر لکھا ہے۔

١٨...... بَاب كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالطَّعَامِ

باب ١٨: زمین اناج کے عوض بٹائی پر دینا

[3945] ١١٣ ـ (١٥٤٨) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنُكْرِيهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمَّى فَجَاءَنَا ذَاتَ يَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ عُمُومَتِي فَقَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَوَاعِيَةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ أَنْفَعُ لَنَا نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ بِالْأَرْضِ فَنُكْرِيَهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمَّى وَأَمَرَ رَبَّ الْأَرْضِ أَنْ يَزْرَعَهَا أَوْ يُزْرِعَهَا وَكَرِهَ كِرَاءَهَا وَمَا سِوَى ذَٰلِكَ۔

[3945] ۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم زمین بٹائی پر دیتے تھے، ہم اس کا کرایہ، تہائی یا چوتھائی اور متعین مقدار اناج لیتے تھے، تو ایک دن ہمارے پاس میرے چچاؤں میں سے ایک آدمی آیا، تو اس نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے معاملہ سے روک دیا ہے جو ہمارے لیے نفع بخش تھا، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہمارے لیے زیادہ نفع بخش ہے، آپ نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ ہم اپنی زمینوں کو تہائی یا چوتھائی اور متعین مقدار اناج کے عوض دیں، اور آپ نے زمین والے کو حکم دیا، وہ اسے خود کاشت کرے یا کاشت کے لیے دے دے، اور آپ نے اس کے کرایہ وغیرہ کو ناپسند فرمایا۔

فائدہ:...... اس حدیث کی صحیح صورت حال، آگے رافع رضی اللہ عنہ کے چچا ظُہَیر کی روایت سے معلوم ہو جائے گی۔

[3945] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحرث والمزارعة باب: كراء الارض بالذهب والفضة برقم (٢٣٤٦) وبرقم (٢٣٤٧) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: فيالتشديد في ذلك برقم (٣٣٩٥) وبرقم (٣٣٩٦) والنسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٩٠٤) وبرقم (٣٩٠٥) وبرقم (٣٩٠٦) وبرقم (٣٩٠٧) وبرقم (٣٩١٨) وبرقم (٣٩١٩) وابن ماجه في (سننه) في الرهون باب: استكراء الارض بالطعام برقم (٢٤٦٥) انظر (التحفة) برقم (٣٥٥٩)

[3946] (. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ بِالْأَرْضِ فَنُكْرِيهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ.

[3946]۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کھیت بٹائی پر دیتے تھے تو ہم ان کا کرایہ (حصہ) تہائی اور چوتھائی پیداوار کی صورت میں لیتے تھے، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[3947] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح قَالَ وثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى ح وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ

عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3947]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سندوں سے یعلیٰ بن حکیم کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3948] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ

عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ.

[3948]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں لیکن اس میں عن بعض عمومته کا لفظ نہیں ہے۔

[3949] ۱۱۴۔(. . .) حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

عَنْ رَافِعٍ أَنَّ ظُهَيْرَ بْنَ رَافِعٍ وَهُوَ عَمُّهُ قَالَ أَتَانِي ظُهَيْرٌ فَقَالَ لَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا فَقُلْتُ وَمَا ذَاكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ سَأَلَنِي كَيْفَ تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ فَقُلْتُ نُؤَاجِرُهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَى الرَّبِيعِ أَوِ الْأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ أَوِ الشَّعِيرِ قَالَ ((**فَلَا تَفْعَلُوا ازْرَعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا أَوْ أَمْسِكُوهَا**))

[3946] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۳۹۲۲)

[3947] تقدم تخريجه برقم (۳۹۲۲)

[3948] تقدم تخريجه برقم (۳۹۲۲)

[3949] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحرث والمزارعة باب: ما كان من اصحاب النبي ﷺ ←

[3949]۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ظُهَیر بن رافع (جو اس کے چچا ہیں) ان کے پاس آئے، اور بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسے معاملہ سے روک دیا ہے، جو ہمارے لیے سہولت اور آسانی کا باعث تھا، میں نے کہا، وہ کیا ہے؟ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، وہی برحق ہے، انہوں نے بتایا، آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا، کہ تم اپنے کھیتوں کا کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا، ہمیں اسے اجرت (کرایہ) پر دیتے ہیں، اے اللہ کے رسول! ہم کھال کے کنارے کی زمین کی پیداوار لیتے ہیں، یا کھجور یا جو کے متعین مقدار میں وسق لیتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ایسا نہ کرو، کاشت کرو، یا کاشت کے لیے دے دو یا اپنے پاس روکے رکھو۔''

[3950] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ

عَنْ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِهٰذَا وَلَمْ يَذْكُرْ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرٍ۔

[3950]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں رافع کے چچا ظهیر کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے حضرت رافع کی ممانعت والی حدیث کی صحیح صورت واضح ہوگئی ہے کہ ممانعت اس صورت میں ہے جب کھال کی زمین کی پیداوار مالک کی ہو، یا جب اناج کی مقدار پہلے ہی طے کر لی جائے، اور ان دونوں صورتوں میں غرر ہے، جیسا کہ ابتدا میں تفصیل گزر چکی ہے۔

١٩...... بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ

باب ١٩: زمین، سونے اور چاندی کے عوض کرایہ (ٹھیکہ) پر دینا

[3951] ١١٥ ـ (١٥٤٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ

← يواسي بعضهم بعضا في الزراعة والثمر برقم (٢٣٣٩) والنسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٩٣٣) وابن ماجه في (سننه) في الرهون باب: ما يكره من المزارعة برقم (٢٤٥٩) انظر (التحفة) برقم (٥٠٢٩)

[3950] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في التشديد في ذلك برقم (٣٣٩٤) تعليقا- والنسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (٣٩٣٢) انظر (التحفة) برقم (٣٥٧٤)

[3951] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحرث والمزارعة باب: (٢٧) وبرقم (٢٣٢٧) وفي باب: ما يكره من الشروط في المزارعة برقم (٢٣٣٢) وفي الشروط باب: الشروط في ←

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ فَقُلْتُ أَبِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ أَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَلَا بَأْسَ بِهِ

[3951] ۔حضرت حنظلہ بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین کے کرایہ کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ نے زمین کا کرایہ لینے سے منع فرمایا ہے، تو میں نے پوچھا، کیا سونے اور چاندی کے عوض؟ تو انہوں نے کہا، سونے اور چاندی کے عوض دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت رافع کے نزدیک، زمین ٹھیکہ کے عوض دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن مزارعت کی بعض خاص صورتیں ناجائز ہیں، جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔

[3952] ۱۱۶۔(...) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي

حَنْظَلَةُ بْنُ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُونَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْمَاذِيَانَاتِ وَأَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَأَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ فَيَهْلِكُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَهْلِكُ هٰذَا فَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا هٰذَا فَلِذٰلِكَ زُجِرَ عَنْهُ فَأَمَّا شَيْءٌ مَعْلُومٌ مَضْمُونٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ۔

[3952] ۔حضرت حنظلہ بن قیس انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین سونے، چاندی کے عوض ٹھیکہ پر دینے کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے جواب یا، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ کے دور میں تو لوگ صرف ماذنایات کے کنارے والی زمین، کھال کے شروع والی زمین (جہاں پانی خوب لگتا ہے) اور کچھ معین کھیتی کے عوض زمین اجرت پر دیتے تھے، کبھی مالک کا حصہ تباہ ہو جاتا اور مزارع کا حصہ محفوظ رہتا اور کبھی اس کے برعکس مالک کا حصہ محفوظ رہتا اور مزارع کا تباہ ہو جاتا، لوگوں میں اجرت کی شکل یہی تھی، اس لیے آپ نے اس سے روک دیا، اگر کرایہ کوئی معین چیز ہو، جس کے تلف نہ ہونے کی ضمانت ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

← لـلمزارعة برقم (۲۷۲۲) وابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات باب: فی المزارعة برقم (۳۳۹۲) وبرقم (۳۳۹۳) والنسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث والربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر برقم (۳۹۰۸) وبرقم (۳۹۰۹) وبرقم (۳۹۱۰) وبرقم (۳۹۱۱) وابن ماجه في (سننه) في الرهون باب: الرخصة في كراء الارض البيضا بالذهب والفضة برقم (۲٤٥٨) انظر (التحفة) برقم (۳۵۵۳)

[3952] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۳۹۲۸)

فائدہ:...... اس حدیث میں زمین کرایہ (اجرت، بٹائی) پر دینے کی ممانعت کی اصل وجہ اور سبب بیان کر دیا گیا ہے کہ جس صورت میں ایک فریق کا نقصان ہو اور دوسرا فریق نقصان سے محفوظ رہے، ظاہر ہے ایک سال کے ٹھیکے میں تو اس کا احتمال ہے، لیکن مزارعت میں اس کا احتمال نہیں ہے، کیونکہ نفع اور نقصان میں دونوں فریق شریک ہوتے ہیں، لیکن (ٹھیکہ) کی صورت میں اگر فصل آفت کا شکار ہوگئی تو ٹھیکیدار کا نقصان ہوگا اور مالک تو اپنا ٹھیکہ پہلے وصول کر چکا ہوگا، اس لیے وہ نقصان سے محفوظ رہے گا، اور مزارعت کی صورت میں نقصان میں دونوں شریک ہوں گے۔

[3953] ۱۱۷-(. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا قَالَ كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ عَلَى أَنَّ لَنَا هٰذِهِ وَلَهُمْ هٰذِهِ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هٰذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ هٰذِهِ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ وَأَمَّا الْوَرِقُ فَلَمْ يَنْهَنَا.

[3953]- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سب سے زیادہ کھیت ہمارے خاندان کے تھے، اور ہم زمین اس شرط پر کرایہ یا بٹائی پر دیتے تھے کہ زمین کے اس حصہ کی پیداوار ہماری ہوگی، اور اس حصہ کی پیداوار کاشت کار کی ہوگی، بسا اوقات ہمارے حصہ کی زمین سے پیداوار حاصل ہو جاتی اور دوسرے حصہ سے پیداوار حاصل نہ ہوتی، تو آپ نے ہمیں اس صورت سے منع فرما دیا، لیکن چاندی کے عوض دینے سے منع نہیں فرمایا۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر زمین کا مالک خود کاشت نہ کرے یا نہ کر سکے، تو زمین اس کی ملکیت سے نکل نہیں جائے گی، وہ ٹھیکہ پر زمین دے سکتا ہے، یا بٹائی کی ایسی صورت میں جس میں صرف ایک فریق کا نقصان نہ ہو، دے سکتا ہے۔

[3954] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[3954]- امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

۲۰...... بَابٌ فِي الْمُزَارَعَةِ وَالْمُؤَاجَرَةِ

باب ۲۰: بٹائی اور ٹھیکہ کا بیان

[3955] ۱۱۸-(۱۵۴۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ

[3953] تقدم تخريجه برقم (۳۹۲۸)

[3954] تقدم تخريجه برقم (۳۹۲۸)

[3955] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۲۰٦٤)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَقَالَ أَخْبَرَنِی ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَفِی رِوَایَةِ ابْنِ أَبِی شَیْبَةَ نَهٰی عَنْهَا وَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ مَعْقِلٍ وَلَمْ یُسَمِّ عَبْدَ اللّٰهِ۔

[3955] ۔حضرت عبداللہ بن سائب بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے مزارعت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا، مجھے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزارعت سے منع کیا ہے، ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے، اس سے منع کیا ہے، اور اس میں ابن معقل ہے، عبداللہ کا نام نہیں ہے۔

[3956] ۱۱۹۔(...) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ الشَّیْبَانِیِّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ فَسَأَلْنَاهُ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَقَالَ زَعَمَ ثَابِتٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَأَمَرَ بِالْمُؤَاجَرَةِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا۔

[3956] ۔حضرت عبداللہ بن سائب بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور ان سے مزارعت کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے جواب دیا، ثابت کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزارعت سے روکا ہے، اور ٹھیکے کا حکم دیا ہے اور فرمایا: ''اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

فائدہ:...... **مزارعت سے مراد یہاں بھی سابقہ مخصوص شکل ہی مراد ہے، جس میں زمیندار کا حصہ پہلے متعین ہو جاتا ہے، اور اس میں ایک فریق کا نقصان ہو جاتا ہے۔**

۲۱...... بَابُ الْأَرْضِ تُمْنَحُ

باب۲۱: زمین کا عطیہ

[3957] ۱۲۰۔(۱۵۵۰) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ

عَنْ عَمْرٍو أَنَّ مُجَاهِدًا قَالَ لِطَاوُسٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَی ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِیجٍ فَاسْمَعْ مِنْهُ الْحَدِیثَ عَنْ أَبِیهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ فَانْتَهَرَهُ قَالَ إِنِّی وَاللّٰهِ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْهُ مَا فَعَلْتُهُ وَلٰکِنْ حَدَّثَنِی مَنْ هُوَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْهُمْ یَعْنِی ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ((**لَأَنْ یَمْنَحَ الرَّجُلُ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَیْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ یَأْخُذَ عَلَیْهَا خَرْجًا مَعْلُومًا**))

[3956] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۰۶٤)

[3957] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحرث والمزارعة باب: (۱۰) برقم (۲۳۳۰) وفی باب: ما کان من اصحاب النبی ﷺ یواسی بعضهم بعضا فی الزراعة والثمر برقم (۲۳٤۲)

[3957] ۔امام مجاہد نے، امام طاؤس سے کہا، رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے ہاں میرے ساتھ چلو، اس سے س کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت سنو! تو طاؤس نے اسے جھڑکا، کہا، اللہ کی قسم! اگر میں یہ جان لوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹائی پر زمین دینے سے منع فرمایا ہے، تو میں یہ کام نہ کروں، لیکن مجھے اس شخصیت (ابن عباس) نے جوان سب سے زیادہ اس مسئلہ سے آگاہ ہیں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کو زمین کاشت کے لیے دے دے، تو اس کے لیے بہتر ہے کہ اس سے متعین مقدار میں پیداوار لے۔''

فائدہ:...... فَاسْمَعْ منه الحديث میں فَاسْمَعْ کو امر کا صیغہ بنایا جائے، کیونکہ امام طاؤس بٹائی پر زمین دیتے تھے، اس لیے امام مجاہد نے انہیں روکنے کے لیے یہ حدیث سننے کے لیے کہا اور انہوں نے جواباً ان کو سرزنش کی، کہ مجھے معلوم ہے، مزارعت کی کون سی قسم ممنوع ہے، جس صورت میں، میں بٹائی پر زمین دیتا ہوں، وہ ممنوع نہیں ہے، کیونکہ معین مقدار میں پیداوار نہیں لیتا ہوں جو کہ ممنوع صورت ہے۔

[3958] ١٢١۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ عَمْرٍو وَابْنِ طَاوُسٍ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّهُ كَانَ يُخَابِرُ قَالَ عَمْرٌو فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوْ تَرَكْتَ هٰذِهِ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ فَقَالَ أَيْ عَمْرُو أَخْبَرَنِي أَعْلَمُهُمْ بِذٰلِكَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا إِنَّمَا قَالَ يَمْنَحُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرْجًا مَعْلُومًا۔

[3958] ۔امام طاؤس مخابرہ پر زمین دیتے تھے، تو انہیں عمرو بن دینار نے کہا، اے ابوعبدالرحمٰن! اے کاش! آپ مخابرہ کو ترک کر دیں، کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ سے منع فرمایا ہے، تو انہوں نے جواب دیا، اے عمرو! مجھے اس مسئلہ کو سب سے بہتر طور پر جاننے والے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا، آپ نے تو بس یہ فرمایا تھا، ''تم میں سے کوئی پیداوار اٹھانے کے لیے اپنے بھائی کو دے دے تو اس کے لیے، اس پر معین مقدار میں پیداوار لینے سے بہتر ہے۔''

فائدہ:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے محض خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبات پیدا کرنے کے لیے یہ بات فرمائی ہے کہ معین آمدنی لینے سے بہتر ہے کہ بھائی کو پیداوار لگانے کا موقع دیا جائے اور یہ بھی

← وفي الهبة باب: فضل المنيحة برقم (٢٦٣٤) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في المزارعة برقم (٣٣٨٩) والترمذي في (جامعه) في الاحكام باب: في المزارعة برقم (١٣٨٥) والنسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور، برقم (٣٨٨٢)

[3958] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٩٣٤)

[3959] تقدم تخريجه برقم (٣٩٣٤)

اس صورت میں ہے کہ جب انسان کے پاس فالتو زمین ہو، جسے وہ خود کاشت نہ کرتا ہو، یا کر نہ سکتا ہو، اپنی ضرورت کی زمین کے بارے میں نہیں ہے، جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

[3959] (. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ ح قَالَ وثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَرِيكٍ عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ.

[3959]۔ امام صاحب اپنے پانچ اساتذہ کی سندوں سے عمرو بن دینار کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[3960] ۱۲۲۔(. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ عَبْدٌ أَحَدَّثَنَا . وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَأَنْ((يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ مَعْلُومٍ)) قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ الْحَقْلُ وَهُوَ بِلِسَانِ الْأَنْصَارِ الْمُحَاقَلَةُ

[3960]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا اپنی زمین اپنے بھائی کو پیداوار اٹھانے کے لیے دینا، تمہارے حق میں اس سے بہتر ہے کہ اس پر اتنا اتنا (معین مقدار میں) حصہ لو۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، یہی صورت حقل ہے، انصار اسے محاقلہ کہتے ہیں۔

[3961] ۱۲۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَإِنَّهُ أَنْ يَمْنَحَهَا أَخَاهُ خَيْرٌ.

[3961]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہے، تو اس کا اپنے بھائی کو پیداوار حاصل کرنے کے لیے دینا بہتر ہے۔''

فائدہ:...... ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے زمین مالک ہی کی رہے گی، دوسرے کو وہ صرف خیرخواہی کرتے ہوئے پیداوار حاصل کرنے کا موقع ہوگا۔

[3960] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الرهوب باب: الرخصة في كراء الارض البيضاء بالذهب والفضة۔ انظر (التحفة) برقم (۲٤٥۷) وبرقم (۵۷۱۸)

[3961] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۵۷۳۲)

حدیث نمبر 3962 سے 4139 تک

۲۳......كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ

۲۳. مساقات اور مزارعت

مساقاة: پھل دار درخت یا باغ حصہ پر دینا۔ جس کو معاملہ بھی کہتے ہیں۔

مزارعت: کھیتی حصہ پر دینا۔

۱...... بَاب: الْمُسَاقَاةِ وَالْمُعَامَلَةِ بِجُزْءٍ مِنَ الثَّمَرِ وَالزَّرْعِ

باب ۱: مساقات اور معاملہ، پھل اور پیداوار کے حصہ پر دینا

[3962] ۱-(۱۵۵۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

[3962] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے وہاں کی زمین سے حاصل ہونے والے پھلوں اور کھیتی کا نصف پر معاملہ کر لیا۔

فائدہ:...... آپ نے اہل خیبر کو اپنے باغات اور کھیت دونوں ہی نصف حصہ پر دیئے تھے، اس وجہ سے جمہور فقہاء کے نزدیک مساقات جائز ہے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، امام مالک، امام شافعی کا قول قدیم، امام احمد اور صاحبین کے نزدیک، ہر قسم کے باغات حصہ پر دینے جائز ہیں، امام شافعی کے قول جدید، اور امام احمد کے ایک قول کے مطابق، مساقات صرف انگور یا کھجور کے باغات میں جائز ہے، باقی باغات میں جائز نہیں، اور امام داود ظاہری کے نزدیک صرف نخلستان میں جائز ہے، امام ابو حنیفہ اور امام زفر کے نزدیک مساقات اور مزارعت دونوں کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

[3962] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحرث والمزارعة باب: اذا لم يشترط السنين في المزارعة برقم (۲۳۲۹) وابو داود في (سننه) في البيوع باب: في المساقاة برقم (۳۴۰۸) وابن ماجه في (سننه) في الرهوب باب: معاملة النخيل والكرم برقم (۲۴۶۷) انظر (التحفة) برقم (۸۱۳۸)

[3963] ٢-(. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ كُلَّ سَنَةٍ مِائَةَ وَسْقٍ ثَمَانِينَ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسْقًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ قَسَمَ خَيْبَرَ خَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ الْأَرْضَ وَالْمَاءَ أَوْ يَضْمَنَ لَهُنَّ الْأَوْسَاقَ كُلَّ عَامٍ فَاخْتَلَفْنَ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَرْضَ وَالْمَاءَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَوْسَاقَ كُلَّ عَامٍ فَكَانَتْ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ مِمَّنِ اخْتَارَتَا الْأَرْضَ وَالْمَاءَ.

[3963] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین، اس سے حاصل ہونے والے پھلوں اور پیداوار کے آدھے حصے پر دی، اور آپ ہر سال ازواج مطہرات کو سو (۱۰۰) وسق دیتے تھے، اسی (۸۰) وسق، کھجور اور بیس (۲۰) وسق جو، اور جب خیبر کی زمین کی تقسیم حضرت عمر کے سپرد ہوئی، تو انہوں نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ وہ زمین اور پانی کا ایک حصہ لے لیں، یا وہ ان کے لیے ہر سال اوساق مہیا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے، تو ازواج میں اختلاف پیدا ہو گیا، ان میں سے بعض نے زمین اور پانی کو پسند کیا، اور بعض نے اپنے حصہ کے سالانہ وسق لینے کو پسند کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ان میں سے تھیں، جنہوں نے زمین اور پانی کو اختیار کیا۔

فائدہ :......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہودیوں کو خیبر سے نکال دیا، جس کی وجہ آگے آ رہی ہے، تو زمین مسلمانوں میں تقسیم کر دی، ازواج مطہرات کو نان ونفقہ کے لیے زمین یا پیداوار میں سے حصہ لینے کا اختیار دیا تاکہ وہ اپنی زندگی میں اس سے اپنی ضروریات پوری کر لیں اور ان کی وفات کے بعد، وہ زمین بیت المال کو واپس مل جائے، کیونکہ ازواج مطہرات، نان ونفقہ کی حقدار تھیں، آپ کی وراثت ان میں تقسیم نہیں ہو سکتی تھی، اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا، سال بھر کے لیے اناج یا غلہ رکھنا توکل کے منافی نہیں ہے اور نہ ہی یہ ذخیرہ اندوزی ہے۔

[3964] ٣-(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنْهَا مِنْ زَرْعٍ أَوْ ثَمَرٍ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فَكَانَتْ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ مِمَّنِ اخْتَارَتَا الْأَرْضَ وَالْمَاءَ وَقَالَ خَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ الْأَرْضَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَاءَ.

[3963] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۸۰۶۹)

[3964] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۹۸٤)

[3964] ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے وہاں کی کھیتی اور پھلوں کے نصف حصہ پر معاملہ کیا، آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی، لیکن حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے زمین اور پانی کو پسند کرنے کا ذکر نہیں کیا، اور یہ کہا کہ ازواج مطہرات کو زمین لینے کا اختیار دیا، پانی کا تذکرہ نہیں کیا۔

[3965] ٤-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا افْتُتِحَتْ خَيْبَرُ سَأَلَتْ يَهُودُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يُقِرَّهُمْ فِيهَا عَلَى أَنْ يَعْمَلُوا عَلَى نِصْفِ مَا خَرَجَ مِنْهَا مِنَ الثَّمَرِ وَالزَّرْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أُقِرُّكُمْ فِيهَا عَلَى ذَٰلِكَ مَا شِئْنَا)) ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَابْنِ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ وَزَادَ فِيهِ وَكَانَ الثَّمَرُ يُقْسَمُ عَلَى السُّهْمَانِ مِنْ نِصْفِ خَيْبَرَ فَيَأْخُذُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْخُمُسَ.

[3965] ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح کر لیا گیا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں وہیں رہنے دیں، اور وہ اس شرط پر زمین پر کام کاج کریں گے، جو اس سے پھل اور غلہ حاصل ہوگا، آدھا ان کا ہوگا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم اس شرط پر جب تک چاہیں گے تمہیں یہاں رہنے دیں گے۔'' آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی، اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ خیبر کے نصف حصہ کو مسلمانوں میں ان کے حصہ کے مطابق تقسیم کر لیا جاتا تھا، اور رسول اللہ ﷺ اس میں سے پانچواں حصہ رکھ لیتے تھے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خیبر کی زمین مسلمانوں کی ملکیت میں آ گئی تھی، لیکن چونکہ یہودی وہاں کے باشندے تھے، اس لیے وہ اس کو بہتر طور پر کاشت کر سکتے تھے، اس لیے زمین نصف پیداوار یا آمدنی پر ان کے پاس رہنے دی گئی، اور آپ نے فرمایا، جب تک ہماری منشاء ہوگی یا تمہارے ساتھ الجھاؤ پیدا نہیں ہوگا، یہ زمین تمہارے پاس رہنے دیں گے، جب ہم کوئی خرابی محسوس کریں گے، تو زمین تم سے واپس لے لیں گے، جس سے معلوم ہوتا ہے، مزارعت یا مساقات کے لیے مدت معین کرنا ضروری نہیں، حالات کی سازگاری کے مطابق یہ معاملہ چلتا رہے گا جب کسی فریق کو کوئی دقت یا پریشانی ہوگی، تو اس معاملہ کو ختم کر دیا جائے گا، اس لیے جمہور نے اس حدیث کی جو تاویلیں کی ہیں، وہ درست نہیں ہیں۔

[3965] اخرجه ابو داود في (سننه) في الخراج والامارة والفيء باب: ما جاء في حكم ارض خيبر برقم (٣٠٠٨) انظر (التحفة) برقم (٧٤٧٢)

[3966] ٥-(...) وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ دَفَعَ إِلَى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلَى أَنْ يَعْتَمِلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَلِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَطْرُ ثَمَرِهَا.

[3966] ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کے نخلستان اور زمین اس شرط پر دے دی تھی کہ وہ اپنے مال (حیوانات، بیج وغیرہ) سے اس میں کام کریں گے اور اس کی آدھی پیداوار یا آمدن رسول اللہ ﷺ کی ہوگی۔

[3962] ٦-(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِينَ ظُهِرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُودُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُقِرَّهُمْ بِهَا عَلَى أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا)) فَقَرُّوا بِهَا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيحَاءَ.

[3967] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو حجاز کی سرزمین سے جلا وطن کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر پر غلبہ پایا تو یہودیوں کو وہاں سے نکالنا چاہا، اور اس پر غلبہ کی بنا پر زمین، اللہ اس کے رسول اور مسلمانوں کی ملکیت میں آ گئی تھی، اس لیے آپ نے یہودیوں کو اس سے نکالنا چاہا، تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ وہ انہیں اس میں اس شرط پر رہنے دیں کہ وہ ان کی جگہ اس میں کام کاج کریں گے، اور انہیں آدھا حصہ مل جائے گا، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا، ''ہم تمہیں اس شرط پر جب تک ہماری مرضی ہوگی، رہنے دیں گے۔'' تو وہاں رہنے لگے، حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تیماء اور اریحا کے علاقہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔

[3966] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في المساقاة برقم (٣٤٠٩) والنسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: ذكر اختلاف الالفاظ المأثورة في المزارعة برقم (٣٩٣٩) وبرقم (٣٩٤٠) انظر (التحفة) برقم (٨٤٢٤)

[3967] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحرث والمزارعة باب: اذا قال: رب الارض اقرك ما اقرك الله ولم يذكر اجلا معلوما۔ فهما على تراضيهما برقم (٢٣٣٨) وبرقم (٢٣٣٨) تعليقا۔ وفي فرج الخمس باب: ما كان النبي ﷺ يعطى المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس ونحوه برقم (٣١٥٢) انظر (التحفة) برقم (٨٤٦٥)

فائدہ:...... (۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو مختلف اسباب جمع ہو جانے کی بناء پر خیبر سے نکال دیا تھا، کیونکہ مسلمانوں کے پاس غلام اور خدمت گزار وافر مقدار میں جمع ہو گئے تھے، جو یہ کام کاج کر سکتے تھے۔
(۲) یہودیوں نے بدعہدی کرتے ہوئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جو وہاں کسی ضرورت سے گئے تھے، دھوکے سے ایک مکان کی چھت سے گرا دیا تھا، جس سے ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے جوڑ نکل گئے تھے۔
(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہیں رہیں گے، یعنی دو ملتوں کے افراد نہیں رہیں گے، اور اس سے مراد ارض حجاز تھی، کیونکہ تیماء جزیرۃ العرب میں ہی واقع ہے۔ (۴) ان میں فسق و فجور اور بے حیائی پھیل گئی تھی۔

۲...... بَاب: فَضْلِ الْغَرْسِ وَالزَّرْعِ

باب ۲: شجر کاری اور کاشتکاری کی فضیلت

[3968] ۷-(۱۵۵۲) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةً وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَتْ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ وَلَا يَرْزَؤُهٗ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ.

[3968]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی کوئی پودا اگاتا ہے، تو اس پھل دار درخت سے جو کچھ کھایا جاتا ہے، وہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے اور اس سے جو کچھ چوری کیا جاتا ہے، وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے، اور اس سے جو درندے کھاتے ہیں، وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے، اور جو پرندے کھائیں، وہ بھی صدقہ ہے، جو چیز یا فرد بھی اس میں کمی کرے گا، وہ اس کے لیے صدقہ ہی بنے گا۔''

مفردات الحدیث ☆ **لَا يَرْزَؤُهٗ**: اس میں کمی نہیں کرے گا، اس سے نہیں لے گا۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر وہ کام یا عمل جو دوسروں کے لیے نفع اور خیر کا سبب یا باعث بنتا ہے، اور دوسرے لوگ اس سے، اس کی اجازت یا مرضی کے بغیر فائدہ اٹھاتے ہیں، اور وہ ان کو برا بھلا نہیں کہتا، تو ان کا اس کے کام یا عمل سے فائدہ اٹھانا اس کے لیے اجر و ثواب کا باعث بنتا ہے، اگر کوئی انسان اپنے لیے پھل دار درخت لگاتا ہے، یا کھیتی باڑی کرتا ہے، تو اس کے درختوں اور اس کی کھیتی پر اس کی مرضی کے علی الرغم، انسان، حیوان، درندے، اور پرندے فائدہ اٹھاتے ہیں، تو یہ اس کے لیے ثواب کا باعث ہے، اس لیے شجر کاری اور کاشتکاری

[3968] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲٤٤٢)

باعث فضیلت ہے، بشرطیکہ ان کاموں میں مشغول اور مصروف ہو کر انسان اپنے دینی فرائض وواجبات سے غافل نہ ہو جائے یا ان کاموں میں دلچسپی حد سے نہ بڑھ جائے، جس کی بنا پر امور دین سے دلچسپی کم ہو جائے، اور تمام دنیوی مشاغل ومصروفیات کا یہی حکم ہے، کہ اگر ان میں لگ کر انسان اپنے دینی فرائض وواجبات سے غافل نہیں ہوتا، ان میں بقدر ضرورت دلچسپی لیتا ہے تو یہ مشغلہ اور مصروفیت اس کے لیے اجر وثواب کا باعث ہے، اس بنا پر اس میں اختلاف ہے، کہ کون سا مشغلہ اور عمل انسان کے لیے سب سے بہتر اور افضل ہے، بعض کے نزدیک کمائی یا کسب کا سب سے بہتر ذریعہ زراعت کاشتکاری ہے، بعض کے نزدیک دستکاری صنعت وحرفت ہے، جس میں ہاتھ سے زیادہ محنت کی جاتی ہے، وگرنہ ہاتھ تو ہر جگہ ہی استعمال ہوتا ہے، بعض نے تجارت کو افضل قرار دیا ہے، آپ سے سوال ہوا تھا کہ سب سے افضل کسب یا پاکیزہ ترین کسب کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''انسان کا ہاتھ سے کام کرنا اور جائز طریقہ سے خرید وفروخت کرنا۔ حقیقت یہ ہے کہ افضلیت کا مدار وانحصار، اس عمل کے نفع اور فائدہ سے ہے، جس کام میں بھی دوسروں کا نفع اور فائدہ زیادہ ہے، یا جس میں لوگوں کی ہمدردی اور خیر خواہی زیادہ ہے، وہی افضلیت کا باعث ہے، کیونکہ کوئی کام ایسا نہیں ہے جس سے لوگ بے نیاز اور مستغنی ہو سکیں، زراعت ہو یا تجارت، صنعت وحرفت ہو یا ملازمت، اس لیے مختلف احادیث میں ان کے نفع کا تناسب بدل سکتا ہے، اس اعتبار سے محل فضیلت بھی بدل جائے گا، غلہ کی کمی کے دنوں میں غلہ اگانا اور اس کے لیے آلات زراعت تیار کرنا، جنگ کے دنوں میں جنگی سازوسامان تیار کرنا، عام استعمال یا روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کی کمی کے دنوں میں ان کی ترسیل اور فراہمی کا کاروبار کرنا، سب اپنے اپنے موقع پر افضل ہیں، اس طرح نظم ونسق میں بدانتظامی کو رد کرنے یا امن وامان قائم کرنے کے لیے یا تعلیمی معیار کو بلند اور اعلیٰ وارفع کرنے کے لیے ان میں دلچسپی لینا افضل ہوگا۔

[3969] ٨-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى أُمِّ مُبَشِّرٍ الْأَنْصَارِيَّةِ فِي نَخْلٍ لَهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ غَرَسَ هَذَا النَّخْلَ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ فَقَالَتْ بَلْ مُسْلِمٌ فَقَالَ لَا يَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا وَلَا يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ وَلَا دَابَّةٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ)).

[3969] ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری عورت ام مبشر نامی کے پاس اس کے نخلستان میں تشریف لے گئے، اور آپ نے اس سے دریافت فرمایا: ''یہ کھجور کے درخت کس نے لگائے ہیں؟ کیا وہ مسلمان تھا یا کافر؟'' اس نے جواب دیا، کہ وہ مسلمان تھا، تو آپ نے فرمایا: ''جو مسلمان

[3969] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٩٢٧)

بھی پودا لگاتا ہے، یا کوئی پیداوار کاشت کرتا ہے، پھر اس سے کوئی انسان یا کوئی حیوان، جاندار یا کوئی چیز کھاتی ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ بنتا ہے۔''

[3970] ۹-(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالَا: حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ **((لَا يَغْرِسُ رَجُلٌ مُّسْلِمٌ غَرْسًا وَلَا زَرْعًا فَيَأْكُلَ مِنْهُ سَبُعٌ أَوْ طَائِرٌ أَوْ شَيْءٌ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِ أَجْرٌ))** و قَالَ ابْنُ أَبِي خَلَفٍ طَائِرٌ شَيْءٌ كَذَا.

[3970] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جو مسلمان بھی کوئی پودا لگاتا ہے، یا کوئی کھیتی بوتا ہے اور اس سے کوئی درندہ یا پرندہ یا کوئی اور چیز کھاتی ہے، تو اس کے لیے یہ چیز اجر وثواب کا باعث بنتی ہے۔'' ابن ابی خلف کی روایت میں طائر شیء (کوئی پرندہ) کے درمیان او نہیں ہے، یعنی طائر کے بعد شیء سے پہلے او نہیں ہے۔

[3971] ۱۰-(...) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُمِّ مَعْبَدٍ حَائِطًا فَقَالَ **((يَا أُمَّ مَعْبَدٍ مَنْ غَرَسَ هٰذَا النَّخْلَ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ فَقَالَتْ بَلْ مُسْلِمٌ قَالَ فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا فَيَأْكُلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ وَلَا دَابَّةٌ وَلَا طَيْرٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))**.

[3971] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام معبد کے پاس اس کے باغ میں گئے اور پوچھا، ''اے ام معبد! یہ کھجور کے درخت کس نے لگائے ہیں؟'' کیا مسلمان نے یا کافر نے؟'' تو اس نے جواب دیا، مسلمان نے، آپ نے فرمایا: ''جو مسلمان کوئی پودا لگاتا ہے، پھر اس سے کوئی انسان یا جاندار یا پرندہ کھاتا ہے، تو وہ قیامت تک اس کے لیے صدقہ بنتا ہے۔

فائدہ:...... ام معبد، ام مبشر ہی کی دوسری کنیت ہے، اور یہ زید بن حارثہ کی بیوی ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کسی انسان کے بوئے ہوئے باغ یا کھیتی سے جب تک لوگ فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں، چاہے اس کی ملکیت تبدیل ہوتی رہے، اس کو اس کے مرنے کے بعد ثواب ملتا رہتا ہے۔

[3970] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۸٤۹)
[3971] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۵۲۱)

[3972] ١١-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ زَادَ عَمْرٌو فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَمَّارٍ ح وَأَبُو كُرَيْبٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَقَالَا عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنِ امْرَأَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَفِي رِوَايَةِ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ رُبَّمَا قَالَ عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرُبَّمَا لَمْ يَقُلْ وَكُلُّهُمْ قَالُوا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ.

[3972]۔امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت چار مختلف سندوں سے بیان کی ہے،کسی نے جابر کے بعد عمار کا نام لیا،اور کسی نے ابی معاویہ کا،ان دونوں نے عن ام مبشر کہا،لیکن ابن فضیل نے عن امرأة زيد بن حارثه: (زید بن حارثہ کی بیوی کہا) اور اس نے ابومعاویہ کے بعد بعض دفعہ ام مبشر کہا اور بعض دفعہ ام مبشر کا نام نہیں لیا، جابر عن النبی ﷺ کہا، بہرحال سب نے حضرت جابر کے مذکورہ بالا تینوں شاگردوں (عطاء، ابوالزبیر اور عمرو بن دینار) کی طرح روایت بیان کی ہے۔

[3973] ١٢-(١٥٥٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ)).

[3973]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے، یا اناج بوتا ہے اور اس سے کوئی پرندہ یا انسان یا چوپایہ یا مویشی کھاتا ہے، تو اس کے سبب اسے اجر و ثواب ملتا ہے، (ان کا کھانا، اس کے لیے صدقہ بنتا ہے۔)

[3974] ١٣-(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا

[3972] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٣٢٧) وبرقم (١٨٣٥٧)

[3973] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحرث والمزارعة باب: فضل الزرع والغرس اذا اكل منه برقم (٢٣٢٠) وفي الادب باب: رحمة الناس والبهائم برقم (٦٠١٢) والترمذي في (جامعه) في الاحكام باب: ما جاء في فضل الغرس برقم (١٣٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٣١)

[3974] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحرث والمزارعة باب: فضل الزرع والغرس اذا اكل منه برقم (٢٣٢٠) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (١١٣١)

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ نَخْلًا لِأُمِّ مُبَشِّرٍ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ غَرَسَ هٰذَا النَّخْلَ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ قَالُوا مُسْلِمٌ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ)).

[3974] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک انصاری عورت ام مبشر رضی اللہ عنہا کے باغ میں تشریف لے گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کھجور کے درخت کس نے لگائے ہیں؟ کیا مسلمان نے یا کافر نے؟'' انہوں (ام مبشر) نے کہا مسلمان نے، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

فائدہ :...... ان تمام احادیث میں یہ سوال موجود ہے کہ درخت کافر نے لگائے یا مسلمان نے، پھر آپ نے صراحتاً مسلمان کے لیے اجر وثواب بیان کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے، یہ اجر وثواب ایمان کی برکت سے حاصل ہوا ہے اور کافر اس سے محروم ہے، اس لیے وہ اجر وثواب سے بھی محروم ہوگا، ہاں دنیا میں اس کو اس سے فائدہ حاصل ہوگا۔

٣...... بَاب: وَضْعِ الْجَوَائِحِ

باب ۳: قدرتی آفات سے پہنچنے والے نقصان کا ازالہ کرنا

[3975] ١٤ ـ(١٥٥٤)حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَمَرًا ح قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ)).

[3975] ۔امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سند سے ابن جریج کے واسطہ سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں، ایک استاد کہتے ہیں، اِن بِعْتَ دوسرا کہتا ہے، لو بِعتَ، معنی ایک ہی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اپنے بھائی کو پھل فروخت کرے اور وہ قدرتی آفت کا شکار ہو جائے تو تیرے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تو اس سے کچھ وصول کرے، تو ناحق اپنے بھائی کا مال کیوں کر لے گا؟''

[3976] (. . .)وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3975] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى البيوع والاجارات باب: فى وضع الجائحة برقم (٣٤٧٠) والنسائى فى (المجتبى) فى البيوع باب: وضع الجوائح برقم (٤٥٤٠) وبرقم (٤٥٤١) وابن ماجه فى (سننه) فى التجارات باب: بيع الثمار سنين والجائحة برقم (٢٢١٩) انظر (التحفة) برقم (٢٧٩٨)
[3976] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٣٩٥٢)

[3976]۔امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

مفردات الحدیث ❊ **جائحة جمع جوائح**: قدرتی آفت جو پھل کو تباہ وبرباد کردے۔

فائدہ:...... وہ باغ جس کا پھل فروخت کیا گیا ہے، اور پھل آفت کے نتیجہ میں ضائع ہو گیا ہے، اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

(ا) پھل پکنے کی صلاحیت کے ظاہر ہونے کے بعد پکانے کے لیے فروخت کیا گیا، پھر وہ آفت کا شکار ہو گیا، تو اس صورت میں بالاتفاق، بائع، مشتری سے قیمت وصول نہیں کر سکتا، کیونکہ بالاتفاق یہ بیع باطل اور ناجائز ہے، کالعدم ہے۔

(ب) باغ کا پھل اس شرط پر فروخت کیا گیا کہ اس کو فوراً توڑ لینا ہے، درختوں پر پکانا نہیں ہے، بدوصلاح سے چاہے پہلے فروخت کیا گیا، یا بعد میں، لیکن ابھی مشتری کو قبضہ نہیں دیا گیا تھا کہ وہ آفت کا شکار ہو گیا، اس صورت میں بھی بالاتفاق فروخت کرنے والا ذمہ دار ہے، وہ قیمت وصول نہیں کر سکتا، ہاں اگر مشتری کو قبضہ دے دیا، اور کہا اپنا پھل فوراً توڑ لے، لیکن اس نے لیت ولعل سے کام لیا، (آج توڑتا ہوں، کل توڑ لوں گا) اور وقت گزرتا گیا، اور باغ آفت کا شکار ہو گیا، تو اس صورت میں بالاتفاق مشتری ذمہ دار ہے، اسے قیمت ادا کرنی ہوگی۔

(ج) باغ فروخت کیا، (بدوصلاح سے پہلے یا بعد) اور پھل توڑنے کے قابل ہو گیا، لیکن توڑنے سے پہلے آفت کا شکار ہو گیا، اس صورت میں مشتری ذمہ دار ہے، اور بالاتفاق بائع اس سے قیمت وصول کر سکتا ہے، اگر وہ چھوڑ دیتا ہے، یا کم کر دیتا ہے تو یہ اس کی نیکی اور احسان ہوگا، اس پر لازم نہیں ہے۔

(د) باغ بدوصلاح کے بعد فروخت کیا ہے، توڑنے یا پکانے کی شرط نہیں لگائی، اور مشتری کے حوالہ کر دیا، پھر وہ آفت کا شکار ہو گیا، اس میں ائمہ کا اختلاف ہے، (۱) جمہور سلف، امام ابوحنیفہ، امام لیث بن سعد، اور امام شافعی کا قول جدید اور امام داؤد کا یہی موقف ہے کہ اس صورت میں مشتری ذمہ دار ہے۔ (۲) اہل مدینہ، امام مالک اور یحییٰ بن سعید انصاری کے نزدیک، اگر مال پھل کا تہائی حصہ یا اس سے کم ضائع ہوا ہے تو مشتری ذمہ دار ہے، اور اگر ایک تہائی سے زائد نقصان ہوا ہے، تو پھر بائع ذمہ دار ہے۔ (۳) جتنا پھل ضائع ہوا ہے، الا یہ کہ معمولی ہو، اس کا ذمہ دار مالک ہے، امام احمد، ابوعبید اور امام شافعی کا قول قدیم یہی ہے، مسلمان کی ہمدردی اور خیر خواہی کا تقاضا یہی ہے، لیکن اس کی ترغیب اور تحریص ہی دلائی جا سکتی ہے، اس کو لازم یا فرض قرار نہیں دیا جا سکتا۔

[3977] ۱۵-(۱۵۵۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ

[3977] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع المخاضرة برقم (٢٢٠٨) انظر (التحفة) برقم (٥٧٥)

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ ثَمَرِ النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُوَ فَقُلْنَا لِأَنَسٍ مَا زَهْوُهَا قَالَ تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ أَرَأَيْتَكَ إِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ.

[3977] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے کھجوروں کا پھل رنگت کی تبدیلی سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا، ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، زھو سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے جواب دیا، سرخ و زرد رنگ ہونا، بتاؤ، اگر اللہ تعالیٰ نے پھل سے محروم کر دیا، تو اپنے بھائی کا مال تمہارے لیے کیسے حلال ہو گیا؟

[3978] (. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى تُزْهِيَ قَالُوا وَمَا تُزْهِي قَالَ تَحْمَرُّ فَقَالَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ.

[3978] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذھو سے پہلے پھل بیچنے سے منع فرمایا ہے، لوگوں نے پوچھا، ازھاء سے کیا مراد ہے؟ تو جواب دیا، سرخ ہو جائے، اور فرمایا: جب اللہ نے پھل سے محروم کر دیا، تو اپنے بھائی کا مال تمہارے لیے کیسے حلال ہو گا؟

[3979] ١٦۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ **((إِنْ لَمْ يُثْمِرْهَا اللّٰهُ فَبِمَ يَسْتَحِلُّ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ))**.

[3979] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ نے پھل نہ لگایا تو تم اپنے بھائی کے مال کو اپنے لیے کیسے حلال قرار دو گے۔''

فائدہ :...... امام دار قطنی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ یہ کلام حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہے، نبی اکرم ﷺ کی طرف اس کی نسبت راوی کا وہم ہے، اور اس سے معلوم ہوتا ہے، یہ بدو صلاح سے پہلے بیچنے کی ممانعت کے سبب کی طرف اشارہ ہے۔

[3980] ١٧۔(١٥٥٤) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ

[3978] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: اذا باع الثمار قبل ان يبدو صلاحها ثم اصابته عاهة فهو من البائع برقم (٢١٧٩) وفي الزكاة باب: من باع ثماره او نخله او ارضعه او زرعه وقد وجب فيه العشر او الصدقة فادى الزكاة من غيره او باع ثماره ولم تجب فيه الصدقة برقم (١٤٨٨) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: شراء الثمار قبل ان يبدو صلاحها على ان يقطعها ولا يتركها الى اوان ادراكها برقم (٤٥٣٩) انظر (التحفة) برقم (٧٣٣)

[3979] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٧)

[3980] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في بيع السنين برقم (٣٣٧٤) ←

لِبِشْرٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ إِبْرَاهِيمُ (وَهُوَ صَاحِبُ مُسْلِمٍ) حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا

[3980]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے آفات سے پہنچنے والے نقصان کو وضع کرنے کا حکم دیا، امام صاحب کے شاگرد صحیح مسلم کی روایت کرنے والے ابواسحاق (ابراہیم بن محمد) بیان کرتے ہیں، یہ روایت ہمیں عبدالرحمٰن بن بشر نے سفیان سے سنائی، (اس طرح امام مسلم کے واسطہ کے بغیر، ان کے برابر ہوکر ایک ہی واسطہ سے سفیان سے روایت کی ہے، امام مسلم سے بیان کرنے کی صورت میں، دو واسطے بن جاتے ہیں۔

فائدہ:...... وضع الجوائح کا معنی یہ ہے کہ قدرتی آفات کے نتیجہ میں اگر پھل ضائع ہو جائے، تو بائع اس کی قیمت وصول نہ کرے۔

۴...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ الْوَضْعِ مِنَ الدَّيْنِ

باب ٤: قرضہ چھوڑ دینا پسندیدہ عمل ہے یا کچھ قرض معاف کر دینا بہتر ہے

[3981] ١٨-(١٥٥٦) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ)) فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِغُرَمَائِهِ ((خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ)).

[3981]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک آدمی کو ان پھلوں کی بنا پر جو اس نے خریدے تھے، نقصان پہنچ گیا اور اس پر کافی قرض چڑھ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو صدقہ دو۔'' تو لوگوں نے اس کو صدقہ دیا، اور اس سے اس کا قرض ادا نہ ہو سکا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا: ''جو تم نے پالیا ہے وہ لے لو، اور تمہارے لیے بس یہی ہے۔''

← والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: وضع الجوائح برقم (٤٥٤٢) انظر (التحفة) برقم (٢٢٧٠)

[3981] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات باب: فی وضع الجائحة برقم (٣٤٦٩) والترمذی فی (جامعه) فی الزكاةباب: ما جاء فی من تحل له الصدقة من الغارمین وغیرهم برقم (٦٥٥) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: وضع الجوائح برقم (٤٥٤٣) وفی باب: الرجل یبتاع البیع فیفلس ویوجد المتاع بعینه برقم (٤٦٩٢) وابن ماجه فی (سننه) فی الاحكام باب: تفلیس المعدم والبیع علیه لغرمائه برقم (٢٣٥٦) انظر (التحفة) برقم (٤٤٢٧٠)

[3982] (. . .) حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى قَالَ انَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[3982]۔امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، کہ اگر کسی کو گھاٹا پڑ جائے، جس کا برداشت کرنا اس کی سکت سے باہر ہو تو اس کو صدقہ وخیرات دینا جائز ہے، بلکہ باہمی ہمدردی اور خیرخواہی کا تقاضا یہی ہے، اس لیے اس کی ترغیب اور تشویق دلانا چاہیے، اگر اس کے باوجود بھی قرضہ ادا نہ ہو سکے، تو قرضہ کا مطالبہ کرنے والوں کو، اس کو معاف کر دینے پر آمادہ کرنا چاہیے، یا کم از کم اس کو سہولت اور آسانی کے ساتھ ادا کرنے کی مہلت دینی چاہیے۔

[3983] ۱۹-(۱۵۵۷) وحَدَّثَنِي غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُولُ سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَ خُصُومٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمَا وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُولُ وَاللّٰهِ لَا أَفْعَلُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمَا فَقَالَ **((أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ))** قَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ.

[3983]۔ مجھے بہت سے اساتذہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث سنائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازہ پر جھگڑنے والوں کی آواز سنی، جو بلند ہو رہی تھی، ان میں سے ایک دوسرے سے نقصان وضع کرنے کی استدعا کر رہا تھا، اور اس سے اصل رقم میں کچھ کمی کا مطالبہ کر رہا تھا اور دوسرا کہہ رہا تھا، اللہ کی قسم! میں یہ نہیں کروں گا، تو رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر اس کے پاس آئے، اور فرمایا: ''کہاں ہے وہ جو اللہ کی قسم اٹھا رہا تھا، کہ میں نیکی اور بھلائی کا کام نہیں کروں گا؟ اس نے کہا، میں ہوں، اے اللہ کے رسول! میں اس کی پسند کا کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔''

فائدہ:...... وضع سے مراد یہ ہے کہ اصل رقم میں کمی کر دو، اور اس کا مطالبہ کرنے میں نرمی، اور سہولت سے کام لو، یا یہ ہے جو مجھے نقصان ہو گیا ہے، اس کو چھوڑ دو اور جو باقی بچا ہے، اس کی قیمت بھی کم کر دو، جب فریقین کی آواز

[3982] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۳۹۵۸)

[3983] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلح باب: هل يشير الامام بالصلح برقم (۲۷۰۵) انظر (التحفة) برقم (۱۷۹۱۵)

سن کرحضور تشریف لائے اور فرمایا، مقروض کا مطالبہ منظور نہ کرنے کی قسم اٹھانا، نیکی نہ کرنے کی قسم اٹھانا ہے، جو مسلمان کے لیے زیبانہیں ہے، تو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آپ کی بات سمجھ گئے، اور عبداللہ بن ابی حدرد کا مطالبہ منظور کرنے کے لیے آمادہ ہوگئے کہ وہ جو پسند کریں، میں وہی کرنے کے لیے تیار ہوں، پھر آپ کے کہنے پر آدھا قرضہ معاف کر دیا، اس حدیث سے معلوم ہوا، مقروض، قرض خواہ سے قرض کے کل یا جز کی معافی کی درخواست کرسکتا ہے، اور اس کو معاف کر دینا پسندیدہ عمل ہے، اور اس سلسلہ میں سفارش کرنا بھی درست ہے۔

[3984] ٢٠ـ(١٥٥٨)حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

عَـنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ ((يَا كَعْبُ)) فَقَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قُمْ فَاقْضِهِ)).

[3984]۔ حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک، اپنے باپ (کعب) سے بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اپنا قرض جو ابن ابی حدرد کے ذمہ تھا، نبی اکرم ﷺ کے دور میں، اس کا اس سے مسجد میں مطالبہ کیا، ہم دونوں کی (تکرار کی وجہ سے) آوازیں بلند ہوگئیں، حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر وہ سن لیں، آپ نے ان تک آنے کے لیے اپنے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور کعب بن مالک کو آواز دی، فرمایا: ''اے کعب! اس نے کہا، حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول! تو آپ نے ہاتھ سے اسے اشارہ فرمایا، اپنا آدھا قرضہ چھوڑ دو، کعب نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں نے کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے مقروض کو فرمایا: ''اٹھ اور اس کا قرض ادا کر۔''

[3984] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: التقاضي والملازمة في المسجد برقم (٤٥٧) وفي باب: رفع الصوت في المسجد برقم (٤٧١) وفي الخصومات باب: كلام الخصوم بعضهم في بعض برقم (٢٤١٨) وفي باب: في الملازمة برقم (٢٤٢٤) وفي الصلح باب: هل بشير الامام بالصلح برقم (٢٧٠٦) وفي باب: الصلح بالدين والعين برقم (٢٧١٠) وابو داود في (سننه) في الاقضية باب: في الصلح برقم (٣٥٩٥) والنسائي في (المجتبى) في آداب القضاة باب: حكم الحاكم في داره برقم (٥٤٢٣) وفي باب: اشارة الحكم على الخصم بالصلح برقم (٥٤٢٩) وابن ماجه في (سننه) في الصدقات باب: الحبس في الدين والملازمة برقم (٢٤٢٩) انظر (التحفة) برقم (١١١٣٠)

[3985] ٢١ـ(. . .)وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى دَيْنًا لَهُ عَلَى ابْنِ أَبِيحَدْرَدٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ وَهْبٍ.

[3985]۔عبد اللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ اسے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

[3986] (. . .)قَالَ مُسْلِم وَرَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ مَالٌ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ النِّصْفَ فَأَخَذَ نِصْفًا مِمَّا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا

[3986]۔امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ لیث بن سعد نے اپنی سند سے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی، کہ میرا، عبد اللہ ابن ابی حدرد کے ذمے مال تھا، وہ مجھے مل گئے تو میں نے انہیں پکڑ لیا، دونوں میں تکرار ہوا، جس سے ان کی آوازیں بلند ہوگئیں، تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے، اور فرمایا: ''اے کعب! آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا، گویا کہ آپ فرما رہے ہیں، آدھ لے لو، تو انہوں نے آدھا قرضہ ان سے لے لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

فائدہ:......امام صاحب نے لیث بن سعد سے یہ روایت تعلیقا بیان کی ہے، آغاز سے سند حذف کر دی ہے، امام بخاری نے اس روایت کو لیث سے متصل سند سے بیان کیا ہے، اس طرح امام مسلم نے حدیث نمبر ۱۹ میں استاد کا نام نہیں لیا، اس طرح مجہول استاد سے روایت بیان کی ہے، لیکن بخاری میں یہی روایت اسماعیل بن ابی اویس کے واسطہ سے بیان کی، اس لیے ممکن ہے، امام مسلم کی مراد امام بخاری ہے امام مسلم اسماعیل بن ابی اویس سے بلاواسطہ بھی روایت کرتے ہیں اور بالواسطہ بھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں ضرورت کے تحت، ضرورت کے مطابق، آواز کو بلند کرنا جائز ہے اور مسجد میں کسی سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے، اور حضور اکرم ﷺ، فریقین کے پاس سے گزر رہے تھے، اور آپ نے خیال کیا، یہ معاملہ حل کر لیں گے، لیکن جب تکرار بڑھا تو آپ آواز سن کر باہر تشریف لائے، تو آپ نے اس

[3985] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٩٦١)

[3986] تقدم.

اعتماد اور وثوق پر سفارش کر دی کہ اس کو قبول کر لیا جائے گا، اور آپ کے اعتماد کے مطابق جھگڑے کے جوش کے دوران ہی حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے آپ کی بات کو اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے غور سے سنا اور آپ کے اشارے کو سمجھ کر فوراً اس پر عمل کیا اور اپنا قرض جو اسی (۸۰) درہم تھا، اس میں سے آدھا معاف کر دیا، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا، مقروض کو جب کچھ حصہ معاف کر دیا جائے، تو اسے باقی حصہ فوراً ادا کرنا چاہیے، سکت ہوتے ہوئے ٹال مٹول سے کام نہیں لینا چاہیے، اور اس حدیث میں مَرَّبِهِمَا کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابتدا میں تو آپ نے ان کے جھگڑے کی طرف توجہ نہیں دی اور مرور معنوی بھی مراد ہو سکتا ہے، کہ آپ کو گھر میں اس کا بلند آوازوں سے علم ہو گیا، تو پھر آپ باہر نکلے، جس سے معلوم ہوا، جو اختلاف ختم کروا سکتا ہو، اس کو اختلاف ختم کرانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے، اس سلسلہ میں سستی اور کاہلی نہیں کرنا چاہیے۔

۵...... بَاب: مَنْ أَدْرَكَ مَا بَاعَهُ عِنْدَ الْمُشْتَرِي وَقَدْ أَفْلَسَ فَلَهُ الرُّجُوعُ فِيهِ

باب ۵: جس نے اپنا سامان مشتری کے پاس پڑا ہوا پالیا جبکہ وہ دیوالیہ ہو چکا ہو، تو وہ اپنا سامان واپس لے سکتا ہے

[3987] ۲۲-(۱۵۵۹) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ)).

[3987]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ''جس نے اپنا ہو بہو مال اس انسان کے پاس پایا جو مفلس ہو چکا ہے یا اسے دیوالیہ قرار دے دیا گیا ہے، تو وہ دوسروں سے اس کا زیادہ حقدار ہے۔''

[3987] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستقراض باب: اذا وجد ماله عند مفلس في البيع والقرض والوديعة فهو احق به برقم (٢٤٠٢) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في الرجل يفلس فيجد الرجل متاعه بعينه عنده برقم (٣٥١٩) وبرقم (٣٥٢٠) وبرقم (٣٥٢١) وبرقم (٣٥٢٢) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في اذا افلس للرجل غريم فيجد عنده متاعه برقم (١٢٦٢) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: الرجل يبتاع البيع فيفلس ويوجد المتاع بعينه برقم (٤٦٩٠) وبرقم (٤٦٩١) وابن ماجه في (سننه) في الاحكام باب: من وجد متاعه بعينه عند رجل قد افلس برقم (٢٣٥٨) وبرقم (٢٣٥٩) انظر (التحفة) برقم (١٤٨٦١)

فائدہ: ...... افلاس یہ ہے کہ انسان پیسے پیسے کا محتاج ہو گیا ہے، کیونکہ اس کے پاس کوئی فلس (پیسہ) نہیں رہا ہے، اور قاضی نے اس کو دیوالیہ قرار دے دیا ہے، کہ وہ اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا، لیکن اس کا سارا مال بیچ کر بھی اس کا قرضہ اتارا نہیں جا سکتا، اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، اگر کوئی انسان دوسرے سے کوئی چیز خریدتا ہے، اور قیمت نقد ادا نہیں کرتا، پھر قیمت کی ادائیگی سے پہلے ٹکے ٹکے کا محتاج ہو جاتا ہے، لیکن جو سامان اس نے خریدا تھا، وہ بغیر کسی تغیر وتبدل کے اصل حالت میں اس کے پاس موجود ہے، تو وہ سامان فروخت کرنے والے کا ہو گا، دوسرے قرض خواہوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہو گا، جمہور ائمہ، مالک، شافعی، احمد اور اسحاق وغیرہم کا یہی موقف ہے، لیکن ائمہ احناف کا اس کے برعکس نظریہ ہے، کہ اس میں تمام قرض خواہ حصہ دار ہوں گے، اور اس حدیث کو انہوں نے غصب، عاریہ، اور امانت وغیرہ کی واپسی پر محمول کیا ہے، حالانکہ اگلی روایت میں یہ تصریح موجود ہے، ((انّه لصاحبه الذی باعه)) یہ سامان، اس کے مالک کا ہے، جس نے اسے فروخت کیا تھا، اور علامہ انور شاہ نے اس حدیث سے جان چھڑانے کے لیے اس کو دیانت کا مسئلہ قرار دیا ہے کہ مشتری کو فیصلہ عدالت میں جانے سے پہلے پہلے، یہ مال، اس کے مالک، بائع کے حوالہ کر دینا چاہیے، کیونکہ اگر فیصلہ عدالت میں چلا گیا، تو پھر بائع بھی دوسروں قرض خواہوں کی طرح ایک قرض خواہ ہو گا۔ (فیض الباری، ج ۳، ص ۳۱۳)

لیکن علامہ تقی عثمانی صاحب احناف کے تمام عذر اور بہانے پیش کرنے کے بعد، اپنا نظریہ، یہ ظاہر کیا ہے کہ مذهب الجمهور اوفق بلفظ الحديث، حدیث کے الفاظ جمہور کے موقف کے مطابق ہیں۔ (تکملہ، ج ۱، ص ۵۰۰)

اور علامہ عبدالحیٔ لکھنوی نے بھی التعلیق المجد میں جمہور کی رائے کو پسند کیا ہے۔ (تکملہ، ج ۱، ص ۵۰۱)

اور علامہ سعیدی نے بھی احناف کے دلائل نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''ہر چند امام ابوحنیفہ کا نظریہ، قیاس اور درایت کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی صحیح اور صریح احادیث مقدم ہیں۔'' (شرح مسلم، ج ۴، ص ۲۸۴) معلوم نہیں، احناف کو صحیح احادیث کو قیاس اور درایت کے مخالف ثابت کر کے کیا ملتا ہے، کہ ایسے قیاس اور درایت کو غلط کیوں قرار نہیں دیتے، اور اس کو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے صحیح احادیث کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں، اور مقلد ہونے کے باوجود امام صاحب کے غلط موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں، حالانکہ سیدھی سادی بات ہے کہ امام صاحب کو اس صحیح حدیث کا علم نہ ہو سکا، اس لیے انہوں نے قیاس ورائے کا سہارا لیا۔

[3988] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح قَالَ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

[3988] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٩٦٣)

الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ كُلُّ هٰؤُلَاءِ
عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ زُهَيْرٍ و قَالَ ابْنُ رُمْحٍ مِنْ بَيْنِهِمْ
فِي رِوَايَتِهِ أَيُّمَا امْرِءٍ فُلِّسَ.

[3988]۔امام صاحب پانچ سندوں سے سات اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں،صرف ابن رمح کی روایت میں یہ الفاظ ہیں،جس انسان کو دیوالیہ قرار دیا گیا ہے۔

[3989] ٢٣۔(. . .)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيحُسَيْنٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَهُ عَنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ الَّذِي يُعْدِمُ إِذَا وُجِدَ عِنْدَهُ الْمَتَاعُ وَلَمْ يُفَرِّقْهُ أَنَّهُ لِصَاحِبِهِ الَّذِي بَاعَهُ.

[3989]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ جو آدمی مال سے محروم ہو جاتا ہے، جب اس کے پاس ایسا سامان پایا جائے، جس میں اس نے تصرف نہیں کیا ہے، تو وہ اس کے اس مالک کا ہے، جس نے اسے فروخت کیا تھا۔"

مفردات الحدیث ❊ **لَمْ يُفَرِّقْه**: اس نے اس میں تصرف نہیں کیا۔

[3990] ٢٤۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**إِذَا أَفْلَسَ الرَّجُلُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ**)).

[3990]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو انسان دیوالیہ ہو جائے، اور دوسرا انسان اسی کے پاس اپنا مال بعینہٖ پائے، تو وہی اس کا حقدار ہے۔"

[3991](. . .)وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ح قَالَ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَيْضًا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي كِلَاهُمَا
عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَا ((**فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنَ الْغُرَمَاءِ**)).

[3989] تقدم تخريجه برقم (٣٩٦٣)
[3990] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٢١٦)
[3991] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٢١٦)

[3991]۔ امام قتادہ کے دو شاگرد، مذکورہ بالا سند سے، مذکورہ بالا روایت میں یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''وہ قرض خواہوں کے مقابلہ میں اس کا زیادہ حق دار ہے۔''

[3992] ۲۵۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِيخَلَفٍ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ قَالَ حَجَّاجٌ مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَفْلَسَ الرَّجُلُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ عِنْدَهُ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا.

[3992]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی دیوالیہ ہو جائے، اور کوئی آدمی اس کے پاس اپنا سامان بعینہ پائے، تو وہی اس کا حقدار ہے۔''

٦...... بَاب: فَضْلِ إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ

باب ٦: تنگدست کو مہلت دینے کی فضیلت

[3993] ۲٦۔(۱۵٦۰) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّ

حُذَيْفَةَ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَقَالُوا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ لَا قَالُوا تَذَكَّرْ قَالَ كُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَآمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَوَّزُوا عَنِ الْمُوسِرِ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَجَوَّزُوا عَنْهُ)).

[3993]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کی روح کا فرشتوں نے استقبال کیا، یعنی اس کی روح قبض کی، اور اس سے پوچھا، کیا تو نے کوئی نیک کام، اچھا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا، نہیں، فرشتوں نے کہا، یاد کر، اس نے کہا، میں لوگوں کو قرض دیتا تھا اور اپنے نوکروں کو یہ ہدایت دیتا تھا کہ تنگدست کو مہلت دینا اور مالدار سے وصولی میں آسانی اور سہولت کا رویہ اختیار کرنا، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اس سے درگزر کرنے کا حکم دیا۔''

[3992] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤١٥٧)

[3993] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: من انظر موسرا برقم (٢٠٧٧) وفي الاستقراض باب: حسن التقاضي برقم (٢٣٩١) وفي احاديث الانبياء باب: ما ذكر عن بني اسرائيل برقم (٣٤٥١) وابن ماجه في (سننه) في الاحكام باب: انظار المعسر برقم (٢٤٢٠) انظر (التحفة) برقم (٣٣١٠)

فائدہ :...... مُعسِر تنگدست کو انظار ڈھیل اور مہلت دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم جب آسانی اور سہولت کے ساتھ ادا کر سکو، اس وقت ادا کر دینا، یا اس سے آسان قسطوں کے ذریعہ قرض وصول کرنا، اور مُوسِر مالدار سے تجوز یا تجاوز، درگذر اور چشم پوشی سے کام لینا، اس کا مقصد یہ ہے کہ اس سے قرض وصول کرنے میں درشت اور سخت رویہ اختیار نہ کرنا، نقد ادائیگی کی سکت و طاقت کے باوجود یا وقت مقررہ کی آمد کے باوجود ایک آدھ دن کی ڈھیل دے دینا، رقم میں کچھ کمی یا نقص ہو تو اس سے درگزر کرنا، اور مکمل ادائیگی کا تقاضا چھوڑ دینا۔

[3994] ٢٧-(. . .)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ

عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ وَأَبُو مَسْعُودٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ رَجُلٌ لَقِيَ رَبَّهُ فَقَالَ مَا عَمِلْتَ قَالَ مَا عَمِلْتُ مِنَ الْخَيْرِ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ رَجُلًا ذَا مَالٍ فَكُنْتُ أُطَالِبُ بِهِ النَّاسَ فَكُنْتُ أَقْبَلُ الْمَيْسُورَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمَعْسُورِ فَقَالَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ.

[3994]۔ حضرت ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہما اکٹھے ہوئے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بتایا، ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوا، اللہ تعالیٰ نے پوچھا، تو نے کیا عمل کیا؟ اس نے جواب دیا، میں نے کوئی اچھا عمل نہیں کیا، سوائے اس کے کہ میں مالدار تھا، اور لوگوں سے اپنے قرض کا مطالبہ کرتا تھا، مقروض آسانی سے جو دے سکتا میں وصول کر لیتا، اور جو اسے دینا مشکل ہوتا، اس سے درگزر کرتا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے بندے سے درگزر کرو، (اس کے گناہ معاف کر دو) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے بھی نبی اللہ ﷺ کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

[3995] ٢٨-(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنَّ رَجُلًا مَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ فَقِيلَ لَهُ مَا كُنْتَ تَعْمَلُ قَالَ فَإِمَّا ذَكَرَ وَإِمَّا ذُكِّرَ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فَكُنْتُ أُنْظِرُ الْمُعْسِرَ وَأَتَجَوَّزُ فِي السِّكَّةِ أَوْ فِي النَّقْدِ فَغُفِرَ لَهُ)) فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[3995]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں، ''ایک آدمی مر کر جنت میں داخل ہو گیا، اس

[3994] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٩٦٩)

[3995] تقدم تخريجه برقم (٣٩٦٩)

سے پوچھا گیا، تم کیا عمل کرتے تھے؟ راوی نے بتایا، اسے خود یاد آ گیا یا اسے (فرشتوں نے) یاد دلایا، اس نے کہا، میں لوگوں کو سودا بیچتا تھا، (اور اس میں) میں تنگدست کو مہلت دیتا تھا، اور سکہ دینار و درہم، یا نقدی کی وصولی میں درگزر کرتا تھا، یعنی نقدی کے عیب یا معمولی کمی سے درگزر کرتا تھا، تو اسے معاف کر دیا گیا۔‘‘ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا، میں نے بھی یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

فائدہ :...... جنت میں داخلہ کا فیصلہ سوال وجواب کے نتیجہ میں معافی ملنے کے بعد ہوگا، چونکہ یہ واقعہ ایک قطعی حقیقت ہے، جسے پیش آنا ہے، اس کا اسے یوں بیان کر دیا گیا ہے، گویا کہ یہ پیش آ چکا ہے، یا موت کے بعد ہی اپنے عملوں کے مطابق، جنت اور دوزخ کے حالات کا آغاز ہو جاتا ہے، اس لیے اس کو جنت میں داخل ہونے سے تعبیر کر دیا ہے، کیونکہ پہلی روایت میں یہی سوال وجواب فرشتے، روح کے قبض کرنے کے بعد کر چکے ہیں، اور وہاں معافی مل چکی ہے۔

[3996] ٢٩-(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ أُتِيَ اللَّهُ بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِهِ ((آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَقَالَ لَهُ مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا قَالَ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا قَالَ يَا رَبِّ آتَيْتَنِي مَالَكَ فَكُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ فَكُنْتُ أَتَيَسَّرُ عَلَى الْمُوسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ فَقَالَ اللَّهُ أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي)) فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ هٰكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[3996]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے بندوں میں سے ایک بندہ لایا گیا، جسے اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا، ’’دنیا میں تو نے کیا کام کیا؟ (راوی نے کہا، لوگ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے) اس نے جواب دیا، اے میرے آقا! تو نے مجھے اپنے مال سے نوازا اور میں لوگوں سے خرید وفروخت کرتا تھا، اور میرا رویہ درگزر تھا، میں مالدار کو آسانی اور سہولت دیتا اور تنگدست کو مہلت دیتا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں تجھ سے زیادہ اس کا حق دار ہوں، میرے بندے سے درگزر کرو،‘‘ تو عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ اور ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، ہم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے ایسے ہی سنا ہے۔

فائدہ :...... امام دارقطنی فرماتے ہیں، یہ روایت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جن کا نام عقبہ بن عمرو ہے، ابوخالد احمر کو وہم لاحق ہوا، اس نے، اسے عقبہ بن عامر بنا دیا، اسے یوں کہنا چاہیے تھا، ((فقال عقبة بن عمرو ابو

[3996] تقدم تخريجه برقم (٣٩٦٩)

مسعود انصاری)) اور اکثر محدثین کے نزدیک یہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے، لیکن چشمۂ بدر پر رہائش اختیار کر لی تھی، اس لیے بدری کے نام سے مشہور ہو گئے۔

[3997] ٣٠-(١٥٦١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَحَدَّثَنَا . وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((حُوسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوسِرًا فَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)) نَحْنُ أَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوا عَنْهُ .

[3997]۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کا محاسبہ کیا گیا، تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ پائی گئی، سوائے اس کے کہ وہ لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتا تھا اور مالدار تھا، اور اپنے نوکروں کو یہ ہدایت دیتا تھا کہ وہ تنگدست سے درگزر کریں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہم درگزر کرنے کے اس سے زیادہ حقدار ہیں، اس سے درگزر کرو۔''

فائدہ: ......لم يوجد له من الخير شئي: میں الخیر سے مراد اعمال صالحہ ہیں، ایسے وہ ایمان دار تھا، کیونکہ ایمان کے بغیر معافی ممکن نہیں ہے اور نہ کوئی عمل اس کے بغیر نجات کا باعث بن سکتا ہے، جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔

[3998] ٣١-(١٥٦٢) حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ مَنْصُورٌ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ و قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ)).

[3998]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی لوگوں سے ادھار لین دین کرتا تھا، لوگوں کو ادھار سامان دیتا تھا، اور اپنے خادم سے کہتا تھا، جب تو تنگدست کے پاس جائے تو اس

[3997] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی البیوع باب: ما جاء فی انظار المعسر والرفق به برقم (١٣٠٧) انظر (التحفة) برقم (٩٩٩٢)

[3998] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی البیوع باب: من انظر معسرا برقم (٢٠٧٨) وفی احادیث الانبیاء باب (٥٤) برقم (٣٤٨٠) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: حسن المعامله والرفق فی المطالبة برقم (٤٧٠٩) انظر (التحفة) برقم (١٤١٠٨)

سے درگزر کرنا، امید ہے، اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے گا، تو جب وہ اللہ سے ملا، اللہ تعالیٰ نے اس سے (اس کے گمان کے مطابق) درگزر فرمایا۔"

فائدہ:...... **تنگدست سے درگزر کرنے کی مختلف صورتیں ہیں، مثلاً اس کو رقم کلی طور پر چھوڑ دینا، قرضہ کا کچھ حصہ معاف کر دینا، اس کو سہولت اور آسانی کے ساتھ قرض ادا کرنے کی مہلت دینا، رقم قسطوں کی صورت میں لینا۔**

[3999] (...) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ.

[3999]۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4000] ٣٢-(١٥٦٣) حَدَّثَنَا أَبُوالْهَيْثَمِ خَالِدُ بْنُ خِدَاشِ بْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ طَلَبَ غَرِيمًا لَهُ فَتَوَارَى عَنْهُ ثُمَّ وَجَدَهُ فَقَالَ إِنِّي مُعْسِرٌ فَقَالَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ)).

[4000]۔ عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مقروض کو تلاش کیا، تو وہ ان سے چھپ گیا، پھر انہوں نے اسے پالیا، تو اس نے کہا، میں تنگدست ہوں، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم، (واقعی تم تنگدست ہو؟) اس نے جواب دیا، اللہ کی قسم (میں واقعی تنگدست ہوں) انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، "جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی تکالیف اور گھٹن سے نجات دے، تو وہ تنگدست کو سہولت و آسانی یا گنجائش دے یا اسے چھوڑ دے۔"

[4001] (...) وحَدَّثَنِيهِ أَبُوالطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[4001]۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے، ایوب کی مذکورہ بالا سند سے اس کے ہم معنی الفاظ بیان کرتے ہیں۔

[3999] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٩٧٤)

[4000] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢١١٣)

[4001] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢١١٣)

۷...... بَاب: تَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ وَصِحَّةِ الْحَوَالَةِ وَاسْتِحْبَابِ قَبُولِهَا إِذَا أُحِيلَ عَلٰى مَلِيٍّ

باب ۷: مالدار کا ٹال مٹول کرنا حرام ہے اور حوالہ کرنا درست ہے، اگر قرض کا انتقال، مالدار کی طرف ہو تو اس انتقال اور حوالہ کو قبول کرنا پسندیدہ ہے

[4002] ۳۳-(۱۵٦٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ)).

[4002]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غنی کا ٹال مٹول کرنا حق تلفی ہے، اور جب تم میں سے کسی کو مالدار کے پیچھے لگایا جائے (قرض کا انتقال مالدار کی طرف کیا جائے)، تو وہ اس کا پیچھا کرے، (اس انتقال اور حوالہ کو قبول کر لے)''

فائدہ:...... ایک انسان نے کسی کا قرضہ دینا ہے، اور وہ اپنا قرضہ دوسرے کی طرف منتقل کر دیتا ہے، جس کو حوالہ کا نام دیا جاتا ہے، کیونکہ اس نے دوسرے انسان سے اپنا قرضہ لینا ہے یا دوسرا انسان اپنی طرف سے اس کا قرض ادا کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس طرح حوالہ یا انتقال قرضہ کے چار ارکان ہیں۔ (۱) مُحِیل: جس کے ذمہ درحقیقت قرضہ ہے، جس کو اصیل بھی کہتے ہیں۔ (۲) دائن قرض خواہ، جس نے قرضہ وصول کرنا ہے، اس کو محال یا محتال کہتے ہیں۔ (۳) محتال علیه یا مُحَال علیه، جس کو قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار ٹھہرایا جا رہا ہے یا جس کی طرف قرضہ منتقل کیا جا رہا ہے۔ (۴) محال به یا محتال به، دَین یا قرض جو ادا کرتا ہے، ایک انسان قرضہ ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، لیکن ادائیگی کی قدرت رکھنے کے باوجود، قرضہ ادا نہیں کرتا، یہ ظلم اور زیادتی ہے، لیکن قرضہ کا صاحب حیثیت کی طرف انتقال یا حوالہ یہ ظلم اور زیادتی نہیں ہے، شرط صرف یہ ہے کہ وہ ملی یعنی ادائیگی کی قدرت اور استطاعت رکھتا ہو، جمہور (احناف، شوافع، موالک) کے نزدیک اس حوالہ اور انتقال کو قبول کرنا فرض نہیں ہے، بہتر اور افضل ہے، اس لیے حوالہ کے لیے قرض خواہ کا قبول کرنا شرط ہے، لیکن امام احمد اور اہل ظاہر کے نزدیک اس حدیث کی رو سے، قرض خواہ پر حوالہ قبول کرنا لازم ہے، اس طرح حوالہ کی درستگی کے لیے محتال علیه کا قرض کی ادائیگی کے حوالہ کو قبول کرنا، کہ میں یہ قرضہ اپنے ذمہ لیتا ہوں، احناف کے نزدیک شرط ہے، لیکن باقی ائمہ کے نزدیک شرط نہیں ہے، لیکن ظاہر ہے، اگر وہ ادائیگی کو تسلیم ہی نہیں کر رہا تو

[4002] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحوالة باب: الحوالة برقم (۲۲۸۷) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في المطل برقم (۳۳٤٥) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: الحوالة برقم (٤٧٠٥) انظر (التحفة) برقم (۱٤۸۰۳)

محــــال اس سے وصول کیسے کر سکتا ہے، الا یہ کہ عدالت اس کو پابند کرے، اس طرح حوالہ کی تکمیل کے بعد مُحِیْل (مقروض) قرض کی ادائیگی سے بری الذمہ یا سبکدوش ہو جائے گا، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اب قرض خواہ کسی صورت میں بھی مقروض سے مطالبہ نہیں کر سکتا، لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک اپنے حق یا قرضہ کے ضیاع کی صورت میں مثلاً محتال علیہ ادائیگی سے انکار کر دے یا دیوالیہ ہو جائے تو قرض خواہ، مقروض اصلی سے مطالبہ کر سکتا ہے، ظاہر ہے یہ اس صورت میں تو ممکن ہے، جب مدیون (مقروض) نے محتال علیہ سے رقم نہ لینی ہو، اس نے محض تبرعاً نیکی کرتے ہوئے، قرضہ کی ادائیگی کی ذمہ داری قبول کی ہو اور اب وہ انکار کر رہا ہے یا ادائیگی کے قابل نہیں رہا، اور اصلی مقروض، رقم ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے، لیکن اگر اس نے قرضہ وصول کرنا تھا، اور اسے منتقل کر دیا ہے یا اس میں ادائیگی کی سکت ہی نہیں ہے، تو پھر رجوع یا واپسی کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔

[4003] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَا جَمِيعًا نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[4003]۔ امام صاحب نے اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں۔

٨...... بَاب: تَحْرِيمِ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ الَّذِي يَكُونُ بِالْفَلَاةِ وَيُحْتَاجُ إِلَيْهِ لِرَعْيِ الْكَلَأِ وَتَحْرِيمِ مَنْعِ بَذْلِهِ وَتَحْرِيمِ بَيْعِ ضِرَابِ الْفَحْلِ

باب ٨: جنگلات کا ضرورت سے زائد پانی، ضرورت مند چرواہوں کو بیچنا یا ان کو استعمال کرنے سے روکنا منع ہے، اور نر (سانڈ) کی جفتی (میل ملاپ) کی اجرت لینا حرام ہے

[4004] ٣٤-(١٥٦٥) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ.

[4004]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ضرورت سے زائد پانی کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

[4003] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٦١)

[4004] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الاحكام باب: النهی عن بيع الماء برقم (٢٤٧٧) انظر (التحفة) برقم (٢٨٢٩)

فائدہ :......اس حدیث سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ پانی فروخت کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ حافظ ابن حزم اور امام شوکانی کا رجحان معلوم ہوتا ہے، لیکن جمہور امت کے نزدیک دوسری احادیث کی روشنی میں پانی پر ملکیت ثابت ہے، اس لیے اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے، اور جس پانی کو فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے، وہ، وہ پانی ہے جو ان نہروں یا چشموں کا ہے، جس پر کسی کی ملکیت نہیں ہے، اگر کوئی وہاں سے اپنے برتن میں بھر لایا ہے، تو وہ بیچ سکتا ہے، امام شوکانی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے، جس میں ہے، نهى عن بيع الماء، آپ نے پانی فروخت کرنے سے منع فرمایا، اس میں فضل (لذائد) کی قید نہیں ہے۔

[4005] ٣٥-(...) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَالْأَرْضِ لِتُحْرَثَ فَعَنْ ذٰلِكَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ.

[4005] ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کی جفتی کو بیچنے سے، پانی فروخت کرنے، زمین بٹائی پر دینے سے منع فرمایا ہے، ان چیزوں سے نبی اکرم ﷺ نے روکا ہے۔

فائدہ :......ائمہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہ، امام احمد، امام شافعی اور جمہور کے نزدیک نر کو جفتی کے لیے اجرت اور کرایہ دینا جائز نہیں ہے لیکن امام مالک کے نزدیک یہ نص تحریمی (حرمت کے لیے نہیں ہے) بلکہ نص تنزیہی ہے، یعنی اچھا اور پسندیدہ طرز عمل نہیں ہے، بٹائی کا مسئلہ پیچھے گزر چکا ہے، معلوم ہوتا ہے، نر کی جفتی کو آمدن کا ذریعہ بنانا جائز نہیں ہے، اگر وہ نر کو چارہ ڈالنے یا خوراک مہیا کرنے کے لیے کہتا ہے تاکہ بار بار جفتی کرنے سے جو کمزوری پیدا ہوتی ہے، اس کا ازالہ ہو سکے تو یہ بیچنا نہیں ہوگا۔

[4006] ٣٦-(١٥٦٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ)).

[4006] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضرورت سے زائد پانی کو گھاس

[4005] اخرجه النسائي في (المجتبى) في البيع باب: بيع ضراب الجمل برقم (٤٦٨٤) انظر (التحفة) برقم (٢٨٢٢)

[4006] طريق يحيى بن يحيى اخرجه البخاري في (صحيحه) في المساقاة باب: من قال ان صاحب الماء احق بالماء حتى يروى برقم (٢٣٥٣) انظر (التحفة) برقم (١٣٨١١) وطريق قتيبة اخرجه الترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في بيع فضل الماء برقم (١٢٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٣٧٩٨)

کی حفاظت و بندش کی خاطر نہ روکا جائے۔''

[4007] ۳۷-(...) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ الْكَلَأَ.

[4007] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضرورت سے زائد پانی نہ روکو، جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ تم اس طرح گھاس کو روک سکو، (وہ تمہارے لیے محفوظ ہو جائے)۔''

فائدہ:...... ایک انسان کا ایسے علاقہ میں کنواں ہے، جہاں مشترکہ گھاس موجود ہے، جس سے سب لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اور اس گھاس کے قریب کوئی اور پانی نہیں ہے، جس سے مویشیوں کو پلایا جا سکے، اور مویشیوں کو پانی پلوائے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، ایسی صورت میں اگر کنویں میں، مالک کی ضرورت سے زائد پانی ہے تو اس پانی سے مویشیوں کو روکنا، درحقیقت اس مشترکہ گھاس سے روکنا ہے، اور یہ جائز نہیں ہے۔
امام مالک، امام ابوحنیفہ، اور امام شافعی کا یہی موقف ہے، لیکن کاشت کاری اور زراعت کے لیے فالتو پانی دینا پسندیدہ ہے، لازم نہیں ہے، لیکن امام مالک کے نزدیک دونوں کا حکم یکساں ہے، حدیث کی رو سے شوافع اور احناف کا موقف راجح ہے، کیونکہ جانوروں اور زمین کا حکم یکساں نہیں ہے۔

[4008] ۳۸-(...) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُبَاعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُبَاعَ بِهِ الْكَلَأُ)).

[4008] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضرورت سے فالتو پانی نہ بیچا جائے کہ اس سے گھاس کو فروخت کیا جا سکے۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فالتو پانی، پینے اور مویشیوں کو پلانے سے روکنا جس طرح منع ہے، اس طرح اس کو بیچنا بھی منع ہے، اس لیے ان لوگوں کا موقف درست نہیں ہے، جو کہتے ہیں کہ روکنا منع ہے، بیچنا منع نہیں ہے، کیونکہ پانی پینے سے روکنا یا اس کو بیچنا ہی گھاس بیچنے کا واسطہ اور ذریعہ ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت اور کاشتکاری کے لیے پانی بیچنا منع نہیں ہے، کیونکہ اس سے گھاس بیچنا لازم نہیں ٹھہرتا، اور پانی کی تین اقسام ہیں۔

[4007] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۳۵۷)
[4008] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۳۵۱)

(۱) نہروں اور دریاؤں کا پانی، جس پر کسی کی ملکیت نہیں ہے، یہ سب کے لیے عام ہے، اس کو بیچنا درست نہیں ہے، ہاں زمیندار یا کاشتکار، جو نہروں کا پانی حکومت سے اپنے لیے حاصل کرتے ہیں، وہ ان کی ملکیت میں آ جاتا ہے، اس کا فروخت کرنا جائز ہوگا۔

(۲) وہ پانی جو انسان اپنی ملکیتی زمین میں، جمع کرتا ہے، وہ اس کا حقدار ہے، لیکن انسانوں یا مویشیوں کو اگر فالتو ہو تو پینے سے روک نہیں سکتا، اور نہ ہی بیچ سکتا ہے، ہاں کھیتی یا باغ کو پلانے سے روک سکتا ہے، اور بیچ بھی سکتا ہے۔

(۳) وہ پانی جو انسان گھریلو استعمال کے لیے گھر میں برتنوں یا ٹینکی اور حوض میں جمع کرتا ہے، وہ اس کا مالک ہے، اور دوسروں کو اس سے روک سکتا ہے، ہاں ضرورت سے زائد ہو تو لاچار اور مجبور انسان جس کو پانی کہیں سے دستیاب نہ ہو رہا ہو، اس کو پلانے کا پابند ہوگا۔

۹...... بَاب: تَحْرِيمِ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنَّهْيِ عَنْ بَيْعِ السِّنَّوْرِ

باب ۹: کتے کی قیمت، کاہن کا نذرانہ، فاحشہ کی اجرت اور بلی کی بیع حرام ہے

[4009] ۳۹-(۱۵۶۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

[4009]۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے، کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کے نذرانہ سے منع فرمایا۔

مفردات الحدیث ❊ **عَرَّاف:** موجودہ پوشیدہ چیز کی خبر دینے والا یعنی چوری شدہ یا گم شدہ اشیاء کی معرفت کا دعویٰ کرنے والا اور نجومی بھی کاہن کے حکم میں ہیں۔

[4009] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: ثمن الكلب برقم (۲۲۳۷) وفي الاجارة باب: كسب البغي والاماء برقم (۲۲۸۲) وفي الطلاق باب: مهر البغي والنكاح الفاسد برقم (۳۹٤٦) وفي الطب باب: الكهانة برقم (۵۷٦۱) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في حلوان الكاهن برقم (۳٤۲۸) وفي باب: اثمان الكلاب برقم (۳٤۸۱) والترمذي في (جامعه) في النكاح باب: ما جاء في كراهية مهر البغي برقم (۱۱۳۳) وفي البيوع باب: ما جاء في ثمن الكلب برقم (۱۲۷٦) والنسائي في (المجتبى) في الصيد والذبائح باب: النهي عن ثمن الكلب برقم (٤۳۰۳) وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: النهي عن ثمن الكلب ومهر البغي وحلوان الكاهن وكسب الفحل برقم (۲۱۵۹) انظر (التحفة) برقم (۱۰۰۱۰)

فوائد:...... ❶ جمہور فقہاء نے اس حدیث کی روشنی میں کتوں کی خرید وفروخت کو منع قرار دیا ہے، خواہ کتے شکاری ہوں یعنی ٹریننگ یافتہ ہوں یا عام، ان کا رکھنا جائز ہو یا ناجائز، ہر صورت میں ان کی قیمت لینا ناجائز ہے، امام شافعی، امام احمد، امام ربیعہ الرائے، امام اسحاق، محمد بن سیرین، حسن بصری، اوزاعی، حماد بن ابی سلیمان، (امام ابوحنیفہ کے استاد) وغیرہم کا یہی موقف ہے، اور امام مالک کا ایک قول یہی ہے، لیکن ائمہ احناف اور نخعی کے نزدیک، جن کتوں کو رکھنا اور ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے، ان کی قیمت لینے کی گنجائش ہے، لیکن یہ پسندیدہ کام نہیں ہے، دلیل کی رو سے جمہور کا موقف صحیح ہے، کیونکہ کتوں کی خرید وفروخت ایک ناپسندیدہ کام ہے، اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ ❷ زنا چونکہ ناجائز فعل ہے اس لیے اس کی اجرت ومزدوری کو مہر سے تعبیر کیا گیا ہے، بالاتفاق حرام ہے۔ ❸ کاہن جو آئندہ زمانے کے بارے میں خبریں دیتا ہے اور غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے، اس کا نذرانہ جس کو وہ بغیر محنت ومشقت کے حاصل کر لیتا ہے، اس وجہ سے اس کو شیرینی اور مٹھاس سے تعبیر کیا گیا ہے، یہ بھی بالاتفاق ناجائز ہے۔

[4010] (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ كِلَاهُمَا

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ.

[4010]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کی سند سے مذکورہ بالا روایت، زہری ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

[4011] ٤٠۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((شَرُّ الْكَسْبِ مَهْرُ الْبَغِيِّ وَثَمَنُ الْكَلْبِ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ)).

[4011] ۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدترین کمائی فاحشہ کی اجرت، کتے کی قیمت اور سینگی لگانے والے کی اجرت ہے۔''

[4010] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٩٨٥)

[4011] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في كسب الحجام برقم (٣٤٢١) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في ثمن الكلب برقم (١٢٧٥) والنسائي في (المجتبى) في الصيد والذبائح باب: النهي عن ثمن الكلب برقم (٤٣٠٥) انظر (التحفة) برقم (٣٥٥٥)

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، کہ سینگی لگانے کی اجرت لینا اور اس کو پیشہ بنانا، پسندیدہ کام نہیں ہے، اگلی حدیث میں اس کو خبیث سے تعبیر کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کسی شریف اور باوقار کو یہ پیشہ اختیار نہیں کرنا چاہیے، بعض حضرات نے اس حدیث کی بناء پر، اس کو حرام قرار دیا ہے، لیکن آگے اس سلسلہ میں ایک مستقل باب آ رہا ہے، اس کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے، اس کی اجرت لینا حرام نہیں ہے، جمہور علماء، جن میں ائمہ اربعہ بھی داخل ہیں، انہیں احادیث کی بنا پر اس کے جواز کے قائل ہیں۔

[4012] ٤١-(...)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ قَارِظٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ)).

[4012]۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتے کی قیمت خبیث (پلید) ہے، زانیہ کی اجرت خبیث ہے اور سینگی لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔''

[4013] (...)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4013]۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4014] (...)وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ حَدَّثَنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[4014]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4015] ٤٢-(١٥٦٩) حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ قَالَ زَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ.

[4015]۔ ابوزبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کتے اور بلی کی قیمت کے بارے میں

[4012] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٣٩٨٧)
[4013] تقدم تخريجه برقم (٣٩٨٧)
[4014] تقدم تخريجه برقم (٣٩٨٧)
[4015] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٥٦)

سوال کیا؟ انہوں نے جواب دیا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے زجر وتوبیخ فرمائی ہے۔

فائدہ :...... بعض صحابہ وتابعین اور ابن حزم نے اس حدیث کی روشنی میں بلی کی قیمت سے روکا ہے۔ اور جمہور، جن میں ائمہ اربعہ بھی داخل ہیں، کے نزدیک یہ بھی تنزیہی ہے کہ اعلیٰ صفات یا اخلاق حسنہ کے یہ منافی حرکت ہے، ویسے جائز ہے۔

۱۰...... بَاب: الْأَمْرِ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَبَيَانِ نَسْخِهِ وَبَيَانِ تَحْرِيمِ اقْتِنَائِهَا إِلَّا لِصَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ أَوْ مَاشِيَةٍ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

باب ۱۰: کتوں کے قتل کرنے کا حکم اور اس کا منسوخ ہونا، شکار، کھیت کی حفاظت یا جانوروں کی رکھوالی وغیرہ کے سوا کتا رکھنا حرام ہے

[4016] ۴۳-(۱۵۷۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

[4016]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔

[4017] ۴۴-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ فَأَرْسَلَ فِي أَقْطَارِ الْمَدِينَةِ أَنْ تُقْتَلَ.

[4017]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا اور اس کے لیے مدینہ منورہ کے اطراف میں قتل کرنے کے لیے آدمی روانہ فرمائے۔

[4018] ۴۵-(. . .) وحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ فَنَنْبَعِثُ فِي الْمَدِينَةِ وَأَطْرَافِهَا فَلَا نَدَعُ كَلْبًا إِلَّا قَتَلْنَاهُ حَتّٰى إِنَّا لَنَقْتُلُ كَلْبَ الْمُرَيَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَتْبَعُهَا۔

[4016] اخرجه البخاري في (صحيحه) في بدء الخلق باب: اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه فان في احدى جناحيه داء وفي الاخرى شفاء برقم (۳۳۲۳) ۔ والنسائي في (المجتبى) في الصيد والذبائح باب: الامر بقتل الكلاب برقم (۴۲۸۸) وابن ماجه في (سننه) في الصيد باب: قتل الكلاب الا كلب صيد او زرع برقم (۳۲۰۲) انظر (التحفة) برقم (۸۳۴۹)

[4017] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۸۵۸)

[4018] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۵۰۱)

[4018]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیتے تھے، تو ہم مدینہ کے اندر اور اس کے اطراف میں آدمی بھیجتے اور ہم کوئی کتا قتل کیے بغیر نہ چھوڑتے، حتی کہ ہم کسی جنگلی عورت کے پیچھے آنے والا کتا بھی قتل کر دیتے۔

مفردات الحدیث ✲ **مُرَيَّة: مَرْأَة کی تصغیر ہے، یعنی عورت۔**

[4019] ٤٦-(١٥٧١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَقِيلَ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَوْ كَلْبَ زَرْعٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنَّ لِأَبِي هُرَيْرَةَ زَرْعًا.

[4019]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شکاری کتے، بکریوں یا مویشیوں کی حفاظت کرنے والے کتے کے سوا کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھیت کی رکھوالی کرنے والے کتے کو بھی مستثنیٰ قرار دیتے ہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھیت کا مالک ہے۔

فائدہ: ...... باؤلے یا کاٹنے والے کتے کو بالاتفاق قتل کر دیا جائے گا، اور جو کتے بے ضرر ہیں، ان کے قتل کرنے میں اختلاف ہے، اور جو کتے مستثنیٰ ہیں، ان کے استثناء پر اتفاق ہے، چونکہ آغاز میں آپ ﷺ نے قتل کا عمومی حکم دیا تھا، اس لیے امام مالک، مستثنیٰ کتوں کے سوا سب کے قتل کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں، اور دوسرے ائمہ قتل کے عمومی حکم کو منسوخ قرار دیتے ہیں، جیسا کہ آگے آ رہا ہے، اس لیے ان کے نزدیک بے ضرر کتوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام احمد، بعض شوافع، حسن بصری اور ابراہیم نخعی کے نزدیک سیاہ کتے کا شکار بھی مکروہ ہے، لیکن امام ابو حنیفہ یا امام مالک، امام شافعی کے نزدیک جائز ہے۔

تنبیہ: ...... اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عمر سے پوچھا گیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھیت کی حفاظت کرنے والے کتے کا بھی استثناء کرتے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا، ((اِنّ لابی هريرة زرعا)) کیونکہ ابو ہریرہ کا کھیت ہے، اس سے بعض ملحدوں نے یہ مطلب نکالا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر شک کا اظہار کیا، اور نعوذ باللہ ان پر پھبتی کسی کہ یہ ٹکڑا ان کا تراشیدہ ہے، حالانکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ

[4019] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الاحكام والفوائد باب: ما جاء من امسك كلبا ما ينقص من اجره برقم (١٤٨٨) والنسائی فی (المجتبى) فی الصيد والذبائح باب: الامر بقتل الكلاب برقم (٤٢٩٠) انظر (التحفة) برقم (٧٣٥٣)

ابو ہریرہ کا کھیت ہے، اس لیے انہوں نے اس کا حکم بھی یاد رکھا، کیونکہ انسان کو جس چیز سے واسطہ پڑتا رہتا ہے، اس کا حکم بھی اس کو خوب یاد رہتا ہے، نیز یہ حکم تو خود ابن عمر بھی بیان کرتے ہیں، جیسا کہ آگے ان کی روایت آ رہی ہے، اور یہ بات دوسرے صحابہ کی روایات میں بھی آ رہی ہے، اس لیے ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ پر طنز کس طرح کر سکتے ہیں؟

[4020] ٤٧-(١٥٧٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى إِنَّ الْمَرْأَةَ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِيَةِ بِكَلْبِهَا فَنَقْتُلُهُ ثُمَّ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ ((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ ذِي النُّقْطَتَيْنِ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ)).

[4020] - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا، حتی کہ کوئی عورت جنگل سے اپنے کتے کو ساتھ لے کر آتی تو ہم اسے بھی قتل کر دیتے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے قتل کرنے سے روک دیا، اور فرمایا: ''تم سیاہ کالے کتے کو جس کی آنکھوں پر دو نقطے ہوں، اسے قتل کرو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

فائدہ ......آغاز میں کتوں سے نفرت دلانے کے لیے ان کے قتل کا عمومی حکم دیا گیا، آہستہ آہستہ، جب ان سے نفرت پختہ ہو گئی، تو پھر وہ کتے جو تکلیف اور ضرر کا باعث نہیں بنتے تھے، ان کے قتل کرنے سے روک دیا، انتہائی سیاہ کتا خوفناک ہوتا ہے اور اس سے لوگ خطرہ اور ڈر محسوس کرتے ہیں، اس لیے اس کو قتل کرنے کی اجازت برقرار رکھی، اور اس کی مضرت و خطرہ کی بنا پر اس کو شیطان سے تعبیر کیا، یا سیاہ کتا جس کی آنکھوں پر دو نقطے ہوں فی الواقع ہی شیطان ہے اور اس بات کی حقیقت اللہ بہتر جانتا ہے۔

[4021] ٤٨-(١٥٧٣) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ سَمِعَ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ

عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ ((مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ)) ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ.

[4020] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصيد والذبائح باب: في اتخاذ الكلب للصيد وغيره برقم (٢٨٤٦) انظر (التحفة) برقم (٢٨١٣)

[4021] تقدم تخريجه في الطهارة باب: حكم ولوغ الكلب برقم (٦٥١)

[4021] ۔حضرت ابن المغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کر ڈالنے کا حکم دیا، پھر فرمایا، لوگوں کو کتوں سے کیا غرض ہے، ان کا پیچھا کیوں کرتے ہیں؟'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتے اور بکریوں کے محافظ کتے کی اجازت دے دی۔

[4022] ٤٩۔(. . .) وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ و قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ يَحْيَى وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيْدِ وَالزَّرْعِ.

[4023] ۔امام صاحب چھ اساتذہ سے شعبہ کی مذکورہ بالا سند سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں، اور ابن حاتم کی حدیث میں ہے کہ آپ نے بکریوں کے محافظ، شکاری اور کھیت کی رکھوالی کرنے والے کتے کی رخصت دے دی۔

[4024] ٥٠۔(١٥٧٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِي نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ)).

[4024] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مویشیوں کے کتے اور شکاری کتے کے سوا کوئی کتا رکھا، اس کے عملوں میں ہر روز دو قیراط کم ہو جائیں گے۔''

مفردات الحدیث

✲ الكلب الضاری سے مراد شکار کرنے کا عادی کتا ہے، کہتے ہیں۔ ضَرِيَ الكلبُ: کتا عادی بن گیا۔

فائدہ: ......بغیر کسی مصلحت اور حکمت کے بلاضرورت و فائدہ کتا رکھنا جائز نہیں ہے، اور جو انسان جلب منفعت یا دفع مضرت کی غرض کے سوا کتا رکھتا ہے، اس کے عملوں میں ہر روز ایک یا دو قیراط کی کمی ہو گی۔

اگر کتا زیادہ نقصان دہ ہے یا اس سے زیادہ افراد کو خطرہ ہے، مثلاً ایک کتا ایسے علاقہ میں رکھا گیا، جہاں آمدورفت زیادہ ہے یا آبادی زیادہ ہے، تو دو قیراط کم ہوں گے، اگر ایسے علاقہ میں رکھا گیا ہے جہاں آمدورفت کم ہے یا آبادی کم ہے، تو ایک قیراط کم ہوگا، یا ایک کتا کاٹتا ہے اور ایک محض بھونکتا ہے یا آپ نے پہلے ایک قیراط فرمایا، اور بعد میں دو قیراط، اور

[4022] تقدم تخريجه في الطهارة باب: حكم ولوغ الكلب برقم (٦٥١)

[4024] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصيد والذبائح باب: من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد او ماشية برقم (٥٤٨٢) انظر (التحفة) برقم (٨٣٧٦)

قیراط سے کیا مراد ہے، اس کی کسی حدیث میں صراحت موجود نہیں ہے، اس حرکت سے باز رکھنے کے لیے آپ نے اس مقدار کو مبہم رکھا ہے، اس کی وضاحت نہیں کی، جنازہ کے ثواب میں آپ نے ایک قیراط، احد پہاڑ کے برابر قرار دیا ہے۔

[4024] ٥١ ـ(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ**)).

[4024] ۔حضرت سالم اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شکار یا مویشیوں کے کتے کے سوا کتا رکھا، اس کے اجر و ثواب سے ہر روز دو قیراط کم ہو جائیں گے۔''

[4025] ٥٢ ـ(. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا . وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ ضَارِيَةٍ أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ**)).

[4025] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتا رکھا، الا یہ کہ وہ شکار کے لیے یا مویشیوں کے لیے ہو، اس کے عمل سے ہر روز دو قیراط کم ہو جائیں گے۔''

[4026] ٥٣ ـ(. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا . وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ كَلْبَ صَيْدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ**)) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ((**أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ**)).

[4026] ۔حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتا رکھا، مگر مویشیوں کا کتا یا شکاری کتا، اس کے عمل سے ہر روز قیراط کم ہو جائے گا۔'' حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا کھیتی کا کتا۔''

[4024] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيد والذبائح باب: الرخصة في امساك الكلب للصيد برقم (٤٢٩٨) انظر (التحفة) برقم (٦٨٣١)

[4025] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٤١)

[4026] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيد والذبائح باب: الرخصة في امساك الكلب للحرث برقم (٤٣٠٢) انظر (التحفة) برقم (٦٧٩٦)

[4027] ٥٤ـ(. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ ضَارٍ أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ**)). قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَوْ كَلْبُ حَرْثٍ وَكَانَ صَاحِبَ حَرْثٍ.

[4027] ۔حضرت سالم اپنے باپ (عبد اللہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(جس نے کتا رکھا، سوائے شکاری اور مویشیوں کے کتے کے، اس کے عمل سے ہر روز دو قیراط کم ہوں گے۔'' حضرت سالم رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس پر یہ اضافہ کرتے تھے،''یا کھیتی کا کتا،'' اور وہ کھیتی کے مالک تھے، (اس لیے اس مسئلہ سے خوب آگاہ تھے۔)

[4028] ٥٥ـ(. . .)حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**أَيُّمَا أَهْلِ دَارٍ اتَّخَذُوا كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ كَلْبَ صَائِدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ**)).

[4028] ۔حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر والوں نے کتا رکھا، مگر مویشیوں کا کتا یا شکار کرنے والا کتا، ان کے عمل سے ہر روز دو قیراط کم ہوں گے۔''

[4029] ٥٦ـ(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ زَرْعٍ أَوْ غَنَمٍ أَوْ صَيْدٍ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ**)).

[4029] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتا رکھا، مگر کھیتی، بکریوں یا شکار کا کتا، اس کے اجر سے ہر روز دو قیراط کم ہوں گے۔

[4027] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصيد والذبائح باب: من اقتنى كلبا ليس صيد او ماشية برقم (٥٤٨١) والنسائی فی (المجتبى) فی الصيد والذبائح باب: الرخصة فی امساك الكلب للماشية برقم (٤٢٩٥) انظر (التحفة) برقم (٦٧٥٠)

[4028] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٦٧٧٦)

[4029] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٣٦٦)

فائدہ:...... اس حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کھیتی کے کتے کا استثناء بیان کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سنائی گئی، تو انہیں بھی یاد آ گیا، اس لیے بعد میں انہوں نے اس کو بیان کرنا شروع کر دیا، یا انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر اعتماد کرتے ہوئے، اس کو بیان کرنا شروع کر دیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے جو یہ کہا تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھیتی کا مالک ہے، تو اس کا یہ مقصد نہ تھا کہ اس نے اپنے مفاد میں یہ بات گھڑ لی ہے، بلکہ توثیق و تائید مقصود تھی، چونکہ وہ کھیتی کے مالک ہیں، اس لیے وہ اس کو بہتر طور پر جانتے ہیں۔

[4030] ٥٧-(١٥٧٥) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَّلَا مَاشِيَةٍ وَّلَا أَرْضٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي الطَّاهِرِ وَلَا أَرْضٍ**)).

[4030]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ ابو طاہر اور حرملہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتا رکھا، جو شکاری یا مویشیوں کے لیے یا زمین کے لیے نہیں ہے، تو اس کے اجر سے دو قیراط ہر دن کم ہوں گے۔'' ابو طاہر کی حدیث میں، زمین کا ذکر نہیں ہے۔

[4031] ٥٨-(...) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ**)) قَالَ الزُّهْرِيُّ فَذُكِرَ لِابْنِ عُمَرَ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ صَاحِبَ زَرْعٍ.

[4031]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتا رکھا، الا یہ کہ وہ مویشیوں یا شکار یا کھیتی کے لیے ہو، اس کے اجر سے ہر دن ایک قیراط کم ہو گا۔''

امام زہری بیان کرتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بتائی گئی، تو انہوں نے کہا،

[4030] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيد والذبائح باب: الرخصة في امساك الكلب للحرث برقم (٤٣٠١) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٤٦)

[4031] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصيد باب: في اتخاذ الكلب للصيد وغيره برقم (٢٨٤٤) والترمذي في (جامعه) في الاحكام والفوائد باب: ما جاء فيمن امسك كلبا ما ينقص من اجره برقم (١٤٩٠) والنسائي في (المجتبى) في الصيد والذبائح باب: الرخصة في امساك الكلب للحرث برقم (٤٣٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٥٢٧١)

اللہ تعالیٰ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، وہ کھیتی کے مالک تھے، (اور جس کو کسی چیز سے واسطہ پڑتا ہے، وہ اس کے مسائل کو بھی خوب یاد رکھتا ہے۔)

[4032] ٥٩۔(. . .)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ))**.

[4032]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتا رکھا، تو اس کے عمل میں سے ہر دن ایک قیراط کم ہوگا، الا یہ کہ وہ کھیتی یا مویشیوں کے لیے ہو۔''

[4033] (. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[4033]۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......اِقْتَنٰى ، اِتَّخَذَ ، أَمْسَكَ: تینوں ہم معنی الفاظ ہیں، اور تینوں کا مقصد ایک ہی ہے۔

[4034] (. . .)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ حَدَّثَنَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4034]۔امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے یحیٰی بن ابی کثیر کی مذکورہ بالا سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4035] ٦٠۔(. . .)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ سُمَيْعٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَزِينٍ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا غَنَمٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ))**.

[4032] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحرث والمزارعة باب: اقتناء الکلب للحرث برقم (٢٣٢٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢٨)

[4033] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصید باب: النهی عن اقتناء الکلب الا کلب صید او حرث او ماشیة برقم (٣٢٠٤) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٩٠)

[4034] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٦٧)

[4035] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٦١٠)

[4035] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتا رکھا، جو شکار یا بکریوں کے لیے نہیں ہے، اس کے عمل سے ہر دن ایک قیراط کم ہوگا۔''

[4036] ٦١۔(١٥٧٦)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ شَنُوئَةَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَّلَا ضَرْعًا نَّقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ)) قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِي وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ.

[4036] ۔حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ شنوہ قبیلہ سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ''جس نے کتا رکھا، جو اسے کھیتی یا مویشیوں سے کفایت نہیں کرتا، اس کے عمل سے ہر دن ایک قیراط کم ہوگا۔'' شاگرد نے پوچھا، کیا آپ نے براہ راست یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں، اس مسجد کے رب کی قسم!

[4037] (. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ وَفَدَ عَلَيْهِمْ سُفْيَانُ بْنُ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّنَئِيُّ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

[4037] ۔حضرت سائب بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ہاں سفیان بن ابی زہیر شنئی رضی اللہ عنہ آئے، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

١١...... بَاب: حِلِّ أُجْرَةِ الْحِجَامَةِ

باب ١١: سینگی لگانے کی اجرت کی حلت و جواز

[4038] ٦٢۔(١٥٧٧)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ

[4036] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحرث والمزارعة باب: اقتناء الكلب للحرث برقم (٢٣٢٣) وفي بدء الخلق باب: اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه فان في احدى جناحيه داء وفي الاخرى شفاء برقم (٣٣٢٥) والنسائي في (المجتبى) في الصيد والذبائح باب: الرخصة في امساك الكلب للماشية برقم (٤٢٩٦)

[4037] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠١٢)

[4038] اخرجه الترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في الرخصة في كسب الحجام برقم (١٢٧٨) انظر (التحفة) برقم (٥٨٠)

يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ

عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ فَقَالَ احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ أَهْلَهُ فَوَضَعُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ وَقَالَ ((إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ أَوْ هُوَ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمْ)).

[4038]۔حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سینگی لگانے والے کی کمائی کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی، آپ کو ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے سینگی لگائی، تو آپ نے اسے دو صاع غلہ دینے کا حکم دیا، اور اس کے مالکوں سے گفتگو کی، انہوں نے اس سے محصول لینے میں کمی کر دی اور آپ نے فرمایا: ''جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو، ان میں سے بہترین چیز سینگی لگوانا ہے یا وہ تمہاری بہترین دواؤں میں سے ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ خَـراج: وہ رقم جو روزانہ مالک غلام سے وصول کرتا ہے، جس کو خَـرِیبہ بھی کہتے ہیں۔ ❷ افضَل، امثل اور خیر تینوں کا مفہوم یکساں ہے۔

[4039] ٦٣۔(. . .)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ

عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ وَلَا تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ)).

[4039]۔حمید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سینگی لگانے والے کی کمائی کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو انہوں نے مذکورہ بالا واقعہ سنایا، اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری دواؤں میں بہترین دوا سینگی لگوانا ہے، اور عود بحری بھی ہے اور تم گلا دبا کر بچوں کو تکلیف نہ دو۔''

فوائد:...... ❶ قُسْـط یـا کَسـت کی دو قسمیں ہیں، (۱) ہندی جو سیاہ ہوتی ہے، (۲) بحری جو سفید ہوتی ہے، اور ہندی کا مزاج زیادہ گرم ہے، اور بحری کم گرم ہے، اس لیے زیادہ گرم دوا مطلوب ہو تو ہندی کھلائی جائے گی وگرنہ بحری، یہ گرم خشک دوا ہے، اس لیے سرد تر بیماروں میں زیادہ مفید ہے۔ ❷ جب بچہ کا حلق درد کرتا ہے، جسے عُـذْرۃ (گلے پڑنا) کہتے ہیں، عورتیں عام طور پر اس بیماری میں گلا دباتی ہیں، جس سے بچے کو تکلیف ہوتی ہے، اس لیے آپ نے فرمایا، اس عمل کی بجائے اسے عود کھلاؤ۔

[4040] ٦٤۔(. . .)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

[4039] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٦٩)

[4040] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاجارة باب: من كلم موالي العبد ان يخففوا عنه ←

عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ دَعَا النَّبِيُّ ﷺ غُلَامًا لَنَا حَجَّامًا فَحَجَمَهُ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ مُدٍّ أَوْ مُدَّيْنِ وَكَلَّمَ فِيهِ فَخُفِّفَ عَنْ ضَرِيبَتِهِ.

[4040] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ایک سینگی لگانے والے غلام کو بلوایا، اور اس نے آپ ﷺ کو سینگی لگائی، تو آپ نے اسے ایک صاع یا ایک دو مد (اناج) دینے کا حکم دیا، اور اس کے بارے میں (اس کے مالکوں سے) گفتگو کی، تو اس کے خراج میں تخفیف کر دی گئی۔

فائدہ:......غلام کے مالک روزانہ اس سے دو صاع وصول کرتے تھے، آپ ﷺ نے انہیں دو صاع کی بجائے ایک صاع لینے کے لیے کہا، اور انہوں نے آپ ﷺ کا ایک صاع، دو صاع ہی تصور کیا، اور آئندہ ایک صاع ہی اس سے وصول کیا، اس لیے بعض حدیثوں میں ایک صاع دینے کا تذکرہ ہے، اور بعض میں دو کا، اور آپ ﷺ کے اس عمل ہی سے جمہور فقہاء نے ناپسندیدہ ہونے کے باوجود، حجامت (سینگی لگانا) کی اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔

[4041] ٦٥-(١٢٠٢) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ.

[4041] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت دی، اور آپ نے ناک میں دوائی ڈالی۔

فائدہ:......اسْتَعَطَ کا معنی ہے سَعُوط کا طریقہ استعمال کیا، یعنی پشت پر لیٹ کر، سر نیچے کر کے ناک کے ذریعہ دوائی استعمال کی، تاکہ وہ دماغ میں پہنچے اور چھینک آئے، جس سے بیماری نکل جائے۔

[4042] ٦٦-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَجَمَ النَّبِيَّ ﷺ عَبْدٌ لِبَنِي بَيَاضَةَ فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ أَجْرَهُ وَكَلَّمَ سَيِّدَهُ فَخَفَّفَ عَنْهُ مِنْ ضَرِيبَتِهِ وَلَوْ كَانَ سُحْتًا لَمْ يُعْطِهِ النَّبِيُّ ﷺ.

← من خراجه برقم (٢٢٨١) انظر (التحفة) برقم (٦٩١)

[4041] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاجارة باب: خراج الحجام برقم (٢٢٧٨) وفي الطب باب: السعوط برقم (٥٦٩١) وهو اتم من الاول۔ وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: كسب الحجام برقم (٢١٦٢) انظر (التحفة) برقم (٥٧٠٩)

[4042] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٧٧٢)

[4042] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بنو بیاضہ کے ایک غلام نے سینگی لگائی، تو آپ نے اسے اس کی اجرت دی، اور آپ کے آقا سے گفتگو، تو اس نے اس سے آمدن لینے میں تخفیف کر دی، اور اگر یہ اجرت حرام ہوتی، نبی اکرم ﷺ اسے نہ دیتے۔

فائدہ :...... رسول اللہ ﷺ نے غلام کے مالک سے، اس کے خراج کے بارے میں گفتگو کی، تو اگر سینگی لگانے کی اجرت حرام ہوتی، تو آپ اسے فرماتے، اس کو کوئی کام سکھاؤ، اور آپ نے اس کو خبیث قرار دے کر، اپنی سواری یا غلاموں کو کھلانے کا حکم دیا، سواری اور غلام کو حرام کھلانا تو جائز نہیں ہے، یا ایسے ہی خبیث ہے، جیسا کہ آپ نے لہسن اور پیاز کے کھانے کو خبیث قرار دیا ہے، مقصد یہ ہے سینگی لگوانے والے کو تو اجرت دینی ہی ہوگی، لینے والے کے لیے یہ پسندیدہ نہیں ہے۔

۱۲...... بَاب: تَحْرِيمِ بَيْعِ الْخَمْرِ

باب ۱۲: شراب کی خرید و فروخت حرام ہے

[4043] ٦٧-(١٥٧٨) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى أَبُو هَمَّامٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ بِالْمَدِينَةِ قَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُعَرِّضُ بِالْخَمْرِ وَلَعَلَّ اللّٰهَ سَيُنْزِلُ فِيهَا أَمْرًا فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلْيَبِعْهُ وَلْيَنْتَفِعْ بِهِ)) قَالَ فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى حَرَّمَ الْخَمْرَ فَمَنْ أَدْرَكَتْهُ هَذِهِ الْآيَةُ وَعِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلَا يَشْرَبْ وَلَا يَبِعْ)) قَالَ فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ بِمَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا فِي طَرِيقِ الْمَدِينَةِ فَسَفَكُوهَا.

[4043] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مدینہ منورہ میں خطبہ دیتے ہوئے یہ فرمان سنا: ''اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ شراب کی حرمت کا اشارہ دے رہے ہیں، اور شاید اللہ تعالیٰ جلدی اس کے بارے میں کوئی (قطعی) حکم نازل فرمائے گا، تو جس کے پاس کچھ شراب ہو، وہ اسے بیچ کر اس سے فائدہ اٹھا لے۔'' وہ بیان کرتے ہیں، تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دے دیا ہے، تو اب اس آیت کے نزول کے بعد، جس کے پاس کچھ شراب ہو، تو وہ نہ پیئے اور نہ فروخت کرے۔'' تو وہ بیان کرتے ہیں، تو جن لوگوں کے پاس کچھ شراب تھی، وہ اسے مدینہ کی گلیوں یا رستوں میں لے آئے اور اسے بہا دیا۔

[4043] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٣)

فائدہ: ...... عرب شراب کے بہت رسیا تھے، اور اس سے بہت کم افراد بچے ہوئے تھے، اس لیے قرآن مجید میں اسے آہستہ آہستہ تدریجاً حرام ٹھہرایا گیا ہے، سب سے پہلے سورہ نحل کی آیت ص ۶۷ اتری ''کہ کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے تم نشہ آور چیزیں بناتے ہو اور کھانے کی اچھی چیزیں بھی'' تو اس آیت میں رزق (غذا) کے ساتھ حسن پاکیزہ اور اچھائی کی قید (صفت) لا کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا کہ کھجور اور انگور سے نشہ آور چیزیں تیار کرنا، ان کا صحیح استعمال نہیں ہے، ان کا صحیح استعمال یہی ہے کہ ان سے ایسی غذا ہی حاصل کی جائے، جس سے جسم اور عقل کو طاقت و توانائی حاصل ہو، نہ کہ وہ غذا جو جسم کو سست و کاہل اور عقل و بدن کو ماؤف کر دے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اے اللہ کے رسول، شراب مال کو برباد کرتی ہے اور عقل کو معطل کر دیتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں، وہ اس کے بارے میں حکم نازل فرمائے، اس لیے یہ اصول ہے کہ جب تک کسی چیز کے بارے میں شریعت کا حکم نازل نہ ہو، اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ انسان پابند یا مکلف شریعت کے نزول کے بعد ٹھہرتا ہے، اور اس پر ثواب و عقاب یا مواخذہ شروع ہوتا ہے، اس کے بعد سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۹ اتری، ''وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے، ان دونوں کے اندر بڑا گناہ ہے، اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں، لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔'' عربوں کے ہاں ایک دستور یہ بھی تھا، کہ قحط کے زمانے میں مالدار لوگ شراب پی کر جوا کھیلتے اور اس میں جو کچھ جیتتے، وہ غریبوں میں بانٹ دیتے، اس طرح اس میں ایک اخلاقی اور انسانی خوبی پیدا ہو جاتی تھی، اس لیے یہاں اس کے طبی اور مادی فوائد کی طرف اشارہ مقصود نہیں ہے، اس لیے یہاں نفع کا مدمقابل، اثم لایا گیا ہے، جو اخلاقی مفاسد اور گناہوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، ضرر کا لفظ نہیں لایا گیا جو مادی مفاسد کے لیے آتا ہے، گویا اس طرف اشارہ مقصود ہے، کہ جو چیز اخلاقی طور پر مضر ہے، اگر اس سے کوئی مادی فائدہ بھی پہنچتا ہو یا پہنچایا جا سکتا ہو، تب بھی اس کے اخلاقی نقصان کے غلبہ کی بنا پر، اس سے روکا جائے گا، کوئی سود لے کر اس سے مسجد تعمیر کر دے، یا لاٹری کی سکیموں میں حصہ لے کر، اس کی رقم سے دینی مدرسہ تعمیر کر دے، فلم اسٹار امدادی شو منعقد کر کے جہاد فنڈ میں ڈال دیں، تو کیا ان کو جائز قرار دیا جا سکے گا، اس آیت کے نزول کے بعد کچھ لوگ شراب اور جوئے سے باز آ گئے، لیکن کلی طور پر یہ سلسلہ رکا نہیں، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر دعا کی، تو سورہ نساء کی آیت نمبر ۴۳ اتری کہ ''اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جایا کرو، یہاں تک کہ جو کچھ تم زبان سے کہتے ہو اس کو سمجھنے لگو، اور جنابت کی حالت میں بھی'' یہاں نشہ کو جنابت کے ساتھ لا کر اشارہ کر دیا کہ نشہ بھی ایک قسم کی نجاست ہے، نشہ عقل کی نجاست ہے اور جنابت جسم کی، اس طرح شراب کی حرمت کا اشارہ کر دیا، اس لیے آیت کے نزول کے بعد آپ نے فرمایا: ((یایها الناس! ان الله یعرض بالخمر)) اے لوگو! اللہ شراب کی حرمت کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔ (جامع الاصول لابن اثیر، ج ۵، ص ۱۱۳) اس کے تھوڑا عرصہ بعد سورہ مائدہ کی قطعی حرمت کی آیت نمبر ۹۰۔۹۱ نازل ہوئی، اور صحابہ کرام نے تعمیل حکم کرتے

ہوئے شراب کو بہا دیا، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا، جس چیز کا استعمال جائز نہیں ہے، اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے، اور شراب خمر کسے کہتے ہیں، اس کی تفصیلات مشروبات کے باب میں آئے گی، جس کو خمر کہا جاتا ہے، اس کے پینے اور خرید و فروخت کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

[4044] ٦٨-(١٥٧٩) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ أَنَّهُ جَاءَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ السَّبَائِيِّ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ رَجُلًا أَهْدٰى لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَهَا)) قَالَ لَا فَسَارَّ إِنْسَانًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((بِمَ سَارَرْتَهُ)) فَقَالَ أَمَرْتُهُ بِبَيْعِهَا فَقَالَ ((إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا)) قَالَ فَفَتَحَ الْمَزَادَةَ حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِيهَا.

[4044] - امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سندوں سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مصری شخص عبدالرحمٰن بن وعلہ سبائی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، کہ انگور کے شیرہ (جوس) کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ایک آدمی نے شراب کا مشکیزہ رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا، ''کیا تم جانتے ہو، کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دے دیا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، تو اس نے ایک انسان سے سرگوشی کی، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا، ''تو نے اس سے کیا سرگوشی کی ہے؟'' اس نے جواب دیا، میں نے اسے اس کو فروخت کرنے کے لیے کہا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسے پینا حرام ٹھہرایا ہے، اس نے اسے فروخت کرنا بھی حرام قرار دیا ہے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس پر اس نے مشکیزے کا منہ کھول دیا اور اس میں جو کچھ تھا، وہ بہ گیا۔

فائدہ :...... رسول اللہ ﷺ کو تحفہ دینے والا آدمی ابو عامر ثقفی تھا، وہ فتح مکہ کے سال، آپ ﷺ کو ملا اور آپ کو شراب کا مشکیزہ ہدیہ کے طور پر پیش کیا، اس کو شراب کی حرمت کا پتہ نہ تھا، اور آپ نے سوال یہ معلوم کرنے کے لیے کیا، تاکہ پتہ چل جائے، وہ اس حکم سے آگاہ ہے یا نہیں، کیونکہ اگر علم کے بعد اس نے یہ کام کیا تو اس کو سرزنش و توبیخ ہو سکتی ہے، اگر ناواقف ہو تو پھر اسے معذور سمجھا جا سکتا ہے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ

[4044] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع الخمر برقم ٧/ ٣٠٨- انظر (التحفة) برقم (٥٨٢٣)

شراب کی حرمت فتح مکہ سے تھوڑا عرصہ پہلے ہوئی تھی اور ابھی اس کی حرمت مشہور نہیں ہوئی تھی، اور اس کے سرگوشی کرنے پر آپ نے محسوس فرمایا، اس نے، اس شراب کے بارے میں، سرگوشی کی ہے، اس لیے آپ نے اس سے سوال کیا، تاکہ اگر سرگوشی غلط مقصد کے لیے ہو تو اس کو صحیح بات بتائی جا سکے۔ اس لیے یہ تجسس یا کثرت سوال کے زمرہ میں نہیں آتا، اور آپ ﷺ کا یہ فرمانا، ''کہ جس نے اس کا پینا حرام ٹھہرایا ہے، اس کو بیچنا بھی حرام ٹھہرایا ہے۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے، بعض دفعہ حرام اور نجس کو بیچنا جائز ہو سکتا ہے، کیونکہ اس کا استعمال کسی طور پر ممکن ہوتا ہے۔''

[4045] (. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَهُ.

[4045]۔ امام صاحب نے اپنے استاد ابو طاہر کی ایک اور سند سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4046] ٦٩-(١٥٨٠) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا. وَقَالَ إِسْحٰقُ أَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاقْتَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ نَهٰى عَنِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ.

[4046]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب سورۃ بقرہ کے آخری حصہ کی آیات اتریں تو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور انہیں لوگوں کو سنایا، پھر آپ نے شراب کی تجارت سے منع فرمایا۔

[4045] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٢٠)

[4046] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: تحريم تجارة الخمر في المسجد برقم (٤٥٩) وفي البيوع باب: اكل الربا وشاهده وكاتبه برقم (٢٠٨٤) وفي باب: تحريم التجارة في الخمر (٢٢٢٦) وفي التفسير باب: (واحل الله البيع وحرم الربا) برقم (٤٥٤٠) وفي باب: (يمحق الله الربا) برقم (٤٥٤١) وفي باب: (فأذنوا بحرب من الله ورسوله برقم (٤٥٤٢) وفي باب وان كان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة وان تصدقوا خير لكم ان كنتم تعلمون) برقم (٤٥٤٣) تعليقا۔ وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في ثمن الخمر والميتة برقم (٣٤٩٠) وبرقم (٣٤٩١) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع الخمر برقم ٧/ ٣٠٨۔ وابن ماجه في (سننه) في الاشربة باب: التجارة في الخمر برقم (٣٣٨٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٣٦)

فائدہ:......شراب پینے اور اس کے بیچنے کی حرمت فتح مکہ سے پہلے نازل ہو چکی تھی، اور آپ نے اس کی بیع کی حرمت کا اعلان فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں کر دیا تھا، جیسا کہ آگے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت آ رہی ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جن آیات کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اس سے مراد سود کے بارے میں اترنے والی آیات ہیں، جیسا کہ اگلی روایت میں تصریح موجود ہے، اور یہ آیات احکام کے بارے میں اترنے والی آیات میں سے سب سے آخری ہیں، جو حجۃ الوداع کے قریب اتری ہیں، اس لیے آپ نے ربا کی حرمت کا اعلان حجۃ الوداع میں فرمایا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، آیات ربا کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے حرمت شراب کا اعلان دوبارہ فرمایا، جس سے معلوم ہوتا ہے، ان دونوں کا آپس میں خصوصی تعلق ہے، اور ایک دوسرے کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔

[4047] ۷۰۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِيكُرَيْبٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَحَدَّثَنَا. وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبٰوا قَالَتْ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

[4047]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، جب سود کے بارے میں آیات سورہ بقرہ کے آخر میں نازل ہوئیں، تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، اور شراب کی تجارت کی حرمت کو بھی بیان فرمایا۔

۱۳...... بَاب: تَحْرِيمِ بَيْعِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ

باب ۱۳: شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت (بیع) حرام ہے

[4048] ۷۱۔(۱۵۸۱)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ ((إِنَّ اللّٰهَ

[4047] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٢٢)

[4048] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع الميتة والاصنام برقم (٢٢٣٦) وفي التفسير باب: (وعلى الذين هادوا حرمنا كل ذي ظفر والبقر حرمنا عليهم شحومهما) برقم (٤٦٣٣) والمغازي باب (٥١) برقم (٤٢٩٦) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في ثمن الخمر والميتة برقم (٣٤٨٦) وبرقم (٣٤٨٧) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في بيع جلود الميتة والصنام برقم (١٢٩٧) والنسائي في (المجتبى) في الفرع والعتيرة باب: النهي عن الانتفاع بشحوم الميتة برقم (٤٢٦٧) وفي البيوع باب: بيع الخنزير برقم ٧/ ٣٠٩۔ وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: ما لا يحل بيعه برقم (٢١٦٧) انظر (التحفة) برقم (٢٤٩٤)

وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ)) فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا أَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ)).

[4048]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے سال مکہ میں سنا، آپ فرما رہے تھے، ''اللہ اور اس کے رسول نے، شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا ہے۔'' پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے بارے میں فرمائیں، اس کا کیا حکم ہے، کیونکہ اس سے کشتیوں کو روغن کیا جاتا ہے، اور اس سے چمڑوں کو چکنا کیا جاتا ہے، اور لوگ اس سے چراغ روشن کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، وہ حرام ہے۔'' پھر اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو غارت کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر مردار کی چربی کو حرام کر دیا، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا، اور اس کی قیمت استعمال کرنے لگے۔''

فوائد :...... ❶ مردار سے مراد وہ جانور ہیں، جو اپنی موت آپ مر جائے، یا شرعی طریقہ کے مطابق اس کو ذبح نہ کیا جائے، مردار کا گوشت بالاتفاق حرام ہے، اور مچھلی اور مکڑی حدیث کی روشنی میں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ باقی اجزاء کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک جن اجزاء میں زندگی نہیں ہوتی، مثلاً بال، ناخن، کھر اور سینگ وغیرہ، ان سے فائدہ اٹھانا اور بیچنا جائز ہے، لیکن امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ کے نزدیک مردار کے تمام اجزاء نجس ہوتے ہیں، اس لیے ان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ یہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، لیکن حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے بقول، جن اجزاء میں زندگی نہیں ہے، وہ مردار نہیں ہیں، اس لیے جمہور اہل علم کے نزدیک طاہر حیوان کے یہ اجزاء مردار ہونے کی صورت میں طاہر ہوں گے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد، امام لیث، امام داود وغیرہم رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، صرف امام شافعی، ان کو نجس قرار دیتے ہیں۔ (زاد المعاد ج ۵ ص ۶۶۸)

ہڈیوں کے بارے میں اختلاف ہے، جن حضرات کے نزدیک وہ نجس نہیں ہیں، جیسے امام ابو حنیفہ، بعض حنابلہ اور ابن وہب مالکی، ان کے نزدیک ان کی تجارت (بیع) جائز ہے، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس کو ترجیح دی ہے۔ (ج ۵، ص ۶۷۴)

امام مالک ہڈیوں کو نجس سمجھتے ہیں، اس لیے ان کے نزدیک مردار کی ہڈیوں کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، اس لیے وہ ہاتھی دانت (عاج دانیاب) کی خرید و فروخت اور ان کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتے۔

اس حدیث کی رو سے میت انسان کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے، وہ مسلمان ہو یا کافر، اس لیے جب نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ، خندق میں گرا اور مسلمانوں نے اس کو قتل کر کے، اس پر قبضہ کر لیا، اور کافروں نے اس کی لاش کے عوض دس ہزار درہم کی پیشکش کی، تو آپ ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا، اور اس کی لاش ان کے حوالہ کر دی۔ (عمدۃ

القاری، ج ۱۲، ص ۵۶، مطبوعہ منیریہ، شرح مسلم، ج ۲، نووی، ص ۲۳) ❷ خنزیر کی بیع کی حرمت پر اتفاق ہے، اس کے کسی جز کو بھی نہیں بیچا جا سکتا، مردار، شراب اور خنزیر کی حرمت کی علت بقول ابن حجر رحمہ اللہ جمہور علماء کے نزدیک نجاست ہے، اس لیے ہر نجس چیز کی بیع حرام ہے، فتح الباری، ج ۴، ص ۵۳۷۔ مکتبہ دار السلام، لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے اس قول کو شوافع کی طرف منسوب کیا ہے، مسلم، ج ۲، ص ۲۳۔ اس لیے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک، ارڑی اور عزرہ گندگی کا بیچنا جائز نہیں ہے، لیکن احناف کے نزدیک علت، مردار، خنزیر اور شراب سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت ہے، اس لیے جن چیزوں سے فائدہ اٹھانا جائز ہے، ان کی بیع بھی جائز ہے۔ ❸ صنم، بت کی بیع کی حرمت کی علت، اس سے جائز نفع کا نہ ہونا ہے، اس اعتبار سے اگر اسے توڑ پھوڑ کر نفع اٹھانا ممکن ہو، تو پھر اس کے اجزاء کا بیچنا، بعض احناف اور بعض شوافع کے نزدیک جائز ہے، اور صنم کی بیع کی حرمت سے معلوم ہوتا ہے، وہ تمام آلات اور اشیاء جن کی پرستش ہوتی ہے، ان کی بیع ناجائز ہے، بلکہ بقول حافظ ابن قیم شرک کی پرچار کرنے والی کتابوں کی بیع بھی جائز نہیں ہے۔ (زاد المعاد، ج ۵، ص ۶۷۵) ❹ لا، ھو، حرام، ھو کا مرجع شوافع کے نزدیک اور حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک بیع ہے، کہ چربی سے ان فوائد اور منافع کے حصول کے باوجود اس کی بیع حرام ہے، اس لیے اس سے یہ منافع حاصل کرنا جائز ہے، لیکن خرید و فروخت جائز نہیں ہے، خلاصہ کلام کے طور پر حافظ ابن قیم لکھتے ہیں:

”ليس كل ما حرم بيعه حرم الانتفاع به، بل لا تلازم بينهما، فلا يؤخذ تحريم الانتفاع من تحريم البيع“ (زاد المعاد، ج ٥، ص ٦٦٨)

ہر چیز جس کا بیچنا حرام ہے، اس سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں ہے، بیع کی حرمت اور انتفاع کی حرمت آپس میں لازم و ملزوم نہیں ہیں، اس لیے بیع کی حرمت سے انتفاع (فائدہ اٹھانا) کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، لیکن جمہور علماء جن میں احناف بھی داخل ہیں، ان کے نزدیک مردار کی چربی سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے، گویا ضمیر کا مرجع بیع نہیں بلکہ نفع اٹھانا ہے، اور بعض احادیث میں ضمیر ھی یا ھُنَّ ہے، اس سے جمہور کی تائید ہوتی ہے، اور شوافع کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ”انہوں نے چربی کو بیچا اور اس کی قیمت کو استعمال کیا تو حرمت اس کی بیع ہے، کیونکہ جس چیز کا کھانا حرام ہے، اس کا بیچنا بھی حرام ہے۔

[4049] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ

[4049] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٢٢)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

[4049]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، لیکن امام صاحب کے استاد محمد بن مثنی کی سند سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت یزید بن ابی حبیب نے براہ راست، امام عطاء سے سنی نہیں ہے، بلکہ عطاء نے اسے لکھ کر بھیجی ہے۔

[4050] ۷۲۔(۱۵۸۲)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَلَغَ عُمَرَ أَنَّ سَمُرَةَ بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ سَمُرَةَ أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا)).

[4050]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے شراب فروخت کی ہے، تو انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ سمرہ رضی اللہ عنہ کو سمجھ دے، کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت بھیجے، ان پر چربیاں حرام قرار دی گئیں، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا۔

فائدہ:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ((قاتل اللّٰہ)) کا لفظ استعمال کیا ہے، تو یہ محض کلام میں زور اور تاکید پیدا کرنے کے لیے، اس کا اصلی معنی یا بددعا مقصود نہیں، جیسا کہ عرب کہتے ہیں، تربت یداك، رغم انفك، ويحك، ويلك، عقرى حلقى، ظاہر ہے، ان کا معنی یا بددعا مقصود نہیں ہوتی، اور حضرت سمر کے شراب فروخت کرنے کی عطاء نے چار وجوہ بیان کی ہیں۔(۱) انہوں نے یہ شراب اہل کتاب سے جزیہ میں لی تھی اور انہیں ہی بیچی تھی، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں، یہ آپس میں اس کی بیع کرتے ہیں، اس لیے ان سے لے کر ان کو بیچنا جائز ہے، (۲) انہوں نے انگوروں کا شیرہ، شراب بنانے والوں کو بیچا تھا، اور شیرہ بیچنا جائز ہے، (انہیں یہ معلوم نہ ہوگا کہ یہ شراب بنائیں گے) (۳) انہوں نے شراب سرکہ بنا کر بیچا تھا، وہ سرکہ بنا کر بیچنا جائز سمجھتے تھے، جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جائز نہیں سمجھتے تھے، اور احناف کے نزدیک بھی سرکہ بنا کر بیچنا جائز ہے، جو ایک ناجائز حیلہ ہے، شراب خود بخود سرکہ بن جائے تو جائز ہے، لیکن سرکہ بنانا درست نہیں ہے۔(۴) انہیں شراب کی فروخت کی حرمت کا علم نہیں تھا۔

[4050] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه برقم (۲۲۲۳) وفي احاديث الانبياء باب: ما ذكر عن بني اسرائيل برقم (۳٤٦۰) وابن ماجه في (سننه) في الاشربة باب: التجارة في الخمر برقم (۳۳۸۳) انظر (التحفة) برقم (۱۰۵۰۷)

[4051] (. . .) حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4051]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4052] ۷۳۔(۱۵۸۳) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَبَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا)).

[4052]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ، یہود کو غارت کرے، اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کو حرام قرار دیا، تو انہوں نے ان چربیوں کو بیچا اور ان کی قیمتیں کھائیں۔''

فائدہ:...... یہود نے چربی کو استعمال کرنے کے لیے یہ حیلہ نکالا کہ اس کو پگھلایا تاکہ وہ شحم کی بجائے ودك (چکنائی) بن جائے، کیونکہ عربوں کے ہاں، پگھلانے سے پہلے اس کو شحم کہتے ہیں، اور پگھلانے کے بعد وَدَك کہتے ہیں، اس طرح اس حیلہ کے ذریعہ، اس کو استعمال کرنا شروع کر دیا، کہ بیچ کر اس کی رقم کھا لیتے، یا استعمال میں لے آتے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعی حکم سے بچنے کے لیے حیلہ نکالنا جائز نہیں ہے، ہاں شرعی حکم کے نفاذ کے لیے یا اس کی مخالفت سے بچنے کے لیے حیلہ یعنی تدبیر کرنا جائز ہے، فریب کاری اور دھوکہ دہی جائز نہیں ہے۔ اس لیے دھوکہ دہی کے لیے، قرآن کی آیت، کہ خذ بيدك ضِغثا، تنکوں کا گٹھا لے کر ماریے یاجعل السقاية فى رحل اخيه، اپنے بھائی کے بورے میں پیالہ ڈال دیا، سے استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے فرمان اور نص سے ہوئے ہیں، حضرت ایوب یا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے طور پر نہیں اپنائے، اس طرح آپ نے ردی کھجوریں بیچ کر قیمتاً اچھی کھجوریں خریدنے کا حکم دیا، تو اس میں کوئی دھوکہ والی بات نہیں ہے، بلکہ شارع (قانون ساز) کا حکم ہے، یہود کی طرح اپنی طرف سے یہ کام نہیں کیا، شراب کو سرکہ بنانا اپنا فعل ہے جبکہ شارع نے شراب کو بیچنے سے منع فرمایا ہے، تو انسان نے اس حکم سے بچنے کے لیے اس میں تبدیلی کر لی، جیسا کہ یہود نے شحم کو ودك بنا کر بیچنا شروع کر دیا، اس طرح یہود بھی ہفتہ کے دن مچھلیاں نہیں پکڑتے تھے، ہفتہ کا دن گزرنے کے بعد ہی پکڑتے تھے، ہفتہ کے دن تو صرف جال ہی لگاتے تھے، یا گڑھوں میں دھکیل دیتے تھے، (سوراخوں کے ذریعہ) اور یہ چیز ان کے لے عذاب کا باعث بنی۔

[4051] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٠٢٦)

[4052] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣١٩٩)

[4053] ٧٤-(. . .)حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَ عَلَيْهِمُ الشَّحْمُ فَبَاعُوهُ وَأَكَلُوا ثَمَنَهُ))**.

[4053] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ و برباد کرے، ان پر چربی حرام کی گئی، تو انہوں نے اسے بیچ کر اس کی قیمت کھانی شروع کر دی۔

فائدہ :......شرعی طور پر بعض چیزوں کا کھانا حرام ہے، اس لیے کھانے کے لے ان کی خرید وفروخت بھی حرام ہے، لیکن اس کے دوسرے استعمال جائز ہیں، اس لیے دوسرے منافع کی خاطر ان کی بیع بھی جائز ہے جیسے گدھا، خچر اور شکاری پرندے، ان کی خرید وفروخت جائز ہے، اس طرح مردارے چڑے کو رنگ کر بیچنا جائز ہے۔

۱۴...... بَاب: الرِّبَا

باب ۱۴: ربا سود (سود کے مسائل)

[4054] ٧٥-(١٥٨٤)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ))**.

[4054] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا، سونے کے عوض فروخت نہ کرو، مگر برابر، برابر اور ایک دوسرے سے زائد نہ کرو، اور چاندی، چاندی کے عوض فروخت نہ کرو، مگر برابر برابر، اور اسے ایک دوسرے پر زائد نہ کرو، اور موجود کو غیر موجود کے عوض فروخت نہ کرو۔''

مفردات الحدیث ✻ ربا: کا معنی اضافہ وزیادتی یا بڑھوتری ہے، اور علامہ ابوبکر جصاص نے اس کی تعریف یوں کی ہے، ((القرض المشروط فيه الاجل وزيادة مال على المستقرض)) یعنی ادھار کی میعاد

[4053] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه برقم (٢٢٢٤) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٣٧)

[4054] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع الفضة بالفضة برقم (٢١٧٧) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب ما جاء في الصرف برقم (١٢٤١) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع الذهب بالذهب برقم (٧/ ٢٧٨ وبرقم ٧/ ٢٧٩- انظر (التحفة) برقم (٤٣٨٥)

پر مقروض سے اضافہ وصول کرنا، اور ایک مرفوع اور موقوف حدیث ہے، ((كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ منفعةً فهو ربا)) قرض پر نفع وصول کرنا سود ہے۔ لَا تُشِفُّوْا: یہ شف سے ماخوذ ہے، جس کا معنی، زیادتی اور کمی دونوں آتے ہیں، تو معنی ہوا، ایک دوسرے سے کم یا زیادہ نہ کرو برابر، برابر ہوں۔

فائدہ :...... ربا کی دو قسمیں ہیں (۱) ربا النسیئة: جس کی حرمت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے، اس لیے اس کو ربا القرآن بھی کہتے ہیں، جس میں ادھار، رقم دے کر، اس پر نفع یا اضافہ وصول کیا جاتا ہے۔ (۲) ربا الفضل: جس کی حرمت احادیث میں بیان کی گئی ہے، اس لیے اسے ربا الحدیث بھی کہتے ہیں، جس میں ایک جنس کا باہمی تبادلہ کمی وبیشی کے ساتھ کیا جاتا ہے، مثلاً ایک طرف چار کلو گندم ہے اور دوسری طرف ۶ کلو گندم ہے، یا ایک طرف دو تولہ سونا ہے اور دوسری طرف تین تولہ یا ڈھائی تولہ سونا ہے تو یہ جائز نہیں ہے اور ایک ملک کی کرنسی کا حکم بھی سونے، چاندی والا ہے، تبادلہ میں کمی وبیشی جائز نہیں ہے، اس طرح تبادلہ کا دست بدست نقد بنقد ہونا ضروری ہے، موجود (ناجز) کا غائب (غیر موجود) سے تبادلہ جائز نہیں ہے۔

[4055] ٧٦-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ إِنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَأْثُرُ هٰذَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ فَذَهَبَ عَبْدُاللّٰهِ وَنَافِعٌ مَعَهُ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ رُمْحٍ قَالَ نَافِعٌ فَذَهَبَ عَبْدُاللّٰهِ وَأَنَا مَعَهُ وَاللَّيْثِيُّ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا أَخْبَرَنِي أَنَّكَ تُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَعَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَأَشَارَ أَبُوسَعِيدٍ بِإِصْبَعَيْهِ إِلٰى عَيْنَيْهِ وَأُذُنَيْهِ فَقَالَ أَبْصَرَتْ عَيْنَايَ وَسَمِعَتْ أُذُنَايَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا شَيْئًا غَائِبًا مِنْهُ بِنَاجِزٍ إِلَّا يَدًا بِيَدٍ**)).

[4055]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنولیث کے ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں، قتیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور نافع رحمہ اللہ اس کے ساتھ گئے، اور ابن رمح کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ لیثی کے ساتھ گئے، اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، حتی کہ وہ (ابن عمر) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے، اور ان سے کہا، اس آدمی نے مجھ بتایا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے چاندی

[4055] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٣٠)

کو چاندی کے عوض، برابر، برابر کے سوا، بیچنے سے منع فرمایا ہے اور سونے کی سونے کے عوض بیع سے بھی برابر، برابر صورت کے سوا منع فرمایا ہے، تو حضرت ابوسعید نے اپنی دو انگلیوں سے، اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں کانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا، میری دونوں آنکھوں نے دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''سونا، سونے کے عوض فروخت نہ کرو، اور چاندی، چاندی کے عوض مت بیچو، مگر برابر، برابر، اور بعض کو بعض پر زیادہ کر کے فروخت نہ کرو، اور اس میں سے جو غائب ہو تو اس کو موجود کے عوض فروخت نہ کرو، مگر دست بدست فروخت کرو۔''

[4056] (...) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ ح وَقَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ بِنَحْوِ حَدِيثِ اللَّيْثِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[4056]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سندوں سے، نافع کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4057] ۷۷-(...) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَآءً بِسَوَآءٍ)).

[4057]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا، سونے کے عوض اور چاندی، چاندی کے عوض فروخت نہ کرو، مگر دونوں کا وزن اور ناپ برابر ہو۔''

فائدہ: سواء بسواء، مِثلا بمثل یہ وَزْناً بِوَزْنٍ کی تاکید اور مبالغہ کے لیے ہیں، اور سونا اور چاندی میں تفاضل کمی و بیشی کی علت یا سبب ان کا موزوں اور ہم جنس ہونا ہے، یہ امام ابوحنیفہ اور امام احمد، اسحاق بن راھویہ وغیرہم کا قول ہے، اور امام شافعی کے نزدیک، ان کا قیمت اور ہم جنس ہونا ہے، امام احمد کا ایک قول یہی ہے، اور امام مالک کا نظریہ بھی یہی ہے، اور صحیح نظریہ یہی ہے، اس لیے ایک ملک کی کرنسی کا تبادلہ، دست بدست اور برابر، برابر ہو گا، اور اگر دوسرے ملک کی کرنسی تبادلہ ہو، تو پھر جنس کے بدلنے کی بنا پر کمی و بیشی جائز ہوگی لیکن تبادلہ نقد بنقد ہو گا۔

[4056] تقدم تخريجه برقم (٤٠٣٠)

[4057] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٤٠٢٦)

[4058] ٧٨۔(١٥٨٥) حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالُوا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ إِنَّهُ سَمِعَ مَالِكَ بْنَ أَبِي عَامِرٍ يُحَدِّثُ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ)).

[4058]۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دینار کو دو دینار کے عوض نہ بیچو اور نہ ہی ایک درہم کو دو درہم کے عوض فروخت کرو۔''

فائدہ:...... آج کل بین الاقوامی طور پر، کاغذی کرنسی کو دینار و درہم کی طرح نقدی خیال کیا جاتا ہے، ان سے دینار و درہم کی طرح ہر چیز خریدی جا سکتی ہے۔ اس لیے، ان کا حکم بھی دینار اور درہم والا ہوگا، اور دینار اور درہم کی طرح ان سے بھی زکاۃ وصول کی جائے گی، اگر کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر کرنسی ہوگی، تو سال گزرنے پر اس پر ڈھائی فیصد زکاۃ ادا کرنا ہوگی۔

١٥...... بَابُ الصَّرْفِ وَبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ نَقْدًا

باب ١٥: نقدی کا تبادلہ اور سونے کو چاندی کے عوض، نقد (دست بدست) فروخت کرنا

[4059] ٧٩۔(١٥٨٦) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ أَقُولُ مَنْ يَصْطَرِفُ الدَّرَاهِمَ فَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَرِنَا ذَهَبَكَ ثُمَّ ائْتِنَا إِذَا جَاءَ خَادِمُنَا نُعْطِكَ وَرِقَكَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَلَّا وَاللّٰهِ لَتُعْطِيَنَّهُ وَرِقَهُ أَوْ لَتَرُدَّنَّ إِلَيْهِ ذَهَبَهُ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الْوَرِقُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ

[4058] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٨٣٦)

[4059] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: ما يذكر في بيع الطعام والحكرة برقم (٢١٣٤) وفي باب: بيع التمر بالتمر برقم (٢١٧٠) وفي باب: بيع الشعير بالشعير برقم (٢١٧٤) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في الصرف برقم (٣٣٤٨) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في الصرف برقم (١٢٤٣) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع التمر بالتمر منفاضلا برقم ٧/ ٢٧٢۔ وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: الصرف وما لا يجوز متفاضلا يدا بيد برقم (٢٢٥٣) وفي باب: صرف الذهب بالورق برقم (٢٢٦٠) انظر (التحفة) برقم (١٠٦٣٠)

وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ)).

[4059] ۔حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں یہ کہتا ہوا آگے بڑھا، کون درہم فروخت کرنا چاہتا ہے، تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، کہنے لگے، ہمیں اپنا سونا دکھاؤ، تو پھر ہمارے پاس اس وقت آنا، جب ہمارا خادم آ جائے، تو ہم تمہیں چاندی دے دیں گے، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہوگا، ابھی اس کو چاندی دو یا اس کا سونا، اسے لوٹا دو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، ''چاندی کا سونے سے تبادلہ سود ہے، الا یہ کہ دست بدست ہو (لو، دو) اور گندم کا گندم سے تبادلہ سود ہے، الا یہ کہ نقد بنقد ہو اور جَو کا جَو سے تبادلہ سود ہے، مگر جو دست بدست ہو، اور تمر کا فر سے تبادلہ سود ہے، اگر نقد بنقد نہ ہو۔''

[4060] (. . .)وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[4060]۔امام صاحب مذکورہ روایت اپنے تین اور اساتذہ سے زہری ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

[4061] ۸۰-(۱۵۸۷)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ كُنْتُ بِالشَّامِ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ فَجَاءَ أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ قَالُوا أَبُوالْأَشْعَثِ أَبُو الْأَشْعَثِ فَجَلَسَ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْ أَخَانَا حَدِيثَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ نَعَمْ غَزَوْنَا غَزَاةً وَعَلَى النَّاسِ مُعَاوِيَةُ فَغَنِمْنَا غَنَآئِمَ كَثِيرَةً فَكَانَ فِيمَا غَنِمْنَا آنِيَةٌ مِنْ فِضَّةٍ فَأَمَرَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا أَنْ يَبِيعَهَا فِي أَعْطِيَاتِ النَّاسِ فَتَسَارَعَ النَّاسُ فِي ذٰلِكَ فَبَلَغَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقَامَ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْهٰى عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ عَيْنًا بِعَيْنٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰى فَرَدَّ النَّاسُ مَا أَخَذُوا فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَلَا مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَحَادِيثَ قَدْ كُنَّا نَشْهَدُهُ وَنَصْحَبُهُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُ فَقَامَ عُبَادَةُ بْنُ

[4060] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٣٥)

[4061] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في الصرف برقم (٣٣٤٩) وبرقم (٣٣٥٠) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: الحنطة بالحنطة مثلا بمثل برقم (١٢٤٠) انظر (التحفة) برقم (٥٠٨٩)

الصَّامِتِ فَأَعَادَ الْقِصَّةَ ثُمَّ قَالَ لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنْ كَرِهَ مُعَاوِيَةُ أَوْ قَالَ وَإِنْ رَغِمَ مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَصْحَبَهُ فِي جُنْدِهِ لَيْلَةً سَوْدَاءَ قَالَ حَمَّادٌ هٰذَا أَوْ نَحْوَهُ.

[**4061**] ۔ ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ میں شام میں ایک مجلس میں تھا، جس میں مسلم بن یسار بھی موجود تھے، تو ابو اشعث بھی آ گئے، لوگوں نے کہا، ابو اشعث آ گئے، ابو اشعث آ گئے، وہ بیٹھ گئے تو میں نے ان سے کہا، ہمارے بھائی (مسلم بن یسار) کو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سنایئے، تو انہوں نے کہا، ہاں، ہم ایک جنگ میں شریک ہوئے، جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار تھے، تو ہمیں بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئی، اس میں ایک چاندی کا برتن تھا، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو کہا، اسے لوگوں کو عطیات کے حاصل ہونے کے وقت کی مدت کے ادھار پر فروخت کر دو، لوگوں نے اس کے لیے جلدی کی، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چلا، تو وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ سونے کی سونے سے اور چاندی کی چاندی سے اور گندم کی گندم سے اور جو کی جو سے، کھجور کی کھجور سے اور نمک کی نمک سے بیع سے منع فرما رہے تھے، الا یہ کہ برابر، برابر اور نقد بنقد ہو، تو جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو اس نے سودی لین دین کیا، تو لوگوں نے جو کچھ لیا تھا، اس کو واپس کر دیا، اس کا پتہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو چلا، تو وہ خطاب کے لیے کھڑے ہو گئے اور کہا، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، رسول اللہ ﷺ سے احادیث بیان کرتے ہیں، ہم بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے، اور آپ کے ساتھ رہتے تھے، تو ہم نے تو وہ احادیث آپ سے نہیں سنیں، تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور واقعہ دہرایا، اور کہا، ہم وہ باتیں بیان کریں گے، جو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں، خواہ معاویہ کو ناپسند ہو، یا یہ کہا، ان رَغِمَ، خواہ ان کی ناک خالود ہو، یا مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، کہ میں ان کے ساتھ، ان کے لشکر میں ایک سیاہ رات بھی نہ رہوں، حماد کہتے ہیں، یہی کہا، یا اس کا ہم معنیٰ۔

فوائد :...... ❶ حضرت مالک بن اوس اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نقدی (کرنسی) کے باہمی تبادلہ میں، اگر جنس ایک ہو تو مساوات اور دست بدست ہونا ضروری ہے، ایک طرف نقد ہو اور دوسری طرف نسیئہ ہو یعنی تاخیر ہو تو یہ تبادلہ جائز نہیں ہے۔ ❷ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے، اگر سونے یا چاندی کا باہمی تبادلہ کرنا ہو تو اس میں سونا، چاندی کرنسی دینار و درہم کی صورت میں ہو یا ڈلی کی صورت میں یا زیورات و برتن کی صورت میں، ہر حالت میں، ان کا برابر، برابر اور نقد بنقد ہونا ضروری ہے، لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ جب وہ مَصُوغ ہے یعنی زیورات یا برتن وغیرہ کی صورت میں ہے، تو پھر اس کے عوض زیادہ سونا یا زیادہ چاندی لینا جائز ہے، کیونکہ اب یہ سونا یا چاندی نہیں ہے، قابل فروخت سامان ہے، جس میں ادھار اور کمی و بیشی دونوں جائز ہیں، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس نظریہ پر اعتراض کیا تھا، لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات تسلیم نہیں کی تھی، پھر حضرت ابو درداء نے،

حضرت عمر بن خطاب کو اس کی اطلاع دی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس سے روک دیا، جس سے معلوم ہوتا ہے، یہ حضرات اس حدیث کو عام معنی میں لیتے تھے، اور وہ سونے، چاندی کی ہر صورت میں تبادلہ میں مساوات و برابری اور نقد بنقد ضروری خیال کرتے تھے، اور جمہور ائمہ کا یہی موقف ہے۔ ❸ ابن عساکر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبادہ نے یہ روایت نبی اکرم ﷺ سے ماہ رمضان ۱۰ھ میں سنی تھی، اور اس لیے یہ بھی ثابت ہوتا ہے، کہ ایک صحابی جو رسول اللہ ﷺ کا ہم نشین اور رفیق رہا ہے، ضروری نہیں ہے کہ اس نے آپ ﷺ سے ہر حدیث سنی ہو، جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نہیں سنی تھی، اس لیے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے ان کی اس دلیل کو رد کر دیا کہ میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا، اور آپ کی احادیث سنتا تھا، لیکن میں نے نہیں سنی ہے، تم کیوں بیان کرتے ہو۔ ❹ اعطیات الناس سے مراد، لوگوں کو بیت المال سے ملنے والے وظائف ہیں، اس طرح گویا، لوگوں نے چاندی یا سونے کے برتن، ادھار خریدے یا بیچے تھے، کہ جب ہمیں وظائف مل جائیں گے، تو ہم ان کی قیمت ادا کر دیں، تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا، کیونکہ تبادلہ میں نقد بنقد ہونا ضروری ہے، سونے، چاندی کا برتن، سونے چاندی کے حکم میں ہے، اس لیے اگر اسے خریدا جائے گا، تو دونوں کا وزن برابر ہونا چاہیے اور نقد بنقد ہو، جبکہ برتن خالص سونے یا خالص چاندی کا ہو۔ ❺ ذهب وفضة: (سونا، چاندی) میں سود کی علت وسبب ائمہ اربعہ کے نزدیک کیا ہے، اس کی بحث گزر چکی ہے، باقی اشیاء، (گندم، جو، کھجور اور نمک) کے بارے میں مندرجہ ذیل اقوال ہیں۔

(۱) امام ابو حنیفہ، امام احمد اور امام اسحاق وغیرہم رحمہم اللہ کے نزدیک ناپ کیل اور ایک جنس ہونا ہے، اس لیے ان کے نزدیک ہر کیلی اور وزنی چیز کا اگر اس کی مثل ہم جنس سے تبادلہ ہوگا، تو برابر، برابر اور نقد بنقد ہوگا۔ چاہے، وہ چیز طعام بنے یا نہ، مثلاً روئی، اون، اناج، لوہا، پیتل، سونا اور چاندی وغیرہ۔ (۲) امام شافعی کے نزدیک مطعوم (کھانے کی اشیاء) اور ہم جنس ہونا ہے، اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے، اس قول کی رو سے ربا الفضل کا تعلق تمام مطعومات سے ہوگا، وہ کیلی ہوں یا وزنی ہوں یا گن کر فروخت ہوتی، تبادلہ برابر، برابر ہوگا، مثلاً سیبوں، انار یا انڈوں کا تبادلہ برابر ہوگا، مگر مطعوم نہیں ہیں تو کمی وبیشی جائز ہے۔ (۳) امام مالک کے نزدیک ذخیرہ کے قابل اشیاء، اور ہم جنس ہوں اور بعض مالکیہ کے نزدیک اس کے ساتھ قوت (خوراک) ہونا بھی شرط ہے، یعنی ادخار، خوراک اور ہم جنس ہوں۔

شاہ ولی اللہ نے مالکیہ کے موقف کو پسند کیا ہے، حجۃ اللہ، ج ۲، ص ۱۰۷ اور علامہ تقی نے لکھا ہے، ((ان تعليل المالكية اظهر واولى من جهة النظر ومن جهة العمل عليه)) (تکملہ، ج ۱، ص ۵۸۲۔ مالکیہ کی علت زیادہ واضح ہے اور نظری وفکری حیثیت سے اور عملی اعتبار سے بھی زیادہ مناسب ہے، گویا ربا الفضل کا تعلق غذا بننے والی اشیاء سے ہے، جبکہ ان کا ذخیرہ کرنا ممکن ہو، ہر مطعوم چیز سے نہیں ہے اور ابن رشد مالکی نے بدایہ میں احناف کے موقف کو پسند کیا ہے۔

[4062] (. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِالْوَهَّابِ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[4062]۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4063] ۸۱۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِيشَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَحَدَّثَنَا. وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَآءً بِسَوَآءٍ يَدًا بِيَدٍ فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْأَصْنَافُ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ)).

[4063]۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونا، سونے کے عوض، چاندی، چاندی کے عوض، گندم گندم کے عوض، جو، جو کے عوض کھجور، کھجور کے عوض، نمک، نمک کے عوض، برابر، برابر اور ہاتھوں ہاتھ ہوگا اور جب یہ اقسام مختلف ہو جائیں تو جیسے چاہو فروخت کرو، بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ یعنی نقد بنقد ہو۔“

فائدہ:......جنس کے ایک ہونے کی صورت میں باہمی مساوات کی صورت میں تبادلہ ہوگا، لیکن اگر جنس بدل جائے، تو کمی وبیشی جائز ہے، لیکن ادھار دونوں صورتوں میں ناجائز ہے، جبکہ کوئی چیز رقم (پیسوں) سے خریدنی ہے، تو پھر ادھار اشیاء فروخت کرنا جائز ہے۔

[4064] ۸۲۔(۱۵۸۴)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى الْآخِذُ وَالْمُعْطِي فِيهِ سَوَآءٌ)).

[4064]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونا، سونے کے عوض،

[4062] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٣٧)

[4063] تقدم تخريجه برقم (٤٠٣٧)

[4064] اخرجه النسائي في (المجتبى) في البيوع باب: الشعير بالشعير برقم (٤٥٧٩) انظر (التحفة) برقم (٤٢٥٥)

چاندی، چاندی کے عوض، گندم، گندم کے عوض، جو، جو کے عوض، کھجور، کھجور کے عوض، برابر، برابر اور نقد بنقد ہوں گے، جس نے زیادہ دیا، یا زیادہ لیا، اس نے سودی معاملہ کیا، اس میں لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔''

[4065] (. . .)حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ الرَّبَعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ)).

[4065]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کا سونے سے تبادلہ برابر، برابر ہوگا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[4066] ٨٣۔(١٥٨٨)حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا نَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((التَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى إِلَّا مَا اخْتَلَفَتْ أَلْوَانُهُ)).

[4066]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھجور، کھجور کے عوض، گندم، گندم کے عوض، جو، جو کے عوض اور نمک نمک کے عوض، برابر، برابر اور نقد بہ نقد ہوں گے، تو جس نے زیادہ دیا یا زیادہ طلب کیا، تو اس نے سودی لین دین کیا، الا یہ کہ ان کی اقسام (جنس) بدل جائیں۔''

مفردات الحدیث

✲ الوان، لون کی جمع ہے، انواع واقسام کو کہتے ہیں۔

[4067] (. . .)حَدَّثَنِيهِ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ

عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ يَدًا بِيَدٍ.

[4067]۔یہی روایت امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس نے نقد بہ نقد کا تذکرہ نہیں کیا۔

[4068] ٨٤۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ

[4065] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٤٠)

[4066] اخرجه النسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع التمر بالتمر برقم (٤٥٧٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٩٢١)

[4067] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٤٢)

[4068] اخرجه النسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع الدرهم بالدرهم برقم ٧/ ٢٧٨۔ وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: الصرف وما لا يجوز متفاضلا يدا بيد برقم (٢٢٥٥) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٢٥)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَهُوَ رِبًا)).

[4068] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا، سونے کے عوض ہم وزن ہوں گے، برابر، برابر ہوں گے اور چاندی، چاندی کے عوض، ہم وزن، برابر، برابر ہوں گے، تو جس نے زیادہ لیا، یا زیادہ وصول کیا، تو اس نے سودی معاملہ کیا۔''

[4069] ۸۵۔(. . .)حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي تَمِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَلَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا)).

[4069] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دینار، دینار کے عوض، ان میں اضافہ نہیں ہوگا، اور درہم، درہم کے عوض دونوں میں ایک طرف زائد نہیں ہوں گے۔''

[4070] (. . .)حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنِ أَبِي تَمِيمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ.

[4070]۔یہی روایت امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے، موسیٰ بن ابی تمیم کی مذکورہ سند ہی سے بیان کرتے ہیں۔

۱۶...... بَابِ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا

باب ۱۶: سونے اور چاندی کی باہمی بیع ادھار جائز نہیں ہے

[4071] ۸۶۔(۱۵۸۹)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو

[4069] اخرجه النسائی فی (المجتبی) ی البیوع باب: بیع الدینار بالدینار برقم (٤٥٨١) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٨٤)

[4070] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٤٠٤٥)

[4071] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی البیوع باب: التجارة فی البر وغیره برقم (٢٠٦١) وفی باب: بیع الورق بالذهب نسیئة برقم (٢١٨٠) وبرقم (٢١٨١) وفی الشرکة باب: الاشتراك بالذهب والفضة وما یکون فیه الصرف برقم (٢٤٩٧) وبرقم (٢٤٩٧) وفی مناقب الانصار باب: (٥١) برقم (٣٩٣٩) وبرقم (٣٩٤٠) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: بیع الفضة بالذهب نسیئة برقم ٧/ ٢٨٠ وبرقم (٤٥٩١) انظر (التحفة) برقم (١٧٩١)

عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ بَاعَ شَرِيكٌ لِي وَرِقًا بِنَسِيئَةٍ إِلَى الْمَوْسِمِ أَوْ إِلَى الْحَجِّ فَجَاءَ إِلَيَّ فَأَخْبَرَنِي فَقُلْتُ هٰذَا أَمْرٌ لا يَصْلُحُ قَالَ قَدْ بِعْتُهُ فِي السُّوقِ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ فَأَتَيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَبِيعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ ((مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَهُوَ رِبًا)) وَائْتِ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ تِجَارَةً مِنِّي فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

[4071] ۔ ابومنہال رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک شریک (ساجھی) نے، چاندی حج کے موسم یا حج تک ادھار فروخت کی، پھر آ کر مجھے اس کی اطلاع دی، تو میں نے کہا، یہ معاملہ درست نہیں ہے، اس نے کہا، میں نے اسے بازار میں فروخت کیا، تو اس پر کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا، تو میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور ان سے، اس کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا، نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے، تو ہم اس قسم کی خرید و فروخت کرتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو نقد بنقد ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو ادھار ہو وہ سود ہے۔'' اور تم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، کیونکہ ان کا کاروبار مجھ سے وسیع تھا، تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا، تو انہوں نے بھی اس طرح بتایا۔

فائدہ :...... **حضرت ابومنہال کے ساجھی کا مقصد یہ تھا، اگر سونے اور چاندی کا باہمی تبادلہ ادھار کی صورت میں جائز نہ ہوتا، تو بازار والے لوگ اس پر اعتراض کرتے، ان کا اعتراض نہ کرنا، اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے، لیکن اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا، اگر بازار کے لوگ واقفیت کے باوجود اعتراض نہ کریں، تو یہ جواز کی دلیل نہیں ہے، اس کا سبب کوئی اور بھی ہوسکتا ہے۔**

[4072] ۸۷۔(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ سَلْ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَهُوَ أَعْلَمُ فَسَأَلْتُ زَيْدًا فَقَالَ سَلِ الْبَرَاءَ فَإِنَّهُ أَعْلَمُ ثُمَّ قَالَا نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا.

[4072] ۔ ابومنہال رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کرنسی کے تبادلے کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے کہا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھو، کیونکہ وہ زیادہ جانتے ہیں، پھر ان دونوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی سونے سے ادھار، بیع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

[4072] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٤٧)

[4073] ٨٨-(١٥٩٠) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَّشْتَرِيَ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا وَنَشْتَرِيَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا قَالَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَدًا بِيَدٍ فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتُ.

[4073] ۔حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی، چاندی کے عوض اور سونا، سونے کے عوض فروخت کرنے سے روکا ہے، الا یہ کہ برابر برابر ہوں، اورآپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم چاندی، سونے کے عوض جیسے چاہیں خرید لیں اور سونا، چاندی کے عوض جیسے چاہیں خرید لیں، تو ایک آدمی نے سوال کیا، نقد بنقد ہوں؟ تو انہوں نے کہا، میں نے ایسے ہی سنا ہے۔

فائدہ:......سونے اور چاندی کے باہمی تبادلہ میں کمی و بیشی جائز ہے، لیکن ان کا نقد بنقد ہونا ضروری ہے۔

[4074] (...) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيٰى وَهُوَ ابْنُ كَثِيرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[4074] ۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا، آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

١٧...... بَاب بَيْعِ الْقِلَادَةِ فِيهَا خَرَزٌ وَذَهَبٌ

باب ١٧: ایسا ہار فروخت کرنا جس میں پتھر کے نگینے اور سونا ہو

[4075] ٨٩-(١٥٩١) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عُلَيَّ بْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ

[4073] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع الذهب بالذهب برقم (٢١٧٥) وفي باب: بيع الذهب بالورق يدا بيد برقم (٢١٨٣) واخرجه النسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع الفضة بالذهب وبيع الذهب بالفضة برقم ٧/ ٢٨٠ وبرقم ٧/ ٢٨١۔ انظر (التحفة) برقم (١١٦٨١)

[4074] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٤٩)

[4075] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١١٠٣٠)

فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بِقِلَادَةٍ فِيهَا خَرَزٌ وَذَهَبٌ وَهِيَ مِنَ الْمَغَانِمِ تُبَاعُ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالذَّهَبِ الَّذِي فِي الْقِلَادَةِ فَنُزِعَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ)).

[4075] ۔حضرت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کہ آپ خیبر میں تھے، ایک ہار لایا گیا، جس میں پتھر کے نگینے اور سونا تھا، اور وہ غنیمت کے مال سے تھا اور فروخت کیا جا رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہار سے اس کے سونے کو الگ کر لیا گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا، سونے کے عوض ہم وزن ہوگا۔''

[4076] ۹۰۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ أَبِي شُجَاعٍ نَا سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنَ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ)).

[4076] ۔حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خیبر کے دن ایک ہار بارہ (۱۲) دینار میں خریدا، ہار میں سونا اور پتھر کے نگینے تھے، میں نے ان کو الگ کیا، تو مجھے اس میں بارہ (۱۲) دینار سے زیادہ مل گئے، تو میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے الگ کیے بغیر فروخت نہ کیا جائے۔''

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، اگر کسی چیز کے ساتھ سونے کی آمیزش ہو اور اسے سونے کے عوض بیچنا ہو تو سونے کو الگ کرنا ضروری ہے، کیونکہ آپ نے الگ کیے بغیر فروخت کرنے سے منع کیا ہے، اس طرح سونا الگ کر کے اس کے ہم وزن سونا لیا جائے گا، اور باقی چیز کی قیمت الگ لگائی جائے گی، اس طرح کمی وبیشی کا خطرہ نہیں رہے گا، کیونکہ اگر الگ نہ کیا جائے، محض ظن وتخمین سے کام لیا جائے تو کمی وبیشی کا امکان موجود ہے، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق وغیرہ، محدثین کا یہی نظریہ ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک، اگر الگ سونا، چیز کے ساتھ ملے ہوئے سونے سے یقینی طور پر زیادہ ہو، تو پھر جائز ہے، کیونکہ سونے سے زائد دوسری چیز کی قیمت

[4076] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات باب: فی حلیة السیف تباع بالدراهم برقم (۳۳۵۱) وبرقم (۳۳۵۲) وبرقم (۳۳۵۳) والترمذی فی (جامعه) فی البیوع باب: ما جاء فی شراء القلادة وفیها ذهب وخرز برقم (۱۲۵۵) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: بیع القلادة فیها الخرز والذهب بالذهب برقم ۷/ ۲۷۹ وبرقم ۷/ ۲۸۰ بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۱۰۲۷)

بن جائے گا، اگر مفرد (الگ) سونا، مرکب (ملے ہوئے) سونا کے برابر ہو یا کم ہو تو پھر جائز نہیں ہے، لیکن سوال یہ ہے، الگ کیے بغیر، اس کا تعین کیسے ہوگا، کہ کم ہے یا برابر ہے، یا زائد ہے۔ امام مالک کے نزدیک اگر سونا، بالتبع اور ضمنی طور پر موجود ہے، اصل دوسری چیز ہے، تو پھر وہ سامان کے حکم میں ہوگا، تو پھر اس کو ہم وزن سونے سے بیچنا جائز ہے، لیکن ظاہر ہے اس موقف کی تو اس حدیث کی موجودگی میں گنجائش نہیں، اس طرح حماد بن ابی سلیمان کا موقف بالکل بے وزن ہے، کہ اس کو ہر طرح کم ہو یا مقدار سونا زائد ہو، بیچنا جائز ہے، کیونکہ یہ نظریہ حدیث کے بالکل خلاف ہے۔

[4077] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا ابْنُ مُبَارَكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[4077]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت دو اور اساتذہ سے سعید بن یزید ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

[4078] ۹۱۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ الْجُلَاحِ قَالَ حَدَّثَنِي حَنَشٌ الصَّنْعَانِيُّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ نُبَايِعُ الْيَهُودَ الْوُقِيَّةَ الذَّهَبَ بِالدِّينَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ**)).

[4078]۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اور سونے کا ایک اوقیہ، یہودیوں کو دو یا تین دینار کے عوض بیچ رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا، سونے کے عوض فروخت نہ کرو، الا یہ کہ دونوں ہم وزن ہوں۔''

[4079] ۹۲۔(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمَعَافِرِيِّ وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ وَغَيْرِهِمَا أَنَّ عَامِرَ بْنَ يَحْيَى الْمَعَافِرِيَّ أَخْبَرَهُمْ عَنْ حَنَشٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ فِي غَزْوَةٍ فَطَارَتْ لِي وَلِأَصْحَابِي قِلَادَةٌ فِيهَا ذَهَبٌ وَوَرِقٌ وَجَوْهَرٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهَا فَسَأَلْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ فَقَالَ انْزِعْ ذَهَبَهَا فَاجْعَلْهُ فِي كِفَّةٍ وَاجْعَلْ ذَهَبَكَ فِي كِفَّةٍ ثُمَّ لَا تَأْخُذَنَّ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَأْخُذَنَّ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ**)).

[4079]۔ حنش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو میرے اور

[4077] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٥٢)
[4078] تقدم تخريجه برقم (٤٠٥٢)
[4079] تقدم تخريجه برقم (٤٠٥٢)

میرے ساتھیوں کے حصے میں ایک ہار آیا جس میں سونا چاندی اور موتی تھے تو میں نے اس کے خریدنے کا ارادہ کیا، اس سلسلہ میں، میں نے حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: ''اس کا سونا الگ کر لو، اور اس کو ایک پلڑے میں رکھو اور اپنا سونا دوسرے پلڑے میں رکھو پھر اس کو برابر، برابر سونا لو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ برابر، برابر کے سوا ہرگز نہ لے۔''

مفردات الحديث ✱ **طارت لي:** میرے حصہ میں آیا، یا مجھے ملا۔

فائدہ :...... حدیث کے راوی نے بھی حدیث کا مفہوم وہی لیا ہے، جو امام شافعی اور امام احمد وغیرہما نے لیا ہے، اور احناف فہم راوی کو روایت پر بھی ترجیح دیتے ہیں، راوی کے فہم کی بنا پر اس کا ظاہری معنی چھوڑ دیتے ہیں، اور یہاں اس کے فہم کو نظر انداز کر رہے ہیں۔

١٨...... بَاب بَيْعِ الطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ

باب ۱۸: کھانے کی اشیاء کا تبادلہ یا بیع برابر، برابر ہوگی

[4080] ٩٣-(١٥٩٢) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو ح قَالَ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّهُ أَرْسَلَ غُلَامَهُ بِصَاعِ قَمْحٍ فَقَالَ بِعْهُ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ شَعِيرًا فَذَهَبَ الْغُلَامُ فَأَخَذَ صَاعًا وَزِيَادَةَ بَعْضِ صَاعٍ فَلَمَّا جَاءَ مَعْمَرًا أَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ مَعْمَرٌ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ انْطَلِقْ فَرُدَّهُ وَلَا تَأْخُذَنَّ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَإِنِّي كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((الطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ)) وَكَانَ طَعَامُنَا يَوْمَئِذٍ الشَّعِيرَ قِيلَ فَإِنَّهُ لَيْسَ بِمِثْلِهِ قَالَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُضَارِعَ.

[4080]۔ معمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے اپنے غلام کو گندم کا ایک صاع دے کر بھیجا اور اسے کہا، اسے بیچ کر اس کے عوض جو خرید لاؤ، تو غلام گیا اور اس کے عوض صاع سے کچھ زائد جو خرید لایا، اور جب معمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، تو انہیں اس کی اطلاع دی، تو معمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا، تو نے باہمی تبادلہ کیوں کیا؟ جاؤ، اس کو واپس کر دو، اور برابر، برابر کے سوا نہ لو، کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنتا رہا ہوں، طعام، طعام کے بدلے برابر، برابر ہوگا۔'' اور ان دنوں ہمارا طعام، کھانا جو تھے، ان سے کہا گیا، ان دونوں کی جنس ایک نہیں ہے، انہوں نے جواب دیا، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ اس کے مشابہ ہے۔

[4080] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١١٤٨٢)

فائدہ :...... اگر جنس الگ الگ ہو تو کمی وبیشی کرنے میں صحیح احادیث کی رو سے کوئی حرج نہیں ہے، لیکن چونکہ گندم اور جو کی جنس، طعام ہونے کے اعتبار سے ملتی جلتی ہے، اس لیے حضرت معمر رضی اللہ عنہ نے تورع اور احتیاط کو ترجیح دی، اگر چہ شرعی رو سے گندم اور جو الگ الگ جنس ہیں، اور امام مالک رحمہ اللہ کا دونوں کو ایک جنس قرار دینا درست نہیں ہے، وگرنہ طعام ہونے کے اعتبار سے تو گندم، جو، کھجور سب ایک جنس ہوں گے، حالانکہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں، تینوں کو الگ الگ شمار کیا گیا ہے۔

[4081] ٩٤-(١٥٩٣) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِالْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ فَاسْتَعْمَلَهُ عَلٰى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا)) قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَفْعَلُوا وَلٰكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيعُوا هٰذَا وَاشْتَرُوا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا وَكَذٰلِكَ الْمِيزَانُ)).

[4081] ۔حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو عدی انصار کے قبیلہ کے ایک فرد کو خیبر کا عامل (حاکم) بنا کر بھیجا، اور وہ کھجور کی جنیب نامی اعلیٰ قسم لایا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا خیبر کی تمام کھجوریں اس قسم کی ہیں؟'' اس نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ہم ردی یا ملی جلی دو صاع کھجوروں کے عوض ایک صاع اچھی کھجوریں خرید لیتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا مت کرو، لیکن برابر، برابر تبادلہ کرو، یا یہ ردی کھجوریں بیچ کر، قیمت سے اچھی کھجوریں خرید لو، اس طرح ماپ کی طرح تول میں بھی برابری ہو۔''

مفردات الحديث ❶ جَنِيب: اعلیٰ یا منتخب کھجوریں۔ ❷ جَمْعٌ: مخلوط، اچھی اور نکمی ملی جلی۔

[4081] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: ان اراد بيع تمر بتمر خير منه برقم (٢٢٠١) وبرقم (٢٢٠٢) وفي الوكالة باب: الوكالة في الصرف والميزان برقم (٢٣٠٢) وبرقم (٢٣٠٣) وفي المغازي باب: استعمال النبي ﷺ على اصل خيبر برقم (٤٢٤٤) وبرقم (٤٢٤٥) وبرقم (٤٢٤٦) وبرقم (٤٢٤٧) تعليقا۔ وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب: اذا اجتهد العامل او الحاكم فاخطا خلاف الرسول من غير علم فحكمه مردود برقم (٧٣٥٠) وبرقم (٧٣٥١) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع التمر بالتمر متفاضلا برقم ٧/ ٢٧١ وبرقم ٧/ ٢٧٢۔ انظر (التحفة) برقم (٤٠٤٤)

فائدہ :...... بنوعدی کے جس فرد کو آپ نے بھیجا تھا، اس نے عدم علم اور ناواقفیت و جہالت کی بنا پر ایک جنس کی مختلف انواع واقسام میں ماپ میں کمی وبیشی کی، تو آپ ﷺ نے اس کو اس فعل سے روکا کہ ایک جنس کی اشیاء جو خوراک سے تعلق رکھتی ہیں، ان کی اعلیٰ اور ادنیٰ قسم کا تبادلہ برابری کی صورت میں جائز ہے، یا پھر گھٹیا قسم کو بیچ کر، اس قیمت سے اعلیٰ قسم خریدنا ہوگا، ظاہر ہے، دوسری صورت میں ماپ یا تول کے اعتبار سے کم ہی ہوگی، لیکن یہ ربا یا سودی معاملہ نہیں ہوگا۔

[4082] ٩٥-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَائَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا)) قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَلَا تَفْعَلْ بِعْ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا)).

[4082]۔ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انسان کو خیبر کا حاکم مقرر کیا، (صدقات کی وصولی کے لیے) وہ آپ کے پاس جنیب نامی کھجوریں لایا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟'' تو اس نے کہا نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ہم ان کا ایک صاع، دو صاع کے عوض اور دو صاع تین صاع کے عوض لیتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا مت کرو، ردی اور مخلوط کو دراہم کے عوض فروخت کر دو، پھر دراہم دے کر جنیب خرید لو۔''

[4083] ٩٦-(١٥٩٤) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُمَا جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيٰى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِالْغَافِرِ يَقُولُ سَمِعْتُ

أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ جَاءَ بِلَالٌ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنْ أَيْنَ هٰذَا)) فَقَالَ

[4082] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٥٧)

[4083] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوكالة باب: اذا باع الوكيل شيئا فاسدا فبيعه مردود برقم (٢٣١٢) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: بيع التمر بالتمر متفاضلا برقم (٤٥٧١) انظر (التحفة) برقم (٤٢٤٦)

بِلَالٌ تَمْرٌ كَانَ عِنْدَنَا رَدِیءٌ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِمَطْعَمِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((عِنْدَ ذٰلِكَ أَوَّهْ عَيْنُ الرِّبٰوا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِیَ التَّمْرَ فَبِعْهُ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ سَهْلٍ فِی حَدِيثِهٖ عِنْدَ ذٰلِكَ)).

[4083]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت بلال رضی اللہ عنہ برنی کھجوریں لائے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا، ''کہاں سے لائے ہو؟'' تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی، ہمارے پاس نکمّی کھجوریں تھیں، تو میں نے اس کے دو صاع کے عوض ایک صاع خرید لیا تاکہ رسول اللہ ﷺ کھا لیں، تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس ہے وہ خالص سود ہے، ایسا مت کرو، لیکن جب ایسی کھجوریں خریدنا چاہو، تو (اپنی کھجوریں) الگ طور پر بیچ دو، پھر اس (قیمت) سے خرید لو۔'' ابن سہیل کی روایت میں عند ذالك (اس پر، اس وقت) کا لفظ نہیں ہے۔

[4084] ٩٧-(. . .) وَحَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِی قَزَعَةَ الْبَاهِلِیِّ عَنْ أَبِی نَضْرَةَ

عَنْ أَبِی سَعِيدٍ قَالَ أُتِیَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِتَمْرٍ فَقَالَ مَا هٰذَا التَّمْرُ مِنْ تَمْرِنَا فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِعْنَا تَمْرَنَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ مِنْ هٰذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هٰذَا الرِّبٰوا فَرُدُّوهُ ثُمَّ بِيعُوا تَمْرَنَا وَاشْتَرُوا لَنَا مِنْ هٰذَا)).

[4084]۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجوریں لائی گئیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہماری کھجوروں میں سے تو نہیں ہیں،'' تو (لانے والے) آدمی نے کہا، ہم نے اپنی دو صاع کھجوریں اس کے ایک صاع کے عوض بیچ دی ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سودی معاملہ ہے، اس کو واپس کرو، پھر ہماری کھجوریں بیچو اور ہمارے لیے ان کو خرید لو۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، جہالت اور ناواقفیت کی بنا پر اگر غلط یا ممنوع لین دین کر لیا جائے، تو اس کو فسخ (توڑنا، کالعدم قرار دینا) ہوگا۔

[4085] ٩٨-(١٥٩٥) حَدَّثَنِی إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰی عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰی عَنْ أَبِی سَلَمَةَ

[4084] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٤٣٥٦)

[4085] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی البيوع باب: بيع الخلط من التمر برقم (٢٠٨٠) واخرجه النسائی فی (المجتبی) فی البيوع باب: بيع التمر بالتمر متفاضلا برقم ٧/ ٢٧٢ ←

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ فَكُنَّا نَبِيعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((**لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَلَا صَاعَيْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَ بِدِرْهَمَيْنِ**)).

[4085] ۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہمیں جمع یعنی مخلوط کھجوریں دی جاتی تھیں، تو ہم دو صاع، ایک صاع کے عوض فروخت کر دیتے، تو رسول اللہ ﷺ تک اس کی اطلاع پہنچ گئی، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو صاع، کھجور ایک صاع کے عوض، اور دو صاع گندم ایک صاع کے عوض، اور ایک درہم، دو درہم کے عوض، سب ناجائز ہیں۔

[4086] ۹۹-(۱۵۹۴) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ أَيَدًا بِيَدٍ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا سَعِيدٍ فَقُلْتُ إِنِّي سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ أَيَدًا بِيَدٍ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَلَا بَأْسَ بِهِ قَالَ أَوَ قَالَ ذَلِكَ إِنَّا سَنَكْتُبُ إِلَيْهِ فَلَا يُفْتِيكُمُوهُ قَالَ فَوَاللَّهِ لَقَدْ جَاءَ بَعْضُ فِتْيَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِتَمْرٍ فَأَنْكَرَهُ فَقَالَ كَأَنَّ هَذَا لَيْسَ مِنْ تَمْرِ أَرْضِنَا قَالَ كَانَ فِي تَمْرِ أَرْضِنَا أَوْ فِي تَمْرِنَا الْعَامَ بَعْضُ الشَّيْءِ فَأَخَذْتُ هَذَا وَزِدْتُ بَعْضَ الزِّيَادَةِ فَقَالَ ((**أَضْعَفْتَ أَرْبَيْتَ لَا تَقْرَبَنَّ هَذَا إِذَا رَابَكَ مِنْ تَمْرِكَ شَيْءٌ فَبِعْهُ ثُمَّ اشْتَرِ الَّذِي تُرِيدُ مِنَ التَّمْرِ**)).

[4086] ۔ ابو نضرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کرنسی کے باہمی تبادلہ کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے پوچھا، کیا ہاتھوں ہاتھ ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ کہا، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، میں نے اس بات کی خبر حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کو دی، میں نے کہا، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقدی کے تبادلہ کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے پوچھا، کیا نقد بہ نقد ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ انہوں نے کہا، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا انہوں نے یہ بات کہی ہے؟ ہم انہیں ابھی لکھتے ہیں تو تمہیں یہ فتویٰ نہیں دیں گے، ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بتایا، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے بعض خادم آپ ﷺ کے پاس کھجوریں لائے، تو آپ ﷺ نے ان پر تعجب کا اظہار کیا، اور فرمایا، ''گویا یہ ہماری سرزمین کی کھجوریں نہیں ہیں''

← وبرقم ۷/ ۲۷۲ و ۲۷۳۔ وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: الصرف وما لا يجوز متفاضلا يدا بيد برقم (۲۲۵٦) انظر (التحفة) برقم (٤٣٣٥)

[4086] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٣٥)

خادم نے کہا، ہمارے علاقہ کی کھجور یا کھجوروں میں، اس سال کچھ خرابی تھی، تو میں نے یہ لے کر، کچھ زائد کھجوریں دے دیں، تو آپ نے فرمایا: ''تو نے اضافہ کیا، زیادہ دیں، تو نے سود دیا، اس معاملہ کے قریب نہ جانا، جب تمہیں اپنی کھجوروں کے بارے میں کچھ خلجان ہو، تو انہیں فروخت کر دو، پھر جو کھجوریں چاہو خرید لو۔''

فائدہ :...... ایک گھٹی چیز بیچ کر اس قیمت سے اچھی چیز خریدنا تا کہ تبادلہ کی صورت میں کمی وبیشی سے بچا جا سکے، یہ حیلہ نہیں ہے، کہ اس کو بنیاد بنا کر، سود کے جواز کے لیے حیلہ نکالا جائے، جیسا کہ شوافع نے اس کے لیے بیع عینہ کا حیلہ نکالا ہے، اور بعض معاصر علماء نے بیع عینہ کو بنیاد بنا کر بینک کے تمام مروج کھاتوں کو جائز قرار دینے کے لیے حیلے نکالنے شروع کیے ہیں، یا احناف نے دارالحرب کے سود کے جواز کے لیے کہا ہے کہ مسلمان اور حربی کے مابین ربا نہیں ہے، لہٰذا جن لوگوں سے ہماری جنگ ہو، ان سے سود لینا جائز ہے، بیع عینہ یہ ہے کہ ایک چیز ادھار دو سو روپیہ کے عوض خرید لے، پھر اس کو سو روپیہ نقد میں واپس فروخت کر دے، اس طرح اس سو روپیہ سے فائدہ اٹھائے اور وقت مقررہ پر دو سو روپیہ ادا کر دے۔

[4087] ١٠٠-(. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّرْفِ فَلَمْ يَرَيَا بِهِ بَأْسًا فَإِنِّي لَقَاعِدٌ عِنْدَ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ مَا زَادَ فَهُوَ رِبًا فَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ لِقَوْلِهِمَا فَقَالَ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جَاءَهُ صَاحِبُ نَخْلِهِ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ طَيِّبٍ وَكَانَ تَمْرُ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا اللَّوْنَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّى لَكَ هٰذَا قَالَ انْطَلَقْتُ بِصَاعَيْنِ فَاشْتَرَيْتُ بِهِ هٰذَا الصَّاعَ فَإِنَّ سِعْرَ هٰذَا فِي السُّوقِ كَذَا وَسِعْرَ هٰذَا كَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَيْلَكَ أَرْبَيْتَ إِذَا أَرَدْتَ ذٰلِكَ فَبِعْ تَمْرَكَ بِسِلْعَةٍ ثُمَّ اشْتَرِ بِسِلْعَتِكَ أَيَّ تَمْرٍ شِئْتَ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ أَحَقُّ أَنْ يَكُونَ رِبًا أَمِ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ قَالَ فَأَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ بَعْدُ فَنَهَانِي وَلَمْ آتِ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ فَحَدَّثَنِي أَبُو الصَّهْبَاءِ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ فَكَرِهَهُ۔

[4087]۔ ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقدی کے باہمی تبادلہ کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا، میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، تو میں نے ان سے بھی صرف (نقدی کا باہمی تبادلہ) کے بارے میں پوچھ لیا، تو انہوں نے کہا، ایک جنس کی صورت میں جو اضافہ ہے، وہ سود ہے، تو میں نے ان دونوں (ابن عمر، ابن عباس رضی اللہ عنہما) کے قول

[4087] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٢٠)

کی بناء پر اس کا انکار کیا، تو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا، میں تو تمہیں وہی بات بتا رہا ہوں، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، آپ کی کھجوروں کا نگران، آپ کے پاس ایک اچھی قسم کی کھجوروں کا ایک صاع لایا اور نبی اکرم ﷺ کی کھجوریں (کم تر) قسم کی تھیں، تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تم یہ کہاں سے لائے ہو؟'' اس نے جواب دیا، میں دو صاع لے کر گیا اور ان کے عوض یہ ایک صاع خرید لایا، کیونکہ ان کا بازار میں بھاؤ یہ ہے، اور ان کا نرخ یہ (یعنی اچھی کھجوروں کا نرخ زیادہ ہے اور نکمی کا کم ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر افسوس ہے، تم نے سودی معاملہ کیا ہے جب تم اچھی کھجوریں لینا چاہو، تو اپنی کھجوریں، ایک سودہ کی صورت میں فروخت کر دو، پھر اپنے سامان (قیمت) سے جونسی کھجوریں چاہو خرید لو، ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سوال کیا، کھجوروں کا کھجوروں سے تبادلہ پر سود زیادہ صادق آتا ہے یا چاندی کے چاندی سے تبادلہ پر؟ (یعنی اگر کھجور کی کھجور سے تبادلہ میں کمی وبیشی سود ہے تو چاندی کے چاندی سے تبادلہ میں کمی وبیشی بالا ولی سود ہے) ابو نضرہ کہتے ہیں، میں بعد میں حضرت ابن عمر کو ملا، تو انہوں نے مجھے اس سے منع کر دیا، لیکن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کو نہیں ملا، لیکن مجھے ابو صہباء نے بتایا کہ میں نے اس معاملہ کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مکہ مکرمہ میں سوال کیا، تو انہوں نے اس کو ناپسند قرار دیا۔

فائدہ: ...... حضرت ابو صہباء جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، ان کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرح اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔

[4088] ۱۰۱-(۱۵۹۶) حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ أَبِی عُمَرَ جَمِیعًا عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو

عَنْ أَبِی صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِیدِ الْخُدْرِیَّ یَقُولُ الدِّینَارُ بِالدِّینَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ مِثْلًا بِمِثْلٍ مَنْ زَادَ أَوْ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰی فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُولُ غَیْرَ هٰذَا قَالَ لَقَدْ لَقِیتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَرَأَیْتَ هٰذَا الَّذِی تَقُولُ أَشَیْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ وَجَدْتَهُ فِی كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ أَجِدْهُ فِی كِتَابِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِی أُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((الرِّبٰوا فِی النَّسِیئَةِ)).

[4088] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی البیوع باب: بیع الدینار بالدینار نسیئة برقم (۲۱۷۸) وبرقم (۲۱۷۹) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: بیع الفضة بالذهب وبیع الذهب بالفضه برقم ۷/ ۲۸۱- وابن ماجه فی (سننه) فی التجارات باب: من قال: لا ربا الا فی النسیئة برقم (۲۲۵۷) انظر (التحفة) برقم (۹٤)

[4088]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، دینار، دینار کے عوض، درہم، درہم کے عوض، برابر، برابر ہوں گے، جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو وہ سود ہوگا، ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، میں نے ان سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کے خلاف بتاتے ہیں، تو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا، میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کو مل چکا ہوں، میں نے ان سے پوچھا، بتائیے، یہ جو کچھ آپ بیان کرتے ہیں، کیا آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے یا اسے اللہ عزوجل کی کتاب میں پایا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، نہ میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور نہ ہی اسے اللہ کی کتاب میں پایا ہے، (یعنی نہ قرآن سے اخذ کیا ہے) لیکن مجھے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سود صرف ادھار میں ہے۔''

فائدہ:...... الربا فی النسیئة ، کا مقصد یہ تھا کہ ادھار ہر صورت میں سود ہے، چاہے، تفاضل اور کمی وبیشی ہو یا نہ ہو، لیکن تفاضل یعنی کمی وبیشی صرف اس صورت میں حرام ہے جب ایک جنس کے تبادلہ میں کمی وبیشی ہو، اگر جنس بدل جائے، مثلاً گندم کا کھجور سے تبادلہ، دینار کا درہم سے تبادلہ، تو پھر تفاضل جائز ہوگا، لیکن ادھار معاملہ کرنا سود ہوگا۔ اس لیے یہ معاملہ نقد بنقد کرنا ہوگا، لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو عام سمجھ لیا، کہ ادھار درست نہیں، کمی وبیشی ہر صورت میں درست ہے، جبکہ صورت حال یہ ہے کہ کمی وبیشی جنس کے بدلنے کی صورت میں جائز ہے، لیکن ادھار تبادلہ کی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔

[4089] ۱۰۲۔(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ إِسْحٰقُ اخبرنا . وَقَالَ الْآخَرُونَ حدثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِنَّمَا الرِّبٰوا فِي النَّسِيئَةِ)).

[4089]۔ امام صاحب اپنے چار اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، الفاظ عمرو کے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سود صرف ادھار میں ہے۔''

فائدہ:...... اس حدیث کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید میں جس ربا (سود) سے شدید وعید کے ساتھ روکا گیا ہے، اس کا تعلق صرف ربا النسیئہ سے ہے، ربا الفضل سے نہیں ہے، یا ظاہریہ کے موقف کے مطابق ربا الفضل کا تعلق صرف حدیث میں بیان کردہ چھ اشیاء سے ہے، باقی اشیاء میں کمی وبیشی جائز ہے، صرف ادھار ناجائز ہے، لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو عام خیال کیا، اس لیے ایک جنس کی صورت میں بھی تفاضل کو جائز قرار دیا۔

[4089] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٦٤)

[4090] ۱۰۳۔(۔۔۔)حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ نَا بَهْزٌ قَالَا نَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**لَا رِبًا فِيمَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ**)).

[4090]۔حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تبادلہ نقد بہ نقد ہو وہ سودی معاملہ نہیں ہے۔''

[4091] ۱۰۴۔(۔۔۔)حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا مِعْقَلٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ لَقِيَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ أَرَأَيْتَ قَوْلَكَ فِي الصَّرْفِ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَمْ شَيْءٌ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَلَّا لَا أَقُولُ أَمَّا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِهِ وَأَمَّا كِتَابُ اللّٰهِ فَلَا أَعْلَمُهُ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ((**أَلَا إِنَّمَا الرِّبَوا فِي النَّسِيئَةِ**)).

[4091]۔عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ملے، تو ان سے پوچھا، آپ بیع صرف کے بارے میں جو کہتے ہیں، بتایئے کیا وہ ایسی بات ہے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا وہ بات آپ نے اللہ عزوجل کی کتاب سے اخذ کی ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، ہرگز نہیں، میں کچھ نہیں کہتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تو آپ زیادہ جانتے ہیں، رہا اللہ کی کتاب کا معاملہ، تو میں نے اس سے بھی یہ معلوم نہیں کیا، لیکن مجھے تو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار، سود صرف ادھار میں ہے۔''

۱۹...... بَابُ لَعْنِ آكِلِ الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ

باب ۱۹: سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت بھیجنا

[4092] ۱۰۵۔(۱۵۹۷)حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ قَالَ إِسْحٰقُ أَحَدَّثَنَا. وَقَالَ عُثْمَانُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ سَأَلَ شِبَاكٌ إِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَنَا عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**آكِلَ الرِّبٰوا**)) وَمُؤْكِلَهُ قَالَ قُلْتُ وَكَاتِبَهُ

[4090] تقدم تخريجه برقم (٤٠٦٤)

[4091] تقدم تخريجه برقم (٤٠٦٤)

[4092] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٩٤٤٨)

وَشَاهِدَيْهِ قَالَ إِنَّمَا نُحَدِّثُ بِمَا سَمِعْنَا.

[4092]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر، اور سود کھلانے والے پر لعنت بھیجی ہے، علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، اور سودی معاملہ لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر؟ تو انہوں نے (عبداللہ بن مسعود نے) کہا، ہم اتنی ہی بات بیان کرتے ہیں، جو ہم نے سنی ہے۔

[4093] ۱۰۶۔(۱۵۹۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالُوا نَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُؤْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَآءٌ.

[4093]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، سود لینے والے پر، سود دینے والے پر، یہ معاملہ لکھنے والے پر، اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت بھیجی ہے، اور فرمایا، یہ سب برابر ہیں۔

فائدہ:...... جس طرح سود لینے والا مجرم اور گناہ گار ہے، اسی طرح سود دینے والا، اور اس میں تعاون کرنے والا بھی گناہ گار ہے، اس لیے بینک کی ملازمت ناجائز ہے، کیونکہ بینک کا ملازم اگر سودی لین دین میں تعاون کرتا ہے، مثلاً یہ معاملہ تحریر کرتا ہے، یا اس کا حساب کتاب رکھتا ہے، تو یہ گناہ کے کام میں شرکت اور تعاون ہے، نیز اجرت میں، سودی مال لیتا ہے، جو حرام مال ہے، اگر محض چوکیدار ہے یا جاروب کش ہے، سودی معاملہ میں تعاون نہیں کرتا ہے، تو اجرت مال حرام ہی سے لے گا، اس لیے یہ صورت بھی پسندیدہ نہیں ہے، اس سے بچنا بہتر ہے، جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

۲۰...... بَاب: أَخْذِ الْحَلَالِ وَتَرْكِ الشُّبُهَاتِ

باب ۲۰: حلال لینا، اور شبہ والی چیزوں کو چھوڑ دینا

[4094] ۱۰۷۔(۱۵۹۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ

[4093] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۹۹۱)

[4094] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الایمان باب: فضل من استبرا الدینه برقم (۵۲) وفی البیوع باب: الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات برقم (۲۰۵۱) وابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات باب: فی اجتناب الشبهات برقم (۳۳۲۹) وبرقم (۳۳۳۰) والترمذی فی (جامعه) فی البیوع باب: ما جاء فی ترك الشبهات برقم (۱۲۰۵) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: اجتناب الشبهات فی الکسب برقم ۷/ ۲۴۱۔ و ۲۴۲ و ۲۴۳۔ وفی الاشربة باب: الحث علی ترك الشبهات برقم (۷/ ۳۲۷۔ وابن ماجه فی (سننه) فی العتق باب: الوقوف عند الشبهات ب رقم (۳۹۸۴) انظر (التحفة) برقم (۱۱۶۲۴)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَأَهْوَى النُّعْمَانُ بِإِصْبَعَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ ((إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)).

[4094]۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے اپنی دو انگلیاں اپنے دونوں کانوں کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''حلال واضح ہے، اور حرام واضح ہے، اور ان کے درمیان کچھ شبہ والی چیزیں ہیں، جن کو بہت لوگ نہیں (یعنی ان کے حکم کو) جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) تو جو انسان مشتبہ یا شبہ والی چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا، اور جو شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا، وہ حرام میں مبتلا ہوگا، اس چرواہے کی طرح جو چراگاہ کے آس پاس جانور چراتا ہے، قریب ہے، وہ اس میں ڈال لے یا اس میں گھس جائے، خبردار ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے، خبردار، اللہ تعالیٰ کی چراگاہ، اس کی زمین میں، اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں اور سنو، بدن انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہوگیا، تو سارا بدن ٹھیک ہو گیا، سنور گیا، اور جب وہ بگڑ گیا، تو پورا جسم بگڑ گیا، سنو! وہ ٹکڑا دل ہے۔''

مفردات الحدیث

❶ أَهْوىٰ بِإِصْبَعَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ: اپنی دو انگلیاں اپنے دونوں کانوں کی طرف اٹھا کر اشارہ کیا کہ میں نے پورے اہتمام اور توجہ سے سنا ہے، اس لیے پورے وثوق اور اعتماد سے بیان کرتا ہوں۔ ❷ اِسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ: اس نے اپنے دین کو شرعی مذمت سے اور اپنی عزت کو لوگوں کی طعن و تشنیع سے محفوظ کرلیا، اس کے دین اور عزت پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکے گا، نہ ان پر کوئی حرف آئے گا۔ ❸ حِمىٰ: چراگاہ، جس میں کسی انسان کو اپنے مویشی چرانے کی اجازت نہیں ہوتی، یعنی ممنوعہ علاقہ، کہ اگر اس کے اندر کوئی گھس جائے تو حکومت کی طرف سے وہ سزا کا حقدار ٹھہرتا ہے، اس لیے محتاط لوگ اس علاقہ کے قریب ہی نہیں جاتے، اس طرح اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء ممنوعہ علاقہ ہیں، جو ان کا ارتکاب کرے گا، وہ سزا کا سزاوار ہوگا، اور جو مشتبہ اشیاء سے احتراز نہیں کرے گا، اور ان میں گرفتار ہونے سے اپنے آپ کو نہیں بچائے گا، وہ چراگاہ کے آس پاس چرانے والے کی طرف، محرمات کا بھی مرتکب ہوگا، اس لیے جس طرح محتاط لوگ چراگاہ کے پاس اپنے جانور نہیں چراتے کہ کہیں وہ بھاگ کر چراگاہ میں نہ گھس جائیں، محتاط اور پرہیزگار لوگ گناہوں میں گرفتار کرنے والی چیزوں سے دور رہتے ہیں اور انسان کی پرہیزگاری اور احتیاط کا دارومدار، اس کے دل کی اصلاح و درستگی پر ہے، کیونکہ تمام جسم

پر اس کی حکمرانی ہے، باقی تمام اعضاء و جوارح اس کے حکم کے پابند ہیں، عزم و حوصلہ اور جرأت و ہمت کا محل اور مرکز بھی دل ہے، اگر وہی عزم و حوصلہ اور جرأت و ہمت سے محروم ہو تو کوئی کام نہیں ہو سکتا، اگر دل کے جذبات و احساسات درست ہوں گے، تو اعضاء صحیح کام کریں گے، لیکن اگر اس کے جذبات و احساسات ہی میں بگاڑ اور فساد پیدا ہو جائے، تو اعضاء، خود بخود غلط راستہ پر چلیں گے۔

فوائد :...... ❶ نظری و فکری اور عملی و اخلاقی اعتبار سے یہ حدیث، دین میں بہت اہمیت اور عظمت کی حامل ہے، جس پر انسان کی سیرت و کردار کی استواری کا انحصار ہے، اس لیے بعض علماء نے اس کو دین کا ایک تہائی حصہ قرار دیا ہے، اور باقی دو حصے، ((انما الاعمال بالنیات)) ''عملوں کا مدار نیتوں پر ہے۔'' ((من حُسْنِ الاسلام المرء ترکه ما لا یعنیه)) ''انسان کے اسلام کی خوبی اور حسن غیر متعلقہ یا غیر مطلوب اشیاء سے پرہیز کرنا ہے۔'' اور اس اہمیت و عظمت کا سبب یہ ہے کہ اس میں ایک مسلمان کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ تمام معاملات میں جائز اور حلال اشیاء کو قبول اور اختیار کرے، جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ ان تمام معاملات سے بچے، جن کی حلت و حرمت کے بارے میں شک و شبہ ہو۔ یا ان کی حلت و حرمت واضح نہ ہو، اور اس لیے دل کی اصلاح و درستگی ضروری ہے، اگر اس میں خشیت الٰہی اور فکر آخرت موجود ہے، تو ہر کام آسان ہے، اگر دل اللہ کے خوف اور آخرت کی جواب دہی سے خالی ہے، تو جسم کے اعمال و احوال بھی صحیح نہیں ہوں گے۔

❷ الحلال بین، والحرام بین، یعنی حلال کا حکم بھی واضح ہے، اور حرام کا حکم بھی واضح ہے، جو حلال ہے اس کو کرو اور جو حرام ہے اس کو چھوڑ دو، جن کی حلت و حرمت کی صراحت موجود ہے، ان کا معاملہ بالکل صاف ہے، عمل میں کوئی شک و تردد نہیں ہے، جیسا کہ سنن ابی داؤد کی روایت ہے، مَا اُحِل فهو حلال، جس کو شریعت نے حلال کر دیا، حلال اور ما حرم فهو حرام، جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا وہ حرام ہیں، لیکن حلال بین اور حرام بین کے درمیان دو چیزیں ہیں۔

(۱) جن کی حلت و حرمت میں اشتباہ ہے، کیونکہ دلائل میں تعارض ہے، یا دلائل کے فہم میں یا ان کے درمیان ترجیح و تطبیق دینے میں علماء کا اختلاف ہے، اس لیے ان کی حلت و حرمت کا قابل اطمینان فیصلہ نہیں ہو سکتا، عوام شک و شبہ میں پڑ جاتے ہیں، یا ایک چیز ایک اعتبار و حیثیت سے قابل قبول ہے، اور دوسری حیثیت و جہت سے قابل ترک ہے، یا ایک چیز ہمارے نظریہ کے مطابق درست ہے، لیکن بعد میں کوئی ایسی چیز سامنے آ گئی جس سے حرمت ثابت ہوئی ہے جیسا کہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی بیوی کا واقعہ ہے کہ نکاح کے بعد ایک عورت نے بتایا، میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، یا عبد بن زمعہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا ایک بچے کے بارے میں جھگڑا ہے، کہ آپ نے اس کا زمعہ سے نسب بھی ثابت کیا، لیکن حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کا حکم بھی دیا، اس طرح بعض دفعہ ایک کام بالکل جائز ہے، لیکن دوسروں کے لیے شبہ کا باعث بنتا ہے، اور فتنہ تہمت

ہونے کی بنا پر، اس سے بچنے کی ضرورت ہے، جیسا کہ آپ نے پاس سے گزرنے والوں کو فرمایا تھا، هذه صفية، یہ میری بیوی صفیہ ہے، اس طرح اس قسم کے معاملات میں جب تک قابل اطمینان بات سامنے نہ آئے، ان امور سے پرہیز کرنا چاہیے اور اگر قابل اطمینان بات سامنے آ جائے، تو پھر اس پر عمل کرنا چاہیے، اس لیے آپ نے فرمایا، مشتبہ امور کو بہت لوگ نہیں جانتے، یہ نہیں فرمایا، کوئی بھی نہیں جانتا۔

(۴) وہ چیزیں جن کے بارے میں شریعت خاموش ہے، جن کو سنن ابی داود کی روایت میں ما سكت عنه فهو معفو، جن سے شریعت خاموش ہے، قابل مواخذہ نہیں ہیں، اس لیے ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاں کسی دلیل یا قرینہ کی بنا پر، کسی چیز کی حرمت کا شبہ پیدا ہوتا ہو، اس سے بچنا چاہیے، لیکن بغیر کسی بنیاد کے محض وسوسہ کے پیچھے نہیں لگنا چاہیے، جس کو کہتے ہیں، اليقين لا يزول بالشك، یقینی چیز کو محض شبہ اور شک کی بنیاد پر ترک نہیں کیا جا سکتا کہ ایک آدمی وضو کر کے کھڑا ہوا ہے، پھر ہوا نکلنے کی آواز نہیں سنتا اور نہ ہی بدبو محسوس کرتا ہے، محض وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو اس پر نماز نہیں توڑی جائے گی، کیونکہ بے وضوء ہونے کا کوئی قرینہ یا دلیل نہیں ہے، یا ایک مسلمان کے گھر سے گوشت آتا ہے، تو انسان اس شبہ میں پڑ جائے کہ شاید انہوں نے بسم اللہ نہ پڑھی ہو، ہاں، اگر دلیل یا قرینہ موجود ہو، تو پھر یہ وسوسہ نہیں ہوگا، کہ اس کو نظر انداز کر دیا جائے۔

[4095] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنِي عِيسَى بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4095]۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ کی سند سے زکریا کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4096] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ وَأَبِي فَرْوَةَ الْهَمْدَانِيِّ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ زَكَرِيَّا أَتَمُّ مِنْ حَدِيثِهِمْ وَأَكْثَرُ.

[4096]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، لیکن زکریاء کی روایت زیادہ کامل اور زائد ہے۔

[4097] ۱۰۸۔(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ

[4095] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٧٠)

[4096] تقدم تخريجه برقم (٤٠٧٠)

[4097] تقدم تخريجه برقم (٤٠٧٠)

جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ

نُعْمَانَ بْنَ بَشِيرِ بْنِ سَعْدٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ بِحِمْصَ وَهُوَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ إِلَى قَوْلِهِ ((**يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ**)).

[4097] ۔امام عامر شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی نعمان بن بشیر بن سعد رضی اللہ عنہما سے حمص میں خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے،"حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے،" آگے زکریا کی امام شعبی سے یُوْشِكُ ان يَقَعَ فيه ،قریب ہے اس میں پڑ جائے،تک روایت بیان کی۔

٢١...... بَاب: بَيْعِ الْبَعِيرِ وَاسْتِثْنَاءِ رُكُوبِهِ

باب ٢١: اونٹ بیچ کر اس پر سواری کا استثناء کرنا

[4098] ١٠٩ ـ(٧١٥)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيَا فَأَرَادَ أَنْ يُسَيِّبَهُ قَالَ فَلَحِقَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَا لِي وَضَرَبَهُ فَسَارَ سَيْرًا لَمْ يَسِرْ مِثْلَهُ قَالَ بِعْنِيهِ بِوُقِيَّةٍ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ بِعْنِيهِ فَبِعْتُهُ بِوُقِيَّةٍ وَاسْتَثْنَيْتُ عَلَيْهِ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي فَلَمَّا بَلَغْتُ أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ فَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَأَرْسَلَ فِي أَثَرِي فَقَالَ ((**أَتُرَانِي مَاكَسْتُكَ لِآخُذَ جَمَلَكَ خُذْ جَمَلَكَ وَدَرَاهِمَكَ فَهُوَ لَكَ**)).

[4098] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ایک اونٹ پر سفر کر رہے تھے، جو چلتے چلتے تھک چکا تھا، تو میں نے چاہا کہ اس کو چھوڑ دوں، تو مجھے رسول اللہ ﷺ آ ملے، آپ ﷺ نے میرے حق میں، دعا کی اور اسے مارا، تو وہ اس قدر تیز چلنے لگا، اس قدر تیز کبھی نہیں چلا تھا، آپ نے فرمایا،"مجھے یہ ایک اوقیہ میں

[4098] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستقراض باب: من اشترى بالدين وليس عنده ثمنه او ليس بحضرته برقم (٢٣٨٥) وفي الشروط باب: اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز برقم (٢٧١٨) وفي الجهاد باب: استئذان الرجل الامام برقم (٢٩٦٧) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في شرط البيع برقم (٣٥٠٥) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في اشتراط ظهر الدابة عند البيع برقم (١٢٥٣) انظر (التحفة) برقم (٢٣٤١) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: البيع يكون فيه الشرط فيصح البيع والشرط برقم ٧/ ٢٩٧ و ٧/ ٢٩٨۔

بیچ دو۔'' میں نے کہا، نہیں، آپ نے پھر فرمایا، ''یہ مجھے بیچ دو۔'' تو میں نے آپ کو وہ ایک اوقیہ میں بیچ دیا، اور میں نے اپنے گھر تک اس پر سوار ہونے کو مستثنیٰ کر لیا، تو میں جب گھر پہنچ گیا، آپ کے خدمت میں اونٹ لے کر حاضر ہوا، تو آپ نے مجھے اس کی قیمت نقد ادا کر دی، پھر میں واپس پلٹا، تو آپ نے میرے پیچھے آدمی بھیجا، اور فرمایا، ''کیا تم میرے بارے میں یہ سمجھتے ہو کہ میں نے تیرا اونٹ لینے کے لیے تمہیں کم قیمت لگائی ہے؟ اپنا اونٹ اور اپنے دراہم لے لو، وہ تیرے ہی ہیں۔''

مفردات الحدیث ❶ اراد ان یُسَیِّبَه: اسے چھوڑ دینے اور آزاد کر دینے کا ارادہ کیا۔ ❷ حُمْلَانَهٗ: اس پر سوار ہونا۔ ❸ ما کَسْتُكَ: قیمت کم لگانا۔

فائدہ: ...... حضور اکرم ﷺ نے جب حضرت جابر اور اس کے اونٹ کے حق میں دعا فرمائی، اور اسے کچوکا بھی لگایا، تو آپ کی دعا اور کچوکے کی برکت سے اونٹ بہت تیز چلنے لگا، تو آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیار و محبت کا اظہار کرنے کے لیے اونٹ خریدنے کی خواہش کا اظہار فرمایا، اور اس کی قیمت بھی لگا دی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے تحفہ دینے کی پیشکش کر دی، آپ ﷺ نے قیمتاً لینے پر اصرار کیا، اور قیمت میں اضافہ فرماتے رہے، اس لیے اس قیمت میں بہت اختلاف واقع ہوا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک اوقیہ (چالیس درہم) کو ترجیح دی ہے، کیونکہ اکثر راویوں سے یہی منقول ہے، آخر کار حضرت جابر رضی اللہ عنہ اونٹ فروخت کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے، اور عرض کی، کہ میں ہی اس پر سوار ہو کر مدینہ جاؤں گا، اور وہیں جا کر قیمت وصول کروں گا، آپ نے ان کی اس بات کو قبول کر لیا۔

اس حدیث سے امام احمد، امام اسحاق، امام اوزاعی وغیرہم محدثین نے اس قسم کی شرط کے جواز پر استدلال کیا ہے، کیونکہ یہ شرط استثناء کے حکم میں ہی ہے، کیونکہ مسافت معلوم اور متعین تھی، اور احناف کے موقف کے مطابق ایسی شرط لگانا جائز ہے، جرىٰ بها التعامل، لوگوں میں جس کا رواج ہو، تکملہ ج ۱، ص ۶۲۹، اور ص ۶۳۵ اور یہ شرط ایسی ہے، نیز یہ شرط مقتضائے عقد کے منافی نہیں ہے، کیونکہ اس میں کسی قسم کا نقصان، دھوکا یا ظلم و زیادتی نہیں ہے، بلکہ اس حدیث کے مطابق ہے، جس سے اس کے مخالفین استدلال کرتے ہیں، ((نهى النبى ﷺ عن الثنيا الا ان يُعْلَمَ)) ''کہ نبی اکرم ﷺ نے نامعلوم یا مجہول استثناء سے منع فرمایا۔'' جس کا مطلب ہوا، معلوم استثناء جائز ہے، اس لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی شرط لگانے کے بعد آپ نے فرمایا، انقرناك ظهرة يا تبلغ عليه الى اهلك، کہ ہم نے تیری شرط کو قبول کر لیا، ہم تمہیں اس کی پشت پر سوار ہونے یا اس پر گھر پہنچنے کی اجازت دیتے ہیں، باقی رہا یہ مسئلہ کہ آپ کا مقصد سودا کرنا تھا ہی نہیں، تو یہ بات آپ کے ذہن میں تو ہو سکتی ہے، حضرت جابر کو یہ معلوم نہ تھا، ائمہ ثلاثہ، امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی نے، اس حدیث کو تبرع اور احسان پر محمول کیا ہے، شرط تسلیم نہیں کیا، حالانکہ اس روایت میں شرط کا تذکرہ موجود ہے، اس لیے آج کل اس پر عمل ہے، جیسا کہ خود علامہ تقی نے اعتراف کیا ہے، اس لیے حنبلی موقف کو قبول کر لینے کی تلقین کی ہے۔ (تکملہ ج ۱، ص ۶۳۶)

[4099] (. . .) وحَدَّثَنَاه عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ.

[4099]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4100] ۱۱۰۔ (. . .) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا. وَقَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَتَلَاحَقَ بِي وَتَحْتِي نَاضِحٌ لِي قَدْ أَعْيَا وَلَا يَكَادُ يَسِيرُ قَالَ فَقَالَ لِي ((مَا لِبَعِيرِكَ)) قَالَ قُلْتُ عَلِيلٌ قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيرُ قَالَ فَقَالَ لِي ((كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ)) قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ ((أَفَتَبِيعُنِيهِ)) فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْرُهُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي عَرُوسٌ فَاسْتَأْذَنْتُهُ فَأَذِنَ لِي فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى انْتَهَيْتُ فَلَقِيَنِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَعِيرِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلَامَنِي فِيهِ قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ لِي حِينَ اسْتَأْذَنْتُهُ ((مَا تَزَوَّجْتَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا)) فَقُلْتُ لَهُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا قَالَ ((أَفَلَا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلَاعِبُكَ وَتُلَاعِبُهَا)) فَقُلْتُ لَهُ يَارَسُولَ اللهِ تُوُفِّيَ وَالِدِي أَوِ اسْتُشْهِدَ وَلِي أَخَوَاتٌ صِغَارٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ إِلَيْهِنَّ مِثْلَهُنَّ فَلَا تُؤَدِّبُهُنَّ وَلَا تَقُومُ عَلَيْهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُومَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبَهُنَّ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْبَعِيرِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ.

[4100]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک ہو، آپ ﷺ مجھ سے آ ملے، جبکہ میں پانی ڈھونے والے اونٹ پر سوار تھا، جو تھک چکا تھا، اور تقریباً چلنے سے عاجز آ چکا تھا، تو آپ ﷺ نے مجھے پوچھا، ''تمہارے اونٹ کو کیا ہوا؟'' میں نے عرض کیا، وہ بیمار ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے پیچھے ہو کر اس کو ڈانٹا اور اس کے لیے دعا فرمائی، تو پھر وہ مسلسل اونٹوں کے آگے چلنے لگا، تو آپ

[4099] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٧٤)

[4100] تقدم تخريجه برقم (٤٠٧٤)

نے مجھ سے پوچھا، ''اپنے اونٹ کو کیسا پا رہے ہو؟'' میں نے عرض کیا، بہت بہتر، اسے آپ کی برکت پہنچ چکی ہے، آپ نے فرمایا، تو کیا اسے مجھے بیچو گے؟'' (آپ کے تکرار سے) مجھے شرم محسوس ہوئی، حالانکہ ہمارے پاس اس کے سوا کوئی پانی لانے والا اونٹ نہ تھا، تو میں نے عرض کیا، جی ہاں، میں نے اسے آپ کو فروخت کر دیا، اس شرط پر کہ مدینہ پہنچنے تک میں اس پر سوار رہوں گا، مرحمت فرمایئے، تو آپ نے مجھے اجازت عنایت فرما دی، میں مدینہ تک لوگوں کے آگے رہا، حتی کہ میں اپنی منزل پر پہنچ گیا، اور میرے ماموں مجھے ملے، تو انہوں نے مجھ سے اونٹ کے بارے میں پوچھا، تو میں نے اس کے بارے میں جو کچھ کیا، انہیں بتا دیا، اس کے بارے میں انہوں نے مجھے ملامت کی، اور جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تھی، آپ نے مجھ سے پوچھا تھا، ''کس سے شادی کی ہے؟ دوشیزہ (کنواری) سے یا شوہر دیدہ سے؟'' تو میں نے آپ کو بتایا، میں نے شوہر دیدہ سے شادی کی ہے، آپ نے فرمایا، ''کنواری سے شادی کیوں نہیں کی! تم اس سے اٹھکیلیاں کرتے، وہ تم سے اٹھکیلیاں کرتی۔'' میں نے آپ سے عرض کی، اے اللہ کے رسول! میرے والد فوت ہو گئے یا شہید ہو گئے، اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں، تو میں نے ناپسند کیا، کہ ان کے پاس ان جیسی بیاہ کر لے آؤں، جو نہ ان کو ادب سکھائے اور نہ ان کی نگہداشت کر سکے، اس لیے میں نے بیوہ سے شادی کر لی تاکہ وہ ان کی دیکھ بھال کرے، اور انہیں سلیقہ سکھائے، تو جب رسول اللہ ﷺ مدینہ پہنچ گئے، میں اونٹ لے کر آپ کے پاس حاضر ہو گیا، تو آپ نے مجھے اس کی قیمت عنایت فرمائی، اور اسے بھی مجھے لوٹا دیا۔

فائدہ:...... آج کل مشینی اشیاء کی خرید و فروخت میں یہ شرط لگائی جا رہی ہے کہ اتنے عرصہ تک اگر اس مشین (پنکھا، فرج، کپڑے دھونے کی مشین، ائیر کنڈیشن وغیرہ) میں خرابی پیدا ہوگی تو اس کی اصلاح و درستی یا مرمت کا ذمہ دار دوکاندار ہوگا، اور اس شرط پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا، اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ اگر کسی شرط سے ایک فریق کو فائدہ پہنچتا ہے، لیکن اس میں غرر، ضرر، سود یا نزاع کا خطرہ نہیں ہے، تو وہ شرط صحیح ہوگی، علامہ تقی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ((فان هذا الشرط جائز لشيوع التعامل بها)) تو یہ شرط جائز ہے کیونکہ اس پر معاملہ کرنا رواج پا چکا ہے۔ (تکملہ، ج۱، ص ۶۳۵) یہ واقعہ جنگ تبوک یا غزوہ ذات الرقاع میں پیش آیا تھا۔

[4101] ۱۱۱۔(...) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاعْتَلَّ جَمَلِي وَسَاقَ

[4101] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشروط باب: اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز برقم (۲۷۱۸) اخرجه النسائي في (المجتبى) في البيوع باب: البيع يكون فيه الشرط فيصح البيع ولا شرط برقم ۷/ ۲۹۸ و ۲۹۹۔ انظر (التحفة) برقم (۲۲۴۳)

الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَفِيهِ ثُمَّ قَالَ لِي ((بِعْنِي جَمَلَكَ هٰذَا)) قَالَ قُلْتُ ((لَا بَلْ هُوَ لَكَ قَالَ لَا بَلْ بِعْنِيهِ)) قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((لَا بَلْ بِعْنِيهِ)) قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ لِرَجُلٍ عَلَيَّ أُوقِيَّةَ ذَهَبٍ فَهُوَ لَكَ بِهَا قَالَ ((قَدْ أَخَذْتُهُ فَتَبَلَّغْ عَلَيْهِ إِلَى الْمَدِينَةِ)) قَالَ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِبِلَالٍ ((أَعْطِهِ أُوقِيَّةً مِنْ ذَهَبٍ وَزِدْهُ)) قَالَ فَأَعْطَانِي أُوقِيَّةً مِنْ ذَهَبٍ وَزَادَنِي قِيرَاطًا قَالَ فَقُلْتُ لَا تُفَارِقُنِي زِيَادَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَكَانَ فِي كِيسٍ لِي فَأَخَذَهُ أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ.

[4101] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف بڑھے، تو میرا اونٹ بیمار ہو گیا، آگے حدیث پورے واقعہ سمیت سنائی، جس میں یہ بھی ہے، پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا، ''اپنا یہ اونٹ مجھے بیچ دو۔'' میں نے عرض کیا، نہیں یہ آپ کا ہی تو ہے، آپ نے فرمایا، ''نہیں، بلکہ مجھے اسے بیچو۔'' میں نے عرض کیا، تو مجھ پر ایک آدمی کا اوقیہ سونا قرضہ ہے، اس کے عوض، یہ آپ کو دیتا ہوں، آپ نے فرمایا، ''میں نے اسے لے لیا، تو اس پر مدینہ تک پہنچو۔'' تو جب میں مدینہ پہنچ گیا، رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''اسے سونے کا ایک اوقیہ دو اور زائد بھی دو۔'' تو اس نے مجھے سونے کا اوقیہ دیا، اور مجھے ایک قیراط زائد دیا، میں نے دل میں کہا، رسول اللہ ﷺ کا اضافہ کبھی مجھ سے جدا نہیں ہوگا، تو وہ میرے کیسہ (تھیلی) میں رہا، حتی کہ حرہ کے دن، اہل شام نے وہ مجھ سے لے لیا۔

فائدہ :...... حرہ کا واقعہ، یزید کے دور حکومت میں ۶۳ھ میں پیش آیا۔

[4102] ۱۱۲۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَتَخَلَّفَ نَاضِحِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ فَنَخَسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِي ((ارْكَبْ بِاسْمِ اللّٰهِ)) وَزَادَ أَيْضًا قَالَ فَمَا زَالَ يَزِيدُنِي وَيَقُولُ ((وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ)).

[4102] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو میرا پانی ڈھونے والا اونٹ پیچھے رہ گیا، اور مذکورہ بالا روایت بیان کی، اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچوکا لگایا، پھر مجھے فرمایا، ''بسم اللہ پڑھ کر اس پر سوار ہو جا'' اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے، آپ مجھے زیادہ کی پیشکش کرتے رہے، اور فرماتے: ''اللہ تمہیں معاف فرمائے۔''

[4102] تقدم تخريجه في الرضاع باب: استحباب نكاح البكر برقم (٣٦٢٧)

[4103] ١١٣ - (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا أَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ أَعْيَا بَعِيرِي قَالَ فَنَخَسَهُ فَوَثَبَ فَكُنْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَحْبِسُ خِطَامَهُ لِأَسْمَعَ حَدِيثَهُ فَمَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَلَحِقَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((بِعْنِيهِ)) فَبِعْتُهُ مِنْهُ بِخَمْسِ أَوَاقٍ قَالَ قُلْتُ عَلَى أَنَّ لِي ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ ((وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ)) قَالَ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ أَتَيْتُهُ بِهِ فَزَادَنِي وُقِيَّةً ثُمَّ وَهَبَهُ لِي.

[4103] - حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ مجھ تک پہنچے اور میرا اونٹ تھک چکا تھا، آپ ﷺ نے اسے کچوکا لگایا، تو وہ اچھل پڑا، اس کے بعد میں اس کی نکیل کھینچتا تھا تاکہ میں آپ کی بات سن سکوں، لیکن وہ میرے قابو نہیں آتا تھا یا اس کی تیزی سے بات سن نہیں سکتا تھا، تو مجھ تک نبی اکرم ﷺ پہنچ گئے، اور فرمایا، ''اسے مجھے بیچ دو۔'' تو میں نے اسے آپ کو پانچ اوقیہ میں بیچ دیا، اور میں نے کہا، اس شرط پر کہ مدینہ تک اس پر میں سوار ہوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا، مدینہ تک تم ہی اس پر سوار رہو گے۔'' تو جب میں مدینہ پہنچا، اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہا، تو آپ نے مجھے ایک اوقیہ زیادہ دیا، پھر وہ اونٹ بھی مجھے ہبہ کر دیا۔

[4104] ١١٤ - (. . .) حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَافَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ أَظُنُّهُ قَالَ غَازِيًا وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَزَادَ فِيهِ قَالَ ((يَا جَابِرُ أَتَوَفَّيْتَ الثَّمَنَ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((لَكَ الثَّمَنُ وَلَكَ الْجَمَلُ لَكَ الثَّمَنُ وَلَكَ الْجَمَلُ)).

[4104] - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں آپ کے کسی سفر میں آپ کے ساتھ شریک تھا، راوی کا خیال ہے، وہ جنگی سفر تھا، آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی، اور اس میں یہ اضافہ کیا، آپ نے فرمایا، ''اے جابر، کیا تو نے پوری قیمت وصول کر لی ہے؟'' میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا، ''قیمت بھی تیری، اونٹ بھی تیرا، قیمت بھی تیری، اونٹ بھی تمہارا۔''

[4103] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشروط باب: اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز برقم (٢٧١٨) انظر (التحفة) برقم (٢٦٦٩)

[4104] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المظالم باب: من عقل بعيره على البلاط او باب المسجد برقم (٢٤٧٠) وفي الجهاد والسير باب: من ضرب دابة غيره في الغزو برقم (٢٨٦١) انظر (التحفة) برقم (٢٤٩٩)

[4105] ١١٥ـ(. . .)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ اشْتَرَى مِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعِيرًا بِوُقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَأَكَلُوا مِنْهَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيرِ فَأَرْجَحَ لِي.

[4105] ـحضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اونٹ دو اوقیہ اور ایک درہم یا دو درہم میں خریدا، تو جب آپ (مدینہ کے قریب) صرار نامی جگہ پر پہنچے، تو آپ کے حکم سے گائے ذبح کی گئی، سب نے اسے کھایا، تو جب ہم مدینہ پہنچے، آپ نے مجھے، مسجد میں پہنچ کر دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا، اور مجھے اونٹ کی قیمت تول دی اور پلڑا اجھکا کر دی۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، سفر سے واپسی پر، مسجد میں دو رکعت پڑھنا بہتر ہے، یا مسجد میں پہنچ کر دو رکعت پڑھنا چاہیے، کیونکہ، وہ اپنے گھر پہنچنے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، یہ نہیں ہے کہ ابھی گھر گئے ہی نہیں تھے، نیز یہ بھی ثابت ہوا، اپنے طور پر کسی کو قیمت سے زیادہ ادا کرنا پسندیدہ ہے۔

[4106] ١١٦ـ(. . .)حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا مُحَارِبٌ

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِثَمَنٍ قَدْ سَمَّاهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْوُقِيَّتَيْنِ وَالدِّرْهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَنُحِرَتْ ثُمَّ قَسَمَ لَحْمَهَا.

[4106] ـامام صاحب، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ واقعہ بیان کرتے ہیں، اس میں یہ ہے، آپ ﷺ نے مجھ سے اونٹ متعین قیمت پر خریدا، دو اوقیہ اور ایک درہم یا دو درہم کا تذکرہ نہیں کیا، اور یہ ہے کہ آپ کے حکم سے گائے نحر کی گئی، پھر آپ نے اس کو گوشت تقسیم کر دیا۔

فائدہ:...... ذبح اور نحر کا لفظ ایک دوسرے کے معنی میں آ جاتے ہیں، اس لیے مذکورہ بالا روایت میں ذبح کا اور اس میں نحر کا لفظ آیا ہے۔

[4107] ١١٧ـ(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ

[4105] تقدم تخريجه في صلاة المسافرين وقصرها باب استحباب تحية المسجد ركعتين وكراهية الجلوس قبل صلاتهما وانها مشروعة في جميع الاوقات برقم (١٦٥٣)
[4106] تقدم تخريجه برقم (١٦٥٣)
[4107] اخرجه البخاري في صحيحه) في الوكالة باب: اذا وكل رجل رجلا ان يعطي شيئا ولم ←

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ ((قَدْ أَخَذْتُ جَمَلَكَ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ)).

[4107] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''میں نے تیرا اونٹ چار دینار میں لے لیا، اور مدینہ تک تم اس پر سوار ہو گے۔''

۲۲...... بَابٌ: مَنِ اسْتَسْلَفَ شَيْئًا فَقَضَى خَيْرًا مِنْهُ وَخَيْرُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً

باب ۲۲: کوئی چیز ادھار لے کر، اس سے بہتر ادا کرنا، آپ ﷺ کا فرمان ہے، تم میں سے بہتر وہ ہے، جو قرض بہتر طور پر ادا کرتا ہے

[4108] ۱۱۸ ۔(۱۶۰۰)حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ إِبِلٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَأَمَرَ أَبَا رَافِعٍ أَنْ يَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَرَجَعَ إِلَيْهِ أَبُو رَافِعٍ فَقَالَ لَمْ أَجِدْ فِيهَا إِلَّا خِيَارًا رَبَاعِيًا فَقَالَ ((أَعْطِهِ إِيَّاهُ إِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً)).

[4108] ۔حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے جوان اونٹ قرض لیا، پھر آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس آدمی کو اس کے (جوان اونٹ کے عوض) جوان اونٹ دے دو، تو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر آپ کو بتایا کہ مجھے ان اونٹوں میں اس سے بہتر ساتویں سال کا اونٹ ہی ملتا ہے، تو آپ نے فرمایا: ''اسے وہی دے دو، کیونکہ بہترین لوگ وہی ہیں، جو قرض بہتر انداز میں ادا کرتے ہیں۔''

مفردات الحدیث ❶ بَكْر. نوجوان اونٹ۔ ❷ رُبَاعِي: جو چھ سال کا ہو چکا ہو اور ساتویں میں داخل ہو۔

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے تحت حیوان قرض لینا جائز ہے، ائمہ ثلاثہ امام مالک،

← يبين كم يعطي فاعطى ما يتعارفه الناس برقم (٢٣٠٩) وفي الشروط باب: اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز برقم (٢٧١٨) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤٥٥)

[4108] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في حسن القضاء برقم (٣٣٤٦) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في استقراض البعير او الشئي من الحيوان او السن برقم (١٣١٨) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: استلاف الحيوان واستقراضه برقم ٧/ ٢٩١۔ وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: السلم في الحيوان برقم (٢٢٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٢٠٢٥)

امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور فقہاء کا یہی موقف ہے، لیکن احناف کے نزدیک کسی قسم کا حیوان قرض لینا کہ ہم اس قسم کا حیوان دے دیں گے، جائز نہیں ہے، کیونکہ حیوان ان کے نزدیک مثلی چیزوں میں داخل نہیں ہے، کہ اس کی مثل (اس جیسی چیز) ادا کی جا سکے، بلکہ ان چیزوں میں سے ہے جن کی قیمت ادا کرنی ہوتی ہے، اور ان صریح احادیث کی وہ تاویل کرتے ہیں، جو درست سوچ نہیں ہے، کیونکہ بلا دلیل کسی حدیث کو منسوخ قرار دینا، یا اس میں تخصیص پیدا کرنا، یا اس کے مقابلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال پیش کرنا پسندیدہ روش نہیں ہے، تاویل احادیث کی بجائے، صحابہ کے اقوال میں کی جائے گی، نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرض چکاتے وقت، اپنی طرف سے، اپنی مرضی سے، بلا شرط، بہتر چیز یا زائد چیز دینا، اخلاق حسنہ میں داخل ہے اور پسندیدہ طرز عمل ہے۔

[4109] ١١٩-(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَكْرًا بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَإِنَّ خَيْرَ عِبَادِ اللّٰهِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً)).

[4109]۔ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جوان اونٹ قرض لیا، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، اتنا فرق ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کے بہترین بندے، وہ ہیں جو ادائیگی میں بہترین ہیں۔''

[4110] ١٢٠-(١٦٠١)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَقٌّ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا فَقَالَ ((لَهُمُ اشْتَرُوا لَهُ سِنًّا فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ فَقَالُوا إِنَّا لَا نَجِدُ إِلَّا سِنًّا هُوَ خَيْرٌ مِنْ سِنِّهِ قَالَ فَاشْتَرُوهُ فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَوْ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً)).

[4109] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٨٤)

[4110] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوكالة باب: وكالة الشاهد والغائب جائزة برقم (٢٣٠٥) وفي باب الوكالة في قضاء الديون برقم (٢٣٠٦) وفي الاستقراض باب: استقراض الابل برقم (٢٣٩٠) باب: يعطي اكبر من سنه برقم (٢٣٩٢) وفي باب: حسن القضاء برقم (٢٣٩٣) وفي الهبة باب: الهبة المقبوضة وغير المقبوضة والمقسومة وغير المقسومة برقم (٢٦٠٦)←

[4110]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کا رسول اللہ ﷺ کے ذمہ حق (قرض) تھا، تو اس نے آپ سے سخت لہجہ سے تقاضا کیا، جس پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اسے سبق سکھانے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صاحب حق کو بات کہنے کا حق حاصل ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو فرمایا، ''(اس کی عمر کا) اونٹ خرید کر اسے دے دو۔'' انہوں نے عرض کیا، نہیں اس کے جانور کی عمر سے بہتر عمر کا جانور ملتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، ''وہی خرید کر اسے دے دو، کیونکہ تم میں سے بہترین، یا تمہارے بہترین افراد وہی ہیں، جو قرض ادا کرنے میں بہترین ہیں۔''

فائدہ:...... مقروض، اگر قرض خواہ کا قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول یا تاخیری حربے اختیار کرے، تو قرض خواہ سخت رویہ اختیار کر سکتا ہے، لیکن اگر مقروض منصفانہ رویہ اختیار کرے، یا جائز عذر پیش کرے تو پھر بلاوجہ شدت برتنا جائز نہیں ہے، لیکن پھر بھی مقروض کو، قرض خواہ کی سخت کلامی کو جو بلامحل اور نامناسب ہو، حتی الوسع برداشت کرنا چاہیے، کیونکہ وہ صاحب حق ہے، غصہ میں آ سکتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہ کا جو بقول امام قرطبی، یہودی تھا، یا بقول علامہ ملا علی قاری بدو یا ضعیف الایمان تھا، اس کا نامعقول رویہ برداشت کیا، حالانکہ آپ ﷺ نے تو ٹال مٹول یا تاخیری حربہ سے کام نہیں لیا تھا اور اس کے باوجود آپ نے صحابہ کرام کو اس کو کچھ کہنے سے روک دیا۔

[4111] ۱۲۱۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَقْرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سِنًّا فَأَعْطَى سِنًّا فَوْقَهُ وَقَالَ ((خِيَارُكُمْ مَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً)).

[4111]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رسول اللہ ﷺ ایک کم عمر جانور قرض لیا اور اس سے بڑی عمر کا دیا، اور فرمایا ''تم میں سے بہترین لوگ وہی ہیں، جو قرض ادا کرنے میں بہترین ہیں۔''

مفردات الحدیث ❊ **محاسن**: مَحْسَن یا اَحْسَنَ کی جمع ہے، جس کو عام طور پر احَاسِن ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

← وفي باب: من اهدى له هدية عنده وعند جلساؤه فهو احق برقم (٢٦٠٩) وفي الاستقراض باب: لصاحب الحق مقال برقم (٢٤٠١) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في استقراض البعير او الشئي من الحيوان او السن برقم (١٣١٦) وبرقم (١٣١٧) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب: استلاف الحيوان واستقراضه برقم ٧/ ٢٩١ وفي باب: الترغيب في حسن القضاء برقم ٧/ ٣١٨۔ وابن ماجه في (سننه) في الصدقات باب: حسن القضاء برقم (٢٤٢٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٩٦٣)

[4111] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٠٨٦)

[4112] ۱۲۲۔(...)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ يَتَقَاضٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعِيرًا فَقَالَ ((أَعْطُوهُ سِنًّا فَوْقَ سِنِّهِ)) وَقَالَ ((خَيْرُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَآءً)).

[4112]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے اونٹ کا مطالبہ کرنے آیا، تو آپ نے فرمایا، ''اسے، اس سے زیادہ عمر کا عنایت کرو۔'' اور فرمایا ''تم میں سے خیر (اعلیٰ وعمدہ) وہی ہیں، جو قرض چکانے میں اچھے ہیں۔''

۲۳...... بَاب: جَوَازِ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ مِنْ جِنْسِهِ مُتَفَاضِلًا

باب ۲۳: جانور کے عوض، اس جنس کا جانور کمی وبیشی کی صورت میں بیچنا جائز ہے

[4113] ۱۲۳۔(۱۶۰۲)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَابْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وحَدَّثَنِيهِ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ فَجَآءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((بِعْنِيهِ)) فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدُ حَتّٰى يَسْأَلَهُ ((أَعَبْدٌ هُوَ)).

[4113]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غلام آیا، اور اس نے نبی اکرم ﷺ سے ہجرت پر بیعت کی اور آپ کو یہ محسوس نہ ہوا کہ یہ غلام ہے، تو اس کا آقا اسے لینے کے لیے آ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا، ''اسے مجھے فروخت کر دو۔'' اور آپ نے اسے دو سیاہ غلاموں کے عوض خرید لیا، پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے کسی سے بیعت نہیں لی، حتیٰ کہ آپ اس سے پوچھ لیتے ''کیا وہ غلام ہے؟''

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ چونکہ، غیب کا علم نہیں رکھتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے غلام کی ہجرت پر بیعت قبول فرمالی، حالانکہ غلام، مالک کی اجازت کے بغیر ہجرت نہیں کر سکتا، لیکن چونکہ آپ نے بیعت قبول فرمالی تھی، اس لیے آپ نے اس کو اس کے آقا کی طرف لوٹانا مناسب خیال نہ کیا، اور اخلاق کریمانہ کی بنا پر، اس کے مالک

[4112] تقدم تخريجه برقم (٤٠٨٦)

[4113] اخرجه الترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في شراء العبد بالعبدين برقم (١٢٣٩) وفي السير باب: ما جاء في بيعة العبد برقم (١٥٩٦)

سے اسے دو غلاموں کے عوض خرید لیا، حیوانات کی نقد بہ نقد کمی وبیشی کے ساتھ بیع بالاتفاق جائز ہے، اور ادھار کی صورت میں ائمہ حجاز (مالک، شافعی، احمد) اور جمہور کے نزدیک جائز ہے، کیونکہ آپ نے ایک غزوہ کی تیاری کے لیے، ایک اونٹ، دو اونٹ کے عوض ادھار لیا تھا، لیکن ائمہ احناف کے نزدیک حیوان کے عوض ادھار بیع جائز نہیں ہے، اور جس حدیث سے انہوں نے استدلال کیا ہے، اس کا معنی ہے کہ دونوں طرف ادھار ہو، تو پھر جائز نہیں ہے۔

۲۴...... بَاب: الرَّهْنِ وَجَوَازِهِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ

باب ۲٤: سفر اور حضر میں رہن (گروی رکھنا) جائز ہے

[4114] ۱۲٤۔(۱٦۰۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا. وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَرَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيئَةٍ فَأَعْطَاهُ دِرْعًا لَهُ رَهْنًا.

[4114]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ (طعام) ادھار خریدا اور اسے اپنی زرہ بطور رہن (گروی) دے دی۔

[4115] ۱۲۵۔(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَرَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ.

[4115]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے طعام (اناج) خریدا اور اس کے پاس لوہے کی زرہ گروی رکھ دی۔

[4114] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی البیوع باب: شراء النبی ﷺ بالنسیئة برقم (۲۰٦۸) وفی باب شراء الامام الحوائج بنفسه برقم (۲۰۹٦) وفی باب: شراء الطعام الی اجل برقم (۲۲۰۰) وفی السلم باب: الكفيل فی السلم برقم (۲۲۵۱) وفی باب الرهن فی السلم برقم (۲۲۵۲) ﷺ فی باب: الاستقراض وداء الديون والحجر والتفليس برقم (۲۳۸٦) وفی الرهن باب: من رهن درعه برقم (۲۵۰۹) وفی باب: الرهن عند اليهود وغيرهم برقم (۲۵۱۳) وفی الجهاد باب: ما قيل فی درع النبی ﷺ والقميص فی الحرف برقم (۲۹۱٦) وفی المغازی باب: (۸٦) برقم (٤٤٦۷) والنسائی فی (المجتبى) فی البيوع باب: الرجل يشتری الطعام الی الجل ويسترهن البائع منه بالثمن رهنا برقم ۷/ ۲۸۸، وفی باب: مبايعة اهل الكتاب برقم (٤٦٦٤) وابن ماجه فی (سننه) فی الرهون باب: حدثنا ابوبكر بن ابی شيبة برقم (۲٤۳٦) انظر (التحفة) برقم (۱۵۹٤۸)

[4115] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٤۰۹۰)

[4116] ١٢٦-(. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ ذَكَرْنَا الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اشْتَرٰى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا اِلٰى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا لَهُ مِنْ حَدِيدٍ.

[4116]۔امام اعمش بیان کرتے ہیں کہ ہم نے امام نخعی کے سامنے بیع سلم میں گروی رکھنے کا ذکر کیا، تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سنائی تو رسول اللہ ﷺ نے مدت متعینہ کے ادھار پر ایک یہودی سے طعام خریدا اور اس کے پاس لوہے کی زرہ گروی رکھ دی۔

[4117] (. . .)وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ حَدِيدٍ.

[4117]۔امام صاحب ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں، لوہے کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذمی کافروں سے لین دین کرنا جائز ہے، اور حضر میں بھی سفر کی طرح گروی رکھنا جائز ہے، کیونکہ اس سے اصل مقصود تو وثوق اور اعتماد پیدا کرنا ہے، جس کی ضرورت حضر (اقامت) میں بھی پیش آ سکتی ہے، ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کا یہی نظریہ ہے، لیکن امام مجاہد اور داؤد ظاہری کے نزدیک مقیم ہونے کی صورت میں، گروی رکھنا جائز نہیں ہے، نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بیع سلم کی صورت میں بھی (جس کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے) گروی رکھنا جائز ہے، اور جنگی آلات بھی گروی رکھے جاسکتے ہیں، لیکن جن کافروں سے جنگ ہے، ان کے پاس گروی رکھنا یا انہیں بیچنا درست نہیں ہے، بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طعام، تیس صاع جو تھے، اور ابن حبان کی روایت کی رو سے ان کی قیمت ایک دینار تھی۔ (فتح الباری، ج۵، ص۱۷۴)

٢٥...... بَاب: السَّلَمِ

باب ۲۵: سَلَم (رقم پہلے دے دینا اور چیز کچھ مدت کے بعد لینا)

[4118] ١٢٧-(١٦٠٤)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا.

[4116] تقدم تخريجه برقم (٤٠٩٠)

[4117] تقدم تخريجه برقم (٤٠٩٠)

[4118] اخرجه البخاري في (صحيحه) في السلم باب: في كيل معلوم برقم (٢٢٣٩) وفي باب السلم في وزن معلوم برقم (٢٢٤٠) وبرقم (٢٢٤١) وفي باب السلم الى اجل معلوم ←

وَقَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ فَقَالَ ((مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَّعْلُومٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ)).

[4118] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ ایک سال اور دو سال کے ادھار پر پھلوں کی بیع کرتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کھجوروں کی بیع سلف کی، تو وہ معین ماپ، معین تول اور وقت مقرر کے لیے کرے۔''

مفردات الحدیث

سَلَف اور سَلَم، دونوں ہم وزن اور ہم معنی ہیں، اہل حجاز، سلم کہتے ہیں اور اہل عراق سَلَف، چونکہ رقم مجلس بیع میں حوالہ کردی گئی ہے، اس لیے یہ سَلَم ہے اور پہلے رقم دینے کی وجہ سے یہ سَلَف ہے، جس میں قیمت نقد ادا کردی جاتی ہے اور چیز بعد میں لی جاتی ہے۔

فائدہ ...... بیع سلم کے جواز پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، لیکن امام ابن حزم کے نزدیک اس کا تعلق کیلی اور وزنی اشیاء سے ہے، جن چیزوں کی پیائش کی جاتی ہے، یا جن کو گنا جاتا ہے، ان میں جائز نہیں ہے، اور جمہور فقہاء کے نزدیک ہر صورت میں جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے، معاملہ ہر اعتبار سے واضح ہو، ہر چیز کا تعین ہو جائے، کوئی ایسی بات نہ رہ جائے جو اختلاف یا تنازع کا باعث بنتی ہے، مثلاً مقدار، مدت، جنس (گندم ہے، چاول ہے، جو ہے) نوع (قسم)، صفت و کیفیت (اعلیٰ قسم یا درمیانی) اور قیمت ہر چیز تفصیل سے طے ہو جائے، اور احناف کے نزدیک یہ شرط بھی ہے کہ وہ چیز، بیع کرتے وقت مارکیٹ میں موجود ہو اور مدت مقررہ تک دستیاب ہو لیکن جمہور کے نزدیک، مدت مقررہ پر موجود ہونا ضروری ہے، بیع کے وقت موجود ہونا شرط نہیں ہے، علامہ تقی عثانی نے جمہور کے موقف کو مسلم کے تقاضا اور مقصد کے موافق قرار دیا ہے۔ تکملہ ج ۱، ص ۶۵۵۔ اس طرح، یہ بھی طے ہونا چاہیے، کہ وہ چیز کس جگہ وصول کی جائے گی، اگر پھل یا غلہ کا تعلق کسی مخصوص باغ یا کھیت سے ہو، تو پھر بیع سلم، پکنے کی صلاحیت کے نمایاں ہونے کے بعد ہو سکے گی، پہلے نہیں۔

[4119] ۱۲۸۔(. . .) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ حَدَّثَنِي

← برقم (۲۲۵۳) وابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات باب: فی السلف برقم (۳٤٦۳) والترمذی فی (جامعه) فی البیوع باب: ما جاء فی السلف فی الطعام والتمر برقم (۱۳۱۱) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: السلف فی الثمار برقم ۷/ ۲۹۰۔ وابن ماجه فی (سننه) فی التجارات باب: السلف فی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم برقم (۲۲۸۰) انظر (التحفة) برقم (۵۸۲۰)

[4119] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٤٠٩٤)

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ يُسْلِفُونَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَسْلَفَ فَلَا يُسْلِفْ إِلَّا فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَّعْلُومٍ)).

[4119] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور لوگ بیع سلف کرتے تھے،تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا،''جو بیع سلف کرے،تو وہ صرف معلوم کیل اور معلوم وزن کی صورت میں کرے۔''

[4120] (. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ)).

[4120]۔امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ کی سند مذکورہ بالا روایت کرتے ہیں،لیکن اس میں وقت معلوم کا ذکر نہیں ہے۔

نوٹ:...... مذکورہ بالا روایت میں اجل معلوم کا لفظ موجود نہیں ہے،لیکن ابن عیینہ کی روایت میں تو اجل معلوم کا ذکر موجود ہے،جیسا کہ سب سے پہلی حدیث میں گزر چکا ہے،اس لیے یہاں ابن عیینہ کی بجائے ابن علیہ ہونا چاہیے،جیسا کہ بخاری شریف میں ہے،اور اگلی روایت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

[4121] (. . .)حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ

عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ بِإِسْنَادِهِمْ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ يَذْكُرُ فِيهِ ((إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ)).

[4121]۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے،ابن عیینہ کی طرح روایت بیان کرتے ہیں،اس میں اجل معلوم کا ذکر موجود ہے۔

نوٹ:...... اس سند میں موجود سفیان،سفیان ثوری ہے،سفیان بن عیینہ نہیں ہے۔

٢٦...... بَاب: تَحْرِيمِ الِاحْتِكَارِ فِي الْأَقْوَاتِ

باب ٢٦: غذائی چیزوں کا ذخیرہ کرنا ناجائز ہے

[4122] ١٢٩۔(١٦٠٥)حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ

[4120] تقدم تخريجه برقم (٤٠٩٤)

[4121] تقدم تخريجه برقم (٤٠٩٤)

[4122] اخرجه ابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في النهي عن الحكرة برقم (٣٤٤٧) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في الاحتكار برقم (١٢٦٧) وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: الحكرة والجلب برقم (٢١٥٤) انظر (التحفة) برقم (١١٤٨١)

عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ مَعْمَرًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ)) فَقِيلَ لِسَعِيدٍ فَإِنَّكَ تَحْتَكِرُ قَالَ سَعِيدٌ إِنَّ مَعْمَرًا الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُ هَذَا الْحَدِيثَ كَانَ يَحْتَكِرُ.

[4122]۔ حضرت معمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ذخیرہ اندوزی کی ہے، وہ قصور وار ہے۔'' تو اس حدیث کے راوی حضرت سعید سے پوچھا گیا، آپ تو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں؟ سعید نے جواب دیا، یہ حدیث بیان کرنے والے حضرت معمر رضی اللہ عنہ خود ذخیرہ کرتے تھے۔

مفردات الحدیث ❊ احتکار، حَکَر سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے جمع کرنا، روک لینا، اس لیے حَکَرہ کا معنی ہوتا ہے، مہنگا بیچنے کے لیے روک لینا، یا جمع کرنا۔

فائدہ :...... ائمہ اربعہ کے نزدیک، غذائی اشیاء کو ذخیرہ کرنا، تاکہ ان کو مہنگا بیچا جا سکے، ناجائز ہے، اور غذائی اشیاء کے سوا، دوسری اشیاء کا ذخیرہ کرنا، ناجائز نہیں ہے، اور حضرت معمر اور سعید، زیتون کے تیل کا ذخیرہ کرتے تھے، امام ابن قدامہ حنبلی نے ناجائز احتکار کے لیے تین شروط بیان کی ہیں۔

(۱) چیز بازار سے خرید کر ذخیرہ کرے، اپنے کھیت کی چیز کا سٹاک کر لینا ذخیرہ اندوزی نہیں ہے۔

(۲) ایسی چیز ذخیرہ کی جائے، جو غذا کے کام آتی ہو، اس لیے، سالن، شہد، حلوا، زیتون کا تیل اور جانوروں کا چارہ اس میں داخل نہیں ہے۔

(۳) چیز پر مکمل طور پر قبضہ کر لیا جائے، وہ بازار سے دستیاب نہ ہو، اور لوگوں کو اس کی ضرورت ہو، اگر چیز بازار میں دستیاب ہو تو یہ احتکار نہیں ہے۔

[4123] ۱۳۰۔(...) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ)).

[4123]۔ حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گناہ گار ہی ذخیرہ کرتا ہے۔''

[4124] (...) وحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي مَعْمَرٍ أَحَدِ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ

[4123] تقدم تخريجه برقم (٤٠٩٨)

[4124] تقدم تخريجه برقم (٤٠٩٨)

بِمِثْلِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى.

[4124]۔ امام صاحب اپنے ایک مجہول ساتھی سے، پہلی حدیث کی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔

نوٹ:...... امام صاحب متابعت کے طور پر، بعض جگہ مجہول راوی کی روایت لے آتے ہیں، بعض علماء کے بقول ایسا چودہ مقامات پر ہوا ہے، لیکن اس کو منقطع روایت قرار دینا درست نہیں ہے، کیونکہ یہاں راوی کا تذکرہ تو موجود ہے، لیکن وہ مجہول ہے، اور دوسری روایات سے اس کی تعیین ہو سکتی ہے، جیسا کہ اس راوی کا نام سنن ابو داؤد میں وھب بن بقیہ ہے، (شرح نووی، ج۲، ص۲۲)۔ لیکن اس میں یہ اشکال ہے کہ وھب بن بقیہ، تو خالد بن عبداللہ کا شاگرد ہے گویا عمرو بن عون کا ساتھی ہے، اور یہاں مجہول راوی، عمرو بن عون کا شاگرد ہے۔

۲۷...... بَاب: النَّهْيِ عَنِ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ

باب ۲۷: بیع میں قسم اٹھانا، ناجائز ہے

[4125] ۱۳۱۔(۱۶۰۶) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ الْأُمَوِيُّ ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((الْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلرِّبْحِ)).

[4125]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ''قسم سامان کو قابل پذیرائی بنانے والی ہے، اور نفع کے مٹانے کا سبب ہے۔''

مفردات الحدیث: ❶ مَنْفَقَة: نَفَاق سے ماخوذ ہے، جس کا معنی رواج دینا، گاہکوں کے لیے پر کشش بنانا، گویا مصدر میمی یہاں فاعل کے معنی میں ہے۔ ❷ مَمْحَقَةٌ: محق سے ماخوذ ہے، مٹانا، برباد کرنا۔

فائدہ:...... سودے میں بلاضرورت قسم اٹھانا جائز نہیں ہے، کیونکہ جو انسان قسم اٹھانے کا عادی ہو جاتا ہے، اس کے دل سے اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور عظمت نکل جاتی ہے، اور وہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے جھوٹی قسم اٹھانے لگتا ہے، اس سے سودا تو بک جاتا ہے، لیکن برکت ختم ہو جاتی ہے۔

[4126] ۱۳۲۔(۱۶۰۷) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ

[4125] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: (يمحق الله الربا ويربي الصدقات والله لا يحب كل كافر اثيم) برقم (۲۰۸۷) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: في كراهية اليمين في البيع برقم (۳۳۳۵) والنسائي في (المجتبى) في البيوع باب المنفق سلعته بالحلف الكاذب برقم ۷/ ۲۷۳ و ۲۷۴۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۳۲۱)

[4126] اخرجه النسائي في (المجتبى) في البيوع باب: المنفق سلعته بالحلف الكاذب برقم (٤٤٧٢)

لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَحَدَّثَنَا . وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ**)).

[4126] ۔حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت، امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم زیادہ قسمیں اٹھانے سے بچو، کیونکہ اس سے سودے کو تو رواج مل جاتا ہے، لیکن وہ اس کی (برکت) کو بھی مٹاتی ہے۔''

۲۸...... بَاب: الشُّفْعَةِ

باب ۲۸ شفعہ کا بیان

[4127] ۱۳۳ ۔(۱۶۰۸)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوالزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**مَنْ كَانَ لَهُ شَرِيكٌ فِي رَبْعَةٍ أَوْ نَخْلٍ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ فَإِنْ رَضِيَ أَخَذَ وَإِنْ كَرِهَ تَرَكَ**)).

[4127] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس انسان کا دوسرا انسان، گھر، منزل یا نخلستان میں شریک ہو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے شریک کو بتائے بغیر کسی کو بیچ دے، اگر اسے پسند ہو تو خرید لے، اور اگر ناپسند ہو تو چھوڑ دے۔''

مفردات الحدیث ✽ رَبْعَة یا رَبْع: گھر، مسکن یا زمین ہے، اصل میں اس گھر کو کہتے ہیں، جس میں انسان موسم بہار میں رہتا ہے، پھر ہر گھر پر اطلاق کرنے لگے، اور بعض دفعہ زمین کو بھی ربع کہہ دیتے ہیں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، شریک (حصہ دار) اپنا حصہ دوسرے حصہ دار کو بتائے بغیر فروخت نہیں کر سکتا، اطلاع دینے کے بعد، اگر اس نے آگے فروخت کرنے کی اجازت دے دی ہے، تو پھر حق شفعہ ساقط ہو جائے گا، امام ثوری، ابو عبید اور محدثین کا یہی موقف ہے، اور امام احمد کا ایک قول یہی ہے، لیکن امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی کے نزدیک، بیع سے پہلے کی اجازت سے حق شفعہ ساقط نہیں ہوگا، اور امام احمد کا

← وابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: ما جاء في كراهية الايمان في الشراء والبيع برقم (۲۲۰۹) انظر (التحفة) برقم (۱۲۱۲۹)

[4127] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۷۳۶)

دوسرا قول یہی ہے، اور یہ حضرات اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں، جو قابل اطمینان نہیں ہے۔

[4128] ١٣٤-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَحَدَّثَنَا. وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

[4128]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حق شفعہ ہر اس مال میں رکھا، جس میں حصہ داری ہو، اور تقسیم نہ ہوا ہو، مکان ہو یا باغ، شریک کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے حصہ دار کو بتائے بغیر فروخت کرے، اگر وہ چاہے تو لے لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے اور اگر اس کو اطلاع دیے بغیر بیچ دیا، تو شریک ہی اس کا حقدار ہے۔

مفردات الحدیث ✲ شُفْعَة: شفع (جوڑا) سے ماخوذ ہے، ایک چیز کو دوسری کے ساتھ ملانا، کیونکہ صاحب شفعہ، حق شفعہ والی چیز کو اپنی ملکیت کی چیز کے ساتھ ملا لیتا ہے۔

فائدہ:...... ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک حق شفعہ کا تعلق صرف غیر منقولہ جائداد سے ہے، جیسا کہ حدیث میں، زمین، گھر، اور باغ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے، لیکن حافظ ابن حزم کے نزدیک ہر مشترکہ چیز میں ہے، منقولہ ہو یا غیر منقولہ حق شفعہ ثابت ہے، اور ائمہ حجاز (مالک، شافعی، احمد) کے نزدیک حق شفعہ، صرف حصہ دار کو حاصل ہے، اگر حصہ دار نہیں ہے، تو پھر حق شفعہ حاصل نہیں ہے، اور جہاں جار کو حق شفعہ دیا گیا ہے، وہاں مراد، جار (پڑوسی) شریک ہے، وگرنہ الجار احق بسقبہ، کہ پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے یا جار الدار احق بدار الجار، پڑوسی، پڑوسی کے گھر کا زیادہ حق دار ہے، کا معنی ہوگا کہ وہ حصہ دار سے بھی زیادہ حقدار ہے، کیونکہ حصہ دار ضروری نہیں ہے، پڑوسی ہو، حالانکہ احناف کے نزدیک سب سے زیادہ حقدار، حصہ دار ہے، اس کے بعد خلیط یعنی مبیع کے حقوق میں شریک، جو راستہ یا پانی میں شریک ہے، آخر میں پڑوس کا درجہ ہے، اور امام شاہ ولی اللہ کے نزدیک پڑوسی، قانونی رو سے تو حقدار نہیں ہے، لیکن اخلاقی رو سے حق دار ہے، اور الدین

[4128] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات باب: فی الشفعة برقم (٣٥١٣) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: بیع المشاع برقم ٧/ ٣٠١، ٣٠٢- وفی باب: الشركة فی الرباع برقم ٧/ ٣٢٠- انظر (التحفة) برقم (٢٨٠٦)

النصيحة، دین ہمدردی اور خیر خواہی کے نام کا تقاضا یہی ہے۔ حجۃ اللہ، ج ۲، ص ۱۱۳

[4129] ۱۳۵-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شِرْكٍ فِي أَرْضٍ أَوْ رَبْعٍ أَوْ حَائِطٍ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَبِيعَ حَتّٰى يَعْرِضَ عَلٰى شَرِيكِهِ فَيَأْخُذَ أَوْ يَدَعَ فَإِنْ أَبٰى فَشَرِيكُهُ أَحَقُّ بِهِ حَتّٰى يُؤْذِنَهُ)).

[4129]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفعہ ہر مشترکہ چیز میں ہے، زمین ہو، یا مکان یا باغ (ایک شریک کے لیے) جائز نہیں ہے، کہ اپنے شریک پر پیش کیے بغیر فروخت کردے، شریک لے لے، یا چھوڑ دے، اگر وہ شریک کو اطلاع دینے سے انکاری ہے، تو وہی حقدار ہے، جب تک اس کو اطلاع نہ دے۔''

فائدہ: الشُّفْعَةُ فی كُلِّ شرك: کہ شفعہ، شرکت اور حصہ داری والی چیز میں ہے، اس بات کی دلیل ہے، اگر حصہ داری نہ ہو، تو حق شفعہ قانونی طور پر حاصل نہیں ہوگا، ہاں مالک اپنی مرضی سے پڑوسی کو دے دے، تو بہتر ہے۔

۲۹...... بَاب: غَرْزِ الْخَشَبِ فِي جِدَارِ الْجَارِ

باب ۲۹: پڑوسی کی دیوار میں لکڑی گاڑنا

[4130] ۱۳۶-(۱۶۰۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ)) قَالَ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ.

[4130]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے۔''

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے، کیا سبب ہے کہ میں تمہیں اس حکم سے اعراض کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، اللہ کی قسم! میں تمہارے کندھوں پر رکھوں گا، یا کھل کر یہ حدیث تمہارے سامنے بیان کروں گا۔

[4129] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤١٠٤)

[4130] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المظالم باب: لا يمنع جار جاره ان يغرز خشبة في جداره برقم (٢٤٦٣) وابو داود في الاقضية باب: ابواب من القضاء برقم (٣٦٣٤) والترمذي في (جامعه) باب: ما جاء في الرجل يضع على حائط جاره خشبا برقم (١٣٥٣) وابن ماجه في (سننه) في الاحكام باب: الرجل يضع خشبة على جدار جاره برقم (٢٣٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٣٩٥٤)

[4131] (. . .)حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[4131]۔امام صاحب اپنے پانچ اوراساتذہ کی اسناد سے،زہری کی سند ہی سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... ہمسایہ، اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی، شہتیر وغیرہ گاڑ لینے دے، جبکہ اس کی دیوار کو اس سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچتا ہو، یہ حکم امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کے قول جدید کی رو سے اخلاقی حق ہے، قانونی حق نہیں ہے، مکارم اخلاق کا تقاضا یہی ہے، لیکن امام احمد، امام اسحاق، اور بعض اہل ظاہر اور ابن حبیب مالکی کے نزدیک یہ قانونی حق ہے اور لازم ہے، اور حضرت ابو ہریرہ جب مدینہ منورہ کے گورنر تھے، تو فرماتے تھے، میں یہ کام جبراً کروں گا، جس سے معلوم ہوتا ہے، اکثر لوگ اس کو استحبابی کام تصور کرتے تھے، صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ اخلاقی حق ہے اور مالک بلاوجہ ہٹ دھرمی کرتے ہوئے اگر اجازت نہ دے، تو بعض مواقع اور مصالح کے تحت حاکم اس پر جبراً عمل کرواسکتا ہے۔

٣٠...... بَاب: تَحْرِيمِ الظُّلْمِ وَغَصْبِ الْأَرْضِ وَغَيْرِهَا

باب ٣٠: ظلم اور کسی کی زمین وغیرہ غصب کرنا حرام ہے

[4132] ١٣٧۔(١٦١٠)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنِ اقْتَطَعَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ)).

[4132]۔حضرت سعید بن زید بن عمر بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کی ایک بالشت زمین ظلم کرتے ہوئے قبضہ میں لے لی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ساتوں زمینوں سے اس قدر طوق بنا کر پہنائے گا۔

مفردات الحديث ☆ اِقْتَطَعَ: غصب کرلیا، ناجائز طور پر قبضہ کرلیا۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ زمینیں سات ہیں، اور ان کا طوق بنانا اس بات کی دلیل

[4131] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤١٠٦)

[4132] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٤٥٧)

ہے کہ وہ اوپر نیچے ہیں، اور قرآن مجید کی آیت ﴿ومن الارض مثلھن﴾ زمینیں بھی (آسمانوں) جتنی ہیں، اس کا مؤید ہے، لیکن اس کی ہیئت وکیفیت کو پوری طرح قرآن وحدیث میں بیان نہیں کیا گیا، اصل مقصد یہاں ظلم وزیادتی سے ڈرانا اور باز رکھنا ہے کہ معمولی ظلم کے نتائج بھی انتہائی سنگین نکلیں گے۔ ❷ اس حدیث کی تشریح اور توجیہ میں علماء کے مندرجہ ذیل اقوال ہیں۔

(ا) زمین غصب کرنے والے کو اس چیز کا مکلف ٹھہرا دیا جائے گا، کہ اس نے جتنی زمین غصب کی تھی، اتنی زمین، ساتوں زمینوں تک اٹھا کر میدان محشر میں لائے گا، لیکن وہ یہ کام نہیں کر سکے گا، اور یہ ذمہ داری اس کے گلے کا ہار بن جائے گی۔

(ب) اس شخص کو اتنی زمین، میدان محشر تک لانے کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا، اور اس کے لیے اس کی گردن کو وسیع کر کے، اتنی مٹی کو اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔

(ج) اس شخص کو سات زمینوں تک زمین میں دھنسا دیا جائے گا، اور اس طرح ساری زمین اس کے گلے کا طوق ہوگی، (اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اتنی زمین گلے کا طوق بنا، لیکن یہ کام کر نہیں سکے گا، اس طرح وہ مسلسل عذاب میں مبتلا رہے گا۔

(ط) اس ظلم وزیادتی کا گناہ، اس کے گلے کا ہار ہوگا، وہ اس سے چھٹکارا نہیں حاصل کر سکے گا۔ (فتح الباری، ج ۵، ص ۱۳۰۔ دار السلام)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، زمین پر ملکیت ہو سکتی ہے، اور دوسرا اس پر غاصبانہ قبضہ کر سکتا ہے، جس کی سزا انتہائی سنگین ہے۔

[4133] ۱۳۸۔(...) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّ أَرْوٰى خَاصَمَتْهُ فِي بَعْضِ دَارِهِ فَقَالَ دَعُوهَا وَإِيَّاهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ طُوِّقَهُ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِي دَارِهَا قَالَ فَرَأَيْتُهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُولُ أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ فَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي الدَّارِ مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِي الدَّارِ فَوَقَعَتْ فِيهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا.

[4133]۔ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اروی نامی عورت نے، ان سے گھر کے

[4133] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٤٦٧)

بعض حصہ کے بارے میں جھگڑا کیا، تو انہوں نے کہا، اس حصہ کو اس عورت کے لیے چھوڑ دو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، ''جس نے ایک بالشت زمین ناحق لے لی، قیامت کے دن، ساتوں زمینوں تک وہ اس کے گلے کا طوق بنا دی جائے گی۔'' (پھر حضرت سعید نے) دعا کی، اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے، تو اس کو اندھا کر دے اور اس کی قبر، اس کے گھر میں بنا دے، راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس عورت کو دیکھا، اندھی ہو چکی تھی، دیواروں کو ٹٹولتی پھرتی تھی، اور کہتی تھی، مجھے سعید بن زید کی بددعا لگ گئی، اس دوران کہ وہ گھر میں چل رہی تھی، گھر کے کنویں کے پاس سے گزری اور اس میں گر گئی، اور وہی اس کی قبر بنا۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے علماء نے یہ بھی استنباط کیا ہے کہ زمین کا مالک، اس کے انتہائی نچلے حصہ کا بھی مالک ہے اور اس کی اجازت کے بغیر، اس کے نچلے حصہ سے دوسرا فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اور اگر اس کی زمین سے کوئی گیس، تیل یا کان نکلتی ہے، تو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ❷ حضرت سعید نے بددعا کی تھی کہ وہ اندھی ہو کر، گھر کے کنویں میں گرے اور وہی اس کی قبر بنے، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور وہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

[4134] ۱۳۹ ـ (. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَرْوَى بِنْتَ أُوَيْسٍ ادَّعَتْ عَلَى سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا فَخَاصَمَتْهُ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا كُنْتُ آخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((**مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ**)) فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هَذَا فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا ثُمَّ بَيْنَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ.

[4134] ۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اروی بنت اویس نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ دعویٰ کیا، کہ اس نے اس کی کچھ زمین پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ مقدمہ، مروان بن الحکم رحمہ اللہ کے پاس لے گئی، تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا میں اس کی کچھ زمین پر قبضہ کر سکتا ہوں، جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ مروان رحمہ اللہ نے پوچھا، آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے، تو انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ

[4134] اخرجه البخاري في (صحيحه) في بدء الخلق باب: في سبع ارضين وقول الله تعالى ﴿الذي خلق سبع سماوات ومن الارض مثلهن﴾ الى قوله ﴿وقد احاط بكل شئي علما﴾ برقم (٣١٩٨) انظر (التحفة) برقم (٤٤٦٤)

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جس نے ظلم کرتے ہوئے ایک بالشت زمین لے لی، تو وہ زمین، ساتوں زمینوں تک اس کا طوق بنائی جائے گی۔'' تو مروان رحمہ اللہ نے ان سے کہا، اس کے بعد مجھے آپ سے بینہ (شہادت) مانگنے کی ضرورت نہیں ہے، تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے دعا کی، اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے، تو اس کی بینائی زائل کر دے اور اسے اس کی زمین میں ہلاک کر، راوی کہتا ہے کہ وہ عورت اس وقت تک نہیں مری، جب تک اس کی نظر ختم نہیں ہوئی، پھر اس دوران کہ وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی، ایک گڑھے میں گر کر فوت ہوگئی۔

[4135] ١٤٠ ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((**مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ**)).

[4135] ـ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ''جس نے ظلم کرتے ہوئے، ایک بالشت زمین لے لی، تو قیامت کے دن وہ زمین، ساتوں زمینوں تک اس کا طوق بنا دی جائے گی۔''

[4136] ١٤١ ـ(١٦١١) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا طَوَّقَهُ اللَّهُ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**)).

[4136] ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کسی کی ایک بالشت زمین بھی ناحق نہیں لے گا، مگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ، اسے ساتوں زمینوں تک اس کا (گلے کا) طوق بنا دے گا۔''

[4137] ١٤٢ ـ(١٦١٢) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالْوَارِثِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ

[4135] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤١١٠)

[4136] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٦٠٦)

[4137] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المظالم باب: اثم من ظلم شيئا من الارض برقم (٢٤٥٣) وفي بدء الخلق باب: ما جاء في سبع ارضين وقول الله تعالى ﴿الذي خلق سبع سماوات ومن الارض مثلهن﴾ الى قوله ﴿وقد احاط بكل شئى علما﴾ برقم (٣١٩٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٤٠)

سلسلہ 10
اشاعت حدیث
ضیاء الکلام
فی شرح
عُمدة الأحكام من كلام خير الأنام علیہ الصلوٰۃ والسلام
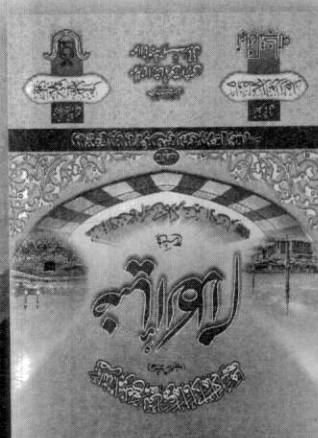
حدیث نمبر 4140 سے 4162 تک

حدیث نمبر 4140 سے 4162 تک

۲۴......كِتَابُ الْفَرَائِضْ
۲٤. كتاب الفرائض

فرائض، فریضَة کی جمع ہے، فَرضَ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے، طے کرنا، مقرر کرنا، وراثت میں چونکہ ورثاء کے حصے اللہ تعالیٰ نے طے یا مقرر کر دیے ہیں، اس لیے وراثت کے مسائل کو فرائض یا فروض سے تعبیر کرتے ہیں، اور یہ قرآن مجید کی آیت نَصِيباً مفروضاً (طے شدہ، اور مقررہ حصہ) سے ماخوذ ہے۔

[4140] ۱-(۱٦۱٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ)).

[4140]۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان، کافر کا وارث نہیں ہوگا، اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بنے گا۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اور کافر ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔
ائمہ اربعہ اور جمہور فقہائے امت کے نزدیک مسلمان کافر کا وارث نہیں بنے گا، لیکن حضرت معاذ بن جبل اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک اگر کافر کا کافر وارث موجود نہ ہو اور وہ دارالاسلام میں رہتا ہو، تو پھر اس کا مال، بیت المال کی بجائے، اس کے قریبی مسلمان کو دے دیا جائے گا، لیکن یہ موقف صریح حدیث کے منافی ہے، اس لیے امت نے اس کو قبول نہیں کیا، تو اگر جلیل القدر صحابہ کا قول، صحیح حدیث کی موجودگی میں معتبر نہیں ہے، تو کسی امام کا قول کیسے معتبر ہو سکتا ہے، اس طرح کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا، فقہائے امت کا اس پر اتفاق ہے، ہاں اتنی بات

[4140] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الفرائض باب: لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم واذا اسلم قبل ان يقسم الميراث فلا ميراث له برقم (٦٧٦٤) وفى المغازى باب: اين ركز النبى ﷺ الراية يوم الفتح برقم (٤٢٨٣) وابو داود فى (سننه) فى الفرائض باب: هل يرث المسلم الكافر برقم (٢٩٠٩) والترمذى فى (اجمعه) فى الفرائض باب: ابطال الميراث بين المسلم والكافر برقم (٢١٠٨) وابن ماجه فى (سننه) فى الفرائض باب: ميراث اهل الاسلام من اهل الشرك برقم (٢٧٢٩) انظر (التحفة) برقم (١١٣)

ہے کہ کافر اگر تقسیم ترکہ سے پہلے مسلمان ہو جائے، تو بعض صحابہ اور امام احمد کے نزدیک، وہ وارث ہوگا، لیکن ظاہراً ورثا کا ترکہ میں حق، میت کی موت سے ثابت ہو جاتا ہے، اس لیے جو مرتے وقت، وارث نہیں بنے گا، وہ بعد میں وارث نہیں بن سکے گا،، اس لیے حدیث کا یہی تقاضا ہے کہ اس کو وارث نہ مانا جائے، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔

۱...... بَاب أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ

باب ۱: اہل حصص کو (جن کے حصے مقرر ہیں،) ان کے حصے دے دو، اور جو بچ جائے، وہ سب سے قریبی مذکر یعنی مرد کو ملے گا

[4141] ۲-(۱٦۱۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَهُوَ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ)).

[4141]- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حصہ والوں کو ان کے حصے دے دو، پھر جو بچ جائے، وہ اس مرد کا حصہ ہے، جو میت کا سب سے زیادہ قریبی ہے۔''

فائدہ:...... فرائض سے مراد، وہ حصے ہیں، جو قرآن مجید میں طے کر دیئے گئے ہیں، اور یہ چھ ہیں۔ (۱) آدھا، (۲) چوتھائی، (۳) آٹھواں (۴) دو تہائی (۵) تہائی (٦) چھٹا، اور اصحاب الفروض سے مراد، وہ افراد ہیں جن کو یہ حصے ملتے ہیں، اور یہ چار مرد (باپ، دادا، خاوند، اخیافی بھائی) اور آٹھ عورتیں (بیٹی، پوتی، حقیقی بہن، علاتی بہن، اخیافی بہن، بیوی، ماں اور دادی، نانی) ہیں، حقیقی بہن بھائی، شقیق کہلاتے ہیں، باپ میں شریک علاتی اور ماں شریک اخیافی کہلاتے ہیں، اور اگر اصحاب الفروض سے بچ جائے، تو وہ عصبات کو ملتا ہے، اور اس سے مراد، وہ مرد ہیں، جو میت کے رشتہ دار ہیں، لیکن ان کا حصہ مقرر نہیں ہے، یا وہ مرد رشتہ دار، جو میت کے باپ کے واسطہ سے رشتہ دار ہیں، جیسے میت کا بیٹا، پوتا، بھائی اور چچا وغیرہ۔ ان میں سے جو قریبی ہے، وہ دور والے کو محروم کر دے گا، اس لیے حدیث میں اولیٰ یا ادنیٰ کی قید لگائی ہے، اور رجل کے بعد ذکر اس لیے کہا تاکہ یہ نہ سمجھا جائے

[4141] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الفرائض باب: میراث الولد من ابیه وامه برقم (٦٧٣٢) وفی باب: میراث ابن الابن اذا لم یکن ابن برقم (٦٧٣٥) وفی باب: میراث الجد مع الادب والاخوة برقم (٦٧٣٧) وفی باب ابنی عم احدهما اخ الام والآخر زوج برقم (٦٧٤٦) وابو داود فی (سننه) فی الفرائض باب: فی میراث العصبة برقم (٢٨٩٨) والترمذی فی (جامعه) فی الفرائض باب: میراث العصبة برقم (٢٧٤٠) انظر (التحفة) برقم (٥٧٠٥)

کہ رجل، کبیر (بڑا) کے معنی میں ہے اور صغیر (چھوٹا) کے مقابلہ میں ہے، بلکہ یہاں انثیٰ (مونث) کے مقابلہ میں ہے، مثلاً ایک انسان فوت ہو جاتا ہے، اس کی صرف ایک بیٹی موجود ہے، اور اس کا ایک بھائی زندہ ہے اور ایک چچا، تو بیٹی کو ترکہ کا آدھا حصہ ملے گا، اور باقی آدھا بھائی کو ملے گا، چچا کو کچھ نہیں ملے گا، اور اگر بھائی نہ ہو، تو پھر باقی آدھا چچا کو ملے گا۔

[4142] ۳۔(. . .)حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ **((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ))**.

[4142] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل فروض (مقررہ حصے والے) کو ان کے حصے دے دو، اور اہل فرائض جو چھوڑیں، تو وہ اس مرد کا ہے جو سب سے زیادہ نزدیک ہے۔''

فائدہ:...... رجل کے ساتھ، ذکر (مذکر) کی قید لگانے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ حصہ داری کا سبب، اس کا مذکر ہونا ہے اور عصبات اصل میں عصبہ بنفسہ ہیں، جو مذکر ہوں گے۔

[4143] ٤۔(. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا . وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ **((اقْسِمُوا الْمَالَ بَيْنَ أَهْلِ الْفَرَائِضِ عَلَى كِتَابِ اللهِ فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ))**.

[4143]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل فرائض میں، اللہ کے قانون کے مطابق تقسیم کرو، اور جو اہل فرائض چھوڑ دیں، وہ اس مرد کا حصہ ہے، جو سب سے زیادہ قریبی ہو''

[4144](. . .)وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ وُهَيْبٍ وَرَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ.

[4144]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[4142] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤١١٧)
[4143] تقدم تخريجه برقم (٤١١٧)
[4144] تقدم تخريجه برقم (٤١١٧)

٢...... بَاب مِيْرَاثِ الْكَلَالَةِ

باب ٢: کلالہ (جس کا نہ والد ہو اور نہ اولاد) یا وہ وارث جو نہ اصول سے ہو اور نہ فروع سے)

[4145] ٥-(١٦١٦) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مَرِضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ يَعُودَانِي مَاشِيَيْنِ فَأُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوءِهِ فَأَفَقْتُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ. [النساء:١٧٦]

[4145]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار پڑ گیا، تو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر پیدل چل کر میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے، تو مجھ پر غشی طاری ہوگئی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، پھر اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا، تو مجھے ہوش آ گیا، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں اپنے مال کے بارے میں کیا فیصلہ کروں، کیسے تقسیم کروں، تو آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، حتی کہ وراثت کی آیت اتری، وہ آپ ﷺ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے، اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں جواب دیتا ہے۔" (نساء، آیت نمبر ١٧٦)۔

فائدہ:...... اس حدیث سے حضور اکرم ﷺ کی اپنے ساتھیوں سے ہمدردی اور خیر خواہی اور آپ کی سادگی و بے تکلفی کا پتہ چلتا ہے، کہ آپ پیدل چل کر بیمار پرسی کے لیے چلے جاتے تھے، اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بے ہوش پر وضو کا پانی ڈالا جا سکتا ہے، اور آپ کے وضوء کے پانی کی برکت سے ہوش میں آ جانے سے یہ استدلال کرنا کہ آثار صالحین سے برکت لینا درست ہے، صحیح نہیں ہے، کیونکہ دوسرے صالحین کو آپ ﷺ پر قیاس کرنا

[4145] اخرجه البخاري في (صحيحه) في (المرض) باب: عيادة المغمى عليه برقم (٥٦٥١) وفي الفرائض باب: قول الله تعالى ﴿يوصيكم الله في اولادكم للذكر......﴾ برقم (٦٧٢٣) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب: ما كان النبي ﷺ يسال مما لم ينزل عليه الوحي فيقول لا ادري او لم يجب عليه حتى ينزل عليه الوحي ولم يقل براي او قياس برقم (٧٣٠٩) وابو داود في (سننه) في الفرائض باب: في الكلالة برقم (٢٨٨٦) والترمذي في (جامعه) في الفرائض باب: ميراث الاخوات برقم (٢٠٩٧) وفي التفسير باب: وفي سورة النساء برقم (٣٠١٥) والنسائي في (المجتبى) في الطهارة باب: الانتفاع بفضل الوضوء ١/ ٨٤۔ وابن ماجه في (سننه) في الجنائز باب: ما جاء في عيادة المريض برقم (١٤٣٦) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٣٠٢٨)

درست نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو صحابہ کرام عشرہ مبشرہ کے برکات کا اہتمام کرتے، مزید برآں احناف کے ہاں تو، نبی اکرم ﷺ کے فضلات بھی پاک ہیں، تو کیا بزرگوں کے فضلات سے بھی برکت حاصل کی جائے گی۔

[4146] ٦-(. . .)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فِي بَنِي سَلِمَةَ يَمْشِيَانِ فَوَجَدَنِي لَا أَعْقِلُ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ مِنْهُ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي يَا رَسُولَ اللهِ فَنَزَلَتْ ﴿يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾.

[4146]۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور ابو بکر نے پیدل چل کر، بنو سلمہ میں میری بیمار پرسی کی، اور انہوں نے مجھے بے ہوش پایا، تو آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا پھر اس سے مجھ پر چھڑکا، تو میں ہوش میں آ گیا، تو میں نے پوچھا، میں اپنے مال میں کیا کروں؟ یعنی کیسے تقسیم کروں، اے اللہ کے رسول! تو یہ آیت اتری، اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں تلقین فرماتا ہے، کہ مذکر کے لیے مؤنث سے دگنا ہے۔'' النساء، آیت نمبر ۱۱

فائدہ :...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آیت کی تعیین نہیں فرمائی، جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے، حتى نزلت آيت الميراث ، وراثت کے بارے میں آیت اتری، پھر، اپنے فہم کے مطابق، ابن جریج نے آیت وراثت کا مصداق، یو صیکم اللہ کو بنایا، اور ابن عیینہ نے، کلالۃ کی مناسبت سے یستفتونك کو اس پر چسپاں کیا، اور صحیح بات ابن جریج کی ہے، کیونکہ یستفتونك والی آیت تو بہت بعد میں اتری، جبکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ پہلے پیش آ چکا ہے، اور یو صیکم اللہ والی آیت کے بعد والی آیت میں کلالہ کی وراثت کا حکم بیان کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا، سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۱، اور نمبر۱۲، اکٹھی اتری ہیں، لیکن سنن ابی داود کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عیینہ والی آیت کی تعیین خود حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے، نیز آیت نمبر۱۲ میں جس کلالہ کا حکم بیان کیا گیا ہے، وہ اخیافی بھائی، بہن ہیں، جبکہ حضرت جابر کی بہنیں شقیقہ تھیں، یا علاتی تھیں، اس لیے حضرت جابر کے شاگرد محمد بن منکدر نے بھی، حضرت شعبہ رحمہ اللہ کو جواب دیتے ہوئے، ابن عیینہ والی آیت ہی بیان کی۔

[4146] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: ﴿يو صيكم الله في اولادكم﴾ برقم (٤٥٧٧) انظر (التحفة) برقم (٣٠٦٠)

[4147] (. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ عَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَرِيضٌ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِي قَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ صَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ فَأَفَقْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ.

[4147]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری عیادت فرمائی، جبکہ میں بیمار تھا، آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے، اور دونوں پیدل چل کر آئے، آپ نے مجھے بے ہوشی کی حالت میں پایا، تو رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، پھر اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا، تو میں ہوش میں آ گیا، میرے سامنے رسول اللہ ﷺ موجود تھے، تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں اپنا مال کس طرح تقسیم کروں، تو آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، حتی کہ وراثت کے بارے میں آیت اتری۔

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ کے سامنے، جب کوئی نیا مسئلہ آتا، جس کے بارے میں آپ کے سامنے کوئی اجتہادی بات نہ ہوتی، یا آپ اللہ کا صریح فرمان چاہتے، تو وحی کا انتظار فرماتے، جب تک صریح وحی نہ اترتی، یا آپ ﷺ کے ذہن میں کوئی بات نہ ڈالی جاتی، تو آپ خاموشی اختیار فرماتے، وحی اترنے پر جواب دیتے۔

[4148] ٨۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَرِيضٌ لَا أَعْقِلُ فَتَوَضَّأَ فَصَبُّوا عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ إِنَّمَا يَرِثُنِي كَلَالَةٌ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ فَقُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ قَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ.

[4148]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، جبکہ میں

[4147] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٠٢٧)

[4148] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الطهارة باب: صب النبي ﷺ وضوئه على مغمى عليه برقم (١٩٤) وفي المرض باب: وضوء العائد للمريض برقم (٥٦٧٦) وفي الفرائض باب: ميراث الاخوات والاخوة برقم (٦٧٤٣) انظر (التحفة) برقم (٣٠٤٣)

بیماری کی وجہ سے کچھ شعور نہ رکھتا تھا، (بے ہوش تھا) تو آپ ﷺ نے وضو کیا، تو لوگوں نے مجھ پر آپ کے وضوء کا پانی ڈالا، تو مجھے ہوش آ گیا، اور میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرا وارث کلالہ ہوگا، اس پر میراث کے بارے میں آیت اتری، امام شعبہ کہتے ہیں، میں نے اپنے استاد محمد بن منکدر رحمۃ اللہ سے پوچھا، ﴿یستفتونك قل الله یفتیکم فی الکلالة﴾، اس نے کہا، یہی آیت اتری۔

فائدہ:...... یہاں کلالہ سے مراد، وہ وارث ہے جو اصل ہے (باپ، دادا) اور نہ فرع (بیٹا، پوتا)، کیونکہ اس وقت صرف حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرگان وارث تھیں۔

[4149] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ كُلُّهُمْ

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ وَفِي حَدِيثِ النَّضْرِ وَالْعَقَدِيِّ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرْضِ وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَحَدٍ مِنْهُمْ قَوْلُ شُعْبَةَ لِابْنِ الْمُنْكَدِرِ.

[4149]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے شعبہ کے تین شاگردوں سے روایت کرتے ہیں، ان میں سے وہب بن جریر کی روایت ہے کہ فرائض کی آیت اتری، اور نصر اور عقدی کی روایت ہے، آیت الفرض اتری، (فرائض اور فرض کا معنی و مقصد ایک ہی ہے) لیکن ان میں سے کسی نے، شعبہ کا محمد بن منکدر سے سوال کرنے کا تذکرہ نہیں کیا۔

[4150] ٩-(١٦١٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ

عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَذَكَرَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَا أَدَعُ بَعْدِي شَيْئًا أَهَمَّ عِنْدِي مِنَ الْكَلَالَةِ مَا رَاجَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مَا رَاجَعْتُهُ فِي الْكَلَالَةِ وَمَا أَغْلَظَ لِي فِي شَيْءٍ مَا أَغْلَظَ لِي فِيهِ حَتّٰى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ ((يَا عُمَرُ أَلَا تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِي فِي

[4149] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤١٢٤)

[4150] تقدم تخريجه في المساجد و مواضع الصلاة باب: نهى من اكل ثوما او بصلا او كراثا او نحوها۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٨)

آخِرِ سُورَةِ النِّسَآءِ)) وَإِنِّي إِنْ أَعِشْ أَقْضِ فِيهَا بِقَضِيَّةٍ يَقْضِي بِهَا مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَمَنْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

[4150]۔ معدان بن ابی طلحہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا، اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا، میں اپنے بعد (پیچھے) کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑ رہا، جو میرے نزدیک کلالہ کے مسئلہ سے زیادہ اہمیت والی ہو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے بارے میں، کلالہ کے مسئلہ سے زیادہ بار بار نہیں پوچھا، اور آپ نے کسی چیز میں مجھ سے اس قدر سخت گفتگو نہیں کی، جس قدر اس کے بارے میں شدت اختیار کی، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی سے میرے سینے میں کچوکا لگایا، اور فرمایا، اے عمر! کیا تیرے لیے گرمی کے موسم میں اترنے والی، سورۃ نساء کے آخر میں آنے والی آیت کافی نہیں ہے، (اور حضرت عمر نے کہا) اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں ایسا دوٹوک فیصلہ کروں گا، جس کے مطابق ہر وہ انسان فیصلہ کر سکے گا، جو قرآن پڑھتا ہے یا قرآن نہیں پڑھتا ہے۔

فائدہ:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کلالہ کے بارے میں بڑے فکر مند تھے، کیونکہ کلالہ کے بارے میں بہت سی باتیں غور طلب ہیں، اور بقول امام نووی رحمہ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے سختی کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غور وفکر یا مسئلہ کے استنباط کے بجائے صریح نص چاہتے تھے، حالانکہ بعض جگہ استنباط کے بغیر چارہ کار نہیں ہے، کلالہ کے معنی میں اختلاف ہے، کیونکہ اس کا اطلاق وارث پر ہو سکتا ہے، اور مورث پر بھی، بعض اس کو وراثت کے معنی میں لیتے ہیں، اور بعض وراثت میں آنے والے مال کو مراد لیتے ہیں، اس طرح کلالہ کا حکم دو آیتوں میں بیان ہوا ہے۔ پہلی آیت اخیافی بہن بھائیوں کے بارے میں، اور آخری شقیق اور علاتی بہن بھائیوں کے بارے میں اس طرح اس میں اختلاف ہے کہ اگر میت کا دادا موجود ہو، تو وہ باپ کے قائم مقام ہوگا، میت کے بھائیوں کو وراثت سے محروم کرے گا یا نہیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک دادا، باپ کے قائم مقام ہوگا، لیکن امام مالک، امام شافعی، اور صاحبین کے نزدیک، دادا کے ساتھ بھائی بھی وارث ہوں گے، آگے اس میں بھی اختلاف ہے، ان کو کیا ملے گا، اس طرح اگر میت اپنے پیچھے، بیٹی اور بہن چھوڑے، تو بہن کی وراثت میں اختلاف ہے، اس لیے حضرت اس کے بارے میں فکر مند تھے، لیکن آخر تک ان کو ایسا فیصلہ کرنے کا موقعہ نہیں مل سکا، جس پر ہر عالم اور جاہل مطمئن ہو جاتا۔

کلالہ کی تفسیر میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک کلالہ اس میت کا نام ہے جس نے اپنے پیچھے نہ اولاد چھوڑی اور نہ باپ دادا، اس سے اس کے بھائی وارث ہوں گے۔ (۲) کلالہ وہ وارث ہیں جو نہ اولاد اور نہ باپ اس لئے بھائی کلالہ ہوں گے۔ (۳) وہ وراثت جو نہ اولاد کے لیے اور نہ باپ کے لیے۔ (۴) وہ مال جس کا وارث نہ اولاد ہے اور نہ باپ۔

[4151] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ح وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ رَافِعٍ عَنْ شَبَابَةَ بْنِ سَوَّارٍ عَنْ شُعْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[4151]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

۳...... بَاب آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْكَلَالَةِ

باب ۳: آخر میں اترنے والی آیت، آیت کلالہ ہے

[4152] ۱۰۔(۱۶۱۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ مِنَ الْقُرْآنِ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.

[4152]۔حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قرآن مجید کی آخر میں اترنے والی آیت ﴿يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة﴾ ہے۔

[4153] ۱۱۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْكَلَالَةِ وَآخِرُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ بَرَائَةٌ.

[4153]۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، آخر میں اترنے والی آیت، آیت کلالہ ہے، اور آخر میں اترنے والی سورت، سورۃ براءۃ ہے۔

[4154] ۱۲۔(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عِيسٰى وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ

[4151] تقدم تخريجه برقم (١٢٥٨)

[4152] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٢٥)

[4153] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير باب: قول الله تعالى ﴿يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة ان امرو هلك ليس له ولد وله اخت فلها نصف ما ترك وهو يرثها ان لم يكن لها ولد﴾ برقم (٤٦٠٥) وفي باب: (براة من الله ورسوله الى الذن عاهدتم من المشركين) برقم (٤٦٥٤) وابو داود في (سننه) في الفرائض باب: من كان ليس له ولد وله اخوات برقم (٢٨٨٨) انظر (التحفة) برقم (١٨٧٠)

[4154] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٣١)

عَنْ الْبَرَاءِ أَنَّ آخِرَ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ تَامَّةً سُورَةُ التَّوْبَةِ وَأَنَّ آخِرَ آيَةٍ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْكَلَالَةِ.

[4154]۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخر میں جو مکمل سورت اتری، وہ سورہ توبہ ہے اور آخر میں اترنے والی آیت، آیت کلالہ ہے۔

[4155] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ آدَمَ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ وَهُوَ ابْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ آخِرُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ كَامِلَةً.

[4155]۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، جس میں تامہ کی بجائے کاملہ کا لفظ ہے۔

[4156] ۱۳۔(. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ يَسْتَفْتُونَكَ.

[4156]۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، آخر میں نازل ہونے والی آیت ﴿يستفتونك﴾ ہے۔

فائدہ :...... آخر میں اترنے والی آیت کے بارے میں، صحابہ کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری آیت جو اتری ہے، وہ آیت الربا، (سود کے بارے میں) ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دوسرا قول یہ ہے، آخری آیت ﴿واتقوا یوماً ترجعون فيه الى الله﴾ ہے، لیکن ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ یہ ٹکڑا، آیت الربا کے آخر میں ہے۔

(۳) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آخر میں اترنے والی آیت، ﴿لقد جاء كم رسول من انفسكم..... الآية﴾ یعنی سورہ توبہ کی آخری آیت۔

(۴) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آخری آیت، سورۃ کہف کی آخری آیت، ﴿فمن كان يرجو لقاء ربه ..... الآية﴾ ہے۔

(۵) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، آخری آیت، ﴿فاستجاب لهم ربهم انى لا اضيع عمل عامل ..... الآية﴾ ہے، جو آل عمران کے آخری رکوع میں ہے۔

اس طرح ہر صحابی نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق بات کی ہے، کسی نے اپنے قول کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی، اور یہ بھی ممکن ہے، ہر ایک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سب سے آخر میں آیت سنی، اس کو آخری آیت

[4155] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٨٨٦) ٣٤٨

[4156] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی التفسير باب: من سورة النساء برقم (٣٠٤١) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٥)

بنا دیا، حالانکہ، اس سے پہلے اتر چکی تھی، لیکن آپ ﷺ نے کسی مقصد کے تحت بعد میں کسی وقت اس کی تلاوت فرمائی تھی۔

اس طرح دو سورتوں کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ آخر میں مکمل نازل ہونے والی سورت ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سورۃ النصر، ﴿اذا جاء نصر اللہ﴾ کو آخری سورت ٹھہراتے ہیں، اور حضرت براء، سورۃ توبہ یعنی سورۃ براۃ کو، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک سورۃ مائدہ سب سے آخر میں اتری ہے، حالانکہ سورۃ براۃ اور سورۃ مائدۃ کا بیک وقت نزول ان سورتوں کے اسلوب اور سیاق و سباق کی رو سے مشکل ہے، اور سورۃ نصر کا ممکن ہے۔

۴...... بَاب مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ

باب ٤: میت کا مال اس کے وارثوں کو ملے گا

[4157] ١٤-(١٦١٩) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ الْأُمَوِيُّ عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ ح وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمَيِّتِ عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ ((هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ مِنْ قَضَاءٍ)) فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى عَلَيْهِ وَإِلَّا قَالَ ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ)) فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَالَ ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ)).

[4157]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایسے مرد کی میت کو لایا جاتا، جس کے ذمہ قرض ہوتا، تو آپ ﷺ پوچھتے، ''کیا اس نے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ مال چھوڑا ہے؟'' اگر آپ ﷺ کو بتایا جاتا، اس نے قرض کو ادا کرنے کا سامان چھوڑا ہے، تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیتے، وگرنہ فرماتے، ''اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو۔'' اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتوحات سے نوازا، آپ فرمانے لگے، ''میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ حق دار ہوں، تو جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس کے ذمہ قرض تھا، تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے، اور جس نے مال چھوڑا، تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔''

[4157] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الفرائض باب: قول النبي ﷺ (ومن ترك مالا فلاهله) برقم (٦٧٣١) انظر (التحفة) برقم (١٥٣١٦)

فائدہ:.......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرضہ کا مسئلہ بڑا سنگین ہے، انسان کو قرض کی ادائیگی میں، غفلت اور سستی سے کام نہیں لینا چاہیے، اگر کسی ضرورت یا مجبوری سے قرضہ لینے کی ضرورت پیش آئے، تو اس کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ معلوم نہیں کب موت کا پیغام آ جائے، اور اگر کوئی اپنے فقر و فاقہ سے اپنا قرضہ ادا نہ کر سکے، تو حکومت کو اس کا انتظام کرنا چاہیے، یا کم از کم اس کے لواحقین کو یہ ذمہ داری قبول کرنا چاہیے، اور مالکیہ وشافعیہ کے نزدیک، حکومت کا اس کا انتظام، زکاۃ کی مد سے بھی کر سکتی ہے، اور احناف وحنابلہ کے نزدیک، زکاۃ سے اس کی ادائیگی ممکن نہیں ہے، لیکن بقول علامہ تقی، حنابلہ اور احناف کا استدلال، لام تملیک سے ہے، یعنی ﴿للفقراء والمساكين﴾ میں لام، تملیک کے لیے ہے، کہ ان کے قبضہ میں دیا جائے، جبکہ ﴿في الرقاب والغارمين﴾، میں لام ہے، ہی نہیں ہے۔ اس لیے نماز میں (مقروض) کے لیے زکاۃ کا مال خرچ کے لیے تملیک کی شرط نہیں ہے۔

اس کا مطلب تو یہ ہے کہ گردنوں کی آزادی اور تاوان میں آئے ہوؤں کو نکالنے میں خرچ کیا جائے، اس لیے یہاں تملیک کا سوال نہیں ہے، یہ کہا جائے، مردہ کی مال تملیک نہیں ہوسکتا، اس لیے اس کی طرف سے قرضہ زکوٰۃ کی مد سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ نیز جب امام (حکومت) نے زکاۃ وصول کر لی تو اس کی ملکیت میں آ چکی اب نئی ملکیت کی ضرورت نہیں۔ (تکملہ ج ۲،ص ۴۵)

[4158] (. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ح قَالَ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيثَ.

[4158]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے تین اور اساتذہ کی سند سے، زہری ہی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔

[4158] طريق عبدالملك اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوكالة باب: الدين برقم (٢٢٩٨) وفي النفقات باب: قول النبي ﷺ: (من ترك كلا او ضياعا فإلي) برقم (٥٣٧١) والترمذي في (جامعه) في الجنائز باب: ما جاء في الصلاة على المديون برقم (١٠٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٥٢٦٦) وطريق زهير بن حرب تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٥٤) وطريق ابن نمير اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز باب: الصلاة على من عليه دين برقم (١٩٦٢) وابن ماجه في (سننه) في الصدقات باب: من ترك دينا او ضياعا فعلى الله وعلى رسوله برقم (٢٤١٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٢٥٧)

[4159] ١٥ـ(. . .)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فَأَيُّكُمْ مَا تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَأَنَا مَوْلَاهُ وَأَيُّكُمْ تَرَكَ مَالًا فَإِلَى الْعَصَبَةِ مَنْ كَانَ)).

[4159] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، زمین پر جو بھی مؤمن ہے، میں سب لوگوں سے، اس کا زیادہ قریبی ہوں، (حقدار ہوں) تو تم میں جس نے بھی کوئی قرض چھوڑا یا بال بچے چھوڑے، تو میں اس کا کارساز یا مددگار ہوں، اور تم میں سے جس نے مال چھوڑا، تو وہ اس کے وارثوں کا ہے، جو بھی ہوں۔''

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، جو لوگ خود کمائی نہیں کر سکتے، اور اگر ان کی نگہداشت نہ کی جائے تو وہ ہلاکت کا شکار ہو سکتے ہیں، ان کی ضروریات کی فراہمی کی ذمہ دار اسلامی حکومت یا مسلمانوں کا بیت المال ہے، اور اب اگر یہ کام حکومت نہیں کر رہی، تو مسلمان لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے محلہ کی سطح پر اس کا انتظام کرنے کی کوشش کریں، اور ایسے لوگوں کی کفالت کریں، جو فقر و فاقہ سے تنگ آ کر خودکشی کرنے لگتے ہیں۔

[4160] ١٦ـ(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا قَالَ نَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِالْمُؤْمِنِينَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَأَيُّكُمْ مَا تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيْعَةً فَادْعُونِي فَأَنَا وَلِيُّهُ وَأَيُّكُمْ مَا تَرَكَ مَالًا فَلْيُؤْثَرْ بِمَالِهِ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانَ)).

[4160] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کتاب اللہ کی رو سے، سب لوگوں سے زیادہ، مومنوں کا معاون و مددگار ہوں، تو تم میں سے جو قرضہ چھوڑے، یا ضائع ہونے والے بچے چھوڑے، تو مجھے بلاؤ، میں اس کا معاون ہوں، اور تم میں سے جو مال چھوڑے، تو اس کے مال کے لیے اس کے وارثوں کو ترجیح دی جائے، جو بھی اس کا وارث ہو۔''

فائدہ:......حدیث میں عصبہ کا تذکرہ ہے، تو جب عصبہ ترکہ کا حقدار ہے، تو اصحاب الفروض تو بالاولیٰ حق دار ہوں گے، اس لیے معنی ورثاء کیا گیا ہے۔

[4159] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٢٦)

[4160] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٦٢)

[4161] ١٧ - (. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاحَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِلْوَرَثَةِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا)).

[4161] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مال چھوڑا تو وہ وارثوں کا ہے، اور جس نے بوجھ یعنی بال بچے چھوڑے، تو ان کے ذمہ دار ہم ہی ہیں۔''

[4162] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ غُنْدَرٍ ((وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا وَلِيتُهُ)).

[4162] ۔امام صاحب یہی روایت اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے شعبہ ہی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں، ان میں غندر کی روایت میں ہے، ''اور جس نے بال، بچے چھوڑے، ان کا ولی (نگران ومحافظ) میں ہوں۔''

[4161] تقدم

[4162] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤١٣٧)

حدیث نمبر 4163 سے 4203 تک

۲۵...... كِتَابُ الْهِبَاتِ

۲۵. کتاب الھبات (عطیات وصدقات)

۱...... بَاب: كَرَاهَةِ شِرَاءِ الْإِنْسَانِ مَا تَصَدَّقَ بِهِ مِمَّنْ تُصُدِّقَ عَلَيْهِ

باب ۱: انسان نے جو صدقہ کیا ہے، وہ جس پر صدقہ کیا ہے، اس سے خریدنا ناجائز ہے

[4163] ۱-(۱۶۲۰) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ عَتِيقٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ صَاحِبُهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((**لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ**)).

[4163]۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک عمدہ گھوڑا اللہ کی راہ میں یعنی بطور صدقہ دیا، تو اس کے مالک نے اسے ضائع کر دیا، تو میں نے خیال کیا، وہ اس کو ستا بیچ دے گا، میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا؟ تو آپ نے فرمایا: ''اسے مت خریدو، اور اپنا صدقہ واپس نہ لو، کیونکہ، اپنا صدقہ واپس لینے والا، اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ حَمَلْتُ علی فرسٍ: میں نے گھوڑے پر سوار کیا، یعنی گھوڑا صدقہ کیا۔ ❷ عَتِيقٍ: نفیس اور عمدہ۔ ❸ اَضَاعَهُ صَاحِبُهُ: جس کو صدقہ میں دیا تھا، اس نے اس کی دیکھ بال اور فروخت میں کوتاہی کی اور ضائع کر ڈالا۔

[4163] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الزکاة باب: هل یشتری صدقته برقم (۱۴۹۰) وفی الهبة باب: لا یحل لاحد ان یرجع فی هبته وصدقته برقم (۲۶۲۳) وفی باب: اذا حمل رجل علی فرس فهو کالعمری والصدقة برقم (۲۶۳۶) وفی باب الجعائل والحملات فی السبیل برقم (۲۹۸۰) وفی الجهاد باب: اذا حمل علی فرس فرآها تباع برقم (۳۰۰۳) والنسائی فی (المجتبی) فی الزکاة باب شراء الصدقة برقم (۲۶۱۴) وابن ماجه فی (الصدقات باب: الرجوع فی الصدقة برقم (۲۳۹۰) مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۳۸۵)

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو چیز صدقہ میں دے دی جائے، اس کو خریدنا جائز نہیں ہے، اور چونکہ جس کو صدقہ دیا ہے، جب اس سے خرید لیں گے، تو وہ سستے داموں آپ کو واپس کرے گا، اس لیے آپ نے اس کو صدقہ کی واپسی سے تعبیر فرمایا ہے، ائمہ کے نزدیک سستا خریدنا تو ناجائز ہے، اور صحیح قیمت پر خریدنا، ناپسندیدہ ہے، لیکن ہر دو صورت میں بیع ہو جائے گی، جبکہ اہل ظاہر کے نزدیک یہ بیع ہی درست نہیں ہے، جیسا کہ حدیث کا تقاضا ہے، لیکن اگر صدقہ کردہ چیز وراثت میں واپس آ جائے، تو ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے، اگرچہ بعض اہل علم اس کو بھی درست نہیں سمجھتے، لیکن یہ موقف درست نہیں ہے، کیونکہ اس کا جواز حدیث سے ثابت ہے۔

[4164] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ((**لَا تَبْتَعْهُ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ**)).

[4164]۔ یہی حدیث امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں یہ اضافہ ہے، ''اسے مت خریدیے اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم میں دے۔''

[4165] ۲۔(. . .) حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهُ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَقَدْ أَضَاعَهُ وَكَانَ قَلِيلَ الْمَالِ فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهُ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ((**لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أُعْطِيتَهُ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ مَثَلَ الْعَائِدِ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ**)).

[4165]۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا، بعد میں اس کے مالک کے پاس اس طرح پایا کہ اس نے اس کو ضائع کر دیا تھا، کیونکہ وہ تنگدست یا نادار تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے خریدنے کا ارادہ کر لیا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: ''اسے مت خریدیے، اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم میں ملے، کیونکہ صدقہ کر کے، واپس لینے والے کی مثال، اس کتے کی مثال ہے، جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔

[4166] (. . .) وحَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَالِكٍ وَرَوْحٍ أَتَمُّ وَأَكْثَرُ.

[4164] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤١٣٩)

[4165] تقدم تخريجه برقم (٤١٣٩)

[4166] تقدم تخريجه برقم (٤١٣٩)

[4166]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں لیکن مذکورہ بالا حدیثیں زیادہ مکمل اور جامع ہیں۔

[4167] ۳۔(۱۶۲۱)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ ((لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)).

[4167]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا، بعد میں اسے بکتے ہوئے پایا، تو اسے خریدنے کا ارادہ کرلیا، تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے مت خریدو، اور اپنے صدقہ میں رجوع نہ کرو۔''

[4168] (...)وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وحَدَّثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ.

[4168]۔ امام صاحب مذکورہ روایت اپنے چھ اساتذہ کی سندوں سے بیان کرتے ہیں، دولیث بن سعد سے بیان کرتے ہیں، اور باقی چار عبید اللہ سے، اور دونوں نافع کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں۔

[4169] ٤۔(...)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ

[4167] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجهاد باب: الجعائل والحملات فی السبيل برقم (۲۹۷۱) وفی الجهاد والسير باب: اذا حمل علی فرس فرآها تباع برقم (۳۰۰۲) وابو داود فی (سننه) فی الزكاة باب: الرجل يبتاع صدقته برقم (۱۵۹۳) انظر (التحفة) برقم (۸۳۵۱)

[4168] طريق قتيبة وابن نمير وابی بكر بن ابی شيبة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۸۶۳) وبرقم (۷۹۸۹) وبرقم (۸۳۰۹) وبرقم (۱۰۵۶۵) وطريق المقدمی ومحمد بن المثنی اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوصايا باب: وقف الدواب والكراع والعروض والصامت برقم (۲۷۷۵) انظر (التحفة) برقم (۸۱۵۹)

[4169] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۶۹۵۵)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ رَآهَا تُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهَا فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ يَا عُمَرُ)).

[4169]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا دیا، پھر اسے بکتا ہوا دیکھا، تو اسے خریدنے کا ارادہ کرلیا، اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے صدقہ میں رجوع نہ کر، اے عمر!''

٢...... بَاب: تَحْرِيمِ الرُّجُوعِ فِي الصَّدَقَةِ والهبة

باب ٢: صدقہ اور ہبہ قبضہ میں دینے کے بعد واپس لینا حرام ہے، (مگر وہ چیز جو اپنی اولاد کو دی ہے، اولاد خواہ پوتا، پڑپوتا ہی کیوں نہ ہو)

[4170] ٥-(١٦٢٢) حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ.

[4170]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کر کے واپس لینے والے کی مثال، اس کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے، پھر اپنی قے میں منہ ڈالتا ہے، اور اسے کھالیتا ہے۔''

[4171] (...) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ يَذْكُرُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[4171]۔امام صاحب یہی روایت اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[4172] (...) وحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ حَدَّثَنَا

[4170] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الهبة باب: لا يحل لاحد ان يرجع في هبته وصدقته برقم (٢٦٢١) وابو داود في (سننه) في البيوع والاجارات باب: الرجوع في الهبة برقم (٣٥٣٨) والنسائي في (المجتبى) في الهبة باب: ذكر الاختلاف لخبر عبدالله بن عباس ٦/ ٢٦٦۔ وابن ماجه في (سننه) في الهبات باب: الرجوع في الهبة برقم (٢٣٨٥) وفي الصدقات باب: الرجوع في الصدقة برقم (٢٣٩١) انظر (التحفة) برقم (٥٦٦٢)

[4171] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤١٤٦)

[4172] تقدم تخريجه برقم (٤١٤٦)

يَحْيٰى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِهِم.

[4172]۔امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4173] ٦-(. . .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَنْ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**إِنَّمَا مَثَلُ الَّذِي يَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ يَعُودُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَأْكُلُ قَيْئَهُ**)).

[4173]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، ''اس انسان کی تمثیل جو صدقہ کرتا ہے، پھر اپنے صدقہ کو واپس لے لیتا ہے اس کتے کی طرح ہے، جو قے کرتا ہے، پھر اپنی قے چاٹ لیتا ہے۔''

[4174] ٧-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((**الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ**)).

[4174]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہبہ (عطیہ) میں رجوع کرنے والا اپنی قے کی طرف رجوع کرنے والے کی طرح ہے۔''

[4175] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4175]۔یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[4176] ٨-(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ**)).

[4173] تقدم تخريجه برقم (٤١٤٦)

[4174] تقدم تخريجه برقم (٤١٤٦)

[4175] تقدم تخريجه برقم (٤١٤٦)

[4176] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الهبة باب: هبة الرجل لامراته والمراة لزوجها ←

[4176]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہبہ میں رجوع کرنے والا، اس کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے، پھر اپنی قے کی طرف لوٹتا ہے۔

فائدہ:...... جمہور فقہائے امت کے نزدیک صدقہ اور ہبہ کا ایک ہی حکم ہے، دونوں میں رجوع کرنا جائز نہیں ہے، ہاں صحیح حدیث کی بنا پر، ھبہ کی صورت میں باپ مستثنیٰ ہے، وہ اولاد کو ھبہ کردہ چیز واپس لے سکتا ہے، احناف صدقہ میں جمہور کے ساتھ ہیں اور ھبہ میں، جمہور کے مخالف ہیں، احناف کے نزدیک اگر ھبہ کسی رشتہ دار کو کیا ہے، وہ اولاد ہو یا کوئی اور رشتہ دار، تو پھر رجوع نہیں ہو سکتا، اگر کسی اجنبی کو کوئی چیز ھبہ کی ہے اور اس نے بدلہ میں کوئی چیز نہیں دی، اور ھبہ کردہ چیز موجود ہے، تو پھر وہ چیز واپس لے سکتا ہے، اگرچہ یہ دیانۃً مکروہ ہے، لیکن اگر جس اجنبی کو چیز ھبہ کی، وہ واپس کرنے پر راضی ہو یا قاضی یہ فیصلہ دے دے تو پھر ناپسندیدہ ہونے کے باوجود جائز ہے، حالانکہ کتے کی حرکت سے تشبیہ دینے کا مقصد، اس کی انتہائی قباحت کو بیان کرنا ہے، جس طرح نماز میں شدید نفرت وحرمت کے اظہار کے لیے، کتے کی طرح ٹھونگیں مارنے یا کتے کی طرح بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے، نیز صدقہ کی واپسی میں بھی تو یہی تشبیہ دی گئی ہے، اس کے باوجود احناف کے نزدیک صدقہ کی واپسی جائز نہیں ہے، نیز آپ ﷺ نے باپ کو واپس لینے کی اجازت دی ہے اور احناف کے نزدیک وہ واپس نہیں لے سکتا، اس کے برعکس اجنبی واپس لے سکتا ہے۔

٣...... بَاب: كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ بَعْضِ الْأَوْلَادِ فِي الْهِبَةِ

باب ٣: ہبہ میں اولاد میں امتیاز کرنا جائز نہیں ہے

[4177] ٩-(١٦٢٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يُحَدِّثَانِهِ
عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي

← برقم (٢٥٨٩) والنسائي في (المجتبى) في الهبة باب: رجوع الوالد فيما يعطى ولده وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك برقم (٦/ ٢٦٥ وفي باب: ذكر الاختلاف على طاوس في الراجع في هبته برقم (٣٧٠٣) انظر (التحفة) برقم (٥٧١٢)

[4177] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الهبة باب: الهبة للوالد برقم (٢٥٨٦) والترمذي في (جامعه) في الاحكام باب: ما جاء في النحل والتسوية بين الولد برقم (١٣٦٧) والنسائي في (المجتبى) في النحل باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل ٦/ ٢٥٨ و٦/ ٢٥٨ و٦/ ٢٥٩ و٦/ ٢٥٩- وابن ماجه في (سننه) في الهبات باب: الرجل ينحل ولده برقم (٢٣٧٦) انظر (التحفة) برقم (١١٦١٧)

هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هٰذَا)) فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَارْجِعْهُ)).

[4177]۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرا باپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا، اور عرض کیا، میں نے اپنے اس بچہ کو اپنا غلام ہبہ کر دیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اپنی تمام اولاد کو اسی قسم کا عطیہ دیا ہے؟'' تو اس نے کہا، نہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس (غلام) کو واپس لو۔''

فائدہ:...... حضرت نعمان رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے، تو ان کی والدہ عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے یہ مطالبہ کیا کہ میرے اس بچے کو کوئی عطیہ دو، وگرنہ میں اس کی پرورش و پرداخت نہیں کرتی، تو ان کے والد بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیوی کو راضی کرنے کے لیے ایک بہترین باغ، اپنے بیٹے کو ہبہ کر دیا، پھر بعد میں واپس لے لیا، پھر ٹال مٹول سے کام لیتے رہے، جب بیوی کا اصرار بڑھا، تو انہوں نے ایک غلام دینے کا اظہار کیا، تو بیوی نے پہلے واقعہ کے پیش نظر یہ کہا کہ اس پر نبی اکرم ﷺ کو گواہ بناؤ تاکہ پھر واپس نہ لے سکو، اس لیے وہ اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بعض راویوں نے، گواہی کے واقعہ کو باغ کے ہبہ کے ساتھ ہی بیان کر دیا ہے، جو وہم ہے، کیونکہ اگر پہلے وہ مسئلہ سن چکے تھے، تو وہ دوبارہ یہ کام نہ کرتے۔

[4178] ۱۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ أَتَى بِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ قَالَ لَا قَالَ ((فَارْدُدْهُ)).

[4178]۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرا باپ مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام کا عطیہ دیا ہے، تو آپ ﷺ نے پوچھا، کیا تو نے تمام اولاد کو عطیہ دیا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، ''اسے واپس لے لو۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تحفہ، تحائف اور ھبہ میں اولاد کے درمیان بلاضرورت اور بلاوجہ امتیاز کرنا درست نہیں ہے، ہاں اگر کوئی سبب یا وجہ یا ضرورت ہو، تو پھر درست ہے، مثلاً ایک چھوٹا ہے، اس کی ضروریات کم ہیں، ایک بڑا ہے، اس کی ضروریات زیادہ ہیں، ایک ان پڑھ ہے، دوسرا علمی کاموں میں مصروف ہے، اس لیے اس کو زیادہ رقم کی ضرورت ہے، اور یہ چیزیں درحقیقت عطیہ یا ھبہ اور تحفہ نہیں ہیں، بلکہ ان کی ضروریات ہیں، جن میں برابری ممکن نہیں ہے۔ ایک شادی شدہ ہے، ایک غیر شادی شدہ ہے، ایک باپ کے

[4178] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤١٥٣)

ساتھ رہتا ہے اور اس کی خدمت کرتا ہے، دوسرا پوچھتا ہی نہیں ہے، ان امور میں کمی وبیشی کو امتیاز یا تفضیل نہیں سمجھا جاتا، اس لیے جہاں صحابہ کرام سے کوئی ایسا واقعہ منقول ہے، کہ انہوں نے اپنی کسی اولاد کو دیا اور کسی کو نہیں دیا، تو اس میں اس کی ضرورت کا لحاظ رکھا گیا ہے، یا دوسروں کی رضامندی سے ایسے ہوا ہے، اس لیے امام احمد، امام اسحاق، ائمہ محدثین اور اہل ظاہر کے نزدیک تحفہ اور عطیہ میں برابری ضروری ہے، حتی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مذکر اور مؤنث میں امتیاز کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اکثر فقہاء اور جمہور کے نزدیک برابری لازم نہیں ہے، یعنی قانونی اور فقہی فرض نہیں ہے، ایک اخلاقی فرض ہے، کیونکہ اس سے اولاد کے باہمی تعلقات اور والدین کے ساتھ رویہ میں خلل اور بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے، اس لیے یہ ناپسندیدہ حرکت ہے، اگرچہ جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام لیث وغیرہم کا یہی موقف ہے، امام ابو یوسف کے نزدیک اگر امتیاز کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے ہو، تو پھر جائز نہیں ہے، اور حسن بصری کے نزدیک دیانتا جائز نہیں ہے، اگرچہ قضاء یعنی قانونی رو سے جائز ہے، اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے، باپ، عطیہ یا ھبہ کردہ چیز واپس لے سکتا ہے، جمہور نے اس حدیث کی تاویل میں تقریباً دس (۱۰) پیش کیے ہیں اور صاحب سبل السلام نے لکھا ہے کہ وہ سب ناقابل قبول ہیں۔ (سبل السلام، ج ۳، ص ۱۰۹)

[4179] ۱۱-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح قَالَ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا يُونُسُ وَمَعْمَرٌ فَفِي حَدِيثِهِمَا أَكُلَّ بَنِيكَ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَابْنِ عُيَيْنَةَ ((أَكُلَّ وَلَدِكَ)) وَرِوَايَةُ اللَّيْثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ بَشِيرًا جَاءَ بِالنُّعْمَانِ.

[4179]۔ امام صاحب اپنے بہت سے اساتذہ کی سندوں سے امام زہری ہی کے واسطہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، امام زہری کے شاگرد معمر اور یونس کہتے ہیں، ((أَكُلَّ بنيك)) کیا سب بیٹوں کو، اور لیث اور ابن عیینہ کہتے ہیں، ((أَكُلَّ ولدك)) کیا سب اولاد کو، اس طرح لیث، محمد بن نعمان اور حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ بشیر رضی اللہ عنہ، نعمان کو لے کر آئے۔

[4179] تقدم تخريجه برقم (٤١٥٣)

[4180] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ وَقَدْ أَعْطَاهُ أَبُوهُ غُلَامًا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا هٰذَا الْغُلَامُ قَالَ أَعْطَانِيهِ أَبِي قَالَ فَكُلَّ إِخْوَتِهِ أَعْطَيْتَهُ كَمَا أَعْطَيْتَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَرُدَّهُ.

[4180] ۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس کے باپ نے اسے ایک غلام دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، ''یہ غلام کیوں آیا ہے؟'' میں نے کہا، مجھے میرے باپ نے دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس کے سب بھائیوں کو بھی اس طرح دیا ہے، جیسے اسے دیا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''غلام لوٹا دو۔''

فائدہ:...... آپ ﷺ کے ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے، اگر بلا سبب وضرورت اولاد میں امتیاز برتا جائے، تو باپ کے لیے ایسے ہبہ یا عطیہ کی واپسی ضروری ہے، اور اس کی یہ تاویل کرنا درست نہیں ہے کہ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا نے، اس ہبہ کو رسول اللہ ﷺ کی اجازت پر موقوف کیا تھا، کیونکہ اس نے تو آپ ﷺ کو واپسی کے خطرہ کے پیش نظر گواہ بنانے کے لیے کہا تھا، نہ کہ آپ سے اجازت لینے کے لیے، جیسا کہ اگلی روایت میں اس کی صراحت آ رہی ہے۔

[4181] ١٣۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ تَصَدَّقَ عَلَيَّ أَبِي بِبَعْضِ مَالِهِ فَقَالَتْ أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقَ أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُشْهِدَهُ عَلَى صَدَقَتِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ قَالَ لَا قَالَ ((اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ)) فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ.

[4180] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات باب: فی الرجل یفضل بعض ولده فی النحل برقم (٣٥٤٣) ۔ والنسائی فی (المجتبی) ی النحل باب: ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر النعمان بن بشیر فی النحل برقم ٦/ ٢٥٩ ۔ انظر (التحفة) برقم (١١٦٣٥)

[4181] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الهبة باب: الاشهاد فی الهبة برقم (٢٥٨٧) وفی الشهادات باب: لا یشهد علی شهادة جور اذا اشهد برقم (٢٦٥٠) وابو داود فی (سننه) ی البیوع والاجارات باب: فی الرجل یفضل بعض ولده فی النحل برقم (٣٥٤٢) والنسائی فی (المجتبی) فی النحل باب: ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر النعمان بن بشیر فی النحل ٦/ ٢٥٩ و ٦/ ٢٦٠ و ٦/ ٢٦١ ۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الهبات باب: الرجل ینحل ولده برقم (٢٣٧٥) انظر (التحفة) برقم (١١٦٢٥)

[4181] - امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میرے باپ نے کچھ مال مجھے عنایت کیا، تو میری والدہ عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میں اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتی، جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہیں بناتے، تو میرا باپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا، تاکہ آپ ﷺ کو میرے عطیہ پر گواہ بنائے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا، ''کیا تو نے یہ عمل اپنی تمام اولاد کے ساتھ کیا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، آپ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو، اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو۔''

فائدہ :...... اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو، اس عدل اور تسویہ کا مفہوم، امام احمد، عطاء، شریح اور اسحاق کے نزدیک یہ ہے، کہ اولاد کے ساتھ وراثت والا سلوک کرو، یعنی مذکر کو مؤنث سے دگنا دو، لیکن امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ مذکر اور مؤنث کو برابر دو، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا، اگر میں اولاد کو عطیہ میں ایک دوسرے پر فضیلت دیتا، تو عورتوں کو فضیلت دیتا، اس لیے اگر باپ اپنی زندگی میں اپنا مال اور اولاد کے درمیان تقسیم کرتا ہے، تو اسے سب کے درمیان برابر تقسیم کرنا ہوگا، کیونکہ یہ عطیہ اور صلہ رحمی ہے، اگر وراثت تقسیم کرنی ہے، تو پھر وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد مال کی تقسیم اس طرح شریعت کے اصولوں کے مطابق کرنا، کیونکہ معلوم نہیں ہے، کون پہلے فوت ہوتا ہے، باپ یا اولاد میں سے کوئی ایک۔

[4182] ١٤-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِي

النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ أَنَّ أُمَّهُ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْ أَبَاهُ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ مِنْ مَالِهِ لِابْنِهَا فَالْتَوٰى بِهَا سَنَةً ثُمَّ بَدَا لَهُ فَقَالَتْ لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَا وَهَبْتَ لِابْنِي فَأَخَذَ أَبِي بِيَدِي وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمَّ هٰذَا بِنْتَ رَوَاحَةَ أَعْجَبَهَا أَنْ أُشْهِدَكَ عَلَى الَّذِي وَهَبْتُ لِابْنِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا بَشِيرُ أَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا)) قَالَ نَعَمْ فَقَالَ ((أَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ هٰذَا)) قَالَ ((لَا)) قَالَ ((فَلَا تُشْهِدْنِي إِذًا فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ)).

[4182] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤١٥٧)

[4182]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سندوں سے، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں، کہ ان کی والدہ رواحہ کی بیٹی نے ان کے باپ سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے مال سے اس کے بیٹے (نعمان) کو کوئی چیز ہبہ کرے، تو اس نے ایک سال تک ٹال مٹول سے کام لیا، پھر اسے، اس کا خیال آیا، تو اس نے (بنت رواحہ نے) کہا، جب تک تم میرے بیٹے کو جو کچھ دو، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنالو، تو میں اس پر مطمئن نہیں ہوں، تو میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا، کیونکہ میں اس وقت نوخیز تھا، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! اس کی والدہ، رواحہ کی بیٹی کو یہ پسند ہے کہ میں نے اس کے بیٹے کو جو کچھ دیا ہے، اس پر آپ کو گواہ بناؤں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، ''اے بشیر! اس کے سوا تیری اولاد ہے؟'' اس نے کہا، جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا ان سب کو اس جیسی چیز ھبہ کی ہے؟'' اس نے جواب دیا نہیں، آپ نے فرمایا: ''تب مجھے گواہ نہ بناؤ، کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔''

مفردات الحدیث ❶ اِلْتَوىٰ سنة: ایک سال تک ٹال مٹول کی۔ ❷ ثم بداله: پھر اس کے دل میں دینے کا خیال پیدا ہوا، کیونکہ ان کی بیوی اپنے اصرار پر قائم تھی۔ ❸ جَوْر: اعتدال اور راہ راست سے ہٹی ہوئی چیز، ظلم۔

[4183] ۱۵۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((أَلَكَ بَنُونَ سِوَاهُ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ هٰذَا)) قَالَ لَا قَالَ ((فَلَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ)).

[4183]۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا اس کے سوا، تیرے بیٹے ہیں؟'' اس نے کہا، جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو کیا سب کو اسی طرح دیا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، آپ نے فرمایا: ''تو میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔''

[4184] ۱٦۔(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِأَبِيهِ لَا تُشْهِدْنِي عَلٰى جَوْرٍ.

[4184]۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باپ سے فرمایا: ''مجھے ظلم پر گواہ نہ بنا۔''

[4185] ۱۷۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ وَعَبْدُالْأَعْلٰى ح وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ

[4183] تقدم تخریجه برقم (٤١٥٧)
[4184] تقدم تخریجه برقم (٤١٥٧)
[4185] تقدم تخریجه برقم (٤١٥٧)

بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَاللَّفْظُ لِيَعْقُوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ انْطَلَقَ بِي أَبِي يَحْمِلُنِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اشْهَدْ أَنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ كَذَا وَكَذَا مِنْ مَالِي فَقَالَ ((أَكُلَّ بَنِيكَ قَدْ نَحَلْتَ مِثْلَ مَا نَحَلْتَ النُّعْمَانَ)) قَالَ لَا قَالَ ((فَأَشْهِدْ عَلَى هٰذَا غَيْرِي)) ثُمَّ قَالَ ((أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً)) قَالَ بَلَى قَالَ ((فَلَا إِذًا)).

[4185]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کی سندوں سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میرا باپ مجھے اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! گواہ ہو جائیے کہ میں نے نعمان کو اپنے مال سے، یہ، یہ دیا ہے، تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو نعمان جیسا عطیہ دیا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، آپ نے فرمایا: ''تو اس پر میرے سوا، کسی اور کو گواہ بنا لے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ تیرے ساتھ وفا کرنے میں یکساں ہوں؟'' اس نے کہا، کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: 'تو تب، ایسا نہ کر۔''

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نعمان کے والد، ان کو کچھ مسافت اٹھا کر بھی لے گئے، جیسا کہ کچھ فاصلہ ہاتھ پکڑ کر لے گئے، نیز آپ ﷺ کا یہ فرمانا، کہ میرے سوا کسی اور کو گواہ بنا لو، کا یہ مقصد نہیں تھا کہ کسی اور کو گواہ بنا لو، کیونکہ یہ معاملہ تو جائز ہے، لیکن پسندیدہ نہیں ہے، کیونکہ آگے آپ کا یہ فرمانا، ((فـلا اذاً)) تو تب ایسا مت کرو، اس بات کی دلیل ہے کہ تیری بیوی کو میرا گواہ بنانا مقصود ہے اور میں اس ظلم پر گواہ نہیں بنتا، اور میرے انکار پر اور کوئی گواہ کیسے بنے گا یا تیری بیوی کیسے مطمئن ہو گی، اور پھر یہ بات بھی سمجھا دی کہ اگر تم سب اولاد کو یکساں نہیں سمجھتے، تو ان سے یکساں سلوک کی امید کیسے رکھ سکتے ہو، اور اس علت سے یہ ثابت ہوا، یہ صرف بشیر رضی اللہ عنہ کے احوال وظروف کا لحاظ کر کے، صرف انہیں کے لیے حکم نہیں تھا، بلکہ سب باپوں کو خطاب ہے، کیونکہ یہ علت سب جگہ موجود ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا، عطیہ میں مذکر اور مؤنث میں فرق نہیں ہے، کیونکہ ان سے بھی حسن سلوک اور وفا مطلوب ہے۔

[4186] ١٨۔(. . .)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ نَحَلَنِي أَبِي نُحْلًا ثُمَّ أَتَى بِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِيُشْهِدَهُ فَقَالَ ((أَكُلَّ وَلَدِكَ أَعْطَيْتَهُ)) هٰذَا قَالَ لَا قَالَ ((أَلَيْسَ تُرِيدُ مِنْهُمُ الْبِرَّ مِثْلَ مَا تُرِيدُ مِنْ ذَا))

[4186] تقدم تخريجه برقم (٤١٥٧)

قَالَ بَلٰی قَالَ ((فَإِنِّی لَا أَشْهَدُ)) قَالَ ابْنُ عَوْنٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ مُحَمَّدًا فَقَالَ إِنَّمَا تَحَدَّثْنَا أَنَّهٗ قَالَ ((قَارِبُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ)).

[4186]۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا، پھر وہ مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تاکہ آپ کو گواہ بنائے، تو آپ نے پوچھا، ''کیا تو نے اپنی سب اولاد کو یہ دیا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، آپ نے فرمایا: ''کیا تو ان سے اس طرح کا حسن سلوک نہیں چاہتا، جیسا کہ اس سے چاہتا ہے؟'' اس نے کہا، کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: ''تو میں گواہ نہیں بنتا۔'' ابن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے یہ روایت محمد بن سیرین کو سنائی، تو اس نے کہا، ہمیں یوں بتایا گیا ہے، کہ آپ نے فرمایا: ''اپنی اولاد میں مساوات رکھو۔''

[4187] ۱۹۔(۱۶۲۴)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِيرٍ انْحَلْ ابْنِی غُلَامَكَ وَأَشْهِدْ لِی رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَتٰی رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِی أَنْ أَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامِی وَقَالَتْ أَشْهِدْ لِی رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَلَهٗ إِخْوَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ ((أَفَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَهٗ)) قَالَ لَا قَالَ ((فَلَيْسَ يَصْلُحُ هٰذَا وَإِنِّی لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلٰی حَقٍّ)).

[4187]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بشیر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا، میرے بیٹے کو اپنا غلام ہبہ کر دو، اور مجھے رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنا کر دو، تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا، فلاں کی بیٹی نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو اپنا غلام عطیہ میں دوں، اور کہا ہے، میرے لیے رسول اللہ ﷺ کو گواہ بناؤ، تو آپ ﷺ نے پوچھا، ''کیا اس کے بھائی ہیں؟'' اس نے کہا، جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کیا ان سب کو وہی چیز دی ہے، جو اس کو دی ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، آپ نے فرمایا: ''تو یہ درست نہیں ہے، اور میں صرف صحیح چیز پر ہی گواہ بنتا ہوں۔''

۴...... بَاب: اَلْعُمْرٰی

باب ٤: عُمرٰی ''تا حیات ہبہ کرنا''

[4188] ۲۰۔(۱۶۲۵)حَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ يَحْيٰی قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

[4187] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات باب: فی الرجل یفضل بعض ولده فی النحل برقم (۳۵٤۵) انظر (التحفة) برقم (۲۷۲۰)

[4188] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الهبة باب: ما قیل فی العمری والرقبی برقم (۲٦۲۵)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَإِنَّهَا لِلَّذِى أُعْطِيَهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِى أَعْطَاهَا لِأَنَّهٗ أَعْطٰى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ)).

[4188] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اور اس کی اولاد کو کوئی چیز زندگی بھر کے لیے دی گئی، تو وہ اس کی ہے، جس کو دی گئی ہے، دینے والے کی طرف واپس نہیں لوٹے گی، کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے، جس میں وراثت جاری ہو چکی ہے۔''

مفردات الحدیث ✲ عُمْرٰی: کسی کو کوئی چیز زندگی بھر کے لیے دینا کہ جب تک تم زندہ رہو، یہ چیز تمہاری ہے۔

فائدہ:...... عُمری کی تین صورتیں ہیں۔(۱) دینے والا کہتا ہے، ((هی لك ولعقبك)) ، یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا ہے، یعنی تیری زندگی کے بعد تیرے وارثوں کا ہے، تو اس صورت میں جمہور کے نزدیک یہ چیز یا مکان ہمیشہ کے لیے جس کو دیا گیا ہے، اس کا ہوگا، اور اس کے بعد اس کی اولاد کا، اور اگر اس کی نسل ختم ہو جائے، تو یہ بیت المال کو ملے گا، لیکن امام مالک اور امام لیث کے نزدیک یہ انسان اور اس کی اولاد، اس چیز سے فائدہ اٹھا سکتی ہے، اگر گھر ہے تو رہائش اختیار کر سکتی ہے، ان کی ملکیت میں نہیں آئے گا، اس لیے اگر اس کے ورثاء ختم ہو جائیں، تو یہ دینے والے کے ورثاء کو مل جائے گا، لیکن یہ موقف اس صریح حدیث کے منافی ہے۔

(۲) گھر دینے والا یہ کہتا ہے، میں یہ گھر تمہیں تمہاری زندگی تک دیتا ہوں، تمہاری موت کے بعد مجھے واپس مل جائے گا، امام مالک کے نزدیک، جس کو دیا گیا ہے، اس کو زندگی تک اس کے پاس رہے گا، اس کے مرنے کے بعد، دینے والے کو اگر زندہ ہو، وگرنہ اس کے وارثوں کو واپس مل جائے گا، امام زہری، امام داؤد وغیرہما کا موقف بھی یہی ہے، امام احمد اور امام شافعی کا ایک قول بھی یہی ہے، اور بقول حافظ ابن حجر بعض شوافع نے اس قول کو ترجیح دی ہے، لیکن اکثر شوافع اس کو قبول نہیں کرتے، شاہ ولی اللہ بھی اس کو عاریتاً ہی قرار دیتے ہیں، لیکن جمہور کے نزدیک اس کا حکم بھی پہلی صورت والا ہے، اور یہ شرط ساقط ہوگی، امام ابوحنیفہ، امام شافعی کا قول جدید اور امام احمد کا راجح قول یہی ہے، لیکن بقول صاحب تیسیر العلام حافظ ابن تیمیہ نے، ((المسلمون علی شروطهم)) کے تحت، اس شرط کو صحیح قرار دیا ہے۔

← وابو داود فی (سننه) فی البیوع الاجارات باب: فی العمری برقم (٣٥٥٠) وبرقم (٣٥٥٢) وفی باب: من قال فیه ولعقبة برقم (٣٥٥٣) وبرقم (٣٥٥٤) والترمذی فی (جامعه) فی الاحکام باب: ما جاء فی العمری برقم (١٣٤٨) والنسائی فی (المجتبی) فی العمری باب: ذکر الاختلاف علی الزهری فیه ٦/ ٢٧٥ و ٦/ ٢٧٥ و ٢٧٦ وفی باب: ذکر اختلاف یحیی بن ابی کثیر ومحمد بن عمرو علی ابی سلمة ۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الهبات باب: العمری برقم (٢٣٨٠) انظر (التحفة) برقم (٣١٤٨)

(۳) بغیر کسی قید یا شرط کے کہتا ہے، کہ یہ گھر عمر بھر کے لیے تیرا ہے، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اس کا حکم پہلی صورت والا ہے، یہ ھبہ ہوگا، عاریتاً نہیں ہوگا، امام مالک، امام لیث کے نزدیک یہ عاریۃً ہے، دینے والے یا اس کے وارثوں کی طرف لوٹ آئے گا، امام شافعی کا ایک قول یہی ہے، اور امام شافعی کا قول قدیم یہ ہے کہ یہ صورت درست نہیں ہے۔ (فتح الباری، ج ۵، ص ۲۹۴، مکتبہ دارالسلام)

[4189] ۲۱۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**مَنْ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهُ حَقَّهُ فِيهَا وَهِيَ لِمَنْ أُعْمِرَ وَلِعَقِبِهِ غَيْرَ أَنَّ يَحْيَى قَالَ فِي أَوَّلِ حَدِيثِهِ أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرَى فَهِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ**)).

[4189]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ''جس آدمی نے کسی انسان اور اس کی اولاد کو زندگی بھر کے لیے کوئی چیز دی، (مکان وغیرہ) تو اس کے کلام نے اس میں اس کا حق ختم کر دیا، اور یہ اس کا ہے وراس کی اولاد کا جس کو عمر بھر کے لیے دیا گیا ہے۔''
یحییٰ نے آغاز حدیث میں ((من اعمر رجلا عمری له ولعقبه)) کی جگہ ((ایما رجل اعمر عمری، فهی له ولعقبه)) کہا ہے۔

[4190] ۲۲۔(. . .) حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْعُمْرَى وَسُنَّتِهَا عَنْ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ**)) فَقَالَ ((**قَدْ أَعْطَيْتُكَهَا وَعَقِبَكَ مَا بَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدٌ فَإِنَّهَا لِمَنْ أُعْطِيَهَا وَإِنَّهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ**)).

[4190]۔ امام ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن شہاب نے، عمریٰ اور اس کے طریقہ کے بارے میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت سنائی، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے دوسرے آدمی کو اور اس کی اولاد کو زندگی بھر کے لیے مکان دیا، اور کہا، میں نے تجھے اور تیری اولاد کو دیا ہے، جب تک تم میں سے کوئی

[4189] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤١٦٤)
[4190] تقدم تخريجه برقم (٤١٦٤)

ایک بھی زندہ رہے گا، تو وہ اس کا ہے، جس کو دیا گیا ہے، اور وہ اس کے مالک کو واپس نہیں ملے گا، کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے، جس میں وراثت جاری ہو چکی ہے۔''

[4191] ٢٣-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّمَا الْعُمْرٰى الَّتِي أَجَازَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقُولَ هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ فَأَمَّا إِذَا قَالَ هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلٰى صَاحِبِهَا قَالَ مَعْمَرٌ وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُفْتِي بِهِ.

[4191]- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ عمریٰ جس کو رسول اللہ ﷺ نے جاری قرار دیا ہے، وہ اس طرح کہنا ہے کہ یہ تیرا اور تیری نسل کا ہے، لیکن اگر یہ کہتا ہے کہ یہ تیری زندگی تک تیرا ہے، تو پھر وہ (اس کی موت کے بعد) اس کے مالک کی طرف لوٹ آئے گا، معمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، زھری اس کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔

فائدہ :...... یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے، جو کہتے ہیں، اس صورت میں عُمریٰ، عاریہ کے حکم میں ہے، اس حدیث کے راویوں ابوسلمہ، زھری کا یہی موقف ہے، امام مالک، قاسم بن محمد، ابن ابی ذئب، ابوثور اور داؤد کا بھی یہی موقف ہے، لیکن جمہور کے نزدیک یہ استثناء درست نہیں ہے، کیونکہ عام روایات مطلق ہیں۔

[4192] ٢٤-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى فِيمَنْ أُعْمِرَ عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَهِيَ لَهُ بَتْلَةً لَا يَجُوزُ لِلْمُعْطِي فِيهَا شَرْطٌ وَلَا ثُنْيَا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ لِأَنَّهُ أَعْطٰى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ فَقَطَعَتِ الْمَوَارِيثُ شَرْطَهُ.

[4192]- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے، اس انسان کے بارے میں، جسے یہ کہا گیا، یہ چیز تیری اور تیری اولاد کی ہے، فیصلہ دیا، یہ قطعی طور پر اس کی ہے، اس میں دینے والے کے لیے کوئی شرط لگانا یا استثناء کرنا جائز نہیں ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابوسلمہ کہتے ہیں، کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے، جس میں وراثت جاری ہو چکی ہے، اور وراثت نے اس کی شرط کو ختم کر دیا ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، اس صورت میں استثناء یا شرط جائز نہیں ہے، جب عمریٰ، اس کے

[4191] تقدم تخريجه برقم (٤١٦٤)

[4192] تقدم تخريجه برقم (٤١٦٤)

اور اس کی اولاد کے لیے ہو، اگر عمریٰ صرف اس کے لیے ہو تو پھر اس میں وراثت جاری نہیں ہوگی، اس لیے شرط یا استثناء درست ہے۔

[4193] ٢٥-(. . .)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ

جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**الْعُمْرٰى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ**)).

[4193]۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ (تاحیات دیا گیا مکان) اس کا ہے، جس کو ہبہ کیا گیا ہے۔

[4194] (. . .)وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ .

[4194]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[4195] (. . .)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

[4195]۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[4196] ٢٦-(. . .)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ وَلَا تُفْسِدُوهَا فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ عُمْرٰى فَهِيَ لِلَّذِي أُعْمِرَهَا حَيًّا وَمَيِّتًا وَلِعَقِبِهِ**)).

[4196]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مالوں کو اپنے لیے روک کر رکھو، اور ان کو (اپنے لیے) خراب نہ کرو، کیونکہ جس نے عمر بھر کے لیے چیز ھبہ کی، وہ اس کی ہے، زندہ ہو یا مردہ، اور اس کی اولاد کی ہے۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، عمریٰ اگر مطلق ہو یعنی اس میں کوئی شرط یا استثناء یا قید نہ ہو، تو وہ

[4193] تقدم تخريجه برقم (٤١٦٤)

[4194] تقدم تخريجه برقم (٤١٦٤)

[4195] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٣٧)

[4196] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٣٧)

مالک کی ملکیت سے نکل جائے گا، اس لیے اسے سوچ سمجھ کر یہ کام کرنا چاہیے۔

[4197] ٢٧-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيثِ أَبِيخَيْثَمَةَ وَفِي حَدِيثِ أَيُّوبَ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ جَعَلَ الْأَنْصَارُ يُعْمِرُونَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ))**.

[4197] ۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کی سندوں سے، ابوزبیر ہی سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، ایوب کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ انصار، مہاجروں کو تاحیات ھبہ کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے لیے، اپنے مال کو روک کر رکھو۔''

[4198] ٢٨-(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ أَعْمَرَتْ امْرَأَةٌ بِالْمَدِينَةِ حَائِطًا لَهَا ابْنًا لَهَا ثُمَّ تُوُفِّيَ وَتُوُفِّيَتْ بَعْدَهُ وَتَرَكَتْ وَلَدًا وَلَهُ إِخْوَةٌ بَنُونَ لِلْمُعْمِرَةِ فَقَالَ وَلَدُ الْمُعْمِرَةِ رَجَعَ الْحَائِطُ إِلَيْنَا وَقَالَ بَنُو الْمُعْمَرِ بَلْ كَانَ لِأَبِينَا حَيَاتَهُ وَمَوْتَهُ فَاخْتَصَمُوا إِلٰى طَارِقٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ فَدَعَا جَابِرًا فَشَهِدَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعُمْرٰى لِصَاحِبِهَا فَقَضٰى بِذٰلِكَ طَارِقٌ ثُمَّ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ فَأَخْبَرَهُ ذٰلِكَ وَأَخْبَرَهُ بِشَهَادَةِ جَابِرٍ فَقَالَ عَبْدُالْمَلِكِ صَدَقَ جَابِرٌ فَأَمْضٰى ذٰلِكَ طَارِقٌ فَإِنَّ ذٰلِكَ الْحَائِطَ لِبَنِي الْمُعْمَرِ حَتَّى الْيَوْمِ.

[4198] ۔حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے مدینہ منورہ میں اپنے ایک بیٹے کو اپنا باغ تاحیات دے دیا، پھر اس کا بیٹا فوت ہو گیا، اور اس کے بعد ماں بھی فوت ہو گئی اور اس بیٹے کی اولاد تھی، اور

[4197] طريق ابى بكر بن ابى شيبة ومحمد بن بشير اخرجه النسائى فى (المجتبى) ى العمرى باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر فى العمرى برقم (٣٧٣٩) انظر (التحفة) برقم (٢٦٧٩) وطريق ابى بكر بن ابى شيبة واسحاق بن ابراهيم تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٥٦) وطريق عبدالوارث بن عبدالصمد عن ابيه انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٦٧١)

[4198] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى العمرى باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جابر فى العمرى برقم (٣٧٣٧) انظر (التحفة) برقم (٢٨٢١)

تاحیات دینے والی کے بیٹے بھی تھے، تو تاحیات ہبہ کرنے والی کی اولاد نے کہا، باغ ہماری طرف لوٹ آیا ہے، بیٹے کو تاحیات دیا گیا تھا، اس کے بیٹوں نے کہا، وہ اس کی زندگی اور موت، دونوں صورتوں میں ہمارے باپ کا ہے، تو وہ جھگڑا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام طارق کے پاس لے آئے، تو اس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بلایا، اس پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی دی کہ یہ اس کا ہے، جس کو تاحیات دیا گیا، طارق نے اس کے مطابق فیصلہ کر دیا، پھر خلیفہ عبدالملک کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی اور اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے بھی آگاہ کیا، تو عبدالملک نے کہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے، تو طارق نے اس فیصلہ کو نافذ کر دیا، تو وہ باغ آج تک اس بیٹے کی اولاد کے پاس ہے۔

نوٹ:...... مصری نسخہ میں یہاں تَرَكَتْ وَلَدًا ہے یعنی اس عورت کی اولاد تھی، لیکن یہ بات بے جوڑ ہے، کیونکہ آگے تاحیات دیئے گئے کی اولاد کا تذکرہ آ رہا ہے، جب کہ اوپر ان کا تذکرہ بھی نہیں ہے اور عورت کی اولاد کا تذکرہ تو وله اخوة بنون للمعمرة میں موجود ہے، اس لیے صحیح نسخہ ہندی ہے، جس میں ہے، تَرَكَ وَلَدًا، بیٹے کی اولاد تھی، اور اس کے بھائی بھی تھے، اور واقعہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، اس حدیث کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر عمریٰ مطلق ہو تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کا ہو جائے گا، جس کو دیا گیا ہے، اس کی موت کے بعد دینے والے کی طرف، یا اس کی اولاد کی طرف واپس نہیں آئے گا۔

[4199] ٢٩-(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا. وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ طَارِقًا قَضٰى بِالْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ لِقَوْلِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

[4199]- سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ طارق نے عُمْرىٰ کا فیصلہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کی بنا پر، تاحیات دیئے گئے وارثوں کے حق میں کیا تھا۔

[4200] ٣٠-(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ

[4199] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٢٧٥)

[4200] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الهبة باب: ما قيل في العمرى والرقبى برقم (٢٦٢٦) والنسائي في (المجتبى) في العمرى باب: ذكر اختلاف الناقلين لخبر جابر في العمرى برقم (٦/ ٦٧٣) وفي باب: ذكر اختلاف يحيى بن ابى كثير ومحمد بن عمرو على ابى سلمة فيه برقم (٣٧٦٢) انظر (التحفة) برقم (٢٤٧٠)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اَلْعُمْرٰی جَآئِزَةٌ)).

[4200]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ نافذ ہوگا۔'' یعنی صحیح وارثوں کو ملے گا۔

[4201] ۳۱۔(...)حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَبِیبٍ الْحَارِثِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ یَعْنِی ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِیدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْعُمْرٰی مِیرَاثٌ لِأَهْلِهَا.

[4201]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اس کے وارثوں کا ہے، جس کو دیا گیا۔''

[4202] ۳۲۔(۱۶۲۶)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِیرِ بْنِ نَهِیكٍ

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اَلْعُمْرٰی جَآئِزَةٌ)).

[4202]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عمری صحیح ہے، نافذ ہوگا۔

[4203] (...)وحَدَّثَنِیهِ یَحْیَی بْنُ حَبِیبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ یَعْنِی ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِیدٌ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَیْرَ أَنَّهُ قَالَ ((مِیرَاثٌ لِأَهْلِهَا)) أَوْ قَالَ ((جَآئِزَةٌ)).

[4203]۔امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں، اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ وارثوں کی میراث ہے۔'' یا فرمایا: ''وہ جائز یعنی نافذ ہے۔''

[4201] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٤١٧٦)

[4202] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الهبة باب: ما قیل فی العمری والرقبی برقم (٢٦٢٦) وابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات باب: فی العمری برقم (٣٥٤٨) والنسائی فی (المجتبی) فی العمری باب: ذکر اختلاف یحیی بن ابی کثیر ومحمد بن عمرو علی ابی سلمة فیه برقم (٣٧٥٧) وبرقم (٣٧٥٩) انظر (التحفة) برقم (١٢٢١٢)

[4203] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٤١٧٨)

حدیث نمبر 4204 سے 4234 تک

٢٦......كِتَابُ الْوَصِيَّةِ

۲۶. کتاب الوصیّۃ

وصیّت: وَ صَى يَصِى وَفَى يَفِى کے وزن پر ہے، یہ باب چونکہ لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، اس لیے اس کا معنی ہوگا، ملنا، ملانا، میت نے وصیت کے ذریعہ زندگی کے معاملات کو زندگی کے بعد سے ملا دیا ہے، اس لیے اس کو وصیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

[4204] حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَا حَقُّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُرِيدُ أَنْ يُّوصِيَ فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)).

[4204]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے مسلمان کے لیے جس کے پاس وصیت کے لائق چیز ہو، جس کے بارے میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہے، اس کے لیے درست نہیں ہے، کہ وصیت لکھے بغیر، دو راتیں بسر کرے۔''

مفردات الحدیث ✲ ما حقُّ امری، یعنی لا یحق له، اس کے لیے درست اور صحیح رویہ نہیں ہے کہ وہ اپنے پاس وصیت لکھ کر نہ رکھے۔

فائدہ :......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی کے پاس وصیت کے قابل چیز موجود ہو، اس پر قرضہ ہو، کسی کی امانت ہو، یا کوئی اور لازم چیز ہو، جس کو اب وہ خود ادا نہیں کر سکتا، تو اس پر اس صورت میں وصیت کرنا لازم ہے، مثلاً اس کے ذمہ روزے رہتے ہیں، حج کرنا لازم ہے، لیکن کر نہیں سکتا ہے، کسی غیر وارث کے حق میں وصیت کرنے کی ضرورت ہے، مثلاً اس کے پوتے، پوتیاں ہیں، جو اپنے چچاؤں کی موجودگی میں وارث نہیں بن سکتے، ان ضروری صورتوں کے بغیر جمہور کے نزدیک جس میں ائمہ اربعہ داخل ہیں،

[4204] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الوصایا باب: فیما یومر به من الوصیة برقم (٢٨٦٢) انظر (التحفة) برقم (٨١٧٩)

وصیت ضروری نہیں ہے، لیکن امام داؤد اور بعض تابعین کے نزدیک، غیر وارث، رشتہ داروں کے حق میں ہر صورت میں وصیت کرنا فرض ہے۔

[4205] ٢-(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُوبكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنِي أَبِي كِلاهُمَا

عَنْ عُبَيْدِاللهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا ((وَلَهُ شَيْءٌ يُّوصِي فِيهِ)) وَلَمْ يَقُولَا ((يُرِيدُ أَنْ يُّوصِيَ فِيهِ)).

[4205]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے عبید اللہ کی مذکورہ بالا سند سے مذکورہ روایت، اس فرق سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے پاس وصیت کے لائق کوئی چیز موجود ہے،'' یہ نہیں کہا، وہ اس کے بارے میں وصیت کرنا چاہتا ہے۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وصیت کا تعلق صرف مال سے نہیں ہے، جیسا کہ داؤد ظاہری، ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ کا نظریہ ہے، بلکہ کسی چیز کے منافع کے بارے میں بھی وصیت کی جاسکتی ہے، مثلاً کوئی انسان یہ وصیت کرتا ہے کہ میرے اس گھر میں فلاں انسان ایک سال کے لیے مفت رہ سکے گا، یا میرے باغ کی اس سال کی آمدنی فلاں کو دی جائے گی، جمہور کے نزدیک وصیت کی تحریر پر گواہ بنانا بھی دوسرے دلائل کی رو سے ضروری ہے، اور امام احمد کے نزدیک گواہ بنانا ضروری نہیں ہے، اور وصیت کا لکھا ہونا ضروری نہیں ہے، گواہوں کی موجودگی میں زبانی وصیت کرنا بھی بالاتفاق کافی ہے۔

[4206] ٣-(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُوكَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ كِلاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِاللهِ وَقَالُوا جَمِيعًا ((لَهُ شَيْءٌ يُّوصِي فِيهِ))

[4205] طريق ابي بكر بن ابي شيبة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٠٥٠) وطريق ابن نمير اخرجه الترمذي في (جامعه) في الجنائز باب: ما جاء في الحث على الوصية برقم (٩٧٤) وابن ماجه في (سننه) في الوصايا باب: الحث على الوصية برقم (٢٦٩٩) انظر (التحفة) برقم (٧٩٤٤)

[4206] طريق ابي كامل الجحدري وطريق زهير بن حرب اخرجهما الترمذي في (جامعه) في الوصايا باب: ما جاء في الحث على الوصية برقم (٢١١٨) وطريق ابي طاهر وهارون بن سعيد ومحمد بن رافع تفرد بهم مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٤٧٩) وبرقم (٨٥١١) وبرقم (٨٥٣٩)

إِلَّا فِي حَدِيثِ أَيُّوبَ فَإِنَّهُ قَالَ ((يُرِيدُ أَنْ يُوصِيَ فِيهِ)) كَرِوَايَةِ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ.

[4206] - امام صاحب اپنے پانچ اساتذہ کی سندوں سے نافع ہی کی سند مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، ان میں سے ایوب کے سوا سب کے الفاظ یہی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے پاس وصیت کے لائق کوئی چیز ہے۔'' اور ایوب کہتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''وہ اس کے بارے میں وصیت کرنا چاہتا ہے۔'' جیسا کہ حدیث نمبر ا میں ہے۔

[4207] ٤-(. . .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ **((لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ))** قَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذَلِكَ إِلَّا وَعِنْدِي وَصِيَّتِي.

[4207] - حضرت سالم اپنے باپ (ابن عمر) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان انسان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے پاس قابل وصیت چیز ہو، اور وہ تین راتیں، وصیت اپنے پاس لکھے بغیر بسر کرے۔'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے، میں نے ایک رات بھی وصیت کی تحریر کے بغیر نہیں گزاری۔

فائدہ: ...... بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی وصیت کو اپنی زندگی میں ہی جامہ عمل پہنا دیا تھا، اس لیے موت کے وقت انہیں اس کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ (فتح الباری، ج ۵، ص ۴۴۱، مکتبہ دارالسلام) دو یا تین راتوں کی گنجائش پیدا کرنے سے اصل مقصود یہ ہے کہ وصیت کی ضرورت ہو تو اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ موت کا تو کوئی پتہ نہیں ہے، اس لیے اس معاملہ میں سستی اور تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

[4208] (. . .) وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ.

[4207] اخرجه البخاري في (صحيحه) باب: الكراهية في تأخر الوصية برقم (٣٦٢١) انظر (التحفة) برقم (٦٨٩٦)

[4208] طريق ابي الطاهر وحرملة اخرجه النسائي في (المجتبى) في الوصايا باب: الكراهية ←

[4208] امام صاحب اپنے پانچ اساتذہ کی تین سندوں سے مذکورہ بالا روایت زہری ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

١...... بَاب الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ

باب ١: ایک تہائی کے بارے میں وصیت کرنا

[4209] ٥-(١٦٢٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَلَغَنِي مَا تَرٰى مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ ((لَا)) قَالَ قُلْتُ أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ **((لَا الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةُ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ))** قَالَ قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ **((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يُنْفَعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ))** قَالَ رَثٰى لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.

[4209]۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے میری بیمار پرسی ایسے مرض کے سلسلہ میں کی، جس سے میں قریب الموت ہو گیا تھا، تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول! بیماری سے میں کس حالت کو پہنچ گیا ہوں، آپ دیکھ رہے ہیں، اور میں مال دار ہوں، اور میری وارث صرف ایک بیٹی ہے، تو کیا میں، دو تہائی مال کا صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا، تو کیا میں اس کا آدھا حصہ صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، ایک

←فی تآخر الوصية برقم (٣٦٢٠) انظر (التحفة) برقم (٧٠٠٠) وطريق عبدالملك وطريق ابن ابی عمر تفرد بهما مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٩٣) وبرقم (٦٩٥٦)

[4209] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الايمان باب: ما جاء فی ان الاعمال بالنية ولكل امری ما نوی برقم (٥٦) وفی الجنائز باب: رثاء النبی ﷺ سعد بن خولة برقم (١٢٩٥) وفی مناقب الانصار باب: قول النبی ﷺ (اللهم امض لاصحابی هجرتهم) ومرثيته لمن مات بمكة برقم (٣٩٣٦) وفی المغازی باب: حجة الوداع برقم (٤٤٠٩) وفی المرض باب: ما رخص للمريض ان يقول: انی وجع او وا راساه واشتد بی الوجع برقم (٥٦٦٨) وفی الدعوات ←

تہائی صدقہ کرو، اور ایک تہائی بہت ہے۔'' اگر تم ورثاء کو مستغنی چھوڑو، تو اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو محتاج چھوڑو، وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں، اور تم جو کچھ خرچ بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کے لیے کرو گے، تمہیں اس کا اجر ملے گا، حتیٰ کہ اس لقمہ کا بھی جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں اپنے ساتھیوں کے پیچھے (مکہ میں) چھوڑ دیا جاؤں گا؟ (وہ حج کر کے مدینہ واپس چلے جائیں گے) آپ نے فرمایا: ''تم اپنے ساتھیوں کے بعد عمر نہیں دیئے جاؤ گے کہ اس میں اللہ کی رضا کے حصول کے کام کرو، مگر اس سے تمہارا درجہ بڑھے گا اور بلندی حاصل ہوگی، اور امید ہے تمہیں طویل عمر ملے گی، (اپنے ساتھیوں کے بعد زندہ چھوڑے جاؤ گے) حتیٰ کہ تم سے مسلمانوں کو نفع حاصل ہوگا، اور ان کے مخالفوں کو تم سے نقصان پہنچے گا، اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت کو پوری فرما، اور انہیں الٹے پاؤں نہ لوٹا، لیکن سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ قابل رحم ہیں۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ نے اس پر ترس کا اظہار اس لیے فرمایا کہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔

مفردات الحدیث

❶ **انك أن تذر ورثتك اغنياء:** تم اپنے وارثوں کو لوگوں سے بے نیاز چھوڑو، وہ کسی کے محتاج نہ رہیں کہ اپنی احتیاج و فقر کی بنا پر لوگوں کے سامنے مانگنے کے لیے ہاتھ پھیلائیں۔ ❷ **العالة:** عائل کی جمع ہے، فقراء، محتاج۔ ❸ **أخلف بعد اصحابی:** کہ میرے ساتھی حج کر کے واپس چلے جائیں گے، اور میں بیماری کے سبب ادھر ہی مکہ میں رہ جاؤں گا، حالانکہ مہاجر کے لیے حج سے فراغت کے بعد تین دن سے زائد رہنا جائز نہیں ہے، اور یہ بھی ممکن ہے، میں ادھر ہی فوت ہو جاؤں، تو آپ نے تسلی دیتے ہوئے، تخلف کے مفہوم کو بدل دیا، کہ اللہ تعالیٰ تمہیں طویل عمر دے گا، اور تمہاری زندگی سے مسلمانوں کو نفع حاصل ہوگا، کیونکہ عراق اور ایران کے فاتح ہیں اور ان فتوحات سے کافروں کو نقصان پہنچا، حکومت فارس کے قریباً سارے زیر اقتدار علاقے انہیں کی قیادت میں فتح ہوئے، اور اللہ کے لاکھوں بندوں کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی، اور خاص کر فتح قادسیہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے، اور آپ نے تمام مہاجرین کے حق میں دعا فرمائی، کہ ان کی ہجرت میں کسی قسم کی کمی یا کوتاہی واقع نہ ہو اور سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ پر اس لیے ترس کا اظہار فرمایا کہ وہ مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے تھے، حضرت سعد کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور اس کا اس طرح ظہور میں آنا بلاشبہ آپ کا معجزہ ہے، حضرت سعد ۵۵ھ تا ۵۸ھ میں فوت ہوئے۔

➜ باب: الدعاء لرفع الوباء والوجع برقم (٦٣٧٣) وفی الفرائض باب: میراث البنات برقم (٦٧٣٣) وابو داود فی (سننه) فی الوصایا باب: ما جاء فی ما لا یجوز للموصی فی ماله برقم (٢٨٦٤) والترمذی فی (جامعه) فی الوصایا باب: ما جاء فی الوصیه بالثلث برقم (٢١١٦) والنسائی فی (المجتبی) فی الوصایا باب: الوصیه بالثلث برقم ٦/ ٢٤١ و ٢٤٢۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الوصایا باب: الوصیة بالثلث رقم (٢٧٠٨) مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (٣٨٩٠)

فوائد :...... ❶ اَلثُّلُثُ كَثِيْرٌ سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کی گنجائش ہے اور بہتر ہے کہ اس سے کم کے بارے میں وصیت کی جائے، جیسا کہ آگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول آ رہا ہے، اور احناف وحنابلہ کا یہی موقف ہے، اور امام شافعی کا موقف یہ ہے کہ ایک تہائی بہت ہے یا کوئی کم نہیں ہے، اس لیے تہائی سے زائد کے بارے میں وصیت جائز نہیں ہے، اور اس پر امت کا اتفاق ہے، ہاں اگر اس کا کوئی بھی رشتہ دار (اصحاب الفروض، عصبہ اور ذوی الارحام) موجود نہیں ہے، تو پھر اس کے بارے میں اختلاف ہے، کیونکہ یہاں وہ علت کہ تم اپنے ورثاء کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے مستغنی چھوڑو موجود نہیں ہے، احناف کے نزدیک اس صورت میں وہ آزاد ہے، اس پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہے، بعض صحابہ، حضرت علی، ابن مسعود اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے بھی یہ قول منقول ہے، امام احمد کا ایک قول یہی ہے، لیکن شافعیوں، اور مالکیوں کے نزدیک ایک تہائی سے زائد کی گنجائش کسی بھی صورت میں نہیں ہے، اگر اس کا کوئی وارث نہیں ہے، تو اس کا مال، بیت المال میں جمع ہوگا۔ ❷ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، فرض نفقات جن کا خرچ اس کی ذمہ داری ہے، اس میں اگر انسان اللہ کی خوشنودی کی نیت کر لے تو اس کے اجر وثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی نیت نہ ہو تو فرض ساقط ہو جائے گا، اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گا، کہ امور مباح میں حسن نیت سے ثواب حاصل ہوگا، مثلاً انسان کھاتے پیتے وقت یہ نیت کرے، اس سے مجھے عبادت کرنے کی طاقت حاصل ہوگی، نیند واستراحت میں یہ نیت کرے، اس سے میں عبادت کے لیے تازہ دم ہو جاؤں گا، وہ بیوی سے تعلقات اس لیے قائم کرے تاکہ زنا اور بدنظری سے بچ سکے، یا بیوی کا حق ادا ہو سکے، اور نیک اولاد حاصل ہو۔ ❸ انسان کو اگر اعمال صالحہ کی توفیق کے ساتھ طویل عمر ملے، تو یہ انسان کے لیے اجر وثواب میں اضافہ اور رفع درجات کا باعث ہے۔

[4210] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[4210]۔ امام صاحب اپنے چھ اساتذہ کی تین سندوں سے زہری ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4211] (. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ

[4210] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤١٨٥)

[4211] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوصايا باب: ان يترك ورثته اغنياء خير من ان يتكففوا ←

إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ

عَنْ سَعْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ يَعُودُنِي فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا.

[4211]۔ امام صاحب اپنے استاد اسحاق بن منصور کی سند سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس، میری عیادت کے لیے تشریف لائے، آگے زہری کی روایت کی طرح ہے، اور اس میں حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے قول کا ذکر نہیں ہے، ہاں یہ اضافہ ہے آپ ﷺ اس جگہ فوت ہونے کو ناپسند کرتے تھے، جہاں سے انسان نے ہجرت کی ہے۔

[4212] ٦۔(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي

مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ فَأَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ دَعْنِي أَقْسِمْ مَالِي حَيْثُ شِئْتُ فَأَبَى قُلْتُ فَالنِّصْفُ فَأَبَى قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ فَسَكَتَ بَعْدَ الثُّلُثِ قَالَ فَكَانَ بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا.

[4212]۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں بیمار پڑ گیا، تو میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا، (آپ کی آمد کے بعد) میں نے عرض کیا، مجھے اجازت دیجیے کہ میں جیسے چاہوں اپنا مال تقسیم کروں، آپ نے انکار کر دیا، میں نے کہا، تو آدھے کی اجازت فرمائیں، آپ نے انکار کر دیا، میں نے کہا، تہائی ہی صحیح، تو آپ اس پر خاموش ہو گئے، تو اس کے بعد سے تہائی مال کی وصیت جائز ٹھہری۔

[4213] (. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَكَانَ بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا.

[4213]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے سماک ہی کی سند سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں اس کا ذکر نہیں ہے، اس کے بعد تہائی کی وصیت جائز ٹھہری۔

← الناس برقم (٢٧٤٢) وفي النفقات باب: فضل النفقة على الاهل برقم (٥٣٥٤) والنسائي في (المجتبى) في الوصايا باب: الوصه بالثلث ٦/ ٢٤٢ و ٦/ ٢٤٢۔ انظر (التحفة) برقم (٣٨٨٠)

[4212] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩٣٩)

[4213] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩٣٩)

[4214] ٧۔(۔ ۔ ۔)وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ ((لَا)) قُلْتُ فَالنِّصْفُ قَالَ ((لَا)) فَقُلْتُ أَبِالثُّلُثِ فَقَالَ ((**نَعَمْ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ**)).

[4214]۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، تو میں نے پوچھا، میں اپنے تمام مال کے بارے میں وصیت کر سکتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کی، تو آدھے کے بارے میں، آپ نے فرمایا: نہیں'' تو میں نے پوچھا، کیا تہائی کے بارے میں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، تہائی بہت ہے۔''

[4215] ٨۔(۔ ۔ ۔)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ

عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ وَلَدِ سَعْدٍ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى سَعْدٍ يَعُودُهُ بِمَكَّةَ فَبَكَى قَالَ ((**مَا يُبْكِيكَ**)) فَقَالَ قَدْ خَشِيتُ أَنْ أَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا كَمَا مَاتَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((**اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا**)) ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَإِنَّمَا يَرِثُنِي ابْنَتِي أَفَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قَالَ فَبِالثُّلُثَيْنِ قَالَ ((**لَا**)) قَالَ فَالنِّصْفُ قَالَ ((**لَا**)) قَالَ فَالثُّلُثُ قَالَ ((**الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّ صَدَقَتَكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّ نَفَقَتَكَ عَلَى عِيَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّ مَا تَأْكُلُ امْرَأَتُكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّكَ أَنْ تَدَعَ أَهْلَكَ بِخَيْرٍ أَوْ قَالَ بِعَيْشٍ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَدَعَهُمْ يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَقَالَ بِيَدِهِ**)).

[4215]۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے، اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سعد کی عیادت کے لیے مکہ میں ان کے پاس آئے، تو سعد رو پڑے، آپ نے فرمایا، ''کیوں روتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی، میں ڈر رہا ہوں، کہ اس سرزمین میں فوت نہ ہو جاؤں، جہاں سے میں نے ہجرت کی ہے، جیسے سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! سعد کو شفا بخش، اے اللہ، اس کو صحت دے۔'' تین دفعہ

[4214] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩٣٩)

[4215] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩٣٩)

فرمایا، انہوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت مال ہے، اور میری وارث میری ایک بیٹی ہے، تو کیا میں اپنے سارے مال کے بارے میں وصیت کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا، دوتہائی کے بارے میں؟ آپ نے فرمایا: ''تہائی، اور تہائی بہت ہے، تیرا اپنے مال سے صدقہ کرنا بھی صدقہ ہے اور تیرا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے، اور تیری بیوی جو تیرا مال استعمال کرتی ہے، وہ بھی صدقہ ہے، اور تو اپنے اہل کو خوشحال یا فرمایا: خوش عیش چھوڑے، وہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو اس حال میں چھوڑے، وہ لوگوں کے سامنے ہتھیلیاں پھیلائیں'' اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

[4216] ٩-(...) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ

عَنْ ثَلاثَةٍ مِنْ وَلَدِ سَعْدٍ قَالُوا مَرِضَ سَعْدٌ بِمَكَّةَ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُهُ بِنَحْوِ حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ.

[4216]۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں بیمار ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس عیادت کے لیے تشریف لائے، آگے حسب سابق ہے۔

[4217] (...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْاَعْلٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي

ثَلاثَةٌ مِّنْ وَلَدِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُنِيهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ صَاحِبِهِ فَقَالَ مَرِضَ سَعْدٌ بِمَكَّةَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الْحِمْيَرِيِّ.

[4217]۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے ایک جیسی حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مکہ میں بیمار پڑ گئے، تو نبی اکرم ﷺ ان کی عیادت کے لیے ان کے پاس آئے، آگے مذکورہ بالا روایت کی طرح ہے۔

فائدہ:...... حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اس بیماری سے جو صحیح موقف کے مطابق حجۃ الوداع میں پیش آئی تھی، جیسا کہ پہلی حدیث میں صراحت گزر چکی ہے، صحت یاب ہو گئے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپ کو طویل عمر اور اولاد سے نوازا، ان کے دس سے زائد بیٹے اور بارہ بیٹیاں تھیں۔

[4216] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩٣٩)

[4217] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩٣٩)

[4218] ١٠-(١٦٢٩)حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ ح وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ غَضُّوا مِنَ الثُّلُثِ إِلَى الرُّبُعِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ)).

[4218]۔امام اپنے تین اساتذہ کی تین سندوں سے، ہشام بن عروہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اگر لوگ تہائی میں کمی کر کے، چوتھائی مال کے بارے میں وصیت کر لیں، (تو بہت ہے) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے،''تہائی، اور تہائی بہت ہے۔'' وکیع کی روایت میں ہے،''بڑا ہے یا بہت ہے۔''

فائدہ:......**بعض صحابہ و تابعین سے چوتھائی سے بھی کم کرنے کے اقوال منقول ہیں، اصل چیز یہ ہے، کہ وصیت کرنے والا اپنے ترکہ کی مقدار اور اپنے ورثاء کی تعداد اور ان کی ضروریات کا لحاظ کرتے ہوئے، تہائی سے کم کرے گا، لیکن اپنی زندگی میں فی سبیل اللہ یا نیک کاموں میں جس قدر چاہے صرف کر سکتا ہے، اس پر کوئی قدغن نہیں ہے۔**

٢...... بَاب: وُصُولِ ثَوَابِ الصَّدَقَاتِ إِلَى الْمَيِّتِ

باب ٢: صدقات کے ثواب کا میت تک پہنچنا

[4219] ١١-(١٦٣٠)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوصِ فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهُ قَالَ ((نَعَمْ)).

[4219]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا، میرا باپ فوت ہو گیا ہے، اور اس نے مال چھوڑا ہے، اور وصیت نہیں کی، تو کیا اس کے گناہوں کا کفارہ بن سکے گا، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ نے فرمایا:''ہاں۔''

[4218] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوصايا باب: الوصية بالثلث برقم (٢٧٤٣) والنسائي في (المجتبى) في الوصايا باب: الوصية بالثلث برقم ٦/ ٦٤٤۔ وابن ماجه في (سننه) في الوصايا باب: الوصية بالثلث برقم (٢٧١١) انظر (التحفة) برقم (٥٨٧٦)

[4219] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الوصايا باب: فضل الصدقة عن الميت برقم (٣٦٥٤) انظر (التحفة) برقم (١٣٩٨٤)

[4220] ١٢-(١٠٠٤) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَإِنِّي أَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَلِي أَجْرٌ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا قَالَ ((نَعَمْ)).

[4220] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، میری ماں کی جان اچانک نکل گئی ہے، اور میرا خیال ہے، اگر اس کو گفتگو کا موقعہ ملتا تو وہ صدقہ کرتی، تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں، تو مجھے ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

[4221] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ ((نَعَمْ)).

[4221] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا، اے اللہ کے رسول! میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے، اور اس نے وصیت نہیں کی، اور میرا خیال ہے، اگر اس کو بولنے کا موقع ملتا، وہ صدقہ کرتی، تو کیا اس کو، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں، اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

[4222] ١٣-(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وحَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَقَ ح وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ ح وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا أَبُو أُسَامَةَ وَرَوْحٌ فَفِي حَدِيثِهِمَا فَهَلْ لِي أَجْرٌ كَمَا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَأَمَّا شُعَيْبٌ وَجَعْفَرٌ فَفِي حَدِيثِهِمَا أَفَلَهَا أَجْرٌ كَرِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ

[4222] ۔امام صاحب اپنے چار اساتذہ کی چار سندوں سے ہشام بن عروہ ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، ابواسامہ اور روح تو ہشام سے یہ نقل کرتے ہیں کہ کیا مجھے اجر ملے گا؟ جیسا کہ یحییٰ بن سعید

[4220] تقدم تخريجه في الزكاة باب: وصول ثواب الصدقة عن الميت اليه برقم (٢٣٢٤)

[4221] تقدم تخريجه في الزكاة باب: وصول ثواب الصدقة عن الميت اليه برقم (٢٣٢٤)

[4222] طريق ابي كريب تقدم تخريجه في الزكاة باب: وصول ثواب الصدقة عن الميت اليه برقم (٢٣٢٤) وطريق الحكم بن موسى تقدم تخريجه في الزكاة باب: وصول ثواب الصدقة عن الميت اليه برقم (٢٣٢٤) وطريق امية بن بسطام وطريق ابي بكر بن ابي شيبة تفرد بهما مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٨٣) وبرقم (١٦٨٩٠)

کی حدیث نمبر ۱۲ میں گزرا ہے، اور شعیب اور جعفر کی حدیث میں، اوپر کی ابن بشر کی روایت کی طرح ہے، کیا اس کو اجر ملے گا؟

فائدہ:...... ان دونوں حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے، اگر میت کی اولاد اس کی طرف سے صدقہ کرے، تو صدقہ کرنے والے کی طرح میت کو بھی ثواب ملے گا، اور بقول حافظ ابن تیمیہ، یہ بات اس آیت کے منافی نہیں ہے، کہ ﴿لیس للانسان الا ما سعیٰ﴾ انسان اپنی ہی محنت اور کاوش کا مالک یا حقدار ہے، دوسرا کوئی اس کا حقدار یا مالک نہیں ہے، کیونکہ اگر مالک اور حقدار اپنی چیز دوسرے کو اپنی خوشی اور مرضی سے دے دے، تو دوسرا اگرچہ اس کا مالک یا حقدار نہیں تھا، لیکن وہ اس کے دینے سے اب اس سے فائدہ اٹھالے گا، جیسا کہ ہم نماز جنازہ میں اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں، یا التحیات میں سب نیک بندوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں، تو ان کا فائدہ سب کو پہنچتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نفی استحقاق اور ملکیت کی ہے، نفع اٹھانے کی نفی نہیں ہے۔ (فتاوی ابن تیمیہ، ج ۲۴، ص ۳۶۷۔ مجموعۃ اور مسائل المنیریۃ، ج ۳، ص ۲۰۹)

۳...... بَاب: مَا يَلْحَقُ الْإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ

باب ۳: انسان کی وفات کے بعد جو ثواب اس کو ملتا ہے

[4223] ۱۴-(۱۶۳۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)).

[4223]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان جب فوت ہو جاتا ہے، اس کا عمل بند ہو جاتا ہے، مگر تین صورتوں میں، جاری رہنے والا صدقہ، علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے، اولاد جو اس کے حق میں دعا کرتی ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان اپنی زندگی میں نیک عمل کرتا ہے، وہ اگرچہ اس کے مرنے پر ختم ہو جاتا ہے، لیکن اگر اس عمل کے اثرات وثمرات اس کے بعد بھی قائم رہتے ہیں، تو اس کو اس کا اجر وثواب ملتا رہتا ہے، خاص کر اولاد اگر وہ اس کی صحیح دین کے مطابق تربیت کرتا ہے، اور اس کے نتیجہ میں، وہ اس کے حق میں دعا یا صدقہ وخیرات کرتی ہے، تو اس کا اجر، اس کو ملتا رہتا ہے، یا اس نے کوئی دینی اور علمی کتاب چھوڑی، اس نے تعلیم وتدریس کے ذریعہ، اہل علم پیدا کیے، کوئی دینی مدرسہ یا مسجد بنائی، وعظ وتبلیغ کے ذریعہ لوگوں میں دین پر عمل کرنے کا جذبہ ابھارا، گویا ہر وہ کام جس کے نتائج وثمرات پائدار ہیں، اور اس کے بعد قائم رہیں گے، ان کی موجودگی تک اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

[4223] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الاحکام باب: فی الوقف برقم (۱۳۷۶) والنسائی فی (المجتبی) فی الوصایا باب: فضل الصدقة عن المیت برقم ۶/ ۲۵۱۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۷۵)

٤...... بَاب: الْوَقْفِ

باب ٤: وقف

[4224] ١٥-(١٦٣٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَأْمِرُهُ فِيهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ أَنْفَسُ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ ((إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا)) قَالَ فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُبْتَاعُ وَلَا يُورَثُ وَلَا يُوهَبُ قَالَ فَتَصَدَّقَ عُمَرُ فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ مُحَمَّدًا فَلَمَّا بَلَغْتُ هٰذَا الْمَكَانَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ قَالَ مُحَمَّدٌ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَأَنْبَأَنِي مَنْ قَرَأَ هٰذَا الْكِتَابَ أَنَّ فِيهِ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا.

[4224]- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں زمین ملی، تو وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اس کے بارے میں مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوئے، اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے خیبر میں زمین ملی ہے، مجھے کبھی اس سے زیادہ پسندیدہ مال نہیں ملا، تو آپ ﷺ مجھے اس کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو اس کے اصل کو روک رکھو اور اس کے علاوہ (منافع) صدقہ کر دو۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ کر دیا، اس شرط کے ساتھ کہ اس کے اصل کو بیچا یا خریدا نہیں جائے گا، اور نہ اس کا کوئی وارث بنے گا، اور نہ اسے ہبہ کیا جا سکے گا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فقراء، رشتہ داروں، اللہ کی راہ، مسافروں اور مہمانوں کے لیے صدقہ کر دیا، اور کہا، جو شخص اس زمین کا انتظام کرے گا، اس پر

[4224] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشروط باب: الشروط في الوقف برقم (٢٧٣٧) وفي الوصايا باب: الوقف كيف يكتب برقم (٢٧٧٢) وفي باب: الوقف للغني والفقير والضيف برقم (٢٧٧٣) وابو داود في (سننه) في الوصايا باب: ما جاء في الرجل يوقف الوقف برقم (٢٨٧٨) والترمذي في (جامعه) في الاحكام باب: في الوقف برقم (١٣٧٥) والنسائي في (المجتبى) في الحباس باب: كيف يكتب الحبس وذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه ٦/ ٢٣٠ و ٢٣١ و ٦/ ٢٣١ و برقم ٦/ ٢٣١- وابن ماجه في (سننه) في الصدقات باب: من وقف برقم (٢٣٩٦) انظر (التحفة) برقم (٧٧٤٢)

کوئی تنگی یا گناہ نہیں ہے کہ وہ معروف طریقہ کے مطابق اس سے کھائے یا دوست و احباب کو کھلائے، ہاں اس کو مال جمع کرنے کا ذریعہ نہ بنائے، ابن عون کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث محمد بن سیرین کو سنائی تو جب میں غیر متمول فیه، اس کو مال جمع کرنے کا ذریعہ نہ بنائے پر پہنچا، تو محمد نے کہا، غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مالاً، اس کو اپنا اصل مال نہ سمجھے، اور ابن عون کہتے ہیں، جس نے یہ تحریر پڑھی تھی، اس نے مجھے بتایا، اس میں غیر مَتَأَثِّلٍ مالاً ہے۔

فوائد: ...... ❶ یہ زمین جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ملی تھی، وہ ان کا غنیمت سے حصہ تھا، اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنا ثمغ نامی مدینہ میں نخلستان بھی وقف کر دیا تھا، بعض راویوں نے اس ثمغ کو خیبر والی زمین قرار دیا ہے، جو درست نہیں ہے، یہ دونوں الگ الگ زمینیں ہیں۔ (تفصیل کے لیے، وفاء الوفاء، امام سمھودی، ج ۴، ص ۱۱۲۶، طبع مدینہ منورہ دیکھئے) ❷ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، کسی اہم کام کے لیے اہل علم اور اہل فضل سے مشورہ کرنا اچھا ہے، اور مشیر کو بھی اچھا مشورہ ہی دینا چاہیے۔ ❸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ کے مطابق اپنی زمین وقف کر دی، اور خود ہی اس کے نگران اور متولی رہے اور اپنی زندگی کے آخری ایام میں، اس وقف کی صورت کو تحریر کر دیا، جس کے لیے سرخ چمڑا (ادیم احمر) استعمال کیا گیا۔ ❹ وقف کی دو صورتیں ہیں (ا)۔ آدمی اپنی چیز کی اصل یا ذات وقف کر دے، جس سے رفاہ عامہ کا کام لیا جائے، مثلاً کوئی زمین مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ کے طور پر وقف کر دی، اب یہ بالاتفاق ہمیشہ کے لیے وقف ہو جائے گی، واقف کا رجوع یا اس کو فروخت کرنا، کسی کو ھبہ کرنا، یا کسی کا اس کا وارث بننا جائز نہیں ہوگا۔ (ب) شے کی ذات اور اصل وقف نہ کرے، اس کے فوائد اور منافع وقف کر دے، کہ اس گھر کا کرایہ یا اس زمین کی پیداوار فلاں مد میں صرف ہوگی، جمہور فقہاء کے نزدیک یہ چیز ہمیشہ کے لیے وقف ہو جائے گی، اور اس حدیث کے مطابق، واقف کا رجوع، یا اس کو بیچنا یا ہبہ کرنا یا وراثت کا جاری ہونا جائز نہیں ہوگا، ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کا یہی موقف ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک بعض صورتوں میں مثلاً یہ کہے کہ میری اس زمین کی پیداوار فلاں مد کے لیے ہے، تو واقف کا رجوع اور اس کا بیچنا، ہبہ کرنا، وراثت کا جاری ہونا جائز ہوگا، لیکن اگر قاضی اس وقف کو وقف لازم قرار دے دے، تو وقف لازم ہو جائے گا، یا یوں کہے، یہ میری زندگی میں وقف ہے، اور میری موت کے بعد صدقہ ہے، تو پھر وقف لازم ہوگا، لیکن جمہور کے نزدیک وقف ہر صورت میں لازم اور ابدی ہوگا، اور ان شروط و مصارف کی پابندی کی جائے گی، جو واقف نے طے کی ہیں اور اکثر حنفی علماء جمہور کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔ (تکملہ، ج ۲، ص ۱۲۴) ❺ وقف کا متولی یا منتظم وقف کی آمدنی سے دستور کے مطابق اپنی ضروریات پوری کرسکتا ہے، اور گھر میں آنے والے دوست و احباب کو بھی اس سے کھلا سکتا ہے۔

[4225] (...) وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كُلُّهُمْ

[4225] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٠٠)

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيرَ أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ وَأَزْهَرَ انْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهِ ((أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ)) وَلَمْ يُذْكَرْ مَا بَعْدَهُ وَحَدِيثُ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ فِيهِ مَا ذَكَرَ سُلَيْمٌ قَوْلُهُ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ مُحَمَّدًا إِلَى آخِرِهِ.

[4225]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سندوں سے، ابن عون کی مذکورہ بالا سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ ابن ابی زائدہ اور ازہر کی حدیث اس پر ختم ہوگئی ہے، ''یا دوست کو کھلائے لیکن مال کو جمع کرنے کا ذریعہ نہ بنائے۔'' اور بعد والا حصہ بیان نہیں کیا گیا، اور ابن عدی کی روایت میں سُلَیم نے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے یہ حدیث محمد کو سنائی، آخر تک موجود ہے۔

فائدہ:...... سُلَیم سے مراد، سلیم بن اخضر ہے جو ابن عون کا شاگرد ہے، اور ابن عدی کا ساتھی ہے، جس کی روایت سب سے پہلے بیان کی گئی ہے۔

[4226] (١٦٣٣) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنْ عُمَرَ قَالَ أَصَبْتُ أَرْضًا مِنْ أَرْضِ خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا أَحَبَّ إِلَيَّ وَلَا أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ فَحَدَّثْتُ مُحَمَّدًا وَمَا بَعْدَهُ.

[4226]۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے خیبر میں زمین ملی، تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا، مجھے زمین ملی ہے، مجھے کوئی مال اس سے زیادہ مجھے محبوب اور میرے نزدیک اس سے زیادہ نفیس وعمدہ نہیں ملا، آگے ابن عون کے مذکورہ بالا شاگردوں کی طرح حدیث بیان کی، اور یہ نہیں بیان کیا، میں نے یہ حدیث محمد کو سنائی، اور اس کے بعد کا حصہ۔

٥...... بَابٌ: تَرْكِ الْوَصِيَّةِ لِمَنْ لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ

باب ٥: اس کا وصیت نہ کرنا، جس کے پاس لائق وصیت کوئی چیز نہیں ہے

[4227] ١٦۔(١٦٣٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ

[4226] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الاحباس كيف يكتب الحبس وذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه برقم (٣٥٩٩) وبرقم (٣٦٠٠) وفي باب حبس المشاع برقم (٣٦٠٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٥٥٧)

[4227] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوصايا باب: الوصايا برقم (٢٧٤٠) وفي المغازي ←

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى هَلْ أَوْصَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَا قُلْتُ فَلِمَ كُتِبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْوَصِيَّةُ أَوْ فَلِمَ أُمِرُوا بِالْوَصِيَّةِ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ۔

[4227]۔طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟ انہوں نے جواب دیا، نہیں، میں نے پوچھا، تو مسلمانوں پر وصیت کرنا کیوں فرض قرار دیا گیا، یا انہیں وصیت کرنے کا کیوں حکم دیا گیا؟ انہوں نے کہا، آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب کے بارے میں وصیت فرمائی تھی۔

فائدہ:......حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا کہ سائل کا مقصد، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خلافت کی وصیت یا اہل بیت کے بارے میں اموال کے بارے میں وصیت کے متعلق پوچھنا ہے، کیونکہ شیعہ اس کا بہت پرچار کرتے تھے، اس لیے، انہوں نے نفی میں جواب دیا، وگرنہ آپ نے بہت سی چیزوں کے بارے میں وصیت فرمائی ہے، اور کتاب اللہ کے بارے میں وصیت سے مراد، آپ ﷺ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے، ﴿ترکتُ فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم به کتاب الله﴾، میں تم میں ایسی چیز چھوڑ چلا ہوں، اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑو گے، گمراہ نہیں ہوگے، یعنی اللہ کی کتاب۔

[4228] ۱۷۔(. . .)و حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قُلْتُ فَكَيْفَ أُمِرَ النَّاسُ بِالْوَصِيَّةِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ قُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْوَصِيَّةُ.

[4228]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت دو اساتذہ کی سندوں سے، مالک بن مغول ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، وکیع کی حدیث میں ہے، میں نے پوچھا، تو لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں دیا گیا؟ اور ابن نمیر کی روایت ہے، میں نے پوچھا، مسلمانوں پر وصیت کیسے فرض کر دی گئی؟

فائدہ:......جمہور کے نزدیک وصیت کرنا فرض نہیں ہے، اس کا انحصار ضرورت پر ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے، اور ممکن ہے کہ طلحہ بن مصرف اس کو فرض سمجھتے ہوں۔

← باب: مرض النبي ﷺ ووفاته برقم (٤٤٦٠) وفي باب: فضائل القرآن باب: الوصاة بكتاب الله عزوجل برقم (٥٠٢٢) اخرجه الترمذي في (جامعه) في الوصايا، برقم (٢١١٩) والنسائي في المجتبى) في الوصايا، برقم ٦/ ٢٤٠۔ وابن ماجه في (سننه) في الوصايا، برقم (٢٦٩٦) انظر (التحفة) برقم (٥١٧٠)

[4228] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٠٣)

[4229] ١٨ـ(١٦٣٥)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَا حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ.

[4229]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا اور نہ درہم، نہ بکری، نہ اونٹ، اور نہ کسی (مالی چیز) کے بارے میں وصیت کی۔

فائدہ:......**حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد مال کے بارے میں یا خلافت کے بارے میں صریح وصیت کا انکار کرنا ہے، وگرنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں آپ نے اشارہ اور کنایہ سے وصیت فرمائی ہے۔**

[4230] (...)وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنْ جَرِيرٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسٰى وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4230]۔امام صاحب اپنے چار اساتذہ کی دوسندوں سے، اعمش سے ہی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4231] ١٩ـ(١٦٣٦)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتٰى أَوْصٰى إِلَيْهِ فَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلٰى صَدْرِي أَوْ قَالَتْ حَجْرِي فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حَجْرِي وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ مَاتَ فَمَتٰى أَوْصٰى إِلَيْهِ.

[4231]۔اسود بن یزید بیان کرتے ہیں، لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے

[4229] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الوصايا باب: ما جاء فيما يومر به من الوصية برقم (٢٨٦٣) والنسائی فی (المجتبى) فی الوصايا باب: هل اوصى النبی ﷺ ٦/ ٢٤٠۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الوصايا باب: هل اوصى رسول الله ﷺ برقم (٢٦٩٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٦١٠)

[4230] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٤٢٠٥)

[4231] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الشروط باب: الوصايا برقم (٢٧٤١) وفی المغازی باب: مرض النبی ﷺ ووفاته برقم (٤٤٥٩) والنسائی فی (المجتبى) فی الوصايا باب: هل اوصى النبی ﷺ برقم (٣٦٢٤) وبرقم (٣٦٢٥) وابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز باب: ما جاء فی ذكر مرض رسول الله ﷺ برقم (١٦٢٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٧٠)

كتاب الوصية

میں آپ نے وصیت فرمائی تھی، تو انہوں نے کہا، انھیں کب وصیت کی؟ میں نے آپ ﷺ کو اپنے سینے کا سہارا دیا ہوا تھا، یا کہنے لگیں، آپ میری گود میں ٹیک لگائے ہوئے تھے، تو آپ نے تھال منگوایا اور میری گود میں گر گئے، اور مجھے پتہ نہ چل سکا، کہ آپ فوت ہو گئے ہیں، تو آپ نے انہیں کب وصیت کی؟

مفردات الحدیث

✲ انخنث: آپ کے اعضاء ڈھیلے پڑ گئے، آپ جھک گئے۔

فائدہ:...... رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصی ہونے کا پرچار کرتے تھے، اس لیے لوگ، صحابہ کرام سے اس کے بارے میں سوال کرتے تھے، تو صحابہ کرام اس کی تردید فرماتے، حتیٰ کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی تردید منقول ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے موقعہ پر کہا، اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس امارت کے بارے میں کوئی وصیت نہیں کی۔ (فتح الباری، ج ۵، ص ۴۴۴)

مولانا مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی، ج ۳، ص ۲۳۰ پر نقل کیا، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے کہا، آپ ہم پر خلیفہ کیوں مقرر نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا، میں کیسے خلیفہ مقرر کروں، تفصیل کے لیے تکملہ ج ۲ ص ۱۳۱، ۱۳۳ دیکھیے۔

[4232] ٢٠-(١٦٣٧) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصَى فَقُلْتُ يَاابْنَعَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ ((ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدِي)) فَتَنَازَعُوا وَمَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ وَقَالُوا مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ قَالَ ((دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ أُوصِيكُمْ بِثَلَاثٍ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ)) قَالَ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَهَا فَأُنْسِيتُهَا قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ إِبْرَاهِيمُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

[4232]۔ امام صاحب اپنے کئی اساتذہ سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرتے ہیں، انہوں نے

[4232] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: جوائز الوفد وباب: هل يستشفع الى اهل الذمة ومعاملتهم برقم (٣٠٥٣) وفي الجزية والموادعة باب: اخراج اليهود من جزيرة العرب برقم (٣١٦٨) وفي المغازي باب: مرض النبي ﷺ ووفاته برقم (٤٤٣١) وابو داود في (سننه) في الخراج والامارة والفي باب: في اخراج اليهود من جزيرة العرب برقم (٣٠٢٩) انظر (التحفة) برقم (٥٥١٧)

کہا، جمعرات کا دن، جمعرات کا دن کس قدر سنگین تھا، پھر وہ رو پڑے، حتی کہ ان کے آنسوؤں سے کنکریاں تر ہو گئیں، میں نے پوچھا، جمعرات کے دن سے کیا مقصد ہے؟ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوات کتاب لاؤ، میں تمہیں تحریر کر دوں، میرے بعد تم پریشان نہیں ہو گے، یا غلطی نہیں کرو گے۔'' تو صحابہ کرام میں اختلاف پیدا ہو گیا، اور نبی کے پاس جھگڑا کرنا مناسب نہیں ہوتا، اور کہنے لگے، آپ کا کیا معاملہ ہے؟ کیا آپ ہمیں چھوڑ رہے ہیں، آپ سے پوچھ لو، آپ نے فرمایا، ''مجھے رہنے دو، میں جس سوچ و فکر میں ہوں، بہتر ہے، میں تمہیں تین چیزوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، مشرکوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا، آنے والوں کو اس طرح تحفے تحائف دینا، جیسے میں دیتا تھا، سعید بن جبیر، تیسری چیز سے خاموش ہو گئے، یا انہوں نے بتائی میں (سلیمان احول) وہ بھول گیا ہوں، امام مسلم کے شاگرد ابواسحاق ابراہیم کہتے ہیں، ہمیں یہ روایت، حسن بن بشیر نے سفیان سے سنائی۔

مفردات الحديث ❊ **اَهَجَرَ:** کیا آپ ہمیں داغ مفارقت دینا چاہتے ہیں، یعنی یہ لفظ هَجْرٌ سے ماخوذ ہے، هُجْرٌ سے ماخوذ نہیں ہے، جس کا معنی ہوتا ہے، بیماری کی حالت میں غیر شعوری گفتگو کرنا اور بے ربط باتیں کرنا، ظاہر ہے اگر یہ مقصود ہوتا، تو پھر استفهموه، آپ سے وضاحت کہنے کی کیا ضرورت تھی، اور اگلی روایت کے الفاظ، قالو ان رسول الله يهجر: آپ داغ مفارقت دینا چاہتے ہیں، میں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

فائدہ: ...... تیسری چیز جسے حضرت سعید بن جبیر نے بیان نہیں کیا، یا سلیمان بھول گیا، اس کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کے بقول وصیت بالقرآن ہے، بعض کے نزدیک حضرت اسامہ کے لشکر کی تیاری اور اہتمام ہے، بعض کے نزدیک ((لا تتخذوا قبری وثنا يُعْبد)) ہے، میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنا لینا، اور بعض کے نزدیک نماز اور غلام، لونڈیوں کے بارے میں تاکید ہے، (حدیث کی تشریح آخر میں آ رہی ہے۔)

[4233] ٢٠ ـ (١٦٣٧) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ اَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ جَعَلَ تَسِيلُ دُمُوعُهُ حَتّٰى رَأَيْتُ عَلٰى خَدَّيْهِ كَأَنَّهَا نِظَامُ اللُّؤْلُؤِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ائْتُونِي بِالْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ أَوْ اللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا)) فَقَالُوا إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَهْجُرُ.

[4233]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، جمعرات کا دن، جمعرات کا دن بھی کیا ہی عجیب تھا، پھر ان کے آنسو جاری ہو گئے، سعید کہتے ہیں، میں نے آنسوؤں کو ان کی رخساروں پر اس طرح دیکھا، گویا کہ وہ موتیوں کی لڑی ہے، ابن عباس

[4233] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٥٢٤)

نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس شانے کی ہڈی اور دوات یا تختی اور دوات لاؤ، میں تمہیں ایک تحریر لکھوا دوں، اس کے بعد تم ہرگز سرگرداں نہیں ہو گے۔'' تو صحابہ نے سمجھا، آپ ﷺ داغ مفارقت دے رہے ہیں۔

[4234] ٢٢۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا و قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّونَ بَعْدَهُ)) فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالِاخْتِلَافَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُومُوا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

[4234]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت آ پہنچا، اور گھر میں بہت سے افراد تھے، جن میں عمر بن خطاب بھی تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''آؤ، میں تمہیں ایک تحریر لکھوا دوں، اس کے بعد تم حیران نہیں ہو گے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، رسول اللہ ﷺ شدید بیمار ہیں، اس لیے آپ کو لکھوانے کی زحمت نہیں دینی چاہیے) اور تمہارے پاس قرآن مجید موجود ہے، ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے، اس کی موجودگی میں ہم سرگرداں اور حیران نہیں ہوں گے) تو گھر والوں میں اختلاف پیدا ہو گیا، وہ آپس میں جھگڑنے لگے، ان میں سے کوئی کہہ رہا تھا، مطلوبہ چیز مہیا کرو، رسول اللہ ﷺ ایسی تحریر لکھوا دیں، جس سے تم بعد میں پریشانی یا غلطی سے بچ سکو گے، اور ان میں سے بعض حضرت عمر کی ہمنوائی کر رہے تھے، تو جب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضرین کا شور اور اختلاف بڑھ گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھ جاؤ۔'' عبید اللہ کہتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے، مصیبت، مکمل مصیبت، ان کا وہ اختلاف اور شور ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے اس ارادہ کے درمیان حائل ہوا، کہ آپ انہیں ایک تحریر لکھوا دیں۔

[4234] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العلم باب: كتابة العلم برقم (١١٤) وفي المغازي باب: مرض النبي ﷺ ووفاته برقم (٤٤٣٢) وفي المرض باب: قول المريض: قوموا عني برقم (٥٦٦٩) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب: كراهية الاختلاف برقم (٧٣٦٦) انظر (التحفة) برقم (٥٨٤١)

مفردات الحدیث ❶ رزیّت، مصیبت۔ ❷ لَغَطٌ، شور شرابا۔

فائدہ :...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خیال یہ تھا کہ آپ بالترتیب خلفاء کی خلافت تحریر کروا دیتے، تو بعد والے جو جھگڑے کھڑے ہوئے، اور صحابہ میں جنگ تک نوبت پہنچی، ہم اس سے بچ جاتے، لیکن کبار صحابہ نے یہ سمجھا کہ دین کی تکمیل کے بعد، کوئی نئی بات تو آپ ﷺ نے لکھوانی نہیں ہے، پہلی باتوں کی تاکید اور توثیق ہی ہو گی یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا، آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں لکھوائیں گے اور اس کے بارے میں ہمارے اندر کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ اس کا آپ نے پہلے اظہار فرمایا تھا کہ اے عائشہ: ادعی لی اباك ابا بكر و اخاك۔ میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ، تاکہ میں انہیں ایک تحریر لکھ دوں، کیونکہ مجھے خدشہ ہے، کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا، اور کہنے والا کہے گا، میں زیادہ لائق اور حقدار ہوں، اور اللہ اور مومن، ابوبکر کے سوا کسی کو قبول نہیں کریں گے۔ (مسلم، ج ۲، ص ۲۷۳، طبعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی۔)

نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خیال تھا، آپ ﷺ پہلے ہی شدید بیمار ہیں، اس لیے آپ کو مزید تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے، پھر آپ نے بھی تحریر پر اصرار نہیں فرمایا، اگر لکھوانا ضروری ہوتا تو آپ کسی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے اور لکھوا کر رہتے، جیسا کہ صلح حدیبیہ، سب کی مخالفت کے علی الرغم، کفار کی شروط پر ہی کر لی تھی، نیز یہ واقعہ جمعرات کو پیش آیا، اور آپ کی وفات سوموار کے دن ہوئی، اگر تحریر ضروری ہوتی، تو آپ نے ان دنوں اور وصیتیں کی ہیں، بلکہ ہفتہ کے دن، منبر پر بیٹھ کر خطاب بھی فرمایا ہے، تو آپ ان دنوں میں لکھوا دیتے، اور پھر عام طور پر مخاطب گھر کے افراد ہوتے ہیں، تو حضرت علی آگے پیچھے یہ کام کروا سکتے تھے، بلکہ مسند احمد میں تو ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا، کہ میں ایک طبق لے کر آؤں، جس پر آپ ایسی چیز لکھوا دیں، جس کے بعد آپ کی امت سرگرداں نہیں ہوگی۔ (مسند احمد، ج ۱، ص ۹۰، طبع بیروت)

بہر حال حضرت عمر نے یہ بات آپ ﷺ سے محبت اور آپ کو تکلیف سے بچانے کے لیے کہی، آپ کے حکم کا انکار مقصود نہیں تھا، جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب قریش نے آپ کے نام کے ساتھ، رسول اللہ (ﷺ) لکھنے پر اعتراض کیا، تو آپ نے حضرت علی سے فرمایا، رسول اللہ (ﷺ) کا لفظ کاٹ کر، محمد بن عبد اللہ لکھ دو، تو حضرت علی کہنے لگے، واللّٰه لا امحوك ابداً، اللہ کی قسم میں کبھی رسول اللہ (ﷺ) کا لفظ نہیں مٹاؤں گا، تو کیا یہ انکار تعظیم و محبت کی بنا پر تھا یا عناد و انکار کی خاطر، اس لیے اس واقعہ کو صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کا ذریعہ بنانا، صحابہ دشمنی کا شاخسانہ ہے، وگرنہ اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

حدیث نمبر 4235 سے 4253 تک

٢٧...... كِتَابُ النَّذْرِ

٢٧. کتاب النذر

نذر (ن،ض) جو چیز انسان کے ذمہ لازم نہیں ہے، اس کا اپنے لیے لازم ٹھہرانا، لیکن یہ صرف ان چیزوں کے بارے میں ہوسکتا ہے، جو جائز ہیں، یہ نذر (منت) مطلقاً بھی ہوسکتی ہے، مثلاً کوئی انسان، کسی دن روزہ رکھنے کی منت مان لے، اور کسی سبب اور واقعہ کے پس منظر میں بھی، مثلاً کوئی کہے، اگر اللہ ہمارے بیمار کو صحت بخش دے، تو میں ہفتہ بھر روزے رکھوں گا، یا ایک بکرا یا گائے صدقہ میں دوں گا۔

١...... بَاب: الْأَمْرِ بِقَضَاءِ النَّذْرِ

باب ١: نذر پوری کرنے کا حکم

[4235] ١ - (١٦٣٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَاقْضِهِ عَنْهَا)).

[4235]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس نذر کے بارے میں دریافت کیا، جو ان کی والدہ کے ذمہ تھی، اور وہ اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہوگئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے اس کی طرف سے پورا کرو۔''

[4235] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوصايا باب: ما يستحب لمن توفي فجأة ان يتصدقوا عنه وقضاء النذر عن الميت برقم (٢٧٦١) وفي الايمان والنذور باب: من مات وعليه نذر برقم (٦٦٩٨) وفي الحيل باب: في الامانة وان لا يفرق بين مجتمع ولا يجمع بين متفرق خشية الصدقة برقم (٦٩٥٩) اخرجه ابو داود في (سننه) في الايمان والنذور باب: في قضاء النذر عن الميت برقم (٣٣٠٧) والترمذي في (جامعه) في الايمان والنذور باب: ما جاء في قضاء النذور عن الميت برقم (١٥٤٦) والنسائي في (المجتبى) في الوصايا باب: فضل ←

[4236] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ اللَّيْثِ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ.

[4236]۔ امام صاحب اپنے اساتذہ کی پانچ سندوں سے، زھری ہی کی مذکورہ بالا سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مورث نے اگر کوئی نذر مانی ہو، تو اس کے نیک طینت وارث، اس کو پورا کرنا اپنی ذمہ داری تصور کرتے ہیں، اس مقصد کے تحت، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تھا، اور انہیں کے تصور کے مطابق آپ نے ان کو نذر پوری کرنے کا حکم دیا تھا، اس لیے سوال کے جواب میں امر کا صیغہ، فقہی اور قانونی فرضیت پر دلالت نہیں کرتا، اس لیے جمہور فقہاء کے نزدیک وارث پر نذر پوری کرنا فرض نہیں ہے، بہتر یہی ہے کہ اس کو پورا کرے، اور اگر نذر کا تعلق مال سے ہو اور ترکہ میں مال موجود ہو، تو پھر اس کا پورا کرنا فرض ہے، اور کیا وارث ہر قسم کی نذر، اس کا تعلق مال سے ہو، یا بدن سے پوری کر سکتا ہے؟ یا اس میں کوئی قید ہے؟ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(ا) اگر نذر کا تعلق خالص مال سے ہے، مثلاً صدقہ کی نظر ہے، تو امام شافعی کے نزدیک، اس کا پورا کرنا فرض ہے، اگر ترکہ کے تہائی سے پوری ہو سکتی ہے، وگرنہ فرض نہیں ہے، اور احناف کے نزدیک، اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو اور تہائی ترکہ سے پورا کرنا ممکن ہو تو پھر فرض ہے، اگر وصیت نہیں کی، تو پھر فرض نہیں ہے، امام مالک کا بھی یہی موقف ہے۔

(ب) اگر نذر کا تعلق محض بدن سے ہو، مثلاً نماز، تو بالاتفاق اس کو پورا کرنا درست نہیں، اگر روزہ ہے، تو امام احمد کے نزدیک وارث روزہ رکھ سکتا ہے، لازم نہیں ہے، حالانکہ روایت کا صریح تقاضا روزہ رکھنا ہے، لیکن باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عبادات بدنیہ میں نیابت جائز نہیں ہے، اس لیے وارث روزہ نہیں رکھ سکتا، فدیہ ادا کرے گا، علامہ تقی لکھتے ہیں، نماز اور روزہ دونوں کی جگہ فدیہ دے گا۔ (تکملہ، ج۲، ص ۱۵۱)۔

← الصدقة عن الميت برقم ٦/ ٢٥٣ و ٢٥٤ وفي باب: ذكر الاختلاف على سفيان ٦/ ٢٥٤ وفي الايمان والنذور باب: من مات وعليه نذر ٧/ ٢٠ وبرقم (٧/ ٢١۔ وابن ماجه في (سننه) في الكفارات باب: من مات وعليه نذر برقم (٢١٣٢) انظر (التحفة) برقم (٥٨٣٥)
[4236] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢١١)

معلوم نہیں، ان حضرات کے نزدیک نماز کا فدیہ کیا ہے، اور کس دلیل کی بنا پر میت کی طرف سے بلا نذر ہی قرآن مجید پڑھنے کی اجازت ہی نہیں ترغیب دیتے ہیں، کیا وہ عبادت بدنی نہیں ہے، رہی تاویل کہ یہ اھداء ثواب ہے، تو اس کے لیے دلیل کی ضرورت ہے، یہ کوئی نیا کام تو ہے نہیں کہ قیاس چل سکے۔

(ج) اگر عبادت بدنی مالی ہو، جیسے حج تو پھر جمہور کے نزدیک یہاں نیابت درست ہے، اگر ترکہ چھوڑا ہے اور اس کے تہائی سے حج ہو سکتا ہے، اور میت نے وصیت کی ہو، تو پھر اس کا پورا کرنا فرض ہے، وگرنہ مستحب ہے فرض نہیں، لیکن امام مالک کے نزدیک بقول علامہ تقی جائز نہیں ہے، جبکہ امام باجی نے لکھا ہے، جائز ہے۔ (المنتقی، ج ۳، ص ۲۳۰)

مالی نذر، روزہ کی نذر اور حج کی نذر کا وارث کا پورا کرنا، ان کے دلائل احادیث میں موجود ہیں، لیکن کسی نے نماز پڑھنے کی نذر مانی ہو تو اس کی دلیل موجود نہیں ہے، بلکہ بعض صحابہ سے اس کی ممانعت منقول ہے، اس لیے جس کام کی دلیل مل جائے، وہ قابل عمل ہے، محض قیاس سے کام لینا درست نہیں ہے، کیونکہ وہ کام جو عبادات سے تعلق رکھتے ہیں، ان میں صریح دلیل کی ضرورت ہے، محض قیاس کافی نہیں ہے، اور اہدائے ثواب وہیں ہو سکتا ہے جہاں نیابت ممکن ہو، روزہ اور حج میں نیابت ثابت ہے، نماز، قراءت قرآن میں ثابت نہیں ہے۔

۲...... بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ وَأَنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا

باب ۲: نذر سے روکنا، اور نذر کسی (مصیبت کو) نہیں لوٹاتی

[4237] ۲-(۱۶۶۳۹) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا و قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا يَنْهَانَا عَنِ النَّذْرِ وَيَقُولُ ((إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الشَّحِيحِ)).

[4237]۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمیں نذر سے روکنے لگے، آپ کہہ رہے تھے، ''وہ کسی چیز کو ٹالتی نہیں ہے، اس کے ذریعہ تو بس بخیلوں اور کنجوسوں سے مال نکلوایا جاتا ہے۔''

فائدہ:...... اس حدیث کا مقصد اس نذر سے روکنا ہے، جو مشروط ہوتی ہے، جسے نذر معلق کہتے ہیں، مثلاً کوئی

[4237] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی القدر باب: الغاء العبد النذر الی القدر برقم (٦٦٠٨) وفی الایمان والنذور باب: الوفاء بالنذر برقم (٦٦٩١) وابو داود فی (سننه) فی الایمان والنذور باب: النهی عن النذور برقم (٣٢٨٧) والنسائی فی (المجتبی) فی الایمان والنذور باب: النهی عن النذر برقم (٧/ ١٦) وفی باب: النذر لا یقدم شیئا ولا یوخره برقم (٣٨١٢) وابن ماجه فی (سننه) فی الکفارات باب: النهی عن النذر برقم (٢١٢٢) انظر (التحفة) برقم (٧٢٨٧)

کہے، اگر اللہ نے ہمارے مریض کو شفا بخشی تو ہم بکرا صدقہ کریں گے، یا یوں عقیدہ رکھے کہ نذر سے مصیبت ٹل سکتی ہے، اور یہ تقدیر الٰہی پر اثر انداز ہوتی ہے، اس لیے آپ نے فرمایا: ''یہ کسی تقدیر کو نہیں ٹالتی، بلکہ اس کے ذریعہ کنجوس سے کچھ نکلوایا جاتا ہے۔

[4238] ٣-(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنَّهُ قَالَ النَّذْرُ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُهُ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)).

[4238]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نذر کسی چیز کو مقدم یا مؤخر (آگے پیچھے) نہیں کرتی، اس کے ذریعہ تو بس بخیل سے مال نکلوایا جاتا ہے۔''

[4239] ٤-(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ ((النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي بِخَيْرٍ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)).

[4239]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نذر سے منع کیا اور فرمایا: ''وہ خیر کے لانے کا سبب نہیں ہے، اس کے ذریعہ تو بس بخیل سے مال نکلوایا جاتا ہے۔''

[4240] (. . .)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ.

[4240] امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی دوسندوں سے منصور کے واسطہ ہی سے، جریر کی طرح حدیث بیان کرتے ہیں۔

[4241] ٥-(١٦٤٠)و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَنْذِرُوا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِي مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)).

[4238] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢١٣)

[4239] تقدم تخريجه برقم (٤٢١٣)

[4240] تقدم تخريجه برقم (٤٢١٣)

[4241] تقدم

[4241]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منت نہ مانا کرو، کیونکہ نذر، تقدیر سے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی، اس کے ذریعہ تو بس بخیل سے مال نکلوایا جاتا ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر ماننے والا اس کو تقدیر کے ٹالنے کا ذریعہ تصور کرتا ہے، اس لیے صدقہ وخیرات کی منت مانتا ہے، اس غلط نظریہ کی نذر سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

[4242] ٦۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ مِنَ الْقَدَرِ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ.

[4242]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نذر ماننے سے منع فرمایا اور کہا، ''وہ تقدیر کو نہیں ٹالتی، اور اس کے ذریعہ تو صرف بخیل سے کچھ نکلوایا جاتا ہے۔''

[4243] ٧۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَرِّبُ مِنِ ابْنِ آدَمَ شَيْئًا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ قَدَّرَهُ لَهُ وَلٰكِنَ النَّذْرُ يُوَافِقُ الْقَدَرَ فَيُخْرَجُ بِذٰلِكَ مِنَ الْبَخِيلِ مَا لَمْ يَكُنِ الْبَخِيلُ يُرِيدُ أَنْ يُّخْرِجَ)).

[4243]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نذر آدم کے بیٹے کے قریب کسی ایسی چیز کو نہیں کر سکتی، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر نہ کی ہو، لیکن نذر تقدیر کے موافق ہی ہوتی ہے، تو اس طرح بخیل سے وہ کچھ نکلوالیا جاتا ہے، جسے وہ نکالنا نہیں چاہتا۔''

فائدہ :...... اللہ تعالیٰ کنجوس سے، اپنی تقدیر کے موافق منت منواتا ہے، اور وہ سمجھتا ہے، یہ کچھ نذر کے سبب حاصل ہوا، حالانکہ ایسا نہیں ہوتا ہے، تمام معاملات اللہ کی تقدیر کے مطابق سرانجام پاتے ہیں۔

[4244] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ وَعَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ كِلَاهُمَا

عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

[4242] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٠٣٠)

[4243] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٤٩)

[4244] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٤٩)

[4245] ۔امام صاحب ایک اور استاد سے عمرو بن ابی عمرو کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

٣...... بَاب لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ

باب ۳: اللہ کی معصیت کی نذر اور جس چیز کا انسان مالک نہیں، اس کے بارے میں نذر کو پورا نہیں کیا جا سکتا

[4245] ٨-(١٦٤١)وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ ثَقِيفُ حُلَفَاءَ لِبَنِي عُقَيْلٍ فَأَسَرَتْ ثَقِيفُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَسَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ وَأَصَابُوا مَعَهُ الْعَضْبَاءَ فَأَتَى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْوَثَاقِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَأَتَاهُ فَقَالَ ((مَا شَأْنُكَ)) فَقَالَ بِمَ أَخَذْتَنِي وَبِمَ أَخَذْتَ سَابِقَةَ الْحَاجِّ فَقَالَ إِعْظَامًا لِذٰلِكَ ((أَخَذْتُكَ بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكَ ثَقِيفَ)) ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيمًا رَقِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ ((مَا شَأْنُكَ)) قَالَ إِنِّي مُسْلِمٌ قَالَ ((لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ)) ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَأَتَاهُ فَقَالَ ((مَا شَأْنُكَ)) قَالَ إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي وَظَمْآنُ فَأَسْقِنِي قَالَ ((هٰذِهِ حَاجَتُكَ)) فَفُدِيَ بِالرَّجُلَيْنِ قَالَ وَأُسِرَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأُصِيبَتِ الْعَضْبَاءُ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْوَثَاقِ وَكَانَ الْقَوْمُ يُرِيحُونَ نَعَمَهُمْ بَيْنَ يَدَيْ بُيُوتِهِمْ فَانْفَلَتَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنَ الْوَثَاقِ فَأَتَتِ الْإِبِلَ فَجَعَلَتْ إِذَا دَنَتْ مِنَ الْبَعِيرِ رَغَا فَتَتْرُكُهُ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْعَضْبَاءِ فَلَمْ تَرْغُ قَالَ وَنَاقَةٌ مُنَوَّقَةٌ فَقَعَدَتْ فِي عَجُزِهَا ثُمَّ زَجَرَتْهَا فَانْطَلَقَتْ وَنَذِرُوا بِهَا فَطَلَبُوهَا فَأَعْجَزَتْهُمْ قَالَ وَنَذَرَتْ لِلّٰهِ إِنْ نَجَّاهَا اللّٰهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ رَآهَا النَّاسُ فَقَالُوا الْعَضْبَاءُ نَاقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّهَا نَذَرَتْ إِنْ نَجَّاهَا اللّٰهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا فَأَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ بِئْسَمَا جَزَتْهَا نَذَرَتْ لِلّٰهِ إِنْ نَجَّاهَا اللّٰهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ حُجْرٍ ((لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ)).

[4245] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الایمان والنذور، برقم (٣٣١٦) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٨٤)

[4245]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنوثقیف، بنوعقیل کے حلیف (دوست) تھے، اور بنوثقیف نے رسول اللہ ﷺ کے دو ساتھیوں کو قیدی بنا لیا، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے ایک بنوعقیل کے آدمی کو قید کر لیا، اور اس کے ساتھ عَضْبَاء نامی اونٹنی بھی پکڑ لی، تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس اس حال میں پہنچے کہ وہ بندھا ہوا تھا، اس نے کہا، اے محمد! آپ ﷺ اس کے قریب ہو گئے، اور پوچھا، ''تیرا کیا معاملہ ہے؟'' تو اس نے کہا، آپ نے مجھے کیوں پکڑا ہے؟ اور سب حاجیوں سے سبقت لے جانے والی (عضباء) کو کیوں پکڑا ہے، تو آپ نے اس کی بات کو ناگوار خیال کرتے ہوئے (کہ وہ سمجھتا ہے، میں نے بدعہدی کی ہے) فرمایا: ''میں نے تجھے تیرے حلیفوں بنوثقیف کے جرم میں پکڑا ہے۔'' پھر اس کے پاس سے پلٹ گئے، تو اس نے آپ کو آواز دی، اور کہا، اے محمد! اے محمد! اور رسول اللہ ﷺ بہت مہربان، نرم دل تھے، تو آپ اس کی طرف لوٹ آئے اور اس سے پوچھا، ''تیرا کیا معاملہ ہے؟'' اس نے کہا، میں مسلمان ہوں، آپ نے فرمایا: ''اگر تو یہ بات اس وقت کہتا جب تو اپنا آپ مالک تھا، یعنی گرفتار نہیں ہوا تھا، تو تو مکمل طور پر (دنیا و آخرت) کامیاب ہو جاتا۔'' پھر آپ وہاں سے چل دیئے، تو اس نے آپ کو آواز دی، اے محمد! اے محمد! آپ اس کے پاس تشریف لائے، اور اس سے پوچھا، ''کیا بات ہے؟'' اس نے کہا، میں بھوکا ہوں، مجھے کھلایئے، اور پیاسا ہوں، مجھے پلایئے، آپ نے فرمایا: ''یہ تیری واقعی ضرورت ہے؟'' (ہم اسے پورا کرتے ہیں) پھر اس کو دو صحابہ کے عوض چھوڑ دیا گیا۔

حضرت عمران بیان کرتے ہیں (بعد میں) ایک انصاری عورت گرفتار کر لی گئی، اور (دشمن نے) عضباء اونٹنی بھی پکڑ لی، وہ عورت بندھی ہوئی تھی، اور یہ لوگ اپنے اونٹوں کو رات کو آرام کے لیے اپنے گھروں کے سامنے باندھتے تھے، تو ایک رات یہ عورت بندھن سے چھوٹ گئی اور اونٹوں کے پاس آئی (تاکہ سوار ہو کر وہاں سے نکل بھاگے) تو وہ جس اونٹ کے قریب ہونے لگتی، وہ بلبلا اٹھتا، تو وہ اسے چھوڑ دیتی، حتی کہ وہ عضباء کے پاس پہنچ گئی، تو وہ نہ بلبلائی، اور بقول راوی رام شدہ، سدھائی ہوئی اونٹنی تھی، تو وہ اس کے پچھلے حصے پر بیٹھ گئی اور اسے ڈانٹا تو وہ چل پڑی، لوگوں کو اس کا پتہ چل گیا، انہوں نے اس کا تعاقب کیا، لیکن اس نے ان کو بے بس کر دیا، راوی کہتے ہیں، اس عورت نے اللہ کے لیے یہ نذر مانی، اگر اللہ تعالیٰ نے اسے اس اونٹنی پر نجات بخش دی تو وہ اسے نحر کر دے گی، تو جب وہ مدینہ پہنچی، لوگوں نے اسے دیکھا، تو کہنے لگے، یہ تو عضباء رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ہے، تو اس عورت نے کہا، میں نے نذر مانی ہے، اگر اللہ نے اسے اس پر خلاصی بخشی، تو وہ اسے نحر کر دے گی، لوگوں نے آ کر اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کیا، تو آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! اس نے اسے بہت برا بدلہ دیا ہے، کہ اللہ کے لیے نذر مانی ہے، اگر اللہ نے اسے اس پر نجات بخشی تو وہ اسے نحر کر دے گی، گناہ کے لیے مانی جانے والی نذر پوری نہیں کی جا سکتی، اور نہ اس چیز کی نذر جس کا انسان فی الحال مالک نہیں ہے، اور

ابن حجر کی روایت ہے، ''اللہ کی نافرمانی کی نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔''

مفردات الحدیث

❶ **وَثَاق**: قید، بندھن، سرشتہ، جس سے باندھا جاتا ہے۔ ❷ **سابقة الحاج**: سفر حج میں سب سے آگے رہنے والے۔ ❸ **إعظاما لذالك**: اس قیدی کا خیال تھا، ہمارا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ ہے، حالانکہ جب ان کے حلفاء، بنوثقیف کے دو صحابہ کو قید کر لیا، تو عہد ٹوٹ گیا، اس لیے آپ نے ان کے حلیفوں بنوعقیل کا آدمی پکڑ لیا، تاکہ اس کے عوض مسلمان قیدیوں کو چھڑایا جا سکے اور ایسے ہی ہوا، اور اس کے مسلمان ہونے کے دعویٰ کے باوجود واپس کر دیا، کیونکہ صلح حدیبیہ میں یہ شرط بھی تھی، اگر ہمارا کوئی ساتھی مسلمان ہو کر آپ ﷺ کے پاس آ جائے گا، تو تم مسلمانوں کو اسے واپس کرنا ہوگا، اور اس نے تو اسلام کا اظہار بھی ایسے وقت میں کیا تھا، جب کہ وہ آزاد و خود مختار نہیں تھا، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا تھا، ''اگر تو اس بات کا اظہار خود مختار اور آزاد ہونے کی صورت میں کرتا تو کامل فلاح پاتا۔'' اور اس واقعہ میں عضباء نامی اونٹنی آپ ﷺ نے اپنے پاس رکھ لی تھی، اور اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے، قیدی کو کھانا پینا مہیا کرنا ضروری ہے۔ ❹ **يُرِيحُون انعامَهم**: مُراح، مویشیوں کا باڑہ، یعنی وہ رات کو اونٹوں کو اپنے گھروں کے سامنے بٹھاتے تھے۔ ❺ **فانفلتت**: وہ عورت ان کی قید سے خلاصی پا گئی، اور بقول امام ابن اسحاق یہ حضرت ابوذر کی بیوی تھی، جس کا نام لیلیٰ تھا، اور یہ واقعہ ۶ھ جمادی الاخری میں پیش آیا، اس صورت میں مذکورہ بالا واقعہ صلح حدیبیہ سے پہلے کا ہے، اور بنوثقیف اور ان کے حلفاء کے ساتھ الگ معاہدہ ہوا تھا، جس کو بنوثقیف نے توڑ ڈالا تھا، اب پھر دوبارہ انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا، جس میں عضباء اونٹنی بھی لے گئے اور ایک عورت کو بھی قیدی بنا لی۔ ❻ **نَاقَة مُنَوَّقَة**: رام شدہ، سدھائی ہوئی اونٹنی، جو سوار کی اطاعت گزار ہوتی ہے۔ ❼ **نَذِرو بها (س)**، ان کو اس کے بھاگنے کا علم ہو گیا، بقول بعض اس معنی کی رو سے اس فعل کا مصدر استعمال نہیں ہوتا، اور بقول بعض، نَذَارة، نَذْرة اور نذر مصدر آتے ہیں۔

فوائد:...... ❶ **بئسما ما جَزَتْها**: وہ اونٹنی جو اس کی دشمن سے خلاصی اور نجات کا سبب یا باعث بنی، اس نے اس کے اس احسان و کرم کا یہ صلہ دیا کہ اس کی قربانی کرنے کی قدر مان لی، اور اس کی موت و ہلاکت کا باعث بنی، جب وہ اس کی زندگی کا سبب بھی تھی۔ ❷ **لا وَفَاء لنذر فی معصية**: گناہ و معصیت کی نذر کو پورا کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اس صورت میں کفارہ ادا کرنا ہوگا یا نہیں، اس کے بارے میں تین نظریات ہیں:

(ا) بقول امام نووی، جس شخص نے معصیت و گناہ کی نذر مانی مثلاً شراب پیوں گا، یا کوئی اور گناہ کروں گا، اس کی نذر باطل ہوگی، اور منعقد نہیں ہوگی، اس لیے اس پر کسی قسم کا کفارہ نہیں ہے، جمہور فقہاء، امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور داؤد ظاہری کا یہی نظریہ ہے، لیکن امام احمد کے نزدیک اس پر کفارہ یمین، یعنی قسم والا کفارہ واجب ہوگا، امام احمد کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس پر کفارہ نہیں ہے، امام مسروق اور امام شعبی کا موقف بھی یہی ہے، اور حدیث مذکورہ بالا کا تقاضا بھی یہی ہے۔

تحفۃ المسلم اردو شرح
صحیح مسلم مترجم از
جلد پنجم

(ب) معصیت و گناہ کا ارتکاب تو کسی صورت میں جائز نہیں ہے، لیکن نذر معصیت ماننے والے پر قسم کا کفارہ واجب ہے، اور بقول امام ابن قدامہ، ابن مسعود، ابن عباس، عمران بن حصین، جابر، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور امام ثوری کا یہی نظریہ ہے، اس طرح امام احمد سے دونوں قول منقول ہیں۔ مغنی، ج ۹، ص ۳۔

(ج) امام ابن قدامہ کے بقول امام ابوحنیفہ، اوران کے اصحاب کا نظریہ، یہ ہے کہ نذر معصیت پر کفارہ قسم ہے، اور بقول علامہ سعیدی یہی بات صحیح ہے، اور علامہ نووی کی بات درست نہیں ہے۔ (شرح مسلم، ج ۴، ص ۵۴۷۔ ۵۴۸)

لیکن علامہ تقی عثمانی لکھتے ہیں، اگر نذر معصیت، فی نفسہ معصیت ہے، جیسے قتل کرنا، شراب نوشی، زنا اور چوری وغیرہ تو یہ نذر باطل ہے، اور منعقد نہیں ہوگی، اس لیے اس پر کسی قسم کا کفارہ نہیں ہے، اور اس حدیث کا محمل یہی ہے، لیکن وہ معصیت جو لغیرھا ہے، جیسے عید یا ایام تشریق میں سے کسی دن کے روزے کی نیت، تو یہ نذر صحیح ہے، اس لیے منعقد ہوگی، اس کو اس روزہ کی قضائی دینی ہوگی، یا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ (تکملہ ج ۲ ص ۱۶۴)

اور بقول علامہ تقی اگر نذر سے مراد قسم ہو، تو پھر چونکہ قسم توڑی ہوگی، اس لیے ہر صورت میں قسم والا کفارہ واجب ہوگا۔ (تکملہ، ج ۲، ص ۱۶۵) لیکن علامہ سعیدی نے مختلف دلائل سے علامہ تقی کی تردید کی ہے، اور علامہ ابن قدامہ کی تائید کی ہے۔ ❸ ولا فیما لا یملك: اس حدث سے ثابت ہوتا ہے، اگر کافر، مسلمان کا مال لوٹ کر لے جائیں، تو وہ ان کے ملک میں نہیں جائے گا، یعنی وہ اس کا مالک نہیں بنیں گے، کیونکہ کافر نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی عضباء لے گئے تھے، اور انہوں نے اسے اپنے گھروں کے سامنے باندھا ہوا تھا، اور دشمن کے تمام اونٹوں میں سے وہی انصاری عورت کو لے کر بھاگی تھی، لیکن آپ ﷺ نے انصار عورت کی ملکیت کو تسلیم نہیں کیا، اگر کافر، اونٹنی کے مالک بن گئے ہوتے، تو وہ اونٹنی انصاری عورت کی ملکیت میں آ جاتی، اس لیے احناف کی یہ بات درست نہیں ہے کہ اگر کافر مسلمان کا مال چھین کر، اپنے وطن وعلاقہ میں لے جائیں، تو وہ اس کے مالک بن جائیں گے، اور اس واقعہ میں اونٹنی ابھی ان کے علاقہ میں نہیں گئی تھی، حالانکہ حدیث میں صریح الفاظ موجود ہیں، کہ وہ اپنے اونٹ اپنے گھروں کے سامنے آرام کے لیے بٹھاتے تھے۔

[4246] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيِّ كِلَاهُمَا

عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ حَمَّادٍ قَالَ كَانَتْ الْعَضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ وَكَانَتْ مِنْ سَوَابِقِ الْحَاجِّ وَفِي حَدِيثِهِ أَيْضًا فَأَتَتْ عَلَى نَاقَةٍ ذَلُولٍ مُجَرَّسَةٍ وَفِي حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ وَهِيَ نَاقَةٌ مُدَرَّبَةٌ.

[4246]۔ امام صاحب اپنے تین (۳) اساتذہ کی سندوں سے ایوب کی مذکورہ بالا سند ہی سے بیان کرتے ہیں۔ حماد کی حدیث میں ہے، عضباء، بنو عقیل کے آدمی کی تھی اور حاجیوں کو سب سے پہلے پہنچانے والی اونٹنیوں

[4246] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٢١)

میں سے تھی، اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ وہ عورت سدھائی، تربیت یافتہ اونٹنی کے پاس پہنچی اور ثقفی کی روایت میں ہے، وہ سدھائی ہوئی اونٹنی تھی۔

مفردات الحدیث ❊ **ذَلُوْلٌ، مُجَرسَّةٌ، مَدَرَّبَة اور مُنَوَّقَه:** چاروں الفاظ ہم معنی ہیں، سب کا مقصد یہ ہے کہ، وہ سوار کی اطاعت گزار اور سدھائی ہوئی، تربیت یافتہ تھی۔

٤...... بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ

باب ٤: جس نے کعبہ تک پیدل چلنے کی نذر مانی

[4247] ٩-(١٦٤٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ مَا بَالُ هٰذَا قَالُوا نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ)) وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ.

[4247]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بوڑھا آدمی دیکھا، جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چل رہا تھا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس کا کیا معاملہ یا حال ہے؟'' لوگوں نے کہا، اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز اور مستغنی ہے کہ یہ اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرے۔'' اور آپ نے اسے سوار ہونے کا حکم دیا۔

فائدہ:...... اگر کسی انسان نے یہ نذر مانی کہ وہ پیدل چل کر بیت اللہ جائے گا، تو بقول علامہ ابن قدامہ بالاتفاق اس پر اس نذر کو پورا کرنا لازم ہے، سفر حج کے لیے پیدل جائے یا عمرہ کا سفر پیدل کرے، اور اگر پیدل چلنے سے عاجز آ جائے یا بے بس ہو جائے، تو سوار ہو جائے، لیکن اس صورت میں کیا کفارہ پڑے گا، اس میں اختلاف ہے۔
(۱) اس پر دم (خون بہانا) لازم ہے، جو کم از کم ایک بکری ہے، امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے، شوافع کا مختار بھی یہی قول ہے، امام احمد کا ایک قول یہی ہے۔ (۲) اس پر قسم والا کفارہ ہے حنابلہ کا مختار قول یہی ہے۔

[4247] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد باب: من نذر المشي الى الكعبة برقم (١٨٦٥) وفي الايمان والنذور باب: النذر فيما لا يملك وفي معصية برقم (٦٧٠١) وابو داود في (سننه) في الايمان والنذور باب: من راى عليه كفارة اذا كان في معصية برقم (٣٣٠١) والترمذي في (جامعه) في الايمان والنذور باب: ما جاء فيمن يحلف في المشي ولا يستطيع برقم (١٥٣٧) والنسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: ما الواجب على من اوجب على نفسه نذرا فعجز عنه برقم ٧/ ٣٠ وبرقم ٧/ ٣٠۔ انظر (التحفة)۔ (برقم (٣٩٢)

(۳) اگر مسافت بہت زیادہ ہو، جیسے افریقہ سے پیدل چل کر آنا یا مسافت کم ہو، اور کم مسافت سوار ہوا ہو، تو پھر اس کے ذمہ دم ہے، لیکن اگر مسافت کم ہونے کے باوجود، زیادہ مسافت سوار ہونے کی کی، تو اگلے سال نئے سرے سے وہ مسافت پیدل چلنا ہوگا اور دم بھی پڑے گا، یہ امام مالک کا نظریہ ہے۔

(۴) اگلے سال نئے سرے سے حج یا عمرہ کے لیے آئے، جتنی مسافت سوار ہو کر طے کی تھی، وہ پیدل چلے، اور جو پیدل چل کر طے کی تھی، اس میں سوار ہو جائے، ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم کا یہی موقف ہے۔

[4248] ۱۰ ـ (۱۶۴۳) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَدْرَكَ شَيْخًا يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ يَتَوَكَّأُ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا شَأْنُ هٰذَا قَالَ ابْنَاهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَانَ عَلَيْهِ نَذْرٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((ارْكَبْ أَيُّهَا الشَّيْخُ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ)) عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ وَابْنِ حُجْرٍ.

[4248] ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھا آدمی دیکھا، جو اپنے دو بیٹوں کے درمیان ان پر ٹیک لگا کر چل رہا تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، ''اس کا کیا معاملہ ہے؟'' اس کے دونوں بیٹوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! اس نے نذر مانی ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے بوڑھے سوار ہو جا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیری نذر سے بے نیاز ہے۔'' یہ الفاظ قتیبہ اور ابن حجر کے ہیں۔

[4249] (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4249] ـ امام صاحب مذکورہ بالا حدیث ایک اور استاد سے عمرو بن ابی عمرو ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... حدیث کا بظاہر تقاضا یہی ہے کہ ایک بے بس اور عاجز انسان اگر پیدل چل کر کعبہ پہنچنے کی نذر مانتا ہے، تو وہ سوار ہو سکتا ہے، اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کے کفارہ کا حکم نہیں دیا ہے۔

[4250] ۱۱ ـ (۱۶۴۴) وحَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى بْنِ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ

[4248] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الكفارات باب: من نذر ان يحج ماشيا برقم (۲۱۳۵) انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۴۸)

[4249] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۴۲۲۴)

[4250] اخرجه البخاري في (صحيحه) في جزاء الصيد باب: من نذر المشي الى الكعبة برقم ←

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ حَافِيَةً فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ ((لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ)).

[4250]۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ واقعہ یہ ہے کہ میری بہن نے نذر مانی کہ وہ ننگے پاؤں پیدل چل کر بیت اللہ جائے گی، تو اس نے مجھے کہا، کہ میں اسے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر یہ مسئلہ بتاؤں، تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا، اس پر آپ نے فرمایا: ''وہ پیدل چلے (اور تھک جائے) تو سوار ہو جائے۔''

[4251] ۱۲۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِي فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُفَضَّلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ حَافِيَةً وَزَادَ وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ.

[4251]۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مانی، آگے مُفَضَّل کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے، لیکن اس حدیث میں ننگے پاؤں چلنے کا ذکر نہیں ہے، اور یہ اضافہ ہے کہ عقبہ کے شاگرد ابو الخیر ہمیشہ ان کے ساتھ رہتے تھے۔

فائدہ: ...... امام نووی لکھتے ہیں، ننگے پاؤں چلنا ضروری نہیں ہے، جوتا پہنا جا سکتا ہے، اور اس پر کفارہ بھی نہیں ہے، اور اگر کوئی شخص پیدل چل کر بیت اللہ جانے کی نذر مانے، تو وہ جہاں تک ممکن ہوگا، پیدل چلے گا، اور پھر تھک جانے کی صورت میں آرام وسہولت حاصل کرنے کے لیے کچھ مسافت تک کے لیے سوار ہو جائے گا۔

[4252] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.

[4252]۔ مذکورہ بالا حدیث امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سند سے یزید بن ابی حبیب ہی سے بیان کرتے ہیں، جیسا کہ عبد الرزاق نے حدیث بیان کی ہے۔

← (۱۸٦٦) وابو داود فی (سننه) فی الایمان والنذور باب: من رای علیه کفارة اذا کان فی معصة برقم (۳۲۹۹) والنسائی فی (المجتبی) فی الایمان والنذور باب: من نذر ان یمشی الی بیت الله تعالی برقم (۷/ ۱۹ انظر (التحفة) برقم (۹۹۵۷)

[4251] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٤٢٢٦)

[4252] تقدم تخریجه برقم (٤٢٢٦)

٥...... بَاب فِي كَفَّارَةِ النَّذْرِ

باب ٥: نذر کا کفارہ

[4253] ١٣ ـ(١٦٤٥)وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ يُونُسُ أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ ((قَالَ كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ)).

[4253]۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"نذر کا کفارہ، قسم والا کفارہ ہے۔"

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، نذر کا حکم قسم والا ہے، اس لیے اس کا کفارہ بھی قسم والا ہے۔
جامع الصغیر میں ہے،((النذرة یمین)) نذر قسم ہے،((وکفّارتُه کَفّارة الیمین)) اوراس کا کفارہ قسم والا ہے۔
بعض روایات میں ہے،((کفارہ النذر اذا لم یسمَّ کفّارۃ الیمین)) نذر اگر متعین نہ ہوتو اس کا کفارہ قسم والا ہے، اس لیے اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کسی نے کہا، لِلّٰهِ عَلَيَّ نذر ، اللہ کی مجھ پر نذر ہے، تو اس پر کفارہ یمین لازم ہوگا، اور امام نووی کے نزدیک اس سے مراد نذر لجاج ہے، جس میں تعلیق ہوتی ہے، مثلاً کوئی انسان کہتا ہے، اگر میں زید سے ہم کلام ہوں تو مجھ پر اللہ کے لیے حج ہوگا، تو شوافع کے نزدیک اگر وہ زید سے گفتگو کر کے حانث ہو جاتا ہے، یعنی قسم توڑ دیتا ہے، کیونکہ یہ نذر، قسم کے ہیں، تو اب اس کو اختیار ہے نذر پوری کرتے ہوئے حج کرے یا قسم والا کفارہ ادا کرے، احناف کا بھی یہی موقف ہے، اگر نذر معصیت کی ہے، تو اس کے بارے میں ائمہ کے اقوال گزر چکے ہیں، اگر ایسی چیز کے بارے میں نذر مانی ہے، جو اس کے بس یا طاقت سے باہر ہے، تو اس پر قسم والا کفارہ ہے، لیکن اگر بیت اللہ پیدل جانے کی نذر مانی ہے، یا بیٹا ذبح کرنے کی نذر مانی ہے، تو اکثر ائمہ کے نزدیک اس پر دم لازم ہوگا۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنن ابی داود میں مرفوع حدیث مروی ہے کہ جس نے غیر متعین نذر مانی، اس پر قسم والا کفارہ ہے، اور جس نے معصیت کی نذر مانی، اس پر بھی قسم والا کفارہ ہے، اور جس نے طاقت سے بڑھ کر نذر مانی، اس کا کفارہ بھی قسم والا ہے، اور سنن ابن ماجہ میں ہے، جس نے مقدرت و طاقت کے مطابق نذر مانی، وہ اسے پورا کرے۔ (تکملہ، ج ۲، ص ۱۷۴)

[4253] اخرجه ابو داود في (سننه) في الايمان والنذور باب: من نذر نذرا لم يسمه برقم (٣٣٢٣) وبرقم (٣٣٢٤) والترمذي في (جامعه) في النذور والايمان باب: ما جاء في كفارة النذر اذا لم يسم برقم (١٥٢٨) انظر (التحفة) برقم (٩٩٦٠)

حدیث نمبر 4254 سے 4341 تک

۲۸...... كِتَابُ الْأَيْمَانِ

۲۸. قسموں کا بیان

۱...... بَاب: النَّهْيِ عَنِ الْحَلِفِ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى

باب ۱: غیر اللہ کی قسم اٹھانا ناجائز ہے

[4254] ۱-(۱٦٤٦) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ))** قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

[4254]۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے روکتا ہے کہ تم اپنے آباؤ اجداد کی قسم اٹھاؤ۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی ممانعت سنی ہے، میں نے یہ قسم اپنی طرف سے یا بطور نقل بھی نہیں اٹھائی۔

مفردات الحدیث ❶ **ایمان**، یمین کی جمع ہے، جس کا معنی ہے، قوت و طاقت، اس بنا پر دائیں ہاتھ کو یمین کہتے ہیں، کیونکہ اس میں زور و قوت زیادہ ہے، اور قسم کو بھی یمین کہتے ہیں، کیونکہ عرب آپس میں قسم اٹھاتے وقت اپنا دایاں ہاتھ دوسرے کے دائیں ہاتھ پر مارتے تھے، اور یمین سے مقصود تاکید و مبالغہ ہوتا ہے۔ ❷ **ذاکراً**: اپنی طرف سے، آثرا: دوسرے کی قسم کی نقل و حکایت کرتے ہوئے۔ صحیح اور واضح معنی یہی ہے اگرچہ امام بلقینی دو

[4254] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الايمان والنذور باب: لا تحلفوا بآبائكم برقم (٦٦٤٧) وابو داود في (سننه) في الايمان والنذور باب: في كراهية الحلف بالآباء برقم (٣٢٥٠) والنسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: الحلف بالآباء برقم ٧/ ٥٠۔ وابن ماجه في (سننه) في الكفارات باب: النهي ان يحلف بغير الله برقم (٢٠٩٤) انظر (التحفة) برقم (١٠٥١٨)

اور احتمال پیدا کرتے ہیں۔(ا) آثرا کا معنی ہے مختارا کیونکہ آثرا لشیء کا معنی ہوتا ہے اس کو پسند کرنا، تو معنی ہوگا دوسری چیز پر ترجیح دیتے ہوئے اس کو پسند کرتے ہوئے۔ آثرا کا معنی آباؤ اجداد کے مفاخر اور مکارم بیان کرنا، اسی سے ماثرۃ اور ماثر ہے یعنی میں نے آباؤ اجداد کے مفاخر بیان کرتے ہوئے ان کی قسم نہیں اٹھائی۔

فائدہ:...... ائمہ اربعہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک غیر اللہ کی قسم اٹھانا جائز نہیں ہے، اور بقول علامہ ابن عبدالبر، هذا اصل مجمع علیه: یہ اتفاقی قاعدہ وضابطہ، کیونکہ شاذ قول کا اعتبار نہیں ہوتا اور بعض احادیث میں آپ نے وابیه کا لفظ فرمایا ہے، تو علما نے اس کے مختلف جوابات دیئے۔(۱) بقول علامہ ابن عبدالبر، حدیث میں یہ لفظ صحیح احادیث کے خلاف ہے، اس لیے منکر ہے لیکن یہ جواب درست نہیں۔

(۲) یہ اس وقت کی بات ہے، جب ابھی غیر اللہ کی قسم، یا آباؤ واجداد کی قسم اٹھانا جائز تھا، بعد میں منسوخ ہو گیا، لیکن اس کی بھی کوئی دلیل نہیں۔

(۳) عرب یہ لفظ بعض دفعہ بطور تکیہ کلام استعمال کر لیتے تھے قسم اٹھانا مقصود نہیں ہوتا تھا، اس لیے یہ لفظ غیر شعوری طور پر زبان سے نکل جاتا تھا۔

(۴) اس سے مقصود قسم نہیں ہوتا، یہ لفظ محض تقریر وتاکید کے لیے بڑھا دیتے ہیں، جس طرح محض اختصاص کے لیے، حرف نداء کا اضافہ کر دیتے ہیں، حالانکہ نداء مقصود نہیں ہوتی۔

(۵) قسم تنظیم وتوقیر کے لیے اٹھانا جائز نہیں ہے، تاکید ومبالغہ کے لیے قسمیہ الفاظ کا استعمال درست ہے۔

(۶) وابیـــه یا وابیك، یہ الفاظ بعض دفعہ حیرت وتعجب کا اظہار کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، قسم مقصود نہیں ہوتی، قسم کے لیے ان کا استعمال ممنوع ہے، بطور تعجب ممنوع نہیں ہے۔

(۷) آپ کے لیے جائز تھا، امت کے لیے جائز نہیں ہے۔(فتح الباری، ج ۱۱، مکتبہ دارالسلام، ص ۶۵۰۔۶۵۱)

[4255] ۲-(. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عُقَيْلٍ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْهَا وَلَا تَكَلَّمْتُ بِهَا وَلَمْ يَقُلْ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

[4255]۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ کی سند سے زہری ہی سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں، ہاں عقیل کی حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے منع کرتے ہوئے سنا، میں نے یہ قسم نہیں اٹھائی، اور نہ اس کو زبان پر لایا، ذاکراً ولا آثراً کے الفاظ نہیں کہے۔

[4255] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۴۲۳۰)

[4256] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ عُمَرَ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ بِمِثْلِ رِوَايَةِ يُونُسَ وَمَعْمَرٍ.

[4256]۔ حضرت سالم اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر کو اپنے باپ کی قسم اٹھاتے ہوئے سنا، آگے یونس اور معمر کی طرح مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[4257] ۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَعُمَرُ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَلَا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْمُتْ)).

[4257]۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو ایک قافلہ میں پایا، اور وہ اپنے باپ کی قسم اٹھا رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پکار کر فرمایا، ''خبردار! اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے روکتے ہیں کہ تم اپنے باپوں کی قسم اٹھاؤ، جس نے قسم اٹھانا ہو، وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا چپ رہے۔

فائدہ ......کسی کی قسم اٹھانا، درحقیقت اس کے تقدس اور تعظیم کا مظہر ہوتا ہے، اور حقیقتاً تقدس و تعظیم اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، لیکن بقول بعض قسم کے اندر شہادت اور گواہی کا معنی موجود ہے، اور ایسی ذات جس کا ہر جگہ ہر وقت اور ہر موقع پر گواہ ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے، وہ صرف اللہ کی ذات ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے غیر کی قسم اٹھانا، اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ غیر اللہ کو ہر جگہ، ہر موقع پر اور ہر وقت گواہ سمجھتا ہے، اور یہ شرک اور کفر ہے۔ (علامہ سعیدی شرح صحیح مسلم، ج ۴، ص ۵۶۱)
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو اپنی مخلوقات کی قسمیں اٹھائی ہیں، ان سے مقصود ان کی تعظیم و تقدیس نہیں ہے، بلکہ قسم کے بعد جو دعویٰ مذکور ہوا ہے، وہ چیز اس دعویٰ کی دلیل اور شہادت دیتی ہے، اس موضوع پر بہترین رسالہ مولانا حمید الدین فراہی مرحوم کا ہے، جن کا نام ہے، الامعان فی اقسام القرآن ہے، جس کا ترجمہ اقسام القرآن کے نام سے ہوا ہے۔

[4256] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الایمان والنذور باب: لا تحلفوا بآبائکم برقم (٦٦٤٧) والترمذی فی (جامعه) فی الایمان والنذور باب: ما جاء فی کراهية الحلف بغير الله برقم ١٥٣٣۔

[4257] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الادب با: من لم یر اکفار من قال ذلك متاولا او جاهلا برقم (٦١٠٧) انظر (التحفة) برقم (٧٢٨٩)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کی اٹھائی جا سکتی ہے، لیکن اللہ کی قسم میں، اس کی ذات، اسماء اور صفات داخل ہیں، اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا بالاتفاق ناجائز ہے، لیکن اس میں اختلاف موجود ہے، کہ وہ مخالفت کا حکم تحریم کے لیے ہے یا کراہت کے لیے، علامہ شامی حنفی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے سوا قسم منعقد نہیں ہوتی، غیر اللہ کی قسم بطریق صراحۃ ہو یا کنایۃ ہو، حرام ہے، بلکہ اس میں کفر کا خدشہ ہے۔ (رد المختار، ج ۳، ص ۷۰۔ مطبعہ عثمانیہ استانبول) علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کے سوا قسم اٹھانا جائز نہیں ہے، مثلاً اپنے باپ کی یا کعبہ یا کسی صحابی اور امام کی قسم اٹھانا۔ (مغنی، ج ۳، ص ۳۶، دکتور ترکی)

قرآن مجید، اللہ کا کلام اور اس کی صفت ہے،، اس لیے قرآن یا اس کی کسی آیت کی قسم اٹھانا صحیح ہے، حنث کی صورت میں کفارہ ادا کرنا ہوگا، ائمہ حجاز مالک، شافعی، اور احمد کا یہی موقف ہے، اور عام اہل علم بھی اس کے قائل ہیں۔ (مغنی، ج ۱۳، ص ۴۶۰)

امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک یہ قسم نہیں ہے، کیونکہ وہ الفاظ قرآن کو اللہ کا کلام نہیں مانتے، لیکن موجودہ دور میں بعض احناف اس کو قسم قرار دیتے ہیں۔ (تکملہ، ج ۲، ص ۱۸۰)

[4258] ٤-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ ح وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[4258]۔ امام صاحب سات اساتذہ کی اسانید سے نافع سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا حدیث نقل کرتے ہیں۔

[4259] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

[4258] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٥٠٣) وبرقم (٧٥٧٣) وبرقم (٧٧١٦) وبرقم (٧٩٩١) وبرقم (٨١٨٢) وبرقم (٨٥١٩) الا حديث اسحاق بن ابراهيم۔ وابو داود في (سننه) في الايمان والنذور باب: في كراهية الحلف بالآباء برقم (٣٢٤٩) انظر (التحفة) برقم (١٠٥٥٥)

[4259] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار باب: ايام الجاهلية برقم (٣٨٣٦) والنسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: التشديد في الحلف بغير الله تعالى برقم ٣/٧۔ انظر (التحفة) برقم (٧١٢٥)

ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللّٰهِ)) وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ ((لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ)).

[4259]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم اٹھانی ہو، وہ صرف اللہ کی قسم اٹھائے'' اور قریش اپنے باپوں کی قسم اٹھاتے تھے، تو آپ نے فرمایا: ''تم اپنے باپوں کی قسم نہ اٹھاؤ''

فائدہ:...... غیر اللہ کی قسم اٹھانا جائز نہیں ہے، اور باپوں کی قسم اٹھانے کی خصوصی طور پر بھی ممانعت اس بنا پر ہے، کہ قریش عام طور پر، اپنے باپوں کی قسم اٹھاتے تھے۔

٢...... بَاب مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

باب ٢: جس نے لات وعزیٰ کی قسم اٹھائی وہ فوراً لا الٰہ الا اللہ کہے

[4260] ٥-(١٦٤٧) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ)).

[4260]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس نے قسم اٹھائی، اور قسم لات کی اٹھائی، وہ فوراً لا الٰہ الا اللہ کہے، اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا، آیئے میں تم سے جوا کھیلوں، وہ صدقہ کرے۔''

فائدہ:...... دور جاہلیت میں لوگ اپنے اپنے بتوں کی قسمیں اٹھایا کرتے تھے، اور وہ ان کی زبانوں پر چڑھ چکی تھیں، اس لیے اسلام لانے کے بعد بھی بعض دفعہ غیر شعوری طور پر ان کی زبانوں پر قسمیں جاری ہو جاتی تھیں،

[4260] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التفسير باب: (افرايتم اللات والعزى) برقم (٤٨٦٠) وفی الادب باب: من لم ير اكفار من قال ذلك متاولا او جاهلا برقم (٦١٠٧) وفی الاستئذان باب: كل لهو باطل اذا شغله عن طاعة الله ومن قال لصاحبه: تعالى اقامرك برقم (٦٣٠١) وفی الایمان والنذور باب: لا يحلف باللات والعزى ولا بالطواغيت برقم (٦٦٥٠) وابو داود فی (سننه) فی الایمان والنذور باب: الحلف بالانداد برقم (٣٢٤٧) ٣٩٨ والترمذی فی (جامعه) فی الایمان والنذور باب: الحلف باللات برقم ٧/ ٧۔ والنسائی فی (المجتبى) فی الایمان والنذور باب: الحلف باللات برقم ٧/ ٧۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الكفارات باب: النهى ان يحلف بغير الله برقم (٢٠٩٦) انظر (التحفة) برقم (١٢٢٧٦)

اس لیے جوانسان مسلمان ہوکر شعوری طور پر، عمداً بتوں کی تعظیم وتوقیر کرتے ہوئے ان کی قسم اٹھائے تو، بقول ابن العربی مالکی کافر ہوگا، لیکن اگر غیر شعوری طور پر، غفلت اور بے خبری یا جہالت کی بنا پر یہ قسم اٹھائے تو پھر وہ کلمہ توحید کا اعادہ کرے اور بعض روایات کی رو سے استغفار اور تعوذ کرے گا، اور اگر دوسرے کو جوئے کی دعوت دے، لیکن کھیلے گا نہیں، تو پھر اس گناہ کا ارادہ کرنے کی بنا پر، صدقہ وخیرات کرے گا، اور یہ بہتر اور مستحسن ہے، فرض نہیں ہے، امام نووی لکھتے ہیں، ہمارے یعنی شوافع کے نزدیک، جس نے لات یا عزیٰ یا کسی اور بت کی قسم اٹھائی، یا اس نے یہ کہا، گر میں نے یہ کام کیا، تو میں یہودی یا عیسائی ہوں یا میں اسلام سے یا نبی اکرم ﷺ سے بیزار ہوں، یا اس قسم کی کوئی اور بات کہی، تو اس کی قسم منعقد نہیں ہوگی، اس پر کفارہ نہیں ہے، بلکہ اس پر توبہ واستغفار اور کلمہ توحید کا اعادہ لازم ہے، چاہے اس نے یہ کام کیا ہو یا نہ، امام شافعی، امام مالک اور جمہور فقہاء کا موقف یہی ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان تمام صورتوں میں کفارہ لازم ہے، الا یہ کہ وہ یہ کہے میں بدعتی ہوں یا میں نبی اکرم ﷺ سے بری ہوں یا یہودیت سے بیزار ہوں۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۴۶)

حافظ ابن حجر نے فتح الباری (ج ۱۱، ص ۶۵۴ مکتبہ دارالسلام) میں یہی بات کہی ہے، لیکن علامہ تقی عثمانی اور علامہ سعیدی نے لکھا ہے، ہمارے نزدیک غیر اللہ کی قسم منعقد نہیں ہوتی، (ہدایہ اولین ص ۴۵۹، مکتبہ امدادیہ) میں بھی اس کی تصریح موجود ہے، ہاں بقول علامہ تقی، اگر یہ قسم اٹھاتا ہے، اگر میں یہ کام نہ کروں، تو میں کافر یا یہودی یا نصرانی ہوں، تو یہ احناف کے نزدیک قسم ہے، کیونکہ قسموں کا مدار عرف پر ہے، اور یہ الفاظ عرفاً قسم ہیں۔ (تکملہ، ج ۲، ص ۱۸۳)

[4261] (. . .) وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَحَدِيثُ مَعْمَرٍ مِثْلُ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَلْيَتَصَدَّقْ)) بِشَيْءٍ وَفِي حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ ((مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى)) قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ هٰذَا الْحَرْفُ يَعْنِي قَوْلَهُ تَعَالٰى أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ لَا يَرْوِيهِ أَحَدٌ غَيْرُ الزُّهْرِيِّ قَالَ وَلِلزُّهْرِيِّ نَحْوٌ مِنْ تِسْعِينَ حَدِيثًا يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا يُشَارِكُهُ فِيهِ أَحَدٌ بِأَسَانِيدَ جِيَادٍ.

[4261]۔ امام صاحب اپنے دو (۲) اساتذہ کی سندوں سے اوزاعی اور معمر کے واسطہ سے زہری کی مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں، اور معمر کی حدیث یونس کی حدیث کی طرح ہے، ہاں یہ فرق ہے، اس نے کہا، ''کچھ صدقہ کرے۔'' اور اوزاعی کی حدیث میں ہے، ''جس نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی۔'' امام ابوالحسین مسلم فرماتے

[4261] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٤٢٣)

ہیں، یہ لفظ ''کہ آؤ میں تیرے ساتھ جوا کھیلوں۔'' زہری کے سوا کوئی اور راوی بیان نہیں کرتا، اور امام زھری سے تقریباً نوے (۹۰) ایسے کلمات منقول ہیں، جسے سند جید سے کسی اور نے بیان نہیں کیا۔

فائدہ :...... لات ایک چوکور اور سفید پتھر تھا، جس پر بنو ثقیف نے ایک بت کدہ بنا دیا تھا، اس لیے سفر سے واپسی پر سب سے پہلے اس کے پاس جاتے تھے، اور اس کو کعبہ کے مقابلہ میں لانا چاہتے تھے، تمام عرب اور قریش بھی اس کی تعظیم کرتے تھے، اس کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے، بقول بعض لفظ اللہ پر (ت) داخل کر کے دیوی ہونے کی بنا پر اللات بنا ڈالا، جیسے مذکر کو عمرو اور مؤنث کو عمرۃ کہتے ہیں، اور بقول بعض یہ لفظ لَتَّ یَلُتُّ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے ستو اور گھی گھولنا، اس بت کی جگہ ایک شخص حاجیوں کے لیے ستو گھولتا تھا، جب وہ مر گیا، تو لوگ اس کی عبادت کی خاطر اس کی قبر پر بیٹھنے لگے، علامہ آلوسی نے سورہ نجم میں اور وجوہ بھی بیان کی ہیں۔

عــزّی: اس کے بارے میں بھی مختلف اقوال ہیں، بعض کے نزدیک یہ چند درختوں کا جھنڈ تھا، بعض کے نزدیک سفید پتھر اور بقول بعض نخلہ نامی جگہ میں ایک درخت جس کے پاس ایک بت تھا، جس کی غطفان عبادت کرتے تھے۔ اور بقول بعض یہ اعزّ کا مؤنث ہے، تفصیل کے لیے، روح المعانی، کتاب الاصنام ابن الکلبی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، معجم البلدان، دیکھیے۔

[4262] ٦ ـ(١٦٤٨)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي وَلَا بِآبَائِكُمْ.

[4262] ـ حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بتوں اور اپنے باپوں کی قسم نہ اٹھاؤ۔''

فائدہ :...... طاغیہ سے مراد صنم اور بت ہے، کیونکہ، وہ کفار کے شرک و سرکشی کا سبب ہے، اور طغیان کا معنی حدود سے تجاوز کرنا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿لَمَّا طَغَى الْمَاءُ﴾ جب پانی حد سے بڑھ گیا، اس لیے اس کا اطلاق تمام معبودان باطلہ پر ہو جاتا ہے، اس لیے ضلالت کا ہر سرغنہ طاغیہ ہے، مقصود یہی ہے، معبودان باطلہ کی قسم نہ اٹھاؤ، اور قسم کی تین قسمیں ہیں، (۱) یمین غموس: شعوری طور پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھانا ہے، جو انسان کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ (۲) یمین لغو، یعنی وہ قسم جو انسان کی زبان پر چڑھی ہونے کی وجہ سے غیر شعوری طور پر نکل جاتی ہے، یا انسان اپنے شعور اور علم کے مطابق سچی قسم اٹھائے، جبکہ درحقیقت، وہ

[4262] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: الحلف بالطوغيت برقم (٣٧٨٣) وابن ماجه في (سننه) في الكفارات باب: النهي ان يحلف بغير الله برقم (٢٠٩٥) انظر (التحفة) برقم (٩٦٩٧)

جھوٹی ہو۔(۳) یمین منعقدہ: آئندہ زمانہ یا مستقبل کے بارے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھانا، اس کا پورا کرنا ضروری ہے، اگر گناہ نہ ہو، وگرنہ کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

۳...... بَاب: نَدْبِ مَنْ حَلَفَ يَمِينًا فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا أَنْ يَّأْتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَيُكَفِّرُ عَنْ يَّمِينِهٖ

باب ۳: جس نے کسی قسم کی قسم اٹھائی، لیکن اس کو پورا نہ کرنا بہتر نکلا، تو اسے بہتر کام کرنا چاہیے اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کر دینا چاہیے

[4263] ۷-(۱۶۴۹) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَاللَّفْظُ لِخَلَفٍ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ ((وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ)) قَالَ فَلَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أُتِيَ بِإِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا أَوْ قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا فَأَتَوْهُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ ((مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ ثُمَّ أَرٰى خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)).

[4263]۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں اشعریوں کے ایک گروہ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں سواری طلب کرنے کی خاطر حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تمہیں سواری نہیں

[4263] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الايمان والنذور باب: قول الله تعالى ﴿لا يواخذكم الله باللغو فی ايمانكم ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الايمان فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم واحفظوا ايمانكم كذلك يبين الله لكم آياته لعلكم تشكرون﴾ برقم (٦٦٢٣) وفی كفارات الايمان باب: الاستثناء فی اليمين برقم (٦٧١٨) وابو داود فی (سننه) فی الايمان والنذور باب: الرجل يكفر قبل ان يحنث برقم (٣٢٧٦) والنسائی فی (المجتبى) فی الايمان والنذور باب: الكفارة قبل الحنث برقم ٧/ ١٠۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الكفارات باب: من حلف على يمين فرای غيرها خيرا منها برقم (٢١٠٧) انظر (التحفة) برقم (٩١٢٢)

دوں گا، کیونکہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے، جس پر تمہیں سوار کروں۔'' ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں، پھر جتنا عرصہ اللہ کو منظور تھا، ہم ٹھہرے رہے، پھر آپ کے پاس اونٹ لائے گئے، تو آپ نے ہمیں تین (جوڑے) سفید کوہان والے اونٹ دینے کا حکم دیا، تو جب ہم لے کر چلے، ہم نے کہا، یا ہم میں سے بعض نے بعض کو کہا، اللہ ہمارے لیے برکت پیدا نہیں فرمائے گا، ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت سواریوں کے حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوئے، تو آپ نے قسم اٹھائی کہ ہمیں سواری نہیں دیں گے، پھر آپ نے ہمیں سواری دے دی ہے، تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ کیا، تو آپ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں سوار نہیں کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں سوار کیا ہے، اور میں اللہ کی قسم! ان شاء اللہ، کسی چیز پر نہیں اٹھاتا کہ پھر اس کا خلاف کرنا بہتر سمجھوں، تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں، اور وہ کام کرتا ہوں، جو بہتر ہو۔''

مفردات الحدیث ❶ **نستحمله**: آپ سے سواری چاہتے تھے۔ ❷ **ذود کا**: اطلاق تین سے لے کر دس اونٹ تک پر ہوتا ہے۔ ❸ **غُرّ**، اَغَرّ کی جمع سفید کو کہتے ہیں۔ ❹ **ذُرىٰ**، ذِرْوَة کی جمع ہے، ہر چیز کی چوٹی اور بلند حصہ کو کہتے ہیں، اور یہاں کوہان مراد ہے۔

[4264] ٨-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَسْأَلُهُ لَهُمُ الْحُمْلَانَ إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ ((وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ)) وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا أَشْعُرُ فَرَجَعْتُ حَزِينًا مِنْ مَنْعِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ إِلٰى أَصْحَابِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

[4264] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: غزوه تبوك وهي غزوة العسرة برقم (٤٤١٥) وفي الايمان والنذور باب: اليمين فيما لا يملك وفي المعصية وفي الغضب برقم (٦٦٧٨) انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٦)

[٤٢٤٠] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: غزوه تبوك وهي غزوة العسرة برقم (٤٤١٥) وفي الايمان والنذور باب: اليمين فيما لا يملك وفي المعصية وفي الغضب برقم (٦٦٧٨) انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٦)

فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِي أَيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَجِبْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوكَ فَلَمَّا أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِينَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلٰى أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللّٰهَ أَوْ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوهُنَّ**)) قَالَ أَبُو مُوسٰى فَانْطَلَقْتُ إِلٰى أَصْحَابِي بِهِنَّ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا أَدَعُكُمْ حَتّٰى يَنْطَلِقَ مَعِي بَعْضُكُمْ إِلٰى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حِينَ سَأَلْتُهُ لَكُمْ وَمَنْعَهُ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ ثُمَّ إِعْطَائَهُ إِيَّايَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا تَظُنُّوا أَنِّي حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ فَقَالُوا لِي وَاللّٰهِ إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ أَبُو مُوسٰى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتّٰى أَتَوُا الَّذِينَ سَمِعُوا قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْعَهُ إِيَّاهُمْ ثُمَّ إِعْطَائَهُمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوهُمْ بِمَا حَدَّثَهُمْ بِهِ أَبُو مُوسٰى سَوَاءً.

[4264]۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے ساتھیوں نے، رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ سے سواری مانگنے کے لیے بھیجا، کیونکہ وہ بھی تنگی کی جنگ یعنی غزوہ تبوک میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک تھے، تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ انہیں بھی سواریاں دیں، اس پر آپ نے فرمایا، ''اللہ کی قسم! میں تمہیں کوئی سواری مہیا نہیں کروں گا۔'' اور میں آپ کو اس وقت ملا جبکہ آپ غصہ میں تھے، اور مجھے اس کا پتہ یا علم نہیں تھا، تو میں رسول اللہ ﷺ کے محروم کر دینے اور اس خوف سے کہ آپ اپنے جی میں مجھ پر ناراض ہو گئے ہیں، غمگین حالت میں لوٹا اور میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا، اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، میں نے انہیں بتا دیا، میں بہت تھوڑی دیر ہی ٹھہرا تھا، کہ میں نے بلال کو یہ آواز دیتے ہوئے سنا، اے عبد اللہ بن قیس! میں نے انہیں جواب دیا، تو اس نے کہا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو وہ تمہیں بلا رہے ہیں، تو جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: ''یہ جوڑا لو، اور یہ جوڑا لو، اور یہ جوڑا لو، چھ اونٹوں کی طرف اشارہ کیا، جو اس وقت آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدے تھے، انہیں اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ، اور کہو، اللہ یا آپ نے فرمایا، ''رسول اللہ ﷺ تمہیں ان پر سوار کرتے ہیں، تو ان پر سوار ہو جاؤ۔'' حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں انہیں لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف آ گیا، اور میں نے کہا، رسول اللہ ﷺ تمہیں ان پر سوار کرتے ہیں، لیکن، اللہ کی قسم! میں تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا، جب تک تم میں سے بعض، میرے ساتھ، ان

اشخاص کے پاس نہیں جاتے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات اس وقت سنی تھی، جب میں نے آپ سے تمہاری خاطر (سواریوں کا) سوال کیا تھا، اور آپ نے پہلی دفعہ محروم کر دیا تھا، پھر اس کے بعد آپ نے مجھے سواریاں دے دیں، تاکہ تم یہ خیال نہ کرو، میں نے تمہیں ایسی بات بتائی تھی، جو آپ نے نہیں فرمائی تھی، تو انہوں نے مجھے کہا، اللہ کی قسم! آپ ہمارے نزدیک سچے ہیں، اور ہر وہ کام کرنے کے لیے تیار ہیں، جو آپ کو پسند ہے، تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ان میں سے چند ساتھیوں کو لے چلے حتی کہ وہ ان لوگوں کے پاس آئے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور انہیں محروم کرنا اور پھر بعد میں انہیں دینا سنا تھا، تو انہوں نے انہیں بالکل وہی بات بتائی جو انہیں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتائی تھی۔

فائدہ: ......رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھائی تھی کہ میرے پاس سواریوں کا انتظام نہیں، (ما عندی ما احملکم علیہ) اس لیے میں تمہیں سواریاں مہیا نہیں کروں گا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے سواریاں خریدنے کی صورت پیدا کر دی، تو آپ نے انہیں سواریاں مہیا کر دیں، لیکن چونکہ ابو موسیٰ اشعری یہ سمجھتے تھے، شاید آپ اپنی قسم بھول گئے ہیں، اس لیے یہ ہمارے لیے باعث برکت نہیں ہوں گی، وہ چونکہ اپنی قوم کے نمائندہ تھے، اس لیے بعض دفعہ ذکر سب کا کیا گیا، اور بعض دفعہ صرف ان کی آمد کا تذکرہ کیا گیا، اور حقیقت کے اعتبار سے وہ اکیلے ہی آئے تھے، اس لیے انہیں آپ کے پہلے جواب پر ساتھیوں کو اعتماد میں لینے کے لیے، دوبارہ ساتھ لے جانے کی ضرورت پیش آئی، چونکہ سواریاں آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مہیا کی تھیں، اپنی طرف سے مہیا نہیں کی تھیں، اس لیے آپ نے فرمایا، میں نے تمہیں سوار نہیں کیا، اللہ نے سوار کیا ہے۔ اس اعتبار سے آپ کی قسم نہیں ٹوٹی، کیونکہ آپ نے اس بنا پر انکار کیا تھا، اور قسم اٹھائی تھی، کہ میرے پاس اس کا انتظام نہیں ہے، جب اللہ تعالیٰ نے انتظام کر دیا، تو آپ نے سواریاں دے دیں، دوسرے لفظوں میں آپ نے اپنی ملکیت سے دینے سے انکار کیا تھا، بعد میں بیت المال کے خرچ پر مہیا کیں، اس لیے آپ کی قسم نہیں ٹوٹی، لیکن آپ نے مسئلہ کی وضاحت کی خاطر بتا دیا، اگر مجھے تمہیں سواریاں مہیا کرنے کی صورت میں اپنی قسم بھی توڑنی پڑتی، تو میں اپنی قسم توڑ دیتا، کیونکہ قسم کے کفارہ سے بچنے کے لیے بہتر کام ترک کرنا درست نہیں ہے، بلکہ بہتر کام کرنا چاہیے اور قسم کا کفارہ ادا کرنا چاہیے، دوسرا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میں نے یہ کام بھول کر نہیں کیا، بلکہ اس لیے کیا ہے کہ قسم پر قائم رہنے سے بہتر یہی تھا کہ میں قسم توڑ کر تمہیں سواریاں مہیا کرتا، اور میرا اصول یہی ہے کہ کام کرنا، قسم پر اڑنے سے بہتر ہو تو میں قسم پر نہیں اڑتا، اس کو توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔

[4265] ٩-(. . .)حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ أَيُّوبُ انا لِحَدِيثِ الْقَاسِمِ أَحْفَظُ مِنِّي لِحَدِيثِ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسٰى فَدَعَا بِمَائِدَتِهِ وَعَلَيْهَا لَحْمُ دَجَاجٍ فَدَخَلَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ شَبِيهٌ بِالْمَوَالِي فَقَالَ لَهُ هَلُمَّ فَتَلَكَّأَ فَقَالَ هَلُمَّ فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهُ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا أَطْعَمَهُ فَقَالَ هَلُمَّ أُحَدِّثْكَ عَنْ ذٰلِكَ إِنِّي أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ ((**وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ**)) فَلَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَدَعَا بِنَا فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى قَالَ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ أَغْفَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمِينَهُ لَا يُبَارَكُ لَنَا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ وَإِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا أَفَنَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((**إِنِّي وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا فَانْطَلِقُوا فَإِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ**)).

[4265]۔ حضرت زہدم جرمی بیان کرتے ہیں کہ ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے اپنا دسترخوان منگوایا، اس پر مرغ کا گوشت بھی تھا، تو بنو تیم اللہ کا ایک سرخ آدمی جو موالی کے مشابہ تھا، داخل ہوا، تو ابو موسیٰ نے اسے کہا، آؤ، وہ ہچکچایا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا، آؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے (مرغ کو) کھاتے ہوئے دیکھا ہے، تو اس آدمی نے کہا، میں نے اسے ایک ایسی چیز کھاتے دیکھا ہے، جس کی بنا پر میں اسے ناپسند کرتا ہوں، اس لیے میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں اسے نہیں کھاؤں گا، تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا،، آؤ، میں

[4265] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فرض الخمس باب: وفي الدليل على انس الخمس لنوائب المسلمين ما سال هوازن النبي ﷺ رضاعه فيهم متخلل من المسلمين برقم (٣١٣٣) وفي المغازي باب: قدوم الاشعريين واهل اليمين برقم (٤٣٨٥) وفي الذبائح والصيد باب: لحم الدجاج برقم (٥٥١٧) وبرقم (٥٥١٨) وفي الايمان والنذور، برقم (٦٦٤٩) وبرقم (٦٦٨٠) وفي كفارات الايمان، برقم (٦٧٢١) وفي التوحيد باب: قول الله تعالى ﴿والله خلقكم وما تعملون﴾ برقم (٧٥٥٥) والترمذي في (جامعه) في الاطعمة، برقم (١٨٢٦) وبرقم (١٨٢٧) والنسائي في (المجتبى) في الصيد والذبائح باب: اباحة اكل لحوم الدجاج ٧/ ٢٠٦ وفي الايمان والنذور باب: حلف على يمين فراى غير ها خيرا منها ٧/ ٣٦۔ انظر (التحفة) برقم (٨٩٩٠)

تمہیں اس کے بارے میں حدیث سناتا ہوں، میں اشعریوں کے ایک گروہ کے ساتھ (یعنی ان کے کہنے پر) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم آپ سے سواریاں چاہتے تھے، تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تمہیں سوار نہیں کروں گا، اور میرے پاس تمہیں سوار کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔'' ہم جتنی دیر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا ٹھہرے، تو رسول اللہ ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے، تو آپ نے ہمیں بلوایا، اور ہمیں پانچ اونٹ سفید کوہانوں والے دینے کا حکم دیا، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا، جب ہم چل پڑے، تو ایک دوسرے کو کہنے لگے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قسم سے بے خبر رکھا، (قسم یاد نہیں دلائی) اس لیے یہ ہمارے لیے باعث برکت نہیں ہوں گے، تو ہم آپ ﷺ کے پاس لوٹ آئے، اور ہم نے کہا، اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے پاس سواریاں لینے آئے، اور آپ نے قسم اٹھا دی، کہ آپ ہمیں سوار نہیں کریں گے، پھر آپ نے ہمیں سواریاں دے دی ہیں، کیا آپ (قسم) بھول گئے ہیں؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''نہیں، اللہ کی قسم! ان شاء اللہ، کسی چیز پر قسم نہیں اٹھاتا، کہ اس کی مخالفت کرنا بہتر خیال کروں، تو میں وہ کام کرتا ہوں، جو بہتر ہو، اور قسم کو کفارہ دے کر حلال کر لیتا ہوں، اس لیے جاؤ، کیونکہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے سوار کیا ہے۔

مفردات الحدیث

❶ **تَلَكَّأَ**: تاخیر، ہچکچاہٹ سے کام لیا۔ ❷ **نَهْبِ اِبِلٍ**: غنیمت کے اونٹ۔

فائدہ: ...... یہ داخل ہونے والا تیم اللہ کا فرد، خود زہدم جرمی ہے، کیونکہ بنو تیم اللہ اور بنو جرم دونوں قبیلہ قضاعہ کے خاندان ہیں، اس لیے بنو زہدم کو بعض دفعہ بنو تیم اللہ بھی کہہ دیا جاتا ہے، اور آپ نے حضرت سعد سے اونٹ غنیمت کے اونٹوں کے عوض حاصل کیے تھے، کہ جب غنائم حاصل ہوں گے، تمہیں اونٹ دے دیں گے، یا حضرت سعد کو یہ اونٹ غنیمت میں حاصل ہوئے تھے، اس لیے انہیں غنیمت کے اونٹوں سے تعبیر کر دیا، یہ اونٹ چھ تھے اگرچہ بعض راویوں نے انہیں پانچ کہہ دیا ہے، یا پانچ تھے، کسر کو پورا کرتے ہوئے انہیں چھ سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔

[4266] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ

عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّينَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

[4266]۔ حضرت زہدم جرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بنو جرم کے خاندان اور اشعریوں کے درمیان محبت اور اخوت کا رشتہ تھا، اس لیے ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ انہیں کھانا پیش کیا گیا، جس میں مرغ کا گوشت تھا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[4266] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٤١)

[4267] (. . .) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ ح وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسٰى وَاقْتَصُّوا جَمِيعًا الْحَدِيثَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ۔

[4267]۔ امام صاحب اپنے پانچ اساتذہ کی تین سندوں سے، زھدم جرمی کی روایت بیان کرتے ہیں۔ تمام اساتذہ نے حماد بن زید کی حدیث نمبر ۹ کی طرح حدیث بیان کی۔

[4268] (. . .) و حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا الصَّعْقُ يَعْنِي ابْنَ حَزْنٍ حَدَّثَنَا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ حَدَّثَنَا

عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي مُوسٰى وَهُوَ يَأْكُلُ لَحْمَ دَجَاجٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فِيهِ قَالَ ((**إِنِّي وَاللّٰهِ مَا نَسِيتُهَا**)).

[4268]۔ زہدم جرمی بیان کرتے ہیں، میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، اور وہ مرغ کا گوشت کھا رہے تھے، آگے مذکورہ بالا روایت ہے، اوراس میں یہ اضافہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اللہ کی قسم! بھولا نہیں ہوں۔''

[4269] ۱۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ ضُرَيْبِ بْنِ نُقَيْرٍ الْقَيْسِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ ((**مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ وَاللّٰهِ مَا أَحْمِلُكُمْ**)) ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ بُقْعِ الذُّرٰى فَقُلْنَا إِنَّا أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ ((**إِنِّي لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ أَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ**)).

[4269]۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواریاں لینے کے لیے حاضر ہوئے، تو آپ نے فرمایا: ''میرے پاس تمہیں سوار کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے، اللہ کی قسم! میں تمہیں سوار نہیں کروں گا۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس تین جوڑے اونٹ سفید کوہانوں والے بھیجے، تو ہم نے دل

[4267] تقدم تخريجه برقم (٤٢٤١)
[4268] تقدم تخريجه برقم (٤٢٤١)
[4269] تقدم تخريجه برقم (٤٢٤١)

میں کہا، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سواریاں لینے کے لیے حاضر ہوئے، تو آپ نے ہمیں سوار نہ کرنے کی قسم اٹھائی، اس لیے ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو آپ کی قسم سے آگاہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کسی چیز پر قسم نہیں اٹھاتا، کہ جس کے خلاف کرنے کو بہتر سمجھوں، مگر پھر میں بہتر کام ہی کرتا ہوں۔''

مفردات الحدیث ✻ بُقْعٌ، أَبْقَعُ کی جمع ہے، چتکبرا، جس میں سیاہی وسفیدی ہو، سفیدی کے غلبہ کی بنا پر ان کو بُقْعُ الذُّریٰ کی بجائے عام روایات میں غُرُّ الذُّریٰ قرار دیا گیا ہے، اس لیے متن میں معنی سفید کوہان کیا گیا ہے۔

[4270] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلَى التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو السَّلِيلِ عَنْ زَهْدَمٍ يُحَدِّثُهُ

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ كُنَّا مُشَاةً فَأَتَيْنَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ.

[4270]۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم پیدل چل رہے تھے، تو ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں سواریوں کے لیے حاضر ہوئے، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[4271] ١١۔(١٦٥٠) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَعْتَمَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَوَجَدَ الصِّبْيَةَ قَدْ نَامُوا فَأَتَاهُ أَهْلُهُ بِطَعَامِهِ فَحَلَفَ لَا يَأْكُلُ مِنْ أَجْلِ صِبْيَتِهِ ثُمَّ بَدَا لَهُ فَأَكَلَ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَأْتِهَا وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِهِ))**.

[4271]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رات کی تاریکی تک، نبی اکرم ﷺ کے پاس رہا، پھر اپنے گھر لوٹا، تو بچوں کو سوئے ہوئے پایا، اس کی بیوی اس کے پاس اس کا کھانا لائی، تو اس نے بچوں کی (بھوکا ہونے کی) خاطر کھانا نہ کھانے کی قسم اٹھائی، پھر اسے خیال آیا، تو اس نے کھانا کھا لیا، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اس واقعہ کا تذکرہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کام کے لیے قسم اٹھائی، پھر اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھا، تو وہ کام کر لے، اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔''

[4272] ١٢۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

[4270] تقدم تخريجه برقم (٤٢٤١)

[4271] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٥٤)

[4272] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الايمان والنذور باب: ما جاء في الكفارة قبل الحنث ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِهِ وَلْيَفْعَلْ)).

[4272] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کام کی قسم اٹھائی اور اس کی مخالفت کو بہتر سمجھا، تو وہ بہتر کام کرے، اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔''

[4273] ۱۳۔(...)وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَّلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِينِهِ)).

[4273]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کام کی قسم اٹھائی اور اس کے مخالف کام کو بہتر سمجھا تو وہ بہتر کام کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔''

[4274] ۱۴۔(...)وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ حَدَّثَنِي

سُهَيْلٌ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ مَالِكٍ ((فَلْيُكَفِّرْ يَمِينَهُ وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)).

[4274] ۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے امام مالک کی حدیث نمبر ۱۲ کی طرح بیان کرتے ہیں، ''کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور وہ کام کرے جو بہتر ہے۔''

فائدہ:...... اس بات پر تمام فقہائے امت کا اتفاق ہے، اگر کسی انسان نے کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھائی، لیکن قسم پورا کرنے کے مقابلہ میں اس کو توڑنا بہتر ثابت ہوا، تو اس کو قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرنا چاہیے، لیکن اس میں اختلاف ہے، کیا قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا جائز ہے یا نہیں، امام ابوحنیفہ کا موقف یہ ہے کہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا درست نہیں ہے، وہ پہلے قسم توڑے پھر کفارہ ادا کرے، داود ظاہری اور اشعب مالکی کا یہی قول ہے، لیکن امام شافعی، مالک، احمد، ربیعہ، اوزاعی، لیث بن سعد، ثوری، اسحاق، عمر، ابن عمر، ابن عباس وغیرھم کے نزدیک، قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا جائز ہے، روایات سے دونوں صورتیں جائز معلوم ہوتی ہیں۔(مغنی ابن قدامہ، ج ۱۳، ص ۴۸۱ تا ۴۸۳۔ علامہ ترکی، فتح الباری، ج ۱۱ مکتبہ دارالسلام، ص ۷۴۱ تا ۷۴۳)

برقم (۱۵۳۰) انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۳۸)
[4273] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۳٤)
[4274] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۶۷۳)

[4275] ۱۵-(۱۶۵۱)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ قَالَ جَاءَ سَائِلٌ إِلَى عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ فَسَأَلَهُ نَفَقَةً فِي ثَمَنِ خَادِمٍ أَوْ فِي بَعْضِ ثَمَنِ خَادِمٍ فَقَالَ لَيْسَ عِنْدِي مَا أُعْطِيكَ إِلَّا دِرْعِي وَمِغْفَرِي فَأَكْتُبُ إِلَى أَهْلِي أَنْ يُعْطُوكَهَا قَالَ فَلَمْ يَرْضَ فَغَضِبَ عَدِيٌّ فَقَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَا أُعْطِيكَ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ رَضِيَ فَقَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ **((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ رَأَى أَتْقَى لِلّٰهِ مِنْهَا فَلْيَأْتِ التَّقْوَى))** مَا حَنَّثْتُ يَمِينِي.

[4275]۔تمیم بن طرفہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک سائل حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور ان سے خادم کی قیمت یا خادم کی کچھ قیمت دینے کا سوال کیا، تو انہوں نے کہا، میرے پاس تجھے دینے کے لیے میری زرہ اور خود کے سوا کچھ نہیں ہے، تو میں اپنے گھر والوں کو لکھ دیتا ہوں، تو وہ تجھے قیمت دے دیں گے، تو وہ اس پر راضی نہ ہوا، جس سے حضرت عدی رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے، اور کہا، ہاں، اللہ کی قسم! اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا، ''جس نے کسی کام پر قسم اٹھائی، پھر اس کے سامنے اللہ کے تقویٰ پر زیادہ دلالت کرنے والی رائے آئی، تو وہ تقویٰ والا کام کرے،'' تو میں اپنی قسم نہ توڑتا۔

[4276] ۱۶-(. . .)وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيَتْرُكْ يَمِينَهُ))**.

[4276]۔حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کام کے لیے قسم اٹھائی، اور اس کے مخالف کو بہتر سمجھا، تو وہ کام کرے جو بہتر ہے، اور اپنی قسم کو چھوڑ دے، یعنی قسم توڑ دے۔''

[4277] ۱۷-(. . .)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْبَجَلِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ طَرِيفٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيمٍ الطَّائِيِّ

[4275] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الايمان والنذور باب: الكفارة بعد الحنث برقم (٣٧٩٥) وبرقم (٣٧٩٦) وابن ماجه في (سننه) في الكفارات باب: من حلف على يمين فرای غيرها خيرا منها برقم (٢١٠٨) انظر (التحفة) برقم (٩٨٥١)

[4276] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٥١)

[4277] تقدم تخريجه برقم (٤٢٥١)

عَنْ عَدِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ ((إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ عَلَى الْيَمِينِ فَرَاٰى خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْهَا وَلْيَاْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)).

[4277]۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کسی کام کی قسم اٹھائے، اور اس کے برعکس کو اس سے بہتر سمجھے، تو قسم کا کفارہ ادا کرے، اور وہ کام کرے جو بہتر ہے۔''

[4278] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيمٍ الطَّائِيِّ
عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ.

[4278]۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

[4279] ۱۸۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ قَالَ سَمِعْتُ
عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ وَأَتَاهُ رَجُلٌ يَسْأَلُهُ مِائَةَ دِرْهَمٍ فَقَالَ تَسْأَلُنِي مِائَةَ دِرْهَمٍ وَأَنَا ابْنُ حَاتِمٍ وَاللّٰهِ لَا أُعْطِيكَ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ ثُمَّ رَاٰى خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)).

[4279]۔ تمیم بن طرفہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے سنا، جبکہ ان کے پاس ایک آدمی سو درہم (۱۰۰) مانگنے کے لیے آیا، تو انہوں نے کہا، تو مجھ سے سو (۱۰۰) درہم مانگ رہا ہے، حالانکہ میں حاتم کا بیٹا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں تمہیں نہیں دوں گا، پھر کہنے لگے، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا، ''جس نے کسی کام کے لیے قسم اٹھائی، پھر اس کے سامنے بہتر سوچ آ ئی، تو وہ کام کرے جو بہتر ہے۔'' (تو میں تمہیں نہ دیتا، یہ جواب محذوف ہے۔)

فائدہ:...... تسئلنی مائة درهم؟ وانا ابن حاتم کا مقصد بقول امام قرطبی یہ ہے، کہ میں حاتم کا بیٹا ہوں، جو جود و سخاوت کی کثرت میں معروف و مشہور ہے، اور تم مجھ سے اس قدر کم رقم کا مطالبہ کر رہے ہو، اور بقول قاضی عیاض، سائل نے حضرت عدی سے اس وقت سوال کیا، جبکہ اسے پتہ تھا کہ فی الحال ان کے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں ہے، اور سائل کا مقصد حضرت عدی کے بخل اور کچھ دینے سے انکار کرنے کا اظہار تھا، اس لیے حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے ناراضی کی حالت میں یہ کہا، کہ تم جان بوجھ کر مجھے رسوا کرنے کے لیے کہ حاتم کا بیٹا بخیل و

[4278] تقدم تخريجه برقم (٤٢٥١)
[4279] تقدم تخريجه برقم (٤٢٥١)

کنجوس ہے، یہ سوال کر رہے ہو، حالانکہ تمہیں پتہ ہے اس وقت میرے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں ہے، جاؤ میں اپنے گھر والوں کو لکھ دیتا ہوں، وہ تمہارا سوال پورا کر دیں، لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوا، اس لیے انہوں نے کچھ نہ دینے کی قسم اٹھائی۔

[4280] (. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ تَمِيمَ بْنَ طَرَفَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ وَلَكَ أَرْبَعُ مِائَةٍ فِي عَطَائِي.

[4280]۔ تمیم بن طرفہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے سنا، جبکہ ان سے ایک آدمی نے سوال کیا، آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی، اور اتنا اضافہ کیا، جب بیت المال سے مجھے عطیہ ملے گا، تو تمہیں چار سو دوں گا۔

[4281] ۱۹۔(۱۶۵۲) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم **((يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَائْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)).**

قال ابو احمد الجلودی حدثنا ابو العباس الماسرجسی حدثنا شیبان بن فروخ: حدثنا جریر بن حازم بهذا الاسناد

[4280] تقدم تخریجه برقم (۴۲۵۱)

[4281] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الایمان والنذور باب: قول الله تعالی ﴿لا يؤاخذكم الله باللغو فی ایمانكم ولكن يواخذكم بما عقدتم الایمان فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم واحفظوا ايمانكم كذلك يبين الله لكم آياته لعلكم تشكرون﴾ برقم (۶۶۲۲) وفی كفارات الایمان باب: الكفارة قبل الحنث وبعده برقم (۶۷۲۲) وفی الاحكام باب: من لم يسال الامارة اعانه الله عليها برقم (۷۱۴۶) وفی باب: من سال الامارة وكل اليها برقم (۷۱۴۷) ومسلم فی (صحيحه) فی الامارة باب: النهی عن طلب الامارة والحرص عليها برقم (۴۶۹۲) وابو داود فی (سننه) فی الایمان والنذور باب: الرجل يكفر قبل ان يحنث برقم (۳۲۷۷) وبرقم (۳۲۷۸) وفی الخراج والامارة والفی باب: ما جاء فی طلب الامارة برقم (۲۹۲۹) والترمذی فی (جامعه) فی الایمان والنذور باب: ما جاء فيمن حلف على يمين فرای غيرها خيرا منها برقم (۵۱۲۹) والنسائی فی (المجتبى) فی الایمان والنذور باب: الكفارة قبل الحنث ۷/ ۱۰ وفی باب الكفارة بعد الحنث ۷/ ۱۱ وبرقم ۷/ ۱۲ وفی آداب القضاة باب: النهی عن مسالة الامارة ۸/ ۲۲۵۔ انظر (التحفة) برقم (۵۶۹۵)

[4281]۔حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبد الرحمٰن بن سمرہ عہدہ ومنصب یا اقتدار حکومت کا سوال نہ کرنا (نہ مانگنا) کیونکہ اگر تمہیں اقتدار واختیار مانگنے کی بنا پر ملا، تو تم اس کے سپرد کر دیئے جاؤ گے (اللہ کی توفیق و اعانت سے محروم رہو گے) اور اگر تم عہدہ و اقتدار بلا طلب دیئے گئے تو اس پر تمہاری اعانت و مدد کی جائے گی (اللہ کی طرف سے درستگی کی توفیق ملے گی) اور جب تم کسی کام پر قسم اٹھالو، پھر اس کے برعکس کو اس سے بہتر سمجھو، تو اپنی قسم کا کفارہ دو اور وہ کام کرو جو بہتر ہے۔''

امام مسلم کے شاگرد ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان سے صحیح مسلم روایت کرنے والے امام ابو احمد المجدی بیان کرتے ہیں، کہ میں نے مذکورہ بالا روایت ابو العباس الماسرجسی کے واسطہ سے شیبان بن فروخ سے سنی ہے، (اس طرح ایک واسطہ کم ہوگیا، گویا جلودی نے ابو اسحاق کی بجائے براہ راست امام مسلم سے روایت سن لی)

[4282] (. . .)حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ وَمَنْصُورٍ وَحُمَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَهِشَامِ بْنِ حَسَّانَ فِي آخَرِينَ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ ح و حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْحَسَنِ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِيهِ ذِكْرُ الْإِمَارَةِ.

[4282]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کی مختلف سندوں سے عبد الرحمٰن بن سمرہ کی یہ روایت بیان کرتے ہیں لیکن معمر اپنے باپ سے امارہ کا ذکر نہیں کرتے۔

نوٹ:...... عہدہ اور منصب کے سوال کے بارے میں تفصیل کتاب الامارۃ میں آئے گی۔

۴...... بَاب: يَمِينِ الْحَالِفِ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ

باب ٤: قسم اٹھانے والے کی قسم میں قسم لینے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا

[4283] ۲۰-(١٦٥٣)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ و قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

[4282] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٥٧)

[4283]اخرجه ابو داود في (سننه) في الايمان والنذور باب: المعاريض في اليمين برقم (٣٢٥٥) والترمذي في (جامعه) في الاحكام باب: ما جاء في ان اليمين على ما يصدقه صاحبه برقم ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَمِينُكَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ و قَالَ عَمْرٌو يُصَدِّقُكَ بِهِ صَاحِبُكَ)).

[4283] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری قسم میں اس نیت و ارادہ کا اعتبار ہے، جس معنی ومفہوم پر تمہارا ساتھی (قسم لینے والا) تصدیق کرے۔'' عمرو کی حدیث میں: علیه کی جگہ به کا لفظ ہے۔

[4284] ۲۱۔(. . .)و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْيَمِينُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ)).

[4284]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم میں قسم لینے والے کی نیت کا اعتبار ہے۔''

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، اگر کوئی آدمی کسی نیت کی بنا پر جائز طور پر قسم اٹھواتا ہے، تو ایسی صورت میں قسم اٹھوانے والے کی نیت اور اس کے معنی ومفہوم کا اعتبار ہوگا، قسم اٹھانے والا، اگر قسم کا توریہ یا تعریض کرتا ہے، تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا، اگر یہ قسم عدالت کے لیے اٹھائی گئی ہے، تو پھر اس میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، اگر قسم لینا جائز تھا، اور قسم عدالت میں، اللہ تعالیٰ یا اس کی صفات کی اٹھائی گئی ہے، تو اس میں قاضی یا اس کے نائب کی نیت وقصد معتبر ہوگا، اور اگر قسم لینے والا، عدالت کی بجائے، خود قسم لیتا ہے، اور ظلم وزیادتی کا ارتکاب کرنا چاہتا ہے، تو پھر سنن ابی داود کی روایت کی روشنی میں، توریہ وتعریض سے کام لینا جائز ہے، آپ کو بتایا گیا، کہ ہم آپ کے پاس آ رہے تھے، تو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو ان کے دشمنوں نے پکڑ لیا، تو ان میں سے حضرت سوید بن غفلہ نے قسم اٹھائی کہ یہ میرا (دینی) بھائی ہے، اس پر دشمن نے انہیں چھوڑ دیا، تو آپ ﷺ نے حضرت سوید رضی اللہ عنہ کو فرمایا، تم نے سچ بولا، مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، اس سے ثابت ہوا، اگر قسم لینے والا، ظلم وزیادتی کا مرتکب ہو، تو پھر توریہ جائز ہے، تفصیلات کے لیے (المغنی، ج ۱۳، ص ۴۹۷ تا ۵۰۱، مسئلہ نمبر ۱۸۰۳) دکتور ترکی۔

اور بقول علامہ نووی اگر حالف سے طلاق یا غلام آزاد کرنے کی قسم اٹھوائی گئی، تو پھر قسم اٹھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا، یعنی وہ توریہ وتعریض سے کام لے سکے گا، علامہ تقی نے احناف کا بھی یہی موقف بتایا ہے لیکن علامہ

← (٦٣٥٤) وابن ماجه في (سننه) في الكفارات باب: من ورى في يمينه برقم (٢١٢٠) وبرقم (٢١٢١) انظر (التحفة) برقم (١٢٨٢٦)

[4284] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٥٩)

سعیدی نے اس کی مخالفت کی ہے، اور کہا ہے، فقہا کے احناف کے نزدیک اگر کسی شخص کے حق میں قسم لی گئی ہے، تو حلف لینے والے کی نیت کا اعتبار رہے گا، خواہ اللہ کی قسم لی جائے یا طلاق اور عتاق کی، اور جب کوئی خود قسم اٹھائے تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا اور وہ تاویل اور توریہ کر سکتا ہے، اور آخر میں لکھا ہے، اس مسئلہ میں علامہ ابن قدامہ حنبلی نے جو بحث کی ہے، وہی حق اور صحیح ہے۔ (شرح مسلم سعیدی، ج ۴، ص ۵۸۷)

۵...... بَاب: إِلَاسْتِثْنَاءِ

باب ۵: قسم میں استثناء یعنی ان شاء اللہ کہنا

[4285] ۲۲-(۱۶۵۴) حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي الرَّبِيعِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِسُلَيْمَانَ سِتُّونَ امْرَأَةً فَقَالَ لَأَطُوفَنَّ عَلَيْهِنَّ اللَّيْلَةَ فَتَحْمِلُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَتَلِدُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا وَاحِدَةٌ فَوَلَدَتْ نِصْفَ إِنْسَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَوْ كَانَ اسْتَثْنَى لَوَلَدَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)).

[4285]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ساٹھ بیویاں تھیں، تو انہوں نے کہا، آج رات میں سب کے ہاں جاؤں گا، اور ان میں سے ہر ایک کو حمل ٹھہرے گا، اور ان میں سے ہر ایک شاہسوار جوان جنے گی، جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا، تو ان میں سے صرف ایک کو حمل ٹھہرا اور ادھورنگ بچہ پیدا ہوا، یعنی ناقص الخلقت انسان پیدا ہوا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''اگر ان شاء اللہ کہہ لیتے، تو ان میں سے ہر ایک شاہسوار جوان جنتی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا۔''

فائدہ:...... حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد میں احادیث میں اختلاف ہے، آپ کا اصل مقصود، ان کی کثرت بیان کرنا تھا، اس لیے روایت بالمعنی کی بنا پر راویوں نے کثرت پر دلالت کرنے والے مختلف اعداد بیان کر دیے، چونکہ حدیث کا اصل مخرج، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، اس لیے قطعیت اور یقین کے ساتھ تعداد متعین نہیں ہو سکتی۔ ہاں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ بیویوں کی تعداد آزاد اور لونڈیوں کو ملا کر نوے سے زائد اور سو سے کم تھی، بعض راویوں نے صرف آزاد بیویوں کا تذکرہ کیا، تو تعداد کم بیان کی اور بعض نے آزاد اور لونڈیوں کو ملایا، اور نوے سے زائد کو نظر انداز کر کے ان کی تعداد نوے بیان کر دی، اور بعض نے کمی کو پورا کرتے ہوئے

[4285] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٤٢٥)

سو (۱۰۰) کر دیا اور ہر بیوی کے حاملہ ہونے کی خواہش اور آرزو کا اظہار کرتے وقت، فرشتہ کے یاد دلانے کے باوجود، ان کے مجاہد فی سبیل اللہ ہونے کی تمنا میں، ان شاء اللہ کہنا بھول گئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا، وگرنہ اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے، تو حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق، اللہ کے ہاں ان کی یہ آرزو اور تمنا شرف قبولیت حاصل کر لیتی اور ہر بیوی جوان شہسوار جنتی، اور یہ بات آپ نے اللہ تعالیٰ کے بتانے کی بنا پر بتائی، وگرنہ یہ لازم نہیں ہے کہ جس آرزو اور خواہش کے ساتھ انسان ان شاء اللہ کہہ لے وہ آرزو ضرور پوری ہو گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ﴿ستجدونی ان شاء اللہ صابرا﴾ کہا تھا، لیکن اس کے باوجود خضر علیہ السلام نے کہا، ﴿ذالك تاویل ما لم تسطع علیه صبرا﴾ یہ اس معاملہ کی حقیقت ہے، جس پر آپ صبر نہیں کر سکے۔

[4286] ۲۳۔(. . . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ نَبِيُّ اللّٰهِ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَبْعِينَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِغُلَامٍ يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ أَوِ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَلَمْ تَأْتِ وَاحِدَةٌ مِّنْ نِسَآئِهِ إِلَّا وَاحِدَةٌ جَآءَتْ بِشِقِّ غُلَامٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ قَالَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لَهُ فِي حَاجَتِهِ)).

[4286]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نبی سلمان بن داود علیہ السلام نے فرمایا: ''میں آج رات ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا، ان میں سے ہر ایک ایسا جوان جنے گی، جو اللہ کی راہ میں جنگ لڑے گا، تو انہیں ان کے ساتھی یا فرشتہ نے کہا، ان شاء اللہ کہہ لیجیے، وہ نہ کہہ سکے، بھول گئے، ان میں سے کسی بیوی نے بھی بچہ نہ جنا، سوائے ایک کے، اس نے ادھ رنگ بچہ جنا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے، قسم میں حانث نہ ہوتے، اور اپنے مقصد کو بھی ضرور پا لیتے۔''

[4287] (. . . .)وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ أَوْ نَحْوَهُ.

[4287] امام صاحب ایک اور سند سے بھی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل یا اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں

[4286] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی کفارات الایمان باب: الاستثناء فی الایمان برقم (٦٧٢٠) انظر (التحفة) برقم (١٣٥٣٥)

[4287] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی کفارات الایمان باب: الاستثناء فی الایمان برقم (٦٧٢٠) انظر (التحفة) برقم (١٣٦٨٢)

فوائد: ...... ❶ لم یحنث کا مقصد بقول بعض یہ ہے، اگر سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ لیتے، توان کی آرزو اور تمنا پوری ہو جاتی اور ہر بیوی مجاہد جوان جنتی، اور ان کی قسم پوری ہو جاتی، اور وہ حانث نہ ہوتے اور بقول بعض یہ مقصد ہے اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے، تو یہ قسم میں استثناء ہوتا اور قسم منعقد نہ ہوتی، اس لیے آرزو پوری نہ ہونے کے باوجود بھی حانث نہ ہوتے، یعنی ان کی قسم نہ ٹوٹتی۔ ❷ اس حدیث پر سید ابو الاعلیٰ مودودی کا حسابی طریقہ سے اعتراض کرنا، انتہائی حیران کن ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے نیک بندوں کو یہ توفیق دیتا ہے کہ وہ چند گھنٹوں میں وہ کام کر لیتے ہیں، جو عام انسان دن بھر میں بھی نہیں کر سکتا۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب تعلیم وتربیت میں ایک آدمی کے بارے میں لکھا ہے، کہ اس نے تین دن میں پورا قرآن مجید لکھ ڈالا تھا، حصہ اول ص ۶۳، امام ابن تیمیہ کے بارے میں مؤرخین لکھتے ہیں کہ انہوں نے بعض سوالوں کے جواب میں، ظہر سے عصر کے درمیان غور وفکر اور سوچ و بچار کر کے ایک رسالہ لکھ ڈالا، جس کو عام عالم اتنے وقت میں پڑھ بھی نہیں سکتا، بعض حفاظ انتہائی قلیل عرصہ میں قرآن مجید مکمل کر لیتے ہیں، حتی کہ امام قسطلانی نے تو شرح بخاری میں ایک امام کے بارے میں لکھا ہے، وہ بعض دفعہ روزانہ پندرہ دفعہ قرآن پڑھ لیتے تھے۔

(ارشاد الباری، ج ۵، ص ۳۵۶۔ حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ مکتبہ سلفیہ لاہور، ص ۱۶۸)

علامہ عبدالعزیز پرہاروی اور مولانا عبدالحئی لکھنوی نے صرف چالیس سال کی زندگی میں اس قدر متنوع اور ضخیم کتب لکھی ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے، تو اگر ایک نیک اور متقی انسان کے اوقات میں برکت ہو سکتی ہے، کہ وہ کم وقت میں بہت کام کر جاتا ہے، تو ایک نبی کے اوقات میں برکت کا پیدا ہو جانا اور محدود وقت میں بہت کام کر لینا کیوں کر قابل تعجب یا قابل انکار ٹھہر سکتا ہے، اور اس کے لیے یہ کہنے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے کہ، ہر شخص خود حساب لگا کر دیکھ سکتا ہے کہ جاڑے کی طویل ترین رات میں بھی عشاء اور فجر کے درمیان دس گیارہ گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں ہوتا، اگر بیویوں کی تعداد کم سے کم ساٹھ ہی مان لی جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس رات بغیر دم لیے فی گھنٹہ چھ بیویوں کے حساب سے دس گھنٹے مباشرت کرتے رہے، کیا یہ عملاً ممکن بھی ہے، اور کیا یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ حضور نے یہ بات واقعے کے طور پر بیان کی ہوگی؟

(تفہیم القرآن تفسیر سورہ ص ج ۴، ص ۳۲۷)

حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ میں نے خود ایک غیر مسلم ہندوستانی ماہر جنسیات کی کتاب میں پڑھا ہے، کہ ایک انسان نے مسلسل اسی (۸۰) عورتوں سے مباشرت کی اور آخری کے پاس جا کر جان کی بازی ہار گیا، اگر ایک انسان اسی (۸۰) عورتوں سے بغیر دم لیے مباشرت کر سکتا ہے تو ایک نبی جس میں عام انسانوں کے مقابلہ پر قوت بہت ہی زیادہ ہوتی ہے، اس کے فعل پر عقل کیوں دنگ رہ سکتی ہے، یا اس کو صریح عقل کے خلاف قرار دیا جا سکتا ہے، کیا عقل کے مالک یا ٹھیکیدار ہر چند عقل پرست ہیں، اس غیر مسلم ہندوستانی کی بات تو جھوٹ بھی ہو سکتی ہے۔

اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ عملاً یہ بالکل ممکن ہے، نبی کی قوت کو اپنی قوت پر قیاس کرنا ہی غلط ہے، اور فی بیوی دس منٹ ضروری بھی نہیں ہے، پہلے سے اگر تمام بیویوں کو آگاہ کر دیا گیا ہو تو ایک رات میں سب کچھ با آسانی ہوسکتا ہے۔ خرابی کی اصل جڑ یہ ہے کہ نبی کو اپنے جیسا کمزور جاننا، ایک ہی رات میں دس بیس مرتبہ اپنی بیویوں کے پاس جانا تو عام لوگوں کے لیے بھی کچھ مشکل نہیں تو ایک نبی جس میں تمام انسانوں کے مقابلہ میں ہر قوت بہت زیادہ ہوتی ہے تو اس کے فعل پر عقل کیوں دنگ رہ جاتی ہے؟ یا اس کو کیوں صریح عقل کے خلاف قرار دیا جاتا ہے؟ کیا عقل کے ٹھیکیدار چند عقل پرست ہیں؟

کسی جلیل القدر محدث یا فقیہ یا خیر القرون کے فرد نے اس کا انکار نہیں کیا، معتزلہ یا ان سے متاثر حضرات ہی کا نام تو عقلاء نہیں ہے، اور تمام سلف صالحین نعوذ باللہ عقل سے کورے یا دینی غیرت سے محروم نہیں تھے، خلاف عقل اور خلاف عادت یا مافوق العقل الگ الگ چیزیں ہیں، یہ واقعہ خلاف عادت تو ہوسکتا ہے، خلاف عقل نہیں۔

(۲) قسم اٹھانے والا اگر قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کہہ لیتا ہے، تو اس کو استثناء کہتے ہیں، کیونکہ حضرت ابن عمر کی اس روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ''جس نے قسم اٹھائی اور ان شاء اللہ کہا، تو اس سے استثناء کر لیا۔'' اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے، جس نے قسم میں استثناء کر لیا تو وہ حانث نہیں ہوگا، لیکن جمہور کے نزدیک یہ شرط ہے کہ استثناء، قسم کے ساتھ متصل ہو، بلاوجہ سکوت و خاموشی اختیار کر کے، کچھ عرصہ کے بعد ان شاء اللہ نہ کہا ہو، ائمہ اربعہ، ثوری، ابو عبید اور اسحاق کا یہی موقف ہے، اگر سکوت کسی عارضہ اور ضرورت کی بنا پر ہو، تو وہ اتصال کے منافی نہیں ہے۔ (المغنی لابن قدامہ، دکتور ترکی، ج ۱۳، ص ۴۸۴ تا ۴۸۵، مسئلہ نمبر ۱۷۹۷)

بعض حضرات کے نزدیک اگر کوئی اور گفتگو نہ کرے یا مجلس سے اٹھ کر نہ گیا ہو، تو پھر کچھ وقفہ کے بعد بھی ان شاء اللہ کہنا صحیح ہے، امام اوزاعی، احمد، عطاء اور حسن بصری وغیرہم کا یہی نظریہ ہے۔ (المغنی، ج ۱۳، ص ۴۸۵) اور عام اہل علم کے نزدیک اس کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ ان شاء اللہ زبان سے کہے، دل میں کہنا استثناء نہیں ہے، حسن، نخعی، مالک، ثوری، اوزاعی، لیث، شافعی، اسحاق، ابوثور، ابن المنذر کا یہی نظریہ ہے، اس کے مخالف قول منقول نہیں ہے، ہاں امام احمد کا ایک قول ہے، اگر مظلوم، جان کے خوف سے قسم اٹھائے اور دل میں ان شاء اللہ کہہ لے، تو اس کے لیے گنجائش ہے۔ (المغنی، ج ۱۳، ص ۴۸۵۔۴۸۶)۔ اگر قسم اللہ کی بجائے، طلاق یا غلام آزاد کرنے کی ہو، اس میں استثناء کرنا، اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک، یہاں بھی استثناء معتبر ہے، اتصال کی صورت میں قسم منعقد نہیں ہوگی، امام مالک اور اوزاعی کے نزدیک یہاں استثناء معتبر نہیں ہے، کیونکہ یہ تعلیق ہے، قسم نہیں ہے، امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے، عام طور پر امام احمد نے اس مسئلہ کا جواب دینے سے گریز کیا ہے، بعض دفعہ کہا ہے کہ یہاں استثناء مفید نہیں ہے۔ (المغنی، ج ۱۳، مسئلہ نمبر ۱۷۹۸، ص ۴۸۸)

[4288] ٢٤۔(. . .)وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأُطِيفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقِيلَ لَهُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ فَأَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لِحَاجَتِهِ)).

[4288] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا، میں آج رات ستر (۷۰) بیویوں سے مباشرت کروں گا، ان میں سے ہر ایک جوان جنے گی، وہ اللہ کی راہ میں لڑے گا، تو ان سے کہا گیا، ان شاء اللہ کہہ لیجئے، تو وہ نہ کہہ سکے، سب بیویوں کے پاس گئے، ان میں ایک کے سوا کسی نے بچہ نہ جنا، وہ بھی ادھورا انسان تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے، تو حانث نہ ہوتے، اور اپنی حاجت وضرورت کو بھی پا لیتے۔''

[4289] ٢٥۔(. . .)وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأُطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً كُلُّهَا تَأْتِي بِفَارِسٍ يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيعًا فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ فَجَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَايْمُ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ ((إِنْ شَاءَ اللهُ لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ)).

[4289] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا، اللہ کی قسم! میں آج رات نوے (۹۰) بیویوں کے پاس جاؤں گا، ہر ایک شہسوار جنے گی، وہ اللہ کی راہ میں جنگ میں حصہ لے گا، تو ان کے ساتھی نے کہا، ان شاء اللہ کہہ لیجئے، تو وہ ان سب کے پاس گئے، اور ان میں صرف

[4288] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی النکاح باب: قول لاطوفن اللیلة علی نسائی برقم (٥٢٤٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الایمان والنذور باب: الاستثناء برقم (٣٨٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٣٥١٨)

[4289] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٣٢)

ایک کو حمل ٹھہرا اور ایک ادھورا بچہ پیدا ہوا، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو وہ سب شہسوار بن کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔''

[4290] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((**كُلُّهَا تَحْمِلُ غُلَامًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى**)).

[4290]۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے، ابوالزناد ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت اس فرق سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ایک کو بچہ کا حمل ٹھہرتا، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا۔''

٦...... بَاب: النَّهْيِ عَنِ الْإِصْرَارِ عَلَى الْيَمِينِ فِيمَا يَتَأَذَّى بِهِ أَهْلُ الْحَالِفِ مِمَّا لَيْسَ بِحَرَامٍ

باب ٦: ایسی قسم پر اصرار کرنا ممنوع ہے، جس سے قسم اٹھانے والے کے گھر والوں کو تکلیف پہنچے، اگر وہ کام حرام نہ ہو، (بشرطیکہ وہ کام ناجائز نہ ہو)

[4291] ٢٦-(١٥٦٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**وَاللَّهِ لَأَنْ يَلَجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي فَرَضَ اللَّهُ**)).

[4291]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! تم میں سے کسی ایک کا اپنے گھر والوں کے بارے میں قسم کھا کر اس پر جم جانا یا اصرار کرنا، اللہ کے ہاں اس کے لیے اس سے زیادہ گناہ کا سبب ہے کہ وہ اس کا وہ کفارہ ادا کرے جو اللہ نے فرض قرار دیا ہے۔''

فائدہ:...... اگر ایک انسان کوئی ایسی قسم اٹھا لیتا ہے، جس پر اصرار کرنے یا اڑ جانے سے اس کے بیوی، بچوں کو اذیت و تکلیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اور وہ کام کرنا معصیت یا گناہ نہیں ہے، اگر وہ یہ تصور کر کے قسم پر اصرار کرتا ہے کہ قسم توڑنا گناہ ہے، تو یہ محض اس کا نظریہ اور خیال ہے، گناہ تو ایسی صورت میں قسم پر اڑنا ہے نہ کہ قسم توڑنا، یہاں آثم اسم تفضیل کا صیغہ اس کے تصور کے اعتبار سے لایا گیا ہے، کیونکہ وہ قسم توڑنا گناہ سمجھتا ہے، یا

[4290] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩١٣)

[4291] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الايمان والنذور باب: قول الله تعالى ﴿لا يواخذكم الله باللغو في ايمانكم ولكن يواخذكم بما عقدتم الايمان﴾ الى قوله: ﴿كذلك يبين الله لكم آياته لعلكم تشكرون﴾ برقم (٦٦٢٥) انظر (التحفة) برقم (٨١٥٧)

علی سبیل التنزل ہے کہ اگر بالفرض قسم توڑنا گناہ ہے، تو گھر والوں کو اذیت و تکلیف پہنچانا اس سے بڑھ کر گناہ ہے، اور قسم کا تو کفارہ دے کر گناہ سے بچا جا سکتا ہے، ان کی تکلیف و اذیت کو رفع کرنے کی کیا صورت ہو گی اور اسم تفضیل کو اضافہ و زیادتی سے مجرد بھی کیا جا سکتا ہے، یعنی یہ اصرار اس کے لیے گناہ کا باعث ہے، اور اہل کا لفظ عموم کے اعتبار سے ہے، وگرنہ کسی کو تکلیف و اذیت پہنچانے والی قسم پر اصرار کرنا، اس بنیاد پر کہ میں نے قسم کھالی ہے، میں اس کو توڑ نہیں سکتا، درست نہیں ہے، اس کو قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔

قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا یا انہیں لباس پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے، اگر ان تینوں کاموں میں سے کوئی بھی کام نہ کر سکتا ہو تو پھر تین دن کے روزے رکھنا ہے۔(سورہ مائدہ، آیت نمبر ۸۹)

۷...... بَاب: نَذْرِ الْكَافِرِ وَمَا يَفْعَلُ فِيهِ إِذَا أَسْلَمَ

باب ۷: کافر کا نذر ماننا اور جب وہ مسلمان ہو جائے، تو اس کے بارے میں کیا رویہ اپنائے گا

[4292] ۲۷-(۱۶۵۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ ((فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ)).

[4292]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! میں نے جاہلیت کے دور میں مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف بیٹھنے کی نذر مانی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کرو۔''

[4293] (...) وحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ و قَالَ حَفْصٌ مِنْ بَيْنِهِمْ عَنْ عُمَرَ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَمَّا أَبُو أُسَامَةَ وَالثَّقَفِيُّ فَفِي حَدِيثِهِمَا اعْتِكَافُ لَيْلَةٍ وَأَمَّا فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ فَقَالَ جَعَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا يَعْتَكِفُهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ حَفْصٍ ذِكْرُ يَوْمٍ وَلَا لَيْلَةٍ.

[4292] تقدم

[4293] طريق ابى سعيد الاشج اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاعتكاف باب: اذا نذر فى ←

[4293]۔ امام صاحب اپنے چھ اساتذہ کی چار سندوں سے مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں، ان راویوں میں سے حفص اس حدیث کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بتاتے ہیں، اور باقی راوی حضرت ابن عمر کی طرف منسوب کرتے ہیں، ابو اسامہ اور ثقفی کی روایت میں، رات کے اعتکاف کا تذکرہ ہے، اور شعبہ کی حدیث میں ہے، میں نے اپنے اوپر ایک دن کا اعتکاف لازم کیا تھا، اور حفص کی حدیث میں، دان یا رات کسی کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ:...... نذرتُ في الجاهلية: امام کرمانی کے نزدیک، اس سے مراد جاہلیت کا دور یعنی بعثت نبوی سے پہلے کا زمانہ مراد ہے، اور جمہور شارحین کے نزدیک، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور کفر و شرک مراد ہے، کہ جبکہ وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، أَوْفِ بِنَذْرِكَ: اپنی نذر پوری کرو، آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کفر کی حالت میں مانی گئی نذر کے پورا کرنے کا حکم دیا، ائمہ میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے، حالت کفر میں مانی ہوئی نذر کا پورا کرنا فرض ہے یا مستحب، طاؤس، قتادہ، حسن بصری، امام شافعی، امام احمد، ابوثور، اسحاق، ابن حزم، ابن جریر طبری، اور بعض مالکیہ کے نزدیک، اسلام لانے کے بعد، حالت کفر کی جائز نذر پورا کرنا فرض ہے۔

اکثر علماء کے نزدیک کافر کی نذر درست نہیں ہے، کیونکہ اس کا مقصد اللہ کی رضاجوئی اور خوشنودی نہیں ہے، حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے، کافر و مشرک بھی اللہ کا تقرب اور رضا چاہتے ہیں، بلکہ وہ تو بتوں کی عبادت بھی بزعم خویش اللہ کے تقرب کے حصول کے لیے کرتے تھے:

﴿ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفىٰ﴾ (سورہ زمر، آیت نمبر ۳)

امام مالک، ابو حنیفہ، ابراہیم نخعی، ثوری اور بعض شوافع کے نزدیک کافر پر اسلام لانے کے بعد اپنی نذر پوری کرنا لازم نہیں ہے، ہاں مستحب اور پسندیدہ ہے، امام شافعی اور امام احمد کا ایک قول یہی ہے۔ (فتح الباری، ج ۱۱، ص ۷۰۹)

اعتكاف ليلة یا اعتكاف يوم: شوافع نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے، جس میں رات کے اعتکاف کا تذکرہ ہے، یہ استدلال کیا ہے کہ اعتکاف صرف رات کا بھی ہو سکتا ہے، اس لیے اس کے لیے روزہ شرط نہیں ہے، کیونکہ روزہ دن کے وقت ہوتا ہے، اور دوسری حدیث میں دن کے اعتکاف کا تذکرہ ہے، اس سے

← الجاهلية ان يعتكف ثم اسلم برقم (۲۰۴۳) انظر (التحفة) برقم (۷۸٤۸) وطريق محمد بن المثنى تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۸۰۳۹) وطريق ابى بكر بن ابى شيبة اخرجه البخاري في الاعتكاف باب: من لم ير عليه اذا اعتكف صوما برقم (۳۳۲۵) واخرجه الترمذى فى (جامعه) ى النذور والايمان باب: ما جاء في وفاء النذور برقم (۱۵۳۹) والنسائى فى (المجتبى) فى الايمان والنذور باب: اذا نذر ثم اسلم قبل ان يفى ۷/ ۲۱۔ وابن ماجه فى (سننه) فى الصيام باب: فى اعتكاف يوم او ليلة برقم (۱۷۷۲) والكفارات باب: الوفاء بالنذور برقم (۲۱۲۹) انظر (التحفة) برقم (۱۰۵۵۰) وطريق محمد بن عمرو بن جبلة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۹۱٦)

احناف نے یہ استدلال کیا ہے، کہ رات میں دن شامل ہے اور دن میں رات داخل ہے، اس لیے اس سے مراد، صرف رات یا صرف دن نہیں ہے، دن رات دونوں ہی مراد ہیں، اس لیے اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے۔

[4294] ٢٨-(...) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ أَنَّ أَيُّوبَ حَدَّثَهُ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ بَعْدَ أَنْ رَجَعَ مِنَ الطَّائِفِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَكَيْفَ تَرٰى قَالَ ((اذْهَبْ فَاعْتَكِفْ يَوْمًا)) قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَعْطَاهُ جَارِيَةً مِّنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا أَعْتَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَبَايَا النَّاسِ سَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَصْوَاتَهُمْ يَقُولُونَ أَعْتَقَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوا أَعْتَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَبَايَا النَّاسِ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اذْهَبْ إِلٰى تِلْكَ الْجَارِيَةِ فَخَلِّ سَبِيلَهَا۔

[4294]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مقام جعرانہ پر سوال کیا، جب کہ آپ ﷺ طائف سے واپس آئے تھے، کہا، اے اللہ کے رسول! میں نے جاہلیت کے دور میں مسجد حرام میں ایک دن کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی، تو آپ ﷺ کا کیا خیال ورائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ، ایک دن کا اعتکاف کرو۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں (عمر کو) خمس سے ایک لونڈی دی تھی، تو جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں (بنوہوازن) کے قیدیوں کو آزاد کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی آوازوں کو سنا، وہ کہہ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آزاد کر دیا ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یہ کیا ماجرا ہے؟ تو لوگوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے قیدیوں کو آزاد کر دیا ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے عبداللہ! اس لونڈی کے پاس جاؤ، اور اس کو آزاد کر دو۔''

فائدہ:...... فتح مکہ کے بعد حضور اکرم ﷺ نے بنوہوازن سے جنگ حنین شوال ۸ھ میں لڑی، شکست کھانے

[4294] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی فرض الخمس باب: ما كان النبی ﷺ يعطی المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس ونحوه برقم (٣١٤٤) والمغازی باب: قول الله تعالى ﴿ويوم حنين اذا اعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئا وضاقت عليكم الارض بما رحبت ثم وليتم مدبرين ثم انزل الله سكينته﴾ الى ﴿غفور رحيم﴾ برقم (٤٣٢٠) والنسائی فی (المجتبی) فی الايمان والنذور باب: اذا نذر ثم اسلم قبل ان يفی برقم (٧/ ٢١ و ٢٢۔ انظر (التحفة) برقم (٧٥٢١)

کے بعد دشمن تتر بتر ہوگیا، ایک گروہ نے طائف کا رخ کیا، دوسرا گروہ اوطاس کی طرف چلا گیا، اور تیسرا گروہ نخلہ کی طرف بھاگ گیا، آپ ﷺ نے دشمن کے بیوی بچوں کو جن کی تعداد چھ ہزار تھی، قیدی بنا لیا، مویشیوں میں چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زائد بکریاں قبضہ میں لے لیں، اور چار ہزار اوقیہ چاندی ہاتھ لگی، ان تمام اشیاء کو جعرانہ مقام میں جمع کیا گیا، اور آپ نے طائف کا رخ کیا، کیونکہ دشمن کا بڑا گروہ ادھر ہی گیا تھا، لیکن کچھ عرصہ محاصرہ کرنے کے بعد آپ واپس آ گئے، اور جعرانہ میں آپ نے بنو ہوازن کا رشتہ داری کی وجہ سے کیونکہ دائی حلیمہ اس قوم کے ایک خاندان سے تعلق رکھتی تھیں، دو ہفتہ سے زائد انتظار کیا کہ وہ مسلمان ہو جائیں، اور اپنا مال و دولت اور قیدی واپس لے جائیں، لیکن جب وہ اس انتظار کے عرصہ میں نہ آئے تو آپ نے مال اور قیدی مسلمانوں میں تقسیم فرما دیئے، غنیمت کی تقسیم کے بعد، بنو ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور انتہائی موثر انداز میں اپنے قیدی اور مال واپس لینے کی درخواست کی، آپ نے فرمایا، غنیمت کی تقسیم کے بعد قیدی اور مال دونوں کی واپسی ممکن نہیں ہے، ایک چیز لے لو، انہوں نے قیدیوں کی واپسی کی خواہش کی تو آپ نے تمام صحابہ کو جمع کر کے اس سلسلہ میں خطبہ ارشاد فرمایا، جس کے نتیجہ میں لوگ قیدی چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے، تو آپ نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا، حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غنیمت کے خمس سے دو لونڈیاں دی تھیں، انہوں نے ایک اپنے بیٹے ابن عمر کو دے دی اور دوسری اپنے پاس رکھی، جب آپ نے قیدیوں کی آزادی کا اعلان فرمایا، تو دونوں باپ بیٹا نے اپنی اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے الرحیق المختوم)

[4295] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَفَلَ النَّبِيُّ مِنْ حُنَيْنٍ سَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اعْتِكَافِ يَوْمٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ .

[4295]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ جنگ حنین سے لوٹے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اسی نذر کے بارے میں سوال کیا، جو انہوں جاہلیت کے دور میں مانی تھی، یعنی ایک دن کا اعتکاف، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[4296] (. . .) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ عُمْرَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْجِعْرَانَةِ فَقَالَ لَمْ يَعْتَمِرْ مِنْهَا قَالَ وَكَانَ عُمَرُ نَذَرَ اعْتِكَافَ لَيْلَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرِ بْنِ

[4295] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٧٠)
[4296] تقدم تخريجه برقم (٤٢٧٠)

حَازِمٍ وَمَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ.

[4296]۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ سے عمرہ کرنے کا تذکرہ کیا گیا، تو انہوں نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے عمرہ نہیں کیا اور بتایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

فائدہ :...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرہ علی الاعلان نہیں کیا تھا، بلکہ رات کو جعرانہ سے عمرہ کے لیے چلے، اور راتوں رات عمرہ کر کے واپس جعرانہ پہنچ گئے، اس لیے بہت سے صحابہ کرام کو اس عمرہ کا پتہ نہ چل سکا، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی انہیں میں داخل ہیں، اس لیے انہوں نے اس کا انکار کیا۔

[4297] (. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ فِي النَّذْرِ وَفِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا اعْتِكَافُ يَوْمٍ.

[4297]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سندوں سے نافع سے ہی ابن عمر کی قدر کے بارے میں حدیث بیان کرتے ہیں، اور دونوں کی حدیث میں دن کے اعتکاف کا ذکر ہے۔

٨...... بَاب: صُحْبَةِ الْمَمَالِيكِ وَكَفَّارَةِ مَنْ لَطَمَ عَبْدَهُ

باب ٨: غلاموں کی رفاقت اور اپنے غلام کو تھپڑ مارنے کا کفارہ

[4298] ٢٩۔(١٦٥٧) حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ زَاذَانَ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَقَدْ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا قَالَ فَأَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ عُودًا أَوْ شَيْئًا فَقَالَ مَا فِيهِ مِنَ الْأَجْرِ مَا يَسْوٰى هٰذَا إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مَنْ لَطَمَ مَمْلُوكَهُ أَوْ ضَرَبَهُ فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُعْتِقَهُ)).

[4298]۔ ابو عمر زاذان بیان کرتے ہیں، میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، اور وہ ایک غلام آزاد کر چکے تھے، تو انہوں نے زمین سے ایک تنکا یا کوئی چیز لی اور کہا، اس غلام کی آزادی میں اس کے برابر بھی اجر و ثواب

[4297] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٤١١)

[4298] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الادب باب:۔ فی حق المملوك برقم (٥١٦٨) انظر (التحفة) برقم (٦٧١٧)

نہیں ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے غلام کو تھپڑ مارا یا پیٹا، تو اس کا کفارہ اس کو آزاد کرنا ہے۔''

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک اور ملائمت سے پیش آنا چاہیے، اور معمولی فروگزاشت پر انہیں مارنا پیٹنا اور دکھ اور اذیت سے دوچار کرنا درست نہیں ہے، اور اگر کوئی آقا اپنے مملوک پر ظلم و زیادتی کرتا ہے، تو اس کے لیے پسندیدہ طرز عمل یہی ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے، تاکہ اس کے ظلم و زیادتی کا ازالہ ہو جائے، لیکن بالاتفاق آزاد کرنا فرض نہیں ہے، ایک بہترین طریقہ ہے، ہاں، اگر اس نے غلام کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے، اس کا کوئی عضو کاٹ دیا ہے، یا جلا دیا ہے، یا بے کار کر دیا ہے، تو پھر امام مالک اور امام لیث کے نزدیک آزاد کرنا فرض ہوگا۔

[4299] ٣٠-(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ

عَنْ زَاذَانَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ دَعَا بِغُلَامٍ لَهُ فَرَأَى بِظَهْرِهِ أَثَرًا فَقَالَ لَهُ أَوْجَعْتُكَ قَالَ لَا قَالَ فَأَنْتَ عَتِيقٌ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ مَا لِي فِيهِ مِنَ الْأَجْرِ مَا يَزِنُ هٰذَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ أَوْ لَطَمَهُ فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أَنْ يُعْتِقَهُ)).

[4299]۔ حضرت زاذان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو بلایا اور اس کی پشت پر مار کا نشان دیکھا، تو اس سے پوچھا، میں نے تمہیں دکھ پہنچایا ہے، اس نے کہا، نہیں، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، تم آزاد ہو، زاذان کہتے ہیں، پھر انہوں نے زمین سے کوئی چیز اٹھائی اور کہا، میرے لیے اس کی آزادی میں اس کے برابر بھی اجر نہیں ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے، ''جس نے اپنے غلام کو اس قدر سزا دی جس کا وہ سزاوار نہیں تھا یا اس کو تھپڑ رسید کیا، تو اس کا کفارہ اس کی آزادی ہے۔''

[4300] (...) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ

عَنْ فِرَاسٍ بِإِسْنَادِ شُعْبَةَ وَأَبِي عَوَانَةَ أَمَّا حَدِيثُ ابْنِ مَهْدِيٍّ فَذَكَرَ فِيهِ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ ((مَنْ لَطَمَ عَبْدَهُ)) وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَدَّ.

[4300]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سندوں سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، ابن مہدی کی روایت میں

[4299] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٧٤)

[4300] تقدم تخريجه برقم (٤٢٧٤)

تو یہ ہے، ''ایسی سزا دی جس کا وہ مستحق نہیں تھا، اور وکیع کی روایت میں، ''جس نے اپنے غلام کو تھپڑ مارا،'' کا ذکر ہے، سزا اور عقوبت کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ:...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو تادیب و توبیخ کی خاطر سزا دی، لیکن وہ سزا تادیب و سرزنش سے زائد ہوگئی، اور غلام کی پشت پر مار کا نشان پڑ گیا، اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے تقویٰ اور احتیاط کی بنا پر یہی مناسب سمجھا کہ اس کا کفارہ اب یہی ہے کہ اس کو آزاد کر دیا جائے، کیونکہ ان میں اس قدر دینداری تھی کہ جب وہ اپنے کسی غلام کو دیکھتے، وہ مسجد میں بہت بیٹھتا ہے، چاہے محض وہ ان کے دکھاوے کے لیے یہ کام کرتا، تو وہ اس کو آزاد کر دیتے تھے۔

[4301] ٣١-(١٦٥٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ لَطَمْتُ مَوْلًى لَنَا فَهَرَبْتُ ثُمَّ جِئْتُ قُبَيْلَ الظُّهْرِ فَصَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي فَدَعَاهُ وَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ امْتَثِلْ مِنْهُ فَعَفَا ثُمَّ قَالَ كُنَّا بَنِي مُقَرِّنٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْسَ لَنَا إِلَّا خَادِمٌ وَاحِدَةٌ فَلَطَمَهَا أَحَدُنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((أَعْتِقُوهَا)) قَالُوا لَيْسَ لَهُمْ خَادِمٌ غَيْرُهَا قَالَ ((فَلْيَسْتَخْدِمُوهَا فَإِذَا اسْتَغْنَوْا عَنْهَا فَلْيُخَلُّوا سَبِيلَهَا)).

[4301]۔ حضرت معاویہ بن سوید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے اپنے ایک مولیٰ کو تھپڑ مارا تو میں بھاگ گیا، پھر ظہر سے پہلے واپس آ گیا اور اپنے والد کی اقتدا میں نماز پڑھی، تو میرے والد نے، غلام کو اور مجھے طلب کیا، پھر غلام کو کہا، اس سے بدلہ لو، تو اس نے معاف کر دیا، پھر میرے والد نے بتایا، ہم مقرن کی اولاد رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں صرف ایک خادمہ کے مالک تھے، تو ہم میں سے کسی ایک نے اسے تھپڑ مارا، اور رسول اللہ ﷺ تک بات پہنچ گئی، تو آپ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دو۔'' بنو مقرن نے کہا، ان کے پاس اس کے سوا کوئی خادمہ نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس سے خدمت لو، جب اس سے بے نیاز ہو جائیں تو اس کو آزاد کر دیں۔''

فائدہ:...... یہ صحابہ کرام کا کریمانہ اخلاق تھا کہ محض ایک تھپڑ مارنے پر، اپنے غلام کو کہا، اس سے وہی سلوک کرو جو اس نے تیرے ساتھ کیا ہے، حالانکہ ایسے مواقع پر محض سرزنش و توبیخ کافی ہوتی ہے، اور آپ ﷺ نے بھی

[4301] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الادب باب: فی حق المملوك برقم (٥٦٦) وبرقم (٥١٦٧) والترمذی فی (جامعه) فی النذور باب: الرجل يلطم خادمه برقم (١٥٤٢) انظر (التحفة) برقم (١١٨١٤)

صحابہ کرام کو سبق سکھایا، کہ وہ ان کے ساتھ ظلم و زیادتی سے پیش نہ آئیں، اور بلاوجہ مار پیٹ سے کام نہ لیں، اور اگر ایسا کر بیٹھیں، تو غلام آزاد کر دیں تاکہ کسی اور غلام کے ساتھ اس کام کا اعادہ نہ ہو۔

[4302] ٣٢-(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ

عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ عَجِلَ شَيْخٌ فَلَطَمَ خَادِمًا لَهُ فَقَالَ لَهُ سُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ عَجَزَ عَلَيْكَ إِلَّا حُرُّ وَجْهِهَا لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِّنْ بَنِي مُقَرِّنٍ مَا لَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا أَصْغَرُنَا فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهَا.

[4302]۔ حضرت ہلال بن یساف رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بوڑھے نے جلد بازی سے کام لیتے ہوئے اپنے خادم کو تھپڑ مار دیا، تو حضرت سوید بن مقرن کہنے لگے، کیا تمہیں اس کے شریف عضو چہرے کے سوا کوئی جگہ نہ ملی، میں نے اپنے آپ کو بنومقرن میں ساتواں بیٹا پایا، اور ہمارا خادم ایک ہی تھا، ہم میں سے چھوٹے نے اسے تھپڑ مارا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسے آزاد کرنے کا حکم دیا۔

[4303] (. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ

عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ كُنَّا نَبِيعُ الْبَزَّ فِي دَارِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ أَخِي النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ فَخَرَجَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ لِرَجُلٍ مِّنَّا كَلِمَةً فَلَطَمَهَا فَغَضِبَ سُوَيْدٌ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ.

[4303]۔ حضرت ہلال بن یساف رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نعمان بن مقرن کے بھائی سوید بن مقرن کے احاطہ میں کپڑا بیچتے تھے، تو ایک لونڈی گھر سے نکلی، اس نے ہم میں سے ایک آدمی کو کوئی بات کہی، اس نے اس کو تھپڑ امارا، جس پر حضرت سوید ناراض ہو گئے، اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

فائدہ:...... لونڈی حضرت سوید کی تھی اور اس نے اس آدمی سے تلخ کلامی کی تھی، اس لیے اس نے مارا تھا، لیکن وہ ضرورت سے زیادہ تھا۔

[4304] ٣٣-(. . .)وحَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ مَا اسْمُكَ قُلْتُ شُعْبَةُ فَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنِي أَبُو شُعْبَةَ الْعِرَاقِيُّ

[4302] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٧٧)

[4303] تقدم تخريجه برقم (٤٢٧٧)

[4304] تقدم تخريجه برقم (٤٢٧٧)

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ أَنَّ جَارِيَةً لَهُ لَطَمَهَا إِنْسَانٌ فَقَالَ لَهُ سُوَيْدٌ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الصُّورَةَ مُحَرَّمَةٌ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَسَابِعُ إِخْوَةٍ لِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَا لَنَا خَادِمٌ غَيْرُ وَاحِدٍ فَعَمَدَ أَحَدُنَا فَلَطَمَهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهُ.

[4304]۔ شعبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، مجھ سے محمد بن منکدر نے پوچھا، تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا، شعبہ تو محمد نے کہا، مجھے ابوشعبہ عراقی نے سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ اس کی لونڈی کو ایک انسان نے مارا، تو سوید رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا، کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ چہرہ قابل احترام ہے یا اس پر مارنا حرام ہے؟ اور کہا، میں نے اپنے آپ کو پایا کہ میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا، اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اور ہمارے پاس صرف ایک خادم تھا، تو ہم میں سے ایک نے عمداً اس کو تھپڑ مارا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کے آزاد کرنے کا حکم دیا۔

[4305] (. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

عَنْ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ مَا اسْمُكَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ.

[4305]۔ یہی روایت امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے کہا، مجھ سے محمد بن منکدر نے پوچھا، تیرا نام کیا ہے؟ آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[4306] ٣٤۔(١٦٥٩) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِي اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ فَلَمْ أَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ فَلَمَّا دَنَا مِنِّي إِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَقُولُ ((**اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ**)) قَالَ فَأَلْقَيْتُ السَّوْطَ مِنْ يَدِي فَقَالَ ((**اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ أَنَّ اللَّهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هَذَا الْغُلَامِ**)) قَالَ فَقُلْتُ لَا أَضْرِبُ مَمْلُوكًا بَعْدَهُ أَبَدًا.

[4305] تقدم تخريجه برقم (٤٢٧٧)۔

[4306] اخرجه الترمذي في (جامعه) في البر والصلة باب: النهي عن ضرب الخدم وشتمهم برقم (١٩٤٨) انظر (التحفة) برقم (١٠٠٩)۔

[4306] ۔حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا، تو میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی، جان لو،! اے ابومسعود،'' میں غصہ کی وجہ سے آواز پہچان نہ سکا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے قریب ہوئے، تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ فرما رہے تھے،''جان لو، اے ابومسعود، جان لو، اے ابو مسعود!'' تو میں نے اپنے ہاتھ سے کوڑا پھینک دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جان لو، اے ابومسعود! اللہ تعالیٰ تم پر تمہارے اس غلام پر قدرت رکھنے سے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔'' تو میں نے عرض کیا، اس کے بعد میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

فائدہ:...... غلام ایک انسان ہے جو غلطی کا ارتکاب کرسکتا ہے، اور انسان بھی اللہ کا غلام اور اس کی مخلوق ہے، جس کے ایک آقا کے اپنے غلام پر بڑھ کر حقوق ہیں، جن میں انسان کوتاہی کرتا ہے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ انتہائی قادر ہونے کے باوجود انسان کے قصور اور کوتاہی سے درگزر کرتا ہے، اور اس کو توبہ کا موقع دیتا ہے، تو انسان کو بھی چاہیے، اگر اس کا غلام اور ماتحت کسی غلطی یا قصور کا ارتکاب کر بیٹھے تو وہ درگزر اور چشم پوشی سے کام لے، تاکہ وہ مؤاخذہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی معافی اور غفران کا امیدوار بن سکے۔

[4307] (. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَهُوَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِ عَبْدِ الْوَاحِدِ نَحْوَ حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ فَسَقَطَ.

[4307] ۔امام صاحب اپنے چار اساتذہ کی مختلف سندوں سے اعمش کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ جریر کی روایت میں یہ ہے، تو کوڑا آپ کی ہیبت و دبدبہ کی بنا پر میرے ہاتھ سے گر گیا۔

[4308] ۳۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا ((اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ اللَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ)) فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللَّهِ فَقَالَ ((أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ)).

[4308] ۔حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے

[4307] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٨٢)۔

[4308] تقدم تخريجه برقم (٤٢٨٢)۔

آواز سنی، ''جان لو، اے ابومسعود، اللہ تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے، جتنی تمہیں اس پر حاصل ہے۔'' تو میں نے مڑ کر دیکھا، تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے، اس پر میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! وہ اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ایسا نہ کرتے، تو تمہیں آگ جھلساتی یا آگ پہنچتی۔''

فائدہ: ......حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ کے واسطہ سے اس کا غلام پناہ طلب کرتا رہا، آخر کار اللہ کے رسول کے نام سے پناہ لی، تو اس زیادتی کی بنا پر وہ سزا کے حقدار ٹھہرے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اسے آزاد نہ کرتے، تو تمہیں اپنے ظلم و زیادتی کا خمیازہ بھگتنا پڑتا۔

[4309] ٣٦-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ يَضْرِبُ غُلَامَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ قَالَ فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ فَقَالَ أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ فَتَرَكَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَاللَّهِ لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ)) قَالَ فَأَعْتَقَهُ.

[4309] ۔حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے، تو وہ اللہ کی پناہ طلب کرنے لگا، اور وہ اسے مارتا رہا، تو اس نے کہا، میں اللہ کے رسول کی پناہ چاہتا ہوں، تو اس نے اسے چھوڑ دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے، جتنی تمہیں اس پر حاصل ہے۔'' تو انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔

[4310] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ

عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[4310] ۔امام صاحب یہ روایت ایک اور استاد سے شعبہ کی مذکورہ بالا سند ہی سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں اعوذ باللہ ، میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں، (اعوذ برسول اللہ ﷺ) میں رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں آتا ہوں کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: ......حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ شدت غضب کی بنا پر، اعوذ باللہ کے کلمات کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، جیسا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی آواز نہیں پہچان سکے، لیکن جب اس نے اعوذ باللہ کے بعد اعوذ برسول اللہ

[4309] تقدم تخريجه برقم (٤٢٨٢)۔

[4310] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحدود باب: قذف العبيد برقم (٦٨٥٨) وابو داود في (سننه) في الادب باب: في حق المملوك برقم (٥١٦٥) والترمذي في (جامعه) في البر والصلة باب: النهي عن ضرب الخدم وشتمهم برقم (١٩٤٧) انظر (التحفة) برقم (١٣٦٢٤)

کہا، تو انہیں آپ کی آمد اور آواز کا احساس ہوا، اس لیے مڑ کر پیچھے دیکھا، تو آپ ﷺ کی ہیبت و دبدبہ کی بنا پر ان کے ہاتھ سے کوڑا گر گیا، اور وہ مارنے سے رک گئے۔

۹...... بَابُ التَّغْلِيظِ عَلَى مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنَا

باب ۹: جو انسان اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگاتا ہے، اس کے لیے شدت وسختی

[4311] ۳۷۔(۱۶۶۰) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي نُعْمٍ حَدَّثَنِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ ((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ)).

[4311]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے غلام پر زنا کا الزام عائد کیا، اس پر قیامت کے دن حد قائم کی جائے گی، الا یہ اس نے جو کچھ کہا، ویسا ہی تھا۔''

فائدہ:...... اگر کوئی آقا اپنے غلام پر زنا کی تہمت عائد کرتا ہے، حالانکہ اس کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، تو اس کی آزادی کے شرف و احترام کی خاطر، بالاتفاق دنیا میں اس پر حد قائم نہیں کی جائے گی، چاہے وہ مکمل طور پر غلام ہو یا مکاتب، مدبر اور ام الولد ہو، ہاں قیامت کے دن، وہ حد کا مستوجب ہوگا، لیکن اگر دوسرے کی ام الولد پر تہمت لگاتا ہے، تو پھر حضرت ابن عمر، حسن بصری، اور اہل ظاہر کے نزدیک اس پر حد قائم کی جائے، اگر اپنی ام ولد پر تہمت لگاتا ہے، تو پھر حسن بصری کا موقف بھی یہی ہے کہ اس پر حد نہیں، اس طرح دوسرے کے غلام پر الزام تراشی میں بھی حد نہیں ہے، تعزیر و توبیخ ہے، آخرت میں مواخذہ ہوگا۔

[4312] (....) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ كِلَاهُمَا عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا سَمِعْتُ أَبَاالْقَاسِمِ ﷺ نَبِيَّ التَّوْبَةِ.

[4312]۔ امام صاحب دو اور اساتذہ کی سند سے فضیل بن غزوان کی مذکورہ بالا سند ہی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم ﷺ، نبی التوبہ سے سنا۔

[4311] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحدود باب: قذف العبيد برقم (٦٨٥٨) وابو داود في (سننه) في الادب باب: في حق المملوك برقم (٥١٦٥) والترمذي في (جامعه) في البر والصلة باب: النهي عن ضرب الخدم وشتمهم برقم (١٩٤٧) انظر (التحفة) برقم (١٣٦٢٤)

[4312] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٨٧)

فائدہ :......آپ کو نبی التوبہ اس لیے کہتے ہیں، آپ ﷺ پر کافر دل و زبان سے ایمان لا کر کفر و شرک سے ایمان کی طرف لوٹ سکتا ہے، کیونکہ توبہ کا اصل معنی رجوع اور واپسی ہے، یعنی وہ نبی جس کے ذریعہ کفر سے ایمان کی طرف لوٹا جا سکتا ہے، یا اس لیے کہ پہلی امتوں کو بعض گناہوں کی توبہ کی صورت میں اپنے آپ کو قتل کرنا پڑتا تھا، اور آپ ﷺ کی امت کے لیے قبول توبہ کے لیے دل و زبان کا اعتقاد و اقرار ہی کافی ہے۔

١٠...... بَابُ إِطْعَامِ الْمَمْلُوكِ مِمَّا يَأْكُلُ وَإِلْبَاسَهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مَا يَغْلِبُهُ

باب ١٠: مملوک کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے، اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے، اور اس کی طاقت سے زائد اس پر ذمہ داری نہ ڈالے

[4313] ٣٨-(١٦٦١) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ مَرَرْنَا بِأَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهُ فَقُلْنَا يَا أَبَا ذَرٍّ لَوْ جَمَعْتَ بَيْنَهُمَا كَانَتْ حُلَّةً فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنْ إِخْوَانِي كَلَامٌ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ فَشَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَقِيتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ سَبَّ الرِّجَالَ سَبُّوا أَبَاهُ وَأُمَّهُ قَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَأَلْبِسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ)).

[4313]۔ حضرت معرور بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ربذہ مقام پر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، انہوں نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی، اور ان کے غلام پر بھی ویسی ہی چادر تھی، تو ہم نے کہا، اے ابو ذر! اگر تم ان دونوں چادروں کو اکٹھا کر لیتے، تو یہ جوڑا بن جاتا، تو انہوں نے جواب دیا، واقعہ یہ ہے کہ میرے

[4313] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الايمان باب: المعاصي من امر الجاهلية ولا يكفر صاحبها بارتكابها الا بالشرك برقم (٣٠) والعتق باب: قول النبي ﷺ العبيد اخوانكم فاطعموهم مما تاكلون برقم (٢٥٤٥) وفي الادب باب: ما ينهى عن السباب واللعن برقم (٦٠٥٠) وابو داؤد في (سننه) في الادب باب: في حق المملوك رقم (٥١٥٧) ورقم (٥١٥٨) والترمذي في (جامعه) في البر والصلة باب: الاحسان الى الخدم برقم (١٩٤٦) وابن ماجه (سننه) في الادب باب: ما جاء في الاحسان الى المملوك برقم (٣٦٩٠) انظر (التحفة) برقم (١١٩٨٠)

اور میرے ایک مسلمان بھائی کے درمیان تلخ کلامی ہوئی، اس کی والدہ عجمی تھی، میں نے اسے اس کی ماں کی عار دلائی، تو اس نے نبی اکرم ﷺ کے پاس میری شکایت کی، میں نبی اکرم ﷺ کو ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا، ''اے ابوذر! تم ایسے آدمی ہو جس میں جاہلیت کی بو ہے۔'' میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! جو لوگوں کو برا بھلا کہتا ہے، لوگ اس کے باپ اور ماں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوذر! تو ایسا انسان ہے، جس میں جاہلیت کی عادت موجود ہے، وہ تمہارے بھائی ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے تمہارا زیردست (محکوم) بنایا ہے، تو انہیں وہی کھلاؤ، جو خود کھاتے ہو، وہ پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور انہیں ایسے کام کا مکلف نہ ٹھہراؤ، جو ان کے لیے دشوار اور بھاری ہو، اور اگر انہیں ایسے کام کا مکلّف ٹھہراؤ، تو ان کی مدد کرو۔''

فائدہ:...... رَبَـذَة، مدینہ منورہ سے تین دن کی مسافت پر ذات عرق کے پاس ایک بستی ہے، جہاں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے آخری دور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اجازت سے رہائش اختیار کر لی تھی، اور وہیں ۳۲ھ میں وفات پائی، ان کی کسی دوسرے مسلمان صحابی کے ساتھ تلخ کلامی ہوئی، اور انہوں نے اسے یا ابن السوداء کہا، یعنی حبشن کے بچے، اس طرح ان کے نسب پر طعن کیا، جس کا جاہلیت کے دور میں عام رواج تھا، اس لیے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عذر پیش کیا، کہ باہمی گالی گلوچ میں دوسرے کے والدین پر طعن کیا ہی جاتا ہے، اس لیے اس کو ظلم و زیادتی تصور نہیں کیا جاتا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جاہلیت کے دور کا وتیرہ ہے، اسلامی اخلاق کی رو سے کسی کے والدین کو نشانہ نہیں بنایا جا سکتا، اگر ضرور جواب دینا ہے، تو جس کے ساتھ جھگڑا ہو اس تک محدود رہے، بہتر ہے، درگذر سے کام لے، بعض روایات سے جن کی سند متصل نہیں ہے، معلوم ہوتا ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے مدمقابل، حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے، جو غلام رہ چکے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے غلام، تمہارے بھائی ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے محکوم بنایا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے ایک مظلوم طبقہ کے ساتھ حسن سلوک کی کس قدر مؤثر اور دل نشیں اپیل کی ہے، غلام اور آقا کو اولاد آدم ہونے اور دین کے ناطہ سے بھائی بھائی قرار دیا ہے، اور پھر اس تعلق اور رشتہ کی بنیاد پر یہ فرمایا ہے، ان کے ساتھ وہی برتاؤ اور سلوک کرو، جو بھائیوں کے ساتھ ہوتا ہے، انہیں وہی کھلایا اور پہنایا جائے، جو خود کھایا اور پہنا جائے، اسلام کے ان سنہری اور زریں اصول و ہدایات کے مقابلہ میں آج مسلمان کہلانے والوں کو وہ سلوک اور وتیرہ دیکھیں، جو ایک سرمایہ دار اور صنعتکار مزدور کے ساتھ، ایک جاگیردار زمیندار مزارع اور کسان کے ساتھ، ایک تاجر، اپنے ملازم کے ساتھ، اور ایک افسر اپنے ماتحت کے ساتھ، بلکہ ایک امیر بھائی اپنے غریب بھائی کے ساتھ اختیار کرتا ہے، اگر آج مسلمان ان تعلیمات و ہدایات کو اپنا کر، اپنے ماتحتوں، خادموں، ملازموں اور محکوموں کی ضروریات زندگی کو پورا کرنا اپنا اولین فرض سمجھیں، چاہے ان ضرورتوں کے پورا کرنے میں ان کو اپنے برابر کی سطح پر نہ لائیں، تو آج ہماری بے شمار مشکلات اور مسائل حل ہو جائیں اور مسلمانوں

میں اخوت و بھائی چارہ اور ہمدردی و خیر خواہی کے جذبات امن و سلامتی کے ضامن بن جائیں، کیونکہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی طرح اپنے خادم وغلام یا ملازم کو برابر کی سطح پر لانا فرض نہیں ہے، بلکہ ایک اعلیٰ اخلاق اور کریمانہ سنت ہے، لیکن اس کی ضروریات زندگی کو پورا کرنا فرض ہے، اور اس حدیث سے اور اس کی ہم معنی دوسری احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے، کہ غلام، خادم یا محکوم و ماتحت سے اتنا ہی کام لیا جا سکتا ہے، جتنا وہ دشواری اور کلفت کے بغیر سرانجام دے سکے، اس کی ہمت و طاقت سے بڑھ کر کام، لینا جو اس کے لیے دشواری اور کلفت کا سبب بنے، درست نہیں ہے، اگر کبھی کام کو بوجھ زیادہ ہو تو پھر اس کا ہاتھ بٹانا چاہیے، تاکہ ان کے لیے سہولت اور آسانی پیدا ہو سکے۔

[4314] ٣٩-(...) وحَدَّثَنَاه أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ بَعْدَ قَوْلِهِ ((إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ)) قَالَ قُلْتُ عَلٰى حَالِ سَاعَتِي مِنَ الْكِبَرِ قَالَ ((نَعَمْ)) وَفِي رِوَايَةِ أَبِي مُعَاوِيَةَ ((نَعَمْ عَلٰى حَالِ سَاعَتِكَ مِنَ الْكِبَرِ)) وَفِي حَدِيثِ عِيسٰى ((فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيَبِعْهُ)) وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ ((فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ)) وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ ((فَلْيَبِعْهُ وَلَا فَلْيُعِنْهُ)) انْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهِ ((وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ)).

[4314]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سندوں سے، اعمش کی مذکورہ بالا سند ہی سے بیان کرتے ہیں، زہیر اور ابو معاویہ کی روایت میں ان الفاظ کے بعد کہ تو ایسا انسان ہے، جس میں جاہلیت کی خصلت ہے۔'' حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا یہ جواب ہے، کہ بڑھاپے کی اس حالت میں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' ابو معاویہ کے روایت میں ہے، ''ہاں۔'' تیرے بڑھاپے کی گھڑی میں بھی۔'' اور عیسیٰ کی روایت میں ہے، ''اگر اس کی قدرت سے زیادہ دشوار کام کا مکلف ٹھہراتا ہے، تو اسے بیچ دے۔'' اور زہیر کی روایت میں ہے، ''تو اس کی مدد کرے۔'' ابو معاویہ کی روایت میں، اس کو بیچنے یا اس کی مدد کرنے کا۔'' ذکر نہیں ہے، اس کی روایت بیان ختم ہو گئی ہے، ''اس کی قدرت سے زائد ذمہ داری نہ ڈالے۔''

فائدہ:...... اگر انسان اپنے غلام کو ایسے کام کا مکلف ٹھہراتا ہے، جس کے کرنے سے غلام عاجز اور بے بس ہو، تو اس کا معنی یہ ہوا کہ وہ غلام کا حق ادا نہیں کر سکتا، اور اس کی طاقت سے زائد بوجھ ڈال کر گناہ گار ہو رہا ہے، اس لیے اگر اس کا تعاون و مدد نہیں کر سکتا، تو اس کو بیچ کر کوئی اور طاقتور غلام خرید کر گناہ سے بچ جائے، لیکن عام روایات میں بیچنے کی بجائے اعانت و مدد کرنے کا ذکر ہے۔

[4314] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٨٩)

[4315] ٤٠ ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ

عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلٰی غُلَامِهِ مِثْلُهَا فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ فَذَكَرَ أَنَّهُ سَابَّ رَجُلًا عَلٰی عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَعَيَّرَهُ بِأُمِّهِ قَالَ فَأَتَی الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ إِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ عَلَيْهِ)).

[4315]۔ حضرت معرور بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ ایک جوڑا پہنے ہوئے تھے، اوران کے غلام کا جوڑا بھی ویسا ہی تھا،تو میں نے ان سے اس کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے بتایا، میں نے ایک آدمی سے رسول اللہ ﷺ کے دور میں تلخ کلامی کی، اور اسے اس کی ماں کی عار دلائی، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بتایا، وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا،تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم ایسے فرد ہو، جس میں جاہلیت کی بو ہے،تمہارے بھائی (غلام) اورتمہارے نوکر چاکر، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے زیر دست (محکوم) کیا ہے،تو جس کا بھائی، اس کا ماتحت ہوتو اسے وہی کھلائے جوخود کھاتا ہے، اور وہی پہنائے جوخود پہنتا ہے، اور انہیں ایسی چیز کا مکلّف نہ ٹھہرائے جس کے کرنے سے وہ بے بس ہوں اور اگر انہیں اس کا مکلّف ٹھہراؤ، تو اس پر ان کی مدد کرو۔''

مفردات الحدیث

✲ خَوَل: خَدَمَ کا ہم وزن اور ہم معنی ہے، آپ کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے غلام تمہارے بھائی اور خادم ہیں۔ خَـوَلَ کا اصل معنی نگہداشت اور حفاظت ونگرانی ہے، اس لیے مالی کوخولی کہتے ہیں، اور اگر اس کو خائل کی جمع بنائیں تو معنی محافظ ونگران ہوگا، اور تخویل کا معنی مالک بنانا ہی ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے، ﴿وترکتم ما خوّلنا کم وراء ظهور کم﴾ (سورہ انعام، آیت: نمبر ۹۵) جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا، اسے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔

[4316] ٤١ ـ(١٦٦٢) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ عَنِ الْعَجْلَانِ مَوْلٰی فَاطِمَةَ

[4315] تقدم تخريجه برقم (٤٢٨٩)

[4316] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤١٣٦)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطِيقُ)).

[4316]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام کا حق ہے کہ اسے اس کی ضرورت کے مطابق طعام اور لباس ملے، اور اسے ایسے سخت کام کی تکلیف نہ دی جائے، جس کا وہ متحمل نہ ہو سکے۔''

فائدہ:...... اس حدیث میں طعام ولباس اس کی ضروریات زندگی کی فراہمی سے کنایہ ہے، تو اگر غلام جو کسی کا مملوک ہے، وہ اپنی تمام ضروریات زندگی، آقا سے لینے کا حقدار ہے، تو ایک ایسا انسان جو کسی کا مملوک اور غلام نہیں ہے، محض اجیر و مزدور اور ملازم ہے، وہ اپنی تمام ضروریات زندگی حاصل کرنے کا حقدار کیوں نہیں ہوگا، اس لیے یہ ایک اسلامی حکومت کا فرض ہے، کہ وہ ہر قسم کے ملازموں اور مزدوروں کو اتنے مشاہیر لے دے اور دلوائے، جن سے ان کی ضروریات زندگی اس دور کے تقاضوں کے مطابق پوری ہو سکیں، اور اس کے لیے وہ اخراجات وضروریات کو پیش نظر رکھے۔

[4317] ٤٢۔(١٦٦٣) وحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَأْكُلْ فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا قَلِيلًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ قَالَ دَاوُدُ يَعْنِي لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ)).

[4317]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لیے کھانا تیار کرے، پھر وہ اس کے سامنے پیش کرے اور وہ اس کے پکانے اور تیار کرنے میں، اس کی گرمی اور دھواں برداشت کر چکا ہے، تو آقا کو چاہیے اسے اپنے ساتھ بٹھائے، تاکہ وہ بھی ساتھ کھا سکے، اگر (کبھی) وہ کھانا کم ہو اور دونوں کے لیے کافی نہ ہو سکے، تو وہ اس کے ہاتھ میں اس سے ایک دو نوالے دے دے۔'' راوی داود رحمہ اللہ معنی کرتے ہیں، ایک دو لقمے دے دے۔

مفردات الحدیث ❶ مَشْفُوها: جس پر بہت سے ہونٹ گزرے ہوں، اس لیے راوی نے اس کی تفسیر قلیل تھوڑے سے کی ہے۔ ❷ اكْلَة او اكْلَتين: ایک دو لقمے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا، اگر کھانا وافر ہو، تو خادم کو ساتھ کھلائے یا ضرورت کے مطابق دے، اور کسی وجہ سے کھانا کم ہو، تو پھر کچھ نہ کچھ ضرور دے تاکہ خادم کی نظر ہوس یا للچائی نظر سے محفوظ رہے، اور اس کے دل میں حسد وکدورت یا خیانت کا جذبہ نہ ابھرے۔

[4317] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الاطعمة باب: الخادم ياكل مع المولى برقم (٣٨٤٦) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٢٨)

۱۱...... بَاب ثَوَابِ الْعَبْدِ وَأَجْرِهِ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ

باب ۱۱: غلام کا اجر وثواب، جب وہ اپنے آقا کا خیر خواہ ہو، اور اللہ کا خوب اطاعت گزار ہو

[4318] ۴۳-(۱۶۶۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ)).

[4318] ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام جب اپنے آقا کا خیر خواہ اور وفادار ہو، اور اللہ کی عبادت بھی اچھی طرح کرے، تو وہ دوہرے ثواب کا حقدار ہے۔''

[4319] (. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ جَمِيعًا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ.

[4319] ـ امام صاحب اپنے پانچ اساتذہ کی چار سندوں سے نافع ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد: ...... ❶ اسلام کی تعلیمات وہدایات کا یہ ایک بنیادی اصول اور خصوصی امتیاز ہے کہ اس نے ہر فرد اور ہر طبقہ کو دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور ترغیب دی ہے کہ ہر انسان اور طبقہ اپنا فرض ادا کر کے دوسروں کے حقوق کو ادا کرنے کو اپنی کامیابی اور فرض منصبی تصور کرے، اس کی پرواہ نہ کرے کہ دوسرا فرد اپنا فرض ادا کر کے اس کا حق ادا کرتا ہے یا اس کی ادائیگی میں کوتاہی برتتا ہے، آقاؤں اور مالکوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ غلاموں زیر دستوں کے بارے میں اللہ سے ڈریں اور ان کے حقوق ادا کریں، ان کے ساتھ بہتر سلوک کریں اور ان کو اپنا بھائی سمجھیں، جس کی ضروریات کی فراہمی ان کی ذمہ داری ہے، اور غلاموں اور ماتحتوں کو ہدایت فرمائی،

[4318] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العتق باب: العبد اذا احسن عبادة ربه ونصح سيده برقم (٢٥٤٦) وابو داود في (سننه) في الادب باب: ما جاء في المملوك اذا نصح برقم (٥١٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٢٨)

[4319] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٤٨٠) وبرقم (٧٨٥٩) وبرقم (٧٩٧٠) الا لزهير بن حرب- والبخاري في (صحيحه) في العتق باب: كراهية التطاول على الرقيق وقوله عبيدي وامتي برقم (٢٥٥٠) انظر (التحفة) برقم (٨١٦١)

بلکہ ترغیب دلائی کہ وہ اپنے آقاؤں اور مالکوں کے خیر خواہ اور وفادار رہ کر کام کریں، لیکن آج کی دنیا کے شر و فساد یا بگاڑ کی جڑ اور بنیاد یہی ہے کہ ہر فرد اور ہر طبقہ اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے لیے تیار نہیں ہے، لیکن اپنا حق دوسروں سے وصول کرنے بلکہ چھیننے کے لیے ہر کشمکش اور ہر حربہ اور سازش کو صرف جائز ہی نہیں ضروری سمجھتا ہے، جس کی بنا پر دنیا جہنم کدہ بن چکی ہے، اور یہ دنیا اس وقت تک امن وسکون اور طمانیت وتسکین سے محروم رہے گی، جب تک کہ حق لینے اور چھیننے کی بجائے ہر فرد اور گروہ وطبقہ حق ادا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

2 ایسا غلام جو اپنے سید اور آقا کا وفادار اور اطاعت گزار ہے، اور اس کے باوجود یہ چیز، اللہ کے حق کی ادائیگی میں مانع یا رکاوٹ نہیں بدلتی، ظاہر ہے اس کے لیے اس کو زیادہ اہتمام اور محنت وتندہی کی ضرورت ہے، اس لیے اس اطاعت الٰہی پر دوہرا اجر ملتا ہے، جس طرح قرآن مجید کے اس قاری کو دوہرا ثواب ملتا ہے، جس کی زبان میں لکنت ہے، اور وہ اٹک اٹک کر، مشقت برداشت کرتے ہوئے قرأت کرتا ہے، تو اس محنت ومشقت کی بنا پر زیادہ اجر حاصل کر رہا ہے، تو کام تو اس نے ایک ہی کیا ہے، لیکن محنت ومشقت کی بنا پر اجر میں اضافہ ہو گیا ہے، اسی طرح غلام کو صرف ایک عمل اللہ تعالیٰ کی حسن عبادت کا ثواب دوہرا مل رہا ہے۔ اپنے آقا اور مالک کی اطاعت ووفاداری کا اجر وثواب یا فضیلت اس سے الگ ہے۔

[4320] ٤٤-(١٦٦٥) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ قَالَ

أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الْمُصْلِحِ أَجْرَانِ)) وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ قَالَ وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ لَمْ يَكُنْ يَحُجُّ حَتَّى مَاتَتْ أُمُّهُ لِصُحْبَتِهَا قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ فِي حَدِيثِهِ ((لِلْعَبْدِ الْمُصْلِحِ)) وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَمْلُوكَ.

[4320]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خوب کار مملوک (آقا کا خیر خواہ، رب کا عبادت گزار) دوہرے اجر کا حقدار ہے۔'' اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے، اگر اللہ کی راہ میں جہاد کی فضیلت، حج (کا ثواب) اور میری ماں کی وفاداری (کی ضرورت نہ ہوتی) تو میں غلامی کی موت کو پسند کرتا، راوی کہتے ہیں، کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (نفلی) حج نہیں کرتے تھے، حتی کہ ان کی والدہ (امیمہ یا میمونہ) فوت ہو گئی، ابو طاہر کی روایت میں للعبد کے بعد مملوک کا لفظ نہیں ہے۔

[4320] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العتق باب: العبد اذا احسن عبادة ربه ونصح سيده برقم (٢٥٤٨) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٣١)

[4321] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ الْأُمَوِيُّ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ بَلَغَنَا وَمَا بَعْدَهُ.

[4321]۔ یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے، ابن شہاب کے ہی واسطہ سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں، بَلَغَنَا سے آخر تک کا جملہ نہیں ہے۔

فائدہ:...... اسلام کے روشن دور سے پہلے لوگ اپنے غلاموں سے جانوروں کی طرح محنت ومشقت کے کام لیتے تھے، اور ان کا کوئی حق تسلیم نہیں کیا جاتا تھا، اسلام نے ان کے بارے میں اس قدر اعلی اور ارفع ہدایات و تعلیمات دیں کہ ان کی دنیا ہی بدل گئی، ان میں ہزاروں امت کے ائمہ اور پیشوا بنے، ہزاروں حکومت کے اعلیٰ اور بلند ترین مناسب تک پہنچے، بلکہ ان کی حکومتیں قائم ہوئیں، اسلام کے اس حسن سلوک اور مسلمانوں کو بلند ظرفی کی بنا پر آزاد بھی ان پر رشک کرنے لگے، اس بنا پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے غلامی کی موت کو پسند کرنے کا اظہار کیا، لیکن تین رکاوٹوں اور موانع کے سبب اس کو اختیار نہیں کیا، جہاد اور حج کے لیے آقا کی اجازت کی ضرورت ہے، کیونکہ غلام کے مال کا مالک اس کا آقا ہوتا ہے، اور وہ اپنے اوقات کے گزارنے میں بھی ایک حد تک اس کی مرضی کا پابند ہوتا ہے، اس طرح آزادانہ طور پر جہاد اور حج کے اجر وثواب کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اس طرح ماں کی وفاداری اور اس پر نان ونفقہ خرچہ کی آزادی میں غلامی حائل بنتی ہے، اور اس اجر سے بھی انسان مکمل طور پر متمتع نہیں ہو سکتا، اس لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آزادی کو ترجیح دی۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرض حج تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر چکے تھے، لیکن اس کے بعد والدہ کی خدمت کی خاطر، ان کی وفات تک کوئی نفلی حج نہیں کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت فرض ہے، اس پر نفلی عبادات کو ترجیح نہیں دی جا سکتی، اس وجہ سے بالاتفاق نفلی حج والدین کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ فرض حج کے بارے میں امام مالک اور امام شافعی کا موقف یہ ہے، اس کی ادائیگی میں والدین حائل نہیں ہو سکتے، ان کے منع کرنے کے باوجود اس فریضہ کو ادا کرنا ہوگا، اور احناف کا نظریہ یہ ہے، اگر والدین یا ان میں سے کوئی ایک بیمار یا اس قدر بوڑھا ہے اور وہ خدمت کا محتاج ہے، اور کوئی اور عزیز یا نوکر چاکر خدمت کے لیے موجود نہیں ہے، تو بیٹے پر اس وقت تک حج فرض نہیں، جب تک اس کی خدمت کا بندوبست نہیں ہو جاتا۔ (تکملہ ج ۲، ص ۲۴۳)

[4322] ۴۵-(۱۶۶۶) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

[4321] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٢٩٦)

[4322] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٣١)

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَدَّى الْعَبْدُ حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ)) كَانَ لَهُ أَجْرَانِ قَالَ فَحَدَّثْتُهَا كَعْبًا فَقَالَ كَعْبٌ لَيْسَ عَلَيْهِ حِسَابٌ وَلَا عَلَى مُؤْمِنٍ مُزْهِدٍ.

[4322]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام جب اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کے تمام حقوق ادا کرتا ہے، اس کے لیے دوہرا اجر ہوتا ہے۔'' ابو صالح کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو سنائی، تو انہوں نے کہا، اس کا محاسبہ نہیں ہو گا، اور نہ اس مؤمن کا جس کے پاس مال نہیں ہے، یا بہت کم ہے۔

[4323] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[4323]۔ امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے اعمش ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... انسان پر دو ہی قسم کے حقوق ہیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ تو وہ جب ان دونوں کو ادا کرتا ہے، تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے ان نیک اعمال کی بناء پر اس کی لغزشیں اور کوتاہیاں، معاف ہو جائیں گی، اور اس کے محاسبہ کی ضرورت نہیں رہے گی، یا وہ مناقشہ سے بچ جائے گا، محض پیشی اور عرض اعمال ہو گا اور بس، اور مومن مُزھِد، کم مال مومن کے قرینہ سے یہ معنی بھی ہو سکتا ہے، ہ چونکہ غلام، مال کا مالک نہیں ہوتا، اس لیے وہ مالی محاسبہ سے محفوظ ہو گا، دسرے اعمال کا حساب و کتاب ہو گا، اور اطاعات و نیکیوں کی کثرت کی بنا پر محاسبہ و مناقشہ کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی۔

[4324] ٤٦-(١٦٦٧) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نِعِمَّا لِلْمَمْلُوكِ أَنْ يُتَوَفَّى يُحْسِنُ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَصَحَابَةَ سَيِّدِهِ نِعِمَّا لَهُ)).

[4324]۔ امام صاحب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت، ہمام بن منبہ کے صحیفہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی غلام اور مملوک کے لیے بڑی ہی اچھی اور کامیابی کی بات ہے، کہ اسے موت ایسی حالت میں آئے کہ وہ اپنے اللہ کا بہترین عبادت گزار اور اپنے آقا کا بہترین رفیق و ساتھی ہو، اس کے لیے کامرانی ہے۔''

[4323] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٥٣١)
[4324] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٧٦٣)

۱۲...... بَاب مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ

باب ۱۲: جس نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا

[4325] ٤٧-(١٥٠١)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ فَأَعْطَى شُرَكَائَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)).

[4325]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا، اور اس کے پاس اس قدر مال ہے، جس سے غلام کی قیمت ادا ہو سکے، تو اس پر غلام کی عادلانہ، ٹھیک ٹھیک قیمت لگائی جائے گی، اور وہ اپنے حصہ داروں کو ان کے حصوں کی قیمت ادا کرے گا، اور غلام ہی کی طرف سے آزاد ہو جائے گا، وگرنہ جس قدر آزاد کیا، اتنا آزاد ہو گیا۔''

نوٹ:...... ان احادیث پر بحث جلد اول میں کتاب العتق نمبر ۲۰ کے تحت گزر چکی ہے۔ (کتاب ۲۰، حدیث نمبر ۱۵۰۱)

[4326] ٤٨-(...)حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ))

[4326]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مشترکہ غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا، تو اس کی ذمہ داری ہے، کہ وہ اسے مکمل آزادی بخشے، بشرطیکہ اس کے پاس اس قدر مال ہو، جس سے غلام کی قیمت ادا ہو سکے، اگر اس کے پاس مال نہ ہو، تو اس نے جتنا حصہ آزاد کیا، اتنا حصہ آزاد ہو گیا۔''

[4327] ٤٩-(...)وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ قَدْرُ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)).

[4327]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غلام میں سے اپنا

[4325] تقدم تخريجه في العتق باب: من اعتق شركا له في عبد برقم (٣٧٤٩)

[4326] تقدم تخريجه في العتق باب: من اعتق شركا له في عبد برقم (٣٧٥٠)

[4327] تقدم تخريجه في العتق باب: من اعتق شركا له في عبد برقم (٣٧٥٠)

حصہ آزاد کر دیا، اور اس کے پاس اس قدر مال ہے، جو غلام کی قیمت کو پہنچتا ہے، تو اس کے لیے عادلانہ قیمت لگائی جائے گی، وگرنہ اس نے جتنا آزاد کیا، اتنا اس میں سے آزاد ہو گیا۔"

[4328] (. . .) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ ح وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ كُلُّ هٰؤُلَاءِ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ **((وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ))** إِلَّا فِي حَدِيثِ أَيُّوبَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فَإِنَّهُمَا ذَكَرَا هٰذَا الْحَرْفَ فِي الْحَدِيثِ وَقَالَا لَا نَدْرِي أَهُوَ شَيْءٌ فِي الْحَدِيثِ أَوْ قَالَهُ نَافِعٌ مِنْ قِبَلِهِ وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَحَدٍ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ.

[4328]۔ مصنف اپنے آٹھ اساتذہ کی سات سندوں سے نافع ہی کے واسطہ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، ان میں سے کسی کی حدیث میں سوائے ایوب اور یحییٰ بن سعید کی حدیث کے یہ الفاظ نہیں ہیں، اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو اس سے آزاد ہو گیا، جس قدر اس نے آزاد کیا۔" اور وہ دونوں بھی یہ کہتے ہیں، ہمیں معلوم نہیں ہے یہ کلام حدیث کا حصہ ہے، یا نافع نے اپنی طرف سے کہا تھا، اور ان میں سے کسی حدیث میں بھی سوائے لیث بن سعد کی حدیث کے یہ نہیں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔

[4329] ۵۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ قُوِّمَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ قِيمَةَ عَدْلٍ لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ ثُمَّ عَتَقَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ مُوسِرًا))**.

[4328] تقدم تخريجه في العتق باب: من اعتق شركا له في عبد برقم (٣٧٥٠)

[4329] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العتق باب: اذا اعتق عبدا بين اثنين او امة بين الشركاء برقم (٢٥٢١) مختصرا۔ وابو داود في (سننه) في العتق باب: فيمن روى انه لا يستسعى برقم (٣٩٤٧) انظر (التحفة) برقم (٣٩٤٧) وبرقم (٦٧٨٨)

[4329]۔ حضرت سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا غلام آزاد کیا، جو اس کے اور دوسرے فرد کے درمیان مشترک تھا، تو اس کی خاطر، اس کے مال سے منصفانہ ٹھیک ٹھیک قیمت لگائی جائے گی، نہ کم نہ زیادہ، پھر اس کی طرف سے اس کے مال سے آزاد ہو جائے گا، اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو۔''

مفردات الحدیث ✲ ❶ وَكْسٌ: نقصان وخسارہ۔ ❷ شَطَطٌ: ظلم وجور یا زیادتی واضافہ۔

[4330] ٥١-(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((**مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ عَتَقَ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ إِذَا كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ**)).

[4330]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا، اس کے مال سے باقی بھی آزاد ہو جائے گا، اگر اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچ سکے۔

[4331] ٥٢-(١٥٠٢) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الْمَمْلُوكِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمَا قَالَ يَضْمَنُ.

[4331]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، اس مملوک کے بارے میں جو آدمیوں کا مشترکہ ہے، اور ان میں سے ایک آزاد کر دیتا ہے، تو آپ نے فرمایا، ''وہ خود ذمہ دار ہے۔'' یعنی آزادی، دینے والا اگر مال دار ہے، تو وہ باقی کو آزاد کرنے کا ذمہ دار ہے۔

[4332] ٥٣-(١٥٠٣) وحَدَّثَنَاه عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ((**مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ مَمْلُوكٍ فَهُوَ حُرٌّ مِنْ مَالِهِ**)).

[4330] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی العتق باب: فیمن روی ان لا یستسعی برقم (٣٩٤٦) والترمذی فی (جامعه) فی الاحکام باب: ما جاء فی العبد یکون بین الرجلین فیعتق احدهما نصیبه برقم (١٣٤٧) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع باب: الشرکة بغیر المال برقم ٦/ ٢٦٩ و ٢٧٠۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٣٥)

[4331] تقدم تخریجه فی العتق باب: ذکر سعایة العبد برقم (٣٧٥١) وبرقم (٣٧٥٢) وبرقم (٣٧٥٣) وبرقم (٣٧٥٤)

[4332] تقدم تخریجه برقم (٣٧٥١)

[4332]۔امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے مذکورہ بالا شعبہ کی سند سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مملوک میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا، تو وہ اس کے مال سے آزاد ہوگا۔“

مفردات الحدیث ❶ شِرْكٌ، نَصِيبٌ اور شقيصٌ، ہم معنی الفاظ ہیں، یعنی اپنا حصہ۔

[4333] ٥٤-(...) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَخَلَاصُهُ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ)).

[4333]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا، تو اس کو نجات و خلاصی اس کے مال کے ذریعہ ملے گی، اگر اس کے پاس مال ہوا، اگر آزاد کرنے والے کے پاس مال نہ ہوا، تو غلام سے محنت و مزدوری کروائی جائے گی، لیکن اس کو مشقت میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔

[4334] ٥٥-(...) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عِيسٰى ((ثُمَّ يُسْتَسْعٰى فِي نَصِيبِ الَّذِي لَمْ يُعْتِقْ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ)).

[4334]۔امام صاحب یہی روایت اپنے تین اساتذہ کی دو سندوں سے ابن عروبہ کی مذکورہ بالا سند ہی کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں، عیسیٰ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں، ”پھر جس نے آزادی نہیں دی، اس کے حصہ میں اس سے مشقت میں ڈالے بغیر محنت و مزدوری کروائی جائے گی۔“

نوٹ:...... بقول امام نووی، امام صاحب نے، اس باب کی یہاں تک احادیث، خلاف عادت، بلاضرورت دوبارہ بیان کر دی ہیں، جبکہ یہ تمام احادیث گزر چکی ہیں، اور اس کی توضیح بھی کتاب نمبر۲۰ کے تحت گزر چکی ہے۔

[4335] ٥٦-(١٦٦٨) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ

[4333] تقدم تخريجه برقم (٣٧٥١)

[4334] تقدم تخريجه برقم (٣٧٥١)

[4335] اخرجه ابو داود في (سننه) في العتق باب: فيمن اعتق عبدا له لم يبلغهم الثلث برقم (٣٩٥٨) وبرقم (٣٩٥٩) (٣٩٦٠) والترمذي في (جامعه) في الاحكام باب: فيمن يعتق ←

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَدَعَا بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَزَّأَهُمْ أَثْلَاثًا ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً وَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا.

[4335]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سند سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیئے، اس کے پاس ان کے سوا کوئی اور مال نہ تھا، تو آپ ﷺ نے ان غلاموں کو منگوایا، اور انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا، پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کی، اس طرح دو آزاد کر دیئے، اور چار کو غلام قرار دیا، اور مرنے والے کے بارے میں شدید الفاظ استعمال کیے۔''

فائدہ: قال لہ قولا شدیدا: آپ نے مرنے والے کے بارے میں سخت الفاظ استعمال کیے، جس کی تفصیل سنن نسائی کی رو سے یہ ہے، میں نے ارادہ کیا، کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھوں، اور سنن ابی داود میں ہے، اگر میں اس کی قبر بنانے سے پہلے معلوم کر لیتا، تو اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دیتا، چونکہ اس نے مرض الموت کے وقت وصیت کی تھی، اور وصیت صرف تہائی مال کے بارے میں ہو سکتی ہے، اس لیے آپ ﷺ نے چھ غلاموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا، چونکہ یہاں چھ غلاموں میں سے کسی کو بھی آزادی کے لیے وجہ ترجیح حاصل نہیں تھا۔'' سب کا حق برابر تھا، اس لیے قرعہ اندازی کے سوا کوئی صورت نہ تھی، جس کی روشنی میں ان میں سے دو کو آزاد کیا جا سکتا، اس لیے جمہور فقہاء ایسے مواقع پر جبکہ سب کا حق برابر ہو، کسی کو وجہ ترجیح حاصل نہ ہو، تو قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنے کے قائل ہیں، ائمہ حجاز امام مالک، شافعی اور احمد کا یہی نظریہ ہے، اس حدیث کی بنا پر امام اسحاق، داود، ابن جریر، حضرت ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز کا نظریہ بھی یہی تھا، احناف نے اس صحیح حدیث کو رد کرنے کے لیے مختلف حیلے بہانے کیے ہیں، جن کا جواب خود علامہ سعیدی نے بھی دیا ہے، کیونکہ قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا دوسری صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے، آپ ﷺ ازواج مطہرات کو سفر میں ساتھ لے جانے کے لیے قرعہ اندازی کرتے تھے، صف اول میں بیک وقت پہنچنے والوں کو قرعہ اندازی کرنے کی اجازت دی، علامہ سعیدی نے آخر میں لکھا ہے، ہماری رائے میں امام ابوحنیفہ تک یہ حدیث نہیں پہنچی ہو گی اور ان کا اپنا موقف یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں صحیح حدیث مل جائے، تو وہی میرا مذہب ہے، (معلوم نہیں احناف کو اس صریح قول کی موجودگی میں صحیح احادیث کی معنوی تحریف کرتے یا عجیب و غریب تاویل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے) بہر حال کوئی شخص کچھ بھی کہے، میں یہی کہوں گا، کہ صحیح وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، اور اس مسئلہ میں قرعہ اندازی کے ذریعہ غلاموں میں سے دو غلاموں کو آزاد کرنا ہی صحیح طریقہ ہے۔'' (شرح صحیح مسلم، ج ۴، ص ۶۱۷)

← مماليكه عند موته وليس له مال غيرهم برقم (١٣٦٤) وابن ماجه في (سننه) في الاحكام باب: القضاء بالقرعة برقم (٢٣٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٨٠)

[4336] ۵۷۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنِ الثَّقَفِيِّ كِلَاهُمَا

عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا حَمَّادٌ فَحَدِيثُهُ كَرِوَايَةِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَأَمَّا الثَّقَفِيُّ فَفِي حَدِيثِهِ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ أَوْصٰى عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ.

[4336]۔ امام صاحب یہی روایت اپنے تین اساتذہ کی دو سندوں سے، ایوب کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں حماد کی روایت تو ابن علیہ کی مذکورہ بالا روایت کی طرح ہے، لیکن ثقفی کی حدیث میں ہے، ایک انصاری آدمی نے اپنی موت کے وقت وصیت کر کے چھ غلام آزاد کر دیئے۔

[4337] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَحَمَّادٍ.

[4337]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے عمران بن حصین کی مذکورہ بالا روایت، ابن علیہ اور حماد کی حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں۔

۱۳...... بَاب: جَوَازِ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

باب ۱۳: مدبر غلام کو بیچنا جائز ہے

[4338] ۵۸۔(۹۹۷) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِاللهِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.

[4336] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٣١١)

[4337] اخرجه ابو داود في (سننه) في العتق باب: فيمن اعتق عبدا لم يبلغهم الثلث برقم (٣٩١٦) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٣٩)

[4338] اخرجه البخاري في (صحيحه) في كفارات الايمان باب: عتق المدبر وام الولد والمكاتب في الكفارة وعتق ولد الزنا برقم (٦٧١٦) وفي الاكراه باب: اذا اكره حتى وهب عبدا او باعه لم يجز برقم (٦٩٤٧) انظر (التحفة) برقم (٢٥١٥)

[4338] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے اپنے غلام کو اپنی موت کے بعد آزاد قرار دیا، حالانکہ اس کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ تھا، یہ واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس غلام کو مجھ سے کون خریدے گا'' تو اسے حضرت نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں خرید لیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رقم اس کے مالک کے حوالہ کر دی، حضرت عمرو رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ قبطی غلام تھا، اور حضرت ابن زبیر کی خلافت کے پہلے سال فوت ہوا۔

مفردات الحدیث ✲ مُدَبَّر: اس غلام کو کہتے ہیں، جسے اس کا آقا یہ کہہ دے، تم میری موت کے بعد آزاد ہو۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مدبر غلام کو بیچنا جائز ہے، لیکن اس کی صورت کیا ہے، اس میں اختلاف ہے۔

(ل) امام شافعی کے نزدیک، مالک کی زندگی میں اسے ہر صورت میں بیچا جا سکتا ہے، مالک محتاج و ضرورت مند ہو یا نہ، امام احمد کا صحیح قول یہی ہے، حضرت عائشہ، طاؤس، عمر بن عبد العزیز اور مجاہد وغیرہم اس کے قائل تھے۔

(ب) اگر مالک مقروض ہو اور اس کے پاس اس مدبر غلام کے سوا کوئی مال نہ ہو، تو پھر اس کا بیچنا جائز ہے، امام اسحاق، ابو ابو خیثمہ کا نظریہ یہی ہے، اور امام احمد کا ایک قول بھی یہ ہے۔

(ج) اگر تدبیر مطلق ہے، تو امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک جائز نہیں ہے، اگر تدبیر مقید ہے یعنی اگر میں اس ماہ مر گیا، یا اس بیماری میں مر گیا، لیکن نہ مرا تو پھر اس کو بیچنا جائز ہے، لیکن حدیث میں تدبیر کا مقید ہونا ثابت نہیں ہے، اس لیے صحیح یہی ہے کہ ضرورت و احتیاج کی صورت میں مدبر غلام کو بیچنا جائز ہے، اور احناف کے نزدیک غلام کو آگے اجرت اور مزدوری پر دیا تھا، اس کی ملکیت کو نہیں بیچا، بعض جلیل القدر صحابہ سے بھی مدبر کے بارے میں احناف والا موقف منقول ہے، اس لیے بیع کی ضرورت پر ہی محمول کرنا چاہیے۔

[4339] ٥٩ـ(...)وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو

عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ دَبَّرَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامًا لَّهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ جَابِرٌ فَاشْتَرَاهُ ابْنُ النَّحَّامِ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ.

[4339] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک انصاری نے اپنا غلام مدبر ٹھہرایا، اس کے سوا اس کے پاس

[4339] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع المدبر برقم (٢٢٣١) والترمذي في (جامعه) في البيوع باب: ما جاء في بيع المدبر برقم (١٢١٩) وابن ماجه في (سننه) في العتق باب: المدبر برقم (٢٥١٣) انظر (التحفة) برقم (٢٥٢٦)

کوئی مال نہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فروخت کر دیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اسے ابن النحام نے خرید لیا، وہ قبطی غلام تھا، اور حضرت ابن زبیر کی خلافت کے پہلے سال فوت ہو گیا۔

فائدہ: ...... بقول حافظ نحام کا لقب، نعیم اور ان کے باپ عبداللہ، دونوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

[4340] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمُدَبَّرِ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ.

[4340] امام صاحب نے اپنے دو اساتذہ کی سند سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مدبر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے، حماد کی عمرو بن دینار کی روایت کی طرح، حدیث بیان کی ہے۔

[4341] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ح وحَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ الْمُعَلِّمِ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ ح وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَهُمْ فِي بَيْعِ الْمُدَبَّرِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ قَالَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَمَّادٍ وَابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ.

[4341] امام صاحب تین سندوں سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی نبی اکرم ﷺ سے مدبر کے بارے میں حدیث اس طرح بیان کرتے ہیں، جیسا کہ حماد اور ابن عیینہ، عمرو کے واسطہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔

[4340] تقدم تخريجه في الزكاة باب: الابتداء في النفقة بالنفس ثم اهله القرابة برقم (٢٣١٠)
[4341] طريق قتيبة بن سعيد وطريق ابی غسان المسمعی تفرد بهما مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤٣٣) وبرقم (٢٤٨٨) وطريق عبدالله بن هاشم اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع المزاية برقم (٢١٤١) وفي الاستقراض باب: من باع المفلس او المعدم فقسمه بين الغرماء او اعطاه حتى ينفق على نفسه برقم (٢٤٠٣) انظر (التحفة) برقم (٢٤٠٨)

حدیث نمبر 4342 سے 4397 تک

۲۹... كِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْمُحَارِبِيْنَ وَالْقِصَاصِ وَالدِّيَاتِ

۲۹۔ قسامہ: ڈاکوؤں، رہزنوں، قصاص اور دیت کے مسائل

ا...... بَاب: الْقَسَامَةِ

باب۱: القسامہ، اہل محلّہ سے پچاس قسمیں لینا

یہاں تک حقوق مدینہ، جن کا تعلق معاشرتی حقوق سے ہے، کے مسائل، مالی، اقتصادی، مسائل کی بحث کے بعد اختتام پذیر ہو گئے ہیں، اور اس کتاب نمبر ۲۹ میں حقوق جنائی جن کا تعلق جرائم اور معاصی سے ہے کا آغاز ہو رہا ہے۔ اسلام نے عباداتی اور اخلاقی تعلیمات و ہدایات کے ذریعہ، فکر آخرت اور خوف الٰہی کی بنیاد پر، اس قسم کی تربیت اور اصلاح کا طریقہ اپنایا ہے، کہ ایک صحیح مسلمان، ان جرائم اور معاصی کا مرتکب نہ ہو، لیکن بعض افراد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ ہر قسم کی ہدایات و تعلیمات کو نظر انداز کر دیتے ہیں، ان کی سرکوبی اور تطہیر کے لیے شریعت اسلامیہ میں جرائم و فساد کی وسعت و اثرات یا معاشرہ میں اس کے گھناؤنے نتائج کی بنا پر، شدید سزائیں مقرر کی گئی ہیں، تاکہ معاشرہ کو وسیع فساد اور بگاڑ سے بچایا جا سکے، ان کی سزا کو حد کہتے ہیں، جس میں کسی فرد، جماعت یا اسمبلی و حکومت کو تغیر و تبدل کا حق حاصل نہیں ہے، ان کا تعلق مندرجہ ذیل جرائم سے ہے۔ قتل، چوری، شراب، ڈاکہ، راہزنی، زنا، تہمت و الزام تراشی، ارتداد، لیکن ان کے سوا جتنے جرائم ہیں، ان کے بارے میں سزائیں مقرر یا معین نہیں کی گئیں، ہر دور اور ہر علاقہ کے قاضی یا جج، یا حکومت ان گناہوں کے اثرات و نتائج کے اعتبار سے سزا دے سکتی ہے، اور موقع و محل یا افراد کے کردار کو سامنے رکھتے ہوئے، بد اثرات کی کمی کی بنا پر اس میں کمی و بیشی کر سکتی ہے، اور بعد کے ادوار کے قاضی اور جج یا حکومت ان میں ترمیم و تنسیخ کا حق بھی رکھتے ہیں، لیکن بہر حال وہ تعزیرات ایسی ہوں، جو جرائم کی روک تھام یا انسداد کی صلاحیت رکھتی ہوں، اور لوگوں کے لیے باعث عبرت بھی ہوں، اور ایسی سزائیں نہ ہوں، جو مجرم کو پہلے سے بڑھ کر مجرم بنائیں، اور وہ ایک دوسرے سے نئے نئے ڈھنگ اور انداز سیکھ کر باہر نکلیں۔
قسامہ کا طریقہ جاہلیت کے دور میں بھی موجود تھا، جس کو اسلام نے برقرار رکھا، اور صحیح بخاری کی رو سے قسامہ کا طریقہ، جاہلیت کے دور میں سب سے پہلے قریش کے سردار ابو طالب نے اختیار کیا کہ قریش کے ایک خاندان کا فرد یعنی خداش بن عبد اللہ بن ابی قیس عامری، قریش کے ایک دوسرے خاندان بنو مطلب کے فرد عمرو بن علقمہ بن

مطلب کو اپنا اجیر و مزدور بنا کر ساتھ لے گیا تھا، (حدیث میں بنو هاشم اور بنو مطلب کی اخوت و مودت کی بنا پر ھاشمی قرار دیا گیا ہے) لیکن اس نے اس کی معمولی فروگزاشت کی بنا پر جس کی تفصیل بخاری میں موجود ہے، اس کو مار ڈالا، واپسی پر آ کر یہ کہا، وہ بیمار ہو گیا تھا، میں نے اس کی بہترین عیادت کی، اور مرنے پر اس کے کفن دفن کا انتظام کیا، لیکن کچھ عرصہ کے بعد معاملہ کی اصل حقیقت سامنے آ گئی، تو ابو طالب نے قاتل سے کہا، ہم تمہیں تین باتوں میں کسی ایک کو اختیار کرنے کا موقعہ دیتے ہیں۔(۱) تو قاتل ہے، لہٰذا دیت میں سو (۱۰۰) اونٹ دے دے، (۲) یا تیری قوم کے پچاس آدمی قسم اٹھاویں کہ تو نے قتل نہیں کیا (۳) یا ہم تمہیں قصاص میں قتل کر دیں گے۔

اس طرح ابو طالب نے مدعی علیہ کے خاندان سے پچاس قسموں کا مطالبہ کیا، اس کو اسلام نے قائم رکھا، اور بقول علامہ ابن قتیبہ، قسامہ کا حکم، موسیٰ علیہ السلام کے وقت سے شروع ہوا۔(المعارف ابن قتیبہ)

[4342] ١-(١٦٦٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيٰى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ يَحْيٰى وَحَسِبْتُ قَالَ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُمَا قَالَا خَرَجَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ حَتّٰى إِذَا كَانَا بِخَيْبَرَ تَفَرَّقَا فِي بَعْضِ مَا هُنَالِكَ ثُمَّ إِذَا مُحَيِّصَةُ

يَجِدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيلًا فَدَفَنَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هُوَ وَحُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَذَهَبَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ قَبْلَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كَبِّرِ الْكُبْرَ فِي السِّنِّ)) فَصَمَتَ فَتَكَلَّمَ صَاحِبَاهُ وَتَكَلَّمَ مَعَهُمَا فَذَكَرُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَقْتَلَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ ((أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا فَتَسْتَحِقُّونَ صَاحِبَكُمْ أَوْ قَاتِلَكُمْ)) قَالُوا وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ قَالَ ((فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا)) قَالُوا وَكَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَعْطٰى عَقْلَهُ.

[4342] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجزیة باب: الموادعة والمصالحة مع المشركين بالمال وغيره وائم من لم يف بالعهد برقم (٣١٧٣) والادب باب: اكرام الكبير ويبدا الاكبر بالكلام والسوال برقم (٦١٤٣) وفی الاحكام باب: كتاب الحاكم الى عماله والقاضی الى امنائه برقم (٧١٩٢) وفی الصلح باب: الصلح مع المشركين برقم (٢٧٠٢) وفی الديات باب: القسامة برقم (٦٨٩٨) وابو داود فی (سننه) فی الديات باب: القتل بالقسامة برقم (٤٥٢٠) وبرقم (٤٥٢١) وفی باب: فی ترك القود بالقسامة برقم (٤٥٢٣) والترمذی فی (جامعه) فی ←

[4342]۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سھل ابن زید اور محیصہ بن مسعود بن زید مدینہ سے نکلے اور خیبر پر پہنچ کر الگ الگ ہو گئے، پھر بعد میں محیصہ نے عبداللہ بن سہل کو مقتول حالت میں پایا، اور اسے دفن کر دیا، پھر وہ، حویصہ بن مسعود اور عبدالرحمن بن سہل رضی اللہ عنہم کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور (مقتول کا بھائی عبدالرحمن) تینوں میں سے چھوٹا تھا۔ تو عبدالرحمن نے اپنے دونوں ساتھیوں سے پہلے کلام کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''بڑے کو موقعہ دو۔'' یعنی عمر میں جو بڑا ہے، تو وہ خاموش ہو گیا، اور اس کے ساتھیوں نے گفتگو کی اور اس نے بھی گفتگو میں حصہ لیا، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عبداللہ بن سہل کے مقتل (قتل گاہ) کا ذکر کیا، تو آپ نے انہیں فرمایا: ''کیا تم پچاس قسمیں اٹھاتے ہوئے اپنے ساتھی کے قتل کو ثابت کرتے ہوئے قصاص یا دیت کے حقدار بنتے ہو؟'' یا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے قاتل کا تعین کرتے ہوئے۔'' انہوں نے کہا، ہم کیسے قسمیں اٹھا سکتے ہیں، جبکہ ہم وہاں موجود نہ تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو یہود پچاس قسمیں اٹھا کر تمہارے سامنے اپنی برأت کر سکتے ہیں؟'' انہوں نے کہا، ہم کافر لوگوں کی قسمیں کیسے تسلیم کر لیں؟ تو جب رسول اللہ ﷺ نے یہ صورت حال دیکھی، تو آپ نے اس کی دیت ادا کر دی۔

فائدہ: ...... **قسامة:** بقول قاضی عیاض، حدیث قسامہ، شریعت کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے، اور احکام کے ضابطوں میں سے ایک قاعدہ ہے، اور بندوں کے مصالح کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، جسے تمام ائمہ، صحابہ و تابعین، اور فقہائے امصار نے قبول کیا ہے، ائمہ اربعہ میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا، ہاں بعض تابعین جیسے حکم بن عتیبہ، ابو قلابہ، سالم بن عبداللہ، سلیمان بن یسار اور قتادہ سے قسامہ کا انکار منقول ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز، اور امام بخاری کی طرف بھی قاضی عیاض نے اس میلان کی تصریح کی ہے، جبکہ امام بخاری کا باب القسامہ قائم کرنا اور اس میں عمر بن عبدالعزیز کا واقعہ بیان کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ قسامہ کے منکر نہیں تھے، بلکہ قسامہ میں دیت لینے میں بقول حافظ ابن حجر، امام شافعی، کے ہمنوا تھے۔ (فتح الباری، ج ۱۲، ص ۲۹۷) اور قسمیں لینے میں احناف کے ہمنوا تھے، کہ قسمیں مدعی علیہم سے لی جائیں گی۔ (ج ۱۲، ص ۲۹۸)

← الديات باب: ما جاء في القسامة برقم (١٤٢٢) والنسائي في (المجتبى) في القسامة باب: تبرئة اهل الدم في القسامة برقم ٦/ ٢٧٢ وبرقم ٧/ ٧ وفي باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر سهل فيه برقم (٤٧٢٦) وبرقم (٤٧٢٧) وبرقم ٨/ ٩ وبرقم ٨/ ٩ وبرقم ٨/ ١٠ وبرقم ٨/ ١١ وبرقم ٨/ ١١ مرسلا وبرقم ٨/ ١٢۔ وابن ماجه في (سننه) في الديات باب: القسامة برقم (٢٦٧٧) انظر (التحفة) برقم (٤٦٤٤)

بقول مولانا زکریا، احناف کے ہمنوا تھے، کیونکہ احناف کے نزدیک قسامہ کی صورت میں، قسمیں مدعی علیہ کو پڑیں گی، اور اسے ہر صورت میں دیت ادا کرنا ہوگی، قسامہ کے سلسلہ میں ائمہ میں، اس کی تفصیلات میں بہت اختلافات ہیں، اس لیے ہم صرف خلاصہ پیش کرتے ہیں، (الف) شوافع کے نزدیک، اگر مقتول کسی فرد یا افراد کی مملوکہ زمین میں ملتا ہے، کسی جنگل اور بیابان میں نہیں، لیکن اس کے قاتل کا پتہ نہیں چلتا، لیکن مقتول کے ورثاء کسی محلہ یا بستی کے کسی فرد معین یا معین افراد پر کسی ایسے قرینہ ثبوت (دشمنی وعناد) کی بنا پر، جس پر اعتماد و یقین کرنے کا امکان ہو، شبہ کا اظہار کریں، تو پھر قاضی ورثائے مقتول کی بات تسلیم کر کے مدعی یعنی اولیائے مقتول سے پچاس قسمیں لے گا، جس میں وہ قاتل کا تعین کریں گے، اور قتل کی نوعیت کو عمد ہے یا شبہ عمد یا خطا اس کی بھی وضاحت کریں گے، اور اس کے مطابق مدعی علیہ سے قصاص یا دیت وصول کریں گے، اور اگر اولیائے مقتول قسم اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوں، تو پھر مدعی علیہم قسم اٹھائیں گے اور بری الذمہ ہو جائیں گے، اگر اولیائے مقتول کے پاس ثبوت یعنی قرینہ قتل نہ ہو یعنی باہمی دشمنی عناد وغیرہ نہ ہو، تو پھر مدعی کو بینہ پیش کرنا ہوگی یا مدعی علیہم سے قسمیں لی جائیں گی، کہ میں نے یا ہم نے قتل نہیں کیا، اور نہ مجھے یا ہمیں قاتل کا علم ہے، اس طرح وہ بری الذمہ ہو جائیں گے، اگر مدعی علیہم قسمیں نہ اٹھائیں، تو پھر اولیائے مقتول قسمیں اٹھا کر دیت کے حقدار ہوں گے، وگرنہ نہیں، مالکیہ اور حنابلہ کا موقف بھی شوافع والا ہے، لیکن بعض تفصیلات میں فرق ہے، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک قرینہ کی صورت میں اگر اولیائے مقتول قسمیں اٹھاویں تو وہ قتل عمد کی صورت میں قصاص کے حقدار ہوں گے، جبکہ شوافع کے نزدیک دیت ہوگی، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک قرینہ کی صورت میں مدعی علیہم پچاس قسمیں ہر صورت میں اٹھائیں گے، جب اولیائے مقتول قسم نہ اٹھائیں، اگر قرینہ نہ ہو تو مدعی علیہم ایک ہی قسم اٹھائے گا، اگر مدعی علیہ قسم نہ اٹھائیں تو شوافع کے نزدیک اولیائے مقتول کو دوبارہ قسم اٹھانے کے لیے آمادہ کریں گے، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک ایسا نہیں ہوگا، مالکیہ کے نزدیک ایسی صورت میں مدعی علیہ کو قید کیا جائے گا، حتی کہ وہ قسم اٹھائے، یا اقرار کرے یا پھر قید ہی میں مر جائے، اور حنابلہ کے نزدیک ایک روایت کے مطابق دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی، اور دوسری روایت کی رو سے جسے ابن قدامہ نے ترجیح دی ہے، دیت مدعی علیہ پر ہوگی۔

(ب) ائمہ حجاز اور ائمہ احناف میں فرق...... (۱) ائمہ احناف کے نزدیک پہلے قسمیں اٹھانے کا حکم مدعی علیہم کو دیا جائے گا، اور ائمہ حجاز کے نزدیک اگر بینہ نہ ہو تو پھر قسمیں اٹھانے کا حکم پہلے اولیائے مقتول پر پیش کیا جائے گا، اگر وہ انکار کریں، تو پھر مدعی علیہ کو قسمیں اٹھانے کے لیے کہا جائے گا۔ (۲) ائمہ حجاز کے نزدیک دعویٰ قتل ایک معین فرد یا معین افراد کے خلاف ہوگا، بلا تعین دعویٰ مسموع نہیں ہوگا اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک بلا تعین کسی اہل محلہ کے خلاف دعویٰ ہو سکتا ہے۔ (۳) حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مدعی علیہم کے ذمہ، صرف دیت ہے، جو احناف کے نزدیک ہر صورت میں مدعی علیہ کے ذمہ ہے، جبکہ شوافع کے نزدیک بعض صورتوں میں وہ بری الذمہ ہوں گے، اور مالکیہ کے

نزدیک قرینہ کی صورت میں، جب قتل عمد ہو، تو مدعیٰ علیہ کے ذمہ قصاص ہوگا، اور بقول علامہ عبدالقادر عودہ شہید، قسامہ کو انسان جان کی حفاظت وصیانت کے لیے مقرر کیا گیا ہے، کیونکہ شریعت اسلامیہ کی شدید خواہش ہے کہ انسان کا خون رائیگاں نہ جائے اور قتل کرنے والا بعض دفعہ ایسی جگہ کا انتخاب کرتا ہے جہاں کوئی اسے دیکھ نہ سکے، اور اس کے خلاف کوئی شہادت قائم نہ ہو سکے، اس لیے اسلامی شریعت نے انسان کی جان کی اہمیت وحفاظت کی خاطر قسامت کا قانون مقرر کیا، اگر حدود وقصاص والی تمام شروط کا استیفا ضروری ٹھہرایا جائے، تو بکثرت قاتل سزا سے بچ جائیں گے، اور لوگوں کے خون وجان محفوظ نہیں رہے گے، لیکن اس مسئلہ کی تفصیلات میں چونکہ علمائے امت میں بہت اختلافات ہیں، اس لیے روح شریعت اور مقاصد شریعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے، ائمہ کے اقوال کی روشنی میں، نصوص شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے، موجودہ ظروف واحوال کے مطابق، لوگوں کے خون وجان کی حفاظت کی خاطر، مناسب قانون سازی کی جا سکتی ہے۔ (قسامہ کی تفصیلات کے لیے دیکھئے، المغنی، ج ۱۲، ص ۱۸۸ تا ۲۰۵، باب القسامہ، تکملہ، ج ۲ ص ۲۷۵ تا ۲۸۹، القسامہ فی الفقہ الاسلامی محمد شمس مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ)

[4343] ۲-(. . .) وحَدَّثَنِي عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ مُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ انْطَلَقَا قِبَلَ خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ

فَقُتِلَ عَبْدُاللهِ بْنُ سَهْلٍ فَاتَّهَمُوا الْيَهُودَ فَجَاءَ أَخُوهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَابْنَا عَمِّهِ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فِي أَمْرِ أَخِيهِ وَهُوَ أَصْغَرُ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((كَبِّرِ الْكُبْرَ)) أَوْ قَالَ ((لِيَبْدَأِ الْأَكْبَرُ)) فَتَكَلَّمَا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَيُدْفَعُ بِرُمَّتِهِ**)) قَالُوا أَمْرٌ لَمْ نَشْهَدْهُ كَيْفَ نَحْلِفُ قَالَ ((**فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ**)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ قَالَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ قِبَلِهِ قَالَ سَهْلٌ فَدَخَلْتُ مِرْبَدًا لَهُمْ يَوْمًا فَرَكَضَتْنِي نَاقَةٌ مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ رَكْضَةً بِرِجْلِهَا قَالَ حَمَّادٌ هٰذَا أَوْ نَحْوَهُ.

[4343]۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محیصہ بن مسعود اور عبداللہ بن سہل خیبر کی طرف گئے، اور کھجوروں میں بکھر گئے، عبداللہ بن سہل کو قتل کر دیا گیا، اور الزام یہود پر لگایا گیا، تو اس کا بھائی عبدالرحمن اور اس کے دو چچا زاد حویصہ اور محیصہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے،

[4343] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٣١٨)

عبدالرحمٰن نے جوتینوں میں سے چھوٹے تھے، اپنے بھائی کے واقعہ کے بارے میں گفتگو کرنا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو عزت بخشو۔'' یا فرمایا: ''بڑا آغاز کرے۔'' تو ان دونوں نے اپنے ساتھی کے بارے میں گفتگو کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے پچاس آدمی ان میں سے کسی آدمی کے بارے میں قسم اٹھا دیں، تو اس کو رسی سمیت تمہارے حوالہ کر دیا جائے گا۔'' انہوں نے کہا، یہ ایسا معاملہ ہے جو ہم نے دیکھا نہیں ہے تو قسمیں کیسے اٹھائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہود اپنی طرف سے پچاس قسمیں کھا کر تمہیں ان سے خلاصی دلوا دیتے ہیں۔'' یعنی ان کی قسموں کے بعد تمہاری قسموں کی ضرورت نہیں رہے گی، انہوں نے کہا، اللہ کے رسول! کافر لوگ ہیں، (ہم قسمیں کیسے مان لیں) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے دیت ادا کر دی، حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں ان کے باڑے میں گیا، تو ان اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری، حماد کہتے ہیں، یوں کہا یا اس کا ہم معنی۔

مفردات الحدیث ❶ **رُمَّة:** رسی جس سے قاتل باندھ کر اولیائے مقتول کے حوالہ کیا جاتا ہے۔ ❷ **مِرْبَدْ:** باڑہ جہاں اونٹ باندھے جاتے ہیں۔

فائدہ:...... بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پہلے بینہ پیش کرنے کے لیے کہا، جب انہوں نے اس سے انکار کیا، تو پھر قسمیں اٹھانے کے لیے کہا، اس لیے بعض روایات میں بینہ پیش کرنے کا حکم ہے، قسمیں اٹھانے کی پیشکش کا تذکرہ نہیں ہے، اور بعض میں قسمیں اٹھانے کا ذکر ہے، بینہ کا مطالبہ نہیں ہے، اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ اگر بینہ نہ ہو تو پھر قسمیں اٹھانے کا حق بھی پہلے اولیائے مقتول کو حاصل ہوگا۔ انکار کرنے پر مدعی علیہ فرد یا گروہ سے قسمیں لی جائیں گی۔ (فتح الباری، ج ۱۲، ص ۲۹۱)

شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ، ربیعہ، ابوزناد، لیث اور داود کا یہی نظریہ ہے۔ (القسامہ، ص ۸۵)

[4344] (. . .) وحَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَعَقَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ وَلَمْ يَقُلْ فِي حَدِيثِهِ فَرَكَضَتْنِي نَاقَةٌ.

[4344]۔ امام صاحب یہی روایت اپنے ایک اور استاد سے سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور اس حدیث میں یہ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دیت اپنی طرف سے دی، اور اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ مجھے ایک اونٹنی نے لات ماری تھی۔

[4344] تقدم تخريجه برقم (٤٣١٨)

[4345] (. . .) حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ.

[4345]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سندوں سے، سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت کی ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[4346] ۳۔(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّيْنِ ثُمَّ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ وَأَهْلُهَا يَهُودُ فَتَفَرَّقَا لِحَاجَتِهِمَا فَقُتِلَ عَبْدُاللهِ بْنُ سَهْلٍ فَوُجِدَ فِي شَرَبَةٍ مَقْتُولًا فَدَفَنَهُ صَاحِبُهُ ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَشَى أَخُو الْمَقْتُولِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ فَذَكَرُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَأْنَ عَبْدِاللهِ وَحَيْثُ قُتِلَ فَزَعَمَ بُشَيْرٌ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَمَّنْ أَدْرَكَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ ((تَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ)) أَوْ صَاحِبَكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا شَهِدْنَا وَلَا حَضَرْنَا فَزَعَمَ أَنَّهُ قَالَ ((فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَزَعَمَ بُشَيْرٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَقَلَهُ مِنْ عِنْدِهِ.

[4346]۔ حضرت بشیر بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سہل بن زید اور محیصہ بن مسعود بن زید انصاری رضی اللہ عنہما، جو بنو حارثہ سے تعلق رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے دور میں خیبر کی طرف گئے، اور وہاں کے باشندوں سے صلح تھی، اور وہاں کے باشندے یہودی تھے، تو وہ دونوں ضرورت کے تحت الگ الگ ہو گئے، اس کے بعد عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے اور ایک پانی کے حوض سے لاش ملی، ان کے ساتھی نے اسے دفن کر دیا، پھر مدینہ کی طرف بڑھا، تو مقتول کا بھائی عبد الرحمٰن بن سہل، محیصہ اور حویصہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے عبد اللہ کا معاملہ پیش کیا، اور قتل گاہ کا تذکرہ بھی کیا، بشیر کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے مجھے ملنے والوں نے بتایا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم پچاس قسمیں اٹھا کر، اپنے قاتل کے حقدار

[4345] تقدم تخريجه برقم (٤٣١٨)

[4346] تقدم تخريجه برقم (٤٣١٨)

بنا چاہتے ہو؟'' یا قاتل کی جگہ صاحب کا لفظ کہا، انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! نہ ہم نے دیکھا اور نہ وہاں موجود تھے، تو بشیر کے خیال میں آپ نے فرمایا: ''تو یہود پچاس قسمیں اٹھا کر تمہیں اس سے (قسمیں اٹھانے سے) بری کر دیتے ہیں؟'' انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم کافر لوگوں کی قسمیں کیسے قبول کریں؟ بشیر کا خیال ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت اپنی طرف سے ادا کر دی۔

فائدہ :...... هی يومئذ صلح: ان دنوں ان سے مصالحت تھی کہ اس کے بارے میں دو نظریات ہیں۔ (۱) خیبر ابھی فتح نہیں ہوا تھا، لیکن وہاں کے لوگوں کے ساتھ امن و سلامتی کے ساتھ رہنے کا معاہدہ تھا، کیونکہ بعض روایات میں ہے، آپ نے یہود کو دھمکی دی تھی، ''اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو۔'' اگر خیبر فتح ہو چکا تھا، تو اعلان جنگ کی اطلاع کی ضرورت نہ تھی، مسلمان ان کو ویسے ہی خیبر سے نکال سکتے تھے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔ (۲) دوسرا نظریہ یہ ہے کہ یہ واقعہ فتح خیبر کے بعد پیش آیا (فتح الباری، ج ۱۲، ص ۳۹۰، مکتبہ دار السلام)

[4347] ٤ـ(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ انْطَلَقَ هُوَ وَابْنُ عَمٍّ لَهُ يُقَالُ لَهُ مُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ اللَّيْثِ إِلٰى قَوْلِهِ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ يَحْيٰى فَحَدَّثَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ لَقَدْ رَكَضَتْنِي فَرِيضَةٌ مِّنْ تِلْكَ الْفَرَائِضِ بِالْمِرْبَدِ.

[4347]۔ حضرت بشیر بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انصار کے قبیلہ بنو حارثہ کا ایک فرد عبداللہ بن سہل بن زید نامی اپنے چچیرے بھائی جسے محیصہ بن مسعود بن زید کہا جاتا تھا، کے ساتھ گیا، آگے لیث کی پہلی حدیث کی طرح، یہاں تک ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیت اپنے پاس سے دی، یحییٰ راوی بیان کرتے ہیں، مجھے بشیر بن یسار نے حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے بتایا کہ دیت میں مقرر کردہ اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے باڑے میں لات ماری۔

فائدہ :...... زکاۃ اور دیت میں ادا کی گئی اونٹنی کو فَرِيضَة سے تعبیر کرتے ہیں، کیونکہ ان کی عمر اور تعداد معین ہوتی ہے۔

[4348] ٥ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ الْأَنْصَارِيُّ

[4347] تقدم تخريجه برقم (٤٣١٨)

[4348] تقدم تخريجه برقم (٤٣١٨)

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِّنْهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا فَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُبْطِلَ دَمَهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِّنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

[4348] ۔حضرت سہل بن ابی حثمہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے چند افراد خیبر کی طرف گئے اور وہاں بٹ گئے، تو انہوں نے اپنے میں سے ایک کو مقتول پایا، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، اوراس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دینا پسند نہ فرمایا، تو اس کی دیت میں صدقہ کے سو اونٹ دیئے۔

فائدہ: ......بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اولیائے مقتول نے، بینہ پیش کرنے یا قسمیں اٹھانے یا یہود کی قسمیں قبول کرنے سے انکار کر دیا، لیکن یہودیوں کو اس کا علم ہوا کہ ہم سے قسمیں لی جا سکتی ہیں، تو وہ قسمیں اٹھانے کے لیے تیار ہو گئے، اور آپ ﷺ کو اس کی اطلاع بھیجی کہ ہم قسمیں دینے کے لیے تیار ہیں، چونکہ وہ قسموں کے دینے پر آمادہ تھے، اس لیے بعض روایات میں آیا ہے کہ انہوں نے قسمیں اٹھائیں، لیکن چونکہ انصار ان کی قسموں کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے، اس لیے آپ نے ان سے قسمیں نہیں لیں، اس لیے بعض روایات میں آیا ہے، یہود نے قسمیں نہیں اٹھائیں۔اس طرح دیت کا مسئلہ ہے، جب یہود سے قسم قبول نہیں کی گئی تو ان سے دیت لینے کا مسئلہ بھی پس منظر میں چل گیا، لیکن یہود کو چونکہ خطرہ تھا کہ مقتول ہمارے علاقہ میں پایا گیا ہے، اس لیے انہوں نے اپنے طور پر کچھ اونٹ بھیج دیئے، اور آپ ﷺ نے بھی قبول کر لیے اور دیت کی تکمیل اپنی طرف سے کی، اور چونکہ مدعی علیہم قسم قبول نہیں کی گئی تھی، اس لیے امام احمد کے قول کے مطابق ایسی صورت میں مقتول کی دیت، بیت المال پر پڑتی ہے، اس لیے اس کو بیت المال سے ادا کر دیا گیا، چونکہ ادائیگی آپ کے حکم سے ہوئی تھی، اس لیے یہ کہہ دیا گیا، کہ آپ نے اپنی طرف سے دیئے، اور چونکہ وہ اونٹ بیت المال سے ادا کیے گئے تھے، اس لیے ان کو صدقہ کے اونٹ قرار دیا گیا، اور بقول بعض وہ اونٹ صدقہ کے تھے، لیکن آپ نے قیمت اپنی طرف سے ادا کی تھی، یا صدقہ کے اونٹوں سے ادائیگی کے عوض ادھار لیے تھے، کہ مال فے سے ادا کر دیں گے، لیکن بظاہر امام احمد کا موقف ہی صحیح معلوم ہوتا ہے، کہ مصالحت کے لیے بیت المال سے ادائیگی ہو سکتی ہے، چاہے وہ اونٹ زکاۃ وغیرہ کے ہی کیوں نہ ہو۔ (فتح الباری، ج ۱۲، ص ۲۹۲)

[4349] ٦-(. . .)حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو لَيْلَى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ رِجَالٍ مِّنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ

[4349] تقدم تخريجه برقم (٤٣١٨)

وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأَتَى مُحَيِّصَةُ فَأَخْبَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي عَيْنٍ أَوْ فَقِيرٍ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذٰلِكَ ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِمُحَيِّصَةَ ((كَبِّرْ كَبِّرْ)) يُرِيدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ)) فَكَتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ ((أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ)) قَالُوا لَا قَالَ ((فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ)) قَالُوا لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ فَوَادَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ فَقَالَ سَهْلٌ فَلَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

[4349] ۔حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے بزرگوں سے نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ دونوں خیبر گئے، کیونکہ وہ مشقت وتنگی معاش میں گرفتار تھے، محیصہ نے آ کر بتایا، کہ عبد اللہ بن سہل قتل کر کے ایک چشمہ یا گڑھا میں پھینک دیئے گئے ہیں، (اس سے پہلے) وہ یہود کے پاس آ کر یہ کہہ چکے تھے کہ تم نے اللہ کی قسم! اسے قتل کیا ہے، (کیونکہ ان کے علاقہ میں قتل ہوئے تھے) انہوں نے کہا، اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا ہے، پھر محیصہ اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں واقعہ بتایا، پھر وہ اور اس کا بھائی حویصہ جو اس سے بڑا تھا، اور عبد الرحمٰن بن سہل، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، محیصہ بات کرنے لگا، کیونکہ وہی خیبر میں تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے محیصہ سے فرمایا: ''بڑے کو، بڑائی بخشو۔'' تو حویصہ نے گفتگو کی، پھر محیصہ بولے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا تو وہ تمہارے ساتھی کی دیت ادا کریں اور یا وہ جنگ کے لیے اعلان سن لیں۔'' اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو خط لکھا تو انہوں نے جواب لکھا، ہم نے، اللہ کی قسم! اسے قتل نہیں کیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے حویصہ، محیصہ اور عبد الرحمٰن سے کہا، ''کیا تم قسمیں اٹھا کر، اپنے فرد کے خون کے حقدار بننا چاہتے ہو؟'' انہوں نے کہا، ہم قسموں کے لیے تیار نہیں، آپ نے فرمایا: ''تو تمہارے سامنے یہود قسمیں اٹھائیں۔'' انہوں نے کہا، وہ تو مسلمان نہیں ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت اپنے پاس سے ادا کر دی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس سو (۱۰۰) اونٹنیاں بھیجیں، جو ان کے احاطہ میں داخل کر دی گئیں، حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی۔

[4350] ٧۔(١٦٧٠) حَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا و قَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ

عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَقَرَّ الْقَسَامَةَ عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

[4350]۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام سلیمان بن یسار، رسول اللہ ﷺ کے ایک انصاری صحابی سے بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے دور جاہلیت کے مطابق قسامہ کو برقرار رکھا۔

[4351] ٨۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا ابْنُ

عَنْ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ وَقَضَى بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ نَاسٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي قَتِيلٍ ادَّعَوْهُ عَلَى الْيَهُودِ.

[4351]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے، آپ نے قسامہ کا فیصلہ انصار کے ایک مقتول کے بارے میں کیا، جس کا انہوں نے یہود کے خلاف دعویٰ کیا تھا۔

[4352] (. . .) وحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَاسَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَاهُ

عَنْ نَاسٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ.

[4352]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن یسار سے بیان کرتے ہیں، کہ انہیں انصاری لوگوں نے بتایا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

٢...... بَاب: حُكْمِ الْمُحَارِبِينَ وَالْمُرْتَدِّينَ

باب ٢: ڈاکوؤں اور مرتدوں کے احکام

[4353] ٩۔(١٦٧١) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هُشَيْمٍ

[4350] اخرجه النسائي في (المجتبى) في القسامة باب: القسامة برقم (٤٧٢١) وبرقم (٤٧٢٢) وبرقم (٤٧٢٣) مرسلاً۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٥٨٧)

[4351] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٣٢٦)

[4352] تقدم تخريجه برقم (٤٣٢٦)

[4353] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٢) وبرقم (١٠٦٦)

وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَخْرُجُوا إِلٰى إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَتَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا))** فَفَعَلُوا فَصَحُّوا ثُمَّ مَالُوا عَلَى الرُّعَاةِ فَقَتَلُوهُمْ وَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَسَاقُوا ذَوْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ فِي أَثَرِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوا.

[4353]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرینہ قبیلہ کے کچھ لوگ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، (کھانے پینے کی کثرت سے) ان کے پیٹ خراب ہو گئے، یا آب و ہوا راس نہ آئی، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اگر تم چاہو، تو صدقہ کے اونٹوں کے پاس چلے جاؤ، اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔'' انہوں نے ایسے کیا، اور تندرست ہو گئے، پھر چرواہوں کا رخ کیا، اور انہیں قتل کر دیا اور اسلام سے پھر گئے، اور رسول اللہ ﷺ کے اونٹ ہانک کر لے گئے، نبی اکرم ﷺ کو بھی اس کی اطلاع مل گئی، تو آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں ساتھیوں کو بھیجا، اور انہیں پکڑ لایا گیا، تو آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے، اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھروائیں، اور انہیں سنگریزوں پر چھوڑ دیا، حتی کہ وہ مر گئے۔

فوائد :...... (۱) غزوہ ذی قرد ۶ھ کے بعد کچھ افراد جو چار عرینہ اور تین عکل سے تھے اور ایک اور آدمی بھی ان کے ساتھ تھا، جو بھوک کی شدت کی بنا پر کمزور اور بیمار ہو چکے تھے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے، اور اصحاب الصفہ کے ساتھ رہنے لگے، بعد میں مدینہ میں کھا پی کر تندرست ہو گئے، لیکن چونکہ بدوی لوگ تھے، اس لیے بدہضمی کا شکار ہو گئے (جوئی پیٹ کی بیماری کو کہتے ہیں) یا مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی، (استیخام آب و ہوا کی ناموافقت کو کہتے ہیں) جس کی بنا پر ان کے پیٹ پھول گئے، اس لیے آپ ﷺ نے آب و ہوا کی ناموافقت پر انہیں مدینہ سے نکلنے کی اجازت مرحمت فرمائی، جس سے ثابت ہوتا ہے، آب و ہوا کی تبدیلی کے لیے یا ناموافقت کی بنا پر علاقہ اور گھر تبدیل کیا جا سکتا ہے، مدینہ سے باہر تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر ذی جدر نامی جگہ میں صدقہ کے اونٹ چرتے تھے، انہوں نے دودھ پینے کی خواہش کا اظہار کیا، تو آپ نے انہیں صدقہ کے اونٹوں کے پاس جانے کا حکم دیا، اور اس وقت آپ کی اونٹنیاں بھی ادھر جا رہی تھیں، اس لیے ان کے ساتھ ان کو روانہ کر دیا، یا اہل صدقہ کے منتظم و متولی چونکہ آپ ہی تھے، اس لیے بعض روایات میں ان کو آپ کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ (۲) اس حدیث کی بنا پر ماکول اللحم حیوانات یعنی جن کا گوشت کھانا جائز ہے، کے

بول کے بارے میں ائمہ کے درمیان اختلاف پیدا ہوا، اس حدیث کی بنا پر امام مالک، امام احمد، محمد بن الحسن شوافع میں سے ابن المنذر، ابن خزیمہ وغیرہ، شعبی، عطاء، نخعی، زہری، ابن سیرین، ثوری کے نزدیک ماکول اللحم حیوانات کا بول پاک ہے، لیکن امام ابوحنیفہ، شافعی، ابو یوسف، ابوثور وغیرہم کے نزدیک تمام حیوانات کا بول ناپاک ہے، ابن حزم کا موقف بھی یہی ہے، داود، ظاہری، ابن علیہ اور ایک قول کے مطابق بعض کے نزدیک انسانی بول کے سوا تمام بول پاک ہیں۔

احناف وشوافع نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ اجازت علاج معالجہ کے لیے تھی، جو ضرورت کی بنا پر دی گئی، لیکن حرام چیز سے علاج خود مختلف فیہ ہے، امام احمد کے نزدیک محرم اشیاء سے علاج کسی صورت میں جائز نہیں ہے، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے، اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام ٹھہرایا ہے، اس میں شفاء نہیں رکھی، شوافع کے نزدیک اس حدیث کی روشنی میں نشے والی اشیاء کے سوا تمام نجس اور پلید اشیاء سے علاج جائز ہے، بشرطیکہ یہ بات یقینی ہو، مالکیہ کا موقف حنابلہ والا ہے، شراب کے پینے سے جبکہ پانی میسر نہ ہو، مردار کھانے سے جب غذا میسر نہ ہو، زندگی کا بچنا یقینی ہے، لیکن علاج و دوا سے صحت کا ملنا یقینی نہیں ہے، اس لیے یہ قیاس مع الفارق ہے، احناف کے نزدیک امام ابوحنیفہ کا مشہور قول یہی ہے کہ حرام چیز سے علاج جائز نہیں ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے، اور اکثر احناف علماء نے ابو یوسف کے موقف کو اس شرط کے ساتھ تسلیم کیا ہے کہ مسلمان ماہر ڈاکٹر یہ کہتے ہیں، کہ اس بیماری کا علاج، اس حرام دوا کے سوا موجود نہیں ہے اور یہ دوا شفاء بخش ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے، تکملہ ج ۲، ص ۲۹۸ تا ۳۰۴) ❷ تندرست ہونے کے بعد ان لوگوں نے ارتداد و بدعہدی کرتے ہوئے، سولہ (۱۶) اونٹ بھگا لیے اور ان میں سے ایک کو ذبح کر ڈالا، جب آپ ﷺ کے غلام یسار نے ان کا تعاقب کیا، تو انہوں نے اس کے ہاتھ، پاؤں کاٹ ڈالے اور اس کی زبان اور آنکھوں میں کانٹے گاڑ دیئے، حتی کہ وہ فوت ہو گئے۔ (طبقات لابن سعد، ج ۲، ص ۹۳) ❸ اور بقول ابن حجر راعی یعنی چرواہا جسے انہوں نے قتل کیا تھا، وہ صرف حضرت یسار رضی اللہ عنہ تھے، آپ ﷺ کو جب علم ہوا تو آپ نے ان کے تعاقب کے لیے حضرت کرز بن جابر فہری کی قیادت میں بیس سواروں کا ایک دستہ روانہ فرمایا، اگلے دن انہوں نے ایک عورت کی راہنمائی سے کھانے سے فراغت کے بعد سب کو گھیر کر قیدی بنا لیا، اور انہیں باندھ کر اپنے پیچھے گھوڑوں پر سوار کر کے مدینہ منورہ لے آئے، اور ان کے ساتھ وہ سلوک کیا، جو انہوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا، اور اس سے زائد سزا نہیں دی، حالانکہ وہ اپنی نمک حرامی، بدعہدی، اور حسن سلوک کے جواب میں انتہائی ظالمانہ اور سفاکانہ کاروائی کی بنا پر اس سے بھی زیادہ سنگین سزا کے مستحق تھے، اور کسی قسم کی رحم دلی، معافی یا ترس کے قابل نہ تھے، نیز حدود کے اجراء اور قضاء میں کسی قسم کی نرمی اور رافت روا رکھنا جائز نہیں ہے۔ ❹ ان لوگوں نے ظلم وستم اور

بدعہدی کے ساتھ ڈاکہ اور ارتداد (دین اسلام سے پھر جانا) کا ارتکاب کیا تھا، اس لیے ان دونوں مسئلوں پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

۱۔ ڈاکہ اور راہزنی، ڈاکو یا رہزن وہ فرد یا افراد ہیں، جن کے خوف اور ڈر سے لوگوں کا راستہ پر چلنا دشوار ہو جائے اور ان سے لوگوں کا جان و مال محفوظ نہ ہو، اور ان کو اس قدر قوت و شوکت حاصل ہو کہ عوام ان کا مقابلہ کر کے اپنا دفاع نہ کر سکتے ہوں، اور امام ابن حزم کے نزدیک تو ڈاکو ہر وہ ظالم انسان ہے، جو اہل ارض کو خوف میں مبتلا کر کے راستہ مسدود کر دے، اور وہ یہ کام کہیں اور کسی وقت کرے، دن کو یا رات کو، شارع عام میں، یا کسی گلی کوچے میں، جنگل میں یا آبادی و شہر میں، احناف اور حنابلہ کے نزدیک ڈاکو کے پاس آلات حرب یا اسلحہ کا ہونا ضروری ہے، اور مالکیہ اور شوافع کے نزدیک، مال چھیننے کے لیے محض دھمکی اور قوت و شوکت کا استعمال ہی سزا کے لیے کافی ہے، ڈاکوؤں اور راہزنوں کی سزا کا انحصار، ان کی حرکات اور زیادتی پر موقوف ہے، ڈاکو اگر ڈاکہ زنی سے قبل ہی پکڑ لیے جائیں، ابھی انہوں نے نہ مال لوٹا اور نہ کسی کی جان لی ہے، تو انہیں احناف کے ہاں بطور سزا اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا، جب تک وہ اس سے توبہ کر کے اپنی نیک چلنی کا اظہار نہ کریں، اور اگر وہ چوری کے نصاب کے بقدر مال چھین لیں اور قتل نہ کریں تو ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جانبوں سے قطع کر دیئے جائیں گے، اور اگر وہ ڈاکہ زنی کی واردات کے دوران قتل کریں اور مال کو ہاتھ نہ لگائیں، تو انہیں قتل کی سزا دی جائے گی، جو قصاص نہ ہونے کی بنا پر اولیائے مقتول کی طرف سے معاف نہیں ہو سکے گی، اگر ڈاکو قتل کے ساتھ، مال بھی چھین لیں، تو علامہ تقی کے بقول، امام کو اختیار ہے، اگر چاہے تو ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جانبوں سے کاٹ کر قتل کر دے یا سولی پر لٹکا دے، یا تینوں کام کرے، یا قتل کر کے، سولی پر لٹکا دے، یا صرف قتل کروا دے، یا سولی پر چڑھا دے۔ (تکملہ ج ۲ ص ۳۱۱)

لیکن بقول ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن اگر انہوں نے قتل اور حصول مال دونوں جرائم کا ارتکاب کیا ہو تو مخالف جانبوں سے ان کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے انہیں قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا جائے گا، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جانبوں سے کاٹے بغیر صرف قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا جائے گا، اگرچہ ڈاکوؤں کی جماعت کے ایک ہی فرد نے قتل کا ارتکاب کیوں نہ کیا ہو اسلامی قوانین حدود، قصاص، دیت و تعزیرات ص ۵۷ شافعیوں کا موقف احناف والا ہے، صرف آخری صورت میں جب انہوں نے قتل اور حصول مال دونوں جرائم کا ارتکاب کیا ہے، تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے بغیر قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا جائے گا، مالکیہ، تیسری صورت میں جب ڈاکوؤں نے قتل کیا ہے، مال نہیں لوٹا، احناف شوافع کے ہمنوا ہیں کہ ڈاکوؤں کو بطور حد قتل کر دیا جائے گا، بطور قصاص نہیں، اس لیے مقتول کے اولیاء معاف نہیں کر سکیں گے، باقی تینوں صورتوں میں حاکم کو اختیار ہو گا، ان کو قتل کرے، یا قتل کر کے سولی پر لٹکا دے یا

ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جوانب کٹوا دے، یا تعزیر (مار پیٹ) کے بعد ان کو جلاوطن کر دے۔ (تکملہ ج ۲ ص ۳۱۲) لیکن ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کا بیان اس سے مختلف ہے، ص ۷۶ (اسلامی قوانین) حنابلہ کا موقف بھی شوافع والا ہے، صرف پہلی صورت میں، جبکہ انہوں نے محض ڈرایا یا دھمکایا ہے، نہ قتل کیا ہے اور نہ مال چھینا ہے، تو انہیں کسی ایک علاقہ میں ٹکنے نہیں دیا جائے گا۔

اوران سزاؤں کا ماخذ سورہ مائدہ کی آیت ۲۲ ﴿انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله.... الآية﴾ جس میں ((او)) کے لفظ کو امام مالک تخییر کے لیے قرار دیتے ہیں، اور باقی تینوں ائمہ بیان وتفصیل کے لیے کہ سزا، بقدر جرم ہوگی، اور آیت میں ينفوا من الارض، میں نفی سے مراد اکثریت کے نزدیک قید و بند ہے، اور بقول بعض جلاوطنی بنو عرینہ اور بنو عکل کے لوگوں کا دوسرا جرم ارتداد یعنی دین سے پھرنا ہے، اسلام جس طرح لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرتا ہے اور جو لوگ، انسانوں کی جان و مال کے لیے خطرہ پیدا کرتے ہیں، یا ان کی عزت کو پامال کرتے ہیں، تو ان کو عبرتناک سزا دیتا ہے، تاکہ لوگوں کا مال اور جان محفوظ رہے، اس طرح جو انسان، اسلام سے منکر ہو کر، مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہو کر انہیں گمراہ کرنے اور دین میں فتنہ وفساد برپا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کو سنگین سزا دیتا ہے، اور اس کی سزا قتل ہے، جس پر امت کے فقہا، جن میں ائمہ اربعہ داخل ہیں، متفق ہیں، اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے، کیونکہ قتل مرتد کے بارے میں صحیح احادیث موجود ہیں۔ (تفصیلات کے لیے دیکھئے، اسلامی قوانین، حدود، قصاص، دیت، وتعزیرات، ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، ص ۱۴۶ تا ۱۶۰)

[4354] ۱۰-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ رضي الله عنه أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَايَعُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ وَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((أَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِينَا فِي إِبِلِهِ فَتُصِيبُونَ مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا)) فَقَالُوا بَلَى فَخَرَجُوا فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَصَحُّوا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَطَرَدُوا الْإِبِلَ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ

[4354] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء باب: ابوال الابل والدواب والغنم ومرابضها برقم (۲۳۳) وفي الجهاد باب: اذا حرق المشرك المسلم هل يحرق برقم (۳۰۱۸) وفي المغازي باب: قصة عكل وعرينة برقم (٤١٩٣) وفي التفسير باب: ﴿انما جزاؤا الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا﴾ الى قوله ﴿او ينفوا من الارض﴾ برقم (٤٦١٠) وفي الحدود باب: المحاربين من اهل الكفر والردة برقم (٦٨٠٢)

اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَأُدْرِكُوا فَجِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَ أَعْيُنُهُمْ ثُمَّ نُبِذُوا فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوا و قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فِي رِوَايَتِهِ وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ وَقَالَ وَسُمِّرَتْ أَعْيُنُهُمْ.

[4354]۔ حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ عکل قبیلہ کے آٹھ افراد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی، سرزمین مدینہ کی آب وہوا ان کے موافق نہ آئی، اور ان کے جسم بیمار ہوگئے، انہوں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمارے چرواہے کے ساتھ نکل کر اس کے اونٹوں میں کیوں نہیں جاتے، کہ تم ان کے بول اور دودھ پی سکو۔'' تو انہوں نے کہا، کیوں نہیں، (ہم جاتے ہیں) تو وہ باہر چلے گئے، اونٹنیوں کا پیشاب اور دودھ پیا، جس سے تندرست ہوگئے، تو انہوں نے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور اونٹ بھگا لیے، رسول اللہ ﷺ کو بھی اس کی خبر مل گئی، تو آپ ﷺ نے صحابہ کو ان کے تعاقب میں بھیجا، انہیں پکڑ لیا گیا، اور آپ کے پاس لایا گیا، آپ کے حکم سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے، اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیری گئیں، پھر انہیں دھوپ میں پھینک دیا گیا، حتی کہ وہ مر گئے، ابن الصباح کی روایت کے الفاظ ہیں، اِطَّرَدُوا النَّعَمْ اور سمرت اعينهم معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

[4355] ۱۱۔(...) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ مَوْلٰى أَبِي قِلَابَةَ قَالَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَوْمٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا

← وفی باب: لم يحسم النبی ﷺ المحاربين من اهل الردة حتى هلكوا برقم (٦٨٠٣) وفی باب: لم يسق المرتدون المحاربون حتى ماتوا برقم (٦٨٠٤) وفی باب سمر النبی ﷺ اعين المحاربين برقم (٦٨٠٥) وفی الديات باب: القسامة برقم (٦٨٩٩) وابو داود فی (سننه) ی الحدود باب: ما جاء فی المحاربة برقم (٤٣٦٤) وبرقم (٤٣٦٥) وبرقم (٤٣٦٦) والنسائی فی (المجتبی) فی تحريم الدم باب: تاويل قول الله عزوجل ﴿انما جزاؤا الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون فی الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم وارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض﴾ وفيمن نزلت وذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر انس بن مالك فيه ٧/ ٩٣ و ٩٤ و ٧/ ٩٤ و ٩٥ ٧/ ٩٥ وبرقم ٧/ ٩٥۔ انظر (التحفة) برقم (٩٤٥)

[4355] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٤٣٣٠)

بِمَعْنَى حَدِيثِ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ.

[4355] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عکل یا عرینہ کے کچھ لوگ آئے، مدینہ میں وہ پیٹ کی بیماری کا شکار ہو گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دودھیاری اونٹنیوں میں جانے کا حکم دیا، اورانہیں کہا، ان کے پیشاب اور دودھ پئیں، جیسا کہ مذکورہ بالا حجاج بن ابی عثمان کی روایت ہے، اور اس میں ہے، ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیری گئیں، اور انہیں سنگریزوں پر پھینک دیا گیا، وہ پانی طلب کرتے تھے، تو انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔

فائدہ: ......ان لوگوں کو چونکہ مارنا مطلوب تھا، کیونکہ انہوں نے چرواہے کو پیاسا رکھ کر مارا تھا، اس لیے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا، جو انہوں نے چرواہے کے ساتھ روا رکھا تھا۔

[4356] ۱۲۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ فَقَالَ لِلنَّاسِ مَا تَقُولُونَ فِي الْقَسَامَةِ فَقَالَ عَنْبَسَةُ قَدْ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَذَا وَكَذَا فَقُلْتُ إِيَّايَ حَدَّثَ أَنَسٌ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَوْمٌ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَيُّوبَ وَحَجَّاجٍ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ عَنْبَسَةُ سُبْحَانَ اللهِ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَقُلْتُ أَتَتَّهِمُنِي يَا عَنْبَسَةُ قَالَ لَا هٰكَذَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ يَا أَهْلَ الشَّامِ مَا دَامَ فِيكُمْ هٰذَا أَوْ مِثْلُ هٰذَا.

[4356] ۔حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا، قسامہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ تو حضرت عنبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ہمیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس طرح حدیث بیان کی ہے، ابو قلابہ کہتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے ہی حدیث سنائی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ آئے، آگے حجاج اور ایوب کی طرح مذکورہ بالا روایت بیان کی، ابو قلابہ کہتے ہیں، جب میں ساری حدیث سنا چکا، تو عنبسہ نے کہا، سبحان اللہ، ابو قلابہ کہتے ہیں، میں نے پوچھا، اے عنبسہ! کیا آپ مجھے متہم قرار دیتے ہیں (کہ میں نے حدیث پوری طرح بیان نہیں کی) عنبسہ نے کہا، نہیں، ہمیں بھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس طرح حدیث سنائی تھی، اور کہنے لگے، اہل شام جب تک تم میں یہ ابو قلابہ یا اس جیسے لوگ رہیں گے، خیر و خوبی کے ساتھ رہو گے، تمہیں صحیح معلومات حاصل ہوتی رہیں گی۔''

[4356] تقدم تخريجه برقم (٤٣٣٠)

فائدہ:...... امام مسلم نے یہ حدیث انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کی ہے، اور امام بخاری، باب القسامہ، کتاب الدیات میں اس کو تفصیل سے لائے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قسامہ کے قائل نہیں تھے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس سے قصاص کے قائل نہیں تھے، کیونکہ مدعی علیہ کے خلاف بینہ قائم نہیں ہو سکتی، اور عدم مشاہدہ کی بنا پر قسمیں اٹھانا بھی مشکل ہے، لیکن لوث وعداوت کی بنا پر کسی محلہ پر الزام عائد ہو سکتا ہے اور ان سے برأت کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے، جس سے انکار کی صورت میں دیت لی جا سکتی ہے، لیکن عام طور پر شارحین کا خیال یہی ہے کہ ابو قلابہ قسامہ کے قائل نہیں تھے، عکل اور عرینہ کے بارے میں حدیث کو ان کے ارتداد کی سزا قرار دیتے تھے، اور قتل صرف تین صورتوں میں جائز سمجھتے تھے۔ (۱) شادی شدہ زنا کا مرتکب ہو۔ (۲) کوئی کسی کو قتل کر دے۔ (۳) اسلام لا کر اس سے ارتداد اختیار کرے، ان تین صورتوں کے سوا کسی کو قتل کرنا درست نہیں سمجھتے تھے۔

[4357] (. . .) وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ وَهُوَ ابْنُ بُكَيْرٍ الْحَرَّانِيُّ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ثَمَانِيَةُ نَفَرٍ مِّنْ عُكْلٍ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ.

[4357]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عکل قبیلہ کے آٹھ افراد آئے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، جس میں یہ اضافہ ہے، آپ نے ان کو داغا نہیں۔

فائدہ:...... ان لوگوں کو ارتداد اور قصاص کی بنا پر قتل کرنا مقصود تھا، چور کی سزا کی طرح صرف ہاتھ کاٹنا مطلوب نہیں تھا، اس لیے چور کے ہاتھ کو تو اس کی زندگی بچانے کے لیے داغا جاتا ہے، تا کہ خون بند ہو جائے، لیکن ان کو داغ نہیں لگایا، تا کہ خون کے بند ہونے سے زندگی نہ بچ سکے۔

[4358] ۱۳-(. . .) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ نَفَرٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ فَأَسْلَمُوا وَبَايَعُوهُ وَقَدْ وَقَعَ بِالْمَدِينَةِ الْمُومُ وَهُوَ الْبِرْسَامُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ وَعِنْدَهُ شَبَابٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَرِيبٌ مِّنْ عِشْرِينَ فَأَرْسَلَهُمْ إِلَيْهِمْ وَبَعَثَ مَعَهُمْ قَائِفًا يَقْتَصُّ أَثَرَهُمْ.

[4357] تقدم تخريجه برقم (٤٣٣٠)

[4358] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٩٦)

[4358]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرینہ کے کچھ لوگ آئے، وہ مسلمان ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی، اور مدینہ میں موم یعنی برسام کی بیماری پھیل گئی، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، اس میں اضافہ یہ ہے کہ آپ کے پاس تقریباً بیس (۲۰) انصاری نوجوان موجود تھے، آپ نے انہیں ان کے پیچھے بھیجا، اوران کے ساتھ، ایک کھوجی بھی بھیجا، جوان کے پاؤں کے نشانات کا پیچھا کر سکے۔

مفردات الحديث ✲ بَرْسَام: اس بیماری کو کہتے ہیں جس سے عقل میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، سر اور سینہ پر سوجن آ جاتی ہے، اور بقول بعض جگر اور معدہ کے درمیانی پردہ پر ورم آ جاتے ہیں۔

[4359] (. . .) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسٍ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم رَهْطٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ مِّنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ.

[4359]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سندوں سے بیان کرتے ہیں، ہمام کی حدیث میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرینہ کا ایک گروہ آیا اور سعید کی حدیث میں ہے، عکل اور عرینہ کے افراد آئے، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[4360] ۱۴۔(. . .) وحَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَعْيُنَ أُولَئِكَ لِأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرِّعَاءِ.

[4360]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آپ نے ان لوگوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیریں، کیونکہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیری تھیں۔

[4359] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: قصة عكل وعرينة برقم (٤١٩٢) وفي الطب باب: من خرج من ارض لا تلائمه برقم (٥٧٢) وفي الجهاد باب: العون بالمدد برقم (٣٠٦٤) وفي المغازي باب: غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة برقم (٤٠٩٠) والنسائي في (المجتبى) في الطهارة باب: بول ما يوكل لحمه برقم (٣٠٤) انظر (التحفة) (١١٧٦)

[4360] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الطهارة باب: ما جاء في بول ما يوكل لحمه برقم (٧٣) والنسائي في (المجتبى) في تحريم الدم باب: ذكر اختلاف طلحة بن مصرف ومعاوية بن صالح على يحيى بن سعيد في هذا الحديث ٧/ ١٠٠۔ انظر (التحفة) برقم (٨٧٥)

٣...... بَاب: ثُبُوتِ الْقِصَاصِ فِي الْقَتْلِ بِالْحَجَرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْمُحَدَّدَاتِ وَالْمُثَقَّلَاتِ وَقَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ

باب ۳: پتھر اور اس کے علاوہ تیز دھار اور بھاری اشیاء سے قتل کی صورت میں قصاص ہے، اور عورت کے بدلہ میں مرد کو قتل کیا جائے گا

[4361] ١٥-(١٦٧٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ قَالَ فَجِيءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا ((أَقَتَلَكِ فُلَانٌ)) فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا ثُمَّ قَالَ لَهَا الثَّانِيَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ نَعَمْ وَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا فَقَتَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

[4361]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے چاندی کے زیورات کی خاطر ایک لڑکی کو مار ڈالا، اسے پتھر سے مارا، اس لڑکی کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا، کیونکہ ابھی اس میں زندگی کے آثار تھے، جان نہیں نکلی تھی، تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے؟'' اس نے سر کے اشارے سے بتایا، نہیں، پھر آپ ﷺ نے دوبارہ (کسی اور کے بارے میں) پوچھا، تو اس نے سر سے اشارہ کیا، کہ نہیں، پھر آپ نے تیسری بار سوال کیا، تو اس نے سر کے اشارے سے کہا، ہاں۔ تو آپ ﷺ نے اسے دو پتھروں کے درمیان (سر رکھ کر) قتل کروا دیا (کیونکہ اس نے قتل کا اعتراف کر لیا تھا)۔

مفردات الحدیث ❶ أَوْضَاح، وَضَحٌ کی جمع ہے، یہ چاندی کے زیورات کی ایک قسم ہے۔ ❷ رَمَقٌ: زندگی کا آخری حصہ یا آخری سانس۔

فوائد: ...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، اہل شر و فساد پر نظر رکھنی چاہیے، اور شر و فساد کی صورت میں قرائن کی موجودگی کی بنا پر ان سے پوچھ گچھ بھی ہو سکتی ہے، لیکن اقرار جرم کے بغیر انہیں مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔

[4361] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الطلاق باب: الاشارة فی الطلاق والامور برقم (٥٢٩٥) وفی الدیات باب: اذا قتل بحجر او بعصا برقم (٦٨٧٧) وفی باب: من اقاد بالحجر برقم (٦٨٧٩) وابو داود فی (سننه) فی الدیات باب: یقاد من القاتل برقم (٤٥٢٩) والنسائی فی (المتجبی) فی القسامة باب القود بغیر حدیدة برقم ٨ ش ٣٥ وابن ماجه ماجه فی (سننه) فی الدیات باب: یقتاد القاتل کما قتل برقم (٢٦٦٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٣١)

الا یہ کہ شہادت سے جرم ثابت ہو جائے، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے، قابل فہم اشارہ معتبر اور قابل اعتماد ہے، اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے، مالکیہ نے یہ کہا ہے، اگر مقتول، موت سے پہلے قاتل کی نشاندہی کر دے، اور اس پر زخم کے نشان موجود ہوں تو اس کا یہ دعویٰ، اس بات کا قرینہ اور علامت ہوگا، کہ اس میں اس قاتل کا دخل ہے اس لیے یہ دعویٰ قسامہ کا سبب بنے گا، اگر اولیائے مقتول اس قاتل کے ہی قاتل ہونے کی قسم اٹھائیں اور قتل عمد کا دعویٰ کریں، تو اس سے قصاص لیا جائے گا، لیکن جمہور کے نزدیک، محض مرنے والے کے دعویٰ کو بینہ قرار نہیں دیا جا سکتا، یہاں مقتولہ کے بیان پر یہودی کو قتل نہیں کیا گیا، بلکہ اس کے قتل کے اقرار و اعتراف کی بنا پر قتل کیا گیا ہے۔ ❷ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، مرد کو عورت کے بدلہ میں قتل کر دیا جائے گا۔ ❸ ائمہ حجاز اور جمہور علماء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ قاتل جس آلہ، ذریعہ اور طریقہ سے قتل کرے، قصاص میں اسے (اس طریقہ یا ذریعہ سے قتل کیا جائے گا، لیکن احناف کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی ثقیل اور بھاری چیز سے عمداً قتل کر دے، اس میں تیز دھار آلہ استعمال نہ کرے، مثلاً تلوار، تیر، خنجر اور چھری، تو یہ قتل عمد شمار نہیں ہوگا، شبہ عمد ہوگا، جس میں دیت مغلظہ ہوتی ہے، امام ابوحنیفہ، حسن، شعبی، ابن المسیب، عطاء اور طاؤس کا یہی موقف ہے، لیکن ائمہ ثلاثہ (مالک، شافعی، احمد) اور صاحبین کے نزدیک اگر آلہ قتل ایسی چیز ہے، جس سے عموماً زندگی ختم ہو سکتی ہے، اس کا تیز دھار ہونا شرط نہیں ہے، جیسے بڑا پتھر، لاٹھی تو یہ قتل عمد ہے، جس پر قصاص لازم آئے گا، نخعی، زہری، ابن سیرین، حماد، عمرو بن دینار، ابن لیلیٰ اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ (المغنی، ج ۱۱، ص ۴۴۷، الدکتور ترکی)

لیکن خیال رہے احناف کے نزدیک اگر قاتل کا مقصد و ارادہ دوسرے کو قتل کرنا اور اس کی جان لینا ہے، تو پھر اس کے لیے وہ کوئی بھی آلہ استعمال کرے، وہ تیز دھار ہو یا ثقیل و بھاری، تو یہ قتل، قتل عمد ہوگا، جس کی سزا، قصاص ہے، شبہ عمد نہیں ہوگا، جس کی سزا بھاری دیت ہے۔ (تکملہ، ج ۲، ص ۳۳۶)

گویا اختلاف صرف اس صورت میں ہے، جب قاتل، قتل کرنے کا اعتراف و اقرار نہ کرے، تو پھر آلہ قتل کو دیکھا جائے گا، لیکن آج کے دور کا تقاضہ یہی ہے کہ، قتل میں کسی قسم کا آلہ استعمال کیا جائے، اور قتل بینہ (شہادت) سے ثابت ہو جائے، اس کو قتل عمد قرار دیا جائے، جس کی اصل سزا قصاص ہے۔ علامہ تقی عثمانی نے اس کو ترجیح دی ہے کہ آج کل جمہور ائمہ اور صاحبین کی رائے پر عمل کرنا چاہیے۔ (تکملہ، ج ۲، ص ۳۳۸) ❹ جمہور کے نزدیک قصاص کا طریقہ وہی ہے جس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ قاتل کے ساتھ وہی سلوک اور رویہ اختیار کیا جائے گا، جو اس نے اختیار کیا تھا، اگر اس نے کسی کو پتھر سے قتل کیا ہے، تو اسے پتھر سے قتل کیا جائے گا، اگر کسی کو پانی میں غرق کیا ہے تو اسے پانی میں ڈبویا جائے گا، اگر لاٹھی سے قتل کیا ہے، تو لاٹھی سے قتل کیا جائے گا، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک، قاتل کو صرف تلوار سے قتل کیا جائے گا، امام احمد کا ایک قول یہی ہے، صاحبین اور ثوری کا بھی یہی نظریہ ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک تلوار سے قتل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسا آلہ قتل جس سے فوراً جان نکل جائے، اس لیے احناف

کے موقف کے مطابق، اس کے لیے وہ جدید آلات قتل استعمال کیے جا سکتے ہیں، جس سے انسان کی فوری طور پر جان نکل جائے اور وہ تڑپ تڑپ کر نہ مرے۔ (تفصیلات کے لیے دیکھئے، اسلامی قوانین ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، حصہ دوم، بحث قصاص و دیت)

[4362] (. . .) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ كِلَاهُمَا

عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ فَرَضَخَ رَأْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

[4362]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے دو اساتذہ کی سندوں سے، شعبہ کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں، ابن ادریس کی حدیث میں یہ ہے، آپ نے اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل ڈالا، کوٹ ڈالا۔

مفردات الحدیث ✲ رَضَخ (ف. ن)، النوى او الحصى: گٹھلی یا کنکری کو توڑ ڈالا۔

[4363] ١٦۔(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُودِ قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى حُلِيٍّ لَهَا ثُمَّ أَلْقَاهَا فِي الْقَلِيبِ وَرَضَخَ رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَأُخِذَ فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ حَتَّى يَمُوتَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ.

[4363]۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک یہودی آدمی نے ایک انصاری لڑکی کو زیور کی خاطر قتل کر ڈالا، پھر اسے کنویں میں پھینک دیا، اور اس کا سر پتھر سے کچل دیا، اس کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، تو آپ ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا، حتی کہ وہ مر جائے، تو اس کے مرنے تک اس کو پتھر مارے گئے۔

[4364] (. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4364]۔ امام ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4365] ١٧۔(. . .) وحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ

[4362] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٣٣٧)

[4363] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الديات باب: يقاد من القاتل برقم (٤٥٢٨) والنسائى فى (المجتبى) فى تحريم الدم باب: ذكر اختلاف طلحة بن مصرف ومعاوية بن صالح على يحيى بن سعيد فى هذا الحديث ٧/ ١٠٠۔١٠١۔ انظر (التحفة) برقم (٩٥٠)

[4364] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٣٣٩)

[4365] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الخصومات باب: ما بذر فى الاشخاص والخصومة ←

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَارِيَةً وُجِدَ رَأْسُهَا قَدْ رُضَّ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَسَأَلُوهَا مَنْ صَنَعَ هٰذَا بِكِ فُلَانٌ فُلَانٌ حَتّٰى ذَكَرُوا يَهُودِيًّا فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ فَأَقَرَّ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ.

[4365]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی اس حالت میں پائی گئی کہ اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کوٹ ڈالا گیا تھا، تو لوگوں نے اس سے پوچھا، تیرے ساتھ یہ حرکت کس نے کی؟ فلاں نے؟ فلاں نے؟ حتی کہ لوگوں نے ایک یہودی کا نام لیا، تو اس نے سر کے اشارے سے تصدیق کی، یہودی کو پکڑ لیا گیا، تو اس نے اقرار کرلیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی کا سر پتھروں سے کچلنے کا حکم دیا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہے، مریض یا قریب الموت کا ایسا اشارہ جو سمجھ میں آتا ہو اس کے فہم میں کسی قسم کا شک واشتباہ نہ ہو، وہ معتبر اور قابل اعتماد ہے۔ ائمہ حجاز کا یہی نظریہ ہے، لیکن امام ابوحنیفہ اور ثوری کے نزدیک صرف گونگے کا اشارہ معتبر ہے، اس سے حکم ثابت ہوگا، مریض جب تک کلام نہ کرے، محض اس کے اشارے سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا۔

۴...... بَاب: الصَّائِلِ عَلٰى نَفْسِ الْإِنْسَانِ أَوْ عُضْوِهِ إِذَا دَفَعَهُ الْمَصُولُ عَلَيْهِ فَأَتْلَفَ نَفْسَهُ أَوْ عُضْوَهُ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ

باب ٤: کوئی آدمی دوسرے انسان کی جان یا اس کے کسی عضو پر حملہ کرتا ہے، اور وہ آگے سے اپنا تحفظ ودفاع کرتے ہوئے اس کی جان یا اس کا عضو ضائع کر دیتا ہے، تو اس پر تاوان نہیں ہے

[4366] ۱۸۔(۱۶۷۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ

← بين المسلم واليهود برقم (٢٤١٣) وفي الوصايا باب: اذا اوما المريض براسه اشارة بنية جازت برقم (٢٧٤٦) وفي الديات باب: سوال القاتل حتى يقر والاقرار في الحدود برقم (٦٨٧٦) وفي باب: اذا اقر بالقتل مرة قتل به برقم (٦٨٨٤) وابو داود في (سننه) في الديات باب: يقاد من القاتل برقم (٤٥٢٧) والترمذي في (جامعه) في القسامة باب: القود من الرجل للمراة برقم (٤٧٥٦) وابن ماجه في (سننه) ى الديات باب: يقاد من القاتل كما قتل برقم (٢٦٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٣٩١)

[4366] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الديات باب: اذا عض رجلا فوقعت ثناياه برقم (٦٨٩٢) والترمذي في (جامعه) في الديات باب: ما جاء في القصاص برقم (١٤١٦) ←

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَاتَلَ يَعْلَى بْنُ مُنْيَةَ أَوْ ابْنُ أُمَيَّةَ رَجُلًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ فَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ و قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى ثَنِيَّتَيْهِ فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((أَيَعَضُّ أَحَدُكُمْ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَهُ)).

[4366] حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یعلیٰ بن منیہ یا ابن امیہ ایک آدمی سے لڑ پڑا، تو ایک نے دوسرے کا ہاتھ دانتوں سے چبا ڈالا، اس نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، جس سے اس کا سامنے کا دانت گر گیا، اور ابن المثنیٰ کی روایت ہے، اس کے سامنے کے دونوں دانت گر گئے، تو وہ اپنا جھگڑا نبی اکرم ﷺ کی عدالت میں لائے، تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے ایک سانڈ کی طرح ہاتھ چباتا ہے، اس کے لیے کوئی دیت نہیں ہے۔''

[4367] (...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ يَعْلَى
عَنْ يَعْلَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[4367]۔ امام صاحب یہی روایت دو اور اساتذہ کی سند سے یعلیٰ سے بیان کرتے ہیں۔

فوائد :...... ❶ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام منیہ ہے اور والد کا نام امیہ ہے،، اور بقول بعض منیہ، ان کی دادی کا نام ہے، اور دوسرا آدمی جس سے جھگڑا ہوا ہے، وہ حضرت یعلیٰ کا اپنا اجیر (مزدور) ہی تھا، اور حضرت یعلیٰ نے اس کا ہاتھ چبایا تھا، لیکن انہوں نے اس حرکت کو اپنی شان اور مقام کے منافی سمجھتے ہوئے، کاٹنے والے کی تصریح نہیں کی، اور کنایہ وتعریض سے کام لیا۔ ❷ بعض روایات میں ایک ثنیہ کا ذکر ہے، اور بعض میں دو کا، ممکن ہے ایک گر گیا ہو اور ایک ہلنے لگا ہو، گرا نہ ہو، اس لیے جس نے اس کے نقصان کو ملحوظ رکھا، گرنے سے تعبیر کر دیا، اور جس نے یہ دیکھا، وہ گرا تو نہیں ہے، اس نے ایک کے گرنے کا تذکرہ کیا، مزید برآں واقعہ کی ہر جزئی کے

← والنسائی فی (المجتبى) فی القسامة باب: القود من العضة وذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عمران بن حصين ٨/ ٢٩۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الديات باب: من عض رجلا فنزع يده فنذر ثناياه برقم (٢٦٥٧) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٢٣)

[4367] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاجارة باب: الاجر فی الغزو برقم (٢٢٦٥) وفی الجهاد باب: الاجر برقم (٢٩٧٣) وفی المغازی باب: غزوة تبوك برقم (٤٤١٧) وفی الديات باب: اذا عض رجلا فوقعت ثناياه برقم (٤٥٨٤) وابو داود فی (سننه) فی الديات باب: فی الرجل يقاتل الرجل فيدفعه عن نفسه برقم (٤٥٨٤) والنسائی فی (المجتبى) فی القسامة باب: ذكر الاختلاف علی عطاء فی هذا الحديث ٨/ ٣١ و ٣٢/٨ ٣٢ انظر (التحفة) برقم (١١٨٣٧)

بارے میں یقینی بات کرنا مشکل ہوتا ہے، اس لیے راویوں میں، واقعات کی بعض جزئیات یا تفصیلات میں اختلاف پایا جاتا ہے، اس لیے اس اختلاف کا اثر اصل واقعہ پر نہیں پڑتا، کہ اس کو ہی مشکوک ٹھہرا دیا جائے، اس بنیاد پر اس کا انکار کر دیا جائے، واقعات کی تفصیل بیان کرتے وقت عینی شاہدوں کے درمیان بعض باتوں میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ ❸ جمہور کے نزدیک اگر کوئی انسان حملہ آور سے اپنا دفاع کرتا ہے، اور دفاع کی صورت اس کے سوا ممکن نہیں ہے، کہ وہ حملہ آور کو کچھ نقصان پہنچائے، جس طرح یہاں ہاتھ کھینچنے بغیر چارہ نہیں تھا، تو ایسی صورت میں اس پر قصاص یا دیت نہیں ہے، امام مالک سے منقول ہے، کہ ان کے نزدیک ہاتھ کاٹنے والے کو تاوان ادا کرنا ہوگا، اور ابن لیلیٰ کا بھی یہی موقف ہے، لیکن بعض مالکیوں نے امام صاحب کے قول کی توجیہ یہ کی ہے، کہ یہ اس صورت میں جب وہ ہاتھ نرمی اور سہولت کے ساتھ، دانت گرائے بغیر کھینچ سکتا تھا، لیکن اس نے زیادتی کرتے ہوئے، جان بوجھ کر اس کا دانت گرایا۔ ❹ ائمہ ثلاثہ ابو حنیفہ، مالک اور امام شافعی کے نزدیک اپنی جان کا دفاع اور تحفظ فرض ہے، اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے، اس دور میں اگر لوگ ان ائمہ کے نظریہ کے مطابق اپنی جان کا تحفظ اور دفاع کرنا فرض سمجھ لیں، تو آج کل جو دہشت گردی وغنڈہ گردی ہو رہی ہے، اس میں کافی حد تک کمی واقع ہو جائے، دفاع شرعی کے اصول اور تفصیلات کے لیے علامہ عبد القادر عودہ شہید کی کتاب التشریع الجنائی الاسلامی قابل مطالعہ ہے۔

[4368] ١٩-(. . .)حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ ذِرَاعَ رَجُلٍ فَجَذَبَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ فَرُفِعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَبْطَلَهُ وَقَالَ ((أَرَدْتَ أَنْ تَأْكُلَ لَحْمَهُ)).

[4368]۔ حضرات عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کا ہاتھ (کلائی) کاٹ لیا، اس شخص نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، جس سے اس کا سامنے کا دانت گر گیا، مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، تو آپ ﷺ نے اسے رائیگاں قرار دیا اور فرمایا: ''کیا تم یہ چاہتے تھے کہ اس کا گوشت کھا لو۔''

[4369] ٢٠-(١٦٧٤)حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى أَنَّ أَجِيرًا لِيَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ عَضَّ رَجُلٌ ذِرَاعَهُ فَجَذَبَهَا فَسَقَطَتْ

[4368] تقدم تخريجه في الحديث برقم (٤٣٤٢)

[4369] تقدم تخريجه برقم (٤٣٤٣)

ثَنِيَّتَهُ فَرُفِعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ((فَأَبْطَلَهَا وَقَالَ أَرَدْتَ أَنْ تَقْضَمَهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ)).

[4369] ۔ حضرت صفوان بن یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یعلیٰ بن منیہ کے اجیر کا ایک آدمی سے ہاتھ (کلائی) چبایا، تو اس نے اسے کھینچ لیا، جس سے کاٹنے والے کا سامنے کا دانت گر گیا، مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، تو آپ ﷺ نے اس کو رائیگاں قرار دیا، اور فرمایا: ''تو نے چاہا اس کو چباتا رہے، جس طرح اونٹ چباتا ہے۔''

مفردات الحديث ❊ تَقْضَم (س): دانتوں کے اطراف سے چبانا۔

[4370] ۲۱۔(۱۶۷۳) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَ يَدَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ أَوْ ثَنَايَاهُ فَاسْتَعْدَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا تَأْمُرُنِي تَأْمُرُنِي أَنْ آمُرَهُ أَنْ يَدَعَ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ ادْفَعْ يَدَكَ حَتَّى يَعَضَّهَا ثُمَّ انْتَزِعْهَا)).

[4370] ۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کا ہاتھ دانتوں سے چبایا، اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، تو اس کا سامنے کا ایک دانت یا دونوں ٹوٹ گئے، (گر گئے) تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو مجھے کیا مشورہ یا ہدایت دیتا ہے، یہ مشورہ دیتا ہے کہ میں اسے حکم دوں، وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رہنے دیتا اور تو اسے کاٹتا رہتا، جس طرح اونٹ چباتا ہے؟ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں رکھ تاکہ وہ اسے چبائے، پھر اس کو کھینچ لینا۔''

فائدہ: ...... کوئی آدمی اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ دوسرا آدمی اس کا ہاتھ چبانے لگے، اور وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں چھوڑ دے کہ وہ اسے چباتا رہے، یہ ایک طبعی اور انسانی فطرت ہے، اس لیے اس پر مواخذہ کیسے ہوسکتا ہے، اس طرح آپ ﷺ نے واقعاتی اور نفسیاتی انداز میں اس کو بات سمجھا دی کہ تیرا مطالبہ درست نہیں ہے، اگر تو ہوتا، تو تو بھی اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچ لیتا۔

مفردات الحديث ❊ استعدیٰ: نصرت و اعانت طلب کی۔

[4371] ۲۲۔(۱۶۷٤) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ

[4370] اخرجه النسائي في (المجتبى) في القسامة باب: القود من العضة وذكر اختلاف الناقلين لخبر عمران بن حصين ٨/ ٢٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٤٠)

[4371] تقدم تخريجه برقم (٤٣٤٣)

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَقَدْ عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَ يَدَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتَاهُ يَعْنِي الَّذِي عَضَّهُ قَالَ فَأَبْطَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ ((أَرَدْتَ أَنْ تَقْضَمَهُ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ)).

[4371] ۔ حضرت یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اور وہ ایک دوسرے آدمی کا ہاتھ چبا چکا تھا، اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا، جس کی بنا پر (کاٹنے والے) کے دونوں سامنے کے دانت گر گئے تھے تو آپ ﷺ نے اس معاملہ کو رایگاں قرار دیا، اور فرمایا: ''تو نے چاہا، اس کا ہاتھ چباتے رہنا، جس طرح سانڈھ یا اونٹ چباتا ہے؟''

[4372] ٢٣۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَبُو أُسَامَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ قَالَ وَكَانَ يَعْلَى يَقُولُ تِلْكَ الْغَزْوَةُ أَوْثَقُ عَمَلِي عِنْدِي فَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ صَفْوَانُ قَالَ يَعْلَى كَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ قَالَ لَقَدْ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ أَيُّهُمَا عَضَّ الْآخَرَ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَانْتَزَعَ إِحْدَى ثَنِيَّتَيْهِ فَأَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ.

[4372] ۔ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں جنگ تبوک میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہوا، اور یعلی کہا کرتے تھے، یہ غزوہ میرے نزدیک سب عملوں میں زیادہ وثوق و اعتماد کے لائق ہے، عطاء کہتے ہیں، صفوان نے کہا، یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا، میرا ایک اجیر (نوکر) تھا، اس نے دوسرے انسان سے لڑائی کی، تو ان میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ لیا، (عطاء کہتے ہیں، صفوان نے مجھے بتایا تھا، ان میں سے کس نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ لیا تھا) جس کا ہاتھ چبایا جا رہا تھا، اس نے کاٹنے والے کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اور اس کے سامنے کے دانتوں میں سے ایک دانت نکل گیا، تو وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے اس کے ثنیہ کا کوئی تاوان نہ ڈالا۔''

[4373] (. . .) وحَدَّثَنَاه عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[4373] ۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4372] تقدم تخريجه برقم (٤٣٤٣)

[4373] تقدم تخريجه برقم (٤٣٤٣)

٥...... بَاب: إِثْبَاتِ الْقِصَاصِ فِي الْأَسْنَانِ وَمَا فِي مَعْنَاهَا

باب ۵: دانتوں اور اس جیسی چیز کا قصاص

[4374] ٢٤ـ(١٦٧٥)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُخْتَ الرُّبَيِّعِ أُمَّ حَارِثَةَ جَرَحَتْ إِنْسَانًا فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْقِصَاصَ الْقِصَاصَ)) فَقَالَتْ أُمُّ الرَّبِيعِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُقْتَصُّ مِنْ فُلَانَةَ وَاللّٰهِ لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا أُمَّ الرَّبِيعِ الْقِصَاصُ كِتَابُ اللّٰهِ)) قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا قَالَ فَمَا زَالَتْ حَتّٰى قَبِلُوا الدِّيَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ)).

[4374] ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ربیع کی بہن، حارثہ کی ماں نے ایک انسان کو زخمی کر ڈالا، تو فریقین مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قصاص، قصاص، یعنی بدلہ دینا ہو گا۔'' تو ربیع کی ماں کہنے لگی، اے اللہ کے رسول! کیا فلاں عورت سے قصاص لیا جائے گا؟ اللہ کی قسم! اس سے کبھی بھی قصاص نہیں لیا جائے گا، تو نبی اکرم ﷺ نے (استعجاب و حیرت سے) فرمایا: ''سبحان اللہ! اے ربیع کی ماں! اللہ کا قانون قصاص ہے۔'' اس نے کہا نہیں، اللہ کی قسم، اس سے کبھی قصاص نہیں لیا جائے گا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اس پر تکرار جاری رہا، حتی کہ دوسرے فریق نے دیت کو قبول کر لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں، اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم اٹھائیں، تو اللہ اس کو پوری کر دیتا ہے۔

فوائد :...... ❶ ربیع سے مراد، ربیع بنت نضر بن ضمضم ہیں، جو حضرت انس بن مالک بن نضر کی پھوپھی ہیں، اور حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں، اور حارثہ سے مراد، حارثہ بن سراقہ ہے، جو غزوہ بدر میں شہید ہو گیا تھا، اور ام الربیع نے، جب آپ نے قصاص کا فیصلہ سنایا کہ اللہ کا قانون، اگر ولی معاف نہ کریں، تو قصاص ہے، جواباً، کہا، اللہ کی قسم، مجھے اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسہ ہے، کہ فریق مخالف معافی یا دیت پر راضی ہو جائے گا، اس لیے عملاً قصاص کا واقعہ پیش نہیں آئے گا، اسی بنا پر آپ نے آخر میں فرمایا: ''اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں، اگر وہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے، اللہ کی قسم اٹھائیں، تو ان کی قسم پوری کر دیتا ہے، اس لیے یہ اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا، کہ آپ ﷺ کے قصاص کے فیصلہ کا ام ربیع نے انکار کیا، اگر اس نے انکار کیا ہوتا، تو آپ اس کی تعریف نہ

[4374] اخرجه النسائي في (المجتبى) في القسامة باب: القصاص في السن برقم (٤٧٦٩) انظر (التحفة) برقم (٣٣٢)

فرماتے، بلکہ غصہ اور ناراضی کا اظہار فرماتے، اس لیے ہر متکلم کے الفاظ کے ظاہری معنی پر اصرار نہیں کرنا چاہیے، یا کسی نیک سیرت اور باکردار، صاحب تقویٰ کے ظاہری قول وفعل پر فوراً، کفر یا گناہ گار ہونے کا فتویٰ نہیں لگانا چاہیے، بلکہ اس کا مقصد اور مراد معلوم کرنے کی کوشش کرنا چاہیے، اور اس کے احوال وظروف کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ کہیں جذباتی طور پر، فرح یا حزن کی شدت کی بنا پر غیر شعوری طور پر یا تعبیر کی کوتاہی کی بنا پر، تو اس سے یہ حرکت سرزد نہیں ہوگی، کیونکہ انسان کے ہر فعل وقول کو اس کی سیرت وکردار اور عمومی رویہ کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔

❷ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مردوں اور عورتوں کا باہمی قصاص اور بدلہ جس طرح جان ونفس میں ہے، اس طرح اطراف اور اعضاء وجوارح میں بھی ہے، جان ونفس میں مرد اور عورت کے درمیان قصاص ہے، اس پر ائمہ اربعہ اور جمہور کا اتفاق ہے۔ (المغنی، ج ۱۱، ص ۵۰۰ مسئلہ نمبر ۱۴۳۲)

اطراف واعضاء میں قصاص کے بارے میں اختلاف ہے، ائمہ حجاز مالک، شافعی، اور احمد کے نزدیک یہاں بھی مرد اور عورت میں قصاص جاری ہوگا، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک اطراف میں مرد اور عورت میں قصاص نہیں ہے، ایسی صورت میں دیت ہوگی۔ ❸ صحیح مسلم کی مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے، جنایت یا جرم کا ارتکاب ربیع کی بہن نے کیا تھا، جبکہ بخاری شریف کی روایات سے معلوم ہوتا ہے، زیادتی کا ارتکاب خود ربیع نے کیا تھا، اس طرح صحیح مسلم کی روایت میں زخمی کرنے کا تذکرہ ہے، جبکہ بخاری میں، ثنیہ دانت توڑنے کا ذکر ہے، تیسرا اختلاف یہ ہے، صحیح مسلم کی روایت کی رو سے، قسم ربیع کی ماں نے اٹھائی ہے، اور بخاری کی اکثر روایات کی رو سے، ربیع کے بھائی، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا، انس بن نضر نے اٹھائی تھی، اس لیے اس تعارض کو دور کرنے میں شارحین میں اختلاف ہے، بعض حضرات کا خیال ہے، یہ دو واقعات ہیں، ایک واقعہ میں ربیع کی بہن نے کسی انسان کو زخمی کیا تھا، اور قسم اس کی ماں نے اٹھائی، دوسرے میں ربیع نے ایک عورت کا سامنے کا دانت توڑا، اور قسم اس کے بھائی انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے اٹھائی، اور بعض حضرات کے نزدیک واقعہ ایک ہی ہے، زخمی کرنا اور دانت توڑنا، اس میں کوئی تعارض نہیں ہے، اور جرم کا ارتکاب، انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی بہن، ربیع نے کیا تھا۔ راوی کا یہ وہم کہ اس نے اس کو اخت الربیع بنا دیا، اس لیے امام بیہقی نے کہا ہے، اگر یہ واقعات نہیں ہیں، تو پھر ثابت کی روایت کو ترجیح ہے، اگرچہ حافظ ابن حجر کا میلان اس طرف ہے کہ واقعات دو ہیں، اور واقعہ ایک ہونے کی صورت میں قسم اٹھانے والے حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ ہیں، صحیح بات یہی ہے کہ صحیح بخاری کی روایت کو ترجیح حاصل ہے اور وہ حمید سے ہے، ثابت سے نہیں ہے، اس لیے امام بیہقی کا ثابت کی روایت کو ترجیح دینا جو مسلم کی روایت ہے، درست نہیں ہے، اور دو واقعات بنانے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے، کیونکہ دونوں واقعات کا راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہے، جو اس خاندان کا چشم وچراغ ہے، اور اس سے بیان کرنے والے دونوں شاگرد ثابت اور حمید بھی ان سے طویل ملازمت رکھنے والے ہیں۔

٦...... بَاب: مَا يُبَاحُ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ

باب ٦: مسلمان کا خون کب بہانا جائز ہے

[4375] ٢٥-(١٦٧٦)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ الثَّيِّبُ الزَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ)).

[4375]۔حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کا خون بہانا جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے، صرف تین صورتوں میں جائز ہے، شادی شدہ ہو کر زنا کرے، کسی دوسرے انسان کو ناجائز قتل کرے، اور اسلام چھوڑ کر، مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے۔

[4376] (...)حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4376]۔امام صاحب یہی روایت اپنے چار اساتذہ کی تین سندوں سے، اعمش ہی کی مذکورہ بالا سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......اسلام انسان کی پانچ چیزوں کی حفاظت کرتا ہے، اور ان تمام اشیاء اور افعال سے روکتا ہے، جو ان میں خلل اور فساد و بگاڑ کا باعث بنیں، اور ان میں بعض کی حفاظت کی خاطر، وہ لوگ جو ان کی حرمت کو پامال کریں یا ان کے تلف وضیاع کا باعث ہوں، ان کو قتل کرنے کی سزا دیتا ہے، وہ پانچ اصولی اشیاء جن کی اسلام نے

[4375] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الديات باب: قول الله تعالى ﴿ان النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق به فهو كفارة له ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون﴾ برقم (٦٨٧٨) وابو داود في (سننه) في الحدود باب: الحكم فيمن ارتد برقم (٤٣٥٢) والترمذي في (جامعه) في الديات باب: ما جاء لا يحل دم امرى مسلم الا باحدى ثلاث برقم (١٤٠٢) والنسائي في (المجتبى) في تحريم الدم باب: ذكر ما يحل به دم المسلم برقم ٧/ ٩٠ و ٩١ وفي القسامة باب: القود برقم ٨/ ١٣۔ وابن ماجه في (سننه) في الحدود باب: لا يحل دم امرى مسلم الا في ثلاث برقم (٢٥٣٤) انظر (التحفة) برقم (٩٥٦٧)

[4376] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٣٥١)

حفاظت کی ہے، اگرچہ ان کی حفاظت کے مدعی دیگر مذاہب یا انسانی وضعی قوانین بھی ہیں، لیکن ان کے اندر وہ جامعیت اور تاثیر نہیں ہے، جو اسلامی قوانین میں ہے۔ (۱) دین (۲) انسانی جان (۳) مال (۴) نسل یعنی انسانی عزت و ناموس (۵) عقل

اسلام چونکہ خالق کائنات اور خالق انسان کا دین یا دستور زندگی ہے، اس لیے جو انسان اس کو قبول کرتا ہے، لیکن پھر اس کا انکار کر دیتا ہے، یا دعویٰ اسلام کے باوجود الحاد و زندقہ اختیار کر کے، ضروریات دین جن کا اسلامی امر ہونا قطعی اور یقینی ہے، ان کا انکار کرتا ہے، وہ مرتد ہے، اسلام کا انکار کر کے (یا ضروریات دین کا انکار کر کے مسلمانوں کے اجماع کو چھوڑ کر) اگر وہ اس پر اصرار کرتا ہے، تو آدمی ہونے کی صورت میں وہ بالاتفاق واجب القتل ہے، اور جمہور کے نزدیک اگر وہ عورت ہے، تب بھی واجب القتل ہے، اور صحیح موقف یہی ہے، لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کو قید میں ڈالا جائے گا، اور اس کو اسلام کی طرف رجوع کرنے پر مجبور کیا جائے گا، وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے یا پھر قید میں مر جائے۔

اس طرح جو انسان زنا کا ارتکاب کرتا ہے، وہ نسل انسانی کی حرمت کو پامال کرتا ہے، اپنے اور دوسرے خاندان کی عزت و ناموس کو تباہ کرتا ہے، اس لیے اگر وہ غیر شادی شدہ ہے، تو پھر اس کو سو کوڑے لگائے جائیں گے، اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا، (مزید تفصیل آگے آئے گی) اور اگر شادی شدہ ہے، تو اس کو سنگسار کیا جائے گا، اس پر علمائے امت کا اجماع ہے۔

اس طرح، جان کی حفاظت کے لیے، قاتل کی سزا، قتل رکھی ہے، تاکہ کوئی کسی کو قتل کرنے کی جرأت نہ کرے، آج مسلمانوں نے ان اسلامی سزاؤں کو جو حدود ہیں، اور ان میں تغیر و تبدل کا حق، کسی شخص یا جماعت بلکہ پوری امت کو بھی حاصل نہیں ہے، چونکہ نظر انداز کر دیا ہے، بلکہ ایسے نام نہاد دانشور بھی موجود ہیں، جو ان کو وحشیانہ سزائیں یا ظالمانہ سزائیں قرار دیتے ہیں، اس کا نتیجہ ہے کہ دہشت گردی، قتل و غارت، اغوا، زنا، الحاد و ارتداد کا دروازہ چوپٹ کھلا ہے، اور ان کے مرتکب ہر طرف دندناتے پھرتے ہیں، اور انسانی دین، جان و مال اور عزت و ناموس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہی ہے، اور یہ چیزیں سر عام نیلام ہو رہی ہیں۔

[4377] ٢٦-(...) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ

عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ التَّارِكُ الْإِسْلَامَ

[4377] تقدم تخريجه برقم (٤٣٥١)

الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ أَوِ الْجَمَاعَةَ)) شَكَّ فِيهِ أَحْمَدُ ((وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ)).

[4377]۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں، جو مسلمان لا الہ الا اللہ کی شہادت و گواہی دیتا ہے، مجھے اللہ کا رسول مانتا ہے، اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، مگر تین قسم کے افراد کو، اسلام کو چھوڑنے والا، جماعت سے یعنی مسلمانوں سے الگ ہونے والا، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا، اور دوسرے کا قاتل (جان کے بدلے جان)، امام اعمش نے یہی روایت ابراہیم کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی بیان کی ہے۔

[4378] (...) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَالْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ وَلَمْ يَذْكُرَا فِي الْحَدِيثِ قَوْلَهُ ((وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ)).

[4378]۔ امام صاحب یہی روایت اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں والذی لا الہ غیرہ (جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) کے الفاظ نہیں ہیں۔

۷...... بَاب: بَيَانِ إِثْمِ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ

باب ۷: قتل کا آغاز یا طریقہ ایجاد کرنے والے کا گناہ

[4379] ۲۷۔(۱۶۷۷) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ)).

[4378] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی تحریم الدم باب: ذکر ما یحل به دم المسلم برقم (٤٠٢٨) وهذا الحديث لم يذكره الامام المزی فی (التحفة) وقد نبه عليه الحافظ ابن حجر رحمه الله فی (النكت الظراف) برقم (٩٥٦٧)

[4379] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی احادیث الانبیاء باب: خلق آدم وذريته برقم (٣٣٣٥) وفی الديات باب: قول الله تعالی ﴿ومن احياها﴾ برقم (٦٨٦٧) وفی الاعتصام بالكتاب والسنة باب: اثم من دعاء الی ضلالة او سن سنة سيئة برقم (٧٣٢١) والترمذی فی (جامعه) فی العلم باب: ما جاء الدال علی الخير كفاعله برقم (٢٦٧٣) والنسائی فی (المجتبی) فی تحریم الدم باب (١١) برقم ٨/ ٨١ و ٨٢۔ وابن ماجه فی (سننه) فی ←

[4379] ۔ حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی جان ظلم و زیادتی سے قتل نہیں کی جاتی، مگر آدم کے پہلے بیٹے پر اس کا خون بہانے کا ایک حصہ پڑتا ہے، کیونکہ سب سے پہلے قتل کا طریقہ اسی نے جاری کیا تھا۔''

[4380] (. . .) وحَدَّثَنَاه عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيعُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ وَعِيسَى بْنِ يُونُسَ ((لِأَنَّهُ سَنَّ الْقَتْلَ لَمْ يَذْكُرَا أَوَّلَ)).

[4380] ۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ کی سندوں سے اعمش کی مذکورہ بالا سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں، جریر اور عیسیٰ بن یونس کی حدیث میں یہ لفظ ہے ''کیونکہ اس نے قتل کا طریقہ جاری کیا۔'' اوّل کا لفظ نہیں ہے کہ یہ کام کرنے والا پہلا فرد ہے۔

فائدہ :...... معروف و مشہور یہ ہے کہ حضرت آدم کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر ڈالا تھا، اگرچہ بعض افراد نے ہابیل کو قاتل ٹھہرایا ہے، تورات سے اکثریت کے قول ہی کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور قرآن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے، اس کا پس منظر محض حسد و عناد ہے کہ ہابیل کی قربانی کیوں قبول ہوئی، میری قربانی کیوں قبول نہیں ہوئی، اس طرح حسد اور عناد کی بنیاد پر قتل کی دھمکی دی، واقعہ کی تفصیل سورہ مائدہ کی آیات میں موجود ہے اور اس حدیث سے یہ اصول اور قاعدہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان برے کام کا آغاز کرتا ہے اور اسے دیکھ کر دوسرے افراد اس جرم و گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں تو اس کو ان سب افراد کے جرم و گناہ میں سے حصہ ملتا ہے، کیونکہ یہ سبب یا باعث بنا ہے، دوسروں کو اس نے یہ راہ دکھائی ہے۔

٨...... بَاب: الْمُجَازَاةِ بِالدِّمَاءِ فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّهَا أَوَّلُ مَا يُقْضٰى فِيهِ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

باب ٨: آخرت میں خون بہانے کا بدلہ اور قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں کے درمیان اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا

[4381] ٢٨-(١٦٧٨) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

الديات باب: التغليظ في قتل مسلم ظلما برقم (٢٦١٦) انظر (التحفة) برقم (٩٥٦٨)

[4380] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٣٥٥)

[4381] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرقاق باب: القصاص يوم القيامة برقم (٦٥٣٣)

نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَوَكِيعٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ)).

[4381]۔ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے درمیان قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ خونوں کے بارے میں ہوگا۔''

[4382] (. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ بَعْضَهُمْ قَالَ عَنْ شُعْبَةَ ((يُقْضَى وَبَعْضُهُمْ قَالَ يُحْكَمُ بَيْنَ النَّاسِ))

[4382]۔ امام صاحب اپنے پانچ اساتذہ کی چار سندوں سے، شعبہ کے واسطہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ شعبہ کے بعض تلامذہ نے یُقْضٰی کا لفظ بیان کیا ہے اور بعض نے یُحْکَمُ (دونوں کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔)

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حقوق انسانی میں سے سب سے سنگین جرم کسی انسان کا ناحق خون بہانا ہے، جس کو آج مسلمانوں نے انتہائی حقیر اور معمولی سمجھ لیا ہے، اس کی سنگینی کی بنا پر حقوق العباد کے سلسلہ میں سے سب سے پہلے خون بہانے کا معاملہ اللہ کی عدالت میں پیش ہوگا اور حقوق اللہ میں، ایمان کے بعد یعنی عملیات میں سے سب سے زیادہ اہمیت نماز کو حاصل ہے، جس کو آج تقریباً پچانوے فیصد مسلمان نظرانداز کیے ہوئے ہیں، اس میں ناکام، تمام حقوق اللہ میں ناکام و نامراد تصور ہوگا، اس لیے دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

← وفی الديات باب: قول الله تعالى ﴿ومن يقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جهنم﴾ برقم (٦٨٦٤) واخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الديات باب: الحكم فی الدماء برقم (١٣٩٦) وبرقم (١٣٩٧) والنسائی فی (المجتبى) فی تحريم الدم باب: تعظيم الدم برقم (٤٠٠٣) وبرقم (٤٠٠٤) وبرقم (٤٠٠٥) وبرقم (٤٠٠٧) موقوفا۔ وابن ماجه فی (سننه) فی التغليظ فی قتل مسلم ظلما برقم (٢٦١٥) انظر (التحفة) برقم (٩٢٤٦)

[4382] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٤٣٥٧)

٩...... بَاب: تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الدِّمَآءِ وَالْأَعْرَاضِ وَالْأَمْوَالِ

باب ٩: خون، عزت و ناموس اور اموال کی حرمت بہت شدید ہے

[4383] ٢٩-(١٦٧٩) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبٌ شَهْرُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ)) ثُمَّ قَالَ ((أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا)) قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ ((أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ)) قُلْنَا بَلٰى قَالَ ((فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا)) قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ ((أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ)) قُلْنَا بَلٰى قَالَ ((فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا)) قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ ((أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ)) قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ)) قَالَ ((مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ فَلَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِي كُفَّارًا أَوْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ يَكُونُ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ)) قَالَ ابْنُ حَبِيبٍ فِي رِوَايَتِهِ وَرَجَبُ مُضَرَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي.

[4383] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی العلم باب: قول النبی ﷺ: رب مبلغ اوعی من سامع برقم (٦٧) وفی باب: لیبلغ العلم الشاهد الغائب برقم (١٠٥) وفی الحج باب: الخطبة ایام منی برقم (١٧٤١) وفی بدء الخلق باب: ما جاء فی سبع ارضین وقول الله تعالی ﴿الذی خلق سبع سماوات ومن الارض مثلهن﴾ الی قوله ﴿وان الله قد احاط بكل شئی علما﴾ برقم (٣١٩٧) وفی المغازی باب: حجة الوداع برقم (٤٤٠٦) وفی التفسیر باب: ﴿ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فی کتاب الله﴾ الی قوله ﴿فلا تظلموا فیهن انفسکم﴾ برقم (٤٦٦٢) وفی الاضاحی باب: من قال: الاضحی یوم النحر برقم (٥٥٥٠)

[4383]۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمانہ گھوم کر اپنی اس حالت کی طرف آ گیا ہے، جس پر اس وقت تھا، جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا، سال کے بارہ (۱۲) ماہ ہیں، جن میں سے چار محترم (عزت و احترام والے) ہیں، تین متواتر ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب مضریوں کا مہینہ جو جمادی ثانی اور شعبان کے درمیان میں آتا ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''یہ کون سا ماہ ہے؟'' ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے حتی کہ ہم نے خیال کیا، آپ اس ماہ کا کوئی اور نام رکھیں گے، آپ نے فرمایا: ''کیا ذوالحجہ نہیں ہے؟'' ہم نے کہا، کیوں نہیں، آپ نے پوچھا، ''تو یہ کون سا شہر ہے؟'' ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں تو آپ نے سکوت اختیار کیا حتی کہ ہم نے خیال کیا، آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، آپ نے فرمایا: ''کیا یہ البلدہ (مکہ مکرمہ) نہیں ہے؟'' ہم نے کہا، کیوں نہیں! وہی ہے، آپ نے پوچھا، ''تو یہ کون سا دن ہے؟'' ہم نے کہا، اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، آپ خاموش ہو گئے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کا نام کوئی اور رکھیں گے، آپ نے فرمایا: ''کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟'' ہم نے کہا، جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ، تمہارے خون، تمہارے اموال، (محمد بن سیرین کہتے ہیں)، میرا خیال ہے، آپ نے یہ بھی فرمایا: ''تمہاری عزتیں، تمہارے لیے محترم ہیں، جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارے اس شہر میں، تمہارے اس ماہ میں محترم ہے اور تم یقیناً اپنے رب سے ملو گے، وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا تو میرے بعد تم کافر یا گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگے، خبردار! موجود، غیر موجود تک پیغام پہنچا دے، ہو سکتا ہے، جن کو بات پہنچائی جائے، ان میں سے بعض سننے والوں میں سے اس کو زیادہ یاد رکھے، پھر آپ نے فرمایا: ''خبردار! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ ابن حبیب نے اپنی روایت میں رجب مضر کہا ہے اور ابو بکر کی روایت میں ہے، فلا ترجعوا، جبکہ ابن حبیب کی روایت میں فلا ترجِعُنَّ ہے، دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

فوائد :...... ❶ عربوں میں قدیم دور سے یہ معمول چلا آ رہا تھا کہ وہ سال کے بارہ مہینوں میں سے چار ماہ، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب، محترم مہینے تصور کرتے تھے، ان مہینوں میں لوگ جنگ و جدال اور خون ریزی سے بالکل پرہیز کرتے تھے حتی کہ ان مہینوں میں ان کے باپ کا قاتل بھی سامنے آ جاتا تو اس سے تعرض نہ کرتے تھے، ان مہینوں میں چونکہ ذوالحجہ کے مہینہ میں حج کا اجتماع ہوتا تھا، جس کی تیاری اور اہتمام کے لیے

← وفی الفتن باب: قول النبی ﷺ (لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض) برقم (۷۰۷۸) وفی التوحید قوله الله تعالی ﴿وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة﴾ برقم (۷۴۴۷) انظر (التحفة) برقم (۱۱۶۸۲)

ذوالقعدہ میں ہی جنگ و جدل سے بیٹھ رہتے تھے اور پھر اس اجتماع حج سے وہ لوگ تجارتی اور ثقافتی فائدے بھی اٹھاتے تھے، بڑے پیمانے پر تجارتی معاملات ہوتے اور ادبی محفلیں جمتیں، اس لیے حج سے واپسی کے بعد محرم کا مہینہ بھی امن وسکون سے گزارتے اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے فوائد اور منافع کے لیے آسمان وزمین کی تخلیق کے وقت سے ہی سال کا آغاز واختتام اشہر حرم سے کیا اور ایک محترم مہینہ سال کے درمیان میں بھی رکھا اور بقول علامہ عبدالقدوس ہاشمی، عرب میں زمانہ یادگار سے قمری سال رائج تھا اور مہینوں کے نام بھی یہی تھے، محرم، صفر، وغیرہ اور دنیا کی تقریباً ہر زبان میں مہینہ کے لیے جو لفظ ہے، وہ اس زبان میں چاند کے لفظ سے مشتق ہے، جیسے ماہ، مہینہ، ماس، مون اور منتھ وغیرہ، جو اس بات کی دلیل ہے کہ لوگ آغاز میں مہینوں کا شمار چاند ہی سے کرتے تھے اور یہی فطرتی اور الٰہی تقویم ہے، کیونکہ سال میں بارہ مرتبہ چاند کا عروج وزوال ہوتا ہے کہ چاند، انتیس دن یا تیس دنوں کے بعد باریک سا دکھائی دیتا ہے اور پھر اس کے بعد ہر روز بڑھتا رہتا ہے اور جب چاند پورا روشن ہو جاتا ہے تو پھر روز بروز گھٹنا شروع ہو جاتا ہے اور آخر میں ایک دو دن کے لیے گم ہو جاتا ہے اور پھر دو یا تین دن کے بعد باریک سا نمودار ہو جاتا ہے، اس طرح نیا مہینہ معلوم کرنے کے لیے نہ کسی فلکیاتی حساب کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ کسی رصدگاہ کی، اس کے بعد جب انسانوں نے بڑے بڑے عبادت خانے بنائے، وہاں پروہت مقرر کیے اور ان پروہتوں اور مجاوروں کو نذرانے پیش کیے جانے لگے، سالانہ مذہبی میلے ہونے لگے اور پروہتوں نے لوگوں پر یہ پابندی عائد کردی کہ وہ اپنی زرعی پیداوار کا ایک حصہ ان کی نذر کریں اور صومعات، کلیساؤں اور بت خانوں پر چڑھاوے چڑھائیں تو آہستہ آہستہ محسوس ہوا، جن قمری مہینوں میں فصل تیار ہوتی تھی، اب تین چار سال کے بعد ان ہی قمری تاریخوں میں فصل تیار نہیں ہورہی، بلکہ ان کی تیاری میں ایک ماہ کی تاخیر ہوگئی ہے، اس لیے حاجیوں نے قمری تاریخوں میں سوندا اور کبسہ کا طریقہ رائج کیا اور شمسی سال اور قمری سال کو برابر کردیا، اس کے لیے وہ ہر سال گیارہ دن کا اضافہ کرتے یا تین سال بعد ایک ماہ بڑھا دیتے، رسول اللہ ﷺ کی آمد سے تقریباً سوا تین سو سال پہلے عرب لوگ بت پرستی سے آشنا ہوئے اور یہ مرض تمام دیگر خرابیوں کے ساتھ عرب کے گھر گھر میں پھیل گیا تو اب حج ایک بت پرستی کا میلہ بن گیا، بیت اللہ میں تمام قبائل کے بت رکھ دیئے گئے اور اس میں طرح طرح کی رسومات کا رواج پڑ گیا، قمری مہینے موسموں کا ساتھ نہیں دیتے تھے، جب انہوں نے دیکھا، حج کا وقت سال کے تمام موسموں میں گردش کرتا ہے، کبھی گرمی میں آتا ہے اور کبھی سردی میں، کبھی موسم خریف میں اور کبھی موسم بہار میں اور ان تمام موسموں میں ان کی فصلیں تیار ہوتی ہیں اور نہ جانوروں کے بچے خرید وفروخت کے لیے تیار ہوتے ہیں، اس لیے انہوں نے یہودیوں سے کبیسہ یا لوند کا طریقہ سیکھ کر رائج کرلیا، تاکہ ان کا تجارتی کاروبار متاثر نہ ہو، ظاہر ہے اس سے حج متاثر ہوا اور وہ سال کے مختلف مہینوں میں گردش کرنے لگا، کبھی

ذوالحجہ میں آتا، پھر محرم میں، پھر صفر میں، اس طرح تینتیس (۳۳) سال بعد پھر وہ ذوالحجہ میں آ جاتا، یہ طریقہ حجۃ الوداع تک جاری رہا، اس سال گردش یا دورہ کے بعد دوبارہ حج حقیقۃ ذوالحجہ کی ۹ تاریخ کو جمعہ کے دن ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا، اب زمانہ پھر صحیح وقت پر آ گیا ہے، آئندہ سے کبیسہ نہیں ہو گا، عرب چار مہینوں کو حرمت والے قرار دیتے تھے، جب حج کے مہینے بدل دیئے گئے تو لازماً حرمت کے یہ چار مہینے بھی متاثر ہوئے اور ان میں بھی تبدیلی کی ضرورت پیش آتی تاکہ حج امن کے ساتھ حرمت کے مہینوں میں ہو سکے، بعض مفسرین نے قرآن مجید کے لفظ ﴿انما النسئی زیادة فی الکفر﴾ کا مفہوم یہی لیا ہے اور یہ صحیح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس صورت میں حج کے مہینے متاثر ہوتے تھے، لیکن بعض حضرات نے ایک دوسرا معنی مراد لیا ہے کہ عرب لوگوں کا پیشہ چونکہ جنگ و جدال اور قتل و غارت تھا اور ان کے لیے تین ماہ مسلسل قتل و غارت سے باز رہنا بڑا مشکل تھا، اس لیے بنو کنانہ کا سردار ہر سال منیٰ کے دنوں میں یہ اعلان کر دیتا، اس سال ہم نے محرم کی بجائے صفر کو محترم قرار دیا ہے اور محرم، حلال ماہ شمار ہو گا، جس میں قتل و غارت کی پابندی نہیں، اگلے سال پھر محرم کو محترم ماہ قرار دیتا، اس طرح یہ تقدیم و تاخیر محرم اور صفر کے مہینوں میں ہوتی، ظاہر اس سے حج متاثر نہیں ہوتا تھا، اس لیے اس حدیث کو اس پر محمول کرنا ممکن نہیں ہے، علامہ تقی نے دو اور صورتیں بھی بیان کی ہیں، جو دل کو لگتی نہیں ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، تقویم تاریخی، عبدالقدوس ہاشمی کا مقدمہ ماہ و سال کی داستان اور تکملۃ از تقی عثمانی ج ۲ ص ۳۶۱ تا ۳۶۴)

❷ رجب کی نسبت مضر کی طرف اس لیے کی گئی ہے کیونکہ وہ اس کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے نیز جمادی و شعبان کے درمیان ہونے کی قید اس لیے لگائی تاکہ پتہ چل سکے کہ محترم مہینہ مضر والا رجب ہے، ربیعہ والا رمضان نہیں ہے، کیونکہ قبیلہ ربیعہ کے لوگ مضر کے مقابلہ میں رمضان کو حرمت والا مہینہ قرار دیتے تھے۔ ❸ حضور اکرم ﷺ نے تین سوال کیے تھے اور بعد میں جواب بیان کرنے کے بعد کچھ توقف اور سکوت اختیار فرمایا تھا، تاکہ لوگ پوری طرح متوجہ ہو کر اہتمام سے جواب سنیں، پھر بعض لوگوں نے ان سوالوں کا جواب بھی دیا، لیکن اکثریت نے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور یہ سمجھ کر ان تینوں باتوں کا جواب تو معروف و مشہور ہے، ہر کوئی جانتا ہے، کوئی خاص سبب یا وجہ نہیں ہے کہ آپ ان معروف چیزوں کے بارے میں سوال کر رہے ہیں، یہ جواب دیا اللہ اور اس کے رسول کو ہی بہتر علم ہے۔ ❹ اس ماہ، شہر مکہ اور اس دن کی حرمت و تعظیم ان کے ہاں ایک مسلمہ حقیقت تھی، جو ان کے دلوں میں جاگزیں تھی لیکن انسانی جان، مال اور عزت و ناموس کی حرمت اور احترام ان کے دلوں میں پختہ نہیں تھا، اس لیے مسلمہ حقیقت سے تشبیہ دے کر ان کی حرمت و احترام کو ان پر واضح فرمایا اور کافر و گمراہ نہ ہونا کا مفہوم و معنی کتاب الایمان میں گزر چکا ہے۔ ❺ یکون اوعی له: وعی کا معنی حفظ و فہم اور قبول کرنا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے، دین کی تبلیغ اور نشر و اشاعت ضروری ہے اور بسا اوقات تلامذہ، حفظ و فہم اور قبولیت و عمل میں اساتذہ سے بڑھ جاتے ہیں۔

[4384] ٣٠-(. . .)حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ

أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا كَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ قَعَدَ عَلٰى بَعِيرِهِ وَأَخَذَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ فَقَالَ ((أَتَدْرُونَ أَيَّ يَوْمٍ هٰذَا)) قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ فَقَالَ ((أَلَيْسَ بِيَوْمِ النَّحْرِ)) قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا)) قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ)) قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا)) قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ قَالَ ((أَلَيْسَ بِالْبَلْدَةِ)) قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) قَالَ ثُمَّ انْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَإِلٰى جُزَيْعَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَقَسَمَهَا بَيْنَنَا.

[4384]۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب وہ دن (قربانی کا دن) آیا، آپ اپنے اونٹ پر بیٹھ گئے اور ایک انسان نے اس کی نکیل پکڑ لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، ''کیا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا، اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں حتی کہ ہم نے یہ خیال کیا، آپ اس دن کا نام، اس کے نام کے علاوہ رکھیں گے تو آپ نے فرمایا: ''کیا قربانی کا دن نہیں ہے؟'' ہم نے کہا، ضرور، اے اللہ کے رسول! آپ نے پوچھا، ''تو یہ مہینہ کون سا ہے؟'' ہم نے کہا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''کیا ذوالحجہ نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا، کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے پوچھا، ''تو یہ کون سا شہر ہے؟'' حتی کہ ہم نے خیال کیا، آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، آپ نے فرمایا: ''کیا البلدہ (مکہ) نہیں ہے؟'' ہم نے کہا، جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تو تمہارے خون، مال اور عزتیں تم پر حرام ہیں، جس طرح یہ دن، تمہارے اس ماہ میں، تمہارے اس شہر میں حرام ہے تو موجود، غیر موجود تک پہنچا دے۔'' راوی کہتے ہیں، پھر آپ دو سرمئی مینڈھوں کی طرف پلٹے اور انہیں ذبح کیا اور بکریوں کے ایک گلے (گروہ) کی طرف پلٹے اور انہیں ہمارے درمیان تقسیم فرمایا۔

[4384] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٣٥٩) واما الزيادة فى آخر الحديث وهو قوله: ثم انكفا الى كبشين- اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الاضاحى باب (٢١) برقم (١٥٢٠) والنسائى فى (المجتبى) فى الضحايا باب: الكبش برقم (٤٤٠١) انظر (التحفة) برقم (١١٦٨٣)

فائدہ: ......ثم انكفاء: سے آخر تک کا جملہ راوی کا وہم ہے، اس کا تعلق خطبہ عید الاضحیٰ سے ہے، جس کو راوی نے خطبہ حج سے ملا دیا ہے، اس لیے امام بخاری نے یہ ٹکڑا حذف کر دیا ہے، ابن عون کی حدیث میں یہ جملہ موجود ہے، لیکن آگے قرۃ کی روایت میں موجود نہیں ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اشہر حرم کی حرمت اب بھی برقرار ہے، اس لیے اس میں جنگ کا آغاز کرنا یا باہمی قتل و قتال کرنا جائز نہیں ہے، ہاں، اگر دشمن حملہ آور ہو تو مدافعت میں جنگ کرنا درست ہے۔

[4385] (. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ

أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا كَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ جَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى بَعِيرٍ قَالَ وَرَجُلٌ آخِذٌ بِزِمَامِهِ أَوْ قَالَ بِخِطَامِهِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ۔

[4385] ۔امام صاحب ایک دوسرے استاد سے، ابن عون ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ جب وہ دن آیا، نبی اکرم ﷺ ایک اونٹ پر بیٹھے، اور ایک آدمی نے مہار یا نکیل پکڑی ہوئی تھی، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[4386] ۳۱۔(. . .)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَعَنْ رَجُلٍ آخَرَ هُوَ فِي نَفْسِي أَفْضَلُ مِنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا قُرَّةُ بِإِسْنَادِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَسَمَّى الرَّجُلَ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَذْكُرُ وَأَعْرَاضَكُمْ وَلَا يَذْكُرُ ثُمَّ انْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ وَمَا بَعْدَهُ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ((كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ))۔

[4386] ۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے قرۃ بن خالد کے واسطے سے محمد بن سیرین سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ اور بقول ابن سیرین عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ سے ایک دوسرا بہتر آدمی حمید بن عبدالرحمٰن، دونوں

[4385] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٣٦٠)
[4386] تقدم تخريجه برقم (٤٣٥٩)

حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قربانی کے دن خطبہ ارشاد فرمایا اور پوچھا، ''یہ کون سا دن ہے؟'' آگے ابن عون کی روایت کی طرح حدیث بیان کی، لیکن اعراضکم (تمہاری) عزتیں اور ثم انکفأ الی کبشین سے آخر تک کے الفاظ بیان نہیں کیے اور اس حدیث میں یہ ہے، جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارے اس ماہ میں، تمہارے اس شہر میں محترم ہیں، اس دن تک جب تم اپنے رب سے ملو گے، کیا میں نے پہنچا دیا؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، جی ہاں، آپ ﷺ نے کہا، ''اے اللہ! گواہ ہو جا۔''

١٠...... بَاب: صِحَّةِ الْإِقْرَارِ بِالْقَتْلِ وَتَمْكِينِ وَلِيِّ الْقَتِيلِ مِنَ الْقِصَاصِ وَاسْتِحْبَابِ طَلَبِ الْعَفْوِ مِنْهُ

باب ۱۰: قتل کا اقرار کرنا صحیح ہے اور مقتول کے وارث کو قصاص کا حق (موقع) دیا جائے گا اور اس سے عفو و درگزر کی درخواست کرنا پسندیدہ عمل ہے

[4387] ٣٢-(١٦٨٠) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ أَنَّ

عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ إِنِّي لَقَاعِدٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَقُودُ آخَرَ بِنِسْعَةٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا قَتَلَ أَخِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**أَقَتَلْتَهُ**)) فَقَالَ إِنَّهُ لَوْ لَمْ يَعْتَرِفْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ قَالَ نَعَمْ قَتَلْتُهُ قَالَ ((**كَيْفَ قَتَلْتَهُ**)) قَالَ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ نَخْتَبِطُ مِنْ شَجَرَةٍ فَسَبَّنِي فَأَغْضَبَنِي فَضَرَبْتُهُ بِالْفَأْسِ عَلَى قَرْنِهِ فَقَتَلْتُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((**هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ تُؤَدِّيهِ عَنْ نَفْسِكَ**)) قَالَ مَا لِي مَالٌ إِلَّا كِسَائِي وَفَأْسِي قَالَ ((**فَتَرَى قَوْمَكَ يَشْتَرُونَكَ**)) قَالَ أَنَا أَهْوَنُ عَلَى قَوْمِي مِنْ ذَاكَ فَرَمَى إِلَيْهِ بِنِسْعَتِهِ وَقَالَ ((**دُونَكَ صَاحِبَكَ**)) فَانْطَلَقَ بِهِ الرَّجُلُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ**)) فَرَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ قُلْتَ ((**إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ**)) وَأَخَذْتُهُ بِأَمْرِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**أَمَا تُرِيدُ أَنْ يَبُوءَ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ**)) قَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ لَعَلَّهُ ((قَالَ بَلَى قَالَ فَإِنَّ ذَاكَ كَذَاكَ)) قَالَ فَرَمَى بِنِسْعَتِهِ وَخَلَّى سَبِيلَهُ۔

[4387] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الديات باب: الامام يامر بالعفو في الدم برقم (٤٤٩٩) وبرقم (٤٥٠٠) وبرقم (٤٥٠١) وفي القسامة باب: ذكر اختلاف الناقلين لخبر ←

[4387]۔علقمہ بن وائل اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو ایک تسمہ سے کھینچتے ہوئے لایا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! اس نے میرا بھائی قتل کر ڈالا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، ''کیا تو نے اسے قتل کیا ہے؟'' تو پہلے آدمی نے کہا اگر یہ اعتراف نہیں کرے گا تو میں اس کے خلاف شہادت پیش کروں گا، قاتل نے کہا، جی ہاں، میں نے اسے قتل کیا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا، ''تو نے اسے کیسے قتل کیا ہے؟'' اس نے کہا، میں اور وہ ایک درخت سے پتے جھاڑ رہے تھے تو اس نے مجھے گالی دے کر غضبناک کر دیا، (اشتعال میں آ کر) میں نے اس کے سر پر کلہاڑی مار دی اور اسے قتل کر ڈالا تو آپ نے اس سے پوچھا، ''کیا تیرے پاس اپنی جان بچانے کے لیے کچھ دینے کے لیے موجود ہے؟'' اس نے کہا، میرے پاس میری لوئی اور کلہاڑی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تیری قوم تیرا فدیہ دینے کے لیے تیار ہو جائے گی؟'' اس نے کہا، میری قوم میں میری اتنی عزت و مقام نہیں ہے تو آپ نے اس کا تسمہ مقتول کے وارث کی طرف پھینک دیا اور فرمایا: ''اپنے مجرم کو لے لو۔'' تو وہ آدمی اسے لے کر چل پڑا جب وہ پشت پھیر کر چل دیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو یہ بھی اس جیسا ہوگا۔'' وارث واپس لوٹ آیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے، ''اگر اس نے قتل کر دیا تو یہ بھی اس جیسا ہے۔'' حالانکہ میں نے اسے آپ کے حکم پر پکڑا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ یہ تیرا اور تیرے ساتھی کا گناہ اٹھائے؟'' اس نے کہا، اے اللہ کے نبی! ایسے ہوگا، آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، یہ ایسے ہی ہے۔'' تو اس نے اس کا تسمہ پھینک دیا اور اسے آزاد کر دیا۔

مفردات الحدیث ❶ **نِسعةٌ**: چمڑے کا تسمہ۔ ❷ **نَختَبِطُ**: ہم کیکر کے پتے جھاڑ رہے تھے۔ ❸ **قِرْن**: سر کا کنارہ یا سر کی چوٹی۔ ❹ **باءَ بإثمه**: اس کا گناہ اٹھایا یا اس کا گناہ لے کر لوٹا۔

فائدہ: ......ان قتله فهو مثله: یعنی اگر مقتول کے وارث نے قاتل کو کر دیا تو اس نے اس سے اپنا حق وصول کر لیا، اس نے اس پر کوئی برتری اور عفو کر کے فضل و احسان کا درجہ نہ پایا، اگر معاف کر دے گا تو دنیا میں قابل تعریف اور آخرت میں اجر جزیل کا حقدار ہوگا، لیکن آپ نے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں، جن کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے، دونوں برابر ہیں، دونوں نے غلط کام کیا ہے، کیونکہ آپ کا اصل مقصود یہ تھا کہ قاتل نے اشتعال میں آ کر جذبات کی رو میں بہ کر کلہاڑی مار دی، قتل کرنا مقصد نہ تھا تو گویا قاتل کو قتل کرنا موجودہ صورت میں اسی کی طرح جذبات کی رو میں بہنا اور اپنا غصہ نکالنا ہے۔

← علقمة بن وائل فيه برقم (٤٧٣٨) وبرقم (٤٧٣٩) وبرقم (٤٧٤٠) وبرقم (٤٧٤١) وبرقم (٤٧٤٢) وبرقم (٤٧٤٣) وفي آداب القضاة باب: اشارة الحاكم على الخصم بالعفو برقم (٥٤٣٠) انظر (التحفة) برقم (١١٧٦٩)

ان يبوأ بـاثمك واثم صاحبك: یعنی اگر تم معاف کر دو گے تو تمہارا یہ فعل تمہارے لیے اور تمہارے مقتول بھائی کے لیے کفارۂ سیئات بنے گا، تمہارے معاصی معاف ہو جائیں گے یا قاتل تمہارے بھائی کے قتل کے سبب اور تمہیں اس کو قتل کر کے اذیت و تکلیف میں مبتلا کر کے گناہ کا حقدار ہو گیا ہے، اگر اسے قتل کر دو گے تو یہ چیز اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گی اور تمہیں کوئی اجر و ثواب حاصل نہیں ہوگا، اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، اگر قاتل، قتل کا اعتراف و اقرار کرے تو پھر شہادت قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور احناف اور مالکیہ کے نزدیک قتل عمد کی صورت میں اصل سزا، قصاص ہے، دیت صرف اس صورت میں ہے جب قاتل دیت دینے پر رضامند ہو، لیکن شوافع اور حنابلہ کے نزدیک قصاص یا دیت لینے کا اختیار وارث مقتول کو حاصل ہے، اگر وہ دیت کو لینا پسند کرے تو قاضی قاتل کو دیت کی ادائیگی پر مجبور کرے گا، نسائی کی تفصیلی روایت میں ہے کہ آپ نے وارث سے پوچھا تھا، اس کو معاف کرتے ہو، اس نے کہا، نہیں، فرمایا: دیت کے لیے آمادہ ہو، اس نے کہا، نہیں، تب آپ نے پوچھا، قصاص لینا چاہتے ہو، اس نے کہا، ہاں، اس طرح دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے، اصل اختیار وارث کو حاصل ہے، لیکن ظاہر ہے اس میں قاتل سے بھی پوچھا جائے گا، اگر اس کے پاس دیت دینے کا انتظام نہ ہو یا کسی سبب سے وہ ایسا نہ کرنا چاہے تو پھر جبر کرنا تو مشکل ہے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ معاف کرنا اور قصاص لینے سے درگزر کرنا بہتر اور افضل ہے۔

[4388] ۳۳۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا فَأَقَادَ وَلِيَّ الْمَقْتُولِ مِنْهُ فَانْطَلَقَ بِهِ وَفِي عُنُقِهِ نِسْعَةٌ يَجُرُّهَا فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ)) فَأَتَى رَجُلٌ الرَّجُلَ فَقَالَ لَهُ مَقَالَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَخَلَّى عَنْهُ قَالَ إِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَشْوَعَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا سَأَلَهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُ فَأَبَى۔

[4388]۔ حضرت وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ایسا آدمی لایا گیا، جس نے دوسرے آدمی کو قتل کر ڈالا تھا تو آپ ﷺ نے مقتول کے ولی کو اس سے قصاص لینے کا حکم دے دیا، وہ اسے لے کر چلا اور قاتل کی گردن میں ایک تسمہ تھا، جس سے وہ اسے کھینچ رہا تھا، جب وارث نے پشت پھیر لی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ہوں گے۔'' تو ایک آدمی نے آکر وارث آدمی کو

[4388] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٣٦٣)

رسول اللہ ﷺ کی بات بتائی تو اس نے اس کو چھوڑ دیا، اسماعیل بن سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں نے یہ حدیث حبیب بن ابی ثابت کو بتائی تو اس نے کہا، مجھے ابن اشوع نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ولی مقتول سے معاف کرنے کی سفارش کی تھی اور اس نے انکار کر دیا تھا۔

فائدہ:...... آپ ﷺ نے قاتل اور مقتول دونوں کو دوزخی قرار دیا، یہ آپ ﷺ نے بات عمومی انداز میں فرمائی تھی، کیونکہ عام طور پر دونوں فریق ایک دوسرے کے قتل کے درپے ہوتے ہیں اور دونوں اس کے لیے، ایک دوسرے پر وار کرتے ہیں، لیکن ایک کامیاب ہو جاتا ہے اور دوسرا اپنے عزم وقصد میں ناکام رہتا ہے، اس لیے دونوں اپنے مقصد اور عزم کی بنا پر، سزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں، آپ نے یہ بات عمومی انداز میں تعریض وکنایہ کے طور پر فرمائی تھی تاکہ وہ معاف کرنے پر جس کے لیے وہ تیار نہیں تھا، آمادہ ہو جائے اور ایسے ہی ہوا، اس نے آپ ﷺ کی بات سن کر قاتل کو چھوڑ دیا اور ان الفاظ کا مقصد بھی وہی ہے، ان قتلہ فھو مثلہ، لیکن راوی نے، روایت بالمعنی کی بنا پر اس کو یوں تعبیر کر دیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے، جیسا کہ اوپر کی روایت میں گزرا ہے، قاتل نے تو اپنے گناہ کے سبب دوزخ میں جانا تھا اور ولی نے اپنے گناہوں کی سزا میں، لیکن معاف کرنے کی صورت میں ولی کے گناہ، اس معافی کی بنا پر معاف ہو جاتے، اس لیے وہ دوزخ سے بچ جاتا، اس لیے آپ اس کو مختلف طریقوں سے معافی کی ترغیب دے رہے تھے اور آخر کار وہ معاف کرنے کے لیے تیار ہو گیا اور اس نے معاف کر دیا۔

۱۱...... بَاب: دِيَةِ الْجَنِينِ وَوُجُوبِ الدِّيَةِ فِي قَتْلِ الْخَطَإِ وَشِبْهِ الْعَمْدِ عَلَى عَاقِلَةِ الْجَانِي

باب ۱۱: جنین کی دیت اور قتل خطاء اور قتل شبہ عمد کی دیت مجرم کی عاقلہ پر ہے

[4389] ۳۴۔(۱۶۸۱)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

[4389]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں اور ایک نے دوسری کو مارا، جس سے اس کے پیٹ کا بچہ مردہ پیدا ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے، اس میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ دیا۔

مفردات الحدیث ❶ جَنِین: وہ بچہ جو پیٹ میں ہے، کیونکہ وہ اوجھل ہوتا ہے، اگر زندہ پیدا ہوا تو اس کو وَلَد کہتے ہیں اور مردہ پیدا ہو تو سِقط کہلاتا ہے اور اس کو جنین بھی کہہ دیتے ہیں، بشرطیکہ وہ بچہ بن چکا ہو۔

[4389] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الطب باب: الكهانة برقم (۵۷۵۹) وفی الديات باب: جنين المراة برقم (٦٩٠٤) والنسائی فی (المجتبى) فی القسامة باب: دية جنين المراة برقم ٨/ ٤٨- انظر (التحفة) برقم (١٥٢٤٥)

❷ غُرَّة: پیشانی کی سفیدی کو کہتے ہیں، اس لیے اس کا اطلاق اعلیٰ اور عمدہ چیز پر ہو جاتا ہے، لیکن اس حدیث میں اس سے مراد غلام یا لونڈی ہے۔

[4390] ٣٥-(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قُضِيَ عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا۔

[4390] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کی ایک عورت کے جنین کا تاوان جو مردہ پیدا ہوا تھا، ایک غُـــرّہ یعنی غلام یا لونڈی ٹھہرایا تھا، پھر وہ عورت جس کے خلاف آپ ﷺ نے غُرّہ کا حکم دیا تھا، فوت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کی وراثت اس کی اولاد اور اس کے خاوند کو ملے گی اور دیت اس کے عصبات ادا کریں گے۔

فائدہ:...... یہ لڑنے والی دونوں عورتیں، بنو ہذیل کے دو خاندانوں کی تھیں اور آپس میں سوکنیں تھیں، حمل بن نابغہ کی بیویاں تھیں، ایک نے دوسرے کے پیٹ پر پتھر مارا، پتھر کے بعد خیمے کی چوب (لکڑی) ماری ہے اس لئے آگے پتھر کی بجائے خیمے کی لکڑی مارنے کا ذکر ہے دونوں میں کوئی تضاد نہیں، بعض راویوں نے ایک چیز کا نام اور بعض نے دوسری چیز کا نام لیا۔ جس سے اس کا حمل ساقط ہوگیا تو آپ نے تاوان میں غلام یا لونڈی دینے کا حکم دیا اور یہ تاوان جرم کرنے والی کی عاقلہ یعنی اس کے باپ کی طرف سے اس کے رشتہ داروں پر ڈالا، لیکن جب وہ مری تو اس کی وراثت اس کی عاقلہ کی بجائے، اس کے بیٹوں اور اس کے خاوند میں تقسیم کی، اس کی عاقلہ کو وارث نہیں ٹھہرایا اور یہ دونوں عورتیں یکے بعد دیگرے فوت ہوگئیں تھیں، اس لیے اگلی روایت کے ساتھ اس کا تعارض نہیں ہے، ان کے ذہن میں یہ خلجان پیدا ہوا کہ دیت ہم دیں، لیکن وارثت میں ہمارے لیے کوئی حصہ نہ ہو۔

[4391] ٣٦-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح و حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّ

[4390] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الفرائض باب: ميراث المراة والزوج والولد وغيره برقم (٦٧٤٠) وفي الديات باب: جنين المراة وان العقل على الوالد وعصبة الوالد لا على الولد برقم (٦٩٠٩) وابو داود في (سننه) في الديات باب: دية الجنين برقم (٤٥٨٨) والنسائي في (المجتبى) في القسامة باب: دية جنين المراة برقم (٨/ ٤٧ و ٤٨- انظر (التحفة) برقم (١٣٢٢٥)

[4391] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الديات باب: جنين المراة وان العقل على الوالد وعصبة الوالد لا على الولد برقم (٦٩١٠) وابو داود في (سننه) في الديات باب: دية الجنين برقم (٤٥٧٦)

ابا هُرَيْرَةَ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضَى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ فَقَالَ حَمَلُ بْنُ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ)) مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِي سَجَعَ۔

[4391] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہذیل قبیلہ کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا جس سے وہ مر گئی اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مر گیا تو ان کے ورثاء مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا کہ اس کے پیٹ کے بچہ کا تاوان ایک غُـــرّہ غلام یا لونڈی ہے اور عورت کی دیت اس قاتلہ کے خاندان پر پڑے گی اور اس قاتلہ کی وارث اس کی اولاد اور دوسرے موجود وارث ہیں (یعنی قاتلہ کا خاوند) تو حمل بن نابغہ ہذلی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کا تاوان میں کیسے ادا کروں، جس نے نہ کھایا، نہ پیا اور نہ بولا نہ چیخا؟ یعنی مردہ حالت میں پیدا ہوا، ایسے کا خون تو رائیگاں جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو کاہنوں کا ساتھی ہے۔'' اس مسجع (قافیہ والی عبارت) بندی کی بنا پر جو اس نے کی۔

[4392] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اقْتَتَلَتْ امْرَأَتَانِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ وَقَالَ فَقَالَ قَائِلٌ كَيْفَ نَعْقِلُ وَلَمْ يُسَمِّ حَمَلَ بْنَ مَالِكٍ.

[4392] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو عورتیں لڑ پڑیں، آگے مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا، لیکن امام صاحب کے اس استاد نے یہ بات بیان نہیں کی کہ آپ ﷺ نے اس کی اولاد اور دوسرے ساتھ موجود وارثوں کو وارث قرار دیا اور یہ کہا ایک کہنے والے نے کہا، ہم دیت کیونکر ادا کریں؟ اور حمل بن مالک کا نام نہیں لیا۔

فائدہ :...... مقتولہ عورت کی دیت اور اس کے جنین کا تاوان آپ نے عاقلہ پر ڈالا، لیکن جب قاتلہ فوت ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کا وارث اس کی اولاد اور خاوند کو ٹھہرایا اور یہاں قصاص کی بجائے دیت کی ادائیگی کا حکم دیا، کیونکہ یہ قتل، قتل عمد نہیں تھا، بلکہ شبہ العمد تھا اور قتل خطاء اور قتل شبہ العمد کی حد دیت ہے، قصاص نہیں ہے، یہاں تک کہ قاتلہ کے خاوند نے کہا کہ جنین کی دیت نا قابل فہم ہے، کیونکہ اسے عصبہ ہونے کی وجہ سے دیت ادا کرنا پڑ رہی تھی۔ آپ ﷺ

[4392] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٨٤)

نے اس کی قافیہ بندی کو کہانت قرار دیا، کیونکہ اس نے یہ بات آپ ﷺ کے فیصلہ کے بعد کہی تھی اور حق کے مقابلہ میں سجع بندی تصنع اور بناوٹ کے ساتھ کی تھی، اگر قافیہ بندی جائز امور میں بلاتکلف اور بلاتصنع ہوتو وہ ناپسندیدہ نہیں ہے۔
عاقلہ سے مراد، عصبات ہیں اور بقول ابن قدامہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے، کیا باپ اور قاتل یا قاتلہ کی اولاد اس میں داخل ہے یا نہیں، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اس میں قاتل کا باپ، اولاد، بھائی، چچے اور ان کی اولاد سب داخل ہیں، امام احمد کا ایک قول یہی ہے، جسے ابوبکر نے اختیار کیا ہے، المغنی، ج ۱۲،ص ۳۹۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک باپ اور اولاد عاقلہ میں داخل نہیں ہے، امام احمد کا دوسرا قول یہی ہے، المغنی، ج ۱۲،ص ۴۰۔ اگر عاقلہ سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس کا تحفظ اور دفاع کرتے ہیں، کیونکہ عقل کا معنی بندش و رکاوٹ اور تحفظ ہے تو پھر یہ لوگ اس میں داخل ہونے چاہییں، جاہلیت کے دور میں تحفظ و دفاع، انسان کا خاندان اور قبیلہ ہی کرتا تھا، لیکن آج کل تحفظ مزدوروں کی انجمنیں تاجران کی انجمنیں اور سیاسی جماعتیں فراہم کرتی ہیں اور اگر عدالت خاندان وقبیلہ کے بجائے انجمنوں اور سیاسی جماعتوں کو عاقلہ بنا لے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کے مطابق کہ انہوں نے جب دفاتر کا نظام رائج کیا تو اہل دیوان کو ایک دوسرے کا عاقلہ ٹھہرایا، اگر قاتل کا تعلق اہل دیوان (کسی محکمہ) سے نہ ہوتا تو اس کے عصبات کو عاقلہ ٹھہراتے، اس کی گنجائش موجود ہے اور قتل کی اکثر ائمہ نے تین قسمیں کی ہیں، اگرچہ تفصیلات میں اختلاف ہے، (۱) قتل عمد کہ قاتل کا مقصد قتل کرنا ہو، (۲) شبہ العمد، جس میں مقصد سرزنش و توبیخ ہو یا اس کو مارنا پیٹنا ہو اور اس کے لیے ایسا آلہ استعمال کیا ہو، جو عام طور پر قتل کا باعث نہیں بنتا، جیسے ڈنڈا، مکا، چھوٹا پتھر، وغیرہ لیکن چونکہ مار پیٹ عمداً کی ہے، اس لیے اس کو شبہ بالعمد کہتے ہیں، جس میں دیت شدید ہوتی ہے، قتل عمد کی طرح قصاص حد نہیں ہے، یعنی اس سے قصاص نہیں لیا جاسکتا، (۳) قتل خطاء جس میں کسی انسان کو نشانہ بنانا مقصود نہ ہو، شکار پر تیر چلایا یا کسی ایسی جگہ اسلحہ چلایا جہاں کوئی انسان نہ تھا، لیکن غیر شعوری طور پر نشانہ انسان بن گیا ہے، یہاں دیت خفیفہ ہے اور شبہ عمد اور قتل خطاء میں دیت عاقلہ کے ذمہ ہوتی ہے۔

[4393] ۳۷-(۱۶۸۲) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ الْخُزَاعِيِّ

[4393] اخرجه ابو داود في (سننه) في القديات باب: دية الجنين برقم (٤٥٦٨) وبرقم (٤٥٦٩) والترمذي في (جامعه) في الديات باب: ما جاء في دية الجنين برقم (١٤١١) والنسائي في (المجتبى) في القسامة باب: دية جنين المراة برقم ٨/ ٤٩ وفي باب: صفة شبه العمد وعلى من دية الاجنة وشبه العمد وذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابراهيم عن عبيد بن نضيلة عن المغيرة ٨/ ٥٠ و ٥١ /٨ /٥١- وابن ماجه في (سننه) في الديات باب: الدية على العاقلة فان لم يكن عاقلة ففي بيت المال برقم (٢٦٣٣) انظر (التحفة) برقم (١١٥١٠)

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ضَرَبَتْ امْرَأَةٌ ضَرَّتَهَا بِعَمُودِ فُسْطَاطٍ وَهِيَ حُبْلَى فَقَتَلَتْهَا قَالَ وَإِحْدَاهُمَا لِحْيَانِيَّةٌ قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُولَةِ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَغُرَّةً لِمَا فِي بَطْنِهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ أَنَغْرَمُ دِيَةَ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ)) قَالَ وَجَعَلَ عَلَيْهِمُ الدِّيَةَ

[4393] ۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو جو حاملہ تھی، خیمہ کی لکڑی (چوب) ماری اور اسے قتل کر ڈالا، ان میں سے ایک بنولحیان سے تعلق رکھتی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عصبہ پر ڈالی اور اس کے جنین کا تاوان، غلام یا لونڈی قرار دیا تو قاتلہ کے عصبہ میں سے ایک آدمی نے کہا: کیا ہم ایسے فرد کی دیت بطور تاوان ادا کریں جس نے نہ کھایا، نہ پیا، نہ چیخا، نہ چلایا، ایسے فرد کا خون رائیگاں ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا بدوؤں کی طرح قافیہ بندی کرتے ہو اور ان پر دیت لازم ٹھہرائی۔

[4394] ۳۸۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَتَلَتْ ضَرَّتَهَا بِعَمُودِ فُسْطَاطٍ فَأُتِيَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَضَى عَلَى عَاقِلَتِهَا بِالدِّيَةِ وَكَانَتْ حَامِلًا فَقَضَى فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ فَقَالَ بَعْضُ عَصَبَتِهَا ((أَنَدِي مَنْ لَا طَعِمَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ قَالَ فَقَالَ سَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ))

[4394] ۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمہ کی چوب (لکڑی) سے قتل کر ڈالا، مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ ﷺ نے قاتلہ کے عاقلہ پر دیت ڈالی اور مقتولہ حاملہ تھی تو اس کے جنین کے بدل میں غُــرّہ ڈالا تو اس کے بعض عصبہ نے کہا کہ کیا ہم اس کی دیت ادا کریں، جس نے کھایا نہ پیا اور نہ چیخ کر چلایا، ایسے فرد کا خون رائیگاں ہوتا ہے، (اس کی دیت نہیں ہوتی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بدوؤں کی طرح قافیہ بندی سے کام لے رہا ہے۔''

[4395] (. . .)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَى حَدِيثِ جَرِيرٍ وَمُفَضَّلٍ.

[4395] ۔امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے منصور کی سند سے جریر اور مفضل کی حدیث کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[4394] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٣٦٩)

[4395] تقدم تخريجه برقم (٤٣٦٩)

[4396] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِهِمُ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ فَأَسْقَطَتْ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ فَقَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ وَجَعَلَهُ عَلَى أَوْلِيَاءِ الْمَرْأَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ دِيَةَ الْمَرْأَةِ.

[4396]۔ امام صاحب یہی حدیث اپنے تین اور اساتذہ کی سند سے، واقعہ سمیت بیان کرتے ہیں جس میں یہ لفظ ہے کہ اس کا جنین گرا دیا تو اس کا مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس میں غُرّہ دینے کا فیصلہ فرمایا اور اسے عورت کے ورثاء پر ڈالا اس حدیث میں عورت کی دیت کا ذکر نہیں ہے۔

[4397] ۳۹۔(۱۶۸۳) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا قَالَ وَقَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ الْآخَرَانِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ ائْتِنِي بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ قَالَ فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ۔

[4397]۔ امام اپنے تین اساتذہ سے، حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے عورت کے جنین کے بارے میں مشورہ لیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں حضور اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھا کہ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں ایک غُرّہ یعنی غلام یا لونڈی کا فیصلہ صادر فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، کوئی اور شخص بھی میرے پاس لاؤ، جو تمہارے ساتھ اس بات کی گواہی دے، حضرت مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں گواہی دی۔

مفردات الحدیث ✲ مِلاص: جس کو عام طور پر املاص کہتے ہیں، اس کا معنی، جنین، پیٹ کا بچہ۔

فائدہ :...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ وثوق اور تثبت (تسلی ویقین) حاصل کرنے کے لیے، ایسے مسئلہ کے بارے میں جس کا حکم انہیں معلوم نہ ہوتا اور وہ سمجھتے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود نہیں ہے یا عام لوگوں میں اس کا چرچا نہیں ہے، شاہد طلب فرما لیتے تھے تاکہ لوگ احادیث کے بیان کرنے میں پورے حزم اور احتیاط سے کام لیں، کسی قسم کی غفلت اور کاہلی کا مظاہرہ نہ کریں۔

[4396] تقدم تخريجه برقم (٤٣٦٩)

[4397] اخرجه ابو داود في (سننه) في الديات باب: دية الجنين برقم (٤٥٧٠) وابن ماجه في (سننه) في الديات باب: دية الجنين برقم (٢٦٤٠) انظر (التحفة) برقم (١١٢٣٣)

حدیث نمبر 4398 سے 4469 تک

۳۰...... كِتَابُ الْحُدُوْدِ

۳۰. حدود کا بیان

ا...... بَاب: حَدِّ السَّرِقَةِ وَنِصَابِهَا

باب ۱: چوری کی حد اور اس کا نصاب

[4398] ۱-(۱٦٨٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْطَعُ السَّارِقَ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

[4398] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چور کا ہاتھ چوتھائی دینار اور اس سے زائد پر کاٹتے تھے۔

[4399] (...) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِمِثْلِهِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ.

[4399] ۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی دو سندوں سے، زہری کی مذکورہ بالا سند سے ہی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4398] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحدود باب: قول الله تعالى ﴿السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما﴾ وفي كم يقطع برقم (٦٧٨٩) وابو داود في (سننه) في الحدود باب: ما يقطع فيه السارق برقم (٤٣٨٣) والترمذي في (جامعه) في الحدود باب: ما جاء في كم تقطع يد السارق برقم (١٤٤٥) والنسائي في (المجتبى) في قطع السارق باب: ذكر الاختلاف على الزهري ٨/ ٧٨ و ٨/ ٧٩۔ وابن ماجه في (سننه) في الحدود باب: حد السارق برقم (٢٥٨٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٢٠)

[4399] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٣٧٤)

فوائد: ...... ❶ حد لغوی طور پر، بندش اور روکاوٹ کو کہتے ہیں، اس لیے دربان کو جو لوگوں کو اندر نہیں آنے دیتا، حداد کہتے ہیں اور جو چیز دو چیزوں کے درمیان حائل ہو، ان کو آپس میں ملنے نہ دے، اس کو بھی حد کہتے ہیں اور حد کا لفظ بعض دفعہ، گناہ پر بھی بولا جاتا ہے، کیونکہ وہ سزا کا باعث بنتا ہے اور زانی کی سزا کو حد کہتے ہیں، کیونکہ وہ دوبارہ اس جرم کے ارتکاب کے درمیان حائل ہوتی ہے یا اس لیے کہ اس کو شارع نے مقرر کیا ہے، جس میں کمی و بیشی کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ ❷ اس حدیث سے جو متفق علیہ (بخاری و مسلم) ہے سے ثابت ہوتا ہے کہ چوری کا نصاب جس پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا، تاکہ وہ آئندہ اس قبیح حرکت کا ارتکاب نہ کرے اور دوسروں کے لیے سامان عبرت بنے اور لوگوں کا مال دوسروں کی دستبرد سے محفوظ ہو جائے، چوتھائی دینار یا تین درہم ہے، اس سے کم مالیت کی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، ائمہ حجاز امام مالک، شافعی اور احمد کا موقف یہی ہے اور احناف کے نزدیک دس درہم یا ایک دینار ہے اور علامہ تقی نے بلا دلیل اس حدیث کو مضطرب بنانے کی سعی لا حاصل کی ہے، کیونکہ ایک روایت میں ہے، نبی اکرم ﷺ کے دور میں چور کا ہاتھ ڈھال سے کم قیمت کی چیز پر نہیں کاٹا گیا، یہ ڈھال جحفہ ہو جو بغیر لکڑی کے چمڑے کی ڈھال کو کہتے ہیں یا ترس ہو یعنی ڈھال ہو، دوسری روایت میں، جحفہ اور ترس دونوں قیمتی اشیاء ہیں، تیسری روایت وہ ہے جو اوپر مذکورہ ہو چکی ہے، ان روایات میں اضطراب و اختلاف کیا ہے اور نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، مجن ڈھال کی قیمت اس وقت ربع دینار تھی، ان مرفوع روایات کے مقابلہ میں صحابہ کے اقوال کو حجت بنانا، جبکہ یہ بھی ممکن ہو کہ بعد میں ڈھال کی قیمت بڑھ گئی ہے، اس لیے انہوں نے ڈھال کی قیمت بڑھنے کی بنا پر ڈھال کی قیمت کے اعتبار سے یہ کہہ دیا ہو، اعتبار ڈھال کا ہے، جس کی قیمت اب یہ ہے، جیسا کہ موجودہ دور میں ربع دینار یا تین درہم کی قیمت بہت بڑھ چکی ہے اور یہ روایت صرف حضرت عائشہ ؓ سے منقول نہیں ہے، بلکہ حضرت ابن عمر ؓ سے بھی مروی ہے، جیسا کہ آگے آ رہا ہے، جس میں صراحت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے ڈھال کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی، اس لیے یہ کہنا کہ مجن کی قیمت کا تعین حضرت عائشہ ؓ نے اپنی طرف سے کیا، حالانکہ ڈھال کی قیمت زیادہ تھی، درست نہیں ہے، جبکہ اس کے مقابلہ میں جو حدیث دس درہم والی پیش کی جاتی ہے، وہ ضعیف ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے، فتح الباری، ج: ۱۲، ص ۱۲۴۔۱۲۵۔ حافظ ابن حجر نے نصاب کے سلسلہ میں بیس (۲۰) اقوال نقل کیے ہیں، لیکن مرفوع روایت کے مقابلہ میں کسی کا قول حجت نہیں ہے۔

[4400] ۲۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَحَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ وَاللَّفْظُ

[4400] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحدود باب: قول الله تعالى ﴿السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما﴾ وفي كم يقطع برقم (٦٧٩٠) والنسائي في (المجتبى) في قطع السارق باب: ذكر الاختلاف على الزهري ٨/ ٧٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٦٩٥)

لِلْوَلِيدِ وَحَرْمَلَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ
عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا**)).

[4400] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی چوری کے سوانہیں کاٹا جائے گا۔''

[4401] ۳۔(. . .)وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ وَأَحْمَدَ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَ حَدَّثَنَا. وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ
عَائِشَةَ تُحَدِّثُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَمَا فَوْقَهُ**)).

[4401] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، ''ہاتھ چوتھائی دینار اور اس سے زیادہ کے سوانہیں کاٹا جائے گا۔''

[4402] ٤۔(. . .)حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((**لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا**)).

[4402] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ فرمان سنا، ''چور کا ہاتھ ربع دینار اور اسے زائد کے سوانہیں کاٹا جائے گا۔''

[4403] (. . .)وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْعَقَدِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ مِنْ وَلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ
يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْهَادِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4401] اخرجه النسائي في (المجتبى) في قطع السارق باب: ذكر اختلاف ابى بكر بن محمد وعبدالله ابن ابى بكر عن عمرة فى هذا الحديث ٨/ ٨١ وبرقم ٨/ ٨٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٨٩٦)

[4402] اخرجه النسائي في (المجتبى) في قطع السارق باب: ذكر اختلاف ابى بكر بن محمد وعبدالله ابن ابى بكر عن عمرة فى هذا الحديث برقم (٤٩٤٣) وبرقم (٤٩٤٤) وبرقم (٤٩٤٥) موقوفا۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٥١)

[4403] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٣٧٨)

[4403] ۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سند سے، یزید بن عبداللہ بن الھاد کی مذکورہ بالا سند سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[4404] ٥۔(١٦٨٥)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ وَكِلَاهُمَا ذُو ثَمَنٍ.

[4404] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں چور کا ہاتھ مجن، جحفہ یا ترس کی قیمت سے کم پر نہیں کاٹا گیا، جحفہ اور ترس دونوں قیمتی چیزیں ہیں، (یہ تینوں الفاظ ڈھال کے لیے استعمال ہوتے ہیں)

[4405] (. . .)و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا

عَنْ أَبِي أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيِّ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحِيمِ وَأَبِي أُسَامَةَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ذُو ثَمَنٍ.

[4405] ۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی تین سندوں سے ھشام کی مذکورہ بالا سند سے ابن نمیر کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث بیان کرتے ہیں، عبدالرحیم اور اسامہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں اور وہ ان دنوں قیمتی چیز تھیں۔

[4406] ٦۔(١٦٩٦)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ سَارِقًا فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

[4404] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحدود باب: قول الله تعالى: ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما﴾ وفی کم يقطع برقم (٦٧٩٢) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٨٥)

[4405] طریق عثمان بن ابی شيبة اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحدود باب: قول الله تعالى ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما﴾ وفی کم تقطع برقم (٦٧٩٢) انظر (التحفة) برقم (١٧٠٥٣) وطريق ابی بکر بن ابی شيبة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٠٢٦) وطريق ابی کریب اخرجه البخاری فی الحدود باب: قول الله تعالى ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما﴾ وفی کم يقطع برقم (٦٧٩٤) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٠٤)

[4406] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحدود باب: قول الله تعالى ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما﴾ وفی کم يقطع (٦٧٩٥) وابو داود فی (سننه) فی الحدود باب: ما يقطع فيه السارق برقم (٤٣٨٥) والنسائی فی (المجتبى) فی قطع السارق باب: القدر الذی اذا سرقه السارق قطعت يده برقم ٨/ ٨٦۔ انظر (التحفة) برقم (٨٣٣٣)

[4406] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چور کا ہاتھ ایک ڈھال کے بدلہ میں کاٹا، جس کی قیمت تین درہم تھی۔

[4407] (. . .)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللهِ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَأَيُّوبَ بْنِ مُوسَى وَإِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ ح وحَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَإِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ وَعُبَيْدِاللهِ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ح وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ وَعَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اللَّيْثِيِّ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّ بَعْضَهُمْ قَالَ قِيمَتُهُ وَبَعْضَهُمْ قَالَ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

[4407] ۔امام صاحب نے مذکورہ بالا حدیث اپنے تیرہ اساتذہ کی دس سندوں سے، نافع ہی کی مذکورہ بالا سند سے بیان کیا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ بعض نے قیمت کہا ہے اور بعض نے ثمن کا لفظ استعمال کیا ہے، اس کی قیمت تین درہم تھی

[4407] طريق قتيبة بن سعيد اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحدود باب: قول الله تعالى ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما﴾ وفی كم يقطع برقم (٦٧٩٨) والترمذی فی (جامعه) فی الحدود باب: ما جاء فی كم تقطع يد السارق برقم (١٤٤٦) انظر (التحفة) برقم (٨٢٧٨) وطريق زهير بن حرب اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحدود باب: قول الله تعالى ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما﴾ برقم (٦٧٩٧) انظر (التحفة) برقم (٨١٦٣) وطريق ابن نمير اخرجه مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٩١) وطريق ابی بكر بن ابی شيبة اخرجه ابو داود فی الحدود باب: حد السارق برقم (٢٥٨٤) انظر (التحفة) برقم (٨٠٦٧) وطريق زهير بن حرب عن اسماعيل وطريق ابی الربيع وطريق محمد بن رافع وطريق عبدالله بن عبدالرحمن الدارمی وطريق محمد بن رافع عن عبدالرزاق عن ابن جريج وطريق ابی الطاهر عن ابن وهب۔ اخرجهم ابوداود فی (سننه) فی الحدود باب: ما يقطع فيه السارق برقم (٤٣٨٦) والنسائی فی (المجتبى) فی قطع السارق باب: القدر الذی اذا سرقه السارق قطعت يده برقم (٨/ ٧٧) انظر (التحفة) برقم (٧٤٩٦) وبرقم (٧٥٤٥) وبرقم (٧٦٠٠) وبرقم (٧٨٩٦) وبرقم (٨٤٥٩)

[4408] ٧-(١٦٨٧)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ)).

[4408]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ چور پر لعنت بھیجے، ایک انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور ایک رسہ چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔''

[4409] (. . .)حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ كُلُّهُمْ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ ((إِنْ سَرَقَ حَبْلًا وَإِنْ سَرَقَ بَيْضَةً)).

[4409]۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے اعمش ہی کی مذکورہ بالا سند سے مذکورہ بالا روایت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ رسی چوری کرتا ہے اور اگر وہ انڈا چوری کرتا ہے۔''

فائدہ:......اس حدیث کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہاتھ کے مقابلہ میں جو چیز حاصل کی ہے، وہ حقیر اور معمولی ہے، لیکن اس کے عوض ہاتھ جیسی قیمتی چیز گنوا بیٹھا یا یہ مقصد ہے کہ چوری کا آغاز حقیر اور معمولی چیز سے کرتا ہے، پھر بڑی چیز چراتا ہے، جس کی قیمت تین درہم بنتی ہے تو ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، ورنہ بیضہ (انڈا) اگر ایک ہو تو رسی یا رسی معمولی ہو تو رسی پر تو ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا، الا یہ کہ ان دونوں اشیاء سے مراد ان کی جنس ہو کہ جب یہ تین درہم تک پہنچتی ہیں تو ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے یا بیضہ سے مراد خود اور حبل سے مراد کشتی لنگر انداز کرنے کا رسہ ہو۔

٢...... بَاب: قَطْعِ السَّارِقِ الشَّرِيفِ وَغَيْرِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ

باب ٢: چور صاحب مرتبہ ہو یا کم حیثیت، اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور حدود کے نفاذ میں سفارش کرنا منع ہے

[4410] ٨-(١٦٨٨)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

[4408] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی قطع السارق باب: تعظیم السرقة برقم (٤٨٨٨) وابن ماجه فی الحدود باب: حد السارق برقم (٢٥٨٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٥١٥)

[4409] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٤٤٨)

[4410] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی احادیث الانبیاء باب: (٥٤) برقم (٣٤٧٥) وفی فضل الصحابة باب: ذکر اسامة بن زید برقم (٣٧٣٢) وفی الحدود باب: اقامة الحدود علی ←

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِءُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ حِبُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ)) ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)) وَفِي حَدِيثِ ابْنِ رُمْحٍ ((إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ)).

[4410] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو ایک مخزومی عورت (جس نے چوری کی تھی) کے معاملہ نے فکر مند یا پریشان کیا تو وہ آپس میں کہنے لگے، اس عورت کے مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ سے کون گفتگو کرسکتا ہے تو انہوں نے کہا، اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے محبوب کے سوا کوئی جرأت نہیں کرسکتا، اس تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے گفتگو کی تو رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا، ''کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟'' پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: ''اے لوگو! تم سے پہلے لوگوں کی تباہی اسی بنا پر ہوئی کہ جب ان میں سے کوئی صاحب حیثیت معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی کم مرتبہ کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے، اللہ کی قسم! بالفرض اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔'' ابن جریج کی حدیث میں ہے، ''تم سے پہلے لوگ صرف اس لیے تباہ ہوئے۔''

فوائد: ...... ❶ چوری کرنے والی عورت بنو مخزوم کی عورت فاطمہ بنت اسود تھی، جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فوت ہونے والے شہید خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بھتیجی تھی۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۶۳) اور جاہلیت کے دور میں بھی چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا تھا۔ اس لیے بنو مخزوم جو قریش کا ایک معزز خاندان تھا، بہت پریشان ہوا، کیونکہ وہ جانتے تھے، آپ ﷺ حد قائم کرنے میں کوئی رو رعایت نہیں فرمائیں گے، اس لیے انہوں نے سفارش کی تلاش کے لیے غور و فکر کیا تو ان کا خیال ہوا کہ آپ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتے ہیں، شاید اس کی بات قبول

← الشريف والوضيع برقم (٦٧٨٧) وفي باب: كراهية الشفاعة في الحد اذا رفع السلطان برقم (٦٧٨٨) وابو داود في (سننه) في الحدود باب: في الحد يشفع فيه برقم (٤٣٧٣) والترمذي في (جامعه) في الحدود باب: ما جاء في كراهية ان يشفع في الحدود برقم (١٤٣٠) والنسائي في (المجتبى) في قطع السارق باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر الزهري في المخزومية التي سرقت ٨/ ٧٣ و ٧٤۔ وابن ماجه في (سننه) في الحدود باب: الشفاعة في الحدود برقم (٢٥٤٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٧٨)

کر لیں، لیکن آپ ﷺ نے اس سفارش کو قبول نہ کیا اور پھر سب کے سامنے اس کا سبب بھی بیان فرمایا کہ بنو اسرائیل کی ہلاکت و تباہی کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ حدود کے قیام میں معزز اور غیر معزز میں فرق کرتے تھے، حالانکہ قانون کی نظر میں سب یکساں ہیں اور مزید زور اور تاکید کے لیے فرمایا دنیا میں محبوب شخصیت اور میری لخت جگر، فاطمہ ؓ بھی بالفرض حال یہ حرکت کر بیٹھتی تو میں قانون میں لچک اس کی خاطر بھی پیدا نہ کرتا، یہ واقعہ فتح مکہ کے وقت پیش آیا تھا جبکہ آپ ﷺ کی کوئی لخت جگر فاطمہ کے زندہ نہیں تھی، چوری کا واقعہ بنو مخزوم کی ایک اور عورت ام عمرو بنت سفیان کا بھی ہے جو حجۃ الوداع کے موقعہ پر پیش آیا، اس کا بھی آپ ﷺ نے ہاتھ کاٹ دیا تھا، اس لیے وہ واقعہ الگ ہے۔ ❷ جمہور امت کے نزدیک واقعہ جب عدالت میں پیش ہو جائے تو پھر حد کو روکنے کے لیے سفارش کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر کوئی ایسا آدمی ہو جو عادی مجرم نہ ہو یا لوگوں کو تنگ کرنا اس کی عادت نہ ہو تو اس کے حق میں عدالت میں مقدمہ جانے سے پہلے پہلے سفارش کی جا سکتی ہے۔

[4411] ٩-(...) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِءُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ فِيهَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ)) فَقَالَ لَهُ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَطَبَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَإِنِّي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ يَدُهَا)) قَالَ يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدُ وَتَزَوَّجَتْ وَكَانَتْ تَأْتِينِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[4411] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الشهادات باب: شهادة القاذف والسارق والزاني برقم (٢٦٤٨) وفي المغازي باب: ٥٣ برقم (٤٣٠٤) وفي الحدود باب: توبة السارق برقم (٦٨٠٠) وابو داود في (سننه) في الحدود باب: في القطع في العارية اذا جحدت برقم (٤٣٩٦) والنسائي في (المجتبى) في قطع السارق باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر الزهري في المخزومية التي سرقت برقم ٨/ ٧٤ و ٧٥ وبرقم (٨/ ٧٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٦٩٤)

[4411] ۔ نبی اکرم ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس عورت کے مسئلہ نے پریشان کر ڈالا، جس نے نبی اکرم ﷺ کے دور میں فتح مکہ کے وقت چوری کی تھی تو انہوں نے آپس میں کہا، اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون بات چیت کر سکتا ہے؟ پھر کہنے لگے، رسول اللہ ﷺ کے محبوب اسامہ رضی اللہ عنہ کے سوا کون یہ جرأت کر سکتا ہے؟ اس عورت کو لایا گیا تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے بارے میں آپ ﷺ سے گفتگو کی، جس پر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ کی حدود میں ایک حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟'' اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے درخواست کی، اے اللہ کے رسول! میرے لیے اللہ سے معافی طلب فرمائیں، جب شام ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ کے شایان شان تعریف کی، پھر فرمایا: ''حمد صلوٰۃ کے بعد، تم سے پہلے لوگوں کو اس چیز نے تباہ کیا کہ ان کی عادت تھی جب ان کا کوئی قدر و منزلت والا چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی کم مرتبہ کمزور حیثیت کا مالک چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے اور میں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بالفرض اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔'' پھر آپ نے اس عورت کے بارے میں جس نے چوری کی تھی، یہ فرمان جاری فرمایا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں بعد میں اس نے صحیح توبہ کر لی اور شادی کر لی اور اس کے بعد میرے پاس آیا کرتی تھی، میں اس کی ضرورت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیتی تھی، (آپ پوری فرما دیتے تھے۔)

[4412] ١٠-(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُقْطَعَ يَدُهَا فَأَتَى أَهْلُهَا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَكَلَّمُوهُ فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِيهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَيُونُسَ.

[4412] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت تھی، جو سامان ضرورت کی چیز عاریتاً لے لیتی اور پھر انکار کر دیتی تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا، اس کے خاندان کے لوگ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے سفارش کی درخواست کی، انہوں نے اس عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

فائدہ:...... بنو مخزوم کی اس عورت کا یہ وتیرہ تھا کہ وہ ضرورت کی چیز مانگ کر لے جاتی اور پھر لے جانے سے

[4412] اخرجه ابو داود في (سننه) في الحدود باب: في الحد يشفع فيه برقم (٤٣٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٦٦٤٣)

انکار کر دیتی کہ میں تو کوئی چیز مانگ کر نہیں لے گئی تھی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کو چوری کی عادت پڑ گئی تو اس کا ہاتھ چوری کرنے پر کاٹا گیا، لیکن چوری کا پیش خیمہ اور سبب عاریہ تھا، اس لیے یہاں اس کی طرف منسوب کر دیا گیا، اس لیے جمہور امت کے نزدیک عاریتاً لی گئی چیز کا انکار کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، ہاں امام اسحاق اور ابن حزم کا نظریہ یہ ہے کہ عاریۃً چیز کے انکار پر ہاتھ کاٹ ڈالا جائے گا، امام احمد کا ایک قول یہی ہے، لیکن علامہ ابن قدامہ نے احمد کے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے، جو جمہور کے مطابق ہے۔

[4413] ١١ـ(١٦٨٩)وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَعَاذَتْ بِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَاللهِ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا فَقُطِعَتْ)).

[4413]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو اس کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا، وہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پناہ میں آ گئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! بالفرض اگر فاطمہ بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔'' تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

فائدہ:...... یہ بنو مخزوم کی ایک اور عورت ہے جس کا نام ام عمرو بنت سفیان بن عبد الاسد ہے، جو فاطمہ بنت الاسود کی چچا زاد ہے اس نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر رات کو ایک قافلہ والوں کا کپڑوں کا صندوق یا سوٹ کیس چرایا تھا، انہوں نے اس کو پکڑ کر باندھ لیا اور صبح حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، اس نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پناہ لی، ان کی تہبند میں اپنے ہاتھ چھپا لیے، پھر آپ ﷺ کے حکم سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تہبند سے اس کے ہاتھ نکالے گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی بالفرض یہ حرکت کر لیتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا، پھر اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، تفصیلی واقعہ کے لیے۔ (طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۲۶۳)

جمہور کے نزدیک ہاتھ کلائی سے کاٹا جائے گا اور دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا، اگر نہ ہو تو پھر بایاں کاٹا جائے گا۔

٣...... بَاب: حَدِّ الزِّنٰى

باب۳: زانی کی حد

[4414] ١٢ـ(١٦٩٠)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِاللهِ الرَّقَاشِيِّ

[4413] اخرجه البخاري في (صحيحه) في قطع السارق باب: ما يكون حرزا وما لا يكون برقم (٤٩٠٦) انظر (التحفة) برقم (٢٩٤٩)

[4414] اخرجه مسلم في (صحيحه) في الفضائل باب: عرق النبي ﷺ في البرد وحين ياتيه ←

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ)).

[4414] ۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے حاصل کرلو، مجھ سے سیکھ لو، اللہ تعالیٰ نے بدکار عورتوں کے لیے سبیل (راہ) بیان کر دی ہے، زانی جوڑا اگر کنوارا ہو تو اس کے لیے سزا سو (۱۰۰) کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اگر زانی، مرد، عورت شادی شدہ ہوں تو سو (۱۰۰) کوڑے اور سنگساری ہے۔''

[4415] (. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4415] ۔امام صاحب یہی روایت ایک دوسرے استاد سے، منصور کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

[4416] ۱۳ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ لَهُ وَجْهُهُ قَالَ فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَلُقِيَ كَذٰلِكَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ ((خُذُوا عَنِّي فَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ الثَّيِّبُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ رَجْمٌ بِالْحِجَارَةِ وَالْبِكْرُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ نَفْيُ سَنَةٍ)).

[4416] ۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر جب وحی نازل کی جاتی تو آپ شدت (کرب وتکلیف) محسوس کرتے اور آپ کا چہرہ خاکستری یا سیاہی مائل ہو جاتا، آپ ﷺ پر ایک دن وحی نازل ہونا شروع ہوگئی تو آپ ﷺ اس کیفیت سے دوچار ہوئے تو جب یہ کیفیت چھٹی یا زائل ہوئی، آپ نے فرمایا: ''مجھ سے سیکھ لو، اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے راہ مقرر کر دی ہے، یعنی حکم جاری فرمایا ہے، شادی شدہ مرد، شادی شدہ عورت سے زنا کرے اور غیر شادی شدہ مرد، غیر شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو شادی شدہ

←الوحی برقم (٦٠١٤) وبرقم (٦٠١٥) والنسائی فی (المجتبی) فی الحدود باب: الرجم ٧/ ٢٢٦ـ والترمذی فی (جامعه) فی الحدود باب: باب الرجم علی الثیب برقم (١٤٣٤) وابن ماجه فی (سننه) فی الحدود باب: حد الزنا برقم (٢٥٥٠) انظر (التحفة) برقم (٥٠٨٣)

[4415] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٤٣٩٠)

[4416] تقدم تخریجه برقم (٤٣٩٠)

جوڑے کے لیے، سو کوڑے اور پھر پتھروں سے مارنا ہے اور غیر شادی شدہ جوڑے کے لیے سو (۱۰۰) کوڑے پھر ایک سال کی جلاوطنی ہے۔

مفردات الحدیث ❶ البِکرُ: کنوارا، غیر شادی شدہ مرد یا عورت۔ ❷ الثَّیِّب: شادی شدہ مرد یا عورت۔ ❸ کُرِبَ: کرب و تکلیف پہنچنا۔ ❹ تَرَبَّدَ: سیاہی مائل ہو جانا، کیونکہ رَبْدہ، سفید چیز کا سیاہی کی طرف تبدیل ہونا ہے۔ ❺ السبیل: قرآن مجید میں سورہ نساء آیت نمبر ۱۵ میں بدکار عورت کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا تھا، (انہیں گھروں میں بند رکھو حتیٰ کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی سبیل راہ یعنی نیا حکم جاری فرما دے) اور اس حدیث میں اس سبیل کی تعیین یا وضاحت کر دی گئی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر کی ہے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ پر وحی قرآن کے سوا حدیث و سنت کی شکل میں بھی اترتی تھی، جس پر آپ قرآن ہی کی طرح عمل کرتے تھے۔

اس وحی میں یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ اگر مرد یا عورت غیر شادی شدہ ہو تو اس کی سزا سو (۱۰۰) کوڑے اور ایک سال کے لیے شہر بدری ہے اور اگر وہ شادی شدہ ہوں تو ان کے لیے سو کوڑے اور سنگسار کرنا ہے، ائمہ میں اس کی تفصیلات میں کچھ اختلاف ہے، غیر شادی شدہ مرد ہو یا عورت، اس کی سزا سو کوڑے ہے، اس پر اتفاق ہے، لیکن جلاوطنی کے بارے میں مندرجہ ذیل نظریات ہیں۔

(۱) مرد اور عورت دونوں کو ایک سال کے لیے شہر بدر کیا جائے گا، جیسا کہ حدیث کا تقاضا ہے، امام شافعی، امام احمد، اسحاق، ابوثور، ابن ابی لیلیٰ، سفیان ثوری، عطاء، طاؤس رحمۃ اللہ علیہم کا یہی موقف ہے، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل تھا۔

(۲) امام مالک اور امام اوزاعی کے نزدیک جلاوطنی صرف مرد کے لیے ہے، عورت دوسری جگہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتی۔ اس لئے اس کو جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

(۳) شہر بدری یہ حد میں داخل نہیں ہے، یہ ایک تعزیری حکم ہے، جو حاکم و قاضی کی صوابدید پر موقوف ہے، امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا یہی نظریہ ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے المغنی، ج ۱۲، ص ۳۲۲ تا ۳۲۵، مسئلہ نمبر ۱۵۵۳)

۲۔ شادی شدہ زانی کا حکم: اگر شادی شدہ مرد یا شادہ شدہ عورت زنا کا ارتکاب کرتی ہے تو خارجیوں کے سوا بالاتفاق اہل سنت کے نزدیک ان کو رجم (سنگسار) کر دیا جائے گا، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کیا رجم سے پہلے سو کوڑے لگائے جائیں گے یا نہیں، امام احمد کا ایک قول یہی ہے کہ پہلے (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے، پھر سنگسار کریں گے، جیسا کہ اس روایت میں بیان ہوا ہے، حضرت ابن عباس، حضرت ابی بن کعب اور ابوذر رضی اللہ عنہم کا یہی نظریہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس پر عمل کیا تھا، حسن بصری، اسحاق، داود اور ابن المنذر کا قول بھی یہی ہے، لیکن حضرت عمر، عثمان، ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور نخعی، زہری، اوزاعی، مالک، شافعی اور احناف کا موقف یہ ہے اور امام احمد کا دوسرا قول بھی یہی ہے کہ سنگسار کیا جائے گا کوڑے مارنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت

ماعز اور غامدیہ عورت کو کوڑے نہیں لگائے تھے، اس طرح آپ ﷺ نے حضرت انیس رضی اللہ عنہ کو جس عورت کی طرف بھیجا تھا تو انہیں فرمایا تھا، اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دینا، کوڑے مارنے کا حکم نہیں دیا، یہ متفق علیہ روایت ہے، (تفصیل کے لیے، دیکھئے المغنی، ج ۱۲، ص ۳۱۳، مسئلہ ۱۵۵۱، الفصل الثانی، فتح الباری، ج ۱۲، ص ۱۴۵)۔

امام شاہ ولی اللہ نے مسوی شرح موطاء ج ۲ ص ۱۳۵ پر لکھا ہے، امام رجم اور کوڑے دونوں سزائیں دینا چاہے تو دے سکتا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ رجم پر اکتفا کرے، کیونکہ اصل مقصد تو اس کو عبرت بنانا اور اس کو ختم کرنا ہے، جو رجم سے حاصل ہو جاتا ہے۔'' دو سزائیں جمع ہو جائیں تو ان میں سے ہلکی کو شدید کے اندر جمع کرنا ممکن ہے، اس لیے امام کا موقع و محل یا حالات ظروف کے مطابق عمل کرنا چاہیے، اگر دونوں حدوں کو جمع کرنا مناسب ہو تو اس پر عمل کرے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں سزاؤں کو جمع کیا، اگر حالات کی روشنی میں سنگسار کرنا کافی ہو تو اس پر اکتفا کرے، جیسا کہ ماعز اور غامدیہ یا عسیف رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں کیا گیا ہے، هذا ما عندی والله اعلم بالصواب

[4417] ١٤ ـ (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي كِلَاهُمَا

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا ((**الْبِكْرُ يُجْلَدُ وَيُنْفَى وَالثَّيِّبُ يُجْلَدُ وَيُرْجَمُ**)) لَا يَذْكُرَانِ سَنَةً وَّلَا مِائَةً.

[4417] ـ امام اپنے تین اساتذہ کی دو سندوں سے قتادہ کی مذکورہ بالا سند سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں، اس حدیث میں ہے، ''غیر شادی شدہ کو کوڑے لگائے جائیں گے اور شہر بدر کیا جائے گا اور شادی شدہ کو کوڑے لگائے جائیں گے اور سنگسار کیا جائے گا'' اس میں ایک سال اور سو (۱۰۰) کا ذکر نہیں ہے۔

۴...... بَابُ رَجْمِ الثَّيِّبِ فِي الزِّنَى

باب ٤: زنا کی صورت میں شادی شدہ کو سنگسار کرنا

[4418] ١٥ ـ (١٦٩١) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ

[4417] تقدم تخريجه برقم (٤٣٩٠)

[4418] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحدود باب: الاعتراف بالزنا برقم (٦٨٢٩) وفی باب: رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت برقم (٦٨٣٠) وابو داود فی (سننه) فی الحدود باب: فی الرجم برقم (٤٤١٨) والترمذی فی (جامعه) فی الحدود باب: ما جاء فی تحقیق الرجم برقم (٦٤٣٢) وابن ماجه فی (سننه) فی الحدود باب: الرجم برقم (٢٥٥٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٥٠٨)

أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ جَالِسٌ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ قَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا فَرَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشٰى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَإِنَّ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الاعْتِرَافُ.

[4418] ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی، آپ ﷺ پر جو احکام نازل فرمائے گئے، ان میں آیت رجم بھی تھی، ہم نے اس کو پڑھا، یاد کیا اور سمجھا، رسول اللہ ﷺ نے سنگسار کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد سنگسار کیا، مجھے ڈر ہے، ایک طویل مدت گزرنے کے بعد کوئی کہنے والا کہے گا، اللہ کی کتاب میں ہم رجم کا حکم نہیں پاتے تو وہ اس فرض کو چھوڑ کر جو اللہ نے اتارا گمراہ ہو جائیں گے، اللہ کے قانون کی رو سے رجم ایسے زانی کو کرنا جو شدی شدہ ہو برحق ہے، زانی مرد ہو یا عورت، جب شہادت قائم ہو جائے یا حمل ٹھہر چکا ہو یا وہ اعتراف کر لیں۔

[4419] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[4419] ۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے زہری ہی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ :...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ذوالحجہ میں آخری حج سے ۲۳ھ میں واپس آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کا آخری خطبہ دیا تو اس میں خلافت کے مسئلہ پر روشنی ڈالی اور اس سے پہلے رجم کا مسئلہ بھی بیان کیا اور رجم کا مسئلہ تورات میں بھی موجود تھا، اس کی بنا پر آپ ﷺ نے یہودی مرد اور عورت کو سنگسار کیا تھا، اس کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ نے بھی رجم کا حکم دیا، لیکن یہ حکم قرآن مجید میں نہیں لکھوایا گیا، اس لیے کتاب اللہ سے مراد، اللہ کا قانون ہے، جیسا کہ حدیث عسیف اور حدیث ولاء میں کتاب اللہ سے مراد اللہ کا حکم ہے، جو سنت سے ثابت ہے اور بقول بعض اس سے مراد سورہ مائدہ کی آیت ﴿وکیف یحکمونك وعندهم التوراة فیها حکم الله﴾ (آیت نمبر ۴۹-۵۰) ہیں۔ اور بقول بعض اس سے مراد منسوخ التلاوۃ آیت ﴿الشیخ والشیخة

[4419] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٣٩٣)

اذا زنيا فارجموهما البتة نكالا من الله والله عزيز حكيم﴾ ہے۔لیکن یہ آیت چونکہ قرآن نہیں ہے اس لئے اس میں قرآن والی شروط بھی موجود نہیں۔

امام مالک کے نزدیک اگر غیر شادی شدہ عورت حاملہ ہو تو وہ زانیہ تصور کی جائے گی اور اگر وہ اپنا مجبور و مکرہ ہونا ثابت نہ کر سکے تو اس کو سزا دی جائے گی، لیکن امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک سزا کے لیے محض حاملہ ہونا کافی نہیں ہے، جب تک وہ اعتراف نہ کرے یا گواہ قائم نہ ہوں۔

۵...... بَاب مَنْ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَى

باب ۵: جس نے اپنے بارے میں زنا کا اعتراف کرلیا

[4420] ١٦-(. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ لَهُ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى ثَنّٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَبِكَ جُنُونٌ)) قَالَ لَا قَالَ ((فَهَلْ أَحْصَنْتَ)) قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.

[4420]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں ایک مسلمان آدمی آیا اور آپ ﷺ کو آواز دے کر کہا، اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، آپ نے اس سے منہ پھیر لیا، وہ پھر کر آپ ﷺ کے سامنے آ گیا اور آپ سے کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، آپ نے اس سے

[4420] طريق عبدالملك بن شعيب بن الليث بن سعد اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی المحاربين باب: لا يرجم المجنون والمجنونة برقم (٦٨١٥) وفی الاحكام باب: من حكم فی المسجد حتى اذا اتى على حد امر ان يخرج فی المسجد فيقام برقم (٧١٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٠٨) وطريق الليث عن عبدالرحمن بن خالد بن مسافر عن ابن شهاب اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی المحاربين باب: سوال الامام المقر: هل احصنت؟ برقم (٦٨٢٥) انظر (التحفة) برقم (١٣١٨٥)

اعراض کیا حتی کہ اس نے یہ بات چار مرتبہ دہرائی، جب اس نے اپنے بارے میں چار مرتبہ گواہی دی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلوایا اور اس سے پوچھا: ''کیا تو دیوانہ ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، آپ نے پوچھا، ''کیا تم شادی شدہ ہو؟'' اس نے کہا، جی ہاں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔''

ابن شہاب کہتے ہیں، مجھے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سننے والے نے بتایا، انہوں نے کہا، میں اس کو رجم کرنے والوں میں موجود تھا، ہم نے اسے جنازہ گاہ میں رجم کیا، جب اسے پتھروں نے پریشان کیا، وہ بھاگ کھڑا ہوا، ہم نے اسے حرۃ (پتھریلا علاقہ) میں جا لیا اور اسے رجم کر ڈالا۔

مفردات الحدیث ❶ **ثنیٰ ذالك**: دہرایا، تکرار کیا۔ ❷ **مُصلّٰی**: جنازہ گاہ۔ ❸ **اذ لقته**: اسے قلق و اضطراب میں ڈالا۔

[4421] (. . .) قَالَ مُسْلِمٌ: وَرَوَاهُ اللَّيْثُ أَيْضًا عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4421] ۔ یہی روایت، امام لیث، زہری ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

[4422] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَيْضًا وَفِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ كَمَا ذَكَرَ عُقَيْلٌ.

[4422] ۔ یہی روایت امام صاحب امام دارمی کی سند سے زہری ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، امام لیث اور امام دارمی دونوں کی حدیث میں، ابن شہاب، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

[4423] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ رِوَايَةِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

[4421] تقدم

[4422] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الطلاق باب: الطلاق فی الاغلاق والکره والسکران والمجنون وامرهما والغلط والنسیان فی الطلاق والشرك وغیه برقم (٥٢٧١) انظر (التحفة) برقم (١٣١٤٨)

[4423] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الطلاق باب: الطلاق فی الاغلاق والکره والسکران والمجنون وامرهما والغلط والنسیان فی الطلاق والشرك وغیره برقم (٥٢٧٠) وفی ←

[4423] ۔امام صاحب تین اساتذہ کی دو سندوں سے زھری کے واسطہ سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح حدیث بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والا آدمی حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ تھے، اس حدیث کی رو سے احناف اور حنابلہ کے نزدیک زنا کی حد قائم کرنے کے لیے، زانی کا چار مرتبہ اعتراف کرنا ضروری ہے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک عسیف (مزدور، اجیر) کے واقعہ کی روشنی میں ایک دفعہ اقرار کرنا ہی کافی ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت انیس کو چار دفعہ اعتراف کروانے کا حکم نہیں دیا تھا، حسن بصری، حماد، ابوثور اور ابن المنذر کا قول بھی یہی ہے۔ (المغنی، ج ۱۲، ص ۳۵۴)

[4424] ۱۷۔(۱۶۹۲) وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ جِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ قَصِيرٌ أَعْضَلُ لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ أَنَّهُ زَنَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**فَلَعَلَّكَ**)) قَالَ لَا وَاللَّهِ إِنَّهُ قَدْ زَنَى الْأَخِرُ قَالَ فَرَجَمَهُ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ ((**أَلَا كُلَّمَا نَفَرْنَا غَازِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَلَفَ أَحَدُهُمْ لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ يَمْنَحُ أَحَدُهُمْ الْكُثْبَةَ أَمَا وَاللَّهِ إِنْ يُمْكِنِّي مِنْ أَحَدِهِمْ لَأُنَكِّلَنَّهُ عَنْهُ**)).

[4424] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا، جب اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا، چھوٹا قد، مضبوط جسم، جس پر چادر نہیں ہے، اس نے اپنے بارے میں چار دفعہ زنا کرنے کی شہادت دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تو نے......؟'' (بوس و کنار کیا ہو یا چٹکی لی ہو) اس نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! ذلیل اور کمینے آدمی نے زنا کیا ہے تو آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، پھر خطبہ دیا اور فرمایا: ''خبردار، جب بھی ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں تو کوئی فرد پیچھے رہتا ہے اور بکرے کی طرح جنسی آوازیں نکالتا ہے، کسی کو معمولی اور حقیر چیز پیش کرتا ہے، ہاں اللہ کی قسم! اگر ان میں سے کوئی میرے قابو

← الحدود باب: رجم المحسن برقم (٦٨١٤) وفى باب: الرجم بالمصلى برقم (٦٨٢٠) وابو داود فى (سننه) فى الحدود باب: رجم ماعز بن مالك برقم (٤٤٣٠) والترمذى فى (جامعه) فى الحدود باب: ما جاء في درك الحد عن المعترف اذا رجع برقم (١٤٢٩) والنسائى فى (المجتبى) فى الجنائز باب: تركى الصلاة على المرجوم برقم ٤/ ٦٣) انظر (التحفة) برقم (٣١٤٩)

[4424] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الحدود باب: رجم ماعز بن مالك برقم (٤٤٢٢) انظر (التحفة) برقم (٢١٩٦)

میں آ گیا تو میں اس کو سامان عبرت بنا دوں گا۔"

مفردات الحدیث ❶ أعْضَلُ: مضبوط تن و توش کا مالک یعنی مستحکم جسم والا۔ ❷ آخر: حقیر، کمینہ۔
❸ نبیب وہ آواز جو نر بکرا، بکری سے جفتی کرتے وقت نکالتا ہے۔ ❹ الكثبة: تھوڑا سا دودھ یا کوئی معمولی اور حقیر چیز۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، مجرم کو اپنے اقرار اور اعتراف سے نکلنے کی راہ سمجھانا جائز ہے، بشرطیکہ وہ عادی مجرم نہ ہو اور اگر حقوق اللہ سے تعلق رکھنے والی حدود کے اقرار سے پھر جاتا ہے اور اس کے خلاف بینہ موجود نہیں ہے تو اس کے رجوع کو بھی مان لیا جائے گا۔ (شرح نووی، مسلم، ج ۲ ص ۷۷)
لیکن عادی مجرم کو عبرتناک سزا دینی چاہیے، جیسا کہ آپ کے خطبہ سے ثابت ہو رہا ہے اور آپ ﷺ کے خطبہ سے معلوم ہوتا ہے، حضرت ماعز ان میں داخل نہیں تھے، کیونکہ ان کے بارے میں فرما رہے ہیں، میں ان کو اگر قابو میں آ گئے، عبرت بنا ڈالوں گا اور حضرت ماعز کو نکلنے کی تلقین فرما رہے ہیں اور آگے صریح روایت آ رہی ہے کہ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: واپس چلے جاؤ، اللہ سے بخشش طلب کرو، توبہ کرلو، بار بار یہ کہا، چوتھی بار پوچھا، دیوانے تو نہیں ہو، شراب تو نہیں پی ہے اور پھر اس کی توبہ کی تعریف فرمائی، جو انہوں نے حد کا تقاضا کر کے عملی صورت میں دیکھی تھی۔

[4425] ۱۸۔(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سمعت جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ قَصِيرٍ أَشْعَثَ ذِي عَضَلَاتٍ عَلَيْهِ إِزَارٌ وَقَدْ زَنٰى فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**كُلَّمَا نَفَرْنَا غَازِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَخَلَّفَ أَحَدُكُمْ يَنِبُّ نَبِيبَ التَّيْسِ يَمْنَحُ إِحْدَاهُنَّ الْكُثْبَةَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُمْكِنِّي مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا جَعَلْتُهُ نَكَالًا**)) أَوْ نَكَّلْتُهُ قَالَ فَحَدَّثْتُهُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ رَدَّهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ.

[4425]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک پستہ قد پراگندہ بال، مضبوط بدن آدمی لایا گیا، جو تہبند باندھے ہوئے تھا اور زنا کر چکا تھا، آپ ﷺ نے اسے دو مرتبہ لوٹایا، پھر اس کو رجم کرنے کا حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بھی ہم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نکلتے ہیں، تم میں سے کوئی پیچھے رہ جاتا ہے اور بکرے کی طرح آواز نکالتا ہے اور ان میں سے کسی کو تھوڑا سا دودھ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے جس پر بھی مجھے قابو دے گا میں اسے عبرت بنا دوں گا یا عبرتناک سزا دوں گا، راوی بیان کرتا ہے میں نے یہ حدیث سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سنائی تو اس نے کہا، آپ ﷺ نے اسے چار بار لوٹایا تھا۔

[4425] اخرجه ابو داود في (سننه) في الحدود باب: رجم ماعز بن مالك برقم (٤٤٢٣) انظر (التحفة) برقم (٢١٨١)

فائدہ :...... حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت ہزال رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک نوکر کی حیثیت سے رہتے تھے اور حضرت ہزال رضی اللہ عنہ کی مطلقہ لونڈی تھی، جو ان کی بکریاں چراتی تھی، حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے اس سے زنا کر لیا، پھر پشیمان ہو کر حضرت ہزال رضی اللہ عنہ کو بتایا تو انہوں نے ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور وہ دور غربت کا تھا، بعض عورتیں جاہلیت کے دور میں یہ حرکت کرتی تھیں، بعد میں بھی بعض میں یہ عادت قائم رہی، وہ اپنی عادت کی بنا پر معمولی چیز کے عوض اپنی عزت نیلام کر دیتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں، چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ غزوہ میں سب شریک ہونے کی کوشش کرتے تھے، اس لیے بدکار مرد اور عورتوں کو اس کا موقع مل جاتا تھا، اس لیے آپ نے جب ایک تقریب پیدا ہوگئی تو موقعہ کی مناسبت سے ان لوگوں کو متنبہ فرمایا تاکہ وہ اس حرکت سے باز رہیں، وگرنہ عبرتناک سزا کے لیے تیار رہیں، اس سے مراد وہ صحابی نہ تھا جس نے خود کو پیش کیا تھا۔

[4426] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَوَافَقَهُ شَبَابَةُ عَلٰى قَوْلِهٖ فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي عَامِرٍ فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

[4426] ۔ امام صاحب یہی روایت، اپنے دو اور اساتذہ سے شعبہ ہی کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں، شبابہ نامی راوی کی روایت میں بھی دو دفعہ لوٹانے کا تذکرہ ہے، جبکہ ابو عامر کی روایت میں ہے، دو یا تین دفعہ لوٹایا۔

[4427] ۱۹ ۔ (۱۶۹۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ أَحَقٌّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي قَالَ ((بَلَغَنِي أَنَّكَ وَقَعْتَ بِجَارِيَةِ آلِ فُلَانٍ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ.

[4427] ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا،

[4426] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٤٠٠)
[4427] اخرجه ابوداود فى (سننه) فى الحدود باب: رجم ماعز بن مالك برقم (٤٤٢٢) واخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الحدود باب: ما جاء فى التلقين فى الحد برقم (١٤٢٧) انظر (التحفة) برقم (٥٥١٩)

''کیا تیرے بارے میں مجھ تک جو کچھ پہنچا ہے، ٹھیک ہے، (حقیقت ہے)۔'' اس نے عرض کیا، آپ ﷺ کو میرے بارے میں کیا خبر ملی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے خبر ملی ہے کہ تو نے فلاں خاندان کی لونڈی سے زنا کیا ہے؟'' اس نے کہا، جی ہاں، اس نے چار مرتبہ اس کی شہادت دی، پھر آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔

فائدہ:...... یہ بات ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ ان کو لانے والے حضرت ہزال رضی اللہ عنہ تھے اور آپ ﷺ نے ان سے کہا بھی تھا، تمہارا اس پر پردہ پوشی کرنا بہتر تھا اور ان کے ساتھ آنے والے، آپ ﷺ کو پورے واقعہ سے آگاہ کر چکے تھے، اس لیے آپ نے حضرت ماعز سے پوچھا اور ان کو اس اعتراف سے منحرف ہونے کی راہ بھی سمجھانے کی کوشش کی، لیکن وہ حضرت ہزال رضی اللہ عنہ کے پکا کرنے کے سبب اپنی بات پر قائم رہے۔

[4428] ٢٠-(١٦٩٤) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهُ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ فَاحِشَةً فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَرَدَّهُ النَّبِيُّ ﷺ مِرَارًا قَالَ ثُمَّ سَأَلَ قَوْمَهُ فَقَالُوا مَا نَعْلَمُ بِهِ بَأْسًا إِلَّا أَنَّهُ أَصَابَ شَيْئًا يَرَى أَنَّهُ لَا يُخْرِجُهُ مِنْهُ إِلَّا أَنْ يُقَامَ فِيهِ الْحَدُّ قَالَ فَرَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَنَا أَنْ نَرْجُمَهُ قَالَ فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ قَالَ فَمَا أَوْثَقْنَاهُ وَلَا حَفَرْنَا لَهُ قَالَ فَرَمَيْنَاهُ بِالْعَظْمِ وَالْمَدَرِ وَالْخَزَفِ قَالَ فَاشْتَدَّ وَاشْتَدَدْنَا خَلْفَهُ حَتَّى أَتَى عُرْضَ الْحَرَّةِ فَانْتَصَبَ لَنَا فَرَمَيْنَاهُ بِجَلَامِيدِ الْحَرَّةِ يَعْنِي الْحِجَارَةَ حَتَّى سَكَتَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطِيبًا مِنَ الْعَشِيِّ فَقَالَ ((أَوَ كُلَّمَا انْطَلَقْنَا غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ تَخَلَّفَ رَجُلٌ فِي عِيَالِنَا لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ عَلَيَّ أَنْ لَا أُوتَى بِرَجُلٍ فَعَلَ ذٰلِكَ إِلَّا نَكَّلْتُ)) بِهِ قَالَ فَمَا ((اسْتَغْفَرَ لَهُ وَلَا سَبَّهُ)).

[4428]۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم خاندان کا ایک آدمی جسے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں نے بدکاری کا ارتکاب کیا ہے، اس کی حد مجھ پر لگایئے تو آپ ﷺ نے اسے کئی دفعہ واپس کیا، پھر آپ نے اس کی قوم سے پوچھا تو انہوں نے کہا، ہمیں اس کے اندر کسی بیماری (دماغی خلل) کا علم نہیں ہے، مگر یہ بات ہے، اس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے، جس کے بارے میں اس کا خیال ہے، وہ حد قائم کیے بغیر معاف نہیں ہوسکتا، وہ پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں اسے مارنے کا حکم دیا، تو ہم اسے بقیع غرقد (مدینہ کا قبرستان) کی طرف لے گئے، ہم نے نہ اس کو باندھا اور نہ

[4428] اخرجه ابو داود في (سننه) في الحدود باب: رجم ماعز بن مالك برقم (٤٤٣١) انظر (التحفة) برقم (٤٣١٣)

ہی اس کے لیے گڑھا کھودا، ہم نے اسے ہڈیوں، روڑوں اور ٹھیکریوں سے مارا تو وہ بھاگ کھڑا ہوا اور ہم بھی اس کے پیچھے بھاگ پڑے حتی کہ وہ حرہ (سیاہ سنگریزے) کے کنارہ پر آ گیا اور ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا تو ہم نے اسے حرہ کے بڑے بڑے پتھروں سے مارا حتی کہ وہ خاموش ہو گیا، یعنی فوت ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے شام کو خطاب فرمایا اور کہا، ''جب بھی ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں تو کوئی آدمی ہماری عورتوں میں پیچھے رہ جاتا ہے اور وہ نر کی طرح آواز نکالتا ہے، مجھ پر لازم ہے، میرے پاس اس فعل کا مرتکب جو آدمی بھی لایا جائے گا، میں اسے عبرتناک سزا دوں گا، پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی نہ برا بھلا کہا، مَدَرَ: ڈھیلے، خـزف، ٹھیکرے، عُرْض، کنارہ۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، رجم کے لیے پتھر مارنا ضروری نہیں ہے، پتھر، ڈھیلے، ٹھیکرے، ہڈیاں اور ڈنڈے وغیرہ، جن سے انسان قتل کیا جا سکے، سب جائز ہیں، اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے، کیونکہ اس کو عبرتناک سزا دینی ہوتی ہے، فوری طور پر مارنا درست نہیں ہے، ہاں اگر مار مار کر اس کو ادھ موا کر دیا جائے، لیکن اس کی جان نہ نکل رہی ہو تو پھر کوئی بڑا وزنی پتھر مار کر اسے ختم کیا جا سکتا ہے، کیونکہ جلود، بڑے پتھر کو کہتے ہیں۔

[4429] ۲۱۔(. . .)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْعَشِيِّ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ أَقْوَامٍ إِذَا غَزَوْنَا يَتَخَلَّفُ أَحَدُهُمْ عَنَّا لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ وَلَمْ يَقُلْ فِي عِيَالِنَا)).

[4429]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے داود کی مذکورہ بالا سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں اور اس حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ شام کو خطاب کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: ''حمد و صلوٰۃ کے بعد، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جب ہم جہاد کے لیے نکلتے ہیں ان میں سے کوئی ایک پیچھے رہ جاتا ہے اور نر بکرے کی طرح آواز نکالتا ہے۔'' اس میں فی عیالنا (ہماری عورتوں میں) کا لفظ نہیں ہے۔

[4430] (. . .)وحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ دَاوُدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

[4429] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٠٣)
[4430] تقدم تخريجه برقم (٤٤٠٣)

[4430] ۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سندوں سے، داود کی مذکورہ سند سے اس حدیث کا کچھ حصہ بیان کرتے ہیں، ہاں سفیان کی حدیث میں ہے اس نے زنا کا اعتراف تین دفعہ کیا۔

فائدہ :...... واقعات کے بیان میں راویوں میں بعض جزئیات کے بیان میں کچھ اختلاف ہو جاتا ہے، لیکن اصل واقعہ کے بیان میں سب متفق ہوتے ہیں اس لیے وہ جزئی اختلاف کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتا، اس لیے اس حدیث میں کہیں دو دفعہ واپس کرنے کا ذکر ہے کہیں تین اور کسی روایت میں چار دفعہ، صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے تین دفعہ اس کو ٹالنے کی کوشش کی، لیکن جب وہ باز نہ آیا تو چوتھی دفعہ اس سے بدکاری کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا اور اس کے بیان کے بعد، اس کو رجم کرنے کا حکم دیا، جس سے معلوم ہوتا ہے چار دفعہ اقرار کرانا مقصود نہ تھا اور رجم کے بعد فوری طور پر آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا نہیں کی تاکہ لوگوں کے اندر اس سے باز رہنے کا جذبہ پیدا ہو اور برا بھی نہیں کہا، کیونکہ اپنے آپ کو حد جھیلنے کے لیے پیش کرنا معمولی کام نہیں ہے، بہت مضبوط ایمان والا ہی یہ کام کرسکتا ہے۔

[4431] ٢٢-(١٦٩٥) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ غَيْلَانَ وَهُوَ ابْنُ جَامِعٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ ((وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ وَتُبْ إِلَيْهِ)) قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ وَتُبْ إِلَيْهِ)) قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ((فِيمَ أُطَهِّرُكَ)) فَقَالَ مِنَ الزِّنَى فَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَبِهِ جُنُونٌ)) فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُونٍ فَقَالَ ((أَشَرِبَ خَمْرًا)) فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيحَ خَمْرٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَزَنَيْتَ)) فَقَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَكَانَ النَّاسُ فِيهِ فِرْقَتَيْنِ قَائِلٌ يَقُولُ لَقَدْ هَلَكَ لَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ وَقَائِلٌ يَقُولُ مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتُلْنِي بِالْحِجَارَةِ قَالَ فَلَبِثُوا بِذَلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُمْ جُلُوسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ ((اسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ

[4431] اخرجه ابو داود في (سننه) في الحدود باب: رجم ماعز بن مالك برقم (٤٤٣٣) انظر (التحفة) برقم (١٩٣٤)

مَالِكٍ)) قَالَ فَقَالُوا غَفَرَ اللّٰهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ)) قَالَ ثُمَّ جَائَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الْأَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ ((وَيْحَكِ ارْجِعِي فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ)) فَقَالَتْ أَرَاكَ تُرِيدُ أَنْ تُرَدِّدَنِي كَمَا رَدَّدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ إِنَّهَا حُبْلَى مِنَ الزِّنَى فَقَالَ آنْتِ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ لَهَا ((حَتَّى تَضَعِي مَا فِي بَطْنِكِ)) قَالَ فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتَّى وَضَعَتْ قَالَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتْ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ ((إِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيرًا لَيْسَ لَهُ مَنْ يُرْضِعُهُ)) فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِلَيَّ رَضَاعُهُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ فَرَجَمَهَا.

[4431] ۔حضرت سلیمان بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے، اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے (حد لگا کر) پاک کر دیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر افسوس، واپس جاؤ، اللہ سے معافی مانگو اور اس کی طرف رجوع کرو۔'' تو وہ تھوڑی دور واپس چلے گئے، پھر آ کر کہنے لگے، اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے پاک کر دیجیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر افسوس! جا، اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر۔'' تو وہ پھر تھوڑی دور جا کر واپس آ گئے، پھر آ کر کہنے لگے، اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کر دیجیے تو نبی اکرم ﷺ نے پھر اپنے کلمات دہرا دیئے حتی کہ جب وہ چوتھی بار آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟'' تو اس نے جواب دیا زنا سے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ''کیا یہ دیوانہ ہے؟'' تو آپ ﷺ کو بتایا گیا یہ پاگل نہیں ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا، ''کیا اس نے شراب پی ہے؟'' تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر اس کا منہ سونگھا اور اس سے شراب کی بو محسوس نہ کی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا واقعی تو نے زنا کیا ہے؟'' اس نے کہا، جی ہاں! تو آپ ﷺ کے حکم پر اسے رجم کر دیا گیا اور لوگ اس کے بارے میں دو گروہوں میں بٹ گئے، بعض کہنے لگے وہ تباہ و برباد ہو گیا، اس کے گناہ نے اسے گھیر لیا اور بعض کہنے لگے ماعز کی توبہ سے بڑھ کر کسی کی توبہ نہیں ہے کہ وہ خود نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ کر کہنے لگا، مجھے پتھر سے مار ڈالیے، حضرت بریدہ کہتے ہیں دو، تین دن صحابہ میں یہی اختلاف رہا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ دونوں گروہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ سلام کہہ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے بخشش طلب کرو۔'' تو لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے، اگر ایک امت کے درمیان بانٹ دی جائے تو ان کے لیے کافی ہو جائے۔'' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

پھر آپ ﷺ کے پاس از دقبیلہ کے خاندان غامد کی ایک عورت آئی اور کہنے لگی، اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے پاک کر دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر افسوس! واپس چلی جاؤ، اللہ سے بخشش طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔'' تو اس نے عرض کیا، میں سمجھتی ہوں آپ مجھے بھی ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا کیا معاملہ ہے؟'' اس نے کہا، مجھے زنا سے حمل ٹھہر چکا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا، ''کیا تجھے؟'' اس نے کہا جی ہاں تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تم وضع حمل تک ٹھہر جاؤ۔'' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو ایک انصاری آدمی نے اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری برداشت کی حتی کہ اس نے بچہ جنا تو وہ انصاری نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا غامدیہ عورت کا حمل وضع ہو گیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب ہم اس کو اس حالت میں رجم نہیں کریں گے کہ اس کے بچہ کو چھوٹا ہی چھوڑ دیں اور اس کو کوئی دودھ پلانے والا نہ ہو،'' تو ایک انصاری آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا، اس کو دودھ پلانے کا ذمہ دار میں ہوں، اے اللہ کے نبی ﷺ! تو آپ ﷺ نے اسے رجم کروا دیا۔

نوٹ:...... اس حدیث کی سند میں بقول امام نووی، یحییٰ بن یعلی اور غیلان کے درمیان ایک واسطہ رہ گیا ہے، صحیح سند یہ ہے کہ یحییٰ اور غیلان کے درمیان یحییٰ کے باپ لیلٰی کا واسطہ ہے، یعنی یحییٰ اپنے باپ لیلٰی کے واسطہ سے غیلان سے روایت کرتا ہے۔

فوائد:...... ❶ فاستنکھہ: اس کے منہ کو سونگھا کہ اس کے منہ سے شراب کی بو تو محسوس نہیں ہوتی، اس حدیث سے جمہور ائمہ نے یعنی امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام احمد نے یہ استدلال کیا ہے کہ زنا کے بارے میں سکران (نشئی) کے اقرار کا اعتبار نہیں ہے، لیکن امام شافعی کے نزدیک سکران کے اقرار کو معتبر سمجھا جائے گا، لیکن سکر (نشہ) کی حالت میں اس پر حد قائم نہیں کی جائے گی، لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ ❷ ثم جاء رسول اللہ ﷺ وهم جلوس: اس حدیث سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ میت کے لیے جہاں لوگ بیٹھتے ہیں، وہاں آنے والا دعا کرنے کے لیے کہہ سکتا ہے، حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ صحابہ کرام میت کے سوگ کے لیے تین دن بیٹھنے کا اہتمام ہی نہیں کرتے تھے، یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ وہ سوگ کے لیے تین دن مجلس قائم کرتے تھے، یہاں تو صرف اس قدر بات ہے کہ ماعز پر حد قائم کرنے کے بعد، صحابہ کرام دو گروہوں میں بٹ گئے، ایک کے بقول وہ تباہ و برباد ہو گئے اور اپنے گناہ کی بھینٹ چڑھ گئے، دوسرے کے نزدیک انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے کامیابی حاصل کی، لیکن آپ ﷺ نے پہلے دن چونکہ ان کے لیے دعا نہیں کی، اس لیے یہ اختلاف دو تین دن تک قائم رہا، آپ نے یہ اختلاف ختم کرنے کے لیے جہاں وہ عام طور پر بیٹھتے تھے یا مسجد جہاں وہ جمع ہوتے تھے، میں دونوں گروہوں کو بیٹھے دیکھ کر، ان کے لیے بخشش طلب کرنے کے لیے فرمایا اور ان کو توبہ کی فضیلت بھی بیان کیا، تاکہ وہ اختلاف ختم ہو جائے، اس کا سوگ کی مجلس میں دعا کرنے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور نہ ہی

کسی شارح نے یہ معنی کیا ہے کہ وہ مجلس سوگ تھی، اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ آپ ﷺ نے سوگ کی مجلس میں آ کر دعا منگوائی تو اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی محترم اور بزرگ شخصیت اگر آئے تو وہ دعا کروا سکتی ہے، اس سے ہر آنے والے کے لیے فاتحہ پڑھنے کا جواب کیسے نکلا؟ کیا آپ کے بعد بھی مجلس میں کوئی نہیں آیا تھا یا اس مجلس سوگ کے سوا آپ کسی اور مجلس سوگ میں شریک نہیں ہوئے تھے اور کسی مجلس ماتم میں دعا کیوں نہیں کروائی اور صحابہ کرام ؓ نے آپ کی اقتدا میں یہ سلسلہ کیوں جاری نہیں رکھا، احناف تو عمل صحابہ سے صحیح حدیث کو منسوخ ٹھہرا دیتے ہیں۔ ③ قال رجل من الانصار الیّ رَضاعه، فرجمها: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے غامدیہ عورت کو بچے کو دودھ پلانے کی مدت کے آغاز ہی میں رجم کروایا اور رضاعت انصاری کے ذمہ لگا دی، حالانکہ آگے جو حدیث آ رہی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رجم اس وقت کروایا، جب بچہ مدت رضاعت کے بعد (دودھ چھوڑنے کے بعد) روٹی کھانے لگا تھا، امام نووی نے دوسری روایات کو ترجیح دی ہے اور اس روایت کی تاویل کی ہے کہ یہاں رضاعت سے مراد بچے کی کفالت اور تربیت کا انتظام کرنا ہے، لیکن حافظ ابن قیم ؒ نے تہذیب السنن حدیث نمبر ۴۲۷۷، میں آنے والی حدیث کے بارے میں لکھا ہے، اس حدیث میں دو باتیں تمام روایات کے خلاف ہیں، (۱) اقرار اور تردید (لوٹانا) کا کام متعدد مجالس میں ہوا جب کہ باقی تمام احادیث سے ثابت ہوتا ہے یہ ایک ہی مجلس میں ہوا، درمیان میں کسی دن کا فصل یا وقفہ نہیں ہے۔ (۲) اس میں گڑھا کھودنے کا ذکر ہے، حالانکہ گڑھا نہیں کھودا گیا تھا، اس لیے وہ بھاگ کھڑا ہوا اور اس کا راوی بشری بن مہاجر ہے، جس پر بخاری، امام احمد، ابو حاتم، ابن عدی، ابن حبان اور عقیلی نے جرح کی ہے، اگرچہ ابن معین اور عجلی نے اس ثقہ قرار دیا ہے، اس لیے یہ بھی ممکن ہے کہ یہ روایت صحیح ہو اور رجم مدت رضاعت ہی میں کر دیا گیا ہو اور زھام کا ذکر، بشیر بن مہاجر کا دوسرے دو کلموں کی طرح ایک اور وہم ہو اور امام خطابی نے لکھا ہے یہ دو عورتوں کا الگ الگ واقعہ ہو سکتا ہے، ایک کو وضع حمل کے بعد رجم کیا گیا اور دوسری کو مدت رضاعت کے بعد، امام ابو حنیفہ، مالک اور شافعی کے نزدیک عورت کو وضع حمل کے بعد رجم کر دیا جائے گا اور امام احمد کے نزدیک مدت رضاعت کے بعد، جب بچہ دودھ پینا چھوڑ دے گا۔

[4432] ۲۳-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ ؓ أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيَّ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَزَنَيْتُ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي فَرَدَّهُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَاهُ فَقَالَ يَا

[4432] اخرجه ابو داود في (سننه) في الحدود باب: المراة التي امر النبي ﷺ برجمها من جهينة برقم (٤٤٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٩٤٧)

رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَرَدَّهُ الثَّانِيَةَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى قَوْمِهِ فَقَالَ ((أَتَعْلَمُونَ بِعَقْلِهِ بَأْسًا تُنْكِرُونَ مِنْهُ شَيْئًا)) فَقَالُوا مَا نَعْلَمُهُ إِلَّا وَفِيَّ الْعَقْلِ مِنْ صَالِحِينَا فِيمَا نُرٰى فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَيْضًا فَسَأَلَ عَنْهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ وَلَا بِعَقْلِهِ فَلَمَّا كَانَ الرَّابِعَةَ حَفَرَ لَهُ حُفْرَةً ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ قَالَ فَجَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِي وَإِنَّهُ رَدَّهَا فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ تَرُدُّنِي لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزًا فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَحُبْلٰى قَالَ إِمَّا لَا ((فَاذْهَبِي حَتّٰى تَلِدِي)) فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي خِرْقَةٍ قَالَتْ هٰذَا قَدْ وَلَدْتُهُ قَالَ ((اذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتّٰى تَفْطِمِيهِ)) فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلٰى صَدْرِهَا وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ سَبَّهُ إِيَّاهَا فَقَالَ ((مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ)) ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ.

[4432]۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے اوپر ظلم کر چکا ہوں، میں نے زنا کیا ہے اور میں چاہتا ہوں آپ مجھے پاک کر دیں، آپ ﷺ نے اسے واپس کر دیا، جب اگلے دن آیا، وہ پھر آیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ نے دوبارہ واپس کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی قوم کی طرف پیغام بھیجا اور پوچھا، ''کیا تم اس کی عقل میں کچھ فتور محسوس کرتے ہو یا اس میں کوئی قابل اعتراض بات پاتے ہو؟'' تو انہوں نے جواب دیا، ہمارے علم میں، اس میں پوری عقل ہے، ہمارے اچھے افراد میں سے ہے، ہماری معلومات یہی ہیں تو وہ سہ بارہ آیا، آپ ﷺ نے ان کی طرف پھر پیغام بھیجا اور اس کے بارے میں پوچھا، اس کی قوم نے آپ کو بتایا، اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے اور نہ اس کی عقل میں فتور ہے تو جب چوتھی بار آیا، اس کے لیے گڑھا کھودا گیا، پھر آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس کے بعد آپ کے پاس ایک غامد قبیلہ کی عورت آئی اور کہنے لگی، اللہ کے رسول! میں زنا کر چکی ہوں تو مجھے پاک کر دیجئے اور آپ نے اسے واپس کر دیا تو جب اگلا دن آیا، اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! آپ مجھے واپس کیوں

لوٹاتے ہیں، شاید آپ مجھے ماعز کی طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں، اللہ کی قسم! میں تو حاملہ ہو چکی ہوں، آپ نے فرمایا: ''اگر تمہیں اصرار ہے تو جاؤ حتی کہ تم بچہ جنو۔'' تو جب اس نے بچہ جنا، وہ اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی اور کہا، یہ بچہ میں جن چکی ہوں، آپ نے فرمایا: ''جا اسے دودھ پلا حتی کہ اس کا دودھ چھوٹ جائے۔'' تو جب اس نے اس کا دودھ چھڑوایا، وہ آپ کے پاس بچہ لے کر آئی، اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور کہنے لگی، اے اللہ کے نبی! میں اس کا دودھ چھڑا چکی ہوں اور یہ کھانا کھانے لگ گیا ہے تو آپ نے بچہ ایک مسلمان کے حوالہ کیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا تو اس کے لیے، اس کے سینہ تک گڑھا کھودا گیا اور آپ کے حکم سے لوگوں نے اسے رجم کر دیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پتھر لے کر آگے بڑھتے ہیں اور اس کے سر پر مارتے ہیں اور خون حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر پڑتا ہے، وہ اسے برا بھلا کہتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کا اس کو برا بھلا کہنا سن لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رک جاؤ، اے خالد! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے اس قدر سچی توبہ کی ہے، اگر ناجائز طور پر ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرے تو اسے معافی مل جائے۔'' پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا اور نماز پڑھا کر اسے دفن کر دیا۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی قوم انہیں اپنے بہتر افراد میں شمار کرتی تھی، قوم کی اس صریح شہادت کے باوجود صاحب تدبر قرآن کا، اس کو نہایت بدخصلت غنڈہ قرار دینا اور اس کی مغفرت کے لیے پہلے دن دعا نہ کرنے کو اس کے کٹر منافق ہونے کی شہادت قرار دینا ایک عملی بددیانتی اور خیانت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے دن اس کے لیے دعائے مغفرت کروائی ہے اور اس کی توبہ کی تعریف بھی کی ہے۔

❷ فلما كان الغد: یہاں بھی بشیر بن مہاجر دوسری روایات کی مخالفت کرتے ہیں، باقی روایات سے ثابت ہے واپسی اور اعتراف، ایک ہی مجلس میں ہوا ہے، اس کو اگلے دن قرار دینا وہم ہے۔ ❸ حفر لها الى صدرها: غامدیہ کے لیے اس کے سینہ تک گڑھا کھودا، اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کو رجم کرتے وقت گڑھا کھودا جائے گا، گڑھا کھودنے کے بارے میں ائمہ کے مندرجہ ذیل نظریات ہیں، امام نووی لکھتے ہیں، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک ان حضرات کے مشہور قول کے مطابق مرد اور عورت دونوں میں سے کسی کے لیے گڑھا نہیں کھودا جائے گا، قتادہ، ابوثور، ابو یوسف اور امام ابوحنیفہ کے ایک قول کے مطابق دونوں کے لیے گڑھا کھودا جائے گا اور بعض مالکیہ کے نزدیک، ثبوت بینہ کی صورت میں گڑھا کھودا جائے گا اور اقرار کی صورت میں نہیں، شوافع کے نزدیک مرد کے لیے کسی صورت میں گڑھا نہیں کھودا جائے گا اور عورت کے بارے میں تین اقوال ہیں، (۱) پردہ پوش کے لیے سینے تک گڑھا کھودنا مستحب ہے۔ (۲) امام کو اختیار ہے، (۳) زنا، بینہ سے ثابت ہوا ہے تو کھودنا بہتر ہے اور اگر اقرار سے ثابت ہے تو نہیں کھودا جائے گا، علامہ تقی نے لکھا ہے کہ احناف کا مختار موقف یہ ہے کہ عورت

کے لیے گڑھا کھودا جائے گا اور مرد کے لیے نہیں کھودا جائے گا، امام نووی نے جو لکھا ہے وہ احناف کے اکثر کتابوں کے مخالف ہیں، (تکملہ، ج ۲، ص ۴۵۱۔) اس روایت میں ماعز کے لیے گڑھا کھودنے کا مسئلہ بھی راوی کا وہم ہے، اگر گڑھا کھودا ہوتا تو وہ بھاگ کیسے گئے۔ ❹ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۸ھ ماہ صفر میں مسلمان ہو کر مدینہ آئے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ غامدیہ کا واقعہ سورہ نور کے نزول کے بعد پیش آیا ہے کیونکہ سورہ نور ۵ یا ۶ ہجری میں اتری ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک اخبار آحاد سے قرآنی حکم کی تخصیص جائز ہے کیونکہ وہ بیان ہے نسخ نہیں ہے اور احناف کے نزدیک مشہور اور متواتر روایات سے تخصیص جائز ہے اور احادیث رجم معنی متواتر ہیں، امام ابن ہمام اور علامہ آلوسی اور شاہ ولی اللہ نے اس کی تصریح کی ہے اور حدیث ۵۲ صحابہ سے مروی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے، تکملہ، ج ۲، ص ۴۲۰، تا ۴۲۳) ❺ لو تابها صاحبُ مكس: اگر اس قسم کی توبہ ظلما ٹیکس وصول کرنے والا کرتا تو اس کو بھی معافی مل جاتی، اس سے ثابت ہوتا ہے، ظلما، چنگی، محصول یا ٹیکس وصول کرنا بہت بڑا جرم اور گناہ ہے جو تباہی و ہلاکت کا باعث ہے، کیونکہ بے شمار لوگوں سے بار بار وصول کیا جاتا ہے اور اس کو عیش وعشرت کے کاموں میں لٹا دیا جاتا ہے۔ ❻ فَصَلّٰى عليها: بعض حضرات نے اس کو مجہول کا صیغہ بنایا ہے اور اس کی بنا پر امام مالک اور امام احمد کے نزدیک امام اور اصحاب علم وفضل مرجوم کا (جس کو رجم کیا گیا ہے) جنازہ نہیں پڑھیں گے، لیکن عام طور پر اس کو معروف کا صیغہ قرار دیا گیا ہے، اس لیے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک، سب جنازہ میں شریک ہوں گے۔

[4433] ٢٤-(١٦٩٦) حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا الْمُهَلَّبِ حَدَّثَهُ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزِّنَى فَقَالَتْ يَانَبِيَّ اللّٰهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَدَعَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَلِيَّهَا فَقَالَ ((أَحْسِنْ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِي بِهَا)) فَفَعَلَ فَأَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ تُصَلِّي عَلَيْهَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ فَقَالَ ((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَعَالَى)).

[4433] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الحدود باب: المراة التی امر النبی ﷺ برجمها من جهينة برقم (٤٤٤٠) وبرقم (٤٤٤١) والترمذی فی (جامعه) فی الحدود باب: تربص الرجم بالحبلى حتى تضع برقم (١٤٣٥) والنسائی فی (المجتبى) فی الجنائز باب: الصلاة على المرجوم برقم ٤/ ٧٤-و٨٤- انظر (التحفة) برقم (١٠٨٨١)

[4433] ۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت، جو حاملہ تھی، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی، اے اللہ کے نبی! میں قابل حد جرم کا ارتکاب کر چکی ہوں تو آپ ﷺ مجھ پر حد قائم کریں تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور فرمایا: ''اس سے اچھا سلوک کرنا اور جب یہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لے آنا۔'' اس نے ایسے ہی کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اس کے کپڑے اس پر باندھ دیئے گئے، پھر آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، پھر اس کی نماز جنازہ پڑھانی چاہی، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا، آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے؟ اے اللہ کے نبی ﷺ! حالانکہ یہ زنا کر چکی ہے تو آپ نے جواب دیا، ''اس نے اس قدر عظیم توبہ کی ہے، اگر اہل مدینہ کے ستر افراد کو دی جائے تو ان کے لیے کافی ہو جائے، کیا تو نے اس سے بہتر توبہ پائی ہے کہ اس نے اللہ کے لیے اپنی جان قربان کر دی ہے۔''

[4434] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4434] ۔یہی روایت امام صاحب ایک اور استاد سے یحییٰ بن ابی کثیر کی مذکورہ بالا سند سے ہی بیان کرتے ہیں۔

فوائد: ...... ❶ بعض حضرات کے نزدیک یہ غامدیہ عورت ہی کا واقعہ ہے، کیونکہ یہ خاندان قبیلہ جہینہ سے تعلق رکھتا ہے، لیکن حافظ ابن حجر کے نزدیک یہ دو الگ الگ واقعات ہیں، اس لیے یہاں عورت کے سرپرست کو یہ کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، کہیں غیرت میں آ کر اسے تنگ نہ کرنا، کیونکہ خاندان کی بے عزتی کی بنا پر خاندان کے لوگ اس سے برا سلوک کر سکتے تھے، نیز یہاں سرپرست کو کہا گیا ہے کہ وضع حمل کے بعد اس کو لے کر آنا، جو اس بات کی دلیل ہے، اس کا خاندان بچہ کی رضاعت کا انتظام کر سکتا تھا جبکہ غامدیہ عورت کے لیے کسی اور کو بچہ کی تربیت و کفالت کی ذمہ داری سونپی گئی تھی اور رجم کرتے وقت کپڑے باندھے گئے تاکہ پردہ دری نہ ہو، اس لیے ائمہ کا اتفاق ہے کہ عورت کو بٹھا کر رجم کیا جائے گا اور مرد کو اکثر ائمہ کے نزدیک کھڑا کر کے رجم کیا جائے گا اور امام مالک کے نزدیک بٹھا کر اور بقول بعض امام کو اختیار ہے۔ ❷ امام شافعی اور امام مالک کے ماننے والوں کے ہاں رجم کے وقت امام کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے، ہاں بقول ابن حجر مستحب ہے، فتح الباری، ج ۱۲، ص ۱۵۴۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ پتھر مارنے کا آغاز کرے، امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک اگر رجم شہادت سے ثابت ہوا ہے تو ضروری ہے، شاہد (گواہ) رجم کا آغاز کریں اور اگر اقرار سے ثابت ہوا ہے تو امام آغاز کرے، علامہ تقی نے بعض ائمہ احناف سے، استحباب نقل کیا ہے اور خود بھی اس کو اختیار کیا ہے۔ (تکملہ ج ۲، ص ۴۵۷)

[4434] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٠٨)

[4435] ۲۵-(۱۶۹۷/ ۱۶۹۸)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا قَالَا إِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قُلْ)) قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا))** قَالَ فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَتْ.

[4435]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! میں آپ سے اللہ کے واسطہ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لیے، اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کریں، اس کے مدمقابل دوسرے فریق نے کہا، جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا، جی ہاں، آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بات کر۔'' اس نے کہا، میرا بیٹا اس کے ہاں نوکر تھا تو اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا اور مجھے بتایا گیا ہے کہ میرے بیٹے کو سنگسار کر دیا جائے گا تو میں نے اس کی جان بچانے

[4435] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوكالة باب: الوكالة في الحدود برقم (٢٣١٤) وبرقم (٢٣١٥) وفي الصلح باب: اذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود برقم (٢٦٩٥) وبرقم (٢٦٩٦) وفي الشروط باب: الشروط التي لا تحل في الحدود برقم (٢٧٢٤) وبرقم (٢٧٢٥) وفي الايمان والنذور باب: كيف كان يمين النبي ﷺ برقم (٦٦٣٣) وبرقم (٦٦٣٤) وفي الحدود باب: الاعتراف بالزنا برقم (٦٨٢٧) وبرقم (٦٨٢٨) وفي باب: البكران يجلدان وينفيان برقم (٦٨٣١) وفي باب: امر غير الامام باقامة الحد غائبا عنه برقم (٦٨٣٥) وبرقم (٦٨٣٦) وفي باب: هل يأمر الامام رجلا فيضرب الحد غائبا عنه برقم (٦٨٥٩) وبرقم (٦٨٦٠) وفي الاحكام باب: هل يجوز للحاكم ان يبعث رجلا وحده للنظر في الامور برقم (٧١٩٣) وفي اخبار الاحاد باب: ما جاء في اجازة خبر الواحد الصدوق في الاذان والصلاة ←

کے لیے سو بکری اور ایک لونڈی فدیہ کے طور پر اس کو دے دی، بعد میں میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے بتایا، میرے بیٹے کو تو صرف سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کیا جائے گا اور رجم تو اس کی بیوی کو کیا جائے گا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب (قانون) کے مطابق فیصلہ کروں گا، لونڈی اور بکریاں تجھے واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے کو سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لیے دیس سے نکال دیا جائے گا اور اے انیس! جاؤ، اس کی بیوی کے پاس اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دو۔'' راوی بیان کرتے ہیں، انیس اس کے ہاں گئے تو اس نے اعتراف کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔

[4436] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وحَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ كُلُّهُمْ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[4436]۔ یہی روایت امام صاحب اپنے چار اساتذہ کی تین سندوں سے زہری ہی کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں۔

فوائد: ...... ❶ **هو افقه منه:** بدوی نے آپ ﷺ سے اللہ کا واسطہ دے کر اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرنے کا سوال کیا تھا، حالانکہ آپ اللہ کی کتاب ہی کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے، اس لیے اللہ کا واسطہ دینا خلاف ادب وتکریم تھا، لیکن فریق ثانی ادب واحترام سے بات کرنے کی اجازت طلب کی اور پھر پورا واقعہ آپ ﷺ کو سنایا کہ میرا بیٹا اس کا نوکر تھا، اس کے گھر کام کاج کرتا تھا، اس لیے اس کی بیوی کے ساتھ ربط وتعلق کا موقعہ ملا، جس کا یہ نتیجہ نکلا، لیکن آج کل غیر محرموں سے خلط ملط رکھنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا جاتا ہے، جس

← والصوم والفرائض والاحكام برقم (٧٢٥٨) وبرقم (٧٢٥٩) وبرقم (٧٢٦٠) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب: الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ برقم (٧٢٧٨) وبرقم (٧٢٧٩) وفي الحدود باب: اذا رمى امرأته او امرأة غيره بالزنا عند الحاكم والناس هل على الحاكم ان يبعث اليها فيسالها عما رميت به برقم (٦٨٤٢) وبرقم (٦٨٤٣) وابو داود في (سننه) في الحدودباب: المرأة التي امر النبي ﷺ برجمها من جهينة برقم (٤٤٤٥) والترمذي في (جامعه) في الحدود باب: ما جاء في الرجم على الثيب برقم (١٤٣٣) والنسائي في (المجتبى) في آداب القضاة باب: صون النساء عن مجلس الحكم ٨/ ١١٢ و ١١٣ و ٨/ ١١٣ و ١١٤۔ وابن ماجه في (سننه) في الحدود باب: حد الزنا برقم (٢٥٤٩) انظر (التحفة) برقم (٣٧٥٥)
[4436] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤١٠)

کا نتیجہ عیاشی و فحاشی، گھر سے بھاگنے یا اغوا کر لینے کی صورت میں نکل رہا ہے، لیکن اس کے باوجود مسلمان عقل کے ناخن نہیں لے رہے۔ ❷ کم علم یا عام لوگوں نے بچے کے والد کو غلط بات بتائی کہ تیرے بچے کو رجم کیا جائے گا اور تم عورت کے خاوند کے ساتھ معاملہ طے کر سکتے ہو، اس لیے اس نے خاوند کو ایک لونڈی اور سو بکری دے کر صلح کر لی، جس سے معلوم ہوا دینی مسائل کم علم یا عوام سے نہیں پوچھنے چاہییں، مسائل بتانا اہل علم کا کام ہے، لیکن آج اس کی پابندی بھی نہیں کی جاتی، جو اردو تراجم دیکھ لیتا ہے، وہ فقیہہ اور مجتہد بن بیٹھتا ہے، جس کے نتیجہ میں امت میں انتشار و افتراق بڑھ رہا ہے اور نئے نئے فتاویٰ جاری ہو رہے ہیں، اہل علم چونکہ مسئلہ کی تمام جزئیات اور دلائل سے واقف ہوتے ہیں، اس لیے صحیح جواب دیتے ہیں، اس لیے جب اس نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے صحیح صورت حال سے آگاہ کیا اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے، شادی شدہ کو رجم کرنا، رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اہل علم کے ہاں معروف و مشہور تھا اور آپ کے دور میں بھی اہل علم صحابہ مسائل کے جوابات دیتے تھے۔ ❸ لا قضيَنّ بينكما بكتاب الله: کہ میں قطعی طور پر اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا، سے ثابت ہوتا ہے، سنت ثابتہ یعنی صحیح حدیث کا حکم کتاب اللہ کا حکم ہے اور اس پر عمل کرنا اسی طرح ضروری ہے، جس طرح قرآن پر عمل کرنا لازم ہے، کیونکہ شادی شدہ کو رجم کرنا اور غیر شادی شدہ کو کوڑوں کے ساتھ سال بھر کے لیے شہر بدر کرنا، قرآن سے صراحتاً ثابت نہیں ہے، لیکن آپ ﷺ اس کو کتاب اللہ کا حکم قرار دے رہے ہیں، گویا جس طرح قرآن کا قانون و حکم کتاب اللہ ہے، اس طرح رسول ﷺ کا قانون و حکم بھی کتاب اللہ ہے۔ ❹ الوليدة والغنم رد: لونڈی اور بکریاں تجھے واپس ملیں گی، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی کتاب یا حکم کے خلاف باہمی رضامندی سے کیا ہوا معاملہ درست تصور نہیں ہوگا، اس کو کالعدم قرار دیا جائے گا۔ ❺ زنا ایسا جرم ہے، جس کی پردہ پوشی ممکن ہو تو پردہ پوشی کی جائے گی اور خواہ مخواہ تجسس اور اشاعت سے گریز کیا جائے گا، لیکن صورت مذکورہ میں چونکہ یہ پھیل چکا تھا، بیوی کے خاوند اور بچے کے باپ نے اس کا تذکرہ آپ ﷺ کی عدالت میں آنے سے پہلے، عوام اور اہل علم کے ہاں کر دیا تھا اور پھر آپ ﷺ کی مجلس میں بھی دوسروں کی موجودگی میں اس کا ذکر کیا، اس لیے آپ ﷺ نے حضرت انیس بن ضحاک اسلمی رضی اللہ عنہ کو عورت کے پاس بھیجا تاکہ اگر وہ اعتراف کر لے تو اس پر حد جاری کی جا سکے، اگر انکار کر دے تو محض کسی کے اس دعویٰ کی بنا پر کہ میں نے فلاں سے زنا کیا ہے، بلا شہادت یا اقرار اس کی بات کو مان کر کسی پر حد نہ جاری کی جائے گی، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے، عورت کو عدالت میں حاضر ہونا ضروری نہیں ہے، قاضی یا حاکم، خود یا اپنے مقررہ کردہ ولی کو بھیج کر بھی معاملہ کی تحقیق کر سکتا ہے، اور نائب اپنا اختیار استعمال کر کے خود فیصلہ کر سکتا ہے یا قاضی اور حاکم کو آ کر بتا سکتا ہے، آپ ﷺ نے حضرت انیس رضی اللہ عنہ کو اعتراف کی صورت میں حد قائم کرنے کی اجازت دی تھی، لیکن انہوں نے اس اختیار کو استعمال نہیں کیا اور آ کر عورت کے اعتراف سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا اور آپ نے اسے رجم کر دینے کا حکم دیا۔ ❻ حضرت انیس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ

کا یہ فرمانا کہ اگر عورت اعتراف کرلے تو اس کو رجم کر دینا، اس بات کی دلیل ہے کہ مجرم اگر قاضی یا حاکم کے سامنے جرم کا اعتراف کرلے اور وہاں کوئی اور حاضر نہ ہو تو وہ اس کے اقرار و اعتراف کے مطابق اسے سزا دے سکتا ہے، لیکن جمہور کے نزدیک یہ بات درست نہیں ہے، جب تک وہاں اور گواہ موجود نہ ہوں۔ (فتح الباری، ج ۱۲، ص ۱۷۴) تاکہ اس پر بدگمانی نہ ہو سکے، الزام تراشی سے بچ جائے۔

٦...... بَاب رَجْمِ الْيَهُوْدِ أَهْلِ الذِّمَّةِ فِي الزِّنٰى

باب ٦: یہود، اہل ذمہ پر زنا کی حد رجم نافذ کرنا

[4437] ٢٦-(١٦٩٩) حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحٰقَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِيَهُودِيٍّ وَيَهُودِيَّةٍ قَدْ زَنَيَا فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَاءَ يَهُودَ فَقَالَ ((مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ عَلٰى مَنْ زَنٰى)) قَالُوا نُسَوِّدُ وُجُوهَهُمَا وَنُحَمِّلُهُمَا وَنُخَالِفُ بَيْنَ وُجُوهِهِمَا وَيُطَافُ بِهِمَا قَالَ ((فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ)) فَجَاءُوا بِهَا فَقَرَءُوهَا حَتّٰى إِذَا مَرُّوا بِآيَةِ الرَّجْمِ وَضَعَ الْفَتَى الَّذِي يَقْرَأُ يَدَهُ عَلٰى آيَةِ الرَّجْمِ وَقَرَأَ مَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا وَرَاءَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَهُوَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُرْهُ فَلْيَرْفَعْ يَدَهُ فَرَفَعَهَا فَإِذَا تَحْتَهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُمَا فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَقِيهَا مِنَ الْحِجَارَةِ بِنَفْسِهِ.

[4437]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو لایا گیا جو زنا کر چکے تھے، رسول اللہ ﷺ چل پڑے حتی کہ یہودیوں کے ہاں پہنچ گئے اور ان سے پوچھا، ''تم زنا کرنے والے کے لیے تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟'' انہوں نے کہا، ہم ان کا منہ کالا کر دیتے ہیں اور ان کو سواری پر سوار کر دیتے ہیں اور ہم ان کے چہرے ایک دوسرے کے مخالف کر دیتے ہیں، یعنی چہرے ایک دوسرے کی طرف کر دیتے ہیں اور ان کو گھمایا جاتا ہے، آپ نے فرمایا: ''تورات لاؤ، اگر تم سچ بول رہے ہو۔'' تو وہ تورات لے آئے اور اسے پڑھنے لگے حتی کہ جب رجم کی آیت پر پہنچے تو جو نوجوان پڑھ رہا تھا، اس نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ دیا اور آگے پیچھے سے پڑھ دیا، اس پر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کیونکہ وہ

[4437] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩١٧)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے، حضور اسے ہاتھ اٹھانے کا حکم دیجیے تو اس نے اپنا ہاتھ اٹھالیا تو نیچے سے رجم کی آیت موجود تھی، اس پر رسول اللہ ﷺ ان کے رجم کا حکم دیا اور دونوں کو رجم کر دیا گیا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے اس یہودی کو دیکھا وہ عورت کو پتھروں سے بچا رہا تھا۔

مفردات الحدیث

احصان کا لغوی معنی، احصان کا اصل معنی منع کرنا ہے، عورت، اسلام، پاکدامنی، حریت اور نکاح سے محصنہ شمار ہوتی ہے، امام ثعلب نے کہا، ہر پاک دامن عورت محصنہ ہے اور ہر شادی شدہ عورت محصنہ ہے، حاملہ عورت کو بھی محصنہ کہتے ہیں، کیونکہ حمل نے اس کو تعلقات سے منع کر دیا، مرد جب شادی شدہ ہو تو وہ محصن ہے، امام زجاج نے کہا ہے مرد کا احصان اس کا شادی شدہ ہونا اور پاکدامن ہونا ہے اور المحصنٰت من النساء کا معنی، شادی شدہ عورتیں ہیں، (تاج العروس، ج ۹، ص ۱۷۹، مطبعہ خیریہ مصر۔)

فائدہ :......زانی جوڑا اہل فدک سے تھا اور وہاں کے لوگوں نے اہل مدینہ کے یہودیوں کے پاس اس مقصد کے لیے بھیجا تھا کہ ان کو آخری نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ، کیونکہ اس کی شریعت میں تخفیف و آسانی ہے، اس لیے اگر وہ رجم سے کم سزا دیں تو قبول کر لینا، ہم اللہ کے حضور کہہ سکیں گے کہ یہ تیرے ایک نبی کا فیصلہ تھا، اس لیے بنو قریظہ اور بنونضیر کے کچھ لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے، آپ ﷺ کے پاس آئے، اور آپ ﷺ ان کو لے کر ان کی درس گاہ، جہاں وہ تورات پڑھتے تھے چلے گئے اور تورات کو لایا گیا، آپ نے عبد اللہ بن صوریا نامی اس عالم کو کہا، تورات پڑھ، اس نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو پہلے ایک بہت بڑے یہودی عالم تھے، ان کی موجودگی میں بھی دھوکہ دہی اور بددیانتی سے کام لینے سے گریز نہیں کیا، اس سے معلوم کیا جا سکتا ہے یہ قوم کس قدر دھوکہ باز اور بددیانت ہے، یہ واقعہ ۸ھ میں پیش آیا، اس حدیث سے شوافع اور حنابلہ نے استدلال کیا ہے کہ شادی شدہ کو رجم کرنے کے لیے اس کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے، اہل ذمہ (مسلمان حکومت کی کافر رعایا) کو مسلمانوں والی سزا دی جائے گی اور یہی صحیح ہے، کیونکہ پبلک لاء سب کے لیے برابر ہوتا ہے، لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک مُحصن ہونے کے لیے اسلام شرط ہے، کافر مُحصِن نہیں ہوتا، اس لیے اس کو رجم نہیں کیا جائے گا اور مسلمان کی بیوی اگر ذمی عورت ہو تو وہ محصن نہیں ہوگا، امام مالک کا بھی یہی قول ہے کہ کافر محصن نہیں، لیکن ان کے نزدیک مسلمان کی بیوی اگر ذمی عورت ہو تو وہ محصن ہوگا۔ (مغنی ج ۱۲، ص ۳۱۷، ۳۱۸)

اور ایک قول کی رو سے امام احمد کے نزدیک بھی ذمہ عورت کا خاوند مسلمان، محصن نہیں ہوگا۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک شادی شدہ کافر کو کوڑے لگائے جائیں گے اور امام مالک کے نزدیک تعزیر لگائی جائے گی، کیونکہ کافر پر حد نہیں ہے، احناف کے نزدیک یہودی جوڑے کو رجم کی سزا، تورات کے حکم کی رو سے دی گئی تھی، حالانکہ قرآن مجید میں آپ ﷺ کو صریح خطاب ہے کہ اگر اہل کتاب آپ ﷺ کے پاس فیصلہ لائیں تو ﴿فاحکم بینھم بما انزل اللہ﴾، ان کے درمیان اپنی شریعت کے مطابق فیصلہ کیجیے، نیز قرآن کی روشنی میں کافر عورتیں محصنات

ہیں، کیونکہ سورہ نساء میں فرمایا ہے:

﴿والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم﴾ (النساء: ٣٤)

''شادی شدہ عورتیں تم پر حرام ہیں مگر وہ عورتیں جو تمہاری ملکیت میں آ جائیں۔'' اور امت کے نزدیک اس آیت میں محصنات سے مراد بالاتفاق شادی شدہ عورتیں ہیں، وہ مسلمان ہوں یا کافر، اس لیے شادی سے انسان مُحْصن (احصان والا) شمار ہوگا، وہ کافر ہو یا مسلمان اور رجم میں وہی احصان مطلوب ہے جو شادی سے حاصل ہوتا ہے، اس لیے علامہ تقی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ حنابلہ اور شوافع کا موقف قوی ہے۔ (تکملہ ج ۲ ص ۴۷۴)

[4438] ٢٧-(. . .) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِى ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح وحَدَّثَنِى أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِى رِجَالٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُمْ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَجَمَ فِى الزِّنٰى يَهُودِيَّيْنِ رَجُلًا وَّامْرَأَةً زَنَيَا فَأَتَتِ الْيَهُودُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِهِمَا وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ.

[4438]۔ عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اہل علم کی ایک جماعت نے نافع کے واسطہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سنائی، ان اہل علم میں سے ایک امام مالک بن انس رحمہ اللہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودی جوڑے کو زنا کی سزا دیتے ہوئے رجم کروایا، یہود ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تھے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے۔

[4439] (. . .) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاؤُوْا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ.

[4439]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودی اپنے زانی مرد اور عورت کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے، آگے عبیداللہ کی حدیث (۲٦) کی طرح روایت بیان کی۔

[4438] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المناقب باب: قول الله تعالى: ﴿يعرفونه كما يعرفون ابناءهم وان فريقا منهم ليكتمون الحق وهم يعلمون﴾ برقم (٣٦٣٥) وفي الحدود باب: احكام اهل الذمة واحصانهم اذا زنوا ورفعوا الى الامام برقم (٦٨٤١) وابو داود في (سننه) في الحدود باب: في رجم اليهوديين برقم (٤٤٤٦) والترمذي في (جامعه) في الحدود باب: رجم اهل الكتاب برقم (١٤٣٦) انظر (التحفة) برقم (٨٣٢٤)

[4439] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز باب: الصلاة على الجنائز بالمصلى والمسجد برقم (١٣٢٩) وفي التفسير باب: ﴿قل فأتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين﴾ برقم (٤٥٥٦) ←

[4440] ۲۸۔(۱۷۰۰)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلاهُمَا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مُرَّةَ

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِيَهُودِيٍّ مُحَمَّمًا مَجْلُودًا فَدَعَاهُمْ ﷺ فَقَالَ ((هٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ)) قَالُوا نَعَمْ فَدَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَائِهِمْ فَقَالَ ((أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى أَهٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ)) قَالَ لَا وَلَوْلَا أَنَّكَ نَشَدْتَنِي بِهٰذَا لَمْ أُخْبِرْكَ نَجِدُهُ الرَّجْمَ وَلٰكِنَّهُ كَثُرَ فِي أَشْرَافِنَا فَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ وَإِذَا أَخَذْنَا الضَّعِيفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ قُلْنَا تَعَالَوْا فَلْنَجْتَمِعْ عَلَى شَيْءٍ نُقِيمُهُ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ فَجَعَلْنَا التَّحْمِيمَ وَالْجَلْدَ مَكَانَ الرَّجْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ إِذَا مَاتُوهُ)) فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِلَى قَوْلِهِ إِنْ أُوتِيتُمْ هٰذَا فَخُذُوهُ﴾ [المائدة:۴۱] يَقُولُ ائْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنْ أَمَرَكُمْ بِالتَّحْمِيمِ وَالْجَلْدِ فَخُذُوهُ . وَإِنْ أَفْتَاكُمْ بِالرَّجْمِ فَاحْذَرُوا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ [المائدة:۴۴] وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ ﴿بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [المائدة:۴۵] وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ ﴿بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ [المائدة:۴۷] فِي الْكُفَّارِ كُلُّهَا.

[4440]۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک یہودی گزارا گیا، جس کو کوڑے لگا کر منہ کالا کیا گیا تھا، آپ ﷺ نے ان کو بلا کر پوچھا، ''کیا تمہاری کتاب میں زانی کی یہی حد موجود ہے؟'' انہوں نے کہا، ہاں تو آپ نے ان کے ایک صاحب علم آدمی کو بلا کر پوچھا گیا: ''میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں، جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری، کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی حد یہی پاتے ہو؟'' اس

وفی الاعتصام بالكتاب والسنة باب: ما ذكر النبی ﷺ وحض علی اتفاق اهل العلم وما اجتمع عليه الحرمان مكة والمدينة وما كان بهما من مشاهد النبی ﷺ والمهاجرين والانصار ومصلی النبی ﷺ والمنبر والقبر برقم (۷۳۳۲) انظر (التحفة) برقم (۸۴۵۸) وابن ماجه فی (سننه) فی الاحكام باب: بما يستحلف اهل الكتاب برقم (۲۳۲۷) وفی الحدود باب: رجم اليهودی واليهودية برقم (۲۵۵۸) انظر (التحفة) برقم (۱۷۷۱)

[4440] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الحدود باب: رجم اليهوديين برقم (۴۴۷) وبرقم (۴۴۴۸)

نے کہا، نہیں اور اگر آپ ﷺ مجھے یہ قسم نہ دیتے تو میں آپ کو نہ بتاتا، تورات میں رجم کی سزا ہے، لیکن صورت حال یہ پیدا ہوئی، ہمارے معزز اور صاحب مقام لوگ بکثرت اس کے مرتکب ہونے لگے، اس لیے جب ہم کسی عزت دار کو پکڑتے تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور، کم مرتبہ کو پکڑتے، اس پر حد قائم کر دیتے، پھر ہم نے آپس میں کہا آؤ! ہم کسی ایسی سزا پر متفق ہو جائیں، جو مرتبے والے اور کم مرتبہ دونوں کو دی جا سکے تو ہم نے رجم کی جگہ منہ کالا کرنا اور کوڑے لگانا مقرر کر دیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں پہلا فرد ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا ہے، جبکہ یہ اسے مار چکے ہیں۔'' تو آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اے رسول! جو لوگ کفر کی طرف جلدی کرتے ہیں، وہ تمہیں غمزدہ نہ کریں، سے لے کر اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو مان لو، (سورہ مائدہ، آیت نمبر ۴۱) وہ کہتے تھے، محمد ﷺ کے پاس جاؤ، اگر وہ تمہیں منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے کا حکم دیں تو قبول کر لو اور اگر تمہیں رجم کا فتویٰ دیں تو اس سے بچو، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، ''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی کافر ہیں۔'' مائدہ آیت نمبر ۴۴ اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی ظالم ہیں، آیت ۴۵۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی فاسق ہیں۔'' ۴۷، ساری آیات کافروں کے بارے میں ہیں۔

[4441] (. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَى قَوْلِهِ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ مِنْ نُزُولِ الْآيَةِ.

[4441] ۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے اعمش ہی کی مذکورہ سند سے مذکورہ بالا حدیث، صرف یہاں تک بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اسے رجم کر دیا گیا، آیات کے نزول کا تذکرہ نہیں کیا۔

فائدہ :...... فتح الباری ج ۱۲، ص ۱۵۷ میں ہے، تحمیم الوجه یعنی راکھ سے ملا ہوا گرم پانی ڈالنا، مراد کوئلے سے منہ کالا کرنا ہے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ایک زانی کو اپنے احبار کی تجویز کردہ سزا دے کر لے جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے تورات کا حکم پوچھا، جس سے ظاہر ہوتا ہے، یہ واقعہ اور ہے اور حضرت ابن عمر روایت میں بیان کردہ واقعہ اور ہے، کیونکہ اس میں تو اہل فدک نے جوڑے کو بھیجا ہی اس غرض سے تھا کہ وہ ان کو آپ ﷺ کے پاس لے جائیں اور ان کے آنے کے بعد آپ ان کی درس گاہ میں گئے تھے اور ان سے تورات کا حکم پوچھا تھا اور حضرت عبداللہ بن سلام کے کہنے پر ان کو تورات لانے کے لیے کہا تھا، جیسا کہ بخاری شریف باب

[4441] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤١٥)

الرجم فی البلاط میں ہے،((قال عبد اللہ بن سلام، ادعهم یا رسول اللہ بالتوراۃ)) اور اس واقعہ میں تورات لانے کا تذکرہ نہیں ہے، بلکہ آپ ﷺ نے اپنے طور پر ان سے پوچھا اور ان کے ایک عالم کے بتانے پر، اس مرد کو رجم کرنے کا حکم دیا اور پہلا رجم ایک یہودی کا ہوا، اس لیے آپ نے فرمایا: ''میں تیرے حکم کو زندہ کرنے والا پہلا فرد ہوں۔''

[4442] ۲۸م۔(۱۷۰۱)وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ رَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ وَرَجُلًا مِّنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَتَهُ.

[4442]۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلم قبیلہ کے ایک آدمی اور یہود کے ایک آدمی اور اس کی بیوی کو رجم کروایا۔

[4443] (. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ

عَنْ ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَامْرَأَةً.

[4443]۔مصنف یہی روایت اپنے ایک اور استاد سے، ابن جریج کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں امرأتہٗ (اس کی بیوی) کی بجائے امرأۃٌ (ایک عورت) ہے۔

[4444] ۲۹۔(۱۷۰۲)وحَدَّثَنَا أَبُوكَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى هَلْ رَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ بَعْدَ مَا أُنْزِلَتْ سُورَةُ النُّورِ أَمْ قَبْلَهَا قَالَ لَا أَدْرِي.

[4444]۔ابو اسحاق شیبانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا تھا؟ انہوں نے کہا، ہاں، میں نے پوچھا، سورہ نور کے نزول کے بعد یا اس سے پہلے؟ انہوں نے کہا، مجھے معلوم نہیں۔

[4442] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الحدود باب: رجم اليهوديين برقم (٤٤٥٥) انظر (التحفة) برقم (٢٨١٤)

[4443] تقدم تخريجه برقم (٤٤١٧)

[4444] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحدود باب: رجم المحصن برقم (٦٨١٣) وفی باب: احكام اهل الذمة واحصانهم اذا زنوا ورفعوا الی الامام برقم (٦٨٤) انظر (التحفة) برقم (٥١٦٥)

فائدہ: ...... ابو اسحاق رحمہ اللہ کے سوال کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر رجم کا واقعہ سورہ نور کے نزول سے پہلے کا ہے تو پھر رجم سورہ نور سے منسوخ ہو سکتا ہے اور اگر اس کے بعد رجم کیا تو پھر یہ سورہ نور کے حکم پر زیادتی ہے، جو بیان کے حکم میں ہے، نسخ نہیں ہے، لیکن حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، نہیں مجھے معلوم نہیں ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے، بعض دفعہ جلیل القدر صحابی پر (کیونکہ یہ صلح حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے) بعض واضح باتیں بھی پوشیدہ رہ جاتی ہیں، فتح الباری، ج ۱۲، ص ۲۰۶۔ کیونکہ یہودی (مرد وعورت) کو رجم کرنے کا واقعہ ۸ھ میں پیش آیا، جبکہ سورہ نور کا نزول ۵ یا ۶ھ میں واقعہ افک کے سلسلہ میں ہوا اور رجم کے واقعہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، جو ۷ھ میں مسلمان ہوئے اور عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ تھے، جو اپنے والد کے ساتھ فتح مکہ ۸ھ کے بعد مدینہ آئے۔

[4445] ۳۰۔(۱۷۰۳) وحَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ)).

[4445]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں کسی کی لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے (دلیل مل جائے) تو وہ اس پر حد لگائے اور اس پر سرزنش وتوبیخ نہ کرے، پھر دوبارہ اگر زنا کرے تو اس کو حد لگائے اور اس پر سرزنش یا ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے، پھر اگر تیسری بار زنا کرے اور زنا کی شہادت مل جائے تو اس کو بیچ ڈالے، اگرچہ بالوں کی رسی ہی بدلہ میں ملے۔''

فوائد: ...... ❶ تبین زناھا: دلیل سے اس کا زنا سامنے آ جائے، بقول احناف، اس کے خلاف شہادت مل جائے، کیونکہ ان کے نزدیک حد صرف امام جاری کر سکتا ہے، لیکن جن کے نزدیک (ائمہ ثلاثہ) آقا، اپنے غلام، لونڈی پر حد نافذ کر سکتا ہے، ان کے نزدیک آقا کو یہ حرکت دیکھ کر، حد نافذ کرنا جائز ہے۔ ❷ فلیجلدھا الحد: آقا اس پر حد نافذ کرے، ائمہ حجاز (مالک، شافعی، احمد) نے اس سے استدلال کیا ہے کہ مالک اپنے مملوک پر حد لگا سکتا ہے، امام شافعی، امام احمد، اسحاق، ابو ثور اور بعض صحابہ مثلاً ابن عمر، ابن مسعود، انس بن مالک رضی اللہ عنہم کے نزدیک مالک، اپنے مملوک پر تمام حدود جاری کر سکتا ہے، لیکن سفیان ثوری اور اوزاعی کے نزدیک

[4445] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع العبد الزاني برقم (٢١٥٢) وفي باب: بيع المدبر برقم (٢٢٣٤) وفي الحدود باب: لا يثرب على الامة اذا زنت ولا ينفى برقم (٦٨٣٩) انظر (التحفة) برقم (١٤٣١١)

صرف حد زنا لگا سکتا ہے اور امام مالک اور لیث کے نزدیک زنا، قذف اور شراب نوشی پر حد لگا سکتا ہے اور احناف کے نزدیک کسی قسم کی حد جاری کرنا، امام کا کام ہے، آقا کوئی حد نہیں لگا سکتا۔ ③ ولا يُثَرِّبْ عليها: جب حد لگا دی ہے تو اس کے بعد اس کو سرزنش و توبیخ یا ملامت کرنا درست نہیں ہے یا محض لعن طعن اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا کافی نہیں ہے، اس کو سزا دینی چاہیے اور لونڈی کی حد، پچاس کوڑے ہیں، کیونکہ غلامی کی خست کی بنا پر لونڈیوں کے لیے یہ حرکت عربوں میں معیوب خیال نہیں کی جاتی تھی اور ان کو آزادوں کی طرح پورا تحفظ اور دفاع حاصل نہیں تھا، اس لیے ان کی عزت و ناموس عدم پردہ کی وجہ سے اور عام خلا ملا کی بنا پر پوری طرح محفوظ نہیں ہوتی، اس لیے ان کی سزا میں تخفیف ملحوظ رکھی گئی ہے۔ ④ زنى فليبعها: جمہور کے نزدیک بیچنا فرض نہیں ہے، استحبابی حکم ہے، کیونکہ ایک آقا کے ہاں اس حرکت کا بار بار ارتکاب اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے ہاں اس کی جنسی ضرورت پوری نہیں ہوتی اور وہ اس کی صحیح نگرانی نہیں کر سکتا، دوسرے انسان کو اس عیب سے آگاہ کر کے بیچے گا تاکہ وہ سوچ لے کہ میں اس کی خواہش پوری کر سکتا ہوں یا نہیں یا میں اس پر قابو پا سکتا ہوں یا نہیں، اس طرح پورے غور و فکر اور مکمل بصیرت کے ساتھ وہ یہ سودا کرے گا، مزید برأں لونڈی کو بھی پتہ ہوگا، اگر میں نے اب پھر یہ حرکت کی تو مجھے یہاں سے بھی نکال دیا جائے گا اور بار بار آقا تبدیل کرنا کوئی غلام پسند نہیں کرتا، امام ابوثور اور داود ظاہری کے نزدیک، آگے فروخت کرنا فرض ہے۔ ⑤ ولو بحبل من شعر: اگرچہ بالوں کی رسی کے عوض بیچنا پڑے، مقصد یہ ہے کہ وہ ایسی لونڈی کو گھر سے نکال دے، کہیں اس کا اثر دوسروں پر نہ پڑے، اگرچہ اسے قیمت میں نقصان یا خسارہ ہی برداشت کرنا پڑے۔

[4446] ٣١-(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ح وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا أَنَّ ابْنَ إِسْحٰقَ قَالَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَلْدِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ ثَلَاثًا ((ثُمَّ لِيَبِعْهَا فِي الرَّابِعَةِ)).

[4446] طريق ابى بكر بن ابى شيبة عن ابن عتبة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٩٥٣) وطريق ابى بكر بن ابى شيبة عن اسامة اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الحدود باب: فى الامة تزنى ولم تحصن برقم (٤٤٧٠) وطريق هارون بن سعيد الايلى تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٩٤٨) وطريق هناد بن السرى اخرجه ابوداود فى (سننه) فى الحدود باب: فى الامة تزنى ولم تحصن برقم (٤٤٧١) انظر (التحفة) برقم (١٤٣١٩)

[4446] ۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کی پانچ سندوں سے یہی روایت سعید مقبری کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں، لیکن ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ لونڈی کو تین بار تک زنا کرنے پر کوڑے لگائے، پھر چوتھی دفعہ اسے بیچ دے۔''

[4447] ۳۲۔(. . .)حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ قَالَ ((إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِي أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ وَقَالَ الْقَعْنَبِيُّ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ.

[4447] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، اگر لونڈی غیر شادی شدہ ہو تو اس کی سزا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر زنا کرے تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر دوبارہ زنا کرے تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر زنا کرے تو اسے کوڑے مارو، پھر اس کو بیچ ڈالو، اگرچہ رسی کے عوض بیچنا پڑے، ابن شہاب کہتے ہیں، مجھے معلوم نہیں، یہ تیسری دفعہ زنا کرنے کے بعد ہے یا چوتھی دفعہ، جھنی بیان کرتے ہیں، ابن شہاب نے کہا، ضفیر سے مراد رسی ہے۔

[4448] ۳۳۔(۱۷۰۴)وحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ ابْنِ شِهَابٍ وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ.

[4447] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤١٠٧)

[4448] اخرجه البخاري في (صحيحه) في البيوع باب: بيع العبد الزاني برقم (٢١٥٣۔٢١٥٤) وفي باب: بيع المدبر برقم (٢٢٣٢) وبرقم (٢٢٣٣) وفي الحدود باب: اذا زنت الامة برقم (٦٨٣٧۔٦٨٣٨) وفي العتق باب: كراهية التطاول على الرقيق وقوله عبدي او امتي برقم (٢٥٥٥) وبرقم (٢٥٥٦) وابو داود في (سننه) في الحدود باب: في الامة تزني ولم تحصن برقم (٤٤٦٩) والترمذي في (جامعه) في الحدود باب: ما جاء في الرجم على الثيب برقم (١٤٣٣) وابن ماجه (سننه) في الحدود باب: اقامة الحدود على الاماء برقم (٢٥٦٥) انظر (التحفة) برقم (٣٧٥٦)

[4448] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لونڈی کی سزا کے بارے میں پوچھا گیا؟ اس حدیث میں ابن شہاب کا قول بیان نہیں کیا گیا کہ ضفیر مراد رسی ہے۔

[4449] (. . .)حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَالشَّكُّ فِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا فِي بَيْعِهَا فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

[4449] ۔امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سندوں سے زہری کی مذکورہ بالا سند ہی مالک کی حدیث نمبر ۳۲ کی طرح بیان کرتے ہیں اور دونوں کی حدیث میں شک ہے کہ بیع تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ فرمایا۔

فائدہ:...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں، اختلاف کا خلاصہ یہ ہے کہ چوتھی دفعہ کوڑے بیچنے سے پہلے مارے گا یا کوڑے مارے بغیر بیچ دے گا، راجح بات یہی ہے کہ کوڑے مارنے کے بعد بیچے گا، کیونکہ بیچنا سزا کے قائم مقام نہیں ہو سکتا اور کوڑے چھوڑے نہیں جا سکتے اور یہ تطبیق بھی ہو سکتی ہے کہ بیع تیسری دفعہ کے بعد کر دے گا کیونکہ یہ قطعی اور یقینی چیز ہے اور اکثر شرعی معاملات میں تین کے عدد کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ (ج ۱۲، ص ۲۰۲)

۷...... بَاب تَأْخِيرِ الْحَدِّ عَنِ النُّفَسَاءِ

باب ۷: نفاس والی عورت (جو بچہ جن چکی ہے) سے سزا مؤخر کر دی جائے گی

[4450] ۳۴۔(۱۷۰۵)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ

عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَٰنِ قَالَ خَطَبَ عَلِيٌّ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَقِيمُوا عَلَى أَرِقَّائِكُمْ الْحَدَّ مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ فَإِنَّ أَمَةً لِرَسُولِ اللهِ ﷺ زَنَتْ فَأَمَرَنِي أَنْ أَجْلِدَهَا فَإِذَا هِيَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ أَقْتُلَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((أَحْسَنْتَ)).

[4450] ۔ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! اپنے

[4449] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٢٣)

[4450] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الحدود باب: ما جاء في اقامة الحد على الاماء برقم (١٤٤) انظر (التحفة) برقم (١٠١٧٠)

غلاموں پر حد جاری کرو، شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو آپ ﷺ نے مجھے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا تو پتہ چلا، اس نے نیا نیا بچہ جنا ہے، مجھے ڈر محسوس ہوا کہ اگر میں نے اسے کوڑے مارے تو میں اسے مار ڈالوں گا یعنی یہ مر جائے گی، (تو میں نے اس کو کوڑے نہ مارے) میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ کے پاس کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اچھا کیا۔''

[4451] (. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنِ السُّدِّيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ ((اتْرُكْهَا حَتّٰى تَمَاثَلَ)).

[4451] ۔امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے سدی کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں اور اس میں یہ لفظ نہیں، وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ اور یہ اضافہ ہے، ''اس کو چھوڑ دے حتی کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔''

فائدہ :...... مملوک غلام ہو یا لونڈی، شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، اس کی سزا غیر شادی شدہ آزاد سے آدھی ہے، قرآن مجید میں ہے:

﴿فَإِذَآ أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (النساء:٢٥)

''اگر وہ لونڈیاں شادی شدہ ہو کر کسی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان پر اس سے آدھی سزا ہے، جو آزاد کنواری عورتوں کو دی جاتی ہے۔''

اس آیت میں محصنات سے مراد آزاد کنواری عورتیں ہیں، جیسا کہ اوپر یہ آ چکا ہے۔

﴿ومن لم يستطع منكم طولًا ان ينكح المحصنت المؤمنات فمن ما ملكت ايمانكم﴾ اور تم میں سے جو یہ وسعت و فراخی نہ رکھتے ہوں کہ وہ مومنہ آزاد کنواری عورتوں سے شادی کر لیں تو وہ مسلمان لونڈیوں سے نکاح کر لیں، سورۃ نساء، آیت نمبر ۲۵ کا آغاز، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ صراحت کر دی کہ مملوک شادی شدہ ہونے کی قید سے یہ وہم لاحق نہ ہو جائے کہ غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں سزا میں تخفیف ہو گی، چونکہ آزاد کنواری عورت کی حد سو (۱۰۰) کوڑے ہیں، اس لیے مملوک (لونڈیاں، غلام) کی سزا پچاس کوڑے ہو گی اور غلام، لونڈی کی سزا میں تخفیف آقا اور مالک کا لحاظ رکھتے ہوئے کی گئی ہے، کیونکہ رجم کی صورت میں وہ اپنے مملوک سے محروم ہو جاتا۔ فتح الباری، ج ۱۲، ص ۲۰۴ اور اس لیے شوافع کے سوا باقی ائمہ کے نزدیک ان کو شہر بدر نہیں کیا جائے گا۔

[4451] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٢٥)

٨...... بَاب: حَدُّ الْخَمرِ

باب ٨: شرابی کی حد

[4452] ٣٥-(١٧٠٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَلَدَهُ بِجَرِيدَتَيْنِ نَحْوَ أَرْبَعِينَ قَالَ وَفَعَلَهُ أَبُو بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ أَخَفَّ الْحُدُودِ ثَمَانِينَ فَأَمَرَ بِهِ عُمَرُ.

[4452]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جو شراب پی چکا تھا تو آپ ﷺ نے اس کو دو بڑی چھڑیاں چالیس دفعہ ماریں، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کام کیا تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا، انہوں نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا، سب سے ہلکی حد اسی (٨٠) کوڑے ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم دے دیا۔

فوائد:...... ❶ حضور اکرم ﷺ نے دو شاخیں چالیس دفعہ ماریں، گویا اسی چھڑیاں ماریں، ائمہ ثلاثہ (مالک، شافعی، احمد) اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کل مسکر حرام، ہر نشہ آور چیز حرام ہے، و ما سکر کثیرہ فقلیلہ حرام، اگر زیادہ پینے سے نشہ پیدا ہوتا ہے تو کم بھی حرام ہے، کی رو سے، ہر سکر (نشہ آور چیز) پر کم ہو یا زیادہ حد لگائی جائے گی اور امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک، انگور کے شیرہ کی شراب پینے پر ہر صورت میں حد ہے اور کھجور کی شراب اور انگور سے بنی ہوئی شراب کے سوا دوسری چیزوں مثلاً گندم، جو، مکئی وغیرہ سے بنی ہوئی شراب پینے پر کوئی حد نہیں، خواہ نشہ بھی آ جائے، دیکھئے ہدایہ کی کتاب، الاشربہ اور باقی شرابوں پر اس صورت میں حد ہے، جب اتنی مقدار میں پی جائے جس سے نشہ پیدا ہو، ظاہر ہے، ائمہ ثلاثہ کا موقف حدیث کے مطابق ہے۔ ❷ شراب عربوں کی گھٹی میں رچی بسی تھی، اس لیے شراب کو تدریجاً آہستہ آہستہ حرام قرار دیا گیا ہے اور اس طرح اس کی سزا بھی آہستہ آہستہ زیادہ کی گئی ہے، ابتدا میں موجود لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ آ جاتا، جوتی، ہانڈا، چھڑی، کپڑا، اس سے بلاشمار مارتے، بعض دفعہ دو جوتے چالیس دفعہ مارتے، بعض دفعہ دو چھڑیاں چالیس دفعہ مارتے، اس لیے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شراب نوشی کی حد پر اگر کوڑوں کی صورت میں لگائی جائے تو اس کی تعداد کتنی ہو، متفق نہیں تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب بکثرت لوگ مسلمان ہو گئے اور مال و دولت کی

[4452] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحدود باب: ما جاء في ضرب شارب الخمر برقم (٦٧٧٣) والترمذي في (جامعه) في الحدود باب: ما جاء في السكران برقم (١٤٤٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٤)

فروانی ہوگئی، جس کے نتیجہ میں شراب نوشی میں اضافہ ہوگیا تو اب تعیین کی ضرورت پیش آئی، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تاکہ ایک بات پر اتفاق ہو سکے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہلکی حد اسی کوڑوں کا مشورہ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، ہمارا خیال ہے، اسے اسی کوڑے لگائیں، کیونکہ شرابی، شراب پی کر نشہ میں آ جاتا ہے اور بکواس شروع کر دیتا ہے اور کسی پر افترا باندھتا ہے، (اور افتری وقذف کی حد اسی کوڑے ہیں) موطا امام مالک کتاب الاشربہ ص ۳۵۷، تکملہ ج ۲ ص ۴۹۷، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حد کو نافذ کر دیا۔ گویا عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں نے یہ مشورہ دیا۔

[4453] (. . .) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

[4453]۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا، آگے حسب سابق روایت ہے۔

[4454] ۳۶۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ جَلَدَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ ثُمَّ جَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ وَدَنَا النَّاسُ مِنَ الرِّيفِ وَالْقُرٰى قَالَ مَا تَرَوْنَ فِي جَلْدِ الْخَمْرِ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا كَأَخَفِّ الْحُدُودِ قَالَ فَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِينَ.

[4454]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شراب پینے پر چھڑی اور جوتیوں سے مارا، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور لوگ سبزہ زاروں (سرسبز و شاداب جگہیں) اور بستیوں کے قریب رہنے لگے، (اور شرابیوں میں اضافہ ہوگیا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے پوچھا، تمہارا شراب نوشی کی سزا کے بارے میں کیا خیال ہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا، میرا خیال ہے آپ رضی اللہ عنہ اسے کم تر حد کے برابر کر دیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے لگوانے شروع کر دیئے۔

مفردات الحدیث ✲ الریف ج ارياف: سرسبز و شاداب علاقہ، جہاں پانی بکثرت ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور

[4453] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٢٨)

[4454] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحدود باب: ما جاء في ضرب شارب الخمر برقم (٦٧٧٣) وفي باب الضرب بالجريد والنعال برقم (٦٧٧٦) واخرجه ابو داود في (سننه) في الحدود باب: الحد في الخمر برقم (٤٤٧٩) وابن ماجه في (سننه) في الحدود باب: حد السكران برقم (٢٥٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٣٥٢)

میں شام وعراق کے علاقے فتح ہو گئے، جو زرعی علاقے تھے اور وہاں کھجوریں اور انگور عام تھے، ان علاقوں میں شراب آسانی سے میسر تھی، اس لیے شراب نوشی میں اضافہ ہو گیا۔

[4455] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4455]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے ہشام کی مذکورہ بالا سند سے، مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[4456] ۳۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ أَرْبَعِينَ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا وَلَمْ يَذْكُرِ الرِّيفَ وَالْقُرٰى.

[4456]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ شراب نوشی کی صورت میں چالیس جوتے اور چھڑیاں مارتے تھے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، لیکن سرسبز و شاداب علاقہ اور بستیوں کا ذکر نہیں ہے۔

[4457] ۳۸۔(۱۷۰۷) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الدَّانَاجِ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ فَيْرُوزَ مَوْلَى ابْنِ عَامِرٍ الدَّانَاجِ حَدَّثَنَا حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَبُو سَاسَانَ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بِالْوَلِيدِ قَدْ صَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ أَزِيدُكُمْ فَشَهِدَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا حُمْرَانُ أَنَّهُ شَرِبَ الْخَمْرَ وَشَهِدَ آخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُ فَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتَّى شَرِبَهَا فَقَالَ يَا عَلِيُّ قُمْ فَاجْلِدْهُ فَقَالَ عَلِيٌّ قُمْ يَا حَسَنُ فَاجْلِدْهُ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلّٰى قَارَّهَا فَكَأَنَّهُ وَجَدَ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قُمْ فَاجْلِدْهُ فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ حَتّٰى بَلَغَ أَرْبَعِينَ فَقَالَ أَمْسِكْ ثُمَّ قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعِينَ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَعُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ وَهٰذَا أَحَبُّ إِلَيَّ زَادَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ

[4455] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٢٩)

[4456] تقدم تخريجه برقم (٤٤٢٩)

[4457] اخرجه ابو داود في (سننه) في الحدود باب: الحد في الخمر برقم (٤٤٨٠) وبرقم (٤٤٨١) وابن ماجه في (سننه) في الحدود باب: حد السكران برقم (٢٥٧١) انظر (التحفة) برقم (١٠٠٨٠)

إِسْمٰعِيلُ وَقَدْ سَمِعْتُ حَدِيثَ الدَّانَاجِ مِنْهُ فَلَمْ أَحْفَظْهُ.

[4457] ۔امام صاحب چار اساتذہ کی دو سندوں سے ابو ساسان حضین بن منذر رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا کہ ان کے سامنے ولید رضی اللہ عنہ کو لایا گیا، اس نے صبح کی دو رکعتیں پڑھانے کے بعد پوچھا، کیا تمہیں اور نماز پڑھا دوں؟ تو اس کے بارے میں دو آدمیوں نے گواہی دی، ان میں ایک حمران رضی اللہ عنہ تھے، اس نے کہا، اس نے شراب پی ہے۔اور دوسرے نے گواہی دی، میں نے اسے قے کرتے دیکھا ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، شراب پی ہے تو قے کی ہے اور کہا، اے علی رضی اللہ عنہ! اٹھیے اور اس کو کوڑے لگائیے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، اے حسن! اٹھ اور اسے کوڑے مار تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا، حکومت کی گرمی اس کے حوالہ کیجیے، جو اس کی ٹھنڈک سے فائدہ اٹھاتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے ناراض ہو کر کہنے لگے، اے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اٹھ اور اس کو کوڑے مار، اس نے کوڑے مارنے شروع کر دیئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ گن رہے تھے حتی کہ اس نے چالیس کوڑے پورے کر لیے تو کہنے لگے، رک جا، پھر فرمایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارے، ہر طریقہ، رویہ درست ہے اور یہ طریقہ مجھے زیادہ پسند ہے، علی بن حجر کی روایت میں یہ اضافہ ہے، اسماعیل کہتے ہیں، میں نے داناج سے یہ روایت سنی ہے، لیکن یاد نہیں کر سکا۔

نوٹ:...... علامہ تقی نے تاریخ طبری کی مختلف روایات بیان کی ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے، ولید رضی اللہ عنہ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پروردہ اور ان کے اخیافی بھائی تھے اور کوفہ میں پانچ سال انتہائی محبوب گورنر رہے تھے، ان کے خلاف سازش کر کے، شراب کی تہمت لگا کر ان کو معزول کروایا گیا اور ان کو شراب نوشی کی حد لگوائی گئی اور علامہ تقی نے بھی ان روایات کی تائید میں قرائن پیش کیے ہیں۔ (دیکھئے، تکملہ ج ۲ ص ۴۸۹ تا ۵۰۱)

فائدہ:...... لم يتقيأ حتى شربها: شراب نوشی کے بغیر اس کو قے نہیں ہو سکتی، امام مالک اور امام احمد کے راجح قول کے مطابق، شراب کی قے کی شہادت سے شراب نوشی ثابت ہو جاتی ہے، اس لیے اس پر حد لازم ہو جاتی ہے، لیکن امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک، شراب کی قے سے حد لازم نہیں ٹھہرتی، کیونکہ ممکن ہے مجبور اور اضطراری حالت میں یا غلط فہمی سے پی ہو، لیکن بقول علامہ تقی مالکیہ اور حنابلہ کا موقف مضبوط ہے، کیونکہ اس کو خلفائے راشدین کے فیصلہ جات کی تائید حاصل ہے، عقلاً بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور آج کل کے بگڑے ہوئے حالات کا تقاضا بھی یہی ہے اس لیے امام نووی سے اس کو ترجیح دی ہے، (تکملہ ج ۲ ص ۵۰۵۔)

ولي حارها مَنْ تَوَلّى قارها: ایک ضرب المثل ہے، جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو کسی چیز کے فوائد اور منافع سے متمتع ہوتا ہے، اس کا اگر کوئی نقصان ہو تو وہ بھی اسے ہی برداشت کرنا چاہیے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ

تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب خلافت کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں تو یہ سختی اور شدت کا کام جس سے محدود اور اس کے اقارب کے دل میں نفرت پیدا ہوگی، بھی خود ہی سرانجام دیں، حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تکریم و توقیر کرتے ہوئے، انہیں یہ ذمہ داری سونپی تھی، صحیح بخاری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آیا ہے کہ حضرت علی نے اسی کوڑے لگوائے تھے اور تطبیق کی صورت یہ ہے، جیسا کہ بعض روایات میں موجود ہے کہ چالیس کوڑے لگوائے تھے، لیکن اس کے سرے دو تھے، اس لیے جس نے کوڑے کا لحاظ رکھا چالیس کہا اور جس نے کوڑے کے دوسرے سامنے رکھے، اس نے (۸۰) کہا، اس طرح گویا، چالیس کوڑے دہرے مارنا پسندیدہ عمل قرار دیا، اس لیے کُلٌّ سنة کا معنی یہ ہوسکتا ہے، اسی (۸۰ کوڑے اور چالیس دہرے کوڑے، دونوں سنت ہیں اور اسی (۸۰) کوڑے لگانے کا مشورہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی دیا تھا۔ (فتح الباری، ج ۱۲، ص ۸۵) جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

[4458] ۳۹۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا كُنْتُ أُقِيمُ عَلَى أَحَدٍ حَدًّا فَيَمُوتَ فِيهِ فَأَجِدَ مِنْهُ فِي نَفْسِي إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ لِأَنَّهُ إِنْ مَاتَ وَدَيْتُهُ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّهُ.

[4458]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اگر میں کسی کو حد لگاؤں اور وہ مر جائے تو مجھے دل میں افسوس اور غم نہیں ہوگا، مگر شرابی (کی موت پر) کیونکہ اگر وہ مر جائے گا تو میں اس کی دیت ادا کروں گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی حد کی قطعی تعیین نہیں کی۔''

[4459] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4459]۔ امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے سفیان کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ......اوپر ہم بتا چکے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے دور مبارک میں کسی ایک متعینہ چیز سے نہیں مارا جاتا تھا، اس لیے شمار میں بھی کمی و بیشی ہو جاتی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں کوڑوں کی تعیین کر دی گئی اور تعداد

[4458] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحدود باب: الضرب بالجريد والنعال برقم (٦٧٧٨) وابو داود في الحدود باب: اذا تتابع في شرب الخمر برقم (٤٤٨٦) وابن ماجه في (سننه) في الحدود باب: حد السكران برقم (٢٥٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٠٢٥٤)
[4459] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٩٣)

بھی متعین کر دی گئی، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے شرابی کی حد میں شرابی مرنا نہیں چاہیے اگر وہ مر جائے گا تو میں اس کی دیت دوں گا، ائمہ کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی انسان حد لگنے سے مر جائے گا تو اس پر دیت نہیں پڑے گی، لیکن شراب نوشی کی حد میں اختلاف ہے، امام شافعی کا قول ہے اگر حد میں کوڑے استعمال نہ ہوئے تو دیت نہیں ہے، کوڑوں کی حد چالیس سے زائد لگائی گئی تو دیت پڑے گی۔ فتح الباری، ج ۱۲، ص ۸۳، احناف اور مالکیہ کے نزدیک شراب نوشی کی حد اسی (۸۰) کوڑے ہیں، ایک قول امام احمد کا بھی یہی ہے، جس کو اکثر حنابلہ نے قبول کیا ہے، امام اوزاعی، اسحاق، شعبی، حسن بصری اور امام شافعی کا ایک قول یہی ہے، لیکن امام شافعی کا مشہور قول یہی ہے کہ شراب نوشی کی حد چالیس کوڑے ہیں اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔ (المغنی، ج ۱۲، ص ۴۹۸ تا ۴۹۹۔ عمدۃ القاری، ج ۱۱، ص ۱۲۵)

۹...... بَاب: قَدْرِ أَسْوَاطِ التَّعْزِيرِ

باب ۹: تعزیر کے کوڑوں کی مقدار

[4460] ۴۰۔(۱۷۰۸) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ إِذْ جَاءَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَهُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**لَا يُجْلَدُ أَحَدٌ فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِّنْ حُدُودِ اللّٰهِ**)).

[4460]۔ حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ''کوئی انسان، اللہ کی حدود میں سے کسی حد کے سوا دس سے زائد کوڑے نہ مارے۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تعزیر کی صورت میں دس سے زائد کوڑے نہیں لگائے جا سکتے، امام اسحاق اور لیث کا یہی خیال ہے اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد کے ایک قول کے مطابق، اس سے زائد کوڑے تعزیر کی صورت میں لگائے جا سکتے ہیں، لیکن زائد کی مقدار میں اختلاف ہے۔

(۱) امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک، ۳۹ سے زائد کوڑے، آزاد ہو یا غلام نہیں مارے جا سکتے، امام شافعی اور امام

[4460] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحدود باب: كم التعزير والادب برقم (٦٨٤٨) وبرقم (٦٨٤٩) وبرقم (٦٨٥٠) وابو داود في (سننه) في الحدود باب: في التعزير برقم (٤٤٩١) وبرقم (٤٤٩٢) والترمذي في (جامعه) في الحدود باب: في التعزير برقم (١٤٦٣) وابن ماجه في (سننه) في الحدود باب: التعزير برقم (٢٦٠١) انظر (التحفة) برقم (١١٧٢٠)

احمد کا ایک قول یہی ہے، امام شافعی کے نزدیک غلام کو انیس (۱۹) سے زائد کوڑے نہیں مارے جاسکتے، ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف کے نزدیک چونکہ کم از کم حد اسی (۸۰) کوڑے ہیں، اس لیے تعزیر سے اس سے زائد کوڑے نہیں مارے جاسکتے، المغنی، ج ۱۲،ص ۵۲۴۔ فتح الباری، ج ۱۲،ص ۲۲۰۔ اور امام کا ایک قول بقول ابن قدامہ یہ ہے، ہر جرم میں اس کی جنس کی حد کا لحاظ ہے، مثلاً اگر تعزیر وطی کے جرم پر ہے تو سو کوڑوں سے کم ہوگی تاکہ حد زنا سے کم رہے، اگر زنا کے سوا الزام تراشی ہو تو تعزیر اسی (۸۰) سے کم کوڑے ہوگی اور امام مالک کے نزدیک تعزیر کا اختیار امام کو ہے یا اس کے مقرر کردہ قاضی کو، اس لیے وہ جرم کی شدت و ضعف کے اعتبار سے جتنی چاہے سزا دے سکتا ہے، حد سے بھی زیادہ تعزیر جاری کرسکتا ہے، ابوثور اور ابو یوسف کا ایک قول بھی یہی ہے اور ان ائمہ نے جن آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے استدلال کیا ہے، ان میں درحقیقت کسی ایسے کام کا ارتکاب کیا گیا ہے، جس پر حد لگتی ہے، لیکن وہ بینہ یا اقرار سے ثابت نہیں ہوسکا یا مرتکب ناواقف اور جاہل تھا، لیکن قرائن اور آثار سے وہ بات ثابت ہوتی تھی، جو بعض وجوہ کی بنا پر ثابت نہیں ہوسکی اور حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کے نزدیک، اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی معصیت اور نافرمانی پر تو دس سے زائد کوڑے لگائے جاسکتے ہیں، لیکن شخصی اور انسانی قوانین کے توڑنے پر، دس سے زائد کوڑے نہیں لگائے جاسکتے، مثلاً کوئی انسان، باپ یا استاد کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ تادیب و سرزنش کے لیے، دس سے زائد کوڑے نہیں لگا سکتا یا بقول حافظ ابن حجر، چھوٹے گناہ پر دس سے زائد کوڑے نہیں لگائے جاسکتے اور بڑے گناہ پر اسے دس سے زائد کوڑے لگائے جاسکتے ہیں۔ (فتح الباری، ج ۱۲،ص ۲۲۰)

کیونکہ، حد کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿تِلك حدود الله فلا تعتدوها﴾ (البقره: ٢٢٩)

''یہ اللہ کی حدود ہیں، ان کو نہ توڑو، یعنی اللہ کا حکم ہے، اس کی نافرمانی نہ کرو۔''

١٠...... بَاب: الْحُدُوْدِ كَفَّارَاتٌ لِاَهْلِهَا

باب ١٠: حدود، حد لگنے والے کے لیے کفارہ بنتی ہے

[4461] ٤١-(١٧٠٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ

[4461] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الايمان باب (١١) برقم (١٨) وفي مناقب الانصار باب: وفود الانصار الى النبي ﷺ بمكة وبيعة العقبة برقم (٣٨٩٢) وفي المغازي باب (١٢) الرجم برقم (٣٩٩٩) وفي التفسير باب: اذا جاءك المومنات يبايعنك برقم (٤٨٩٤) وفي الحدود باب: الحدود كفارة برقم (٦٧٨٤) وفي باب: توبة السارق برقم (٦٨٠١) وفي الاحكام ←

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ ((تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَّلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِّنْ ذَٰلِكَ فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِّنْ ذَٰلِكَ فَسَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ)).

[4461]۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھ سے اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور زنا نہیں کرو گے اور چوری نہیں کرو گے اور اللہ تعالیٰ نے جس جان کو محترم ٹھہرایا ہے، اس کو ناحق قتل نہیں کرو گے تو تم میں سے جو اس بیعت پر وفا کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملے گا اور جس نے ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا اور اسے اس پر سزا مل گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہوگی اور جس نے ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا اور اس پر اللہ نے پردہ ڈالا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، چاہے معاف کردے اور چاہے اسے سزا دے۔''

[4462] ٤٢۔(. . .)حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ فَتَلَا عَلَيْنَا آيَةَ ﴿النِّسَآءِ أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ [الممتحنة:١٢] الْآيَةَ.

[4462]۔امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے زہری ہی کی مذکورہ بالا سند سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں کی بیعت پر یہ آیت ہمیں سنائی: ''وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔'' (الممتحنہ، آیت ص١٢)

فائدہ:......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے جس مجلس کا تذکرہ کیا ہے، اس کا تعلق فتح مکہ کے بعد کی کسی مجلس سے ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس میں سورۂ ممتحنہ کی آیت کی تلاوت فرمائی، جو فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس انسان پر دنیا میں حد شرعی جاری کر دی جاتی ہے، وہ اس کے گناہ کا کفارہ بنتی

← باب: بيعة النساء برقم (٧٢١٣) وفي التوحيد باب: في المشيئة والارادة برقم (٧٤٦٨) والترمذي في (جامعه) باب: ما جاء ان الحدود كفارة لاهلها برقم (١٤٣٩) والنسائي في (المجتبى) في البيعة باب: البيعة على الجهاد برقم ٧/ ١٤١ و ١٤٢ وفي باب البيعة على فراق المشرك برقم ٧/ ١٤٨) وفي باب: ثواب من وفى بما بايع عليه برقم ٧/ ١٦١ و ١٦٢ وفي الايمان وشرائعه باب البيعة على الاسلام برقم ٨/ ١٠٨۔ انظر (التحفة) برقم (٥٠٩٤)

[4462] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٣٦)

ہے، کیونکہ خوش دلی سے حد شرعی قبول کر لینا، عملی توبہ ہے اور توبہ سے ہر قسم کا جرم اور گناہ معاف ہو جاتا ہے اور حد قبول کرنا عملی توبہ ہے، اس کی دلیل حضرت ماعز اور غامدیہ رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حد جاری کرنے کے بعد، اس کو توبہ کا نام دیا ہے، اکثر فقہائے امت کے نزدیک اس حدیث کی بنا پر حدود کفارہ ہیں، لیکن احناف، حدود کو کفارہ نہیں مانتے، ذواجر عبرت کا سامان، آئندہ ارتکاب سے روکنے کا باعث قرار دیتے ہیں اور اس کے لیے دلیل آیت محاربہ کو بناتے ہیں، حالانکہ اس کا سبب نزول عکل اور عرینہ کا واقعہ جو اسلام سے مرتد ہو گئے اور بالاتفاق حد شرک وکفر کا کفارہ نہیں بن سکتی، مولانا محمود الحسن نے تقریر ترمذی میں حد کا کفارہ ہونا تسلیم کیا ہے اور مولانا شبیر احمد عثمانی نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ (فضل الباری، ج۱، ص۳۶۲)

[4463] ٤٢ـ(. . .)وحَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَمَا أَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا وَلَا يَعْضَهَ بَعْضُنَا بَعْضًا ((فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَتَى مِنْكُمْ حَدًّا فَأُقِيمَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ)).

[4463]۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بھی اس طرح عہد لیا، جس طرح عورتوں سے لیا تھا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو ساجھی قرار نہ دیں، چوری نہ کریں، زنا نہ کریں، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں، ایک دوسرے پر بہتان اور الزام تراشی نہ کریں، ''تم میں سے جو اس عہد کا ایفا کرے گا، اس کو اللہ کی طرف سے اجر ملے گا اور جس کسی نے قابل حد گناہ کا ارتکاب کیا اور اس پر حد جاری کر دی گئی ہو تو وہ اس کے لیے کفارہ ہوگی اور جس کے جرم پر اللہ نے پردہ ڈالا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو اسے سزا دے اور اگر چاہے تو معاف کر دے۔''

مفردات الحدیث

☆ **لا يَعْضَهُ بَعْضُنَا بَعْضًا**: عَضْهٌ کا معنی ہے، الزام تراشی، بہتان باندھنا، یعنی ہم ایک دوسرے پر افترا نہ باندھیں یا تہمت تراشی نہ کریں۔

[4464] ٤٤ـ(. . .)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ

[4463] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الحدود باب: الحد كفارة برقم (٢٦٠٣) انظر (التحفة) برقم (٥٠٩٠)

[4464] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار باب: وفود الانصار الى النبي ﷺ ←

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي لَمِنَ النُّقَبَآءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى أَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَزْنِيَ وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ فَالْجَنَّةُ إِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَإِنْ غَشِينَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَآءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ كَانَ قَضَآؤُهُ إِلَى اللّٰهِ.

[4464] ۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں ان فقہاء میں ہوں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور انہوں نے بتایا، ہم نے (بعد میں) آپ ﷺ سے اس پر بیعت کی تھی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، زنا نہیں کریں گے، چوری نہیں کریں گے اور جس شخص کو اللہ نے قتل کرنا حرام ٹھہرایا ہے، ہم اس کو ناحق قتل نہیں کریں گے، ہم ڈاکہ نہیں ڈالیں گے اور ہم نافرمانی کا کام نہیں کریں گے، ہم نے اگر اس کی پابندی کی تو جنت ملے گی اور اگر ہم نے ان میں سے کسی جرم کا ارتکاب کیا تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہوگا، ابن رمح نے قضاء ذالك کی جگہ قضاءُ ہٗ کہا ہے۔

مفردات الحديث ❋ نُقَباء: نقيب کی جمع ہے، نگران، محافظ اور دیکھ بھال کرنے والا۔یعنی جن بارہ افراد نے عقبہ کی رات بیعت کی تھی، میں ان میں سے ایک ہوں اور پھر فتح مکہ کے بعد ہم نے آپ ﷺ سے ان چیزوں پر بھی بیعت کی تھی۔

١١...... بَاب: جُرْحِ الْعَجْمَآءِ وَالْمَعْدِنِ وَالْبِئْرِ جُبَارٌ

باب ١١: جانور (حیوان)، کان اور کنویں کے سبب زخم رائیگاں ہے، یعنی اس پر تاوان ہے

[4465] ٤٥-(١٧١٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((الْعَجْمَآءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)).

← بمكة وبيعة العقبة برقم (٣٨٩٣) وفي الديات باب: قول الله تعالى ﴿ومن احياها﴾ برقم (٦٨٧٣) انظر (التحفة) برقم (٥١٠٠)

[4465] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الديات باب: المعدن جبار والبئر جبار برقم (٦٩١٢) والترمذي في (جامعه) في الاحكام باب: ما جاء في العجماء جرحها جبار برقم (١٣٧٧) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٢٧)

[4465]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیوان کا زخمی کرنا، رائیگاں ہے اور کنویں سے نقصان کا تاوان نہیں ہے اور کان سے پہنچنے والے نقصان کا ڈنڈ نہیں ہے اور جاہلیت کے دفینہ پر پانچواں حصہ ادا کرنا ہوگا۔''

مفردات الحدیث ❶ اَلْعَجْمَاءُ: اَعْجَم کا مونث ہے، چوپایہ، حیوان۔ ❷ جَرَاحٌ: زخمی کرنا۔ ❸ جَرْحٌ، جُرْحٌ: زخم، مقصد حیوان کا نقصان پہنچانا وہ زخم کی صورت میں ہو یا کسی اور طرح۔ ❹ جُبَارٌ: رائیگاں ہے، اس پر معاوضہ یا تاوان نہیں ہے، الرِکاز: جاہلیت کا دفینہ۔

فوائد:...... ❶ حیوان سے پہنچنے والا نقصان رائیگاں ہے، حیوان اگر کسی کا نقصان کرتا ہے، شخصی طور پر اس کو زخمی کرتا ہے یا اس کا مالی نقصان کرتا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں (ا) وہ حیوان گھر سے یا مالک سے بھاگ آیا ہے، اس کے ساتھ کوئی نہیں ہے، اس صورت میں اگر وہ کسی قسم کا نقصان کرتا ہے تو احناف کے نزدیک اس پر کسی قسم کا تاوان نہیں ہے، دن کا وقت ہو یا رات کا لیکن فقہائے حجاز امام مالک، امام شافعی اور احمد کے نزدیک، اگر وہ کسی کی کھیتی کا نقصان کرتا ہے تو اگر رات کا وقت ہے تو مالک پر تاوان پڑے گا، اگر دن کا وقت ہے تو پھر تاوان نہیں ہے اور امام لیث کے نزدیک مالک کے ذمہ ہر حالت میں تاوان ہے۔ (المغنی، ج ۱۲، ص ۵۴۱)۔ صحیح بات یہ ہے، اگر اس میں مالک کی کوتاہی کا دخل ہے تو تاوان ہے، وگرنہ کسی حالت میں تاوان نہیں ہے۔ ❷ اگر مالک حیوان کے ساتھ ہے یا کوئی اس کے ساتھ ہے تو پھر اگر وہ کسی چیز کو روندتا ہے، وہ مال ہو، شخص ہو یا کھیتی تو سوار اس کا ذمہ دار ہے، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کا یہی نظریہ ہے، لیکن امام مالک کے نزدیک اس پر تاوان نہیں ہے، اگر حیوان، عام راستہ پر جا رہا ہے اور اس کے ساتھ انسان موجود ہے اور جانور اپنے کسی عضو مثلاً ٹانگ، ہاتھ، سر، منہ سے کسی کو نقصان پہنچاتا ہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہ ضامن ہے، اگر حیوان دولتی (ٹانگ) مارتا ہے یا دم مارتا ہے تو ضامن نہیں ہے، لیکن امام شافعی کے نزدیک ہر حالت میں، حیوان کے ساتھ والا ضامن ہے، حیوان کسی عضو سے بھی نقصان پہنچائے اور آج کل کی گاڑیوں کا ڈرائیور، ہر حالت میں ضامن ہے، اگر وہ غفلت اور بے پرواہی سے کام لیتا ہے، لیکن اگر اس کی کوتاہی یا غفلت و بے پرواہی کا دخل نہیں ہے، اچانک کوئی انسان یا حیوان آگے آ گیا ہے، وہ اس کی کوشش کے باوجود، نیچے آ گیا ہے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

البئر جُبار: کنویں کا نقصان رائیگاں ہے، اگر کنویں کے مالک کا اس نقصان میں دخل نہیں ہے کہ اس نے کنواں اپنی زمین میں کھودا ہے یا بے آباد جگہ میں کھودا ہے اور اس میں کوئی انسان یا حیوان گر جاتا ہے تو مالک اس کا ذمہ دار نہیں ہے، لیکن اگر وہ راستہ میں کنواں کھودتا ہے یا کسی دوسرے کی جگہ میں کنواں کھودتا ہے، یعنی اس کی زیادتی کا دخل ہے تو پھر وہ ذمہ دار ہے، جمہور کا یہی موقف ہے، احناف کا بھی یہی موقف ہے، اس طرح اگر کسی نے کنواں

کھودنے کا کسی کو ٹھیکہ دیا یا اس کے لیے مزدور رکھا اور اس سے کھودنے والے کو نقصان پہنچا تو مالک ذمہ دار نہیں ہے۔
المعدن جبار: کوئی انسان اپنی زمین میں یا بے آباد جگہ میں کان کھودتا ہے اور کوئی شخص اس میں گر کر مر جاتا ہے یا زخمی ہو جاتا ہے تو اس کا مالک ذمہ دار نہیں ہے یا مالک، کان کھودنے کے لیے مزدور رکھتا ہے اور ان کو تمام ضروری ساز و سامان مہیا کر دیتا ہے یا یہ مزدور کی اپنی ذمہ داری ہے پھر کان سے مزدور کو کوئی نقصان پہنچتا ہے یا اس پر گر جاتی ہے تو مالک پر تاوان نہیں ہے، ہاں تبرعا اس کو مزدور کا علاج معالجہ کروانا چاہیے۔
فی الركاز الخمسُ: جاہلیت کا دفینہ مل جانے کی صورت میں اس کا پانچواں حصہ بیت المال کو دیا جائے گا اور کان (معدن) سے حاصل ہونے والی چیز پر چونکہ، مالک کو محنت و مشقت اٹھانی پڑتی ہے اور مزدوری ادا کرنی ہوتی ہے، اس لیے وہ رکاز کے حکم میں نہیں ہے، ائمہ حجاز، مالک، شافعی اور احمد کا یہی موقف ہے، لیکن احناف کے نزدیک رکاز کا اطلاق معدن (کان) پر بھی ہوتا ہے، اس لیے اس کا حکم بھی جاہلیت کے دفینہ والا ہے، امام ثوری، اوزاعی اور ابو عبید بن سلام کا بھی یہی موقف ہے اور لغت کی رو سے اس کی گنجائش موجود ہے، لیکن شرعی طور پر یہ رکاز نہیں ہے، لغوی معنی پر شرعی معنی کو ترجیح حاصل ہے۔ ہاں اس پر امام بخاری والا اعتراض صحیح ہے کہ ایک طرف تو معدن کو عام ائمہ کے برخلاف رکاز میں داخل کیا ہے اور دوسری طرف خمس کو ادائیگی سے بچنے کے لیے حیلے نکالے جاتے ہیں اور اس کو پورے مال پر قبضہ کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔

[4466] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ يَعْنِي ابْنَ عِيسٰى حَدَّثَنَا مَالِكٌ كِلَاهُمَا

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ اللَّيْثِ مِثْلَ حَدِيثِهِ.

[4466]۔ امام پانچ اساتذہ کی دو سندوں سے (ایک طرف چار ہیں اور دوسری طرف ایک) لیث کی مذکورہ بالا سند ہی سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[4466] طريق يحيى بن يحيى اخرجه ابو داود في (سننه) في الخراج والامارة والفي باب: ما جاء في الركاز وما فيه برقم (٣٠٨٥) وفي الديات باب: العجماء والمعدن والبئر جبار برقم (٤٥٩٣) والترمذي في (جامعه) في الاحكام باب: ما جاء في العجماء جرحها جبار برقم (١٣٧٧) والنسائي في (المجتبى) في الزكاة باب: المعدن ٥/ ٤٥ وفي المعدن۔ وابن ماجه في (سننه) في اللقطة باب: من اصاب ركازا برقم (٢٥٠٩) وفي الديات باب: الجبار برقم (٢٦٧٣) انظر (التحفة) برقم (١٣١٢٨) وطريق محمد بن رافع اخريجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة باب: في الركاز الخمس برقم (١٤٩٩) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٣٦)

[4467] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[4467] ۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[4468] ٤٦۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((الْبِئْرُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جَرْحُهُ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)).

[4468] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنویں کے زخم کا تاوان نہیں، کان کے زخم کا ڈنڈ نہیں ہے، حیوان کے زخم کا معاوضہ نہیں ہے اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔''

[4469] (. . .) و حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا
عَنْ شُعْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[4469] ۔امام صاحب تین اساتذہ کی تین سندوں سے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[4467] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزکاة باب: المعدن برقم (٢٤٩٥) انظر (التحفة) برقم (١٣٣٥١)

[4468] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٩٤٦)

[4469] طريق عبدالرحمن بن سلام الجمعی تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٧٦) وطريق عبيدالله بن معاذ وطريق ابن بشار اخرجهما البخاری فی (صحيحه) فی الديات باب: العجماء جرجها جبار برقم (٦٩١٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٨٧)
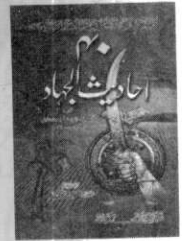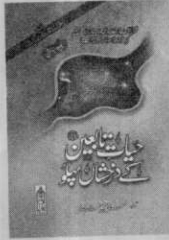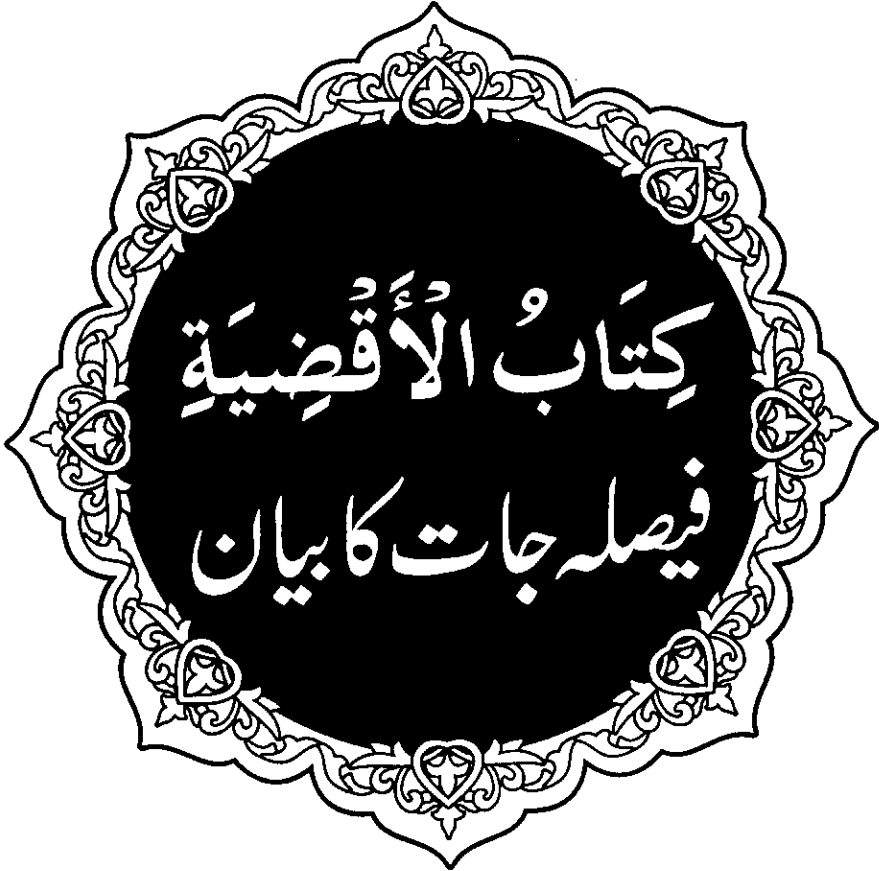
حدیث نمبر 4470 سے 4497 تک

۳۱...... كِتَابُ الْأَقْضِيَةِ

۳۱. فیصلہ جات کا بیان

۱...... بَاب: اَلْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

باب ۱: قسم مدعی علیہ (جس کے خلاف دعویٰ ہے) کے ذمہ ہے

[4470] ۱-(۱۷۱۱) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعَى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ)).

[4470]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کا دعویٰ قبول کرلیا جائے تو بہت سے لوگ دوسرے لوگوں کے خونوں اور مالوں کے خلاف دعویٰ کر بیٹھیں گے، لیکن مدعی علیہ کو قسم اٹھانا ہوگی۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی انسان کا قول صرف اس کے دعویٰ کی بنیاد پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس کے لیے ضروری ہے وہ اپنے دعویٰ پر دلیل یعنی گواہ پیش کرے یا مدعی علیہ اس کے دعویٰ کو تسلیم کرے، کیونکہ اگر محض کسی کے دعویٰ کرنے پر اس کا مطالبہ مان لیا جائے اور اس کا حق تسلیم کرلیا جائے تو بہت سے

[4470] أخرجه البخاري في ((صحيحه)) في التفسير باب: ﴿إن الذين يشترون بعهد الله وأيمانهم ثمناً قليلا أولئك لا خلاق لهم﴾ برقم (٤٥٥٢) وفي الهن باب: إذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه فالبي ، نة على المدعي واليمين على المدعى عليه برقم (٢٥١٤) وفي الشهادات باب: اليمين على المدعى عليه في الأموال والحدود برقم (٢٦٦٨) . وأبوداود في ((سننه)) في الأضية باب: في اليمين على المدعى عليه برقم (٣٦١٩) . والترمذي في ((جامعه)) في الأحكام باب: ماجاء في ان البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه برقم (١٣٤٢) . والنسائي ((المجتبى)) في آداب القضاة باب: عظة الحاكم على اليمين برقم (٨/ ٢٤٨ و ٢٤٩ وابن ماجه في ((سنه)) في الأحكام بابا: البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه برقم (٢٣٢١) . انظر ((التحفة)) برقم (٥٧٩٢)

لوگ، دوسروں کی جان اور مال کے خلاف دعویٰ کرنا شروع کر دیں گے اور لوگوں کی جان و مال غیر محفوظ ہو جائے گی، جبکہ مدعی کے پاس جان و مال کی حفاظت کے لیے، شہادت کا ذریعہ موجود ہے۔

اليمين على المدعى عليه: سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ دعویٰ کی صورت میں اگر مدعی، شہادت نہ پیش کر سکے تو مدعی علیہ کو ہر حالت میں قسم اٹھانا ہوگی، جبکہ امام مالک کا موقف یہ ہے کہ مدعی علیہ پر قسم اس صورت میں لازم ہوگی، جب اس کا مدعی (دعویٰ کرنے والا) کے ساتھ اختلاط اور میل ملاپ ہے، وگرنہ اوباش لوگ، شرفاء کو تنگ کرنے کے لیے، ان کے خلاف دعویٰ کریں گے اور ان کو بار بار بلاوجہ قسم اٹھانا ہوگی، گویا دعویٰ کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ مدعی اور مدعی علیہ میں کسی قسم کا ربط و تعلق ہو تا کہ اس کو مدعی مانا جا سکے، اگر دعویٰ کی صحت کا قرینہ موجود نہیں ہے تو وہ مدعی کیسے بن سکے گا کہ مدعی علیہ پر قسم پڑے۔

[4471] ٢-(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضٰى بِالْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ.

[4471]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھانے کا فیصلہ، مدعی علیہ کے بارے میں کیا ہے (قسم مدعی علیہ اٹھائے)

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قسم اٹھانا، مدعی علیہ کے ذمہ ہے، اگر وہ قسم اٹھاوے گا تو بری الزمہ ہو جائے گا اور اگر قسم نہیں اٹھائے گا تو مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا اور مدعی علیہ کے قسم سے انکار پر مدعی کو قسم اٹھانے کے لیے نہیں کہا جائے گا، امام ابو حنیفہ اور امام احمد کا موقف یہی ہے، لیکن امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک مدعی علیہ کے قسم سے انکار پر اس کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جائے گا، امام مالک کے نزدیک مالی معاملات میں مدعی کو قسم اٹھانے کے لیے کہا جائے گا، اگر قسم اٹھالے گا تو اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا اور امام شافعی کے نزدیک ہر قسم کے دعویٰ میں مدعی کو قسم اٹھانے کے لیے کہا جائے گا، قسم کے بغیر اس کے حق میں فیصلہ نہیں کیا جائے گا، لیکن یہ خیال رہے، حدود کے مسئلہ میں قسم نہیں ہے، باقی دعاوی کے بارے میں، قسم کے بارے میں اختلاف ہے، کیونکہ حقوق دو قسم کے ہیں (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد۔ حقوق العباد میں جو مالی معاملات ہیں یا ان میں مقصود مال ہی ہے، اس میں بالاتفاق قسم ہے اور جو مالی معاملات نہیں ہیں یا مال سے ان کا تعلق نہیں یعنی مال مقصود نہیں ہے، جیسے قصاص، نکاح، رجوع، ایلاء، وغیرھا، امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے

[4471] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٤٤٥)

نزدیک ان میں قسم نہیں ہے، امام احمد کا ایک قول یہی ہے اور امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک یہاں بھی قسم ہے، لیکن متاخرین احناف نے فتویٰ صاحبین کے مطابق دیا ہے کہ حدود کے سوا ہر دعویٰ میں مدعیٰ علیہ سے قسم لی جاسکتی ہے۔

۲...... بَاب :اَلْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ وَالشَّاهِدِ

باب ۲: ایک شاہد اور اس کی قسم پر فیصلہ کر دیا جائے گا

[4472] ۳۔(۱۷۱۲)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا زَيْدٌ وَهُوَ ابْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنِي قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ.

[4472]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اور گواہ کی بنیاد پر فیصلہ فرمایا۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مدعی اپنے دعویٰ پر ایک گواہ پیش کر دے اور دوسرے گواہ کی جگہ قسم اٹھاوے تو اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا، ائمہ حجاز (مالک، شافعی، احمد) اس کے قائل ہیں، خلفائے راشدین اور جمہور کا یہی نظریہ ہے اور حدیث مستقل حجت ہے قرآن مجید، جس مسئلہ کے بارے میں ساکت (خاموش) ہے، وہ اخبار آحاد سے ثابت ہو سکتا ہے، کیونکہ وہ نسخ نہیں ہے، بیان ہے، جیسا کہ خود علامہ تقی نے اس کو قبول کیا ہے اور علامہ عینی سے بھی نقل کیا ہے۔ (تکملہ، ج ۲، ص ۵۶۴۔۵۶۵)

اس لیے اس حدیث کو قرآن مجید کے معارض اور مخالف قرار دینا محض تقلید کا شاخسانہ ہے، کیونکہ قرآن مجید نے نصاب شہادت میں تو دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے بیان کی گواہی کا تذکرہ کیا ہے اور تیسری صورت ایک گواہ اور قسم سے خاموش ہے، اس کو حدیث نے بیان کر دیا، اس طرح شاہد اور یمین پر دلالت کرنے والی پانچ احادیث کو ضعیف قرار دینا سینہ زوری ہے، اس لیے علامہ تقی نے تسلیم کیا ہے کہ لا مجالا لانکار ثبوتها، ان کے ثبوت کے انکار کی گنجائش نہیں ہے، تکملہ، ج ۲، ص ۵۶۴۔ اور یہ اخبار آحاد نہیں، بلکہ بقول علامہ تقی احناف کی اصطلاح کی رو سے مشہور ہیں، ص ۵۶۳۔ اور احناف کے اصول کے مطابق خبر مشہور سے قرآنی نص کی تخصیص ہو سکتی ہے، جبکہ جمہور ائمہ کے نزدیک تخصیص بیان ہے، نسخ نہیں ہے اور خبر واحد سے تخصیص جائز ہے، الوجیز، ص ۳۱۹ (الوجیز فی اصول الفقه) الدکتور عبدالکریم زیدان۔

[4472] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الاقضية باب: القضاء باليمين والشاهد برقم (٣٦٠٨) وبرقم (٣٦٠٩) وابن ماجه فی (سننه) فی الاحكام باب: القضاء بالشاهد واليمين برقم (٢٣٧٠) انظر (التحفة) برقم (٦٢٩٩)

٣...... بَاب: الْحُكْمِ بِالظَّاهِرِ وَاللَّحْنِ بِالْحُجَّةِ

باب ۳: حاکم کا فیصلہ اصل حقیقت (صورت واقعی) کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنا اور دلیل بہتر انداز سے پیش کرنا

[4473] ٤-(١٧١٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوٍ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَطَعْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ بِهِ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ)).

[4473] - حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے پاس جھگڑا لاتے ہو اور ہوسکتا ہے تم میں سے بعض، دوسرے کے مقابلہ میں اپنی دلیل بہتر انداز یا فطانت سے پیش کرے تو میں اس کے حق میں، اس سے سننے کے مطابق فیصلہ کر دوں تو جس کو میں نے اس کے بھائی کے حق میں سے کوئی چیز دلوا دی، وہ اس کو نہ لے، کیونکہ میں اس کو اس چیز کی صورت میں آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔

مفردات الحدیث ❶ **اَلْحَنَ بحجته:** وہ اپنی دلیل کو بہتر طور پر سمجھتا ہو اور زیادہ مؤثر انداز سے پیش کرتا ہو۔ ❷ **قطعتُ له من حق اخيه:** میں اس کے بھائی کے حق میں سے اس کو کچھ دلوا دوں یا دے دوں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، قاضی یا حاکم کا فیصلہ ظاہر کے مطابق ہوتا ہے، یعنی وہ ظاہری طور پر شاہدوں سے جو کچھ سنتا ہے، اس کے مطابق فیصلہ کر دیتا ہے اور اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ شاہد جھوٹ بول رہے ہیں،

[4473] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المظالم باب: اثم من خاصم في باطل وهو يعلمه برقم (٢٤٥٨) وفي الشهادات باب: من اقام البينة بعد اليمين برقم (٢٦٨٠): وفي الحيل باب (١٨) برقم (٦٩٦٧) وفي الاحكام باب: موعظة الامام للخصوم برقم (٧١٦٩) وفي باب: من قضى له بحق اخيه فلا ياخذه فان قضاء الحاكم لا يحل حراما ولا يحرم حلالا برقم (٧١٨١) وفي باب: القضاء في كثير المال وقليله برم (٧١٨٥) وابو داود في (سننه) في الاقضية باب: في قضاء القاضي اذا اخطا برقم (٣٥٨٣) والترمذي في (جامعه) في الاحكام باب: ما جاء في التشديد على من يقضى له بشئى ليس له ان ياخذه برقم (١٣٣٩) والنسائي في (المجتبى) في آداب القضاة باب: الحكم بالظاهر برقم (٨/ ٢٣٣) وفي باب: ما يقطع القضاء برقم ٨/ ٣٤٧۔ وابن ماجه في (سننه) في الاحكام باب: قضية الحاكم لا تحل حراما ولا تحرم حلالا برقم (٢٣١٧) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٦)

اس لیے جس مدعی نے اپنا دعویٰ جھوٹے شاہدوں سے ثابت کیا ہے، اس کو چونکہ معلوم ہے کہ میں نے جھوٹے گواہ پیش کیے ہیں اور معاملہ کی اصل حقیقت وہ نہیں ہے جو میں نے گواہوں کے ذریعہ ثابت کی ہے، اس لیے اس کو فیصلہ کو اپنے حق میں استعمال نہیں کرنا چاہیے، جب رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ اصل حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتا، (حالانکہ اللہ آپ ﷺ کو اصل حقیقت سے آگاہ کر سکتا تھا) تا کہ امت کے سامنے یہ حقیقت واضح رہے کہ عدالت میں جھوٹے گواہ قائم کر کے فیصلہ نافذ العمل ہوگا، لیکن آخرت میں یہ انسان مجرم ٹھہرے گا اور سزا کا مستحق ہوگا، جمہور علماء کا نظریہ اس حدیث کے مطابق ہے، یعنی امام مالک، شافعی، احمد، اوزاعی، اسحاق، ابوثور، داود اور ابن الحسن رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر حاکم نے، عقد، فسخ عقد یا طلاق کا فیصلہ، جھوٹے گواہوں کی گواہی کی بنیاد پر کر دیا تو اس کا فیصلہ ظاہرا اور باطنا (حقیقت واقعہ) دونوں اعتبار سے نافذ العمل ہوگا، مثلاً دو گواہوں کو انہوں نے ایکا کر کے، ایک انسان کے بارے میں یہ گواہی دی کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور قاضی نے گواہی مان کر میاں بیوی میں جدائی ڈال دی تو گواہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہم نے جھوٹ بولا ہے، عدت کے گزرنے کے بعد اس سے شادی کر سکتا ہے یا عورت نے جھوٹے گواہ تیار کر کے جھوٹی گواہی دلوائی کہ فلاں مرد نے میرے ساتھ شادی کی ہے اور مجھے آباد نہیں کرتا اور قاضی نے اس نکاح کو تسلیم کر لیا تو وہ عورت اس مرد کے لیے حلال ہوگی؟ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے اس سے نکاح نہیں کیا تھا تو جھوٹ سے حقیقت تو تبدیل نہیں ہو گی، اس لیے ظاہری اعتبار سے تو یہ فیصلہ نافذ العمل ہوگا، لیکن باطن کے اعتبار سے درست نہیں ہے، اس لیے وہ عورت حقیقت کے اعتبار سے اس کے لیے جائز نہیں ہے، وہ حقیقت کے اعتبار سے زانی ہیں، اگرچہ ظاہر کے اعتبار سے میاں بیوی ہیں اور احناف کا اس کو انشاء قرار دینا، یعنی گویا کہ قاضی نے نکاح کر دیا ہے، درست نہیں ہے، کیونکہ قاضی نے جھوٹی گواہی پر جھوٹے نکاح کو تسلیم کیا ہے، نیا نکاح نہیں کیا، شریعت کا اصل مقصود یہ ہے کہ ایک مسلمان ناجائز حربے استعمال نہ کرے، کیونکہ جب ناجائز حربہ اس کو گناہ اور جرم سے بچا نہیں سکتا اور اس کی اخروی زندگی کی تباہی کا باعث ہے تو اس کو استعمال کیوں کیا جائے اور عجیب بات ہے، احناف خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جھوٹے گواہ قائم کرنا، ایک حرام کام ہے اور وہ اس سے بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے، (تکملہ، ج ۲، ص۵۷۲) تو پھر یہ باطنا کیسے جاری ہوا، باطنا تب ہی جاری ہو سکتا تھا، جب وہ قاضی کے فیصلہ کی بنا پر آخرت کی سزا سے بچ سکتا ہے جو کہ احناف کے نزدیک بھی ممکن نہیں ہے، اس لیے امام ابو یوسف اور امام محمد کا فتویٰ جمہور کے مطابق ہے اور بعض ائمہ احناف اس کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ (تکملہ، ج ۲، ص ۵۷۱)

[4474] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[4474] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٤٨)

[4474] ۔امام صاحب یہی حدیث دو اور اساتذہ سے ہشام کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں۔

[4475] ٥۔(. . .)وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَمِعَ جَلَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَهُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي لَهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَحْمِلْهَا أَوْ يَذَرْهَا)).

[4475] ۔نبی اکرم ﷺ کی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کمرہ کے دروازہ پر جھگڑنے والوں کا شور سنا تو آپ ﷺ ان کی طرف نکلے اور فرمایا: ''میں بھی ایک انسان ہوں اور صورت حال یہ ہے، میرے پاس جھگڑنے والے (اپنا جھگڑا) لے کر آتے ہیں اور ممکن ہے، ان میں سے بعض، بعض کے مقابلہ میں زیادہ مؤثر بیان کرے اور میں سمجھوں یہ سچا ہے، اس لیے اس کے حق میں فیصلہ کر دوں تو میں جس کے حق میں کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کروں تو وہ اس کے لیے آگ ہی کا ٹکڑا ہوگا، اس کو اٹھا لے یا چھوڑ دے۔''

مفردات الحدیث ❶ جلبه یا لجبه: شور، آوازوں کا ٹکراؤ۔ ❷ خصم: مفرد اور جمع دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے اور یہاں جمع کے معنی میں ہے، جھگڑا کرنے والے۔

فائدہ: ......انّما انا بشرٌ: میں بھی انسان ہوں اور ایک انسان غیب کا علم نہیں رکھتا اور اشیاء کے باطن سے آگاہ نہیں ہوتا، اس لیے میں ایک قاضی اور حکم کی حیثیت سے عام انسانوں کی طرح ظاہر کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں، تاکہ بعد میں آنے والے قاضی اور حاکم کے لیے، میرا یہ فیصلہ نمونہ اور اسوہ بنے کہ وہ اصول شریعت کے مطابق بینہ (شہادت) یا قسم کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند ہے، شہادت اور قسم کی اصل حقیقت کہ وہ سچی ہے یا جھوٹی تک پہنچنے کا پابند نہیں ہے، جیسا وہ گواہوں یا قسم کو صحیح سمجھتا ہے، اگرچہ وہ فی الواقع جھوٹی ہے تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کر دے گا، اب یہ مدعی اور مدعی علیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ غلط طریقہ نہ اپنائیں، اگر وہ غلط رویہ اختیار کریں گے تو وہ مجرم ہوں گے، قاضی بریٔ الذمہ ہوگا، اس لیے آپ ﷺ نے جھوٹی شہادت اور چرب زبانی سے کام لینے والے کو مخاطب کیا ہے کہ وہ قاضی کے فیصلہ کو جبکہ مدعی اصل حقیقت سے آگاہ ہے، اس لیے جواز کا باعث نہ سمجھ لے، وگرنہ آپ ﷺ تو رسول تھے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اصل حقیقت سے آگاہ کر سکتا تھا اور آپ ﷺ فیصلہ اصل حقیقت اور واقعہ کے مطابق کر سکتے تھے۔

[4475] تقدم تخریجه برقم (٤٤٤٨)

فـاحسب انه صادق: یعنی میں چرب لسانی کرنے والے یا اپنی بات اور اپنا مقدمہ مؤثر انداز سے پیش کرنے والے کو سچا سمجھ لوں، اس طرح اس کا تعلق فیصلہ یا مقدمہ سے ہے، باقی رہا آپ ﷺ کے امت کے لیے احکام و فرامین جو آپ نے اپنے اجتہاد سے دیئے، اس سے اس کا تعلق نہیں ہے، کیونکہ وہاں تو اگر جمہور کے مطابق غلطی کے امکان کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی آپ کی فوراً اللہ کی طرف سے تصحیح کر دی جاتی تھی اور مقدمہ میں ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنا خطا یا غلطی نہیں ہے، بلکہ قاضی اور حاکم اس کا پابند ہے اور آپ ﷺ اسوہ ہونے کی حیثیت سے اس اصول کے پابند تھے، اس لیے اللہ کی طرف سے آپ کو حقیقت حال سے آگاہ نہیں کیا جاتا تھا، وگرنہ حاکموں کے لیے فیصلہ کرنا ممکن نہ ہوتا۔

فَلْيحملها اويَذرها: اس کو اٹھالے یا چھوڑ دے، اختیار کے لیے نہیں ہے، بلکہ تہدید اور دھمکی کے لیے ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر﴾ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے اور فرمایا: ﴿اعملوا ما شئتم﴾ جو چاہو عمل کرو، مقصد یہ ہے حاضر تو ہمارے سامنے ہی ہونا ہے تو ہم محاسبہ اور باز پرس کر لیں گے۔

[4476] ٦-(. . .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ لَجَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ أُمِّ سَلَمَةَ.

[4476]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے زہری کی مذکورہ بالا سند سے یونس کی طرح روایت بیان کرتے ہیں، ہاں معمر کی حدیث میں ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے دروازہ پر جھگڑنے والوں کا شور (لَجبه) سنا، (یعنی اس حدیث میں جَلَبه کی جگہ لَجَبَه ہے معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔)

٤...... بَاب: قَضِيَّةِ هِنْدٍ

باب ٤: ہند رضی اللہ عنہا کا واقعہ

[4477] ٧-(١٧١٤) حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ امْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[4476] تقدم تخريجه برقم (٤٤٤٨)

[4477] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧١٢١)

فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ لَا يُعْطِينِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يَكْفِينِي وَيَكْفِي بَنِيَّ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمِهِ فَهَلْ عَلَيَّ فِي ذَٰلِكَ مِنْ جُنَاحٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يَكْفِيكِ وَيَكْفِي بَنِيكِ)).

[4477]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی، اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوسفیان لالچی ورحریص آدمی ہے، مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو، الا یہ کہ میں اسے بتائے یا اس کی علم میں لائے بغیر اس کے مال سے کچھ لے لوں، کیا اس صورت میں مجھ پر گناہ ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کے مال سے عرف و دستور کے مطابق اتنا لے سکتی ہے جو تجھے اور تیرے بچوں کے لیے کافی ہو۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مفتی فریق مخالف کی بات سننے کا پابند نہیں ہے، وہ مسئلہ کا جواب بتا دے گا، جب حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں اپنے خاوند کے مال سے جو پورا خرچہ نہیں دیتا ہے، اس قدر لے سکتی ہوں، جو میرے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو تو آپ نے حضرت سفیان کو بلائے بغیر، یہ جواب دیا کہ اس وقت کے عرف اور رواج کے مطابق تمہیں جس قدر خرچہ کی ضرورت ہو، تم لے سکتی ہو اور اس مسئلہ کی روشنی میں علماء نے یہ بحث کی ہے کہ قرض خواہ نے مقروض سے اپنا قرضہ لینا ہے لیکن وہ دیتا نہیں ہے اور اس کے ہاتھ میں مقروض کا کچھ مال آجاتا ہے تو کیا وہ اس سے اپنا حق کاٹ سکتا ہے؟ امام ابن قدامہ نے اس کی مندرجہ ذیل تفصیل بیان کی ہے۔

(۱) اگر مقروض، قرض کا اقرار کرتا ہے اور دینے کے لیے تیار بھی ہے تو ایسی صورت میں قرض خواہ کو بالاتفاق قبضہ میں آنے والے مال سے اپنا حق، اس کی اجازت کے بغیر وصول کرنا جائز نہیں ہے، اگر اپنا حق کاٹ لیا ہے تو اس کو واپس کرنا ہوگا، اگرچہ قبضہ میں آنے والا مال اس کے قرضہ کی جنس سے ہو۔

(۲) اگر مقروض کو قرضہ میں ادائیگی کے سلسلہ میں کوئی رکاوٹ ہو، مثلاً وہ تنگدست اور محتاج ہے یا مہلت چاہتا ہو تو پھر بھی بالاتفاق اس کی اجازت کے بغیر، مقبوضہ مال سے اپنا حق وصول کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) اگر مقروض بلاوجہ یا بلاضرورت قرضہ ادا نہیں کرتا اور قرض خواہ عدالت کے ذریعہ اپنا حق وصول کرسکتا ہے تو پھر بھی اپنے عہد پر، اپنا حق وصول کرنا جائز نہیں ہے۔

(۴) اگر مقروض، قرضہ سے انکار کرتا ہے اور قرض خواہ کے پاس بینہ نہیں ہے اور عدالت کے ذریعہ اپنا حق وصول نہیں کرسکتا تو اس میں ائمہ کا اختلاف ہے، امام شافعی کا نظریہ ہے قبضہ میں آنے والے مال سے، وہ قرضہ کی جنس سے ہو یا نہ ہو، اپنا حق وصول کرسکتا ہے، امام مالک کا ایک قول یہی ہے، امام احمد کا مشہور قول یہ ہے، وہ مقبوضہ مال

سے اپنا حق وصول نہیں کر سکتا، اس کو وہ مال دینا ہوگا اور اپنے قرضہ کا مطالبہ کرنا ہوگا، امام مالک کا دوسرا قول یہی ہے، امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ اگر مقبوضہ مال، قرضہ کی جنس سے ہے تو پھر جائز ہے، وگرنہ جائز نہیں ہے، امام مالک کا تیسرا قول یہی ہے۔ (المغنی کتاب الدعاوی والبینات، ج ۱۴، ص ۳۳۹، ۳۴۰)

احناف متاخرین کا فتویٰ امام شافعی کے موقف کے مطابق ہے۔ (تکملہ ج ۲ ص ۵۸۰)

[4478] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٍ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[4478]۔ امام صاحب نے مختلف اساتذہ کی تین سندوں سے، ہشام کی مذکورہ بالا سند ہی سے یہ روایت بیان کی ہے۔

[4479] ۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُذِلَّهُمُ اللهُ مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُعِزَّهُمُ اللهُ مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُمْسِكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى عِيَالِهِ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ **((لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُنْفِقِي عَلَيْهِمْ بِالْمَعْرُوفِ))**.

[4479]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی، اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! زمین کی پشت پر کوئی گھرانہ نہ تھا، جس کی ذلت و رسوائی، آپ ﷺ

[4478] طريق محمد بن عبدالله بن نمير وابى كريب عن عبدالله بن نمير وطريق يحيى بن يحيى وطريق محمد بن رافع تفرد بهم مسلم۔ انظر التحفة (١٦٩٦٠) وبرقم (١٦٩٩٣) وبرقم (١٧٠٣٦) وطريق محمد بن عبدالله بن نمير وابى كريب عن وكيع اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى آداب القضاة باب: قضاء الحاكم على الغائب اذا عرفه برقم (٥٤٣٥) وابن ماجه فى (سننه) فى التجارات باب: ما للمراة من مال زوجها برقم (٢٢٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٧٢٦١)

[4479] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى البيوع باب: فى الرجل ياخذ حقه من تحت يده برقم (٣٥٣٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٦٣٣)

کے اہل خانہ کی ذلت سے زیادہ محبوب ہو اور اب روئے زمین پر آپ کے اہل خانہ سے زیادہ کسی گھرانہ کی عزت مجھے محبوب نہیں ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس میں اور اضافہ ہوگا، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔'' پھر اس نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہے تو کیا مجھے کوئی گناہ ہوگا، اس صورت میں کہ میں اس کا مال اس کے عیال (اہل خانہ) پر اس کی اجازت کے بغیر خرچ کروں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم پر اس صورت میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ ان پر دستور کے مطابق خرچ کرو۔''

مفردات الحدیث

ایضاً: امام ابن تین نے اس کا یہ معنی کیا ہے کہ مجھے بھی اب تجھ سے محبت ہے، لیکن اکثر علماء نے یہ معنی کیا ہے کہ تیرا ایمان دن بدن مستحکم ہوگا اور اس کے مطابق، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں اضافہ ہوگا اور بغض ونفرت سے واپسی ہوگی، کیونکہ آض أَيْضًا کا اصل معنی رجوع اور واپسی ہے۔

[4480] ۹-(...) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ خِبَاءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ خِبَاءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ)) ثُمَّ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ مِنْ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا فَقَالَ لَهَا ((لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ)).

[4480]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا آئی اور کہنے لگی، اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی خاندان نہ تھا، جس کی ذلت و رسوائی آپ ﷺ کے اہل خانہ کی ذلت سے مجھے زیادہ پسندیدہ ہو اور اب کوئی گھرانہ ایسا نہیں ہے، جس کی عزت، آپ کے اہل خانہ کی عزت سے زیادہ مجھے محبوب ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں اور اضافہ ہوگا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔'' پھر کہنے لگی، اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوسفیان کنجوس آدمی ہے تو کیا مجھ پر اس میں گناہ ہے کہ میں اس کے مال سے اپنے بچوں کو کھلاؤں؟ تو آپ نے فرمایا: ''نہیں، مگر خرچہ دستور کے مطابق ہو یا خرچ رسم و رواج کے مطابق کرو۔''

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیوی اور بچوں کا نفقہ (خرچہ) اپنے دور کے دستور کے مطابق

[4480] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٦١٧)

خاوند کے ذمہ ہے اور ائمہ حجاز کے نزدیک، عورت اگر اپنے ماں باپ کے گھر کام کاج نہ کرتی ہو یا بیماری وغیرہ سے کر نہ سکتی ہو تو پھر خادمہ مہیا کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے اور احناف کے نزدیک یہ اس صورت میں ہے، جب خاوند مالدار ہو اور بقول بعض اس کا مقصد یہ ہے، اگر عورت کے ساتھ اس کی لونڈی، خدمت کے لیے آئی ہے تو اس کا نفقہ خاوند کے ذمہ ہوگا، یہ مقصد نہیں ہے کہ اجرت پر اس کے لیے خادمہ رکھی جائے گی۔

٥...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ كَثْرَةِ الْمَسَائِلِ وَ إِضَاعَةُ الْمَالُ

باب ٥: بلا ضرورت بکثرت سوال کرنا، دوسروں کو نہ دینا اور ان سے مانگنا، یعنی اپنا فرض اور ذمہ داری ادا نہ کرنا اور ناجائز مطالبہ کرنا منع ہے

[4481] ١٠-(١٧١٥) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ)).

[4481] - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین باتوں کو پسند کرتا ہے اور تمہاری تین باتوں کو ناپسند فرماتا ہے، وہ تمہارے لیے پسند کرتا ہے کہ تم اس کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن، دین) کو مضبوطی سے پکڑو اور گروہ گروہ نہ بنو اور تمہارے لیے ناپسند کرتا ہے، بلا مقصد، قیل و قال (بحث و تمحیص) کرو، بکثرت سوال کرو اور مال ضائع کرو۔''

فائدہ:...... ان تعتصموا بحبل الله جميعاً: سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو، یعنی دین کی پابندی پورے استحکام و مضبوطی کے ساتھ، وحدت و یگانت کی صورت میں اختیار کرو، ولا تفرقوا، فرقوں اور گروہوں میں تقسیم نہ ہو، اس سے ثابت ہوتا ہے، مسائل میں اختلاف کے باوجود، ان کی بنیاد پر گروہ بندی اور فرقہ سازی درست نہیں ہے، اللہ کو مسلمانوں کی وحدت و یگانت ہی پسند ہے۔

قِيلَ وقَالَ: دونوں فعل ماضی کے صیغے بھی بن سکتے ہیں اور مصدر بھی، مقصد یہ ہے کہ بلا مقصد، فضول بحث و مباحثہ کرنا یا بلا ضرورت دینی مسائل میں بلا تحقیق و احتیاط مختلف اقوال نقل کرنا یا محض اپنی دھونس اور علمی رعب جمانے کے لیے بلا تحقیق، بحث و مناظرہ کرنا درست نہیں ہے۔

[4481] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٦٠٧)

کثـرة السـوال: بلا حاجت وضرورت، محض مال میں اضافہ کرنے کے لیے لوگوں سے مانگنا یا ایسے مسائل پوچھنا جو ابھی پیش نہیں آئے اور نہ آنے کا فی الوقت امکان ہے یا ان میں کسی قسم کا اشکال اور پیچیدگی ہے، مسائل برزخ اور آخرت کے امور کی حقیقت و کیفیت کے بارے میں سوال کرنا یا ایسے سوال کرنا جو انسان کو شک اور حیرت میں ڈالنے والے ہیں، مثلاً اللہ نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے۔

اضاعة المال: یعنی اسراف وتبذیر کرنا یا غیر شرعی کاموں پر مال خرچ کرنا۔

[4482] ١١-(. . .) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا وَلَمْ يَذْكُرْ وَلَا تَفَرَّقُوا.

[4482]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے سہیل کی مذکورہ بالا سند سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں استاد نے یکرہ کی جگہ یَسْخَطُ کہا اور و لا تفرقوا کا تذکرہ نہیں کیا۔

[4483] ١٢-(٥٩٣) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ)).

[4473]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، بچیوں کو زندہ درگور کرنا اور حقوق ادا نہ کرنا اور ناحق مطالبہ کرنا حرام ٹھہرایا ہے اور تمہاری تین باتوں کو ناپسند فرمایا ہے، قیل وقال، کثرت سوال اور مال کا ضیاع۔''

[4484] (. . .) وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَحَرَّمَ عَلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.

[4482] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٩٤)

[4483] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الزكاة باب: قول الله تعالى: ﴿لا يسألون الناس الحافا﴾ برقم (١٤٧٧) وفی الاستقراض باب: ما ينهى عن اضاعة المال وقول الله تعالى ﴿والله لا يحب الفساد﴾ برقم (٢٤٠٨) وفی الادب باب: عقوق الوالدين من الكبائر برقم (٥٩٧٥) انظر (التحفة) برقم (١١٥٣٣٦)

[4484] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٤٤٥٨)

[4484] ۔امام صاحب سے یہی روایت ایک اور استاد کی سند سے، منصور کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں، مگر اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، یہ نہیں کہا، اللہ نے تم پر حرام ٹھہرایا ہے۔

فائدہ :...... منعا وهات: مَنَعَ مَنْعا: مصدر ہے، جس کا معنی ہے کہ دوسروں کے حقوق ادا نہ کرنا، ان کو جو چیز دینے کا حکم ہے، وہ روکنا اور رهاتِ ، اگر اسم فعل ہو تو اَعْطِ کے معنی میں ہوگا، یعنی دو اور آتیٰ اِیتاءٌ سے، امر کا صیغہ ہو تو معنی ہوگا لاؤ، کثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ کو ھاء سے بدل دیا گیا ہے اور مقصود دوسروں سے اس چیز کا مطالبہ کرنا ہے جس کا یہ حقدار نہیں ہے، یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے، اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے تو تیار نہیں ہے، لیکن حقوق کا مطالبہ کرتا ہے، حالانکہ جب ذمہ داری پوری نہیں کی تو حق کے مطالبہ کا استحقاق کیسے پیدا ہو گیا۔

[4485] ١٣ـ(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ حَدَّثَنِي ابْنُ أَشْوَعَ

عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِي كَاتِبُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيلَ وَقَالَ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ)).

[4485] ۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب (منشی، سیکرٹری) بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا مجھے کوئی ایسی حدیث لکھ بھیجو جو تم نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو انہوں نے ان کی طرف لکھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند کیا ہے، قیل وقال، مال کا ضیاع اور بکثرت سوال کرنا۔''

[4486] ١٥ـ(١٧١٦)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ الثَّقَفِيُّ

عَنْ وَرَّادٍ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيرَةُ إِلَى مُعَاوِيَةَ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ ثَلَاثًا وَنَهَى عَنْ ثَلَاثٍ حَرَّمَ عُقُوقَ الْوَالِدِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَلَا وَهَاتِ وَنَهَى عَنْ ثَلَاثٍ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ.

[4486] ۔حضرت ورّاد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا، سلامت رہو، اس کے بعد واضح ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے والدین کی نافرمانی، بچیوں

[4485] تقدم تخريجه برقم (٤٤٥٨)
[4486] تقدم تخريجه برقم (٤٤٥٨)

کو زندہ دفن کرنا، دوسروں کا حق رد کرنا اور ان سے ناجائز مطالبہ کرنا حرام قرار دیا ہے اور تین چیزوں سے روکا ہے، فضول بحث و مباحثہ، بکثرت مانگنا اور مال ضائع کرنا۔"

فائدہ:...... والدین کی نافرمانی بالاتفاق کبیرہ گناہ ہے، لیکن بعض جگہ صرف ماؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بعض جگہ والد کا اور ماں باپ کی نافرمانی اس صورت میں گناہ کبیرہ ہے، جب ان کی بات خلاف شریعت نہ ہو، کیونکہ یہ اصول ہے لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق، مخلوق کی خاطر، خالق کی نافرمانی کرنا جائز نہیں ہے، لیکن رویہ ہر صورت میں ان کے ساتھ نرمی اور ملائمت کا ہوگا۔

٦...... بَاب: بَيَانِ أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ

باب ٦: حاکم اگر محنت و کوشش سے کام کرے تو اسے اجر ملے گا، فیصلہ صحیح ہو یا غلط۔

[4487] ١٥ ـ(١٧١٦)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ)).

[4487]۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، "جب حاکم فیصلہ محنت و کوشش سے کرے، پھر فیصلہ صحیح ہو تو اسے دوہرا اجر ملے گا اور جب محنت و کوشش سے فیصلہ کرے، پھر غلطی کر جائے تو اس کو ایک اجر ملے گا۔"

مفردات الحدیث

٭ اجتھد: اپنی پوری صلاحیت و استعداد صرف کر دے کہ پیش آمدہ مسئلہ میں حق و صواب تک رسائی حاصل کر لے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور یہ اتفاقی بات ہے کہ اگر صاحب استعداد و صلاحیت، جو فیصلہ کرنے کا اہل ہے، اگر اپنی پوری صلاحیت صرف کر کے، مکمل دیانت کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور فیصلہ صحیح کرتا ہے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں، ایک اس کے اجتھاد اور محنت و کوشش پر اور دوسرا صحیح فیصلہ پر ہونے پر اور اگر غلط فیصلہ کرتا ہے تو اس کو اس کے اجتہاد کے سبب ایک اجر ملتا ہے، لیکن اگر وہ اہل نہیں ہے تو ہر صورت میں مجرم اور گناہ گار

[4487] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاعتصام بالكتاب والسنة باب: اجر الحاكم اذا اجتهد فأصاب او اخطا برقم (٧٣٥٢) وابو داود في (سننه) في الاقضية باب: في القاضي يخطئ برقم (٣٥٧٤) وابن ماجه في (سننه) في الاحكام باب: الحاكم يجتهد برقم (٢٣١٤) انظر (التحفة) برقم (١٠٧٤٨)

ہے، یہی صورت حال مجتہد کی ہے کہ اس کا اجتہاد صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی، اس لیے اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مختلف فیہ مسائل میں حق صرف ایک ہے، جس نے اس کو پا لیا ہے، وہ حق پر ہے اور جو اس سے چوک گیا، اس کا موقف غلط ہے، اس لیے ہر قول درست نہیں ہے اور نہ ہر قول غلط ہے، حق بہر حال اللہ کے ہاں معین ہے، ائمہ اربعہ کا یہی قول ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے، التقریر والتحبیر علامہ ابن امیر الحاج ج۳ ص۳۰۶)

[4488] (. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فِي عَقِبِ الْحَدِيثِ قَالَ يَزِيدُ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ أَبَابَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

[4488]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے عبدالعزیز بن محمد کی مذکورہ بالا سند سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں، جس کے آخر میں یہ ہے کہ یزید بن عبداللہ کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو سنائی تو اس نے مجھے اس طرح حدیث ابوسلمہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنائی۔

[4489] (. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيَّ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي

يَزِيدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ مِثْلَ رِوَايَةِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا.

[4489]۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

٧...... بَاب: كَرَاهَةِ قَضَاءِ الْقَاضِي وَهُوَ غَضْبَانُ

باب ۷: قاضی کو غصہ کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے

[4490] ١٦-(١٧١٧) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ

[4488] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٦٢)

[4489] تقدم تخريجه برقم (٤٤٦٢)

[4490] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاحكام باب: هل يقضي القاضي او يفتي وهو غضبان برقم (٧١٥٨) وابو داود في (سننه) في الاقضية باب: القاضي يقضي وهو غضبان برقم (٣٥٨٩) والترمذي في (جامعه) في الاحكام باب: ما جاء لا يقضي القاضي وهو غضبان برقم (١٣٣٤) والنسائي في (المجتبى) في آداب القضاة باب: ذكر ما ينبغي للحاكم ان يجتنبه برقم ٨/ ٢٣٧) و ٢٣٨ وفي باب: النهي عن ان يقضي في قضاء بقضاين برقم ٨/ ٢٤٦ و ←

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبِی وَكَتَبْتُ لَهُ إِلَى عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِی بَكْرَةَ وَهُوَ قَاضٍ بِسِجِسْتَانَ أَنْ لَا تَحْكُمَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَحْكُمْ أَحَدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ)).

[4490]۔حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے بجستان کے قاضی عبید اللہ بن ابی بکرہ کو لکھوایا کہ دو فریقوں کے درمیان فیصلہ غصہ کی حالت میں نہ کرنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، ''تم میں سے کوئی دو فریقوں کے درمیان، غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔''

فائدہ:......امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ قاضی کو اس حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے، جس میں وہ صحیح غور و فکر نہ کر سکے اور اس کا مزاج اعتدال پر قائم نہ رہ سکے، مثلاً اس کو بہت زیادہ بھوک ستا رہی ہو یا پیٹ انتہائی بھرا ہو، پیاس کا غلبہ ہو، بہت زیادہ غم و حزن ہو یا بہت زیادہ خوش ہو یا اس کا دل و دماغ کسی اور مسئلہ میں الجھا ہوا ہو اور حالت غضب کی تخصیص، بقول حافظ ابن حجر اس لیے کی ہے کہ وہ نفس پر غلبہ پا لیتا ہے، جس کی وجہ سے اس کا مقابلہ مشکل ہو جاتا ہے، اس لیے وہ حق سے تجاوز کر سکتا ہے۔

[4491] (. . .) وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح و حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِی كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِی عَوَانَةَ.

[4491]۔امام صاحب چھ مزید سندوں سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، جو مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے۔

٨......بَاب: نَقْضِ الْأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ

باب ٨: احکام باطلہ کو کالعدم ٹھہرانا اور نئے نکالے گئے امور (بدعات) کو رد کرنا

[4492] ١٧-(١٧١٨) حَدَّثَنَا أَبُوجَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ الْهِلَالِيُّ جَمِيعًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَنَا أَبِی عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

←٢٤٧۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الاحكام باب: لا يحكم الحاكم وهو غضبان برقم (٢٣١٦) انظر (التحفة) برقم (١١٦٧٦)

[4491] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٤٤٦٥)

[4492] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلح باب: اذا اصطلحوا علی صلح جور ←

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)).

[4492] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے دین میں ایسی بات نکالی، جس کی اس میں دلیل نہیں ہے، وہ مردود ہے۔''

فائدہ :...... حافظ ابن حجر نے لکھا ہے، یہ حدیث اسلام کے اصول اور قواعد میں شمار ہوتی ہے، کیونکہ اس کا معنی یہ ہے، جو شخص دین میں ایسے کام کو گھڑے جس کی اصول دین میں کوئی دلیل نہ ہو، وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور علامہ عینی لکھتے ہیں، جو اگر کتاب وسنت میں نہ پایا جائے، وہ دین میں گھڑ لینا بدعت ہے۔

[4493] ۱۸۔(. . .)وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَامِرٍ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَأَلْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ لَهُ ثَلَاثَةُ مَسَاكِنَ فَأَوْصٰى بِثُلُثِ كُلِّ مَسْكَنٍ مِنْهَا قَالَ يُجْمَعُ ذٰلِكَ كُلُّهُ فِي مَسْكَنٍ وَاحِدٍ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَتْنِي

عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)).

[4493] ۔سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں، میں نے قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے اس انسان کے بارے میں پوچھا، جس کے تین مکان ہیں تو اس نے ہر مکان میں سے تہائی حصہ کے بارے میں وصیت کی، انہوں نے جواب دیا، اس کی وصیت کو ایک مکان میں جمع کر دیا جائے گا، پھر مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا عمل کیا، جو ہمارے دین میں نہیں ہے، وہ مردود ہے۔

فائدہ :...... اس دور میں گھر، ایک قسم یا ایک انداز اور شکل کے ہوتے تھے، اس لیے جب ایک تہائی کی وصیت کی اجازت دی گئی ہے تو وہ ایک گھر کے بارے میں ہونی چاہیے تھی تاکہ وارثوں کو ہر گھر سے ایک تہائی دینے کی زحمت اور پریشانی نہ اٹھانی پڑے، کیونکہ ایک جیسے گھروں میں ایک کا دینا، لینے یا دینے والے میں سے کسی کے لیے بھی پریشانی کا باعث نہیں ہے اور دین میں جرح وتنگی نہیں ہے، اس لیے انہوں نے حدیث سنائی کہ آپ ﷺ کے عمل کو دیکھنا چاہیے، اس حدیث سے مذکورہ بالا حدیث کی وضاحت ہوگئی کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، حالانکہ اس کا سبب موجود تھا اور رکاوٹ بھی نہ تھی، اس کو دین قرار دینا، بدعت ہے، اس لیے آج کل کی تمام

← فالصلح مردود برقم (٢٦٩٧) ٥١٣ وابو داود في (سننه) في السنة باب: في لزوم السنة برقم (٤٦٠٦) وابن ماجه في (سننه) في المقدمة باب: تعظيم حديث رسول الله ﷺ والتغليظ على من عارضه برقم (١٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٤٥٥)

[4493] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٦٧)

بدعات، جو دین کے نام سے کی جا رہی ہیں، ان کی دین میں کوئی سند نہیں ہے، کیونکہ، ان کے اسباب موجود تھے اور موانعات موجود نہ تھے، اس کے باوجود آپ نے نہیں کیے، آپ کے دور میں لوگ مرتے تھے اور ان کو ابدائے ثواب کی ضرورت تھی، لیکن اس کے باوجود، آپ ﷺ نے فاتحہ، چہلم اور عرس وغیرہ نہیں کیے صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھا، نہ اذان میں انگوٹھے چومے اور نہ صلاۃ وسلام کے لیے کھڑے ہوئے، نہ محفل میلاد کا انعقاد کیا اور نہ یہ کام خیر القرون میں کیے گئے اور نہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمعرات کے وعظ کو دین بنایا، یعنی اپنی اور ساتھیوں کی سہولت کے لیے یہ دن مقرر کیا، لیکن کسی کو اس کی دعوت نہیں دی کہ تم بھی یہ کام جمعرات ہی کو کیا کرے، دین تو تبھی بنتا ہے، اگر اس کو شخصی وانفرادی کی بجائے اجتماعی اور عمومی بنایا جاتا اور سب کو اس کی دعوت دی جاتی اور اس تعیین کو کار ثواب قرار دیا جاتا، اس لیے سوئم، گیارھویں، بارھویں اور چہلم وغیرہ کی دعوت دینا اور اس کو عمومی اور اجتماعی رنگ دینا بدعت ہے، اگر اس تعیین کو لازم اور ضروری نہیں سمجھا جاتا، تو پھر اس کی پابندی کیوں کی جاتی ہے اور اس کی دعوت کیوں دی جاتی ہے اور اس کو ایک مخصوص شکل کیوں دی گئی ہے۔

٩...... بَاب: بَيَانِ خَيْرِ الشُّهُودِ

باب ٩: بہترین گواہ کا بیان

[4494] ١٩ ـ (١٧١٩) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا.

[4494]۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں بہترین گواہ نہ بتلاؤں وہ جو اپنی گواہی اس کی درخواست سے پہلے ہی دے دیتا ہے۔“

فائدہ:...... امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کوئی انسان، کسی دوسرے کے حق کا گواہ ہے لیکن دوسرے کو اس بات کا علم نہیں ہے تو وہ اس کو جا کر اپنی گواہی سے آگاہ کر دے کہ میں تیرے حق میں گواہی دے سکتا ہوں اور بقول بعض اس کا معنی یہ ہے کہ انسان کے پاس جو شہادت ہے، وہ اس شہادت کو کسی طالب کی طلب کے بغیر

[4494] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الشهادات باب: ما جاء فی الشهداء ايهم خير برقم (٢٢٩٥) وبرقم (٢٢٩٦) وبرقم (٢٢٩٧) وابو داود فی (سننه) فی الاقضية باب: فی الشهادات برقم (٣٥٩٦) وابن ماجه فی (سننه) فی الاحكام باب: الرجل عنده الشهادة لا يعلم بها صاحبها برقم (٢٣٦٤) انظر (التحفة) برقم (٣٧٥٤)

اپنے طور پر محض اجر وثواب کی خاطر دے گویا وہ خود بھی مدعی ہے اور شاہد بھی، اس کو شہادت حسبہ کہا جاتا ہے اور اس کا تعلق خالص حقوق اللہ سے ہے، جیسے زنا یا شراب کی حد، آزادی، وصیت ووقف وغیرہ کے سلسلہ میں گواہی دینا۔

١٠...... بَاب: بَيَان اخْتِلَافِ الْمُجْتَهِدِينَ

باب ١٠: اجتہاد کرنے والوں کے اختلاف کا بیان

[4495] ٢٠-(١٧٢٠)حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ((بَيْنَمَا امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ هَذِهِ لِصَاحِبَتِهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ أَنْتِ وَقَالَتِ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَام فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّينِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ مَا كُنَّا نَقُولُ إِلَّا الْمُدْيَةَ)).

[4495]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جبکہ دو عورتیں اپنے بیٹوں کے ساتھ جارہی تھیں، بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچے کو لے گیا تو اس نے اپنی ساتھی عورت سے کہا، بھیڑیا تو تیرا بچہ ہی لے گیا ہے، اس نے جواباً کہا، تیرے بچے (بیٹے) کو ہی لے کر گیا ہے، تو وہ دونوں فیصلہ حضرت داود علیہ السلام کے پاس لائیں، انہوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا تو وہ نکل کر حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام کے پاس آئیں اور انہیں بتایا (فیصلہ سے آگاہ کیا) تو انہوں نے کہا، چھری لاؤ میں دونوں کو آدھا آدھا دے دیتا ہوں تو چھوٹی بول اٹھی، نہیں، اللہ آپ پر رحم فرمائے وہ اس کا بیٹا ہے تو سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ چھوٹی کے حق میں کر دیا۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم، میں نے سکّین کا لفظ اسی دن سنا تھا، ہم تو اسے مُدْیہ ہی کہتے تھے۔

[4496] (...)وحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ مَيْسَرَةَ الصَّنْعَانِيَّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ح و حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَى حَدِيثِ وَرْقَاءَ.

[4496]۔ امام صاحب مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی حدیث اپنے دو اور اساتذہ کی سندوں سے، ابو الزناد کی مذکورہ بالا سند ہی سے بیان کرتے ہیں۔

[4495] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٢٨)

[4496] طريق سويد بن سعيد تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩١٢) وطريق امية بن بسطام اخريجه النسائی فی (المجتبی) فی آداب القضاة ، برقم (٥١٨ ٤) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٦٧)

فائدہ:......حضرت داود علیہ السلام کے پاس، جب دونوں عورتیں مقدمہ لائیں تو ان میں سے کسی کے پاس شہادت یا دلیل نہ تھی تو اب فیصلہ قرائن وآثار کی روشنی میں ہوسکتا تھا تو حضرت داود علیہ السلام کی نظر کسی ایسے قرینہ پر پڑی جو بڑی کے حق میں جاتا تھا، مثلاً بچہ بڑی کے پاس تھا اور چھوٹی کے پاس شہادت نہ تھی یا بچہ کی رنگت وشکل وشباہت بڑی سے ملتی جلتی تھی یا بڑی کا انداز واسلوب اور ھیئت مثلاً اس کا مطمئن وخوش وخرم ہونا اور انتہائی پر اعتماد ہونا، اس کے حق میں جاتا تھا، جبکہ چھوٹی پژمردہ اور پریشان تھی، اس لیے حضرت داود علیہ السلام نے فیصلہ اس کے حق میں کر دیا، جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے یہ ماجرا اور فیصلہ آیا تو انہوں نے ایک نفسیاتی طریقہ اختیار کیا کہ میں بچہ دونوں میں تقسیم کر دیتا ہوں، جس پر بڑی راضی ہوگئی کہ اگر میرا بچہ نہیں رہا تو یہ بھی محروم ہو جائے اور اسے دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر سکے تو اس نفسیاتی اور واقعاتی قرینہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھانپ لیا کہ بچہ چھوٹی کا ہے اور بڑی نے بھی اعتراض نہ کیا کہ بڑی عدالت سے فیصلہ میرے حق میں ہوگیا ہے، آپ اس کو تبدیل کرنے کے مجاز کیسے ہو گئے، اس طرح گویا اس نے بچہ کے چھوٹی کے ہونے کا اقرار واعتراف کر لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ صورت حال اپنے باپ کے سامنے رکھی تو انہوں نے اپنا فیصلہ تبدیل کر کے بیٹے کے فیصلہ کی توثیق کر دی، وگرنہ بڑی عدالت کا فیصلہ چھوٹی عدالت بدلنے کی مجاز نہیں ہے، بہر حال اس سے اصل مقصود یہ ہے کہ اہل صلاحیت واستعداد ور اہل علم کے فہم میں اختلاف ہوسکتا، جیسا کہ خود قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا﴾ (الانبیاء: ۷۹) ہم نے فیصلہ کی صورت حال سلیمان کو سمجھا دی اور ہم نے دونوں کو حکمت وعلم سے نوازا تھا، فہم کے اختلاف کی بنا پر فیصلہ اور مسائل میں اختلاف ہوسکتا ہے، لیکن حق بات بہر حال ایک ہوگی، اس لیے اگر تبادلہ خیال سے دوسرے کی بات کی درستگی واضح ہو جائے تو اس کو خوش دلی سے قبول کرنا چاہیے اور یہ عظمت کی دلیل ہے، اس میں توہین وتخفیف کا کوئی پہلو نہیں ہے اور نہ کسر شان کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی تعریف کی ہے، اس لیے ائمہ کے اختلاف کی بنا پر، ان کی تکریم وتوقیر میں کمی کرنا اور ان پر زبان طعن دراز کرنا، درست نہیں ہے، لیکن بات اس کی مانی جائے گی جس کی بات قرآن وسنت کے مطابق یا اس سے قریب تر ہے اور اس سے کسی امام کی گستاخی یا بے ادبی لازم نہیں آتی، بلکہ گستاخی اور سوء ادبی یہ ہے کہ امام کے قول کی تاویل کی بجائے احادیث کو تاویل کا نشانہ بنایا جائے، گویا کہ امام واجب الاتباع ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم واجب الاتباع نہیں ہے۔

۱۱...... بَابُ: اسْتِحْبَابِ إِصْلَاحِ الْحَاكِمِ بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ

باب ۱۱: حاکم کا دو فریقوں میں صلح کرا دینا پسندیدہ عمل ہے

[4497] ۲۱-(۱۷۲۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ

[4497] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی احاديث الانبياء باب: (٥٤) وبرقم (٣٤٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٧١٥)

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اشْتَرٰى رَجُلٌ مِّنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ الَّذِي شَرَى الْأَرْضَ إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا قَالَ فَتَحَاكَمَا إِلٰى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ قَالَ أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا)).

[4497] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہمام بن منبہ بہت سی روایات بیان کرتے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک انسان نے دوسرے انسان سے اس کی جاگیر (زمین) خریدی تو جس آدمی نے جائیداد (زمین) خریدی تھی، اسے اس کی زمین سے ایک گھڑا ملا، جس میں سونا تھا تو زمین خریدنے والے نے مالک سے کہا، مجھ سے اپنا سونا لے لیجئے، کیونکہ میں نے تم سے صرف زمین خریدی ہے، تجھ سے سونا نہیں خریدا تو زمین بیچنے والے نے کہا، میں نے تمہیں زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب ہی بیچ دیا ہے تو انہوں نے ایک آدمی کو فیصل مان لیا تو جس کے پاس دونوں مقدمہ لے کر گئے تھے، اس نے پوچھا کیا تمہاری اولاد ہے؟ تو ان میں سے ایک نے کہا میرا بیٹا ہے اور دوسرے نے کہا میری بیٹی ہے، فیصلہ کرنے والے نے کہا، بچے کی بچی سے شادی کر دو اور اپنے اوپر بھی خرچ کرو اور صدقہ بھی کر دو۔''

فائدہ: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا خیال ہے، جس آدمی کو فیصل تسلیم کیا گیا ہے وہ حضرت داؤد علیہ السلام تھے جیسا کہ وھب بن منبہ نے بیان کیا ہے اور اختلاف کا سبب یہ ہے خریدار یہ سمجھتا تھا کہ میں نے صرف زمین خریدی ہے اور ایسی صورت میں زمین کا دفینہ مالک کا ہی ہوتا ہے اور فروخت کرنے والا یہ سمجھتا تھا کہ میں نے زمین بیچ دی ہے تو اس کے ساتھ ہی اس میں جو کچھ ہے وہ بھی دے دیا ہے اور اس صورت میں مالک خریدار ہوتا ہے، اس لیے باہمی اختلاف ہو گیا اور جس کو انہوں نے فیصلہ کے لیے حکم تسلیم کیا تھا، اس نے ان کے ورع اور تقویٰ کو دیکھ کر یہی مناسب خیال کیا کہ اس سے دونوں کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا جائے، اس لیے اس کو ان کی اولاد کی شادی پر خرچ اور دونوں کو اس سے فائدہ اٹھانے اور صدقہ کرنے کی تلقین کی، اس سے ائمہ حجاز امام مالک، شافعی اور احمد نے یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ اگر فریقین، حکومتی عدالت کے پاس مقدمہ لے جانے کی بجائے، اگر کسی دوسرے انسان کو حکم مان لیں تو اس کا فیصلہ نافذ العمل ہوگا اور حکومتی قاضی اس کو توڑنے کا مجاز نہیں ہوگا، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک، قاضی کی توثیق ضروری ہے۔ (تکملہ ج ۲ ص ۶۰۳) لیکن امام ابن قدامہ نے لکھا ہے، اگر دو انسان کسی کو صحیح حکم تسلیم کرتے ہیں اور وہ اس کی اہلیت رکھتا ہے تو اس کا فیصلہ نافذ العمل ہوگا، امام ابوحنیفہ کا موقف بھی یہی ہے اور امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ وہ مطمئن ہوں تو نافذ ہوگا، وگرنہ نہیں، المغنی، ج ۱۴، ص ۹۲۔

حدیث نمبر 4498 سے 4518 تک

۳۲...... كِتَابُ اللُّقَطَةِ

۳۲. گری پڑی اشیاء کا بیان

[4498] ١-(١٧٢٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ ((اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا)) قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ ((لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)) قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ ((مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا)) قَالَ يَحْيَى أَحْسِبُ قَرَأْتُ عِفَاصَهَا۔

[4498] ۔حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے گری پڑی چیز کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کی تھیلی اور بندھن کی شناخت

[4498] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی العلم باب: الغضب فی الموعظة والتعلیم اذا رای ما یکره برقم (٩١) وفی المساقاة باب: شرب الناس وسقی الدواب من الانهار برقم (٢٣٧٢) وفی اللقطة باب: ضالة الابل برقم (٢٤٢٧) وفی باب: اذا لم یوجد صاحب اللقطة بعد سنة فهی لمن وجدها برقم (٢٤٢٩) وفی باب: اذا جاء صاحب اللقطة بعد سنة ردها علیه لانها ودیعة عنده برقم (٢٤٣٦) وفی باب: من عرف اللقطة ولم یدفعها الی السلطان برقم (٢٤٣٨) وفی الطلاق باب: حکم المفقود فی اهله وماله برقم (٥٢٩٢) وفی الادب باب: ما یجوز من الغضب والشدة لامر الله تعالی وقال الله تعالی: ﴿وجاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم﴾ برقم (٦١١٢) وابو داود فی (سننه) فی اللقطة باب: التعریف باللقطة برقم (١٧٠٤) وبرقم (١٧٠٥) وبرقم (١٧٠٧) وبرقم (١٧٠٨) والترمذی فی (جامعه) فی الاحکام باب: ما جاء فی اللقطة وضالة الابل والغنم برقم (١٣٧٢) وابن ماجه فی (سننه) فی اللقطة باب: ضالة الابل والبقر والغنم برقم (٢٥٠٤) انظر (التحفة) برقم (٣٧٦٣)

کر لے، پھر ایک سال تک اس کی تشہیر کر، اگر اس کا مالک آ جائے، (تو اس کو دے دے) وگرنہ اس سے فائدہ اٹھا۔'' تو اس نے پوچھا، گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پکڑ لو گے یا تمہارا کوئی مسلمان بھائی پکڑ لے گا یا پھر بھیڑیے کا لقمہ بنے گی۔'' اس نے سوال کیا تو گم شدہ اونٹ؟ آپ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ تیرا کیا تعلق؟ اس کے ساتھ اس کا مشکیزہ اور جوتا موجود ہے، پانی پر پہنچتا ہے اور درخت کے پتے کھاتا ہے حتی کہ اس کا مالک اس کو پا لیتا ہے۔'' راوی یحییٰ کا خیال ہے، میں نے امام مالک کے سامنے عفاصها کی قراءت کی ہے۔

مفردات الحدیث

❶ **لُقَطه**: اہل لغت اور محدثین کے ہاں مشہور یہی ہے کہ (قاف) پر زبر ہے، لیکن عام طور پر اس کو ساکن پڑھا جاتا ہے، گری پڑی چیز۔ ❷ **عِفَاص**: وہ برتن یا تھیلی جس میں رقم رکھی جاتی ہے، **وِكا**، سررشتہ، باندھنے کی ڈوری۔ ❸ **فشانك بها**: پھر اپنی مرضی کرو، جیسے چاہو کرو، مقصد ہے، استعمال کر سکتے ہو جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔ ❹ **لك او لاخيك**: یعنی تم اس کو پکڑ سکتے ہو کیونکہ بکری کمزور جانور ہے، اپنا دفاع اور تحفظ نہیں کر سکتا، اس لیے محافظ کا محتاج ہے وگرنہ کوئی دوسرا پکڑے گا۔ ❺ **ضالة**: گم شدہ جانور کو کہتے ہیں، گم شدہ یا گرے پڑے سامان کو لُقَطه کہیں گے، ضاله نہیں کہیں گے۔ ❻ **مالك ولها**، تیرا اس سے تعلق نہیں، وہ اپنا تحفظ اور دفاع کر سکتا ہے اور محافظ کے بغیر چر چگ سکتا ہے، اس کے پیٹ میں چند دن کی پیاس بجھانے کے لیے پانی جمع ہوتا ہے، جس کو اس کے سقا مشکیزہ کا نام دیا گیا ہے یا وہ خود بخود پانی کے گھاٹ پر پہنچ سکتا ہے اور اپنے پاؤں کی قوت یا بل بوتے پر طویل فاصلہ طے کر سکتا ہے، بھیڑیے وغیرہ کا خطرہ نہیں ہے، اس لیے تجھے پکڑنے کی ضرورت نہیں، مالک خود اس کو تلاش کر لے گا۔

[4499] ٢-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ ((عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَائَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَآءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ)) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ ((خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ ((مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَآؤُهَا وَسِقَآؤُهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا)).

[4499]۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی چیز

[4499] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٧٣)

کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی ایک سال تک تشہیر کرو، پھر اس کے بندھن اور تھیلی کی پہچان کر لے، پھر اس کو خرچ کر لے پھر اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو اپنی طرف سے دے دے۔'' اس نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! تو گم شدہ بکری؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو پکڑ لے، کیونکہ وہ تیرے قابو میں آئے گی یا تمہارا بھائی پکڑ لے گا یا پھر بھیڑیے کا لقمہ بنے گا، اس نے کہا، اللہ کے رسول! تو گم شدہ اونٹ؟ تو رسول اللہ ﷺ غصہ میں آ گئے حتی کہ آپ ﷺ کے رخسار سرخ ہو گئے یا چہرہ سرخ ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اس سے کیا واسطہ؟ اس کا جوتا، اس کا مشکیزہ اس کے پاس ہے حتی کہ اس کا مالک اس کو پا لے گا۔''

فائدہ :...... عَرِّفهَا سنةً تعریف و تشہیر ایسی جگہوں پر ہو گی اور جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں اور اس حدیث سے جمہور نے یہ استدلال کیا ہے کہ تشہیر، ایک سال تک کرنا ضروری ہے، لیکن اگر ملنے والی چیز معمولی ہو جس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور مالک کو اس کی پروا نہیں ہوتی، اس کی تشہیر کی ضرورت نہیں ہے، اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے بقول ابن قدامہ اس پر اتفاق ہے، امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جتنی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا، اس کی تشہیر لازم نہیں ہے، امام مالک کے نزدیک، اس کی مقدار چوتھائی دینار ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دس درہم، المغنی، ج ۸ ص ۲۹۶۔ اور ایسی چیز جس کی مالک کو تلاش اور جستجو رہتی ہے، اس کی تشہیر ضروری ہے اور سال کے بعد اگر مالک نہ آئے تو اس چیز کی پوری شناخت کے بعد اس کو اٹھانے والا اگر چاہے تو خرچ کر سکتا ہے، جو رکھنے کے قابل ہو بعد میں اگر مالک آ جائے تو اس کو اس کی چیز مہیا کرنی ہو گی اور اس سے ثابت ہوتا ہے، ایسا سامان ہی رکھا جا سکتا، اٹھانے والا امیر ہے یا محتاج ہے، اس میں حدیث کی رو سے کوئی فرق نہیں ہے، امام احمد، شافعی، اسحاق، شعبی، نخعی، عکرمہ اور طاؤس وغیرہم کا یہی نظریہ ہے، حضرت علی، عمر، عائشہ، ابن مسعود، ابن عباس رضی اللہ عنہم سے یہی منقول ہے، لیکن امام مالک، امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہ صدقہ کر دے اور اگر بعد میں مالک آ جائے تو اس کو بتا دے، اگر وہ صدقہ کرنے پر راضی ہو جائے تو ٹھیک ہے وگرنہ اس کی جگہ اس کو تاوان ادا کرے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر فقیر ہے تو پھر وہ استعمال کر سکتا ہے۔ (المغنی، ج ۸، ص ۲۹۹)

فغضب رسول الله ﷺ: آپ ﷺ کی ناراضی کا سبب یا تو یہ ہے کہ اس نے عقل و دانش سے کام نہیں لیا کہ وہی چیز پکڑی جا سکتی ہے، جس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اور اس دور میں اونٹ ایسا حیوان تھا، جس کے ضیاع کا خطرہ نہیں تھا، لیکن آج کل اس کا بھی خطرہ ہے کہ کہیں ایسے لوگوں کے ہاتھ نہ آ جائے جو اس کو ہڑپ کر لیں یا ناراضی کا سبب یہ ہے کہ اس دور میں اونٹ کی گم شدگی کا احتمال نہیں تھا، اس لیے اس کا سوال بے موقع اور بے محل تھا۔

[4500] ۳۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ

[4500] تقدم تخريجه برقم (٤٤٧٣)

وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَغَيْرُهُمْ أَنَّ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمْ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ وَقَالَ عَمْرٌو فِي الْحَدِيثِ ((فَإِذَا لَمْ يَأْتِ لَهَا طَالِبٌ فَاسْتَنْفِقْهَا)).

[4500] ۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے، ربیعہ کی مذکورہ بالا سند سے، امام مالک، (حدیث نمبر: ۴۴۹۸) کی طرح حدیث بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور میں بھی اس کے ساتھ تھا تو اس نے آپ ﷺ سے گری پڑی چیز کے بارے میں سوال کیا اور عمرو کی حدیث میں یہ ہے، ''تو جب اس کا طالب نہ آئے تو اس کو خرچ کر لے۔''

[4501] ٤۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ يَقُولُ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَاحْمَارَّ وَجْهُهُ وَجَبِينُهُ وَغَضِبَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً ((فَإِنْ لَمْ يَجِئْ صَاحِبُهَا كَانَتْ وَدِيعَةً عِنْدَكَ)).

[4501] ۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے حدیث نمبر ۴۴۹۹ کی طرح بیان کرتے ہیں، مگر اس میں یہ ہے، آپ کا چہرہ اور پیشانی سرخ ہو گئی اور ناراض ہو گئے اور اس قول کے بعد کہ پھر ایک سال تک تشہیر کر، یہ اضافہ ہے، ''اگر اس کا مالک نہ آئے تو وہ تیرے پاس امانت ہو گی۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اگر اٹھانے والا اس کو استعمال نہیں کرتا تو وہ اس کے پاس امانت کے طور پر ہو گی، اگر اس کی کوتاہی اور غفلت کے بغیر ضائع ہو گئی تو وہ ذمہ دار نہیں ہو گا، اگر کوتاہی کی تو ضامن ہو گا، یعنی تاوان پڑے گا یا یہ معنی ہو گا تو اس کو امانت سمجھ کہ میں نے اسے ادا کرنا ہے، خرچ کر دے گا تو ادائیگی نیت سے کرو گے۔

[4502] ٥۔(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّهُ سَمِعَ

زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ

[4501] تقدم تخريجه برقم (٤٤٧٣)
[4502] تقدم تخريجه برقم (٤٤٧٣)

اللُّقَطَةِ الذَّهَبِ أَوْ الْوَرِقِ فَقَالَ ((اعْرِفْ وِكَآئَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ لَمْ تَعْرِفْ فَاسْتَنْفِقْهَا وَلْتَكُنْ وَدِيعَةً عِنْدَكَ فَإِنْ جَآءَ طَالِبُهَا يَوْمًا مِّنَ الدَّهْرِ فَأَدِّهَا إِلَيْهِ)) وَسَأَلَهُ عَنْ ضَآلَّةِ الْإِبِلِ فَقَالَ ((مَا لَكَ وَلَهَا دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَائَهَا وَسِقَائَهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا)) وَسَأَلَهُ عَنِ الشَّاةِ فَقَالَ ((خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)).

[4502] ۔حضرت زید بن جہنی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے لقطہ میں سونا، چاندی گری ہوئی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے تسمہ اور تھیلی کو پہچان لو، پھر ایک سال تک اعلان کرو، اگر تم مالک کو نہ جان سکو تو اس کو خرچ کر لو اور وہ مال تیرے پاس امانت ہوگا، اگر اس کا مانگنے والا کبھی بھی آ گیا تو تمہیں اسے ادا کرنا ہوگا'' اور آپ ﷺ سے سائل نے گمشدہ اونٹ کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اس سے کیا تعلق؟ اسے رہنے دے، کیونکہ اس کا جوتا اور اس کا مشکیزہ اس کے ساتھ ہے، پانی پر پہنچ جاتا ہے، درختوں سے کھا لیتا ہے حتی کہ اس کا مالک اس کو پا لیتا ہے۔'' اور اس نے آپ ﷺ سے بکری کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو پکڑ لو، کیونکہ وہ تیرے لیے ہے یا تیرے بھائی کے لئے یا بھیڑیے کے لیے ہے۔

[4503] ٦۔(. . .)وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَرَبِيعَةُ الرَّأْيِ بْنُ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ضَآلَّةِ الْإِبِلِ زَادَ رَبِيعَةُ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ ((فَإِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا فَعَرَفَ عِفَاصَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَآئَهَا فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ وَإِلَّا فَهِيَ لَكَ)).

[4503] ۔حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے گمشدہ اونٹ کے بارے میں سوال کیا، ربیعہ اس میں یہ اضافہ کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ناراض ہو گئے حتی کہ آپ ﷺ کے رخسار سرخ ہو گئے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، جس میں یہ اضافہ ہے، ''اگر اس کا مالک آ جائے اور اس کی تھیلی، اس کی گنتی، اس کا بندھن پہچان لے تو اسے اس کو دے دے، وگرنہ وہ تیری چیز ہے۔''

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اگر کوئی آدمی آ کر گمشدہ چیز کی درست علامات بتا دے تو وہ اس کے حوالہ کر دی جائے گی، اس سے شہادت طلب نہیں کی جائے گی اور اس کے بارے میں بدگمانی کا شکار نہیں ہوا

[4503] تقدم تخريجه برقم (٤٤٧٣)

جائے گا۔ امام مالک اور امام احمد کا یہی موقف ہے، لیکن احناف اور شوافع کے نزدیک اگر اٹھانے والا، علامات بتانے سے مطمئن ہو جائے اور وہ اس کو سچا خیال کرے تو وہ دے سکتا ہے، وگرنہ لازم اس صورت میں ہے جب اس کی ملکیت کا ثبوت پیش کرے۔ (المغنی ج ۸ ص ۳۰۹)

[4504] ۷۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ لَمْ تُعْتَرَفْ ((فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ)).

[4504]۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سال تشہیر کرو، اگر اس کو پہچانا نہ جا سکے تو تم اس کی تھیلی اور بندھن کی شناخت کر کے اس کو استعمال کرو، اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کی امانت اسے ادا کر دو۔''

[4505] ۸۔(. . .) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ((فَإِنِ اعْتُرِفَتْ فَأَدِّهَا وَإِلَّا فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَدَدَهَا)).

[4505]۔ امام صاحب مذکورہ بالا حدیث ایک اور استاد سے نقل کرتے ہیں، ضحاک بن عثمان کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں اس میں ہے، ''اگر اس کی شناخت ہو گئی تو اسے دے دو، وگرنہ اس کی تھیلی، اس کا بندھن اور اس کی تعداد کو پہچان لو۔''

[4506] ۹۔(۱۷۲۳) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ خَرَجْتُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وَسَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ غَازِينَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَأَخَذْتُهُ فَقَالَا لِي دَعْهُ فَقُلْتُ لَا وَلٰكِنِّي

[4504] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى اللقطة باب: التعريف باللقطة برقم (۱۷۰۶) والترمذى فى (جامعه) فى الاحكام باب: ما جاء فى اللقطة وضالة الابل والغنم برقم (۱۳۷۳) وابن ماجه فى (سننه) فى الاحكام باب: اللقطةبرقم (۲۵۰۷) انظر (التحفة) برقم (۳۷٤۸)

[4505] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٤٧٩)

[4506] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى اللقطة باب: اذا اخبره رب اللقطة بالعلامة دفع اليه برقم (۲٤۲٦) وفى باب: هل ياخذ اللقطة ولا يدعها تضيع حتى لا ياخذها من لا يستحق برقم (۲٤۳۷) وابو داود فى (سننه) فى اللقطة باب: التعريف باللقطة برقم (۱۷۰۱) وبرقم (۱۷۰۲)←

أُعَرِّفُهُ فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهُ وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ قَالَ فَأَبَيْتُ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ غَزَاتِنَا قُضِيَ لِي أَنِّي حَجَجْتُ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَأَخْبَرْتُهُ بِشَأْنِ السَّوْطِ وَبِقَوْلِهِمَا فَقَالَ إِنِّي وَجَدْتُ صُرَّةً فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((عَرِّفْهَا حَوْلًا)) قَالَ فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ ((عَرِّفْهَا حَوْلًا)) فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ ((عَرِّفْهَا حَوْلًا)) فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا فَقَالَ احْفَظْ عَدَدَهَا وَوِعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا ((وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا)) فَاسْتَمْتَعْتُ بِهَا فَلَقِيتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ لَا أَدْرِي بِثَلَاثَةِ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلٍ وَاحِدٍ

[4506]۔ حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں، زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ ایک جنگ کے لیے نکلے تو مجھے ایک کوڑا ملا تو میں نے اسے اٹھالیا، میرے دونوں ساتھیوں نے کہا اسے چھوڑ دو، میں نے کہا نہیں، ہاں میں اس کی تشہیر کروں گا، اگر اس کا مالک آ گیا تو ٹھیک، وگرنہ میں اس سے فائدہ اٹھاؤں گا، اس طرح میں نے ان کی بات نہ مانی تو جب ہم جنگ سے واپس آئے تو میں تقدیر کے فیصلہ سے حج کے لیے نکلا اور میں مدینہ حاضر ہوا اور میری ملاقات حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہوگئی تو میں نے انہیں کوڑے کا ماجرہ سنایا اور دونوں ساتھیوں کی بات بتائی تو انہوں نے کہا، مجھے رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک تھیلی ملی، جس میں سو دینار تھے اور میں وہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سال اس کی تشہیر کرو۔'' تو میں نے اس کی تشہیر کی اور مجھے اس کو پہچاننے والا نہ ملا، پھر میں اس کو لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سال اس کی تشہیر کرو۔'' تو میں نے اس کی تشہیر کی اور مجھے اس کی شناخت کرنے والا نہ ملا، پھر میں اسے لے کر آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: ''ایک سال اس کی تشہیر کرو۔'' تو میں نے اس کی تشہیر کی اور مجھے اس کی شناخت کرنے والا نہ ملا تو آپ نے فرمایا: ''اس کی تعداد، اس کی تھیلی اور اس کا بندھن یاد کرلو، اگر اس کا مالک آ گیا تو ٹھیک، وگرنہ اس سے فائدہ اٹھالینا۔'' تو میں نے اس سے فائدہ اٹھایا، شعبہ کہتے ہیں، میں اس کے بعد اپنے استاد سلمہ بن کہیل کو مکہ مکرمہ ملا تو انہوں نے کہا، مجھے یاد نہیں، سوید نے تین سال کہا تھا یا ایک سال۔''

← وبرقم (١٧٠٣) والترمذی فی (جامعه) فی الاحكام باب: ما جاء فی اللقطة وضالة الابل والغنم برقم (١٣٧٤) وابن ماجه فی (سننه) فی الاحكام باب: اللقطة برقم (٢٥٠٦) انظر (التحفة) برقم (٢٨)

[4507] (. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ أَوْ أَخْبَرَ الْقَوْمَ وَأَنَا فِيهِمْ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ إِلٰى قَوْلِهِ فَاسْتَمْتَعْتُ بِهَا قَالَ شُعْبَةُ فَسَمِعْتُهُ بَعْدَ عَشْرِ سِنِينَ يَقُولُ عَرَّفَهَا عَامًا وَّاحِدًا.

[4507]۔حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ نے، لوگوں کو بتایا ان میں سلمہ بن کہیل بھی تھے کہ میں زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ کے ساتھ نکلا تو مجھے کوڑا ملا اور مذکورہ بالا حدیث فاستمتعت بھا، میں نے اس سے فائدہ اٹھایا تک بیان کی، شعبہ کہتے ہیں میں نے استاد کو دس سال بعد کہتے ہوئے سنا، اس کی ایک سال تک تشہیر کر۔

[4508] ۱۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِيأُنَيْسَةَ ح وحَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ إِلَّا حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ ((فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ عَامَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَزَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ وَحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِعَدَدِهَا وَوِعَائِهَا وَوِكَائِهَا فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ وَزَادَ سُفْيَانُ فِي رِوَايَةِ وَكِيعٍ وَإِلَّا فَهِيَ كَسَبِيلِ مَالِكَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا)).

[4508]۔امام صاحب اپنے پانچ اساتذہ کی سندوں سے سلمہ بن کہیل کی مذکورہ بالا سند سے شعبہ ہی کی طرح حدیث بیان کرتے ہیں اور سب کی حدیث میں تین سال کا ذکر ہے، مگر حماد بن سلمہ کی حدیث میں ہے دو یا تین سال اور سفیان، زید بن ابی انیسہ اور حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کی حدیث میں ہے، ''اگر تمہارے پاس ایسا آدمی آئے جو تمہیں ان کی تعداد، ان کی تھیلی اور ان کے بندھن کے بارے میں بتا دے تو اسے دے دو۔'' اور سفیان نے وکیع کی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے، ''وگرنہ تمہارے مال کے حکم میں ہے۔'' اور ابن نمیر کی روایت میں ہے، ''وگرنہ تو اس سے فائدہ اٹھا لے۔''

فائدہ:...... عام روایات میں تشہیر کے لیے ایک سال کی تشہیر کی تعیین ہے اور اس روایت میں ایک، دو، تین سال

[4507] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٨١)

[4508] تقدم تخريجه برقم (٤٤٨١)

میں شک ہے، اس لیے قطعی اور یقینی ایک سال ہے، اس لیے ایک سال تشہیر تو لازم ہے، لیکن ایک سے زائد سال کی تشہیر میں مال کی مالیت اور قدر و قیمت کے اعتبار سے اگر وہ یہ سمجھے کہ خرچ کرنے کے بعد، اس کی ادائیگی مشکل ہوگی تو ایک سے زائد سال تشہیر کر سکتا ہے اور جب یہ سمجھے کہ اب اس کا مالک اس کو بھلا چکا ہے تو پھر استعمال کر لے، بہر حال اگر کبھی اس کا مالک مل بھی جائے تو اس کی اس کی امانت ادا کرنی ہوگی، اگر اپنے اوپر خرچ کر لی ہے اور اگر صدقہ کر دی ہے تو پھر اسے آگاہ کرنا ہوگا، اگر وہ تسلیم کر لے تو ٹھیک ہے، وگرنہ ادا کرنا ہوگا، آج کل اخبارات گمشدہ چیز کا مفت اعلان کر دیتے ہیں، اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

١...... بَاب فِي لُقَطَةِ الْحَاجِّ

باب ١: حاجیوں کی گری پڑی چیز کا حکم

[4509] ١١-(١٧٢٤) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ.

[4509]۔ حضرت عبد الرحمن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانے سے منع فرمایا۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجیوں کی گری پڑی چیز نہیں اٹھانی چاہیے، تاکہ وہ خود اٹھا سکیں، کیونکہ عام طور پر حاجی وہ اشیاء ساتھ لے جاتے ہیں جن کی انہیں ضرورت ہوتی ہے، اس لیے ان کو اپنی گمشدہ چیز کا جلد ہی احساس ہو جاتا ہے اور آج کل تو حرم میں اس کے لیے ایک محکمہ بنا دیا گیا ہے جس کے پاس گمشدہ چیز جمع کرائی جا سکتی ہے اور لوگ اس کی طرف مراجعت بھی کرتے ہیں، لیکن اگر ایسی جگہ ملے، جہاں اگر نہ اٹھائی جائے تو اس کے ضائع ہونے کا احتمال ہوتا ہے تو پھر اس کی تشہیر کی نیت سے اٹھا لینا چاہیے، ملکیت کی نیت سے نہیں کہ معلوم نہیں اس کا مالک کس ملک کا ہوگا اور اب پھر کبھی حج کے لیے آ بھی سکے گا یا نہیں اور تشہیر کے بعد اس کا میرے پاس آنا ممکن ہوگا یا نہیں، بلکہ تشہیر ہی کی نیت سے اٹھائے، امام شافعی کی رائے کے مطابق تو اس کی تشہیر ہمیشہ کرنا ہوگی، اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا، امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے، لیکن مشہور قول کی رو سے ان کے نزدیک، حل اور حرم (مکہ، غیر مکہ) میں کوئی فرق نہیں ہے، امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا موقف یہی ہے، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے یہی منقول ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے، المغنی ج ٨، ص ٣١٥-٣١٦۔

[4509] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی اللقطة باب: التعريف باللقطة برقم (١٧١٩) انظر (التحفة) برقم (٩٧٠٥)

بہر حال بہتر یہی ہے کہ اٹھا کر گمشدگی کا اعلان اور حفاظت کرنے والے محکمہ کے سپرد کر دے اور جہاز میں ملے تو فوراً تشہیر کر دے۔

[4510] ١٢ـ(١٧٢٥) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ أَبِي سَالِمِ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ آوٰى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا)).

[4510]۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے گمشدہ حیوان کو رکھ لیا، وہ گم کردہ راہ ہے، جب تک اس کی تشہیر نہیں کرتا۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، گمشدہ چیز کو ملکیت بنانے کے لیے اٹھانا جائز نہیں ہے اور اگر یہاں ضالہ سے مراد گمشدہ اونٹ ہے، تو چونکہ اس کی ملکیت کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اگر خطرہ نہیں تو اس کو پکڑا ہی نہیں جا سکتا اور اگر خطرہ ہو تو صرف حفاظت اور تشہیر کے لیے پکڑا جا سکتا ہے، اس لیے اس کی ہمیشہ تشہیر نہ کرنا، راہ راست سے ہٹنا ہے۔

٢...... بَاب: تَحْرِيمِ حَلْبِ الْمَاشِيَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ مَالِكِهَا

باب ٢: مالک کی اجازت کے بغیر حیوان کا دودھ دوہنا حرام ہے

[4511] ١٣ـ(١٧٢٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ إِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَتَهُمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ)).

[4511]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ہرگز دوسرے کا مویشی اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے، کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے کمرہ (گودام) میں آ کر کوئی اس کا خزانہ توڑ کر اس کا غلہ نقل کر لے، (لے جائے)؟ لوگوں کے مویشی بھی اپنے تھنوں میں ان کی

[4510] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٧٥٢)

[4511] اخرجه البخاري في (صحيحه) في اللقطة باب: لا تحتلب ما شية احد بغير اذنه برقم (٢٤٣٥) وابو داود في (سننه) في الجهاد باب: فيمن قال لا يحلب برقم (٢٦٢٣) انظر (التحفة) برقم (٨٣٥٦)

خوراک محفوظ کرتے ہیں، اس لیے کوئی کسی کا حیوان اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے۔''

مفردات الحدیث ❶ مَحْشُر به: کمرہ یا غلہ کا گودام۔ ❷ خِزَانه: غلہ محفوظ کرنے کی جگہ۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کی اجازت کے بغیر اس کا حیوان دوہنا جائز نہیں ہے تو جب دودھ دوہنے کی اجازت نہیں تو پھر کسی اور چیز کے بلا اجازت لے لینے کی گنجائش کیسے نکل سکتی ہے، جمہور کا یہی موقف ہے، ہاں اگر کوئی مسافر ہے یا لاچار اور مجبور ہے تو وہ مالک کو آواز دے تاکہ اس سے اجازت لے سکے، اگر مالک نہ مل سکے تو پھر ضرورت کے بقدر پی لے یا اگر عرف وعادت کی رو سے، مسافر اور دوسروں کو دودھ پینے کی اجازت ہو تو وہ آواز دے کر پی لے، کیونکہ عرب میں عام طور پر بکریاں ہوتی ہیں یا اونٹ جن کی کسی وقت بھی دوھیا جاسکتا ہے۔ مقصود یہ ہے باہر جنگل میں چرنے والا ریوڑ وہ گمشدہ نہیں ہے کہ اس کو اپنی مرضی سے استعمال کر لے۔

[4512] (...) وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنِي أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ح وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسٰى كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا ((فَيُنْتَثَلَ)) إِلَّا اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ ((فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ)) كَرِوَايَةِ مَالِكٍ.

[4512] ۔ امام صاحب نے اپنے مختلف اساتذہ کی سات سندوں سے، حضرت نافع رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ہی مذکورہ بالا حدیث بیان کی، جس میں فرق یہ ہے کہ امام مالک نے مذکورہ بالا حدیث میں، ینتقل کا لفظ استعمال کیا ہے اور لیث نے بھی یہی لفظ بیان کیا ہے، باقی راویوں نے فَيُنْتَثَلَ بیان کیا ہے اور انتثال کا معنی بکھیرنا ہے، یعنی اس کا غلہ بکھیر کر ضائع کر دیا جائے۔

[4512] طريق قتيبة ومحمد بن رمح اخرجه ابن ماجه في (سننه) في التجارات باب: النهي ان يصيب منها شيئا الا باذن صاحبها برقم (٢٣٠٢) انظر (التحفة) برقم (٨٣٠٠) وطريق ابي بكر بن ابي شيبة وطريق ابن نمير وطريق ابي الربيع وطريق زهير بن حرب وطريق ابن ابي عمر وطريق محمد بن رافع تفرد بهم مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٥٠٢) وبرقم (٧٥٦٥) وبرقم (٧٩٩٣) وبرقم (٨٠٧٤) وبرقم (٨٤٩٥)

٣...... بَاب: الضِّيَافَةِ وَنَحْوِهَا

باب ٣: مہمان نوازی وغیرہ

[4513] ١٤-(٤٨)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ)) قَالُوا وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَقَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)).

[4513]۔حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ گفتگو فرمائی تو میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے مہمان کی خاطر و مدارت کر کے اس کا احترام کرے۔'' صحابہ نے پوچھا، اس کا جائزہ (خاطر مدارات) کتنا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک دن، رات اور مہمانی تین دن ہے اور اس سے زائد دن اس پر صدقہ ہے۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اچھی بات کرے یا خاموشی اختیار کرے۔''

مفردات الحدیث ✲ **الجائزة:** عطیہ و تحفہ، یعنی ایک دن رات اپنی وسعت، مقدرت کے مطابق اس کے لیے اچھا کھانا پینا تیار کرے اور دوسرے، تیسرے دن جو گھر میں پکتا ہے، وہ پیش کرے، اس کے بعد مرضی ہے، اس کی مہمان نوازی کرے یا نہ کرے۔

[4514] ١٥-(...)حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَجَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أَنْ يُقِيمَ عِنْدَ أَخِيهِ حَتَّى يُؤْثِمَهُ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يُؤْثِمُهُ قَالَ ((يُقِيمُ عِنْدَهُ وَلَا شَيْءَ لَهُ يَقْرِيهِ بِهِ)).

[4514]۔حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضیافت (مہمان نوازی)

[4513] تقدم تخريجه في الايمان باب: الحث على اكرام الجار والضيف ولزوم الصمت الا عن الخير وكون ذلك كله من الايمان برقم (١٧٤)

[4514] تقدم تخريجه في الايمان باب: الحث على اكرام الجار والضيف ولزوم الصمت الا عن الخير وكون ذلك كله من الايمان برقم (١٧٤)

تین دن اور خاطر مدارات ایک دن رات ہے اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کے پاس اتنے دن ٹھہرے کہ اس کو گناہ گار کر دے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو گناہ گار کیسے کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کے پاس ٹھہر گیا ہے، حالانکہ اس کے پاس اس کی مہمان نوازی کے لیے کچھ نہیں ہے۔"

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کسی کے ہاں تین دن سے زیادہ ٹھہرنا درست نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے اس کے پاس گنجائش نہ ہو کہ وہ اس کی مہمان نوازی کر سکے، کیونکہ اس کے پاس اس کی استطاعت نہیں یا اس کے معمولات میں خلل اندازی ہوسکتی ہے یا وہ مہمان کو وقت نہیں دے سکتا، اس لیے کراہت سے اس کی مہمان نوازی کرتا ہے یا غیبت کرتا ہے کہ یہ جاتا ہی نہیں ہے، لیکن اگر خود میزبان، زیادہ ٹھہرنے پر اصرار کرتا ہے یا مہمان جانتا ہے، میرا قیام ان کے لیے تنگی یا پریشانی کا باعث نہیں ہے، بلکہ مسرت و شادمانی کا سبب ہے تو وہ زیادہ دیر ٹھہر سکتا ہے، لیکن آج کل کے حالات کا تقاضا ہے کہ وہ کسی کے ہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرے، الا یہ کہ وہ خود تقاضا کریں اور خوش دلی سے اصرار کریں۔

[4515] ١٦-(. . .)و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي الْحَنَفِيَّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ شُرَيْحَ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَبَصُرَ عَيْنِي وَوَعَاهُ قَلْبِي حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَذَكَرَ فِيهِ ((وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يُقِيمَ عِنْدَ أَخِيهِ حَتَّى يُؤْثِمَهُ بِمِثْلِ)) مَا فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ.

[4515]۔حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو فرمائی، آگے لیث کی حدیث نمبر ا کی طرح بیان کیا اور اس میں وکیع کی حدیث نمبر ۲ کی طرح یہ بیان کیا، "تم میں سے کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ہاں اس قدر ٹھہرے کہ اس کو گناہ گار کر دے۔"

[4516] ١٧-(١٧٢٧)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ

[4515] تقدم تخريجه في الايمان باب: الحث على اكرام الجار والضيف ولزوم الصمت الا عن الخير وكون ذلك كله من الايمان برقم (١٧٤)

[4516] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المظالم باب: قصاص المظلوم اذا وجد مال ظالمه برقم (٢٤٦١) وفى الادب باب: اكرام الضيف خدمته اياه بنفسه برقم (٦١٣٧) وابو داود فى (سننه) فى الاطعمة باب: ما جاء فى الضيافة برقم (٣٧٥٢) والترمذى فى (جامعه)←

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَنَا فَمَا تَرٰى فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ)).

[4516] ۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہمیں بھیجتے ہیں اور ہم ایسے لوگوں میں جا کر ٹھہرتے ہیں، جو ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے تو آپ کا کیا خیال ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''اگر تم کسی قوم میں ٹھہرو اور وہ تمہارے لیے وہ چیز مہیا کریں جو مہمان کو ملنی چاہیے تو اس کو قبول کرلو، اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے مہمان کا مناسب حق، جو انہیں دینا چاہیے تھا چھین لو۔''

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اسلامی حکومت کوئی دستہ یا پارٹی کہیں بھیجتی ہے تو اس علاقہ کے لوگوں کو ان کی مہمان نوازی کرنی چاہیے، لیکن امام احمد نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ جس علاقہ میں مہمان کو قیمتاً کھانا نہ مل سکتا ہو، کیونکہ وہاں کوئی ہوٹل نہیں ہے تو وہاں لوگوں پر مہمان نوازی فرض ہے اور امام لیث کے نزدیک ہر جگہ کے لوگوں پر فرض ہے، لیکن جمہور کے نزدیک مہمان نوازی سنت مؤکدہ ہے، فرض نہیں ہے، اس لیے اس کو جبراً وصول نہیں کیا جا سکتا، الا یہ کہ مہمان لاچار ہو اور بھوک ستا رہی ہو، صحیح بات تو یہ ہے اس کا تعلق، اسلامی حکومت کے کارندوں سے تھا کیونکہ وقت وسائل اتنے عام نہیں تھے، حکومت ہر جگہ ان کے لیے کھانے اور رہائش کا انتظام کر سکتی، لیکن اب حکومت اس کا انتظام کرتی ہے، انہیں اس کے لیے رقم مہیا کرتی ہے، اس لیے اب جائز نہیں، وگرنہ ایک دو مہمان کسی سے اپنا حق زبردستی وصول کرنے کی استطاعت کہاں رکھتے ہیں۔

۴...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ الْمُؤَاسَاةِ بِفُضُولِ الْمَالِ

باب ٤: ضرورت سے زائد مال سے ہمدردی اور خیر خواہی کرنا پسندیدہ طرز عمل ہے

[4517] ۱۸۔(۱۷۲۸) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَةٍ لَهُ قَالَ فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهُ يَمِينًا وَّشِمَالًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا زَادَ لَهُ قَالَ فَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتّٰى رَأَيْنَا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مِّنَّا فِي فَضْلٍ)).

← في السير باب: ما يحل من اموال اهل الذمة برقم (١٥٨٩) ٥٢٧ وابن ماجه في (سننه) في الادب باب: حق الضيف برقم (٣٦٧٦) انظر (التحفة) برقم (٩٩٥٤)

[4517] اخرجه ابو داود في (سننه) في الزكاة باب: في حقوق المال برقم (١٦٦٣) انظر (التحفة) برقم (٤٣١٠)

[4517] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر تھے، اس دوران اچانک ایک آدمی اپنی سواری پر آیا اور اپنی نظر دائیں بائیں دوڑانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری کا اونٹ ہو تو وہ اس کے ذریعہ اس کی خیر خواہی کرے، جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس ضرورت سے زائد توشہ ہو، وہ اس کے ساتھ اس سے حسن سلوک کرے، جس کے پاس زادراہ نہیں ہے۔'' حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی بہت سی اقسام کا ذکر کیا حتی کہ ہم نے یہ سمجھا، ہم میں سے کسی کا فالتو چیز پر حق نہیں ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ **فَضْل**: ضرورت سے زائد، فالتو۔ ❷ **فَلْيَعُدْ بِهِ**: ضرورت مند پر اس کے ساتھ احسان کرے، ہمدردی اور خیر خواہی کا اظہار کرے۔

فائدہ: ...... ایک انسان اونٹنی پر آیا جو تھکی ہاری ہوئی تھی، اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر دائیں بائیں دیکھنے لگا اور اونٹنی بھی دائیں بائیں پھیری تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے سواری کا انتظام فرما دیں، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فالتو چیز سے ہمدردی اور خیر خواہی کرنے کی تلقین کی اور بعض حضرات نے یہ معنی کیا ہے کہ وہ فخر و مباہات کے اظہار کے لیے اونٹنی دائیں بائیں گھمانے لگا تاکہ یہ بات جتلا سکے، میرے پاس بہت سی سواریاں ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنانے کے لیے ساتھیوں کو خیر خواہی اور ہمدردی کرنے کی تلقین کی تاکہ وہ ضرورت سے زائد سواریوں کے ذریعہ ضرورت مندوں پر احسان کرے۔

٥...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ خَلْطِ الْأَزْوَادِ إِذَا قَلَّتْ وَالْمُؤَاسَاةِ فِيهَا

باب ٥: اگر زادراہ کم ہو جائے تو اس کو باہمی طور پر ملا کر ہمدردی کرنا پسندیدہ طرز عمل ہے

[4518] ١٩-(١٧٢٩) حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيَّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا

إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي غَزْوَةٍ فَأَصَابَنَا جَهْدٌ حَتَّى هَمَمْنَا أَنْ نَنْحَرَ بَعْضَ ظَهْرِنَا فَأَمَرَ نَبِيُّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَمَعْنَا مَزَاوِدَنَا فَبَسَطْنَا لَهُ نِطَعًا فَاجْتَمَعَ زَادُ الْقَوْمِ عَلَى النِّطَعِ قَالَ فَتَطَاوَلْتُ لِأَحْزُرَهُ كَمْ هُوَ فَحَزَرْتُهُ كَرَبْضَةِ الْعَنْزِ وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً قَالَ فَأَكَلْنَا حَتَّى شَبِعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ حَشَوْنَا جُرُبَنَا فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَهَلْ مِنْ

[4518] تقدم

وَضُوءٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ بِإِدَاوَةٍ لَهُ فِيهَا نُطْفَةٌ فَأَفْرَغَهَا فِي قَدَحٍ فَتَوَضَّأْنَا كُلُّنَا نُدَغْفِقُهُ دَغْفَقَةً أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً قَالَ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ ثَمَانِيَةٌ فَقَالُوا هَلْ مِنْ طَهُورٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَرِغَ الْوَضُوءُ

[4518]۔ ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہم تنگی اور مشقت سے دوچار ہو گئے، جس کی وجہ سے ہم نے اپنی بعض سواریوں کو نحر کرنے کا ارادہ کر لیا تو ہم نے نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اپنے توشے دان جمع کر لیے اور اس کے لیے چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا اور لوگوں کا زادِ راہ چمڑے کے دسترخوان پر جمع ہو گیا، حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں اوپر اٹھا تاکہ اس کی مقدار کا اندازہ لگاؤں تو میرے اندازے کے مطابق وہ ایک بکری کے بیٹھنے کی جگہ کے برابر تھا اور ہم چودہ سو افراد تھے، ہم سب نے اس سے سیر ہو کر کھایا، پھر ہم نے اپنی تھیلیاں بھر لیں تو نبی اکرم ﷺ نے پوچھا، ''کیا کچھ پانی ہے؟'' تو ایک آدمی اپنا لوٹا لایا، اس میں تھوڑا سا پانی تھا اور اسے ایک پیالہ میں ڈال دیا تو ہم سب نے اس سے وضو کیا اور ہم اسے خوب استعمال کر رہے تھے چودہ سو آدمی اس کے بعد آٹھ آدمی آئے اور کہنے لگے کیا وضو کے لیے پانی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کا پانی ختم ہو چکا ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ جَهْد: تنگی و مشقت، مراد بھوک ہے۔ ❷ مزاودنا: مِزْوَدٌ کی جمع ہے، توشہ دان جس میں زادِ راہ رکھا جاتا ہے۔ ❸ نِطْعٌ: چمڑے کا دسترخوان۔ ❹ حَزَر: اندازہ۔ ❺ تَطَاوَلْتُ: میں اوپر کو اٹھا، گردن اونچی کی۔ ❻ رَبْضَة: بیٹھنے کی جگہ۔ ❼ جُرُب: جِرَابٌ کی جمع ہے، چمڑے کا توشہ دان یا تھیلی۔ ❽ نُطْفَةٌ: تھوڑا سا۔ ❾ نُدَغْفِقُهٗ: ہم اسے بے تحاشا استعمال کر رہے تھے۔

فائدہ:...... بعض حضرات کے نزدیک یہ واقعہ غزوہ تبوک میں پیش آیا، جس میں آپ ﷺ کے دو معجزوں کا اظہار ہوا۔ (۱) تھوڑے سے طعام میں اتنی برکت پیدا ہوئی کہ چودہ سو (۱۴۰۰) کے لشکر نے پیٹ بھر کر کھا لیا اور پھر اس سے اپنے توشہ دان بھر لیے (۲) تھوڑا سا پانی چودہ سو کے پینے اور وضو کرنے کے لیے کافی ہو گیا اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا، اگر کھانے پینے کی اشیاء کم ہیں تو ان سب کو جمع کر لینا چاہیے اور ہر شخص اپنے ساتھی کو اپنے کھانے میں شریک کر لے اور دل میں یہ خیال نہ لائے، میں کم کھاتا ہوں یہ زیادہ کھاتا ہے۔ اگر اس طرح ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی برکت نازل فرماتا ہے۔

لُقَط کی عام روایات کو کتاب کے تحت بیان کیا ہے اور لقطة الحاج سے باب کا آغاز کیا ہے۔

حدیث نمبر 4519 سے 4700 تک

٣٣...... كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ

٣٣. کتاب الجہاد اور سِیَر کا بیان

جِھَاد: جَھْدٌ، مشقت وتکان یا جُھْد، وسعت وطاقت سے مشتق ہے اور یہ دونوں لفظ وسعت وطاقت کے معنی میں بھی مستعمل ہیں، کیونکہ ہر فریق اپنی طاقت کو صرف کرتا ہے، اس لیے صاحب لسان العرب نے جِھَاد کا معنی کیا ہے، المبالغة واستفراغ الوسع فی الحرب او اللسان و ما اطاق من شئی، جنگ، زبانی دفاع یا کسی بھی ذمہ داری میں مبالغہ اور آخری حد تک اپنی قوت وطاقت نچوڑ دینا اور دینی اصطلاح کی رو سے معنی ہے، اسلام کی حمایت ونصرت اور اللہ کا بول بالا کرنے کے لیے لڑنا۔ (ارشاد الساری، ج ۵، ص ۳۱)

اور بقول حافظ ابن حجر، یطلق ایضاً علی مجاهدة النفس والشیطان والفساق، نفس، شیطان اور نافرمانوں سے مقابلہ کرنے پر بھی بولا جاتا ہے۔ فتح الباری، ج ۶، ص ۵۔ اور سِیَر، سیرة کی جمع ہے، چونکہ جہاد کے مسائل، غزوات میں آپ ﷺ کے طور طریقہ اور حالات سے ماخوذ ہیں، اس لیے ان کو سِیَر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

١...... بَابُ جَوَازِ الْإِغَارَةِ عَلَى الْكُفَّارِ الَّذِينَ بَلَغَتْهُمْ دَعْوَةُ الْإِسْلَامِ مِنْ غَيْرِ تَقَدُّمِ الْإِعْلَامِ بِالْإِغَارَةِ

باب ۱: وہ کافر جن تک اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے، ان پر ان کو پہلے سے حملہ سے آگاہ کیے بغیر حملہ کرنا درست ہے (یعنی اقدامی انداز جائز ہے، جہاد محض دفاعی نہیں ہے)

[4519] ١ـ(١٧٣٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الدُّعَاءِ قَبْلَ الْقِتَالِ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيَّ إِنَّمَا

[4519] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی العتق باب: من ملك من العرب رقيقا فوهب وباع وجامع وفدى وسبى الذرية برقم (٢٥٤١) وابو داود فی (سننه) فی الجهاد باب: فی دعاء المشركين برقم (٢٦٣٣) انظر (التحفة) برقم (٧٧٤٤)

كَانَ ذٰلِكَ فِي اَوَّلِ الْاِسْلَامِ قَدْ اَغَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّونَ وَاَنْعَامُهُمْ تَسْقٰى عَلَى الْمَآءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبٰى سَبْيَهُمْ وَاَصَابَ يَوْمَئِذٍ قَالَ يَحْيٰى اَحْسِبُهُ قَالَ جُوَيْرِيَةَ اَوْ قَالَ الْبَتَّةَ ابْنَةَ الْحَارِثِ وَحَدَّثَنِي هٰذَا الْحَدِيثَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَكَانَ فِي ذَاكَ الْجَيْشِ

[4519] ۔ ابن عون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، میں نے نافع رحمہ اللہ کو یہ پوچھنے کے لیے خط لکھا، جنگ کا آغاز کرنے سے پہلے اسلام کی دعوت دینے کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے مجھے جواب لکھا، دعوت کا سلسلہ آغاز اسلام میں تھا، نبی اکرم ﷺ نے بنو مصطلق پر حملہ اس حال میں کیا کہ وہ اس سے بے خبر اور غافل تھے اور ان کے مویشی چشمہ پر پانی پی رہے تھے، آپ ﷺ نے ان کے جنگجو مردوں کو قتل کیا اور جو جنگ کے قابل نہیں تھے، (عورتیں، بچے، بوڑھے) ان کو قیدی بنا لیا اور یحییٰ بن یحییٰ (مصنف کے استاد) کہتے ہیں، میرے خیال میں یا یقینی طور پر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا آپ کے ہاتھ لگیں، نافع کہتے ہیں، یہ حدیث مجھے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سنائی اور وہ اس لشکر میں موجود تھے۔

[4519] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَلَمْ يَشُكَّ

[4520] ۔ امام صاحب مذکورہ بالا حدیث ایک اور استاد سے، ابن عون کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں اور اس نے بلا شک وشبہ یہ کہا ہے کہ جویریہ بنت حارث آپ کے ہاتھ لگیں۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، جن لوگوں تک اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہے، جنگ کا آغاز کرنے سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا ضروری نہیں ہے، اقدامی حملہ پہلے ہو سکتا ہے، جمہور کا یہی موقف ہے، اگرچہ امام مالک، حضرت عمر بن عبد العزیز کے نزدیک، ہر حالت میں لڑائی سے پہلے دعوت دینا ضروری ہے اور بقول بعض کسی صورت میں بھی دعوت دینے کی ضرورت نہیں، لیکن یہ دونوں موقف درست نہیں (نووی)، آغاز اسلام میں چونکہ اسلام کی دعوت پھیلی نہیں تھی، اس لیے اس وقت اسلام کی دعوت دینا ضروری تھا اور جب اسلام کا پیغام عام ہو گیا، سب تک دعوت پہنچ گئی تو اب دوبارہ دعوت دینا ضروری نہیں ہے، اس لیے آپ نے بنو مصطلق پر اچانک حملہ کیا تھا اور ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا اس حملہ میں آپ ﷺ کے ہاتھ لگی تھیں، اس سے معلوم ہوا دشمن کی طرف پیش قدمی کرنا جائز ہے۔

[4520] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٤٩٤)

۲...... بَاب: تَأْمِيرِ الْإِمَامِ الْأُمَرَاءَ عَلَى الْبُعُوثِ وَوَصِيَّتِهِ إِيَّاهُمْ بِآدَابِ الْغَزْوِ وَغَيْرِهَا

باب ۲: امام جنگ کے لیے بھیجے جانے والے دستوں پر امیر مقرر کرے گا اور انہیں آداب جنگ کی تلقین کرے گا

[4521] ۲-(۱۷۳۱) عَنْ يَحْيَى بْنِ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَمْلَاهُ عَلَيْنَا إِمْلَاءً

[4521]- امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سندوں سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیں سفیان رضی اللہ عنہ نے حدیث لکھوائی۔

[4522] ۳-(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَمْلَاهُ عَلَيْنَا إِمْلَاءً ح وحَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمَّرَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ أَوْ سَرِيَّةٍ أَوْصَاهُ فِي خَاصَّتِهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ ((اغْزُوا بِاسْمِ اللّٰهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اغْزُوا وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تَمْثُلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا وَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ

[4521] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد باب: في دعاء المشركين برقم (۲۶۱۲) والترمذي في (جامعه) في السير باب: ما جاء في وصيته ﷺ في القتال برقم (۱۶۱۷) وبرقم (۱۶۱۷) وفي الديات باب: ما جاء في النهي عن المثلة برقم (۱۴۰۸) وابن ماجه في (سننه) في الجهاد باب: وصية الامام برقم (۲۸۵۸) انظر (التحفة) برقم (۱۹۲۹)

[4522] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۴۴۹۶)

وَكُفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ وَلٰكِنْ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ فَإِنَّكُمْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيهِمْ أَمْ لَا)) قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ هٰذَا أَوْ نَحْوَهُ وَزَادَ إِسْحٰقُ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ آدَمَ قَالَ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ لِمُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ يَحْيٰى يَعْنِي أَنَّ عَلْقَمَةَ يَقُولُهُ لِابْنِ حَيَّانَ فَقَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ هَيْصَمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔

[4522] ۔سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو لشکر یا دستہ کا امیر مقرر کرتے تو اسے اس کی ذات کے سلسلہ میں اللہ کی حدود کی پابندی اور مسلمان ساتھیوں کے بارے میں بھلائی کی تلقین فرماتے، پھر فرماتے، ''اللہ کا نام لے کر، اللہ کے راستہ میں نکلو، اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے لڑائی کرو، جنگ کرو اور خیانت نہ کرو اور غدر (بدعہدی) سے باز رہو، کسی کے اعضاء نہ کاٹو اور کسی بچے کو قتل نہ کرو اور جب تمہارا مشرک دشمن سے مقابلہ ہو تو انہیں تین باتوں (خوبیوں) کی دعوت دو، سب سے پہلے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دو، اگر تمہاری بات مان لیں تو ان سے اس کو قبول کرلو اور لڑائی کرنے سے رک جاؤ۔ پھر انہیں اپنے علاقہ سے ہجرت کر کے مہاجروں کے علاقہ میں آنے کی دعوت دو اور انہیں بتا دو، اگر انہوں نے ایسا کرلیا (ہجرت کر لی) تو انہیں مہاجروں والے حقوق حاصل ہوں گے، اور ان پر مہاجروں والی ذمہ داریاں ہوں گی، اگر وہ اپنے علاقہ کے چھوڑنے کے لیے تیار نہ ہوں تو انہیں بتا دو کہ وہ بدوی (جنگلی) مسلمانوں کی طرح ہوں گے، ان پر اللہ کا وہ حکم جاری ہوگا، جو دوسرے مسلمانوں پر نافذ ہوگا اور انہیں غنیمت اور فے سے کچھ نہیں ملے گا، الا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں اور اگر وہ اسلام لانے سے انکار کر دیں تو ان سے جزیہ دینے کا سوال کرو، اگر وہ تیری اس بات کو قبول کر لیں تو ان سے اس کو قبول کرلو اور ان سے جنگ کرنے سے باز رہو اور اگر وہ اس سے بھی انکار کر دیں تو اللہ تعالیٰ سے طالب مدد ہو کر ان سے جنگ لڑو اور جب کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کا عہد و پیماں مانگیں تو انہیں نہ اللہ کا عہد دو اور نہ اس کے رسول کا عہد دو، لیکن انہیں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا عہد دو، کیونکہ اگر تم اپنے عہد اور اپنے ساتھیوں کے عہد کو توڑو یہ اس سے ہلکا ہے کہ تم اللہ کا عہد توڑو اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرلو اور وہ تم سے یہ چاہیں کہ انہیں اللہ کے حکم پر اترنے دو تو انہیں اللہ کے حکم پر اترنے کی اجازت نہ دو، لیکن اپنے حکم پر اترنے دو، کیونکہ

تمھیں معلوم نہیں، تم ان کے بارے میں اللہ کے حکم تک رسائی پاتے ہو یا نہیں؟ عبدالرحمٰن نے کہا، یہی یا اس کی طرح اور یحییٰ بن آدم سے اسحاق اپنی روایت میں یہ اضافہ کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث مقاتل بن حیان سے بیان کی، یحییٰ کہتے ہی، یعنی علقمہ نے ابن حیان سے بیان کی تو اس نے کہا، مجھے مسلم بن ہیصم نے نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت سنائی۔

[4523] ٤-(. . .) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ بريدة رضي الله عنه

قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَمِيرًا اَوْ سَرِيَّةً دَعَاهُ فَاَوْصَاهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ

[4523] ۔امام صاحب اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی امیر یا دستہ کو بھیجتے تو اسے بلا کر تلقین کرتے، آگے سفیان کے ہم معنی روایت ہے۔

[4524] ٥-(. . .) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْفَرَّاءُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا

[4524] ۔ایک اور استاد سے امام صاحب شعبہ کی مذکورہ بالا سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

مفردات الحدیث

① سَرِيه ج سرايا: لشکر کی پارٹی، شب خون مارنے کے لیے۔ ② لا تَغُلُّوا: غنیمت میں خیانت نہ کرو۔ ③ لا تَغْدِروا: عہد شکنی نہ کرو۔ ④ لا تَمْثُلُوا: شکل وصورت نہ بگاڑو، یعنی دشمن کے اعضاء (ہاتھ، کان، ناک وغیرہ) نہ کاٹو۔

فائدہ:...... اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے اور جہاد کا مقصد اور غایت، اس دنیا کے خالق اور مالک کی حکمرانی قائم کرنا ہے اور انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلانا ہے تاکہ دنیا سے ظلم وستم اور دنگا وفساد کو ختم کیا جا سکے، اس لیے اس نے جہاد کے لیے بھی کچھ اصول اور آداب مقرر کیے ہیں، جن کی پابندی ضروری ہے، اس نے کسی ایسے فرد کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی جو جنگ کے قابل نہیں ہے یا جنگ میں حصہ دار نہیں ہے اور قتل کی صورت میں بھی اس کی شکل وصورت کو بگاڑنے اور مسخ کرنے کی اجازت نہیں ہے اور آغاز اسلام میں جب مہاجرین کی مدینہ میں تعداد کم تھی، اس وقت مسلمانوں والے حقوق حاصل کرنے کے لیے، مدینہ کی طرف ہجرت فرض تھی، لیکن اب مسلمان ہونے کے لیے ہجرت ضروری نہیں ہے۔

[4523] تقدم تخريجه برقم (٤٤٩٦)

[4524] تقدم تخريجه برقم (٤٤٩٦)

فَسَلْهُم الجزية: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے ہر قسم کے کافروں سے جزیہ لینا درست ہے عربی ہوں یا عجمی، اہل کتاب ہوں یا مشرک، امام ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ کافروں کی تین اقسام ہیں،

(۱) اہل کتاب، یہود اور نصاریٰ (عیسائی) جو توراۃ اور انجیل پر ایمان رکھتے ہیں، ان سے جزیہ قبول کیا جائے گا اور وہ اپنے دین پر قائم رہیں گے۔ (۲) جو اہل کتاب کے مشابہ ہیں، یہ مجوس (آگ پرست) ہیں، جزیہ کی قبولیت میں وہ اہل کتب کے حکم میں ہیں، اہل علم میں بھی ان سے جزیہ قبول کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (۳) ان دونوں قسموں کے علاوہ جو مشرک ہیں، ان سے جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا، امام احمد اور شافعی کے یہی موقف ہے اور امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ عرب مشرکوں کے سوا تمام کافروں سے جزیہ قبول کیا جائے گا، مام ابو حنیفہ کا موقف یہی ہے اور امام مالک کے نزدیک، مشرکین قریش کے سوا تمام کافروں سے جزیہ قبول کیا جائے گا۔ (المغنی، ج ۱۳، ص ۳۱۔۳۲)

اور اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے، لیکن دوسرے دلائل کی رو سے امام شافعی اور امام احمد کا موقف درست معلوم ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے، المغنی، ج ۱۳، ۳۲۔۳۳)

لا تَجْعَلْ لهم ذمة الله والذمة نبيّه: اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے عہد و پیان نہ دو، کیونکہ بعض دفعہ کسی جنگی مصلحت کے تحت، اس کو توڑنے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے تو ایسی صورت میں اللہ اور رسول کی طرف سے عہد و پیان دے کر اس کو توڑنا بہت مشکل ہے۔

۳...... بَابُ: فِيْ الْأَمْرِ بِالتَّيْسِيْرِ وَتَرْكِ التَّنْفِيْرِ

باب ۳: آسانی اور سہولت پیدا کرنے کا حکم ہے اور نفرت دلانے سے روکا گیا ہے

[4525] ٦-(١٧٣٢) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُوكُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ

عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَعَثَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِي بَعْضِ اَمْرِهٖ قَالَ ((بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا))

[4525]۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے ساتھیوں میں کسی کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے تو فرماتے، ''بشارت دو، نفرت نہ دلاؤ اور آسانی اور سہولت پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔''

[4525] اخرجه ابو داود في (سننه) في الادب باب: في كراهية المراء برقم (٤٨٣٥) انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٩)

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگوں کو اللہ کے فضل و کرم، نیک عمل پر عظیم اجر و ثواب اور اللہ تعالیٰ کو وسیع رحمت کے ذریعہ دین پر عمل پیرا ہونے کا شوق اور رغبت دلانا چاہیے اور ہر وقت، اس کے غضب و مواخذہ اور جہنم کی دھمکی نہیں سنانی چاہیے، یعنی ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیے کہ لوگوں کے دل میں ایمان کی محبت پیدا ہو، دین سے بیزاری اور نفرت پیدا نہ ہو کہ اس پر عمل کرنا بہت مشکل ہو، اس لیے دعوت و تبلیغ میں تدریج اور اہم بالاہم کو ملحوظ رکھ کر گناہوں سے باز رکھنے کی نرمی اور پیار کے ساتھ کوشش کرنا چاہیے، آغاز اور ابتدا میں ہی اگر نفرت پیدا ہوگئی تو پھر رخ پھیرنا مشکل ہوگا، اس لیے بچوں اور اسلام میں نئے نئے داخل ہونے والوں پر ابتدا ہی میں سختی کرنا، اسلام کے مزاج کے منافی ہے، آہستہ آہستہ تدریج کے ساتھ ان کے اندر ایمان اور عمل صالح کی محبت کو راسخ کریں، تاکہ وہ خود بخود برائیوں سے بچنے کی کوشش کریں، یہ معنی نہیں ہے کہ ان کو کسی حال میں بھی اللہ کے غضب اور پکڑ سے ڈرانا نہیں چاہیے، کیونکہ قرآن کے اندر، خود جنت کے ساتھ دوزخ کا تذکرہ، وعدہ کے ساتھ وعید کا ذکر ہے، عمل صالح کی ترغیب کے ساتھ برائیوں پر مواخذہ کو بیان کیا گیا ہے، مقصد یہ ہے کہ دین کو نفرت انگیز طریقہ سے نہ بیان کرو، اس طرح بیان کرو کہ لوگ راغب ہوں۔

[4526] ٧-(١٧٣٣)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا ((تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا))

[4526]۔سعید بن ابی بردہ، اپنے باپ سے واسطہ سے اپنے دادا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ''آسانی پیدا کرنا اور تنگی پیدا نہ کرنا اور بشارت دینا اور نفرت پیدا نہ کرنا، باہمی اتفاق رکھنا آپس میں اختلاف نہ کرنا۔''

[4526] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: بعث ابي موسى ومعاذ الى اليمن قبل حجة الوداع برقم (٤٣٤٣) وبرقم (٤٣٤٤) وبرقم (٤٣٤٥) وفي الجهاد باب: ما يكره من التنازع والاختلاف في الحرب وعقوبة من عصى امامه برقم (٣٠٣٨) وفي الادب باب: قول النبي ﷺ: (يسروا ولا تعسروا) برقم (٦١٢٤) وفي الاحكام باب: امر الوالي اذا وجه اميرين الى موضع ان يتطوعا ولا يتعاصيا برقم (٢١٧٢) واخرجه مسلم في الاشربة باب: بيان ان كل مسكر خمر وان كل خمر حرام برقم (٥١٨٢) وبرقم (٥١٨٣) وبرقم (٥١٨٤) وابو داود في (سننه) في الحدود باب: الحكم فيمن ارتد برقم (٤٣٥٦) والنسائي في (المجتبى) في الاشربة باب: تحريم كل شراب اسكر برقم ٨/ ٢٩٨- وابن ماجه في (سننه) في الاشربة باب: كل مسكر حرام برقم (٣٣٩١) انظر (التحفة) برقم (٩٠٨٦)

فائدہ :...... سہولت و آسانی بشارت کا باعث بنتی ہے اور دقت و تنگی و نفرت پیدا کرتی ہے اور باہمی اتفاق واتحاد لوگوں کو قریب کرتا ہے اور باہمی اختلاف انتشار لوگوں کو دور کرتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے ان دونوں جلیل القدر، صحابہ کو دین کی دعوت و تبلیغ وراس کے مطابق لوگوں کے فیصلہ کرنے کی خاطر بھیجا تو ان کو تلقین فرمائی ہے کہ جاتے ہی مشکل اور دقت طلب کاموں کی دعوت نہ دینا، ور باہمی اتفاق و اتحاد سے رہنا، تاکہ تمہارے اختلاف سے لوگوں کے ذہنوں میں انتشار پیدا نہ ہو یا وہ اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔

[4527] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ كِلَاهُمَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ ((وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا))

[4527]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سندوں سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، لیکن زید بن ابی انیسہ کی روایت میں یہ قول نہیں ہے، "باہمی اتفاق سے رہنا، اختلاف نہ کرنا۔"

[4528] ٨۔(١٧٣٤) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا))

[4528]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سندوں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو، تسکین و اطمینان دلاؤ اور نفرت پیدا نہ کرو۔"

٤...... بَاب: تَحْرِيمِ الْغَدْرِ

باب ٤: عہد شکنی یا بدعہدی حرام ہے

[4529] ٩۔(١٧٣٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح وحَدَّثَنِي

[4527] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٠١)

[4528] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العلم باب: ما كان النبي ﷺ يتخوله بالموعظة والعلم كي لا ينفروا برقم (٦٩) وفي الادب باب: قول النبي ﷺ (يسروا ولا تعسروا) برقم (٦١٢٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤)

[4529] طريق ابي بكر بن ابي شيبة وطريق محمد بن عبدالله بن نمير تفرد بهما مسلم۔ انظر ←

زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ يَعْنِي اَبَا قُدَامَةَ السَّرَخْسِيَّ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ فَقِيلَ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ))

[4529]۔ امام صاحب مختلف اساتذہ کی سندوں سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کو پہلے، پچھلے تمام انسانوں کو جمع کرے گا تو ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا، یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ غادر: عہد شکن، بے وفا۔ ❷ رایۃ: بڑا جھنڈا، جو سپہ سالار کے پاس ہوتا ہے۔

فائدہ:...... عربوں کا یہ دستور تھا کہ وہ عہد شکنی کے تشہیر کے لیے، بازاروں میں سیاہ جھنڈے گاڑتے تھے تاکہ تمام لوگ اس کی مذمت اور برائی بیان کریں، اس لیے ان کی عادت وعرف کو ملحوظ رکھتے ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عہد شکن کے ساتھ قیامت کے دن بھی یہی سلوک ہوگا کہ تمام انسانوں میں اس کی عہد شکنی کی تشہیر کی جائے گی، خصوصاً امیر لشکر یا امیر المؤمنین، حکمران کی عہد شکنی کی حرمت زیادہ شدید ہے، کیونکہ اس کی عہد شکنی کا نقصان، سب سے زیادہ ہوتا ہے اور اسے عہد شکنی کی ضرورت بھی نہیں ہوتی، بلکہ وہ ایفائے عہد پر زیادہ قادر ہوتا ہے، اس لیے اس کو اپنے عہدہ اور منصب یا ذمہ داری کو پوری دیانت وامانت کے ساتھ پورا کرنا چاہیے اور رعایا کے حقوق اور مفادات کا تحفظ کرنا چاہیے، اس طرح عوام اور رعایا کو بھی، امیر کے ساتھ وفا کرنا چاہیے اور بلاوجہ اس کے خلاف شورش برپا کرنے اور بغاوت وسرکشی اختیار کرنے سے باز رہنا چاہیے، کیونکہ دونوں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اپنی اپنی ذمہ داریوں کے پورا کرنے کے سلسلہ میں اللہ کے ہاں جواب دہ ہیں، اس لیے اس حدیث کے راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اہل مدینہ نے یزید کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو انہوں نے اپنی اولاد اور خدم وحشم کو جمع کرکے فرمایا تھا کہ تم میں سے جو بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا، اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ ہم یزید کی بیعت کر چکے ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی عہد شکنی نہیں ہے کہ جس کی بیعت کی ہے اس کے خلاف جنگ لڑی جائے۔

[4530] (. . .) حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

← (التحفة) برقم (٧٨٦٢) وبرقم (٧٩٩٦) وبرقم (٨١٠٠) وطريق زهير بن حرب اخرجه البخاري في (صحيحه) في الادب باب: ما يدعى الناس بآبائهم برقم (٦١٧٧) انظر (التحفة) برقم (٨١٦٦)

[4530] اخرجه الترمذي في (جامعه) في السير باب: ما جاء ان لكل غادر لواء يوم القيامة برقم (١٥٨١) انظر (التحفة) برقم (٧٦٩٠)

عَبْدُالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

[4530]۔امام صاحب دو اور اساتذہ سے، نافع ہی کی مذکورہ سند سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[4531] ۱۰۔(. . .)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ
عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْغَادِرَ يَنْصِبُ اللّٰهُ لَهٗ لِوَآءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ اَلَا هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ))

[4531]۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا گاڑے گا اور کہا جائے گا، خبردار، یہ فلاں کی عہد شکنی ہے، (یعنی اس کی علامت ونشانی ہے۔)

[4532] ۱۱۔(. . .)حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَیْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[4532]۔حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔''

[4533] ۱۲۔(۱۷۳۶)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ ح وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي وَائِلٍ
عَبْدَاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ))

[4533]۔حضرت عبد اللہ (ابن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا، کہا جائے گا یہ فلاں کی عہد شکنی ہے۔''

[4531] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۱۳۳)
[4532] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٧٠٧) وبرقم (۷۰۰٦)
[4533] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجزية والموادعة باب: اثم الغادر للبر والفاجر برقم (۳۱۸٦) وبرقم (۳۱۸۷) وابن ماجه فی (سننه) فی الجهاد باب: الوفاء بالبيعة برقم (۲۸۷۲) انظر (التحفة) برقم (۹۲۵۰)

[4534] (. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ ح وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ جَمِيعًا

عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ((يُقَالُ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ))

[4534]۔ امام صاحب یہی حدیث دو اور اساتذہ سے، شعبہ کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں، لیکن عبد الرحمٰن کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں، ''کہا جائے گا، یہ فلاں کی عہد شکنی ہے۔''

[4535] ۱۳۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ آدَمَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهٖ يُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ))

[4535]۔ حضرت عبداللہ (ابن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ہر عہد شکن کے پاس جھنڈا ہوگا، جس سے اسے پہچانا جائے گا، کہا جائے گا، یہ فلاں کی عہد شکنی (کی علامت) ہے۔''

[4536] ۱۴۔(۱۷۳۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهٖ))

[4536]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر عہد شکن کے پاس قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا، جس سے وہ پہچانا جائے گا۔''

[4537] ۱۵۔(۱۷۳۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ عِنْدَ اسْتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[4537]۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن اس کی سرین پر جھنڈا ہوگا۔''

[4534] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٠٨)

[4535] تقدم تخريجه برقم (٤٥٠٨)

[4536] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجزية والموالاة باب: اثم الغادر للبر والفاجر برقم (٣١٨٦) وبرقم (٣١٨٧) انظر (التحفة) برقم (٤٤٠)

[4537] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣١٢)

فائدہ ......عزت وشرف کی علامت ونشانی سامنے پیشانی پر ہوتی ہے، یہاں رسوائی اور ذلت کے لیے جھنڈا اس کی سرین کے پاس ہوگا۔

[4538] ١٦ـ(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْمُسْتَمِرُّ بْنُ الرَّيَّانِ حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ أَلَا وَلَا غَادِرَ أَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ أَمِيرِ عَامَّةٍ))

[4538] ۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے جھنڈا ہوگا، جو اس کی عہد شکنی کے بقدر بلند کیا جائے گا اور خبردار! منتظم اعلیٰ (حکمران) سے بڑھ کر کوئی عہد شکن نہیں ہے۔''

٥...... بَاب: جَوَازِ الْخِدَاعِ فِي الْحَرْبِ

باب ٥: لڑائی میں چال یا تدبیر اختیار کرنا جائز ہے

[4539] ١٧ـ(١٧٣٩) وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِعَلِيٍّ وَزُهَيْرٍ قَالَ عَلِيٌّ أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْحَرْبُ خَدْعَةٌ))

[4539] ۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑائی ایک چال یا تدبیر ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ خَدْعَةٌ، خُدْعَة، خُدَعَة، خَدَعَةٌ، خِدْعَة: پہلی تین صفات مشہور ہیں، ہر ایک کا معنی یہ ہے۔ ❷ خَدْعَة: لڑائی ایک ہی چال ہے، جو وہ چال چل گیا کامیاب ہوگیا۔ ❸ خُدْعَة: لڑائی، ایک حیلہ اور چال ہے، ہر فریق اس کو چلنے کی کوشش کرتا ہے گویا یہ مجسمہ حیلہ اور چال ہے۔ ❹ خُدَعَة: یہ ایک بہت بڑا حیلہ اور تدبیر ہے، جس میں لوگ پھنس جاتے ہیں، مختلف آرزوؤں اور تمناؤں کا شکار ہوتے ہیں، ضروری نہیں ہے کہ وہ پوری ہوں۔ ❺ خَدَعَة: یہ خَادِع کی جمع ہے، یعنی لڑائی چالباز اور حیلہ جو ہے، ہر فریق دوسرے سے

[4538] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٨٢)

[4539] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: الحرب خدعة برقم (٣٠٣٠) وابو داود في (سننه) في الجهاد باب: المكر في الحرب برقم (٢٦٣٦) والترمذي في (جامعه) في الجهاد باب: ما جاء في الرخصة في الكذب والخديعة في الحرب برقم (١٦٧٥) انظر (التحفة) برقم (٢٥٢٣)

حیلہ کرتا ہے۔ 6 خِدْعة: یہ ایک مخصوص قسم کی چال اور حیلہ ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑائی میں حیلہ، چال اور تدبیر پر انحصار ہے، جو بہتر چال چل گیا اس نے بہتر تدبیر اختیار کر لی، اس کو کامیابی نصیب ہوگی، اس لیے اس میں آغاز اور ابتدا میں انجام یا نتیجہ کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے، آغاز میں ایک فریق غالب آ رہا ہوتا ہے، لیکن انتہاء میں دوسرا فریق غالب آ جاتا ہے اور اس سے بعض ائمہ نے جنگ میں جھوٹ بولنے کو جائز قرار دیا ہے اور بعض نے کہا، جھوٹ سے مراد تعریض اور کنایہ ہے، کیونکہ کذب کا لفظ تعریض و کنایہ کے لیے استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن کہیں گے، میں نے تین دفعہ جھوٹ یعنی تعریض و کنایہ سے کام لیا اور صحیح یہی معلوم ہوتا ہے، جہاں تک ممکن ہو جھوٹ سے احتراز کرنا چاہیے اور ضرورت پڑنے پر تعریض اور کنایہ سے فائدہ اٹھانا چاہیے، الا یہ کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ رہے، پھر توریہ اور تعریض کی جگہ جھوٹ سے کام لیا جا سکتا ہے، مثلاً کسی مسلمان کی زندگی یا اس کا مال جھوٹ بولے بغیر بچ نہ سکتا ہو تو جان و مال بچانے کے لیے اس کی گنجائش ہے۔

[4540] ١٨ ـ(١٧٤٠) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْمٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْحَرْبُ خَدْعَةٌ))

[4540] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگ سراسر تدبیر ہے یا دھوکہ اور چال ہے۔''

٦ ...... بَاب: كَرَاهَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ وَالْاَمْرِ بِالصَّبْرِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

باب ٦: دشمن سے مقابلہ کی تمنا کرنا درست نہیں ہے اور اگر مقابلہ ہو جائے تو صبر و ثبات سے کام لینا ہوگا

[4541] ١٩ ـ(١٧٤١) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنِ الْمُغِيرَةِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَاِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا))

[4540] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: الحرب خدعة برقم (٣٠٢٩) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٧٦)

[4541] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: لا تمنوا لقاء العدو برقم (٣٠٢٦) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٧٤)

[4541] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دشمن سے ٹکراؤ یا مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور جب اس سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو۔''

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے، بلکہ اہمیت اور وزن دینا چاہیے، تاکہ صحیح تیاری ہو سکے اور جب جنگ کے بغیر کام چل سکتا ہو تو محض اپنی طاقت کے بھروسہ پر، اپنی قوت بازو پر اعتماد کرتے ہوئے، اپنے آپ کو بہت کچھ خیال کرتے ہوئے، دشمن سے ٹکراؤ کی خواہش اور آرزو نہیں کرنی چاہیے، ہاں اگر لڑائی کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو ظاہری اسباب اور وسائل سے کام لیتے ہوئے، اللہ کی نصرت وحمایت کے حصول کی دعا کرتے ہوئے مقابلہ میں جم جانا چاہیے اور مقابلہ سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

[4542] ٢٠-(١٧٤٢) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ

عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ كِتَابِ رَجُلٍ مِنْ اَسْلَمَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَالُ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِي اَوْفَى فَكَتَبَ اِلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ حِينَ سَارَ اِلَى الْحَرُورِيَّةِ يُخْبِرُهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ فِي بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ يَنْتَظِرُ حَتَّى اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيهِمْ فَقَالَ ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ))

[4542] ۔حضرت عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ نے عمر بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو جب وہ خوارج سے جنگ کے لیے نکلا آگاہی کے لیے یہ خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات دشمن کے مقابلہ کے لیے نکلتے تو سورج ڈھلنے کا انتظار فرماتے، جب سورج ڈھل جاتا تو یہ خطاب فرماتے، ''اے لوگو! دشمن سے مڈبھیڑ کی آرزو نہ کرو اور اللہ سے عافیت کی درخواست کرو اور جب دشمن سے ٹکراؤ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور یقین کر لو، جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! اے کتاب کے اتارنے والے، بادلوں کو چلانے والے، لشکروں کو شکست سے دوچار کرنے والے، ان کو شکست دے اور ہمیں ان کے خلاف مدد دے۔''

[4542] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: الجنة تحت بارقة السيوف برقم (٢٨١٨) وفي باب: الصبر عند القتال برقم (٢٨٣٣) وفي باب: كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم اذا لم يقاتل اول النهار اخر القتال حتى تزول الشمس برقم (٢٩٦٥) وبرقم (٢٩٦٦) وفي باب: لا تمنوا لقاء العدو برقم (٣٠٢٤) وفي التمني باب: كراهية تمني لقاء العدو برقم (٧٢٣٥) وابو داود في (سننه) في الجهاد باب: في كراهية تمني لقاء العدو برقم (٢٦٢١) انظر (التحفة) برقم (٥١٦١)

فائدہ :...... دشمن سے مقابلہ کی صورت میں، رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ جنگ کا آغاز صبح کی نماز کے بعد فرماتے تھے، کیونکہ صبح کی نماز میں پیچھے رہنے والے مسلمان دعائے قنوت نازلہ کے ذریعہ مسلمانوں کی فتح ونصرت اور دشمن کی ہزیمت، مغلوبیت کی اللہ کے حضور درخواست کرتے ہیں اور صبح کے وقت انسان تازہ دم اور چاک و چوبند ہوتا ہے، اگر لڑائی کا آغاز صبح کو نہ ہوسکتا تو پھر آپ ﷺ زوال کا انتظار فرماتے، تاکہ مسلمان نماز ظہر میں قنوت نازلہ کرلیں اور ہوا کے چلنے سے دھوپ کی حدت وتپش میں کمی آ جائے اور مسلمان پوری دلجمعی کے ساتھ لڑائی میں شریک ہوجائیں۔

الجنة تحت ظلال السيوف: اس میں انتہائی اختصار کے ساتھ، انتہائی موثر انداز میں، جہاد کا ثواب بیان کر کے، اتحاد واتفاق کی فضاء میں اپنے دور کا اسلحہ استعمال کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور آخر میں دعا کے ذریعہ اللہ کی نصرت وحمایت کے اسباب کے حصول کے ذریعہ مجاہدوں کے حوصلہ کو بڑھایا ہے کہ وہ کتاب اتارنے والا ہے، جس میں مسلمانوں کی نصرت کا وعدہ ہے کہ وہ بادلوں کو چلانے والا ہے کہ وہ قدرت کاملہ کا مالک ہے، کائنات کے ظاہری اسباب سے جو چاہے کام لے سکتا ہے اور ان کے ذریعہ دشمن کو ہزیمت سے دوچار کرسکتا ہے۔

٧...... بَاب : اسْتِحْبَابِ الدُّعَآءِ بِالنَّصْرِ عِنْدَ لِقَآءِ الْعَدُوِّ

باب ٧: دشمن سے مقابلہ کے وقت نصرت (فتح) کے حصول کی دعا کرنا بہترین رویہ ہے

[4543] ٢١-(. . .)حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ ((اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ))

[4543] ۔حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف گروہوں کے اجتماع کے وقت ان کے خلاف یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! اے کتاب نازل کرنے والے، جلد حساب لینے والے، گروہوں (احزاب) کو شکست دے، اے اللہ! ان کو شکست دے، ان کے قدم اکھاڑ دے۔''

[4544] ٢٢-(. . .)و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي

[4543] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة برقم (٢٩٣٣) وفي المغازي باب: غزوة الخندق برقم (٤١١٥) وفي الدعوات باب: الدعاء على المشركين برقم (٦٣٩٢) وفي التوحيد باب: قول الله تعالى ﴿انزله بعلمه والملائكة يشهدون﴾ برقم (٧٤٨٩)

[4544] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥١٨)

خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ خَالِدٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((هَازِمَ الْأَحْزَابِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ اَللّٰهُمَّ))

[4544] ۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ اس حدیث میں ھازم الاحزاب (پارٹیوں کو شکست دینے والے) ہے اور اللھم کا لفظ نہیں ہے۔

[4545] (. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ ((مُجْرِيَ السَّحَابِ))

[4545]۔امام صاحب دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں اور ابن ابی عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں اس لفظ کا اضافہ ہے، اے بادلوں کو چلانے والے۔"

[4546] ۲۳۔(۱۷۴۳) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ ((اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ))

[4546] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احد کے دن یہ فرمار ہے تھے "اے اللہ! اگر تو چاہے تو زمین میں تیری عبادت نہ کی جائے۔" (تو مسلمانوں کو شکست دے دے)

فائدہ :......ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے، فتح و شکست اللہ کے قبضہ میں ہے، اس کی نصرت و حمایت اور توفیق و تائید کے بغیر مسلمان محض ہتھیاروں کے بل بوتہ پر فتح نہیں پا سکتے کیونکہ مادی اور ظاہری اسباب عام طور پر دشمن کے پاس زیادہ ہوتے ہیں، اس لیے ان میں ان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا، دشمن کے مقابلہ کی واحد صورت اللہ کی نصرت و حمایت ہے، جو ایمان اور عمل صالح کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے، جس سے بدقسمتی سے مسلمان آج بحیثیت مجموعی محروم ہیں، اللہ ان کے ایمان کو مضبوط کرے اور عمل صالح کی توفیق سے نوازے، آمین۔

۸...... بَاب: تَحْرِيمِ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ

باب ۸: جنگ میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا حرام (ناجائز) ہے

[4547] ۲۴۔(۱۷۴۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا

[4545] تقدم تخريجه برقم (٤٥١٨)

[4546] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٥٠)

[4547] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: قتل الصبيان في الحرب برقم (٣٠١٤)

قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ امْرَاَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَقْتُولَةً فَاَنْكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ

[4547] ۔حضرت عبداللہ (ابن عمر) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کسی غزوہ میں ایک عورت قتل کر دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو برا یا ناپسندیدہ قرار دیا۔

[4548] ۲۵۔(. . .) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَاَبُو اُسَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وُجِدَتِ امْرَاَةٌ مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ تِلْكَ الْمَغَازِي فَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ

[4548] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کسی غزوہ (جنگ، لڑائی) میں ایک عورت مقتولہ پائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا۔

فائدہ:...... یہ اسلام کی خصوصیات اور امتیازات میں سے ہے کہ جس دور میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بھی قتل و غارت کا نشانہ بنایا جاتا تھا، اس دور میں ان کے قتل کرنے سے منع قرار دیا، بشرطیکہ وہ براہ راست جنگ میں ملوث نہ ہوں، اس پر تمام ائمہ اور فقہاء کا اتفاق ہے۔

٩...... بَاب: جَوَازِ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ فِي الْبَيَاتِ مِنْ غَيْرِ تَعَمُّدٍ

باب ۹: شب خون میں بلاقصد و ارادہ، عورتوں اور بچوں کا قتل کرنا جائز ہے

[4549] ۲٦۔(۱۷٤٥) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

← وابو داود فی (سننه) فی الجهاد باب: فی قتل النساء برقم (٢٦٦٨) والترمذی فی (جامعه) فی السیر باب: ما جاء فی النهی عن قتل النساء والصبیان برقم (١٥٦٩) انظر (التحفة) برقم (٨٢٦٨)

[4548] طریق ابی بکر بن ابی شیبة عن محمد بن بشیر تفرد به مسلم۔ انظر التحفة برقم (٨١٠١) وطریق ابی بکر بن ابی شیبة عن اسامة اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجهاد والسیر باب: قتل النساء فی الحرب برقم (٣٠١٥) انظر (التحفة) برقم (٧٨٣٠)

[4549] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجهاد والسیر باب: اهل الدار یبیتون فیصاب الولدان والذراری برقم (٣٠١٢) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجهاد باب: فی قتل النساء ←

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الذَّرَارِيِّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُبَيَّتُونَ فَيُصِيبُونَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ فَقَالَ ((هُمْ مِنْهُمْ))

[4549] ۔حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے مشرکوں کے عورتوں اور بچوں کے بارے میں سوال کیا گیا کہ ان پر شب خون مارا جا سکتا ہے اور اس میں مسلمان ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ انہیں میں سے ہیں۔''

مفردات الحدیث ✲ ذرارِیّ: یہ ذریۃ کی جمع ہے، جس کا معنی ہے، نسل انسانی مذکر ہو یا مؤنث۔

یبیتون: ان پر رات کو اچانک حملہ کیا جاتا ہے، شب خون مارا جاتا ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر جنگ کرنے والوں اور جنگ میں حصہ نہ لینے والوں کے درمیان، امتیاز نہ ہو سکے اور ان کو الگ الگ کرنا ممکن نہ ہو جس طرح شب خون مارتے وقت ہوتا ہے تو پھر بلا قصد اور بلا ارادہ اگر ان کو قتل کر دیا جائے، جان بوجھ کر ان کو نشانہ نہ بنایا جائے تو پھر عورتوں اور بچوں کے قتل میں کوئی حرج نہیں ہے اور دنیاوی معاملات میں مشرکوں کے بچوں کا حکم بھی جب تک وہ اپنے والدین کے ساتھ ہیں، انہیں والا ہے، اگر مشرکین کسی قلعہ میں بند ہوں اور ان کے ساتھ ان کے بچے ہوں یا مسلمان قیدی ہوں تو اس صورت میں جمہور فقہاء کا یہ قول ہے، اگر اس کے بغیر قلعہ ختم کرنا ممکن نہ ہو تو ان کے قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن امام مالک اور اوزاعی کے نزدیک ایسی صورت میں تیراندازی کرنا یا منجنیق (یا آج کل کے جدید اسلحہ) سے قلعہ پر پتھر پھینکنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس سے مسلمان بھی نشانہ بنیں گے، حتی الوسع مسلمان قیدیوں کو بچانے کی کوشش کی جائے، اگر اس کے بغیر قلعہ فتح کرنا ممکن نہ ہو تو مجبوری کی صورت میں غیر ارادی اور غیر شعوری طور پر اگر وہ نشانہ بن جائیں تو اس کی گنجائش ہے۔

[4550] ۲۷۔(. . .)حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نُصِيبُ فِي الْبَيَاتِ مِنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ قَالَ ((هُمْ مِنْهُمْ))

← برقم (۲۶۷۲) والترمذی فی (جامعه) فی السیر باب: النهی عن قتل النساء برقم (۱۵۷۰) وابن ماجه فی سننه فی الجهاد باب: الغارة والبیات وقتل النساء والصبیان برقم (۲۸۳۹) انظر (التحفة) برقم (۴۹۳۹)

[4550] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۴۵۲۴)

[4550] ۔حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم شب خون میں مشرکوں کے بچوں کو قتل کر ڈالتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ انہیں میں سے ہیں۔''

[4551] ۲۸۔(. . .)وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ لَوْ اَنَّ خَيْلًا اَغَارَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَاَصَابَتْ مِنْ اَبْنَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ ((هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ))

[4551] ۔حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا، اگر شہسوار یا گھڑ سوار دستہ رات کو حملہ کرے اور مشرکوں کے بیٹوں کو قتل کر دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اپنے آباء کے حکم میں ہیں۔''

۱۰...... بَاب: جَوَازِ قَطْعِ اَشْجَارِ الْكُفَّارِ وَتَحْرِيقِهَا

باب ۱۰: کافروں کے درختوں کو کاٹنا اور جلانا (جنگی ضرورت کے تحت) جائز ہے

[4552] ۲۹۔(۱۷۴۶)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ زَادَ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ فِي حَدِيثِهِمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ((مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّينَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى اُصُولِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ)) [الحشر:۵]

[4552] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت جو بویرہ نامی نخلستان میں تھے، جلوائے اور کٹوا دیئے، قتیبہ اور ابن رمح کی روایت میں یہ اضافہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ

[4551] تقدم تخریجه برقم (۴۵۲۴)

[4552] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المغازی باب: حدیث بنی النضیر ومخرج رسول الله ﷺ فی دیة الرجلین وما ارادوا من الغدر برسول الله ﷺ برقم (۴۰۳۱) وفی التفسیر باب: ﴿ما قطعتم من لینة﴾ برقم (۴۰۳۱) وابو داود فی (سننه) فی الجهاد باب: فی الحرق فی بلاد العدو برقم (۲۶۱۵) والترمذی فی (جامعه) فی السیر باب: التحریق والتخریب برقم (۱۵۵۲) وفی التفسیر باب: ومن سورة الحشر برقم (۳۳۰۲) وابن ماجه فی (سننه) فی الجهاد باب: التحریق بارض العدو برقم (۲۸۴۴) انظر (التحفة) برقم (۸۲۶۷)

آیت اتاری، جو کھجوریں تم نے کاٹیں یا ان کو ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا، تاکہ فاسقوں کو رسوا کرے۔

فائدہ :...... یہودی قبائل جو مدینہ میں رہتے تھے وہ تین تھے، بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع، ان قبائل کا حضور اکرم ﷺ سے معاہدہ تھا کہ وہ آپ سے جنگ نہیں لڑیں گے اور نہ آپ ﷺ کے دشمن کا تعاون کریں گے، سب سے پہلے بنو قینقاع نے عہد شکنی کی اور ان کو عبد اللہ بن ابی کی سفارش پر چھوڑ دیا گیا اور ان کو جنگ بدر کے بعد شوال میں، مدینہ سے نکال دیا گیا، ان کے بعد بنو نضیر جن کا لیڈر حی بن اخطب نے بدعہدی کی اور رسول اللہ ﷺ کے قتل کرنے کی سازش تیار کی، آپ ﷺ نے ان پر حملہ کیا تو وہ قلعہ بند ہو گئے اور آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا اور وہ قلعہ کی فصیل سے تیر اور پتھر برسانے لگے اور کھجور کے باغات ان کے لیے سپر کا کام دے رہے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان درختوں کو کاٹ کر جلا دیا جائے، اس سے معلوم ہوا، جنگی حکمت اور جنگی ضرورت و مصلحت کے تحت دشمن کے درختوں کو کاٹ کر جلانا اور کاٹنا جائز ہے، ائمہ اربعہ اور فقہائے اسلام کی اکثریت کا یہی نظریہ ہے، البتہ بلا ضرورت و مصلحت محض کھیل و تماشے کے طور پر یہ کام درست نہیں ہے، نہ بگاڑ و فساد کی نیت سے ان کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔

[4553] ۳۰-(. . .)حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَطَعَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَحَرَّقَ وَلَهَا يَقُولُ حَسَّانُ وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ فی ذالك نزلت ما قطعتم من لينة او تركتموها الاية

[4553] - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے کھجور کے درخت کٹوائے اور جلوائے، اس واقعہ کی طرف، حضرت حسان رضی اللہ عنہ اشارہ کرتے ہیں، بنو لوی (قریش) کے سرداروں کے نزدیک، بویرہ میں پھیلنے والی آگ کی کوئی وقعت نہیں، ایک معمولی بات ہے (اس لیے مدد کو نہیں آئے) اور اس واقعہ کے بارے میں یہ آیت اتری، جن کھجور کے درختوں کو تم نے کاٹا یا ان کے تنوں پر کھڑے رہنے دیا۔ الآیہ

[4554] ۳۱-(. . .)وحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنِي عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ

[4553] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: حرق الدور والنخيل برقم (٣٠٢١) انظر (التحفة) برقم (٨٤٥٧)

[4554] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجهاد باب: التحريق بارض العدو برقم (٢٨٤٥) انظر (التحفة) برقم (٨٠٦٠)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ

[4554] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کی کھجوریں جلوا دیں۔

١١...... بَاب: تَحْلِيلِ الْغَنَائِمِ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ خَاصَّةً

باب ۱۱: غنیمتیں صرف اس امت کے لیے حلال قرار دی گئیں

[4555] ٣٢۔(١٧٤٧)وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ قَدْ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ وَلَا آخَرُ قَدْ بَنَى بُنْيَانًا وَلَمَّا يَرْفَعْ سُقُفَهَا وَلَا آخَرُ قَدِ اشْتَرٰى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ مُنْتَظِرٌ وِلَادَهَا قَالَ فَغَزَا فَأَدْنٰى لِلْقَرْيَةِ حِينَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ أَنْتِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيَّ شَيْئًا فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ فَجَمَعُوا مَا غَنِمُوا فَأَقْبَلَتِ النَّارُ لِتَأْكُلَهُ فَأَبَتْ أَنْ تَطْعَمَهُ فَقَالَ فِيكُمْ غُلُولٌ فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَبَايَعُوهُ فَلَصِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ فَلْتُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ فَبَايَعَتْهُ قَالَ فَلَصِقَتْ بِيَدِ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فَقَالَ فِيكُمُ الْغُلُولُ أَنْتُمْ غَلَلْتُمْ قَالَ فَأَخْرَجُوا لَهُ مِثْلَ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَوَضَعُوهُ فِي الْمَالِ وَهُوَ بِالصَّعِيدِ فَأَقْبَلَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهُ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا))

[4555]۔ ہمام بن منبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں بہت سی روایات سنائیں، ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء میں سے ایک نبی نے غزوہ (جنگ) کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے فرمایا: کوئی ایسا آدمی میرے ساتھ نہ جائے، جس نے کسی عورت سے شادی کی ہے اور اب وہ اس کی رخصتی چاہتا ہے اور ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی اور نہ وہ انسان جائے، جس نے ایک عمارت بنوائی ہے، اور ابھی

[4555] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فرض الخمس باب: قول النبي ﷺ: (احلت لكم الغنائم) برقم (٣١٢٤) وفي النكاح باب: من احب البناء قبل الغزو برقم (٥١٥٧) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٧٧) وطريق محمد بن رافع تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٨٠)

تک اس پر چھتیں نہیں ڈالیں اور نہ وہ انسان میرے پیچھے نکلے، جس نے بکری یا گابھن اونٹنیاں خریدی ہیں اور وہ ان کی پیدائش کا منتظر ہے، تو وہ جہاد کے لیے نکلا اور نماز عصر کے وقت یا اس کے قریب لشکر کو ایک بستی کے قریب کیا تو سورج سے مخاطب ہوئے تو حکم کا پابند ہے اور میں بھی حکم کا پابند ہوں، اے اللہ! اس کو میرے لیے کچھ وقت (اپنی طبعی رفتار سے) روک دے تو ان کی خاطر اس کو روک دیا گیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عنایت فرمائی تو فوجیوں نے تمام غنیمت جمع کی اور آگ اس کے کھانے کے لیے آئی، لیکن اسے کھانے سے باز رہی تو نبی نے فرمایا، تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے تو ہر قبیلہ کا ایک فرد (سردار) میری بیعت کرے تو انہوں نے ان سے بیعت کی، جس سے ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا، اس پر انہوں نے فرمایا: ''خیانت تمہارے قبیلہ کے کسی فرد نے کی ہے، اس لیے تیرا قبیلہ میری بیعت کرے، اس نے ان کی بیعت کی تو دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ چمٹ گئے، نبی نے فرمایا، خیانت تم میں ہے یا تم نے خیانت کی ہے تو انہوں نے گائے کے سر کے برابر سونا لا کر پیش کیا اور اسے میدان میں پڑے ہوئے مال میں رکھ دیا، آگ آگے بڑھی اور اس غنیمت کو کھا گئی تو غنیمتیں ہم سے پہلے کسی کے لیے حلال قرار نہیں دی گئیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارا ضعف اور عجز دیکھا تو انہیں ہمارے لیے حلال پاک قرار دیا۔''

مفردات الحدیث ❶ **مَلَكَ بُضْعَ امرأةٍ:** ایک عورت سے شادی کی اور اس سے تعلقات کا جواز پیدا ہوا ہے۔ ❷ **ولمّا يبن:** تعلقات کے قیام کا جواز پیدا ہوا ہے، لیکن ابھی تک اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ ❸ **سُقُفٌ:** سَقفٌ کی جمع ہے، چھت، خَلِفات ، خَلِفَة کی جمع ہے، گابھن، حاملہ۔

فائدہ:...... یہ نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام تھے، جو جمعہ کے دن، عصر کے وقت جبکہ سورج کے غروب میں تھوڑا سا وقت باقی تھا، لشکر لے کر اریحا نامی بستی کے قریب پہنچے اور انہوں نے سورج کو مخاطب کیا اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس کی رفتار سست کر دی جائے یا اس کو روک لیا جائے، تاکہ میں سورج کے غروب سے پہلے پہلے اس بستی کو فتح کر لوں تو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ ان کے لیے سورج کی رفتار سست کر دی یا رفتار کو روک لیا، پہلی امتوں کے لیے غنیمت کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں تھا، اس کو یکجا کر دیا جاتا، آسمان سے آگ اترتی تھی اور اسے کھا جاتی تھی۔

اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ ذمہ داری اس کے سپرد کرنی چاہیے، جو اس کو فارغ البال ہو کر ادا کر سکے، اس کا دل کسی اور کام میں اٹکا ہوا نہ ہو، کیونکہ وہ اس صورت میں پوری توجہ اور ہمت کام میں نہیں لا سکے گا، اس لیے کام صحیح طور پر انجام نہیں پا سکے گا۔

نوٹ:...... سورج کو روکنے کا واقعہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی نماز کا وقت نکل رہا تھا، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ران پر سر رکھ کر سو گئے تھے تو سورج کو واپس لایا گیا، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز

پڑھ لی تو غروب ہو گیا، سوال یہ ہے کہ کیا انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی، اگر کسی وجہ سے رہ گئی تھی تو جب حضور اکرم ﷺ ان کی ران پر سر رکھ کر سونا چاہتے تھے تو انہوں نے آپ کو یہ نہ بتایا کہ میں نے ابھی نماز پڑھنی ہے، پھر اگر مجبوری کی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو ایک رکعت کا وقت بھی باقی ہو تو نماز پڑھی جا سکتی ہے، غروب کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے، جیسا کہ غزوۂ خندق میں حضور اکرم ﷺ کے دستہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورج کے غروب ہونے کے بعد نماز پڑھی، آپ کے لیے سورج کو واپس کیوں نہیں لایا گیا اور حضور کا فرمان ہے کہ سورج صرف حضرت یوشع بن نون کے لیے روکا گیا، کسی اور انسان کے لیے نہیں روکا گیا، اس لیے اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے، کچھ ائمہ اس کو موضوع قرار دیتے ہیں اور کچھ صحیح، لیکن اگر صحیح سند سے ثابت ہو جائے تو یہ حضور اکرم ﷺ کی دعاء کے نتیجہ میں آپ ﷺ کا معجزہ ہوگا اور معجزہ اللہ کا فعل ہے، اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، سوال صرف صحت سند کا ہے۔

۱۲...... بَاب: الْأَنْفَالِ

باب ۱۲: غنیمتوں کا بیان

[4556] ۳۳-(۱۷٤۸) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخَذَ أَبِي مِنَ الْخُمْسِ سَيْفًا فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ هَبْ لِي هٰذَا فَأَبٰى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ۔[انفال:۱]

[4556]۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بیٹے، مصعب بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے خمس میں سے ایک تلوار اٹھا لی اور اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آ گئے اور عرض کیا، یہ مجھے ہبہ فرما دیں، آپ ﷺ نے انکار کر دیا تو یہ آیت اتری، آپ سے لوگ انفال کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ فرما دیں، انفال اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔

فوائد:...... ❶ انفال: یہ نفل کی جمع ہے، جس کا معنی ہے، زائد یا اضافہ، لیکن یہاں کیا مراد ہے، اس میں علماء کا مندرجہ ذیل اختلاف ہے۔

(۱) انفال سے مراد، غنیمتیں ہیں کہ اس میں تصرف کا حق اللہ نے رسول کو دیا ہے، اس مفہوم کی صورت میں یہ آیت منسوخ ہوگی کیونکہ بعد میں غنیمت کے چار حصے مجاہدین کے لیے مقرر کر دیئے گئے اور پانچواں حصہ رسول ﷺ کی رائے پر چھوڑ دیا گیا۔

[4556] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی النفل برقم (۲۷٤۰) والترمذی فی (جامعه) فی التفسیر باب: ومن سورة الانفال برقم (۳۰۷۹) وفی باب: ومن سورة العنكبوت برقم (۳۱۸۹) انظر (التحفة) برقم (۳۹۳۰)

(۲) نفال سے مراد خمس پانچواں حصہ ہے، پورا مال غنیمت مراد نہیں ہے، اس صورت میں یہ آیت منسوخ نہیں ہوگی۔

(۳) انفال سے مراد فے ہے، یعنی وہ مال جو مسلمان کو کافروں سے بلا جنگ و جدال ملتا ہے، اس میں نبی جیسے چاہے تصرف کر سکتا ہے۔

(۴) انفال سے مراد وہ عطیہ اور انعام ہے، جو امام کسی کو حسن کارکردگی پر عنایت فرماتا ہے۔

(۵) انفال سے مراد وہ عطیہ اور انعام ہے، جو امام کسی دستہ کو بڑے لشکر سے جب الگ کسی مہم پر بھیجتا ہے تو اسے عام لشکر سے اضافی طور پر دیتا ہے۔

❷ حضرت سعد نے غنیمت میں سے ایک تلوار لی، اس کو خمس سے تعبیر اس لیے کیا کہ جنگ بدر کے بعد، جب غنیمت کی تقسیم کے سلسلہ میں اختلاف پیدا ہوا اور قرآن مجید میں اس کے بارے میں احکام نازل کیے گئے تو مجاہد کو عطیہ اور انعام میں دی گئی چیز کو خمس میں سے شمار کیا گیا تو چونکہ ابھی احکام نازل نہیں ہوئے، اس لیے آیت انفال کے ذریعہ جب آپ ﷺ کو اختیار دے دیا گیا تو آپ ﷺ نے وہ تلوار حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عنایت فرما دی۔

[4557] ٣٤ـ(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ نَزَلَتْ فِيَّ اَرْبَعُ آيَاتٍ اَصَبْتُ سَيْفًا فَاَتٰى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ نَفِّلْنِيهِ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((ضَعْهُ مِنْ حَيْثُ اَخَذْتَهُ)) ثُمَّ قَامَ فَقَالَ نَفِّلْنِيهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ ((ضَعْهُ)) فَقَامَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَفِّلْنِيهِ اَؤُجْعَلُ كَمَنْ لَا غَنَاءَ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((ضَعْهُ مِنْ حَيْثُ اَخَذْتَهُ)) قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ يَسْاَلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ

[4557]۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے بارے میں چار آیات اتریں، میں نے ایک تلوار لی اور اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ مجھے عطیہ عنایت فرمائیں، آپ نے فرمایا: ''اسے رکھ دو۔'' تو وہ عرض کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''جہاں سے لیا ہے، وہیں اسے رکھ دو۔'' وہ پھر عرض گذار ہوئے، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ مجھے بطور انعام دے دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے رکھ دو۔'' تو اس نے اٹھ کر گذارش کی، اے اللہ کے رسول! مجھے بطور انعام عنایت فرمائیں، کیا مجھے ان لوگوں کی طرح قرار دیا جائے جنھوں نے کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''اسے وہیں رکھ دو، جہاں سے اسے اٹھایا ہے۔'' پھر یہ آیت نازل ہوئی، آپ

[4557] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٣١)

سے یہ لوگ انفال کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے، انفال، اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔

فوائد:...... ❶ وہ چار آیات جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں اتری ہیں، وہ امام صاحب آگے کتاب الفضائل میں بیان کر دیں گے، یعنی بر الوالدین ماں باپ کے ساتھ ایفاء اور حسن سلوک، حرمت شراب، و لا تطرد الذین یدعون ربھم، جو لوگ اپنے رب کو پکارتے ہیں، انہیں مت دھتکاریے اور آیت انفال۔

❷ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں قابل قدر حصہ لیا تھا، کفار قریش کے بڑے جنگ جو سعید بن العاص کو قتل کیا تھا، اس لیے وہ سمجھتے تھے اس کی تلوار پر میرا حق ہے، مزید برآں ان کے بھائی عمیر بھی قتل ہو گئے تھے، اس لیے بڑے پریشان تھے اور اس کے ایمان لانے کے خواہش مند تھے، اس لیے تلوار لینے پر بہت اصرار کیا۔

[4558] ۳۵-(۱۷٤۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً وَأَنَا فِيهِمْ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَتْ سُهْمَانُهُمْ اثْنَا عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا

[4558]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک دستہ بھیجا، میں بھی اس میں شامل تھا تو انہیں غنیمت میں بہت سے اونٹ ملے تو ان کا عمومی حصہ بارہ یا گیارہ اونٹ تھے اور اس دستہ کو ایک ایک اونٹ بطور عطیہ دیا گیا۔

[4559] ۳٦-(...) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ وَفِيهِمْ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَّ سُهْمَانَهُمْ بَلَغَتِ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا سِوَى ذَلِكَ بَعِيرًا فَلَمْ يُغَيِّرْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[4559]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کیا، ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں شریک تھے، اور ان کے حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے اور اس کے علاوہ بطور انعام ایک اونٹ ملا تو رسول اللہ ﷺ نے اس میں کوئی تبدیلی نہ فرمائی۔

[4558] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فرض الخمس باب: ومن الدليل على ان الخمس لنوائب المسلمين ما سال هوازن النبي ﷺ برضاعه فيهم فتحلل من المسلمين برقم (۳۱۳۱) وبرقم (۳۱۳۲) وابو داود في (سننه) في الجهاد باب: نفل السرية تخرج من العسكر برقم (۲۷٤٤) انظر (التحفة) برقم (۸۳۵۷)

[4559] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد باب: في نفل السرية تخرج من العسكر برقم (۲۷٤٤) انظر (التحفة) برقم (۸۲۹۳)

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اگر بڑے لشکر سے الگ کر کے کوئی دستہ کسی مہم پر روانہ کیا جائے اور وہ دستہ کامیاب ہو کر غنیمت کا مال حاصل کر لے تو وہ تمام لشکر کا شمار ہوگا کیونکہ وہ دستہ کی پشت پر تھا اور دشمن پر اس کا بھی رعب ودبدبہ تھا، لیکن اس دستہ کو اس غنیمت میں کچھ زائد حصہ ان کی حوصلہ افزائی کے لیے دیا جائے گا، اس لیے امیر دستہ نے جو ہر آدمی کو ایک اونٹ دیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا، اس لیے حدیث تقریری کے طور پر اس کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی گئی کہ آپ ﷺ نے دیا تھا، لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے وہ زائد حصہ اصل غنیمت میں سے دیا جائے گا یا مجاہدین کے چار حصوں سے یا خمس کے پانچواں حصہ میں سے، شوافع کا راجح مسلک یہ ہے کہ وہ خمس کے خمس سے دیا جائے گا اور احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر امیر نے انعام کا اعلان غنیمت کے حصول سے پہلے کیا ہے تو وہ مجاہدوں کے چار حصوں سے دیا جائے گا اور اگر پہلے اعلان نہیں کیا تو پھر خمس سے دیا جائے گا، امام مالک کے نزدیک خمس سے دیا جائے گا اور امام احمد کے نزدیک اصل غنیمت سے، حسن بصری، اوزاعی اور ابوثور کا بھی یہی نظریہ ہے۔

[4560] ۳۷-(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَرِيَّةً إِلَى نَجْدٍ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَأَصَبْنَا إِبِلًا وَغَنَمًا فَبَلَغَتْ سُهْمَانُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنَفَّلَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعِيرًا بَعِيرًا

[4560]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ نجد کی طرف بھیجا، میں بھی اس کے ساتھ نکلا اور ہمیں بہت سے اونٹ اور بکریاں غنیمت میں حاصل ہوئیں، اس لیے ہمارا عمومی حصہ بارہ بارہ اونٹ بنے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بطور انعام ایک ایک اونٹ دیا۔

[4561] (. . .)وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ

عَنْ عُبَيْدِاللهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[4561]۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے عبید اللہ کی مذکورہ بالا سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔

[4562] (. . .)و حَدَّثَنَاه أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى

[4560]تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٨٠٢٢) وبرقم (٨٠٧٥)

[4561] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد باب: في نفل السرية تخرج من العسكر برقم (٢٧٤٥) انظر (التحفة) برقم (٨١٧٥)

[4562] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٧٤٨)

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ أَسْأَلُهُ عَنِ النَّفَلِ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ كُلُّهُمْ

عَنْ نَافِعٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

[4562]۔ امام صاحب یہی حدیث مختلف اساتذہ کی سندوں سے بیان کرتے ہیں، ابن عون کہتے ہیں، میں نے نافع کو خط لکھ کر زائد حصہ (انعام) کے بارے میں سوال کیا تو اس نے مجھے لکھا، ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک دستہ میں شریک تھے اور اساتذہ سے بھی نافع کی مذکورہ سند سے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

[4563] ۳۸۔(۱۷۵۰) و حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِسُرَيْجٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَفَّلَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ نَفَلًا سِوَى نَصِيبِنَا مِنَ الْخُمْسِ فَأَصَابَنِي شَارِفٌ وَالشَّارِفُ الْمُسِنُّ الْكَبِيرُ

[4563]۔ حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے باپ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں ہمارے حصہ سے الگ جس میں سے انعام دیا تو مجھے بھی ایک شارف یعنی عمر رسیدہ اونٹنی ملی۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انعام (نفل) خمس میں سے دیا جائے گا۔

[4564] ۳۹۔(. . .) و حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ يُونُسَ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَفَّلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَرِيَّةً بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ رَجَاءٍ

[4564]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ کو نفل (زائد حصہ) دیا، جیسا کہ مذکورہ بالا ابن رجاء کی روایت میں ہے۔

[4565] ۴۰۔(. . .) و حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ

[4563] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۰۰۵)

[4564] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۰۰۵)

[4565] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فرض الخمس باب: ومن الدليل على ان الخمس ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِاَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوٰى قَسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ وَالْخُمُسُ فِي ذٰلِكَ وَاجِبٌ كُلِّهِ

[4565] ۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن دستوں کو بھیجتے، ان کو خصوصی طور پر انہیں کے لیے عطیہ دیتے، جو عام لشکر کے حصہ سے زائد ہوتا، لیکن خمس تمام مالوں میں واجب تھا۔

فائدہ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، نفل غنیمت سے پانچواں حصہ نکالنے کے بعد دیا جاتا ہے، پہلے تمام غنیمت سے پانچواں حصہ الگ کرلیا جاتا ہے، پھر خمس دیا جاتا ہے، وہ اصل غنیمت کے مجاہدوں کے حصہ سے ہو یا خمس میں سے ہو۔

۱۳......بَاب: اِسْتِحْقَاقِ الْقَاتِلِ سَلَبَ الْقَتِيلِ

باب ۱۳: مقتول کے سلب (جو کچھ مقتول کے پاس ہے) کا حقدار اس کا قاتل ہے

[4566] ۴۱۔(۱۷۵۱)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ اَفْلَحَ

عَنْ اَبِي مُحَمَّدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ جَلِيسًا لِاَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ اَبُو قَتَادَةَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ

[4566] ۔ابو محمد انصاری، جو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے ہم نشین ہیں، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے تیسرے نمبر پر آنے والی حدیث بیان کرتے ہیں۔

←لنوائب المسلمين ما سال هوازن النبی ﷺ برضاعه فيهم فتحلل من المسلمين برقم (۳۱۳۵) وابو داود فی (سننه) فی الجهاد باب: فی نفل السرية تخرج من العسكر برقم (۲۷٤٦) انظر (التحفة) برقم (٦٨٨٠)

[4566] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی البيوع باب: بيع السلاح فی الفتنة وغيرها برقم (۲۱۰۰) وفی فرض الخمس باب: من لم يخمس الاسلاب برقم (۳۱٤۲) وفی المغازی باب: قول الله تعالى: ﴿ويوم حنين اذ اعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئا وضاقت عليكم الارض بما رحبت ثم وليتم مدبرين ثم انزل الله سكينته﴾ الى قوله ﴿غفور رحيم﴾ برقم (٤۳۲۱) وفی الاحكام باب: الشهادة تكون عند الحكم فی ولايته القضاء او قبل ذلك للخصم برقم (۷۱۷۰) وابو داود فی (سننه) فی الجهاد باب: فی السلب يعطی القاتل برقم (۲۷۱۷) والترمذی فی (جامعه) فی السير باب: ما جاء فی من قتل قتيلا فله سلبه برقم (۱۵٦۲) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الجهاد باب: المبارزة والسلب برقم (۲۸۳۷) انظر (التحفة) برقم (۱۲۱۳۲)

[4567] (. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى
عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

[4567]۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور آگے مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

[4568] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ
عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ قَالَ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَاسْتَدَرْتُ إِلَيْهِ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَّرَائِهِ فَضَرَبْتُهَا عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا لِلنَّاسِ فَقُلْتُ أَمْرُ اللهِ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا وَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((**مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ**)) قَالَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ الثَّالِثَةَ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ**)) فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللهِ سَلَبُ ذٰلِكَ الْقَتِيلِ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنْ حَقِّهِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ لَا هَا اللهِ إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِّنْ أُسُدِ اللهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللهِ وَعَنْ رَّسُولِهِ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((**صَدَقَ فَأَعْطِهِ إِيَّاهُ**)) فَأَعْطَانِي قَالَ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِيهِ أُضَيْبِعَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدَعُ أَسَدًا مِنْ أُسُدِ اللهِ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ

[4568]۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگ حنین کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، تو جب

[4567] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٥٤١)

[4568] تقدم تخريجه برقم (٤٥٤١)

دشمن کے ساتھ ہماری مڈ بھیڑ ہوئی تو مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے (پھر حملہ کیا) تو میں نے ایک مشرک آدمی کو دیکھا، وہ ایک مسلمان پر غلبہ پا رہا ہے تو میں اس کی طرف گھوم گیا حتی کہ اس کے پیچھے سے آ گیا اور اس کے شانہ کے پٹھے پر تلوار ماری اور وہ میری طرف بڑھا اور مجھے اس قدر زور سے بھینچا کہ مجھے موت نظر آنے لگی، پھر اسے موت نے آ لیا اور اس نے مجھے چھوڑ دیا، میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ کو یہی منظور ہے، پھر لوگ واپس پلٹے، (دشمن کے مقابلہ میں آئے اور جنگ کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی کو قتل کیا ہے اور اس پر شہادت موجود ہے تو مقتول سے چھینا ہوا مال اس (قاتل) کو ملے گا۔'' تو میں کھڑا ہو گیا، پھر میں نے سوچا، میرے حق میں گواہی کون دے گا؟ اس لیے میں بیٹھ گیا، پھر آپ نے اپنی بات دہرائی تو میں کھڑا ہو گیا، پھر میں نے اپنے آپ سے پوچھا، میرے حق میں گواہی کون دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بات فرمائی، تیسری مرتبہ تو میں کھڑا ہوا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا معاملہ ہے؟ اے ابو قتادہ'' تو میں نے آپ کو مکمل واقعہ سنا دیا تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! اس نے سچ کہا ہے، اس مقتول سے چھینا ہوا مال میرے پاس ہے تو اس کو اس کے حق کے سلسلہ میں راضی کر دیں کہ یہ مجھے بخوشی دے دے۔'' اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! ایسی صورت میں، آپ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کی طرف اس لیے رخ نہ فرمائیں گے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑے اور آپ اس کی سلب تجھے دے دیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابو بکر نے سچ کہا، سلب اسے دے دو۔'' تو اس نے سلب مجھے دے دی تو میں نے وہ زرہ فروخت کر کے اس کے عوض بنو سلمہ میں ایک باغ خرید لیا اور وہ سب سے پہلا مال تھا، جو میں نے اسلام کے دور میں حاصل کیا اور لیث کی حدیث میں یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہرگز نہیں، آپ وہ مال قریش کی ایک لومڑی کو نہیں دیں گے کہ اس کی خاطر اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو نظر انداز کر دیں اور لیث کی حدیث میں ہے، وہ پہلا مال تھا، جو میں نے سمیٹا۔

مفردات الحدیث ❶ **جَوْلَةٌ**: گردش اور گھومنا یعنی شکست کھا گئے، یہ وہ دستہ تھا، جس میں آپ اور آپ کے محافظ نہ تھے۔ ❷ **عَلا رجلاً**: ایک آدمی پر غلبہ پایا، اس کے قتل کے درپے ہوا۔ ❸ **علیٰ حبل عاتقه**: اس کے شانہ کے پٹھے پر تلوار ماری اور اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ ❹ **لا ھا اللہ اذاً**: یعنی لا واللهِ اِذَن، نہیں، اللہ کی قسم، ایسی صورت میں یہ نہیں ہوگا۔ ❺ **مَخْرَف**: باغ۔ ❻ **تَاَثَّلْتُهُ**: اس کو سمیٹا، حاصل کیا۔ ❼ **اُصَيْبِغ**: ضَبُعٌ کی تصغیر ہے، لومڑی، جو بزدلی اور کمزوری میں معروف ہے اور اگر اُصَيْبِغ ہو تو گرگٹ کو کہتے ہیں یا ایک کمزور قسم کی انگوری کو کہتے ہیں۔

فائدہ :...... حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے جس آدمی کو قتل کیا، وہ مسلمان کی گھات میں تھا اور مسلمان ایک دوسرے شخص سے لڑ رہا تھا، روایت کے اختصار کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا ہے، شاید مسلمان کے مدمقابل مشرک کو مارا، بخاری کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے، اس طرح وہ کلمات جو یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں، بخاری شریف میں اس کے برعکس یہ ہے کہ ابوقتادہ نے پوچھا کہ لوگوں کو کیا ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، امر اللہ، اللہ کی مشیت نافذ ہوتی ہے اور آخر میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو دو گواہ عبداللہ بن قیس اور اسود بن خزاعی رضی اللہ عنہ مل گئے تھے، لیکن سلب اٹھانے والے نے خود ہی اقرار کر لیا۔ تکملہ ج ۳، ص ۵۹۔ اور حضرت ابوقتادہ کی حمایت کرنے والے اور اس کو شیر قرار دینے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس معاملہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی، مقتول کی سلب (جو کچھ اسلحہ، سواری اور لباس وغیرہ مقتول کے پاس تھا) وہ ہر صورت میں قاتل کو ملے گا، اس حدیث کا یہی تقاضا ہے اور امام شافعی، امام لیث، احمد، اوزاعی، اسحاق، ابوعبید، ابوثور کا یہی نظریہ ہے، لیکن امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک سلب سے پانچواں حصہ نہیں لیا جائے گا، جبکہ اوزاعی کے نزدیک پانچواں حصہ نکالنے کے بعد، سلب قاتل کو ملے گی اور امام اسحاق کے نزدیک امیر کو اختیار ہے، اگر وہ سلب کو زیادہ خیال کرے تو خمس لے سکتا ہے۔ (المغنی ج ۱۳، ص ۶۹)

امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اور ایک قول کی رو سے امام احمد کے نزدیک، سلب قاتل کو بطور عطیہ اور انعام ملے گی، امام ابوحنیفہ اس صورت میں جب امیر نے غنیمت کے حصول سے پہلے یہ اعلان کر دیا ہے کہ قاتل کو سلب ملے گی اور امام مالک کے نزدیک، امام غنیمت کے حاصل کرنے کے بعد، بطور نفل (زائد حصہ) دے گا۔ المغنی ج ۱۳، ص ۷۰۔۷۱۔ صحیح نظریہ یہی ہے کہ سلب مکمل طور پر قاتل کا حق ہے۔ (زاد المعاد، ج ۳، ص ۴۳۲)

[4569] ۴۲۔(۱۷۵۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ نَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَشِمَالِي فَإِذَا أَنَا بَيْنَ غُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثَةٍ أَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ لَوْ كُنْتُ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ وَمَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي

[4569] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی فرض الخمس باب: من لم يخمس الاسلاب برقم (۳۱٤۱) وفی المغازی باب: قتل ابی جهل برقم (۳۹٦٤) وفی باب: (۱۰) برقم (۳۹۸۸) انظر (التحفة) برقم (۹۷۰۹)

بِيَدِهِ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا قَالَ فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ فَغَمَزَنِي الْآخَرُ فَقَالَ مِثْلَهَا قَالَ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَزُولُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ أَلَا تَرَيَانِ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي تَسْأَلَانِ عَنْهُ قَالَ فَابْتَدَرَاهُ فَضَرَبَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا حَتَّى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَاهُ فَقَالَ أَيُّكُمَا قَتَلَهُ فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُ فَقَالَ ((هَلْ مَسَحْتُمَا)) سَيْفَيْكُمَا قَالَا لَا فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ فَقَالَ ((كِلَاكُمَا قَتَلَهُ)) وَقَضَى بِسَلَبِهِ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ وَالرَّجُلَانِ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ وَمُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ

[4569] ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ بدر کے موقع پر صف میں کھڑا ہوا تھا، اس اثناء میں میں نے اپنے دائیں اور بائیں دیکھا تو میں دونو عمر انصاری لڑکوں کے درمیان تھا، میں نے آرزو کی، اے کاش، میں ان سے زور آور، طاقتور آدمیوں کے درمیان ہوتا تو ان میں سے ایک نے مجھے دبایا، (کچوکا لگایا) اور پوچھا، اے چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا، ہاں اور تجھے اس سے کیا کام ہے؟ اے میرے بھتیجے، اس نے جواب دیا، مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے اور اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر میں نے اسے دیکھ لیا، تو میں اس سے اس وقت تک جدا نہیں ہوں گا، جب تک ہم میں سے وہ مر نہ جائے، جس کی موت پہلے آنی ہے تو مجھے اس کی اس بات سے حیرت ہوئی، اتنے میں مجھے دوسرے نے دبایا اور پہلے والی بات کہی، تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ میں نے ابوجہل کو لوگوں میں گھومتے پھرتے دیکھا تو میں نے کہا، کیا دیکھ رہے ہو؟ یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں تم دونوں پوچھ رہے تھے تو وہ دونوں اس پر جھپٹے اور اپنی اپنی تلوار سے اسے نشانہ بنایا حتی کہ اسے قتل کر دیا، (قریب الموت کر دیا) پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کی طرف پلٹے اور آپ کو اطلاع دی، آپ ﷺ نے پوچھا ''تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟'' تو ان میں سے ہر ایک نے کہا، میں نے قتل کیا ہے تو آپ نے پوچھا ''کیا تم اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟'' ان دونوں نے کہا، جی نہیں تو آپ نے دونوں کی تلواروں کو دیکھا اور فرمایا: ''دونوں نے قتل کرنے کی کوشش کی ہے۔'' اور آپ نے اس کی سلب کا فیصلہ معاذ بن عمرو بن جموح کے حق میں دیا، (اور وہ دونوں معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء تھے)

فائدہ: ...... ابوجہل کو ضرب کاری لگانے والے، حضرت معاذ بن عمرو بن جموح تھے اور دوسری چوٹ لگانے والے معاذ بن عفراء تھے اور تیسری چوٹ معوذ بن عفراء نے لگائی اور ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی کہ اس کی گردن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تن سے جدا کر دی اور اسے سلب سمیت لا کر رسول اللہ ﷺ کے

سامنے حاضر کر دیا اور جب تمام واقعہ آپ ﷺ کے سامنے آیا تو آپ نے تلواریں دیکھ کر سلب کا فیصلہ معاذ بن عمرو بن جموع کے حق میں کیا، کیونکہ ضرب کاری، جس کی وجہ سے، وہ زندہ رہنے کے قابل نہیں رہا تھا، اس نے لگائی تھی، اگرچہ بعد میں اس کو ختم کرنے میں دوسروں نے بھی حصہ لیا۔

[4570] ٤٣-(١٧٥٣) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ مِّنْ حِمْيَرَ رَجُلًا مِّنَ الْعَدُوِّ فَأَرَادَ سَلَبَهُ فَمَنَعَهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَكَانَ وَالِيًا عَلَيْهِمْ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لِخَالِدٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُعْطِيَهُ سَلَبَهُ قَالَ اسْتَكْثَرْتُهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ((ادْفَعْهُ إِلَيْهِ)) فَمَرَّ خَالِدٌ بِعَوْفٍ فَجَرَّ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْجَزْتُ لَكَ مَا ذَكَرْتُ لَكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاسْتُغْضِبَ فَقَالَ ((لَا تُعْطِهِ يَا خَالِدُ لَا تُعْطِهِ يَا خَالِدُ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي أُمَرَائِي إِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُهُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتُرْعِيَ إِبِلًا أَوْ غَنَمًا فَرَعَاهَا ثُمَّ تَحَيَّنَ سَقْيَهَا فَأَوْرَدَهَا حَوْضًا فَشَرَعَتْ فِيهِ فَشَرِبَتْ صَفْوَهُ وَتَرَكَتْ كَدِرَهُ فَصَفْوُهُ لَكُمْ وَكَدِرُهُ عَلَيْهِمْ))

[4570]۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک حمیری آدمی نے دشمن کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور اس کی سلب لینی چاہی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو ان کے امیر تھے، نے اسے روک دیا، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے خالد سے پوچھا، ''تو نے اسے سلب دینے سے کیوں انکار کیا؟'' اس نے کہا، میں نے اسے زیادہ محسوس کیا، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے حوالہ کر دو۔'' اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ، حضرت عوف رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو اس نے ان (خالد) کی چادر کھینچ لی، پھر کہا، کیا میں نے تمہیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو کچھ کہا تھا، وہ پورا کر دیا؟ اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے سن لیا اور آپ ناراض ہو گئے اور فرمایا: ''اسے نہ دو، اے خالد، اسے نہ دو، اے خالد۔'' کیا تم میری خاطر، میرے امیروں پر طعن کرنے سے باز نہیں رہو گے؟'' بس تمہاری مثال اور ان کی مثال اس آدمی کی ہے، جس کو اونٹوں کا یا بکریوں کا چرواہا مقرر کیا گیا، اس نے ان کو چرایا، پھر اس نے ان کو پانی پلانے کے وقت کا

[4570] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد باب: في الامام يمنع القاتل السلب ان راى والفرس والسلاح من السلب برقم (٢٧١٩) انظر (التحفة) برقم (١٠٩٠٢)

انتظار کیا اور انہیں حوض پر لے گیا، انہوں نے اسے پینا شروع کیا اور اس کا صاف صاف پانی پی لیا اور اس کا گدلا پانی چھوڑ دیا تو گھاٹ کا خالص پانی تمہارے لیے ہے اور گدلا ان کے لیے ہے۔

فائدہ:...... یہ واقعہ جنگ موتہ کا ہے کہ حمیری آدمی نے ایک رومی شاہسوار کو قتل کر ڈالا اور اس کی سلب لے لی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کو زیادہ خیال کرتے ہوئے، سلب واپس لے لی تو حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد کو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہی ہے کہ سلب قاتل کو ملے گی، اس لیے آپ سلب واپس کر دیں وگرنہ میں یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے سلب زیادہ خیال کرتے ہوئے واپس کرنے سے انکار کر دیا تو واپسی پر حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد کو سلب دے دینے کا حکم دیا تو حضرت عوف نے خالد پر طنز کی کہ کیوں میں نے جو کچھ کہا تھا، اس کو پورا کر دکھایا یا نہ، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے، کیونکہ امراء پر طنز وطعن کرنا، ان کی اطاعت اور توقیر وتکریم کے منافی ہے، اس سے ان کی بے وقعتی اور بے وقاری لازم آتی ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو سلب روک دینے کا حکم دے دیا، حالانکہ آپ دینے کا فیصلہ دے چکے تھے تاکہ امیر کا وقار بحال ہو اور اس پر طعن وتشنیع کا دروازہ بند ہو سکے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم میرے امراء پر طعن سے باز نہیں رہو گے؟'' پھر ایک تمثیل کے ذریعے یہ بات سمجھائی کہ تمہارے لیے تو غنیمت میں خالص حصہ ہے، جس کے لیے تمہیں کوئی تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی، لیکن تمام غنیمت کو جمع کرنا اور لشکر کی حفاظت کرنا، ان کا دفاع کرنا، ان کے اختلافات کو دور کرنا اور غنیمت کو لشکر میں تقسیم کرنا یہ تمام امور، امیر کے ذمہ ہیں، اس کی خاطر اسے محنت ومشقت برداشت کرنا پڑتی ہے تو کیا تم ان کی کسی لغزش پر طعن وتشنیع کرنے سے باز نہیں رہ سکتے اور اگر کسی مصلحت کے تحت، سلب قاتل کو نہ ملے تو اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ سلب قاتل کا حق نہیں ہے، اگر یہ امام کی مرضی پر موقوف ہوتا ہو آپ پہلے خالد کو سلب دینے کا حکم کیوں دیتے۔

[4571] ٤٤-(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مَعَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ وَرَافَقَنِي مَدَدِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِنَحْوِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ عَوْفٌ فَقُلْتُ يَا خَالِدُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَضَى بِالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ قَالَ بَلَى وَلٰكِنِّي اسْتَكْثَرْتُهُ

[4571] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٤٥)

[4571] ۔حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوہ موتہ میں شرکت کرنے والوں کے ساتھ نکلا اور یمن سے مدد کے لیے آنے والا ایک آدمی میرا رفیق سفر بنا، آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی، لیکن اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا، اے خالد رضی اللہ عنہ! کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلب قاتل کو دینے کا فیصلہ دیا ہے؟ اس نے کہا، کیوں نہیں، لیکن میں اس کو زیادہ خیال کرتا ہوں۔

[4572] ٤٥۔(١٧٥٤) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنِي

أَبُو سَلَمَةَ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَوَازِنَ فَبَيْنَا نَحْنُ نَتَضَحَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ فَأَنَاخَهُ ثُمَّ انْتَزَعَ طَلَقًا مِنْ حَقَبِهِ فَقَيَّدَ بِهِ الْجَمَلَ ثُمَّ تَقَدَّمَ يَتَغَدَّى مَعَ الْقَوْمِ وَجَعَلَ يَنْظُرُ وَفِينَا ضَعْفَةٌ وَرِقَّةٌ فِي الظَّهْرِ وَبَعْضُنَا مُشَاةٌ إِذْ خَرَجَ يَشْتَدُّ فَأَتَى جَمَلَهُ فَأَطْلَقَ قَيْدَهُ ثُمَّ أَنَاخَهُ وَقَعَدَ عَلَيْهِ فَأَثَارَهُ فَاشْتَدَّ بِهِ الْجَمَلُ فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ عَلَى نَاقَةٍ وَرْقَاءَ قَالَ سَلَمَةُ وَخَرَجْتُ أَشْتَدُّ فَكُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ النَّاقَةِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى أَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَأَنَخْتُهُ فَلَمَّا وَضَعَ رُكْبَتَهُ فِي الْأَرْضِ اخْتَرَطْتُ سَيْفِي فَضَرَبْتُ رَأْسَ الرَّجُلِ فَنَدَرَ ثُمَّ جِئْتُ بِالْجَمَلِ أَقُودُهُ عَلَيْهِ رَحْلُهُ وَسِلَاحُهُ فَاسْتَقْبَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ قَالُوا ابْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ لَهُ سَلَبُهُ أَجْمَعُ

[4572] ۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہوازن سے جنگ لڑی اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کا کھانا کھا رہے تھے کہ اس دوران ایک آدمی سرخ اونٹ پر آیا اور اس نے اسے بٹھا دیا اور اپنی کمر سے اس کے لیے تسمہ نکال کر اس کے ساتھ اونٹ کو باندھ دیا، پھر لوگوں کے ساتھ صبح کا کھانا کھانے کے لیے آگے بڑھا اور جائزہ لینے لگا، ہم میں کمزور لوگ تھے یا کمزوری تھی اور سواریوں کی کمی تھی اور ہم میں سے بعض لوگ پیدل تھے، پھر اپنے اونٹ کے پاس آیا، اس کا تسمہ کھولا، پھر اسے بٹھایا اور اس پر سوار ہو گیا اور اسے اٹھایا اور اونٹ اسے لے کر دوڑ پڑا، ایک آدمی نے خاکستری اونٹنی پر اس کا تعاقب کیا

[4572] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد باب: في الجاسوس المستامن برقم (٢٦٥٤) انظر (التحفة) برقم (٤٥١٧)

اور میں اونٹنی کی سرین تک پہنچا، پھر آگے بڑھ گیا حتی کہ اونٹ کی سرین تک جا پہنچا، پھر آگے بڑھا حتی کہ میں نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر اس کو بٹھا لیا تو جب اس نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا میں نے اپنی تلوار سونت لی اور اس آدمی کی گردن (سر) اڑا دی تو وہ گر پڑا، پھر میں اونٹ کو کھینچ لایا، اس کا پالان اور اسلحہ اس پر تھا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ میرا استقبال کیا اور پوچھا، ''اس آدمی کو کس نے قتل کیا ہے۔'' لوگوں نے کہا، ابن اکوع رضی اللہ عنہ نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی تمام سلب اس کی ہے۔''

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جاسوس کو قتل کرنا درست ہے، اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور مسلمان جاسوس، کو امام ابوحنیفہ، شافعی اور بعض مالکیہ کے نزدیک قتل کے سوا امام جو چاہے سزا دے سکتا ہے، امام مالک کے نزدیک امام کا اختیار ہے، وقت کے مطابق جو چاہے کرے اور بعض مالکیہ کا خیال ہے، اس کو قتل کر دیا جائے۔

۱۴...... بَاب : التَّنفِيلِ وَفِدَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِالْأَسَارَى

باب ۱٤: نفل (عطیہ وانعام) دینا اور مسلمانوں کے فدیہ کے طور پر قیدی دینا

[4573] ٤٦-(١٧٥٥) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ حدثني ابي

قَالَ غَزَوْنَا فَزَارَةَ وَعَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ أَمَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْنَا فَلَمَّا كَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمَاءِ سَاعَةٌ أَمَرَنَا أَبُوبَكْرٍ فَعَرَّسْنَا ثُمَّ شَنَّ الْغَارَةَ فَوَرَدَ الْمَاءَ فَقَتَلَ مَنْ قَتَلَ عَلَيْهِ وَسَبَى وَأَنْظُرُ إِلَى عُنُقٍ مِّنَ النَّاسِ فِيهِمُ الذَّرَارِيُّ فَخَشِيتُ أَنْ يَّسْبِقُونِي إِلَى الْجَبَلِ فَرَمَيْتُ بِسَهْمٍ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْجَبَلِ فَلَمَّا رَأَوُا السَّهْمَ وَقَفُوا فَجِئْتُ بِهِمْ أَسُوقُهُمْ وَفِيهِمُ امْرَأَةٌ مِّنْ بَنِي فَزَارَةَ عَلَيْهَا قَشْعٌ مِنْ أَدَمٍ قَالَ الْقَشْعُ النِّطَعُ مَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا مِنْ أَحْسَنِ الْعَرَبِ فَسُقْتُهُمْ حَتَّى أَتَيْتُ بِهِمْ أَبَا بَكْرٍ فَنَفَّلَنِي أَبُو بَكْرٍ ابْنَتَهَا فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا فَلَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي السُّوقِ فَقَالَ يَا سَلَمَةُ هَبْ لِي الْمَرْأَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَقَدْ أَعْجَبَتْنِي وَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا ثُمَّ لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْغَدِ فِي السُّوقِ فَقَالَ لِي يَا سَلَمَةُ هَبْ لِيَ الْمَرْأَةَ لِلَّهِ أَبُوكَ فَقُلْتُ هِيَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ مَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا فَبَعَثَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

[4573] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجهاد باب: الرخصة فی المدركين يفرق بينهم برقم (٢٦٩٧) وابن ماجه فی (سننه) فی الجهاد باب: فداء الاسارى برقم (٢٨٤٦) انظر (التحفة) برقم (٤٥١٥)

اِلَی اَهْلِ مَكَّةَ فَفَدٰی بِهَا نَاسًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا اُسِرُوا بِمَكَّةَ

[4573] ۔حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بنوفزارہ سے جنگ کرنے کے لیے نکلے، ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہمارا امیر مقرر کیا تھا، جب ہمارے اور پانی کے درمیان ایک گھڑی کی مسافت رہ گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا، پھر انہوں نے سخت حملہ کیا اور پانی پر پہنچ گئے، اس پر قابل قتل لوگوں کو قتل کیا اور (دوسروں کو) قیدی بنایا اور میں ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا، جس میں ان کے بیوی بچے تھے تو مجھے خطرہ پیدا ہوا، وہ مجھ سے پہلے پہاڑ تک پہنچ جائیں گے، اس لیے میں نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان تیر پھینکا، جب انہوں نے تیر دیکھا تو ٹھہر گئے اور میں ان کو ہانک لایا، ان میں بنوفزارہ کی ایک عورت تھی، جو پرانی پوستین (چمڑے کی قمیص) اوڑھے ہوئے تھی، اس کے ساتھ اس کی انتہائی خوبصورت بیٹی تھی، میں نے ان کو ہانکا حتی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا تو ابوبکر نے انعام کے طور پر اس کی بیٹی مجھے دے دی تو ہم مدینہ پہنچ گئے، لیکن میں نے اس کا ابھی تک کپڑا نہیں اٹھایا تھا تو بازار میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے سلمہ! یہ عورت مجھے ہبہ کر دو۔'' تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! مجھے یہ بہت پسند ہے اور میں نے اس سے تعلقات بھی قائم نہیں کیے، پھر اگلے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر مجھے بازار میں مل گئے اور آپ نے مجھے فرمایا: ''اے سلمہ! عورت مجھے ہبہ کر دو، تم کتنے اچھے ہو۔'' تو میں نے عرض کیا، یہ آپ کی ہے، اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا کپڑا ابھی نہیں اٹھایا تو آپ نے اسے مکہ والوں کے ہاں، کچھ مسلمان لوگوں کے فدیہ کے طور پر بھیج دیا، جو مکہ میں قیدی بنا لیے گئے تھے۔

مفردات الحدیث ❶ شَنّ الغارہ: ان پر زوردار ہر طرف سے حملہ کیا۔ عُنُق: جماعت۔ ❷ قشع: پرانی پوستین (چمڑے کی قمیص)۔ ❸ ما کشفتُ لها ثوبًا: یعنی میں اس سے لطف اندوز نہیں ہوا یا اس سے تعلقات قائم نہیں کیے۔ ❹ لِلّٰہِ ابوك: جب بیٹا قابل تعریف کام کرے تو تعریف وتوصیف کے لیے یہ کلمہ استعمال کرتے ہیں۔

فائدہ :...... بنوفزارہ سے اس جنگ کے امیر لشکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، لیکن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی اس علاقہ سے آشنا ہونے کی بنا پر بطور امیر ساتھ تھے، اس لیے اس کو غزوہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ غزوہ ۶ھ میں پیش آیا اور اس کے قیدیوں سے ایک خوبصورت لڑکی بطور انعام حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے مسلمانوں کے مفاد اور بہتری کے لیے اسے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے مانگ لیا تاکہ اس کو مسلمان قیدیوں کے فدیہ کے طور پر دے کر ان کو چھڑایا جا سکے، جس سے معلوم ہوا مسلمان قیدیوں کو چھڑانے کے لیے بطور فدیہ کافر قیدی دینا جائز ہے اور بالغ بیٹی کو ماں سے الگ کرنا جائز ہے اور یہ اتفاقی اجماعی مسئلہ ہے اور یہ لڑکی اہل مکہ کو دی گئی اور وہاں حزن بن ابی وهب کے ہاتھ لگی، کیونکہ وہ اس وقت کافر تھا، فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا۔

١٥...... بَاب: حُكْمِ الْفَيْءِ

باب ۱۵: فے کا حکم

[4574] ٤٧-(١٧٥٦)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيُّمَا قَرْيَةٍ أَتَيْتُمُوهَا وَأَقَمْتُمْ فِيهَا فَسَهْمُكُمْ فِيهَا وَأَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ خُمُسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ))

[4574]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بستی میں جاؤ اور اس میں اقامت اختیار کرو تو اس میں تمہارا حصہ ہوگا اور جس بستی نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو اس کا پانچواں حصہ، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے، پھر وہ باقی مال تمہارا ہے۔

مفردات الحدیث ❊ **فئی**: واپس آنے اور لوٹنے کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿**ما افاء اللہ علی رسولہ**﴾: جو اموال اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی طرف پلٹا دیے اور اصطلاح کی رو سے اس مال کو کہتے ہیں، جو کافروں سے جنگ کیے بغیر حاصل ہو جائے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، جس بستی پر مسلمان چڑھائی کیے بغیر کافروں پر غالب آ جائیں اور وہ صلح و صفائی سے مال حوالہ کر دیں تو وہ مال فئی ہوگا، جو سارے کا سارا بیت المال میں جائے گا اور مسلمانوں کے مفادات میں استعمال ہوگا، اس کو غنیمت کی طرح مجاہدوں میں تقسیم نہیں کیا جائے گا، لیکن جس بستی کے لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ برسر پیکار ہوں گے اور مسلمان ان پر بزور تاز د، جنگ کے ذریعہ غالب آئیں گے اور ان سے مال حاصل ہوگا تو وہ غنیمت کا مال شمار ہوگا، اس سے پانچواں حصہ نکال کر باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔

[4575] ٤٨-(١٧٥٧)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ

[4574] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الخراج والامارة والفی باب: فی ایقاف ارض السواد وارض العنوة برقم (٣٠٣٦) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٢٠)

[4575] اخرجه البخاری فی صحيحه فی الجهاد والسير باب: المجن ومن يترس بترس صاحبه برقم (٢٩٠٢) وفی التفسير باب: قول الله تعالى ﴿وما افاء الله على رسوله﴾ برقم (٤٨٨٥) وابو داود فی (سننه) فی الخراج والامارة والفی باب: فی صفايا رسول الله ﷺ من ←

اِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ

عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً فَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَةٍ وَمَا بَقِيَ يَجْعَلُهُ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

[4575]۔ امام صاحب اپنے چار اساتذہ کی سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ بنونضیر کے اموال، ان اموال میں سے تھے، جو اللہ نے اپنے رسول کی طرف لوٹائے تھے، مسلمانوں نے ان کی خاطر اپنے گھوڑے دوڑائے، نہ اونٹ، اس لیے وہ نبی اکرم ﷺ کے لیے خاص تھے تو آپ اپنے گھر والوں کو سال بھر کا خرچہ دیتے تھے اور باقی مال کو جنگی سواریوں اور اسلحہ پر جہاد کی تیاری و اہتمام کے لیے خرچ کر دیتے تھے۔

[4576] (. . .)حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

[4576]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے، زہری ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... **اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فے کا مال امیر کے تصرف میں ہوتا ہے اور وہ اسے مسلمانوں کے مفادات کے حصول کے لیے خرچ کرتا ہے اور اس سے جنگی ساز وسامان خرید سکتا ہے اور اس سے خمس نہیں نکالا جاتا۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سال بھر کا نفقہ رکھ لینا توکل کے منافی نہیں ہے، جمہور کا یہی موقف ہے، لیکن امام شافعی کے نزدیک فئی سے بھی خمس نکالا جائے گا اور وہ خمس کے حقداروں میں تقسیم ہوگا، باقی مال امام کے اختیار میں ہوگا، جہاں مناسب سمجھے گا، خرچ کرے گا، اپنے گھر کے لیے نان ونفقہ بھی رکھ سکے گا۔**

[4577] ٤٩۔(. . .)وحَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ

← الاموال برقم (٢٩٦٥) والترمذی فی (جامعه) فی الجهاد باب: فی الفی برقم (١٧١٩) انظر (التحفة) برقم (١٠٦٣١)

[4576] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٤٥٥٠)

[4577] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی فرض الخمس باب: فرض الخمس برقم (٣٠٩٤) وفی المغازی باب: حدیث بنی النضیر ومخرج رسول الله ﷺ فی دیة الرجلین وما ارادوا من الغدر برسول الله ﷺ برقم (٤٠٣٣) وفی النفقات باب: حبس الرجل قوت سنة علی اهله وکیف نفقات العیال برقم (٥٣٥٨) وفی الفرائض باب: قول النبی ﷺ: (لا نورث ما ترکناه صدقة) برقم (٦٧٢٨) وفی الاعتصام بالکتاب والسنة باب: ما یکره من التعمق والتنازع ←

عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ مَالِكَ بْنَ اَوْسٍ حَدَّثَهُ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَجِئْتُهُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ قَالَ فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِهِ جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ مُفْضِيًا اِلَى رُمَالِهِ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ اَدَمٍ فَقَالَ لِي يَا مَالُ اِنَّهُ قَدْ دَفَّ اَهْلُ اَبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ وَقَدْ اَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضْخٍ فَخُذْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ قَالَ قُلْتُ لَوْ اَمَرْتَ بِهٰذَا غَيْرِي قَالَ خُذْهُ يَا مَالُ قَالَ فَجَاءَ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ قَالَ نَعَمْ فَاَذِنَ لَهُمَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا الْكَاذِبِ الْآثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ فَقَالَ الْقَوْمُ اَجَلْ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَاقْضِ بَيْنَهُمْ وَاَرِحْهُمْ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ اَوْسٍ يُخَيَّلُ اِلَيَّ اَنَّهُمْ قَدْ كَانُوا قَدَّمُوهُمْ لِذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدَا اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِاِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ الَّذِي بِاِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ اَتَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ))** قَالَا نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ ﷺ بِخَاصَّةٍ لَمْ يُخَصِّصْ بِهَا اَحَدًا غَيْرَهُ قَالَ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ [**الحشر: ٧**] مَا اَدْرِي هَلْ قَرَاَ الْآيَةَ الَّتِي قَبْلَهَا اَمْ لَا قَالَ فَقَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَكُمْ اَمْوَالَ بَنِي النَّضِيرِ فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَاْثَرَ عَلَيْكُمْ وَلَا اَخَذَهَا دُونَكُمْ حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَاْخُذُ مِنْهُ نَفَقَةَ سَنَةٍ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ اُسْوَةَ الْمَالِ ثُمَّ قَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِاِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ اَتَعْلَمُونَ ذٰلِكَ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ نَشَدَ عَبَّاسًا وَعَلِيًّا بِمِثْلِ مَا نَشَدَ بِهِ الْقَوْمَ اَتَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَبُو بَكْرٍ اَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجِئْتُمَا تَطْلُبُ

← والغلو فی الدين والبدع برقم (٧٣٠٥) وابو داود فی (سننه) فی الخراج والامارة والفی باب: فی صفايا رسول الله ﷺ من الاموال برقم (٢٩٦٣) وبرقم (٢٩٦٤) والترمذی فی (جامعه) فی السير باب: ما جاء فی تركة رسول الله ﷺ برقم (١٦١٠) والنسائی فی (المجتبی) فی قسم الفی باب: (١) برقم ٧/ ١٣٦ ـ انظر (التحفة) برقم (١٠٦٣٢) وبرقم (١٠٦٣٣)

مِيرَاثَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَيَطْلُبُ هٰذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ)) فَرَأَيْتُمَاهُ كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ وَأَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَوَلِيُّ أَبِي بَكْرٍ فَرَأَيْتُمَانِي كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ فَوَلِيتُهَا ثُمَّ جِئْتَنِي أَنْتَ وَهٰذَا وَأَنْتُمَا جَمِيعٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ أَنْ تَعْمَلَا فِيهَا بِالَّذِي كَانَ يَعْمَلُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذْتُمَاهَا بِذٰلِكَ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ ثُمَّ جِئْتُمَانِي لِأَقْضِيَ بَيْنَكُمَا وَلَا وَاللّٰهِ لَا أَقْضِي بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَرُدَّاهَا إِلَيَّ

[4577] ۔حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے پیغام ارسال کیا تو میں دن چڑھنے کے بعد ان کے پاس آیا تو میں نے انہیں اپنے گھر میں چارپائی کے بان پر چمڑے کے تکیہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے پایا تو انہوں نے مجھے کہا، اے مال یعنی اے مالک رضی اللہ عنہ، تیری قوم کے کچھ لوگ تیزی سے آئے تھے میں نے انہیں تھوڑا سا عطیہ دینے کا حکم دیا ہے تو وہ لے لو اور ان میں بانٹ دو، میں نے کہا، اے کاش، آپ رضی اللہ عنہ کسی اور کو حکم دیتے! انہوں نے کہا، اے مال، اسے لے لو،، اتنے میں (ان کا غلام) یرفا آ گیا اور کہنے لگا، اے امیر المؤمنین! کیا آپ عثمان، عبد الرحمٰن بن عوف، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم کو اجازت دینے کے لیے تیار ہیں؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں تو اس نے انہیں اجازت دے دی، وہ اندر آ گئے، پھر غلام دوبارہ آ کر کہنے لگا کیا آپ عباس اور علی رضی اللہ عنہما کو اجازت دینے پر رضا مند ہیں؟ انہوں نے کہا، ہاں تو اس نے ان دونوں کو اجازت دے دی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے آ کر کہا، اے امیر المؤمنین، آپ میرے اور اس جھوٹے گناہ گار، عہد شکن اور خائن کا فیصلہ کر دیں، باقی صحابہ نے بھی ان کی تائید کی کہ اے امیر المؤمنین! ان کے درمیان فیصلہ کر دیجیے اور ان کو راحت بخشیے، حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے (عباس، علی رضی اللہ عنہما نے) انہیں آگے بھیجا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ذرا ٹھہر جاؤ، میں تم سے اس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں، جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا ہم نے جو کچھ چھوڑا صدقہ ہوگا؟'' سب نے کہا، جی ہاں، پھر وہ حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا، میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، جس کی اجازت سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تم دونوں جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا، جو کچھ ہم نے

چھوڑا، وہ صدقہ ہوگا۔'' دونوں نے کہا، ہاں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ عزت و جلال والے نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک چیز خاص کی تھی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے لیے خاص نہیں کی گئی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ نے بستیوں والوں کی طرف سے اپنے رسول کی طرف جو کچھ لوٹایا ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے، حشر، آیت نمبر ۷۔ حضرت مالک کہتے ہیں، میں نہیں جانتا، انہوں نے اس سے پہلے اور بعد والی آیت پڑھی یا نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، بنونضیر کے اموال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے درمیان تقسیم کر دیئے، اللہ کی قسم! نہ اپنے آپ کو تم پر ترجیح دی اور نہ ہی تمہیں چھوڑ کے خود وہ مال لیا حتی کہ یہ مال باقی رہ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے سال بھر کا خرچہ لیتے تھے، پھر جو بچ جاتا، اس کو بیت المال کے مال کی طرح استعمال کرتے پھر پوچھا، میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، جس کی اجازت سے آسمان اور زمین قائم ہیں! کیا تم جانتے ہو؟ انہوں نے کہا، ہاں، پھر عباس اور علی رضی اللہ عنہما کو بھی وہی قسم دی، جو ان چاروں کو دی تھی (اور پوچھا) کیا تم دونوں یہ بات جانتے ہو؟ دونوں نے کہا، ہاں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوں تو تم دونوں آئے، تم اپنے بھتیجے کی وراثت سے حصہ مانگتے تھے اور یہ اپنی بیوی کی باپ کے مال سے میراث چاہتے تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، ''ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا، جو کچھ ہم نے چھوڑا صدقہ ہوگا۔' تو تم دونوں نے اسے جھوٹا، حق تلفی کرنے والا، عہد شکن اور خائن خیال کیا، اللہ جانتا ہے، وہ یقیناً سچے، وفا کیش، راست رو اور حق کی اتباع کرنے والے تھے، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہوں تو تم نے مجھے جھوٹا، حق تلفی کرنے والا، عہد شکن اور خیانت کرنے والا تصور کیا اور اللہ جانتا ہے، میں بے شک سچا، وفادار، راست رو اور حق کا پیروکار ہوں، تو میں اس مال کا منتظم بنا، پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تمہاری دونوں کی رائے ایک تھی اور تمہارا مطالبہ ایک تھا تو تم دونوں نے کہا، یہ مال ہمارے سپرد کر دو، اس پر میں نے کہا، اگر تم چاہو تو میں تمہیں اس شرط پر دے دیتا ہوں کہ تم اس میں وہ لائحہ عمل اپناؤ گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وطیرہ تھا تو تم نے اس شرط پر مال لے لیا، پوچھا، کیا ایسے ہی تھا؟ دونوں نے کہا، ہاں، کہا، پھر تم دونوں میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ میں تمہارے درمیان کوئی اور فیصلہ کر دوں، نہیں، اللہ کی قسم! میں تمہارے درمیان قیامت کے برپا ہونے تک اس کے سوا فیصلہ نہیں کر سکتا تو اگر تم اس طرز عمل سے بے بس ہو گئے ہو تو مال میرے حوالہ کر دو۔

مفردات الحدیث ❶ **تعالیٰ النَّهارُ**: سورج بلند ہو گیا، دن چڑھ آیا۔ ❷ **مفضیًا الی رُماله**: ان کے اور چارپائی کے بان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی، یعنی بستر کے بغیر کھجور کے بان پر تشریف فرما تھے۔ ❸ **دَفَّ اهل ابیات**: کچھ گھرانے تیزی اور سرعت کے ساتھ یا سہولت و آسانی کے ساتھ چل کر آئے، یہ ان کی قوم بنونصر بن معاویہ کے گھرانے تھے، جو کسی مصیبت کی وجہ سے مدینہ آئے۔ ❹ **رَضْخٌ**: تھوڑا سا عطیہ۔ ❺ **اِرْخهم**:

انہیں اختلاف اور جھگڑے سے، راحت بخشیے، اِتَّئِدا، صبر وتحمل سے کام لو۔ 6 انشدکم باللہ: اللہ کے نام سے سوال کرتا ہوں۔ 7 لا نُوَرِّثُ: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا یا ہم کسی کو وارث نہیں ٹھہرائیں گے۔

فائدہ:...... حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے بڑے ہونے کی حیثیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرز عمل کو اپنے تصور میں درست خیال نہ کرتے ہوئے، اختلاف و مخاصمت کی بنا پر غصہ کی حالت میں سخت الفاظ سے یاد کیا اور ظاہر ہے، اختلاف اور جھگڑے کے وقت غیظ وغضب کی حالت میں جو کچھ کہا جاتا ہے، وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتا، مثلاً باپ غصہ کی حالت میں اپنی اولاد کے لیے بہت ہی نامناسب الفاظ کہہ دیتا ہے حتی کہ اس کو حرام زادہ قرار دے دیتا ہے تو کوئی بھی اس کو حقیقت پر محمول نہیں کرتا، اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں کے طرز عمل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ تم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اور مجھے ایسا ایسا قرار دیتے ہو، حالانکہ انہوں نے زبان سے کچھ نہیں کہا تھا، مقصد یہ تھا کہ تمہارا رویہ ایسا رہا گویا کہ ہم تمہارے نزدیک ایسے ایسے تھے، جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے کہ ہم نے تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور لائحہ عمل کی پابندی کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ کے بعد آپ کے مال کو آپ کے ورثاء میں تقسیم نہیں اور تم سب اس کا اقرار اور اعتراف کرتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وارث نہیں بن سکتا، کیونکہ تمام امت رسول کا خاندان ہے، اس لیے اس کی میراث میں سب کا حصہ ہے اور وہ سب کے مفاد میں خرچ ہوگی۔

[4578] ٥٠۔(. . .) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنَّهُ قَدْ حَضَرَ اَهْلُ اَبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ اَنَّ فِيهِ فَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى اَهْلِهِ مِنْهُ سَنَةً وَرُبَّمَا قَالَ مَعْمَرٌ يَحْبِسُ قُوتَ اَهْلِهِ مِنْهُ سَنَةً ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ مِنْهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

[4578]۔ حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میری طرف پیغام بھیجا اور میرے آنے پر کہا، واقعہ یہ ہے کہ تیری قوم کے کچھ گھرانے آئے تھے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ اسے اپنے گھر والوں پر سال بھر خرچ کرتے تھے اور بسا اوقات معمر نے یہ کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے گھر والوں کے لیے سال بھر کی خوراک روک لیتے تھے یا جمع کر لیتے تھے، پھر جو کچھ باقی بچ رہتا، اس کو اللہ کے مال کی طرح قرار دیتے۔

[4578] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٥٢)

۱۶......بَاب: قَوْلِ النَّبِيِّ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ

باب ۱۶: نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے، ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا، ہم نے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہوگا

[4579] ۵۱-(۱۷۵۸)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَيَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ عَائِشَةُ لَهُنَّ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ))

[4579]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو نبی اکرم ﷺ کی بیویوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا، وہ ان سے نبی اکرم ﷺ کے ترکہ سے اپنا حصہ مانگتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا، کیا رسول اللہ ﷺ یہ نہیں فرما چکے ہیں: ''ہمارا کوئی وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ چھوڑا تو وہ صدقہ ہوگا؟''

[4580] ۵۲-(۱۷۵۹)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ أَخْبَرَنَا حُجَيْنٌ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هَذَا الْمَالِ)) وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ شَيْئًا فَوَجَدَتْ

[4579] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الفرائض باب: قول النبی ﷺ (لا نورث ما تركناه صدقة) برقم (٦٧٣٠) وابو داود فی (سننه) فی الخراج والامارة والفی باب: فی صفايا رسول الله ﷺ من الاموال برقم (٢٩٧٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٩٢)

[4580] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی فضائل الصحابة باب: مناقب قرابة رسول الله ﷺ برقم (٣٧١١) وبرقم (٣٧١٢) وفی المغازی باب: حديث بنی النضير ومخرج رسول الله ﷺ فی دية الرجلين وما ارادوا من الغدر برسول الله ﷺ برقم (٤٠٣٥) وبرقم (٤٠٣٦) وفی باب غزوة خيبر برقم (٤٢٤٠) وبرقم (٤٢٤١) والفرائض باب: قول النبی ﷺ: (لا نورث ما تركناه

فَاطِمَةُ عَلَى اَبِى بَكْرٍ فِى ذٰلِكَ قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِىُّ بْنُ اَبِى طَالِبٍ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا اَبَا بَكْرٍ وَصَلّٰى عَلَيْهَا عَلِىٌّ وَكَانَ لِعَلِىٍّ مِنَ النَّاسِ وِجْهَةٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اسْتَنْكَرَ عَلِىٌّ وُجُوهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ اَبِى بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْاَشْهُرَ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِى بَكْرٍ اَنِ ائْتِنَا وَلَا يَاْتِنَا مَعَكَ اَحَدٌ كَرَاهِيَةَ مَحْضَرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ لِاَبِى بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ اَبُوبَكْرٍ وَمَا عَسَاهُمْ اَنْ يَفْعَلُوا بِى اِنِّى وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ اَبُو بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِىُّ بْنُ اَبِى طَالِبٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ وَمَا اَعْطَاكَ اللّٰهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْاَمْرِ وَكُنَّا نَحْنُ نَرٰى لَنَا حَقًّا لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُ اَبَا بَكْرٍ حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا اَبِى بَكْرٍ فَلَمَّا تَكَلَّمَ اَبُو بَكْرٍ قَالَ وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ اِلَىَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِى وَاَمَّا الَّذِى شَجَرَ بَيْنِى وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَمْوَالِ فَاِنِّى لَمْ آلُ فِيهَا عَنِ الْحَقِّ وَلَمْ اَتْرُكْ اَمْرًا رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيهَا اِلَّا صَنَعْتُهُ فَقَالَ عَلِىٌّ لِاَبِى بَكْرٍ مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةُ لِلْبَيْعَةِ فَلَمَّا صَلّٰى اَبُو بَكْرٍ صَلٰوةَ الظُّهْرِ رَقِىَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَاْنَ عَلِىٍّ وَتَخَلُّفَهُ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهُ بِالَّذِى اعْتَذَرَ اِلَيْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِىُّ بْنُ اَبِى طَالِبٍ فَعَظَّمَ حَقَّ اَبِى بَكْرٍ وَاَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِى صَنَعَ نَفَاسَةً عَلٰى اَبِى بَكْرٍ وَلَا اِنْكَارًا لِلَّذِى فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهٖ وَلٰكِنَّا كُنَّا نَرٰى لَنَا فِى الْاَمْرِ نَصِيبًا فَاسْتُبِدَّ عَلَيْنَا بِهٖ فَوَجَدْنَا فِى اَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُونَ وَقَالُوا اَصَبْتَ فَكَانَ الْمُسْلِمُونَ اِلٰى عَلِىٍّ قَرِيبًا حِينَ رَاجَعَ الْاَمْرَ الْمَعْرُوفَ

[4580] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، ان سے رسول اللہ ﷺ کے اس ترکہ سے اپنا حصہ مانگا، جو اللہ نے آپ ﷺ کی طرف

← صدقة) برقم (٦٧٢٥) وبرقم (٦٧٢٦) وابو داود فی (سننه) فی الخراج والامارة والفی باب: فی صفایا رسول الله ﷺ من الاموال برقم (٢٩٦٨) وبرقم (٢٩٦٩) وبرقم (٢٩٧٠) والنسائی فی (المجتبی) فی قسم الفی باب (١) برقم ٧/ ١٣٢۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٣٠)

مدینہ اور فدک میں لوٹایا تھا اور خیبر کے خمس سے جو بچا تھا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا، ہم نے جو کچھ چھوڑا صدقہ ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل (خاندان) اس مال سے کھاتا رہے گا اور میں اللہ کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کروں گا، جس پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھا، میں اس میں وہی لائحہ عمل اختیار کروں گا، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل پیرا تھے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بطور وراثت کچھ دینے سے انکار کر دیا، اس معاملہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوگئیں اور ان سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور ان سے اپنی وفات تک گفتگو نہیں کی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں، انہیں ان کے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیے بغیر رات کو دفن کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کچھ توجہ تھی، (وہ انہیں کچھ اہمیت دیتے تھے) تو جب وہ وفات پا گئیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے چہروں میں تبدیلی محسوس کی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے صلح اور بیعت کی خواہش کی اور انہوں نے ان مہینوں میں بیعت نہیں کی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں اور ہمارے پاس آپ کے ساتھ کوئی اور نہ آئے، وہ حضرت عمر بن خطاب کی آمد کو پسند نہیں کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا، اللہ کی قسم! آپ ان کے پاس اکیلے نہ جائیں، اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ میرے ساتھ کیا سلوک کر سکتے ہیں، یعنی کسی ناگوار سلوک کا خطرہ نہیں ہے، میں اللہ کی قسم! ان کے پاس ضرور جاؤں گا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے ہاں پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت (خطبہ) پڑھا اور پھر کہا کہ ہم اے ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی فضیلت کے معترف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو (خلافت) دی ہے، ہم اس کو بھی پہچانتے ہیں اور جو اچھائی اور خیر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت کی ہے، ہم اس پر آپ سے حسد نہیں کرتے، لیکن بات یہ ہے کہ آپ نے ہمارے مشورہ کے بغیر خود ہی اس خلافت کا فیصلہ کر لیا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری کی بنا پر (مشورہ میں) اپنا حق سمجھتے تھے، اس طرح وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے رہے حتی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی کہا، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری کا پاس، لحاظ، مجھے اپنی رشتہ داری سے، صلہ رحمی کرنے سے زیادہ عزیز ہے، رہا وہ اختلاف جو میرے اور آپ کے درمیان ان اموال کی بنا پر پیدا ہوگیا ہے تو میں نے حق کو ملحوظ رکھنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور میں نے کوئی ایسا کام نہیں، چھوڑا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے کرتے دیکھا ہے، میں نے ایسے ہی کیا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر سے کہا، آج سہ پہر ہم آپ سے بیعت کریں گے، تو جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھا دی، وہ منبر پر چڑھ گئے، تشہد یعنی کلمہ شہادت پڑھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام

ومرتبہ بیان کیا اور بیعت سے پیچھے رہنے کی بات کی اور ان کا وہ عذر بیان کیا جو انہوں نے پیش کیا تھا، پھر استغفار کیا، (اور منبر سے اتر آئے)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور ابو بکر سے حق کی عظمت کو بیان کیا اور بتایا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے، اس پر مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حسد نے آمادہ نہیں کیا اور نہ اس فضیلت سے انکار نے جو اللہ نے اسے بخشی ہے، لیکن بات یہ ہے کہ ہم اس معاملہ (خلافت) میں اپنا حصہ سمجھتے تھے اور ہمیں اس میں مشورہ دینے سے محروم رکھا گیا، اس وجہ سے ہم نے ناراضی محسوس کی، اس سے مسلمان خوش ہو گئے اور کہنے لگے، آپ نے درست کہا اور جب وہ معروف بات کی طرف لوٹ آئے تو مسلمان حضرت علی کے زیادہ قریب ہو گئے۔

مفردات الحدیث ✵ ارسلت الی ابی بکر: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دونوں خود ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور اپنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکہ اموال میں سے جو مندرجہ ذیل ہیں میں حصہ طلب کیا۔

(۱) اموال مدینہ: بنو نضیر کے باغات، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فئی میں حاصل ہوئے تھے، آپ نے ان کا اکثر حصہ مہاجروں میں تقسیم کر دیا، اور انصار نے جو مال مہاجروں کو دیئے تھے، وہ ان کو واپس کر دیئے گئے اور بنو نضیر کے باغات سے دو ضرورت مند انصاریوں کو بھی حصہ دیا گیا اور باقی حصہ فئی کے مال کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا۔

(۲) فَدَک: یہ مدینہ سے تین مراحل اور خیبر سے دو دن کے فاصلہ پر ایک علاقہ تھا، وہاں یہودی آباد تھے، جب خیبر فتح ہو گیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیش کش کی کہ انہیں کچھ نہ کہا جائے اور وہ یہ علاقہ خالی کرنے کے لیے تیار ہیں تو آپ نے اہل خیبر کے معاملہ کے مطابق، فدک کی نصف پیداوار دینے پر، ان کی مصالحت کی پیش کش قبول کر لی، اس طرح چونکہ مسلمانوں نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے، اس لیے یہ مال فئی ٹھہرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف و اختیار میں آ گیا۔

(۳) خمس خیبر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین اس شرط پر یہود کے پاس رہنے دی کہ ساری کھیتی اور تمام پھلوں کی پیداوار کا آدھا حصہ یہود کو دیا جائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب تک مرضی ہو گی، آپ یہود کو اس شرط پر یہاں رہنے دیں گے، پھر خیبر کی تقسیم اس طرح کی گئی کہ اسے چھتیس (۳۶) حصوں میں تقسیم کیا گیا، ہر حصہ ایک سو حصہ پر مشتمل تھا، اس طرح کل حصے، چھتیس سو (۳۶۰۰) ہوئے، ان میں سے نصف یعنی اٹھارہ سو (۱۸۰۰) حصے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی اجتماعی ضروریات اور حوادث کے لیے الگ کر لیے اور اٹھارہ سو حصے مسلمانوں میں اس لیے تقسیم کیے گئے کہ وہ اہل حدیبیہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے طرف سے ایک تحفہ اور انعام تھا، اہل حدیبیہ کی تعداد چودہ سو (۱۴۰۰) تھی، جو خیبر آئے وہ اپنے ساتھ دو سو (۲۰۰) گھوڑے لائے تھے اور گھوڑ سوار کو تین حصے ملتے ہیں، اس طرح دو سو (۲۰۰) سواروں کو چھ سو حصے آئے اور باقی بارہ سو پیدل حضرات کو ۱۲ سو حصے آئے، تفصیل کے لیے سیرۃ ابن ھشام مع الروض الانف للسھیلی، ج ۲ ص ۲۴۶ اور الرحیق المختوم، غزوہ خیبر دیکھیں۔

(۴) انما ياكل آل محمد فی هذا المال: آل محمد ﷺ اس مال سے کھائے گا، اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی قرابت کو ان منافع سے محروم نہیں کیا جو انہیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں حاصل تھے، صرف بطور وراثت مال دینے سے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق انکار کیا اور اگر ان اموال کا نظم ونسق حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا جاتا، جس کے وہ خواہش مند تھے تو اس میں وراثت والی صورت حال پیدا ہو جاتی، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ اموال حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تولیت میں دیئے تھے تو ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور معاملہ دور تک جا پہنچا۔

عمر بن شبہ تاریخ مدینہ میں لکھتے ہیں، فلم تكلمه فی ذالك المال حتى ماتت: وہ اس کے بارے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے وفات تک گفتگو نہیں کی، سنن ابی داود کی حدیث نمبر ۲۹۷۳ ہے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا، فانت و ما سمعت: تو اپنے سنے ہوئے پر عمل کرنے میں آزاد ہے، اس لیے ابن کثیر لکھتے ہیں، انها سلمت له ما قال: فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قول تسلیم کر لیا، (البداية والنهاية، ج ۵، ص ۲۸۹) الرياض النضرة ج ۱ ص ۱۵۶۔ ان فاطمة لم تمت الا راضية عن ابى بكر، عمدة القاری ج ۱۵، ص ۲۰۔

(۵) فغضبت فاطمه ووجدت، فهجرته: یہ امام زہری کا اپنا تصور یا خیال ہے جو کئی روایات کے منافی ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے، تکملہ ج ۳، ص ۹۲ تا ۹۶

باقر مجلسی جلاء العیون ص ۱۷۲ پر لکھتے ہیں، بوصيت العمل نموده خود متوجه تیمارداری بود اسماء بنت عمیس آن حضرت راوریں امور معونت می کرد، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تلقین و تاکید پر عمل کرتے ہوئے بذات خود ان کی تیمارداری پر توجہ دی اور اس سلسلہ میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے ان سے تعاون کیا، مصنف عبد الرزاق ج ۳، ص ۴۱۰، پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل میں نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیا۔

(۶) ولم يؤذن بها ابا بكر: یہ بھی زہری کا خیال ہے اور اس کے خلاف روایات موجود ہیں، کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کرتی رہی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ، وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دینے میں شریک تھیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے تکملہ ج ۳، ص ۱۰۱، ۱۰۲۔

(۷) اصلیٰ عليها علىّ: یہ بھی زہری کا خیال ہے اور کئی مرسل روایات اس کے خلاف موجود ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز جنازہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ تکملہ، ج ۳، ص ۱۰۳۔

ابو نعیم رحمہ اللہ حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۹۶ پر لکھتے ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں كبر ابو بكر على فاطمه اربعًا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔

(۸) وم يكن بايع تلك الاشهر: انھوں نے چھ ماہ بیعت نہیں کی، یہ بھی زہری کا کلام ہے، تکملہ ج ۳، ص ۱۰۶۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو تین دن کے اندر بیعت کر لی تھی۔ تکملہ، ج ۳ ص ۱۰۷ تا ۱۰۹۔ تفصیل کے لیے دیکھیے صدیق اکبر بحث حضرت علی کی بیعت ص ۸۹ تا ۱۰۳

چھ ماہ کے بعد تجدید بیعت کی تھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں وہ مشغولیت کی بنا پر اجتماعی امور میں حصہ نہیں لے سکتے تھے۔

☆ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں، اس واقعہ کا ایک اہم اور قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی دن بیعت کی ہے یا وفات کے دوسرے دن اور یہی حقیقت امر ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور کسی نماز میں بھی غیر حاضر نہیں رہے، البدایہ والنہایہ ج ۵، ص ۲۴۹۔

مولانا علی میاں لکھتے ہیں، ابن کثیر اور دوسرے اہل علم کا رجحان اس طرف ہے کہ دوسری بیعت پہلی بیعت کی توثیق و تجدید تھی، اس سلسلہ میں صحیحین اور ان کے علاوہ دوسری کتابوں میں متعدد روایتیں ہیں، دیکھئے، البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۴۶۔

(۹) لَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ: ہمیں آپ سے حسد و کینہ نہیں ہے۔

(۱۰) كَانَ الْمُسْلِمُونَ الٰی عَلِیٍّ قَرِيبًا: مسلمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل سے بہت خوش ہوئے اور ان کے پہلے سے زیادہ قریب ہو گئے۔

فائدہ:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آنے کی دعوت دی اور کہا، آپ کے ساتھ کوئی اور نہ آئے، کیونکہ خلیفہ ابو بکر تھے اور وہ ان سے علیحدگی میں اپنا شکوہ و شکایت بیان کرنا چاہتے اور حضرت ابو بکر چونکہ نہایت نرم دل، بردبار متحمل اور رقیق القلب تھے، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے، وہ تمام شکوہ شکایت تحمل اور متانت سے سن لیں گے، اگر ان کے ساتھ کوئی اور آ گیا، خاص کر عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو چونکہ وہ ذرا سخت مزاج کے تھے اور اصول پسند تھے، شاید وہ ہمارا شکوہ و شکایت پوری طرح نہیں سن سکیں یا اس پر کسی ردعمل کا اظہار کریں، اس طرح باہمی اعتماد کی فضا قائم نہ رہ سکے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اکیلے جانے سے اس لیے روکا کہ شاید وہ اپنی نرم مزاجی کی وجہ سے بات کرنے میں زیادہ لچک اور نرمی اختیار کریں یا ان کو اگر کوئی سخت بات کہی جائے تو وہ اس کا جواب نہ دیں، اس طرح خلیفہ کا وقار مجروح ہو، لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے، اب اتنا عرصہ ہو گیا ہے، وہ آغاز کا رنج اور غصہ زائل ہو چکا ہے، اس لیے ان سے کسی قسم کے غلط سلوک کا خطرہ نہیں ہے اور ان کی رائے کے عین مطابق اعتماد کی فضا میں بات چیت ہوئی، شکوہ و شکایت نہیں سنائے گئے اور افہام و تفہیم سے مسئلہ حل ہو گیا اور انہوں نے تجدید بیعت کر کے، بعد میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور بعد و دوری کی فضا بالکل ختم ہو گئی۔

[4581] ۵۳-(...) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ

[4581] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٥٥)

حَدَّثَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ اَتَيَا اَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ اَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمَا اَبُو بَكْرٍ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ فَعَظَّمَ مِنْ حَقِّ اَبِي بَكْرٍ وَذَكَرَ فَضِيلَتَهُ وَسَابِقَتَهُ ثُمَّ مَضٰى اِلٰى اَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ فَاَقْبَلَ النَّاسُ اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالُوا اَصَبْتَ وَاَحْسَنْتَ فَكَانَ النَّاسُ قَرِيبًا اِلٰى عَلِيٍّ حِينَ قَارَبَ الْاَمْرَ الْمَعْرُوفَ

[4581] ۔امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس، رسول اللہ ﷺ کے ترکہ سے اپنا حصہ کا مطالبہ کرنے کے لیے آئے، وہ دونوں آپ ﷺ کی فدک کی زمین اور خیبر کا حصہ کا مطالبہ کر رہے تھے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دونوں سے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، ہاں اتنا فرق ہے کہ معمر کہتے ہیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو بکر کے عظیم حق کو بیان کیا، ان کی فضیلت کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے، آپ نے درست کیا اور آپ نے اچھا کام کیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ معروف بات کے قریب ہوئے تو لوگ ان کے قریب آ گئے۔

[4582] ٥٤۔(. . .)و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا اَبِي ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَاَلَتْ اَبَا بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا اَبُو بَكْرٍ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) قَالَ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْاَلُ اَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكٍ وَصَدَقَتِهِ بِالْمَدِينَةِ فَاَبٰى اَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقَالَ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ اِلَّا عَمِلْتُ بِهِ اِنِّي اَخْشٰى اِنْ

[4582] تقدم تخريجه برقم (٤٥٥٥)

تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ اَمْرِهٖ اَنْ اَزِيغَ فَاَمَّا صَدَقَتُهٗ بِالْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ اِلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَغَلَبَهٗ عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَاَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَاَمْسَكَهُمَا عُمَرُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَتَا لِحُقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَائِبِهٖ وَاَمْرُهُمَا اِلَى مَنْ وَلِيَ الْاَمْرَ قَالَ فَهُمَا عَلَى ذٰلِكَ اِلَى الْيَوْمِ

[4582]۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے لوٹائے ہوئے مال سے جو کچھ چھوڑ گئے ہیں، اس سے ان کا حصہ انہیں دیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا'' ہم نے جو کچھ چھوڑا، صدقہ ہوگا۔'' وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس مال سے اپنا حصہ مانگتی تھیں، جو آپ ﷺ نے خیبر، فدک اور مدینہ میں اپنے صدقہ کی صورت میں چھوڑا تھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دینے سے انکار کیا اور کہا، میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑوں گا، جس پر رسول اللہ ﷺ عمل کرتے تھے، مگر میں اس پر عمل کروں گا، کیونکہ میں ڈرتا ہوں، اگر میں نے آپ کے کسی عمل کو چھوڑ دیا تو میں راہ راست سے کجی اختیار کروں گا، رہا آپ کا مدینہ والا صدقہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ کر دیا تھا اور اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غلبہ حاصل کر لیا تھا، رہا خیبر اور فدک والا حصہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو روک لیا اور کہا، یہ رسول اللہ ﷺ کا وہ صدقہ ہے، جو آپ ﷺ پیش آمدہ حقوق اور اپنے حوادثات پر خرچ کرتے تھے اور یہ دونوں معاملات حکمران کی ذمہ داری ہیں اور وہ دونوں آج تک اس حالت پر برقرار ہیں۔

فائدہ:...... جب مدینہ والے صدقات کا انتظام کے سلسلہ میں حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میں اختلاف رونما ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دونوں میں تقسیم کرنے سے انکار کر دیا تو وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے قدم پیچھے ہٹا لیا اور آہستہ آہستہ ان صدقات کی تولیت وانتظام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں چلا گیا، لیکن فدک اور خیبر والا حصہ، خلیفہ کے کنٹرول میں رہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اسے اپنے دور حکومت میں اپنی اولاد کو نہیں دیا، کیونکہ اس کو مسلمانوں کے مفادات اور حکومت وریاست کی ضروریات پر خرچ کیا جاتا تھا، بس یہی اس کے حقدار تھے۔

[4583] ۵۵۔(۱۷۶۰)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ

[4583] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوصايا باب: نفقة القيم للوقف برقم (۲۷۷٦) وفي فرض الخمس، برقم (۳۰۹٦) وفي الفرائض، برقم (٦۷۲۹) واخرجه ابو داود في (سننه) في الخراج والامارة والفيء، برقم (۲۹۷٤) انظر (التحفة) برقم (۱۳۸۰۵)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَآئِي وَمَئُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ))

[4583] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے وارث ایک دینار بھی تقسیم نہیں کریں گے، میں نے جو کچھ چھوڑا ہے، وہ میری بیویوں کے خرچ اور میرے کام کے نگران (خلیفہ یا صدقات کی نگرانی کرنے والے) کی ضروریات کے پورا کرنے کے بعد صدقہ ہوگا۔''

[4584] (. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ اَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ اَبِی الزِّنَادِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

[4584]۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[4585] ٥٦۔(١٧٦١)وحَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْاَعْرَجِ

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ))

[4585] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہوگا۔'' حضرت ابوبکر، حضرت فاطمہ اور حضرت علی وعباس کے تنازع کی اصل حقیقت کی تفصیل کے لیے دیکھیے، رحماء بینھم اول صدیقی ص ۱۰۵ تا ۱۶۸۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھا دیکھیے صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۹ مصنف مولانا محمد نافع رحمہ اللہ۔

١٧...... بَاب: كَيْفِيَّةِ قِسْمَةِ الْغَنِيمَةِ بَيْنَ الْحَاضِرِينَ

باب ۱۷: جنگ میں حاضر لوگوں میں غنیمت تقسیم کرنے کی صورت وکیفیت

[4586] ٥٧۔(١٧٦٢)حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمٍ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا سُلَيْمُ بْنُ اَخْضَرَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَسَمَ فِی النَّفَلِ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّجُلِ سَهْمًا

[4584] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٧١٤)

[4585] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٦٢)

[4586] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی السير باب: فی سهم الخيل برقم (١٥٥٤) انظر (التحفة) برقم (٧٩٠٧)

[4586]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں سے گھوڑے کو دو حصے دیئے اور آدمی کو ایک حصہ دیا۔

[4587] (. . .)و حَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِی حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي النَّفَلِ

[4587]۔امام صاحب یہی روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں اور اس میں فی الفضل کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گھوڑے کو دو حصے ملیں گے اور آدمی کو ایک حصہ، اس طرح، گھڑ سوار کے تین حصے ہوں گے، ایک اپنا اور دو گھوڑے کے اور جن حدیثوں میں یہ ہے کہ فارس (گھڑ سوار) کو دو حصے ہیں اور پیدل کا ایک حصہ، ان کا معنی یہ ہے کہ وہ ایک اپنا حصہ لے گا اور ایک گھوڑے کا حصہ لے گا اور گھوڑے کا حصہ دوگنا ہے، اس طرح حضرت ابن عمر کی دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں ہے اور جمہور کا یہی موقف ہے، جس میں ائمہ حجاز (مالک، شافعی، احمد) صاحبین (ابو یوسف، محمد) داخل ہیں، تفصیل کے لیے دیکھیے المغنی، ج ۱۳، ص ۸۵۔ مسئلہ نمبر ۱۶۴۳۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک گھوڑ سوار کو دو حصے ملیں گے، ایک اپنا اور ایک گھوڑے کا اور گھوڑے کو بھی ایک ہی حصہ ملے گا، دو نہیں ملیں گے۔

غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں، حاصل بحث یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا نظریہ بہت قوی ہے، کیونکہ انہوں نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے ان کی اسانید بلاشبہ ان احادیث کی اسانید سے زیادہ قوی ہیں، جن سے امام ابوحنیفہ نے استدلال کیا ہے، شرح صحیح مسلم، ج ۵، ص ۴۶۵۔

۱۸......بَاب: الْاِمْدَادِ بِالْمَلَائِكَةِ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ وَاِبَاحَةِ الْغَنَائِمِ

باب ۱۸: غزوہ بدر میں فرشتوں کے ذریعہ امداد اور غنیمت کا مباح ہونا

[4588] ۵۸-(۱۷۶۳)حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي اَبُو زُمَيْلٍ هُوَ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي

[4587] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۷۹۹۷)

[4588]اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد باب: في فداء الاسير بالمال برقم (۲۶۹۰) والترمذي في (جامعه) في التفسير باب: ومن سورة الانفال برقم (۳۱۸۱) انظر (التحفة) برقم (۱۰۴۹۶)

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي ا بُو زُمَيْلٍ هُوَ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ **((اللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي اللّٰهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي اللّٰهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ))** فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَائَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ وَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ [الانفال: ٩] فَأَمَدَّهُ اللّٰهُ بِالْمَلَائِكَةِ قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ فَحَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِي أَثَرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ أَمَامَهُ إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُولُ أَقْدِمْ حَيْزُومُ فَنَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ فَخَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ وَشُقَّ وَجْهُهُ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ أَجْمَعُ فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ بِذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ **((صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوا))** يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ وَأَسَرُوا سَبْعِينَ قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا أَسَرُوا الْأُسَارٰى قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ **((مَا تَرَوْنَ فِي هٰؤُلَاءِ الْأُسَارٰى))** فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هُمْ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيرَةِ أَرٰى أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُمْ فِدْيَةً فَتَكُونُ لَنَا قُوَّةً عَلَى الْكُفَّارِ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّهْدِيَهُمْ لِلْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((مَا تَرٰى يَا ابْنَ الْخَطَّابِ))** قُلْتُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَرَى الَّذِي رَأٰى أَبُوبَكْرٍ وَلٰكِنِّي أَرٰى أَنْ تُمَكِّنَّا فَنَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ فَتُمَكِّنَ عَلِيًّا مِنْ عَقِيلٍ فَيَضْرِبَ عُنُقَهُ وَتُمَكِّنِّي مِنْ فُلَانٍ نَسِيبًا لِعُمَرَ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَصَنَادِيدُهَا فَهَوِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَالَ أَبُوبَكْرٍ وَلَمْ يَهْوَ مَا قُلْتُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ قَاعِدَيْنِ يَبْكِيَانِ قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي مِنْ أَيِّ شَيْءٍ

تَبْكِي أَنْتَ وَصَاحِبُكَ فَإِنْ وَجَدْتُ بُكَاءً بَكَيْتُ وَإِنْ لَمْ أَجِدْ بُكَاءً تَبَاكَيْتُ لِبُكَائِكُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَبْكِي لِلَّذِي عَرَضَ عَلَيَّ أَصْحَابُكَ مِنْ أَخْذِهِمُ الْفِدَاءَ لَقَدْ عُرِضَ عَلَيَّ عَذَابُهُمْ أَدْنَى مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ شَجَرَةٍ)) قَرِيبَةٍ مِنْ نَبِيِّ اللهِ ﷺ وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا [الانفال: ٦٧] فَأَحَلَّ اللهُ الْغَنِيمَةَ لَهُمْ

[4588] ۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کی سندوں سے بیان کرتے ہیں۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب بدر کا دن آیا، رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو دیکھا، وہ ایک ہزار (۱۰۰۰) تھے اور آپ ﷺ کے ساتھی ۳۱۹ تین سو انیس آدمی تھے تو رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا، پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور بلند آواز سے اپنے رب سے یہ دعا کرنے لگے،''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے، اس کو پورا فرما، اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے، وہ عطا فرما، اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔'' آپ مسلسل، دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے، قبلہ کی طرف منہ کر کے، بلند آواز سے اپنے رب کو پکارتے رہے حتی کہ آپ کی چادر آپ کے کندھوں سے گر پڑی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ کی چادر اٹھا کر، آپ کے کندھوں پر ڈال دی، پھر آپ کو آپ سے پیچھے سے چمٹ گئے اور کہا، اے اللہ کے نبی! آپ کا اپنے رب سے مانگنا کافی ہے، کیونکہ وہ یقیناً آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری،''جب تم اپنے رب سے مدد طلب کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا:''میں تمہاری لگاتار آنے والے ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا۔'' انفال آیت نمبر ۹۔

تو اللہ نے آپ کی فرشتوں سے مدد فرمائی، ابوزمیل بیان کرتے ہیں، مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ اس دوران کہ ایک مسلمان مرد، اس دن اپنے آگے ایک کافر انسان کے پیچھے بھاگ رہا تھا، اچانک اس نے اپنے اوپر کوڑا پڑنے کی آواز سنی اور گھوڑ اسوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا، حیزوم آگے بڑھ تو اس نے اپنے آگے والے مشرک کو دیکھا، وہ چت گر پڑا تو اس نے اس کا جائزہ لیا اس کی ناک پر نشان تھا اور اس کا چہرہ پھٹ گیا تھا، جس طرح کوڑے کی چوٹ سے ہوتا ہے اور اس کا پورا جسم نیلا ہو گیا تو انصاری نے آ کر یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا:''تو نے سچ کہا، یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی۔'' تو مسلمانوں نے اس دن ستر (۷۰) مشرکوں کو قتل کیا اور ستر (۷۰) کو قیدی بنایا۔

ابوزمیل کہتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا تو جب مسلمانوں نے قیدیوں کو گرفتار کر لیا، رسول اللہ ﷺ

نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، ''تمھاری ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟'' تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اللہ کے نبی! یہ لوگ ہمارے چچا زاد اور خاندان کے افراد ہیں، میری رائے ہے آپ ان سے فدیہ لے لیں، جو ہمارے لیے کافروں کے خلاف قوت کا سبب ہوگا اور ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام کی توفیق (ہدایت) دے دے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، ''تیرا نظریہ کیا ہے؟ اے خطاب کے بیٹے۔'' میں نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! میری رائے ابوبکر والی رائے نہیں ہے، لیکن میری رائے ہے، آپ ان کو ہمارے قابو میں دیں تاکہ ہم ان کی گردنیں اڑا دیں تو آپ عقیل علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کریں، تاکہ وہ اس کی گردن مار دے اور فلاں (عمر کا رشتہ دار) میرے حوالہ کریں، تاکہ میں اس کی گردن اڑا دوں، کیونکہ یہ لوگ کفر کے امام اور اس کے سرغنے ہیں، (ان کے مارنے سے کفر کا زور ٹوٹ جائے گا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات کو پسند کیا اور میری بات کو پسند نہیں فرمایا تو جب اگلا دن آیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے رو رہے ہیں، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتایئے آپ اور آپ کا ساتھی کس وجہ سے رو رہے ہیں، اگر مجھے رونا آیا تو میں بھی روؤں گا اور اگر مجھے رونا نہ آیا تو میں آپ دونوں کے رونے کے باعث رونی صورت بنا لوں گا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس پیشکش پر رو رہا ہوں جو تیرے ساتھیوں نے، ان سے فدیہ لینے کے بارے میں مجھ پر پیش کی، مجھ پر ان لوگوں کا عذاب اس درخت سے بھی قریب تر پیش کیا گیا ہے، (وہ درخت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا) اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی، ''نبی کے لیے مناسب نہیں تھا کہ وہ ان لوگوں کا زمین پر خون بہائے بغیر قیدی بناتا سے لے کر تو تم جو غنیمت تمہیں حاصل ہوئی ہے، حلال اور پاک سمجھ کر کھاؤ۔'' (الانفال، آیت نمبر ۹۷۔ ۹۸) اس طرح اللہ نے ان کے لیے غنیمت حلال قرار دے دی۔

مفردات الحدیث ❶ يَهْتِفُ بِربه: بلند آواز سے، اللہ سے دعا کرنے لگے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گریہ وزاری اور دعا کو دیکھ کر مسلمان مطمئن ہو جائیں اور ان کے دل تقویت حاصل کرلیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو انہیں اطمینان ہوگیا کہ اللہ آپ کی دعا قبول فرمائے گا اور اپنا وعدہ جلد پورا فرمائے گا، اس لیے عرض کیا، اے اللہ کے نبی! كفاك منا شدتك: آپ نے بلند آواز (نشید) سے جو دعا فرمائی ہے، وہ کافی ہے، اس لیے آپ بس کریں، خطم انفه: اس کی ناک پر نشان پڑ گیا۔ ❷ صناديد: صنديد کی جمع ہے، لیڈر، سردار۔ ❸ هَوِيَ: پسند کیا۔ تباكيتُ: میں رونے والی صورت بنا لوں گا، تاکہ آپ کی موافقت ہو سکے۔
❹ يُثْخِنَ في الارض: زمین میں خون بہائے۔

فائدہ ...... غزوۂ بدر ۱۷ رمضان المبارک جمعہ کے دن پیش آیا اور یہ مسلمانوں کی کافروں سے باضابطہ پہلی جنگ

تھی، جس میں ہر اعتبار سے ظاہری وسائل کے لحاظ سے مسلمان کم تر تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اور ان کے اطمینان قلب کے لیے ایک ہزار فرشتے نازل فرمانے کی بشارت فرمائی، تاکہ وہ ظاہری وسائل و اسباب میں فائق ہونے سے خوش ہو کر پوری جرأت و بسالت سے جنگ میں حصہ لیں، وگرنہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے بغیر بھی ان کو فتح یاب کر سکتا تھا، لیکن اس کی نصرت و مدد اسباب کے پردے میں آتی ہے، اس لیے ایک فرشتہ کی بجائے، جو ان کی تباہی کے لیے کافی تھا، ہزار فرشتے بھیجے اور ان میں سے بعض نے باقاعدہ جنگ میں بھی حصہ لیا ہے، جیسا کہ اس صحیح حدیث سے ثابت ہو رہا ہے، جمہور کا یہی موقف ہے، جب مسلمان فتح یاب ہو گئے اور ستر (۷۰) مشرک قید کر لیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے سامنے دو صورتیں پیش کیں، ان کو قتل کر دیا جائے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے، لیکن اس صورت میں آئندہ سال اتنے ہی مسلمان شہید ہوں گے، ان دو صورتوں میں ایک کا انتخاب دراصل مسلمانوں کا امتحان تھا کہ وہ اپنی رائے سے کس کو اختیار کرتے ہیں، جیسا کہ ازواج مطہرات کے امتحان و آزمائش کے لیے انہیں دو صورتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کی آپ ﷺ نے آزادی دی تھی، جس کی تفصیل سورہ احزاب کی آیت، ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا۔ الایہ۔ میں ہے یا آپ ﷺ کے سامنے واقعہ معراج میں دودھ اور شراب اور شہد پیش کیا گیا تھا تو آپ نے صحابہ سے رائے لی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی طبعی نرم دلی اور شفقت کی بنا پر یہ رائے دی کہ یہ قیدی اپنے بھائی بند ہیں، آپ ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیں، اس نرم سلوک اور احسان کی بنا پر ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے لیے ہدایت کا راستہ کھول دے اور یہ لوگ اور ان کے اتباع اولاد مسلمان ہو کر ہمارے دست و بازو بنیں اور فدیہ کے مال سے ہم اپنی جنگی ضرورتیں پوری کر لیں گے، عام صحابہ نے بھی اس رائے کو پسند کیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی طبعی رحم دلی اور شفقت و صلہ رحمی کی خاطر اس رائے کو پسند کیا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے اختلاف کرتے ہوئے اپنی رائے پیش کی کہ یہ قیدی کفر کے امام اور کافروں کے لیڈر ہیں، ان کو ختم کر دیا جائے تو کفر و شرک کا زور ٹوٹ جائے گا، تمام مشرکوں پر رعب و دبدبہ قائم ہو جائے گا اور ہم کفر و شرک اور ان لوگوں سے انتہائی نفرت و بغض کا اظہار کرنے کی خاطر، اپنے اپنے عزیز و اقارب کو اپنے ہاتھوں سے قتل کریں اور حضرت سعد بن معاذ نے بھی ان کی تائید کی، لیکن فدیہ والوں کی رائے پر عمل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور اس کو ﴿تریدون عرض الدنیا﴾ تم دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو سے تعبیر کیا، یہ غلطی بظاہر ایسی تھی کہ اس پر مواخذہ ہوتا اور سخت سزا ملتی اور وہ عذاب آپ ﷺ کو دکھایا بھی گیا، لیکن اس بنا پر یہ عذاب روک دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اجتہادی غلطی پر سزا نہیں دیتا، آیت میں آمدہ تہدید و عتاب کی بنا پر مسلمان ڈر گئے اور مال غنیمت سے احتراز کرنے لگے، اس لیے مال غنیمت کے حلال و طیب ہونے کا اعلان کر دیا گیا، (تفصیل کے لیے اس آیت کی تفسیر، حاشیہ عثمانی میں دیکھئے)

١٩...... بَاب: رَبْطِ الْأَسِيرِ وَحَبْسِهِ وَجَوَازِ الْمَنِّ عَلَيْهِ

باب ١٩: قیدی کو باندھنے اور قید کرنے اور اس پر احسان کرنے کا جواز

[4589] ٥٩-(١٧٦٤)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((**مَاذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ**)) فَقَالَ عِنْدِي يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ إِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ ((**مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ**)) قَالَ مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ وَإِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى كَانَ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ مَاذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ وَإِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((**أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ**)) قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ يَا مُحَمَّدُ وَاللَّهِ مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ كُلِّهَا إِلَيَّ وَاللَّهِ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ كُلِّهِ إِلَيَّ وَاللَّهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ كُلِّهَا إِلَيَّ وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرَى فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ أَصَبَوْتَ فَقَالَ لَا وَلَكِنِّي أَسْلَمْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا وَاللَّهِ لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

[4589]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑ سوار دستہ نجد کی طرف بھیجا تو وہ دستہ

[4589] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: الاغتسال اذا اسلم وربط الاسير ايضا في المسجد برقم (٤٦٢) وفي باب: دخول المشرك المسجد برقم (٤٦٩) وفي الخصومات باب: التوثق ممن تخشى معرته برقم (٢٤٢٢) وفي باب: الربط والحبس في الحرم برقم (٢٤٢٣) وفي المغازي باب: وفد بني حنيفة برقم (٤٣٧٢) والنسائي في ←

بنو حنیفہ کے ثمامہ بن اثال نامی آدمی کو پکڑ لایا جو اہل یمامہ کا سردار تھا تو اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا، رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ''تیرا کیا خیال ہے، اے ثمامہ!'' تو اس نے کہا، اے محمد! میرا خیال اچھا ہے، (کیونکہ آپ ﷺ کسی کے ساتھ برا سلوک نہیں کرتے)۔ اگر آپ قتل کریں گے تو ایک خون والے شخص کو قتل کریں گے، اور اگر آپ احسان کریں گے تو ایک شکر گزار پر احسان کریں گے اور اگر آپ ﷺ کو مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیے لے لیجئے تو رسول اللہ ﷺ اسے چھوڑ کر چلے گئے حتی کہ اگلے دن کے بعد آئے اور پوچھا، ''تیرا کیا تصور ہے؟ اے ثمامہ۔'' اس نے کہا، جو میں آپ کو کہہ چکا ہوں، اگر آپ احسان کریں گے تو ایک شکر گزار پر احسان فرمائیں گے اور اگر آپ قتل کریں گے تو ایک صاحب خون کو قتل کریں گے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا چاہیں مانگ لیں، آپ کو دے دیا جائے گا تو آپ اسے چھوڑ کر چلے گئے حتی کہ اگلا دن آ گیا تو آپ نے پوچھا، ''تیرا کیا گمان ہے؟ اے ثمامہ۔'' تو اس نے کہا، میں نے اپنا نظریہ آپ کو بتا دیا ہے، اگر آپ احسان کریں گے تو ایک شکر گزار انسان پر احسان ہوگا اور اگر آپ قتل کریں گے تو آپ ایک خون کے مالک کو قتل کریں گے۔'' اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو مانگئے، جو آپ چاہیں، مل جائے گا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثمامہ کو آزاد کر دو۔'' تو وہ مسجد کے قریبی نخلستان میں چلا گیا اور غسل کیا، پھر مسجد میں داخل ہو کر کہنے لگا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اس کے بندہ اور رسول ہیں، اے محمد! اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی چہرہ (شخص) مجھے آپ کے چہرہ (شخصیت) سے زیادہ مبغوض نہ تھا اور اب آپ ﷺ کا چہرہ تمام چہروں سے مجھے زیادہ محبوب ہے، اللہ کی قسم! کوئی دین، مجھے آپ کے دن سے زیادہ ناپسندیدہ نہ تھا اور اب آپ کا دین، تمام دینوں سے مجھے زیادہ پسند ہے، اللہ کی قسم! کوئی شہر میرے نزدیک آپ کے شہر سے زیادہ قابل نفرت نہ تھا اور اب آپ کا علاقہ (شہر) مجھے تمام شہروں سے زیادہ پسند ہے اور آپ کے سواروں نے مجھے اس وقت پکڑا جبکہ میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا تو آپ کا کیا خیال ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسے (قبولیت کی) بشارت سنائی اور اسے عمرہ کرنے کا حکم دیا، جب وہ مکہ آیا تو کسی نے اس سے پوچھا، کیا بے دین ہو گئے ہو؟ اس نے کہا، نہیں، لیکن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گیا ہوں اور نہیں، اللہ کی قسم! تمہارے پاس ثمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا، جب تک رسول اللہ ﷺ اس کی اجازت نہیں دیں گے۔

مفردات الحدیث ❀ ① **ما ذا عندك؟ يا ثمامة:** اے ثمامہ، تیرے خیال میں ہم تیرے ساتھ کیا سلوک

← (المجتبى) في الطهارة باب: تقديم غسل الكافر اذا اراد ان يسلم برقم ١/ ١٠٩ و ١١٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٠٠٧)

کریں گے۔ ❷ ان تقتل، تقتل ذا دم: اگر قتل کرو گے تو ایک قدر و قیمت اور صاحب حیثیت کا خون بہاؤ گے، جس کے خون کا بدلہ لیا جائے اور اس کا خون، اس کے دشمن کے لیے تشفی بخش ہے یا وہ اپنے فعل و حرکت کی بنا پر قتل کا مستحق ہے، اس لیے آپ ﷺ قتل کر کے کسی جرم کے مرتکب نہیں ہوں گے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، قیدی کو مسجد میں باندھنا اور قید کرنا جائز ہے اور ضرورت یا کسی مقصد کے تحت کسی کافر کو مسجد میں لایا جا سکتا ہے، آپ ﷺ نے ایک کافر کو تین دن تک مسجد میں باندھے رکھا تا کہ وہ مسلمانوں کی سیرت و کردار اور ان کے پیغام سے آگاہ ہو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام لانے کے لیے غسل کی ضرورت ہے، امام مالک، امام احمد کے نزدیک، یہ فرض ہے احناف کے نزدیک مستحب ہے اور شوافع کے نزدیک اگر کافر جنبی ہوا ہو تو واجب ہے، وگرنہ لازم نہیں ہے، مستحب ہے۔

[4590] ٦٠-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ اَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْلًا لَهُ نَحْوَ اَرْضِ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ الْحَنَفِيُّ سَيِّدُ اَهْلِ الْيَمَامَةِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ اِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ

[4590]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھڑ سوار سر زمین نجد کی طرف روانہ کیے اور وہ ثمامہ بن اثال حنفی نامی انسان کو پکڑ لائے، جو اہل یمامہ کا سردار تھا، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، صرف یہ فرق ہے کہ یہاں ان تقتل کی جگہ ان تقتلنی ہے کہ اگر آپ مجھے قتل کریں گے۔

٢٠...... بَاب: اِجْلَاءِ الْيَهُودِ مِنَ الْحِجَازِ

باب ٢٠: یہود کو حجاز کی سر زمین سے جلا وطن کرنا

[4591] ٦١-(١٧٦٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي سَعِيدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ اِذْ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ

[4590] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٩٧٣)

[4591] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجزية والموادعة باب: اخراج اليهود من جزيرة العرب برقم (٣١٦٨) وفي الاكراه باب: بيع المكره ونحوه في الحق وغيره برقم (٦٩٤٤) وفي الاعتصام بالكتاب والسنة باب: (وكان الانسان اكثر شئى جدلا) برقم (٧٣٤٨) وابو داود في (سننه) في الخراج والامارة والفي باب: كيف كان اخراج اليهود من المدينة برقم (٣٠٠٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٣١٠)

((انطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ)) فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَاهُمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا)) فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ أُرِيدُ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ أُرِيدُ فَقَالَ لَهُمُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ ((اعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ))

[4591] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں تھے کہ اس دوران رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''یہودیوں کی طرف چلو۔'' تو ہم آپ کے ساتھ چل پڑے حتی کہ ان کے پاس پہنچ گئے، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر ان سے بلند آواز سے فرمایا: ''اے یہودیوں کی جماعت! اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے۔'' انہوں نے جواب دیا، اے ابوالقاسم! آپ نے پیغام پہنچا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''یہی میں چاہتا ہوں، اسلام لے آؤ، محفوظ ہو جاؤ گے۔'' تو انہوں نے جواب دیا، اے ابوالقاسم! آپ نے پیغام پہنچا دیا ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہی میرا مقصد ہے۔'' تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جان لو، یہ زمین تو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور میں تم کو اس سرزمین سے نکالنا چاہتا ہوں تو جسے اپنے مال کے عوض کچھ ملتا ہو، وہ اسے بیچ دے، وگرنہ جان لو، یہ زمین تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔''

مفردات الحدیث ① **قد بلّغت:** آپ کا کام پیغام پہنچانا اور اسلام کی دعوت دینا ہے، وہ آپ نے دے دی ہے، ماننا یا نہ ماننا ہمارا کام ہے۔ ② **ذالك ارید:** میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم اس کا اعتراف کر لو کہ تم تک پیغام پہنچ گیا ہے۔

فائدہ :...... جنگ بنو قریظہ تک جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے اور مدینہ آنے سے پہلے کا واقعہ ہے، تمام یہودی قبائل، بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ کو ان کی عہد شکنی کی بنا پر مدینہ سے نکالا جا چکا تھا، لیکن ان کے بعض چھوٹے خاندان پیچھے رہ گئے، جو تعلیم و تعلم میں مشغول تھے، اب آپ نے ان کو بھی مدینہ سے نکالنا چاہا تو پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی اور ان کے انکار پر کہا، اب تمہارے یہاں سے نکلنے کا وقت آ گیا، لہٰذا اپنا مال، اسباب بیچ کر یہاں کی زمین خالی کر دو اور یہاں سے چلے جاؤ۔

[4592] ٦٢ـ(١٧٦٦) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا و قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ

[4592] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: حديث بني النضير ومخرج رسول الله ﷺ اليهم في دية الرجلين وما ارادوا من الغدر برسول الله ﷺ برقم (٤٠٢٨) وابو داود في (سننه) في الخراج والامارة والفي باب: في خبر النضير برقم (٣٠٠٥) انظر (التحفة) برقم (٨٤٥٥)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ يَهُودَ بَنِي النَّضِيرِ وَقُرَيْظَةَ حَارَبُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَاَجْلٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَنِي النَّضِيرِ وَاَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتّٰى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَائَهُمْ وَاَوْلَادَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ اِلَّا اَنَّ بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَآمَنَهُمْ وَاَسْلَمُوا وَاَجْلٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ قَوْمُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُودَ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُودِيٍّ كَانَ بِالْمَدِينَةِ

[4592] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنونضیر اور بنوقریظہ کے یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تو رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو نکال دیا اور احسان کرتے ہوئے بنوقریظہ کو رہنے دیا حتی کہ اس کے بعد قریظہ نے بھی جنگ لڑی تو آپ ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں اور بچیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، مگر ان میں سے بعض رسول اللہ ﷺ سے آ ملے تو آپ نے ان کو پناہ دی اور وہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے یہودیوں، بنوقینقاع، جو عبداللہ بن سلام کی قوم ہے اور بنوحارثہ کے یہودیوں اور مدینہ کے ہر یہودی خاندان کو نکال دیا۔

فائدہ :...... بنونضیر کی جلاوطنی کا واقعہ گزر چکا ہے، بنوقریظہ کا ذکر اگلے باب میں آ رہا ہے اور بنوقینقاع کا واقعہ یہ ہے کہ جنگ بدر کے بعد ایک عرب عورت سامان تجارت لے کر بازار میں آئی اور ایک زرگر کے پاس بیٹھ گئی، یہودیوں نے اس سے کہا، اپنا منہ ننگا کرو، اس نے انکار کر دیا، اس پر اس سونار نے، اس کے کپڑے کا نچلا کنارہ پچھلی طرف باندھ دیا اور اس عورت کو پتہ نہ چلا، جب وہ اٹھی تو بے پردہ ہو گئی تو وہ ہنسنے لگے، وہ چیخنے چلانے لگی، جسے سن کر ایک مسلمان نے اس زرگر پر حملہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا، جواباً یہودیوں نے مسلمان پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا، اس کے بعد مقتول مسلمان کے ورثاء نے شور مچایا، اس طرح مسلمانوں اور بنوقینقاع کے درمیان جنگ شروع ہو گئی، اور آپ نے شوال ۲ھ کے آخری پندرہ دنوں میں ان کا محاصرہ کر لیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، چنانچہ انہوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی جان و مال اور آل و اولاد اور عورتوں کے بارے میں جو فیصلہ کریں گے، انہیں منظور ہوگا، اس کے بعد آپ ﷺ کے حکم سے ان سب کو باندھ لیا گیا، لیکن بالآخر عبداللہ بن ابی منافق کے انتہائی سخت اور بے جا اصرار پر آپ نے انہیں چھوڑ دیا اور انہیں مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا، (تفصیل کے لیے الرحیق المختوم دیکھئے)

[4593] (. . .) وحَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيثَ وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ اَكْثَرُ وَاَتَمُّ

[4593] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٦٧)

[4593]۔امام صاحب ایک اور استاد سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں،لیکن مذکورہ بالا حدیث زیادہ مفصل اور کامل ہے۔

٢١......بَاب: إِخْرَاجِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ

باب ٢١: یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے نکالنا

[4594] ٦٣-(١٧٦٧)وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ حَتَّى لَا أَدَعَ إِلَّا مُسْلِمًا))

[4594]۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے ضرور نکال دوں گا حتی کہ صرف مسلمانوں کو اس میں رہنے دوں گا۔''

[4595] (...)وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ح وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِاللهِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[4595]۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ کی سندوں سے ابو زبیر کے واسطہ سے ہی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

٢٢......بَاب: جَوَازِ قِتَالِ مَنْ نَقَضَ الْعَهْدَ وَجَوَازِ إِنْزَالِ أَهْلِ الْحِصْنِ عَلَى حُكْمِ حَاكِمٍ عَدْلٍ أَهْلٍ لِلْحُكْمِ

باب ٢٢: عہد شکنی کرنے والوں سے جنگ کرنا جائز ہے اور قلعہ والوں کو کسی عادل حاکم کے حکم پر، جو فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، پر اتارنا جائز ہے

[4596] ٦٤-(١٧٦٨)و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَأَلْفَاظُهُمْ

[4594] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الخراج والامارة والفی باب: فی اخراج اليهود من جزيرة العرب برقم (٣٠٣٠) وبرقم (٣٠٣١) والترمذی فی (جامعه) فی السير باب: ما جاء فی اخراج العرب واليهود من جزيرة العرب برقم (١٦٠٦) انظر (التحفة) برقم (١٠٤١٩)

[4595] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٤٥٦٩)

[4596] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجهاد والسير باب: اذا نزل العدو علی حكم رجل ←

مُتَقَارِبَةٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ وَ قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى سَعْدٍ فَأَتَاهُ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْأَنْصَارِ ((**قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ**)) أَوْ خَيْرِكُمْ ثُمَّ قَالَ ((**إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ**)) قَالَ تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِي ذُرِّيَّتَهُمْ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ **قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللَّهِ** وَرُبَّمَا قَالَ ((**قَضَيْتَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ**)) وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ الْمُثَنَّى وَرُبَّمَا قَالَ ((**قَضَيْتَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ**))

[4596]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنوقریظہ حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے قلعہ سے اتر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو منگوایا، وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے تو جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: ''اپنے سردار یا اپنے بہترین فرد کے استقبال کے لیے آگے بڑھو۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''ان لوگوں نے تیرے فیصلہ پر ہتھیار ڈالے ہیں۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ان کے قابل جنگ افراد کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں، بچوں کو قیدی بنا لیا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔'' اور بسا اوقات آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے شاہی فیصلہ دیا ہے۔'' اور ابن المثنیٰ کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے کہا، ''تو نے شاہی فیصلہ دیا ہے۔''

فائدہ:...... بنوقریظہ نے جب عہد شکنی کرتے ہوئے، مشرکین کا ساتھ دیا تو جنگ احزاب کے خاتمہ کے بعد آپ ﷺ نے حضرت جبریل کے کہنے پر بنوقریظہ کا محاصرہ کر لیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ حوصلہ ہار بیٹھے، حالانکہ ان کے پاس خورد ونوش کا وافر سامان موجود تھا، پانی کے چشمے اور کنویں تھے، مضبوط اور محفوظ قلعے تھے، جبکہ مسلمان میدان میں انتہائی سخت سردی میں، بھوک کی سختیاں سہہ رہے تھے اور جنگ خندق کی مسلسل جنگی مصروفیات کی بنا پر تھکان سے چور چور تھے، بنوقریظہ نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالہ کر دیا کہ آپ جو مناسب سمجھیں، وہ فیصلہ فرمائیں، قبیلہ اوس کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نے بنوقینقاع

← برقم (٣٠٤٣) وفی مناقب الانصار باب: مناقب سعد بن معاذ رضی الله عنه برقم (٣٨٠٤) وفی المغازی باب: مرجع النبی ﷺ من الاحزاب ومخرجه الی بنی قریظة ومحاصرته اباهم برقم (١٤٢١) وفی الاستئذان باب: قول النبی ﷺ (قوموا الی سیدکم) برقم (٦٢٦٢) وابو داود فی (سننه) فی الادب باب: ما جاء فی القیام برقم (٥٢١٥) وبرقم (٥٢١٦) انظر (التحفة) برقم (٣٩٦٠)

کے ساتھ جو سلوک فرمایا تھا، وہ آپ کو یاد ہے، بنو قینقاع، ہمارے خزرجی بھائیوں کے حلیف تھے اور یہ لوگ ہمارے حلیف ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا آپ لوگ اس پر راضی ہیں کہ ان کے متعلق آپ ہی کا ایک فرد فیصلہ کرے؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: ''تو یہ معاملہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہے، اوس کے لوگوں نے کہا، ہم اس پر راضی ہیں، اس کے بعد آپ نے حضرت سعد کو بلا بھیجا، کیونکہ وہ جنگ خندق کے دوران بازو کی رگ کٹنے کی وجہ سے لشکر کے ساتھ نہیں آئے تھے، جب وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے تو آپ نے انصار کو ان کے استقبال کا حکم دیا تو ان کے قبیلے کے لوگوں نے انہیں دونوں جانب سے گھیر لیا اور کہنے لگے، سعد اپنے حلیفوں کے بارے میں احسان اور بھلائی سے کام لیجئے گا، اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں وہ عادلانہ اور منصفانہ فیصلہ دیا، جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ان کے بارے میں وہ فیصلہ دیا ہے، جو بادشاہ حقیقی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔''

مجلس میں آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کا مسئلہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، اہل خیر اور اہل فضل کی تعظیم و اکرام کے لیے آگے بڑھ کر استقبال کرنا جائز ہے، علامہ طیبی اس کا معنی کرتے ہیں، قوموا وامشوا اليه تلقيا واكراماً، کھڑے ہو اور ان کے اکرام اور ملاقات کے لیے ان کی طرف جاؤ، اس لیے اس حدیث سے یہ استدلال کرنا درست نہیں ہے کہ آنے والے کے لیے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر تعظیم و اکرام کرنا جائز ہے، جبکہ آپ ﷺ نے صراحتاً یہ حکم دیا ہے کہ لا تقوموا كما تقوم الاعاجم على ملوكهم، جس طرح عجمی اپنے بادشاہوں کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، ان کی طرح تم نہ کھڑے ہوں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی آمد پر جب حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن صفوان رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے تو انہوں نے انہیں بیٹھنے کے لیے کہا اور فرمایا: ''میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے جو انسان اس سے خوش ہو کر کہ لوگ اس کے سامنے سیدھے کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے، فتح الباری، ج ۱۱، کتاب الاستئذان اور حضور اکرم ﷺ کی آمد پر صحابہ کرام کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کو یہ انداز پسند نہ تھا۔ (ترمذی) تفصیل کے لیے دیکھیے تکملہ فتح الملہم ج ۳ ص ۱۲۶۔۱۲۷ از فتح الباری ج ۱۱، استیذان الفتح

[4597] (. . .) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي حَدِيثِهٖ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ وَقَالَ مَرَّةً لَقَدْ ((حَكَمْتَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ))

[4597] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٧١)

[4597]۔ امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے بھی یہی روایت بیان کرتے ہیں، اس میں قضیت کی بجائے حَكَمْتَ کا لفظ ہے، لقد حكمت فيهم بحكم الله کہا یا لقد حكمت بحكم الملك، مقصد

دونوں جملوں کا ایک ہی ہے، اللہ کا ان کے بارے میں یہ فیصلہ ہے، جو تو نے کیا ہے۔

[4598] ٦٥۔(١٧٦٩)و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْعَرِقَةِ رَمَاهُ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ يَعُودُهُ مِنْ قَرِيبٍ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ فَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَاهُ اخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَيْنَ فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَقَاتَلَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْحُكْمَ فِيهِمْ إِلَى سَعْدٍ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ وَالنِّسَاءُ وَتُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ

[4598]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جنگ خندق کے دن زخمی ہو گئے، انہیں ابن عرقہ نامی قریشی نے تیر مارا تھا، جو ان کے بازو کی رگ میں لگا، (جس کو رگ حیات کہتے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوایا تاکہ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں اور جب رسول اللہ ﷺ جنگ خندق سے واپس لوٹے، ہتھیار اتار دیے اور غسل فرمالیا تو آپ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے، وہ اپنے سر سے گرد و غبار جھاڑ رہے تھے اور کہنے لگے، آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں، اللہ کی قسم! ہم نے تو ہتھیار نہیں اتارے ہیں، ان کی طرف جایئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کدھر جاؤں۔'' تو اس نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے جنگ کی (محاصرہ کر لیا) تو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر قلعہ سے اتر آئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فیصلہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا، حضرت سعد نے کہا، میرا ان کے بارے میں یہ

[4598] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة باب: الخيمة في المسجد للمرضى وغيرهم برقم (٤٦٣) وفي مناقب الانصار باب: هجرة النبي ﷺ واصحابه الى المدينة برقم (٣٩٠١) وفي المغازي باب: مرجع النبي ﷺ من الاحزاب ومخرجه الى بني قريظة ومحاصرته اياهم برقم (٤١١٧) وفي باب: مرجع النبي ﷺ من الاحزاب ومخرجه الى بني قريظة ومحاصرته اياهم برقم (٤١٢٢) وابو داود في (سننه) في الجنائز باب: العيادة مرارا برقم (٣١٠١) والنسائي في (المجتبى) في المساجد باب: ضرب الخباء في المساجد برقم ٢/ ٤٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٧٨)

فیصلہ ہے کہ ان کے جنگ کے قابل افراد کو قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں، عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

[4599] ٦٦۔(. . .) وحَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ قَالَ اَبِى فَاَخْبَرْتُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

[4599]۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں مجھے یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ان کے بارے میں اللہ عزوجل کا فیصلہ کیا ہے۔''

[4600] ٦٧۔(. . .) حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِى اَبِى عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَعْدًا قَالَ وَتَحَجَّرَ كَلْمُهُ لِلْبُرْءِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنْ لَيْسَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَىَّ اَنْ اُجَاهِدَ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ ﷺ وَاَخْرَجُوهُ اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كَانَ بَقِىَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَىْءٌ فَاَبْقِنِى اُجَاهِدْهُمْ فِيكَ اَللّٰهُمَّ فَاِنِّى اَظُنُّ اَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَاِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتِى فِيهَا فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِى الْمَسْجِدِ مَعَهُ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِى غِفَارٍ اِلَّا وَالدَّمُ يَسِيلُ اِلَيْهِمْ فَقَالُوا يَا اَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِى يَاْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَاِذَا سَعْدٌ جُرْحُهُ يَغِذُّ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا

[4600]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، جبکہ ان کا زخم ٹھیک ہو رہا تھا، اے اللہ! تو خوب جانتا ہے، مجھے اس سے زیادہ کوئی چیز عزیز (محبوب) نہیں ہے کہ میں تیری خاطر ان لوگوں سے لڑوں، جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا ہے اور اسے وطن سے نکال دیا ہے، اے اللہ! اگر قریش سے جنگ کا ابھی کچھ حصہ باقی ہے تو مجھے باقی رکھ تاکہ میں تیری خاطر ان سے جنگ لڑوں، اے اللہ! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو اگر واقعی تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو تو زخم کو جاری کر دے اور اس کو میری موت کا سبب بنا دے تو وہ زخم ان کی ہنسلی سے بہنے لگا تو انہیں (ساتھ

[4599] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٥٧٣)

[4600] تقدم تخريجه برقم (٤٥٧٣)

کے خیمہ والوں) خوف زدہ نہ کیا، مسجد میں ان کے ساتھ بنوغفار کا بھی ایک خیمہ تھا، مگر اس چیز نے کہ خون ان کی طرف بہتا آ رہا ہے تو انہوں نے پوچھا، اے خیمہ والو، تمہاری طرف سے ہماری طرف کیا چیز آ رہی ہے، دیکھا تو حضرت سعد کا زخم بہہ رہا تھا اور وہ اس سے فوت ہو گئے۔

مفردات الحدیث ❶ **تحجّر کَلِمُهُ للبرء**: زخم ٹھیک ہونے کے لیے خشک ہونے لگا، چونکہ ان کی خواہش اسی زخم سے شہادت حاصل کرنے کی تھی، جب زخم ٹھیک ہونے لگا تو انہوں نے یہ دعا کی اور موت کی دعا کسی مصیبت اور تنگی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے منع ہے، شہادت کی آرزو اور تمنا کرنا ممنوع نہیں ہے۔ ❷ **یغذ دماً**: اس سے خون بہہ رہا تھا، اگر یَغْذُو ہو تو پھر بھی یہی معنی ہوگا۔

[4601] ٦٨-(. . .) و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَانْفَجَرَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَمَا زَالَ يَسِيلُ حَتّٰى مَاتَ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ فَذَاكَ حِينَ يَقُولُ الشَّاعِرُ

أَلَا يَا سَعْدُ سَعْدَ بَنِي مُعَاذٍ
فَمَا فَعَلَتْ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيرُ
لَعَمْرُكَ إِنَّ سَعْدَ بَنِي مُعَاذٍ
غَدَاةَ تَحَمَّلُوا لَهُوَ الصَّبُورُ
تَرَكْتُمْ قِدْرَكُمْ لَا شَيْءَ فِيهَا
وَقِدْرُ الْقَوْمِ حَامِيَةٌ تَفُورُ
وَقَدْ قَالَ الْكَرِيمُ أَبُو حُبَابٍ
أَقِيمُوا قَيْنُقَاعُ وَلَا تَسِيرُوا
وَقَدْ كَانُوا بِبَلْدَتِهِمْ ثِقَالًا
كَمَا ثَقُلَتْ بِمَيْطَانَ الصُّخُورُ

[4601] ۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے، اس رات زخم بہنے لگا اور وہ مسلسل بہتا رہا حتی کہ وہ وفات پا گئے اور اس وقت ایک کافر شاعر (جبل بن جوال ثعلبی) نے یہ شعر کہے:

[4601] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧١٥٧)

اے سعد! سعد بن معاذ سنو، قریظہ اور نضیر نے کیا کیا، تمہاری زندگی کی قسم! سعد بن معاذ جس صبح ان لوگوں نے مصائب برداشت کیے، وہ بہت صابر تھے، تم نے اپنی ہانڈی خالی چھوڑ دی جبکہ قوم خزرج کی ہانڈی گرم ہے اور جوش مار رہی ہے، معزز شخص ابوحباب نے کہا تھا، بنوقینقاع ٹھہرے رہو، مت جاؤ، حالانکہ بنوقریظہ اپنے علاقہ میں جمے ہوئے تھے، جس طرح میطان پہاڑ کے پتھر بھاری ہیں۔

فائدہ :...... حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے چونکہ اپنے حلیفوں کی رعایت کرتے ہوئے انہیں امن و سکون کے ساتھ، بنوقینقاع کی طرح نکلنے کا موقعہ فراہم نہیں کیا، جبکہ ابوحباب عبداللہ بن ابی منافق نے اپنے حلیفوں کو بے جا تحفظ فراہم کر کے نکلنے کا موقع دیا، اس لیے یہ کافر شاعر جو بعد میں مسلمان ہو گیا، حضرت سعد کی مذمت کرتا ہے تو نے اپنے حلیفوں کو جو مضبوط اور مستحکم قلعوں کے مالک تھے، تحفظ فراہم نہیں کیا، اپنے آپ کو مضبوط حلیفوں کی نصرت و حمایت سے محروم کر لیا اور اپنی ہانڈی خالی کر لی، جبکہ خزرج کے سردار، عبداللہ بن ابی نے اپنے حلیفوں کو بچا کر ان کی نصرت و حمایت برقرار رکھی، اس لیے ان کی ہنڈیا گرم ہے، یعنی حلیفوں کی نصرت و مدد حاصل ہے۔

٢٣......بَاب : اَلْمُبَادَرَةِ بِالْغَزْوِ وَتَقْدِيمِ اَهَمِّ الْاَمْرَيْنِ الْمُتَعَارِضَيْنِ

باب ٢٣ : لڑائی کے لیے جلدی کرنا اور دو متضاد کاموں میں سے اہم کو مقدم کرنا

[4602] ٦٩ ـ (١٧٧٠) وحَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَادٰى فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ انْصَرَفَ عَنِ الْاَحْزَابِ ((اَنْ لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ الظُّهْرَ اِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ)) فَتَخَوَّفَ نَاسٌ فَوْتَ الْوَقْتِ فَصَلَّوْا دُونَ بَنِي قُرَيْظَةَ وَقَالَ آخَرُونَ لَا نُصَلِّي اِلَّا حَيْثُ اَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاِنْ فَاتَنَا الْوَقْتُ قَالَ فَمَا عَنَّفَ وَاحِدًا مِنَ الْفَرِيقَيْنِ

[4602]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ جنگ احزاب سے لوٹے تو آپ ﷺ نے ہم میں اعلان کروایا، کوئی انسان بنوقریظہ کے ہاں پہنچنے سے پہلے نماز نہ پڑھے، تو کچھ لوگ نماز کا

[4602] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الخوف باب: صلاة الطالب والمطلوب راكبا وايماء برقم (٩٤٦) وفی المغازی باب: مرجع النبی ﷺ من الاحزاب ومخرجه الى بنی قريظة ومحاصرته اياهم برقم (٤١١٩) انظر (التحفة) برقم (٧٦١٥)

وقت نکلنے سے ڈر گئے تو انہوں نے بنو قریظہ کے ہاں پہنچنے سے پہلے پڑھ لی اور دوسرے صحابہ نے کہا، ہم تو وہیں نماز پڑھیں گے، جہاں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے پڑھنے کا حکم دیا ہے، اگرچہ وقت نکل ہی جائے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کسی ایک فریق کو بھی ملامت نہ کی۔

فائدہ:...... جس نماز کا آپ ﷺ نے بنو قریظہ کے ہاں پڑھنے کا حکم دیا تھا، اس کی تعیین میں اختلاف ہے، امام بخاری کی روایت میں عصر ہے اور یہاں مسلم میں ظہر، اس لیے بعض حضرات کا خیال ہے کہ کچھ لوگوں نے ابھی نماز ظہر پڑھنی تھی یا وہ جلد تیار ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں نماز ظہر بنو قریظہ کے ہاں پڑھنے کا حکم دیا اور کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز ظہر پڑھی تو آپ نے انہیں نماز عصر وہاں پڑھنے کا حکم دیا اور جب یہ حضرات چل دیے تو راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا، اس لیے کچھ صحابہ نے کہا، ہمیں یہیں نماز پڑھ لینی چاہیے، بنو قریظہ کے ہاں پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت نکل جائے گا، نماز اپنے وقت پر پڑھنے کا حکم ہے اور رسول اللہ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ تم بلا تاخیر جلدی وہاں پہنچو، کسی اور کام کی طرف توجہ نہ دو، آپ ﷺ کا یہ مقصد نہیں تھا کہ اگر راستہ میں نماز کا وقت ہو جائے تو نماز نہ پڑھنا، اس لیے ان لوگوں نے نماز پڑھ لی، لیکن دوسرے صحابہ نے کہا، چونکہ آپ کا صحیح فرمان ہے کہ نماز بنو قریظہ جا کر پڑھنا، اس لیے ہم تو بنو قریظہ میں جا کر نماز پڑیں گے، چاہے وقت نکل ہی جائے، اس لیے انہوں نے بنو قریظہ جا کر نماز پڑھی، آپ کو اس سے مطلع کیا گیا تو آپ ﷺ نے کسی فریق کو سرزنش یا ملامت نہ کی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں نیک نیتی سے اختلاف کیا جائے اور اس میں اجتہاد کی گنجائش ہو تو کوئی فریق بھی قابل مواخذہ نہیں ہے، اگرچہ رائے ایک ہی کی صحیح ہے کیونکہ دونوں نے اپنی رائے کی بنیاد پر کسی دلیل و حجت کو بنایا ہے۔ پہلے گروہ نے تیز رفتاری بھی اختیار کی اور نماز کے وقت کی پابندی بھی کی اور دوسرے گروہ نے آپ الفاظ کے ظاہر کو ملحوظ رکھا۔"

۲۴...... بَاب: رَدِّ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمْ مِنَ الشَّجَرِ وَالثَّمَرِ حِينَ اسْتَغْنَوْا عَنْهَا بِالْفُتُوحِ

باب ۲۴: جب مہاجر فتوحات کی بنا پر انصار کے درختوں اور پیداوار سے مستغنی ہو گئے تو انہوں نے ان کے عطیات واپس کر دیے

[4603] ۷۰-(۱۷۷۱) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

[4603] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الهبة باب: فضل المنيحة برقم (۲۶۳۰) انظر (التحفة) برقم (۱۵۵۷)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ مِنْ مَكَّةَ الْمَدِينَةَ قَدِمُوا وَلَيْسَ بِاَيْدِيهِمْ شَیْءٌ وَكَانَ الْاَنْصَارُ اَهْلَ الْاَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْاَنْصَارُ عَلَى اَنْ اَعْطَوْهُمْ اَنْصَافَ ثِمَارِ اَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَيَكْفُونَهُمُ الْعَمَلَ وَالْمَئُونَةَ وَكَانَتْ اُمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَهِيَ تُدْعَى اُمَّ سُلَيْمٍ وَكَانَتْ اُمُّ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ كَانَ اَخًا لِاَنَسٍ لِاُمِّهِ وَكَانَتْ اَعْطَتْ اُمُّ اَنَسٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عِذَاقًا لَهَا فَاَعْطَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اُمَّ اَيْمَنَ مَوْلَاتَهُ اُمَّ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قِتَالِ اَهْلِ خَيْبَرَ وَانْصَرَفَ اِلَى الْمَدِينَةِ رَدَّ الْمُهَاجِرُونَ اِلَى الْاَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِي كَانُوا مَنَحُوهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ قَالَ فَرَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى اُمِّي عِذَاقَهَا وَاَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اُمَّ اَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَائِطِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ مِنْ شَاْنِ اُمِّ اَيْمَنَ اُمِّ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهَا كَانَتْ وَصِيفَةً لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَكَانَتْ مِنَ الْحَبَشَةِ فَلَمَّا وَلَدَتْ آمِنَةُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا تُوُفِّيَ اَبُوهُ فَكَانَتْ اُمُّ اَيْمَنَ تَحْضُنُهُ حَتّٰى كَبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْتَقَهَا ثُمَّ اَنْكَحَهَا زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ ثُمَّ تُوُفِّيَتْ بَعْدَ مَا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِخَمْسَةِ اَشْهُرٍ

[4603]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرین، مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اور انصار زمین اور جائیداد کے مالک تھے تو انصار نے انہیں اس شرط پر حصہ دار بنا لیا کہ مہاجر کام کاج کریں گے اور انصار کو محنت و مشقت سے بے نیاز کر دیں گے اور انصار کو ہر سال پیداوار کا آدھا حصہ دیں گے اور حضرت انس بن مالک کی والدہ جنہیں ام سلیم کے نام سے پکارا جاتا تھا اور عبد اللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی بھی والدہ تھی، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماں کی طرف سے بھائی تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ کھجور کے درخت دیئے اور آپ ﷺ نے وہ درخت اپنی آزاد کردہ لونڈی، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ام ایمن کو عنایت فرما دیئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ خیبر سے فارغ ہو کر مدینہ پلٹے تو مہاجروں نے انصار کے وہ عطیات واپس کر دیئے جو انہوں نے انہیں پھلوں کی صورت میں دیئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے میری والدہ کو بھی ان کے کھجور کے درخت واپس کر دیئے اور آپ ﷺ نے ان کی جگہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اپنے باغ سے درخت دے دیئے، ابن شہاب بیان کرتے ہیں اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کی صورت حال یہ ہے کہ وہ اسامہ بن زید کی والدہ ہیں، جو عبداللہ بن عبد المطلب کی لونڈی تھی اور

حبشہ کی باشندہ تھی تو جب حضرت آمنہ کے ہاں، اپنے باپ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو وہ آپ ﷺ کی پرورش کرتی تھی۔ جب آپ ﷺ بڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا، پھر اس کی شادی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دی، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے پانچ ماہ بعد وفات پا گئی۔

مفردات الحدیث ❶ عِذَاق: عَذَق کی جمع ہے، جس طرح حَبْل کی جمع حِبَال ہے، مراد کھجور کے درختوں کا پھل آپ کو بطور عطیہ دینا ہے۔ ❷ مَنَائح: منیحة کی جمع ہے، فائدہ اٹھانے کے لیے کسی کو کوئی چیز دے دینا کہ وہ جب اس سے بے نیاز ہو جائے تو واپس کر دے گا۔ ❸ وَصِیفة: لونڈی، باندی۔

[4604] ۷۱۔(. . .) حَدَّثَنَا اَبُوبَکْرِ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَکْرَاوِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی الْقَیْسِیُّ کُلُّهُمْ عَنِ الْمُعْتَمِرِ وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِیشَیْبَةَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیهِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا وَقَالَ حَامِدٌ وَابْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی اَنَّ الرَّجُلَ کَانَ یَجْعَلُ لِلنَّبِیِّ ﷺ النَّخَلَاتِ مِنْ اَرْضِهٖ حَتّٰی فُتِحَتْ عَلَیْهِ قُرَیْظَةُ وَالنَّضِیرُ فَجَعَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ یَرُدُّ عَلَیْهِ مَا کَانَ اَعْطَاهُ قَالَ اَنَسٌ وَاِنَّ اَهْلِی اَمَرُونِی اَنْ آتِیَ النَّبِیَّ ﷺ فَاَسْاَلَهٗ مَا کَانَ اَهْلُهٗ اَعْطَوْهُ اَوْ بَعْضَهٗ وَکَانَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَعْطَاهُ اُمَّ اَیْمَنَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَاَعْطَانِیهِنَّ فَجَاءَتْ اُمُّ اَیْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِی عُنُقِی وَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا نُعْطِیکَهُنَّ وَقَدْ اَعْطَانِیهِنَّ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ یَا اُمَّ اَیْمَنَ اتْرُکِیهِ وَلَكِ کَذَا وَکَذَا وَتَقُولُ کَلَّا وَالَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَجَعَلَ یَقُولُ کَذَا حَتّٰی اَعْطَاهَا عَشْرَةَ اَمْثَالِهٖ اَوْ قَرِیبًا مِّنْ عَشْرَةِ اَمْثَالِهٖ

[4604]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی آدمی اپنی زمین سے کچھ کھجوروں کے درخت نبی اکرم ﷺ کو پیش کر دیتا حتی کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے علاقے فتح کر لیے گئے تو اس کے بعد آپ ﷺ اس آدمی کو جو اس نے آپ کو دیا، اس کو واپس کرنے لگے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میرے گھر والوں نے مجھے کہا کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے درخواست کروں کہ میرے گھر والوں نے آپ کو جو درخت دیئے

[4604] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی فرض الخمس باب: کیف کان النبی ﷺ یقسم قریظة والنضیر وما اعطی من ذلك من نوائبه برقم (۳۱۲۸) وفی المغازی باب: حدیث بنی النضیر ومخرج رسول الله ﷺ فی دیة الرجلین وما ارادوا من الغدر برسول الله ﷺ برقم (۴۰۳۰) وفی باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب ومخرجه الی بنی قریظة ومحاصرته ایاهم برقم (۴۱۲۰) انظر (التحفة) برقم (۸۷۷)

تھے، وہ سب یا ان میں سے بعض واپس کر دیں اور نبی اکرم ﷺ وہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دے چکے تھے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے وہ درخت مجھے دے دیئے تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آ کر میرے گلے میں کپڑا ڈال لیا اور کہا، اللہ کی قسم! آپ وہ درخت تمہیں نہیں دے سکتے، جبکہ وہ مجھے دے چکے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے ام ایمن! اسے چھوڑ دے، میں تمہیں اتنے اتنے درخت دیتا ہوں۔'' اور وہ کہتی رہی ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، آپ فرماتے، اتنے لے لو حتی کہ آپ نے اسے اس سے دس گنا یا اس سے دس گنا کے قریب درخت دیئے۔

فائدہ:...... مہاجرین، جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے، تو ان کے مکانات اور جائیدادیں مکہ مکرمہ میں رہ گئیں تھی، اس لیے انصار نے انہیں مکانات فراہم کیے اور انہیں اپنی زمینوں میں شریک کرنے کی پیش کش کی، جس کو مہاجرین نے مزارعت بٹائی یا مساقات (باغبانی) کی صورت میں قبول کیا، لیکن کچھ لوگوں کو کھجوروں کے درختوں کا پھل ان کی ضرورت کے تحت منیحہ کی صورت میں دیا گیا اور جب بنو قریظہ کے علاقے فتح ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کی جائیدادیں اور باغات مہاجرین میں تقسیم کر دیئے، حضرت ام ایمن نے یہ خیال کیا کہ مجھے تو درخت رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمائے ہیں، اس لیے یہ میرے ہیں، حالانکہ ان کو پھلوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے دیئے گئے تھے، چونکہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بچپن میں آپ کی پرورش و پرداخت کی تھی، اس لیے آپ نے اس کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کا ناز برداشت کیا اور ان کو راضی کر کے، درخت واپس ولوائے۔

٢٥...... بَاب: جَوَازِ الْأَكْلِ مِنْ طَعَامِ الْغَنِيمَةِ فِي دَارِ الْحَرْبِ

باب ٢٥: دار الحرب میں، غنیمت کے طعام میں سے کھانا کھانا جائز ہے

[4605] ٧٢-(١٧٧٢) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ اَصَبْتُ جِرَابًا مِنْ شَحْمٍ يَوْمَ خَيْبَرَ قَالَ فَالْتَزَمْتُهُ فَقُلْتُ لَا أُعْطِي الْيَوْمَ اَحَدًا مِنْ هٰذَا شَيْئًا قَالَ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُتَبَسِّمًا

[4605] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فرض الخمس باب: ما يصيب من الطعام في ارض الحرب برقم (٣١٥٣) وفي المغازي باب: غزوة خيبر برقم (٤٢١٤) وفي الذبائح والصيد باب: ذبائح اهل الكتاب وشحومها من اهل الحرب وغيرهم برقم (٥٥٠٨) وابو داود في (سننه) في الجهاد باب: في اباحة الطعام في ارض العدو برقم (٢٧٠٢) والنسائي في (المجتبى) في الضحايا باب: ذبائح اليهود برقم (٤٤٧) انظر (التحفة) برقم (٩٢٥٦)

[4605] ۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن مجھے ایک چمڑے کی تھیلی ملی جس میں چربی تھی تو میں نے اس کو اپنے پاس رکھ لیا اور جی میں کہا، آج میں اس میں کسی کو کچھ نہیں دوں گا، میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔

[4606] ۷۳۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ يَقُوْلُ رُمِيَ اِلَيْنَا جِرَابٌ فِيهِ طَعَامٌ وَشَحْمٌ يَوْمَ خَيْبَرَ فَوَثَبْتُ لِآخُذَهُ قَالَ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

[4606] ۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن ہماری طرف ایک چمڑے کی تھیلی پھینکی گئی، جس میں خوراک اور چربی تھی، میں اس کو اٹھانے کے لیے جھپٹا میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے تو میں آپ سے شرما گیا۔

(. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ جِرَابٌ مِّنْ شَحْمٍ وَلَمْ يَذْكُرِ الطَّعَامَ

امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، جس میں چربی والی تھیلی کا ذکر ہے اور طعام کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دار الحرب میں، میدان جنگ سے اٹھائی ہوئی خوراک کا کھانا جائز ہے، لیکن اس کو دار السلام میں ساتھ لانا جائز نہیں ہے، جمہور کے نزدیک کھانے کی چیز کے استعمال کے لیے امام سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے، لیکن امام زہری کے نزدیک اجازت لینا ضروری ہے، اس طرح دار الحرب میں سواریوں کا اور لباس کا استعمال جائز ہے، جنگی اسلحہ بھی استعمال ہو سکتا ہے، لیکن ان کو ملکیت میں نہیں لیا جا سکتا اور اوزاعی کے سوا کسی کے نزدیک اس کے لیے امام سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

۲۶...... بَاب: كِتَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَى هِرَقْلَ يَدْعُوهُ اِلَى الْاِسْلَامِ

باب ۲۶: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرقل کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے نامہ یا مکتوب

[4607] ۷۴۔(۱۷۷۳) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَابْنُ اَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ

[4606] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٨٠)

[4607] اخرجه البخاري في (صحيحه) في بدء الوحي باب (٦١) برقم (٧) وفي الايمان ←

وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ وَابْنُ اَبِى عُمَرَ حَدَّثَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَخْبَرَهُ مِنْ فِيهِ اِلَى فِيهِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى هِرَقْلَ يَعْنِي عَظِيمَ الرُّومِ قَالَ وَكَانَ دَحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَآءَ بِهِ فَدَفَعَهُ اِلَى عَظِيمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرٰى اِلَى هِرَقْلَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هَاهُنَا اَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَاَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ اَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَجْلَسُوا اَصْحَابِي خَلْفِي ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ لَهُ قُلْ لَهُمْ اِنِّي سَائِلٌ هٰذَا عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ فَاِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ قَالَ فَقَالَ اَبُو سُفْيَانَ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اَنْ يُؤْثَرَ عَلَيَّ الْكَذِبُ لَكَذَبْتُ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فِيكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ يَتَّبِعُهُ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ اَيَزِيدُونَ اَمْ يَنْقُصُونَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ قُلْتُ

← باب:٣٨ برقم ٥١ وفي الشهادات باب: من أمر بإنجاز الوعد برقم (٢٦٨١) وفي الجهاد والسير باب: قول الله عزوجل ﴿قل هل تربصون بنا الا احدى الحسنيين﴾ برقم (٢٨٠٤) وفي باب: دعاء النبي ﷺ الناس الى الاسلام والنبوة وان لا يتخذ بعضهم بعضا اربابا من دون الله برقم (٢٩٤١) وفي باب: قول النبي ﷺ (نصرت بالرعب مسيرة شهر) برقم (٢٩٧٨) وفي الجزية والموادعة باب: فضل الوفاء بالعهد برقم (٣١٧٤) وفي التفسير باب: ﴿قل يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم الا نعبد الا الله﴾ برقم (٤٥٥٣) وفي الادب باب: صلة المراة امها ولها زوج برقم (٥٩٨٠) وفي الاستئذان باب: كيف يكتب الى اهل الكتاب برقم (٦٢٦٠) وابو داود في (سننه) في الادب باب: كيف يكتب الى الذمي برقم (٥١٣٦) والترمذي في (جامعه) في الاستئذان باب: ما جاء في كيف يكتب لاهل الشرك برقم (٢٧١٨) انظر (التحفة) برقم (٤٨٥٠)

نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ تَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لَا نَدْرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُ اِنِّي سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فَزَعَمْتَ اَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهِ اَضُعَفَاؤُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَقَدْ عَرَفْتُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَهُ سَخْطَةً لَهُ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوبِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ اَوْ يَنْقُصُونَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَدْ قَاتَلْتُمُوهُ فَتَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ مِنْهُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنَّهُ لَا يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَ يَاْمُرُكُمْ قُلْتُ يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ إِنْ يَكُنْ مَا تَقُولُ فِيهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ اَكُنْ اَظُنُّهُ مِنْكُمْ وَلَوْ اَنِّي اَعْلَمُ اَنِّي اَخْلُصُ إِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ **((فَقَرَاَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي اَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْاَرِيسِيِّينَ))** وَيَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ فَإِنْ

تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَآئَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَهُ وَكَثُرَ اللَّغْطُ وَأَمَرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا قَالَ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ خَرَجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ إِنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ قَالَ فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ

[4607] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان نے روبرو بتایا کہ میں اس معاہدہ کے دوران جو میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہوا تھا، گیا، میں شام میں ہی تھا کہ شاہ روم کے پاس رسول اللہ ﷺ کا مکتوب لایا گیا اور لانے والے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے، اس نے اسے بصریٰ کے حاکم کے حوالہ کیا اور بصری کے حاکم نے وہ ہرقل کو دے دیا تو ہرقل نے پوچھا، کیا ادھر اس آدمی کی قوم کا کوئی فرد موجود ہے، جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا، جی ہاں تو مجھے قریش کے کچھ افراد کے ساتھ بلایا گیا تو ہم ہرقل کے پاس پہنچے، اس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا اور پوچھا، تم میں سے زیادہ قریبی اس انسان کا رشتہ دار کون ہے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ ابوسفیان نے بتایا، میں نے کہا، میں ہوں تو درباریوں نے مجھے اس کے سامنے بٹھا دیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا، پھر اس نے اپنی ترجمانی کرنے والے کو بلایا اور اسے کہا، ان قریشیوں کو کہہ دے، میں اس (ابوسفیان) سے اس انسان کے بارے میں سوال کرنے والا ہوں، جو اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہے تو اگر یہ جھوٹ بولے تو اسے جھٹلا دینا، ابوسفیان نے بتایا، اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میرا جھوٹ نقل کیا جائے گا تو میں جھوٹ بولتا، پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا، اس سے پوچھو، تم میں اس کا خاندان کیسا ہے؟ میں نے کہا، وہ ہم میں اچھے حسب والا ہے، اس نے پوچھا، کیا اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس نے پوچھا، کیا اس کے اس دعویٰ سے پہلے تم اس پر جھوٹ بولنے کا الزام عائد کرتے تھے؟ میں نے کہا، جی نہیں، اس نے پوچھا، اس کے پیروکار کون ہیں؟ بڑے لوگ یا ماتحت لوگ؟ (یعنی اعلیٰ طبقہ یا ادنیٰ طبقہ) میں نے کہا، بلکہ فروتر طبقہ (کمزور لوگ) اس نے پوچھا، کیا وہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟ میں نے کہا، جی نہیں، گھٹ نہیں رہے بلکہ بڑھ رہے ہیں، اس نے پوچھا، کیا ان میں سے کوئی دین سے ناراض ہو کر پیچھے بھی ہٹتا ہے جبکہ وہ پہلے دین کو قبول کر چکا ہو؟ میں نے کہا، نہیں، اس نے پوچھا تو کیا تم نے اس سے جنگ لڑی ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں، (لڑی ہے) اس نے پوچھا تو اس سے جنگ کا کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا، ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی ڈولوں کی طرح ہے، وہ ہمیں نقصان پہنچاتا ہے، ہم اس کو نقصان پہنچاتے ہیں، اس نے پوچھا، کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ میں نے کہا، جی نہیں اور ہمارا اس کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہوا ہے، ہم نہیں

جانتے، وہ اس کا کیا حشر کرتا ہے، ابوسفیان نے کہا، اللہ کی قسم! میں اس کے سوا کوئی عیب لگانے والا بول نہ بول سکا، اس نے پوچھا، کیا اس سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا، جی نہیں، اس نے اپنے مترجم سے کہا، اس سے کہہ دو، میں نے تجھ سے اس کے خاندان کے بارے میں سوال کیا تو نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ وہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور رسولوں کے بارے میں اللہ کی سنت یہی ہے کہ وہ اپنی قوم کے بہترین نسب کے مالک ہوتے ہیں اور میں نے تجھ سے سوال کیا کہ کیا اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟ تو نے کہا، جی نہیں، میں نے سوچ لیا، اگر اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں خیال کر لیتا، ایک آدمی ہے، جو اپنے آباؤ اجداد کی بادشاہی کا طالب ہے اور میں نے تجھ سے اس کے پیروکاروں کے بارے میں پوچھا، کیا وہ زیر دست کمزور لوگ ہیں یا صاحب حیثیت، سردار ہیں؟ تو نے کہا، (جی نہیں) وہ تو کمتر حیثیت کے لوگ ہیں (میں نے سوچ لیا) رسولوں کے پیروکار ایسے ہی ہوتے ہیں اور میں نے تم سے سوال کیا، اس نے جو دعویٰ کیا ہے، اس سے پہلے تم اس پر جھوٹ بولنے کا الزام عائد کرتے تھے؟ تو تو نے کہا کہ نہیں تو میں نے خوب جان لیا، یہ ممکن نہیں ہے کہ جو لوگوں کی طرف جھوٹی بات منسوب نہ کرے، پھر اللہ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے لگے اور میں نے تم سے سوال کیا کیا ان میں سے کوئی ایک اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد دین کو ناپسند کرتے ہوئے واپس لوٹ آتا ہے تو تو نے کہا، جی نہیں، ایمان کی صورت یہی ہے، جب وہ دلوں میں رچ بس جاتا ہے یا ان میں اتر جاتا ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا، کیا وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟ تو تو نے کہا، وہ بڑھ رہے ہیں، ایمان کی حالت یہی ہے حتی کہ وہ پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے اور میں نے تم سے سوال کیا، کیا تم نے اس سے جنگ لڑی ہے؟ تو تو نے کہا، تم نے ان سے جنگ لڑی ہے اور لڑائی تمہارے درمیان ڈولوں کی طرح تقسیم ہوتی ہے، وہ تمہیں نقصان پہنچاتا ہے اور تم اسے نقصان پہنچاتے ہو، رسولوں کی یہی صورت ہے، انہیں آزمایا جاتا ہے، پھر انجام ان کے حق میں ہوتا ہے اور میں نے تم سے سوال کیا، کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے تو تو نے کہا، وہ عہد شکنی نہیں کرتا، رسولوں کی صورت یہ ہے، وہ عہد شکنی نہیں کرتے اور میں نے تم سے سوال کیا، کیا، اس سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ تو تو نے کہا، نہیں تو میں نے کہا (دل میں) اگر یہ دعویٰ اس سے پہلے کسی نے کیا ہوتا تو میں سوچ لیتا، ایک آدمی ہے ایسی بات کی اقتدا کر رہا ہے جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہے، پھر اس نے پوچھا، وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا، وہ ہمیں نماز، زکاۃ، صلہ رحمی اور پاک دامنی کی تلقین کرتا ہے، اس نے کہا، اگر جو کچھ تو اس کے بارے میں کہتا ہے، سچ ہے تو وہ یقیناً نبی ہے اور میں خوب جانتا ہوں وہ ظاہر ہونے والا ہے، لیکن میں اسے تم (عربوں) میں سے گمان نہیں کرتا تھا اور اگر میں جان لوں کہ میں اس تک پہنچ جاؤں گا تو میں

اس کی ملاقات کو پسند کرتا اور اگر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو میں ان کے قدم دھوتا اور اس کا اقتدار یقیناً یہاں تک پہنچ کر رہے گا، پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ منگوایا اور اسے پڑھا اس میں یہ لکھا تھا، ''اللہ کے نام سے جو انتہائی مہربان اور بار بار رحم فرمانے والا ہے، اللہ کے رسول محمد کی طرف سے، رومیوں کے بڑے ہرقل کے نام، سلامتی اس کے لیے ہے جس نے ہدایت کو اختیار کیا، اس کے بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، مسلمان ہو جاؤ، بچ جاؤ گے اور مسلمان ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دگنا اجر دے گا اور گر تم نے اعراض کیا تو کسانوں کا گناہ بھی تیرے ذمہ ہے اور اے اہل کتاب ایسے بول کی طرف لوٹ آؤ، جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترکہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم اللہ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں گے، اگر ہم اعراض کریں تو تم کہہ دو، گواہ ہو جاؤ، ہم تو مسلمان ہیں۔'' آل عمران، آیت نمبر ۶۴۔

جب وہ مکتوب پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے سامنے آوازیں بلند ہوئیں اور شور بڑھ گیا اور اس نے ہمارے بارے میں حکم دیا اور ہمیں نکال دیا گیا، ابوسفیان نے بتایا، جب ہم نکلے، تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا، ابو کبشہ کے بیٹے کا معاملہ بہت بڑھ گیا ہے، صورت حال یہ ہے، اس سے تو رومی بادشاہ بھی خوف کھاتا ہے، اس کے بعد مجھے ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یقین رہا کہ آپ کا دین غالب آ کر رہے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔

مفردات الحدیث ❶ **في المدة التي كانت بيني وبين رسول الله ﷺ**: اس سے مراد وہ عرصہ ہے، جس میں قریش مکہ نے حدیبیہ کے مقام پر ۶ھ میں دس سال تک لڑائی نہ کرنے کی صلح کی تھی۔ ❷ **هِرَقْل**: مشہور قول کے مطابق، هاء پر زیر ہے اور را پر زبر، قاف ساکن ہے، اگرچہ ایک قول کے مطابق را ساکن ہے اور قاف پر زیر ہے، یعنی هِرْقِل اور یہ روم کے بادشاہ کا نام ہے۔ ❸ **تَرْجُمان**: امام نووی کے نزدیک تاء پر زبر اور جیم پر پیش پڑھنا بہتر ہے، اگرچہ دونوں پر زیر اور دونوں پر پیش پڑھنا بھی درست ہے، ترجمہ کرنے والا، مترجم، ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنے والا۔'' ❹ **لولا مخافة ان يُؤثر عَلَى الكذب**: اگر اندیشہ نہ ہوتا کہ میری طرف سے جھوٹ نقل کیا جائے گا، جس سے معلوم ہوتا ہے، اسے یہ اندیشہ نہیں تھا کہ وہ اسے وہاں جھوٹا قرار دیں، لیکن وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں جو یہاں جھوٹی بات کہوں گا مکہ جا کر وہ اسے نقل کریں گے تو لوگ مجھے جھوٹا قرار دیں گے، اس طرح وہ جھوٹ بولنا اپنے مقام و مرتبہ کے مناسب نہیں سمجھتا تھا، جبکہ اب صورت حال یہ ہے کہ مسلمان لیڈروں کا اوڑھنا بچھونا ہی جھوٹ ہے اور اس کے بغیر ان کا کام ہی نہیں چل سکتا۔ ❺ **اشراف**: شریف کی جمع ہے، مراد عمومی اور غالب صورت ہے، کہ عام طور پر اہل نخوت اور چوہدری لوگ ابتداً انبیاء کی مخالفت کرتے ہیں، اگرچہ کچھ

ان کا ساتھ بھی دیتے ہیں۔ ⑥ سَخطَةً لَهٗ: دین کے کسی عیب یا نقص سے ناراض ہو کر مرتد ہونا، کیونکہ کسی اور سبب سے الگ ہونا ناممکن ہے۔ ⑦ تكون الحرب بيننا و بينه سجالاً: کہ ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی کا اسلوب ڈول کھینچنے کا ہے، کبھی وہ غالب آ تا ہے، کبھی ہم، کیونکہ اس وقت تین عظیم جنگیں ہو چکی تھیں، بدر، احد اور خندق، بدر میں مسلمان غالب، احد میں بظاہر وہ غالب، اگرچہ انجام کے اعتبار سے مسلمان فاتح تھے اور خندق میں کافر حملہ آور ہوئے تھے، لیکن ناکام لوٹے تھے۔ ⑧ مَا امكَنَنِي من كلمة: کہ مجھے کہیں ایسا موقعہ نہیں ملا، جس میں آپ ﷺ کی طرف کوئی عیب اور کمزوری منسوب کر سکوں، لیکن یہاں چونکہ معاہدہ کا تعلق آئندہ زمانہ سے تھا، اس لیے میں نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ عہد شکنی نہیں کرے گا، اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور ان کے مکان رفیع کو گرانے کی کوشش کی، لیکن ہرقل نے اس کی اس بات کی کوئی اہمیت نہیں دی، اس لیے اپنے تبصرہ میں کہا، تیرا خیال اور قول یہ ہے کہ وہ عہد شکنی نہیں کرتا۔ ⑨ اذا خالَطَ بَشَاشَةَ القلوب: جب وہ دل کے انشراح اور فرحت میں اتر جاتا ہے، اس میں گھر بنا لیتا ہے تو وہ نکلتا نہیں ہے اور کوئی انسان ایمان سے پھر کر ارتداد اختیار نہیں کرتا۔ ⑩ ان يكن ما تقول حَقًّا: اگر تمہاری یہ باتیں سچی ہیں تو پھر یہ زمین جہاں میں کھڑا ہوں، وہ بھی ان کے اقتدار اور حکومت میں آ جائے گی۔

ہرقل نے انتہائی بصیرت اور زیرکی سے ابوسفیان سے آپ ﷺ کے بارے میں انتہائی جچے تلے اور بنیادی سوالات کیے اور اس کے جوابات کی روشنی میں، صحیح صحیح نتائج اخذ کیے اور اسے یقین ہو گیا کہ آپ واقعی نبی ہیں اور چونکہ وہ تورات و انجیل کا ماہر تھا اور علم نجوم سے آگاہ تھا، اس لیے اس کو پتہ چل چکا تھا کہ آخری نبی پیدا ہونے والا ہے اور آپ کی علامات سے اس کو آپ کے نبی ہونے کا یقین ہو گیا، اس لیے اس نے آپ سے انتہائی عقیدت اور محبت کا اظہار کیا، لیکن اقتدار کی ہوس اور خواہش نے اسے اندھا کر دیا اور آپ کے اس جملہ اَسْلِم تَسْلَم سے وہ یہ صحیح نتیجہ نہ نکال سکا کہ مسلمان ہونے کے بعد میری حکومت برقرار رہے گی، اس لیے مسلمان نہ ہوا بلکہ جنگ موتہ ۸ھ میں مسلمانوں کے خلاف میدان مقابلہ میں آیا اور آپ نے یہاں سے اسے دوبارہ خط لکھا، لیکن اس نے پھر بھی اپنے اسلام کا اظہار کیا، آپ کے جواب میں، اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا، لیکن مسلمانوں کے مقابلہ سے پیچھے نہ ہٹا اور اپنی قوم کے سامنے اسلام کا اظہار نہ کیا، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے جھوٹ لکھا ہے، وہ عیسائیت پر قائم ہے۔''

فائدہ :...... آپ نے ہرقل کے نام کو خط لکھا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کافر کو بھی خط لکھا جائے تو اس کا آغاز بسم اللہ سے کیا جائے گا، پھر لکھنے والا اپنا نام شروع میں لکھ دے گا کہ تاکہ مکتوب الیہ کو پتہ چل جائے لکھنے والا کون ہے اور اس کے مطابق خط کو اہمیت دے، نیز مکتوب الیہ کے لیے، اس کے مقام و مرتبہ کے مطابق مناسب تعظیمی القاب لکھے جائیں گے، تاکہ وہ شروع ہی سے نفرت و غضب کا شکار نہ ہو جائے، اس لیے آپ نے ہرقل

کے لیے عظیم الروم کے الفاظ استعمال کیے اور اس خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر کو سلام کہنے میں پہل نہیں کی جائے گی، اکثر علماء کا یہی قول ہے اور صحیح احادیث سے اس کا تائید ہوتی ہے، بلکہ بعض علماء کا خیال تو یہ ہے کہ بدعتی اور فاسق و فاجر کو بھی سلام نہیں کہا جائے گا اور آپ نے اَسْلِمْ تَسْلَمْ کے الفاظ کے ذریعہ انتہائی بلیغ اور موثر انداز میں انتہائی جامعیت اور اختصار کے ساتھ ہر قسم کی دنیوی اور اخروی سلامتی کی ضمانت دے دی تھی اور پوری قوم کے اجر وثواب کے سمیٹنے کا شوق اور ترغیب دلائی تھی، اگر تم مسلمان ہو گئے تو تمہاری رعایا بھی تمہارے سبب مسلمان ہو جائے گی اور تمہیں اس کا اجر وثواب ملے گا، اگر تم مسلمان نہ ہوئے تو تمہارے ڈر اور خوف کی وجہ سے تمہاری کمزور رعایا جن کی اکثریت کاشتکاروں اور کسانوں پر مشتمل ہے، وہ مسلمان نہیں ہوگی اور ان کا وبال بھی تم پر پڑے گا اور آپ ﷺ نے خط میں اس کی طرف ایک آیت لکھی جس کے بارے میں دو نظریات ہیں۔ (۱) آپ نے یہ عبارت اپنے کلام کے طور پر لکھی، کیونکہ یہ خط آپ نے ۷ھ میں لکھا جبکہ یہ آیت وفد نجران کی آمد پر ۹ھ میں اتری، گویا آپ کے الفاظ آنے والی آیت کے موافق نکلے، (۲) یہ آیت وفد نجران کی آمد سے پہلے اتر چکی تھی اور آپ ﷺ نے وفد کی آمد پر ان کو پڑھ کر سنائی، اس صورت میں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کافر کو بھی دعوت و تبلیغ کے لیے خط میں آیات قرآن لکھی جا سکتی ہیں۔

ابن ابی کبشہ سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کو اس نام سے تعبیر کرنے کی مختلف وجوہ بیان کی جاتی ہیں، (۱) ابو کبشہ آپ کے نانا یا دادا کا نام تھا اور عربوں کا یہ دستور تھا کہ جب وہ کسی کی تحقیر کرنا چاہتے تو اسے اس کے کسی غیر معروف دادے یا نانے کی طرف منسوب کرتے۔ (۲) آپ کے رضاعی باپ حارث کی بیٹی کبشہ تھی، اس لیے اسے ابو کبشہ کہا جاتا تھا۔ (۳) ابو کبشہ آپ کی رضاعی ماں حلیمہ کے باپ کی کنیت تھی (۴) ابو کبشہ نامی ایک بت پرست شخص تھا، جس نے اپنی قوم کے دین بت پرستی کو چھوڑ کر شعریٰ ستارہ کی پرستش شروع کر دی تھی تو گویا آپ ﷺ نے اس کی طرح اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا، بہرحال ابوسفیان جو اس وقت کافر تھا، اس نے آپ کی نسبت آپ کے معروف اور مشہور دادے عبدالمطلب کی بجائے کسی ایسی شخصیت کی طرف کی جو گمنام اور غیر معروف تھا، آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنی توفیق سے ابوسفیان کو نوازا، اس کے دل میں اسلام داخل کر دیا اور اسے مسلمان ہو جانے کی توفیق عنایت فرمائی اور وہ فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہو گیا۔

[4608] (. . .) و حَدَّثَنَاه حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَكَانَ قَيْصَرُ لَمَّا كَشَفَ اللّٰهُ عَنْهُ

[4608] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٨٣)

جُنُودَ فَارِسَ مَشٰى مِنْ حِمْصَ اِلَى اِيلِيَاءَ شُكْرًا لِمَا اَبْلَاهُ اللّٰهُ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَقَالَ اِثْمَ الْيَرِيسِيِّينَ وَقَالَ بِدَاعِيَةِ الْاِسْلَامِ

[4608]۔ امام صاحب یہی حدیث اپنے دو اور اساتذہ کی سند سے ابن شہاب کے اس واسطہ سے بیان کرتے ہیں اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ قیصر شام روم سے جب اللہ تعالیٰ نے ایرانی افواج کو شکست دلوا دی تو وہ اللہ کی اس نعمت و احسان کے شکرانہ کے طور پر حمص سے چل کر ایلیاء (بیت المقدس) آیا اور اس حدیث میں ہے، (محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے) اور اس میں ہے، ((الاریسیـــــن)) کاشتکاروں کا گناہ اور دعایہ کی جگہ داعیۃ الاسلام، اسلام کی طرف بلانے والا کلمہ۔

مفردات الحدیث ❶ **مَلِكُ بنی الاصفر**: رومیوں کے جد امجد، روم بن عیص نے، ایک حبشی شہزادی سے شادی کر لی تھی، جس کی وجہ سے اس کی اولاد گندمی رنگ کی تھی یا اس کی دادی حضرت سارۃ علیہا السلام نے اسے سونا پہنایا تھا، اس لیے اس کی اولاد کو بنوالاصفر کا نام دیا گیا۔ ❷ **الم الیر یسیّین**: ار یسّیین اور یریسیّین کا معنی ایک ہی ہے، جس کا معنی کاشتکار، کسان ہے، جیسا کہ بعض روایات میں اکـــارین کا لفظ آیا ہے اور ایک مرسل روایت میں اثم الفلاحین آیا ہے، بعض نے اس کا معنی خدم وحشم، نوکر چاکر کیا ہے، بعض کے بقول عبداللہ بن اریس کے پیروکار مراد ہیں اور بقول بعض، روسا اور شہزادے ہیں، جو لوگوں کو غلط راہوں پر چلاتے ہیں، لیکن صحیح معنی پہلا ہی ہے۔ ❸ **دِعَایۃ اور داعیۃ**: دونوں کا معنی وحدت ہے یا داعیۃً سے مراد کلمۃ داعیۃ ہے، یعنی کلمہ توحید۔ ❹ **شُکرا لما ابلاہ اللّٰہ**: اللہ نے اس پر جو نعمت و احسان فرمایا، اسے اپنے دشمن ایرانیوں پر غلبہ دیا، جنہوں نے اس کی سلطنت کو تباہ و برباد کر ڈالا تھا اور اسے اپنے دار السلطنت قسطنطنیہ میں محصور کر ڈالا تھا۔

٢٧...... بَاب: كُتُبِ النَّبِيِّ ﷺ اِلَى مُلُوكِ الْكُفَّارِ يَدْعُوهُمْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

باب ٢٧: رسول اللہ نے کافر بادشاہوں کو اسلام کی دعوت کے سلسلہ میں خطوط لکھے

[4609] ٧٥-(١٧٧٤) حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ اِلٰى كِسْرٰى وَاِلٰى قَيْصَرَ وَاِلَى النَّجَاشِيِّ وَاِلٰى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ

[4609]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہر صاحب اقتدار کی

[4609] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الاستئذان باب: في مكاتبة المشركين برقم (٢٧١٦) انظر (التحفة) برقم (١١٧٩)

طرف خط لکھ کر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور یہ وہ نجاشی نہیں ہے، جس کی نبی اکرم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

[4610] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الرُّزِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا

اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُلْ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وحَدَّثَنِيهِ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ اَخْبَرَنِي اَبِي حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ

[4610]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے اوپر والی حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں اور اس میں آخری فقرہ، یہ وہ نجاشی نہیں ہے جس کی آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

[4611] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الرُّزِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُلْ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وحَدَّثَنِيهِ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ اَخْبَرَنِي اَبِي حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ

[4611]۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں بھی آخری جملہ کہ یہ وہ نجاشی نہیں ہے، جس کی آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی، کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ:...... اس دور میں مختلف ملکوں کے بادشاہوں کے القاب مختلف ہوتے تھے، ایرانیوں کے بادشاہ کو کسریٰ، روم کے بادشاہ کو قیصر، حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی، ترکوں کے بادشاہ کو خاقان، قبطیوں کے بادشاہ کو فرعون، حمیروں کے بادشاہ کو تبع، ہندوستان کے بادشاہ کو راجہ، انگریزوں کے بادشاہ کو جارج یا ایڈورڈ کہتے تھے اور آپ ﷺ نے اپنے قرب و جوار کے بادشاہوں اور حکمرانوں کو خطوط لکھے تھے۔

٢٨...... بَاب: فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ

باب ٢٨: غزوہ حنین

[4612] ٧٦-(١٧٧٥) وحَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي

[4610] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٥٨٥)

[4611] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١١٦٤)

[4612] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٥١٣٤)

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ عَبَّاسٌ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ اَنَا وَاَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ اَهْدَاهَا لَهُ فَرْوَةُ بْنُ نُفَاثَةَ الْجُذَامِيُّ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ قَالَ عَبَّاسٌ وَاَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَا تُسْرِعَ وَاَبُو سُفْيَانَ آخِذٌ بِرِكَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((اَيْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ))** فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِي اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا فَقَالُوا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْاَنْصَارِ يَقُولُونَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَقَالُوا يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((هٰذَا حِينَ حَمِيَ الْوَطِيسُ))** قَالَ ثُمَّ اَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ **((اِنْهَزَمُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ))** قَالَ فَذَهَبْتُ اَنْظُرُ فَاِذَا الْقِتَالُ عَلٰى هَيْئَتِهِ فِيمَا اَرٰى قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهِ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا

[4612]۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر تھا، میں اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبد المطلب آپ کے ساتھ ساتھ رہے، آپ سے جدا نہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سفید خچر پر سوار تھے، جو آپ کے فروہ بن نفاثہ جذامی نے تحفہ کے طور پر پیش کی تھی، تو جب مسلمانوں اور کافروں کی مڈبھیڑ ہوئی، مسلمان پیٹھ پھیر کر لوٹ آئے تو رسول اللہ ﷺ اپنی خچر کو کافروں کی طرف ایڑ لگانے لگے، حضرت عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کی خچر کی لگام پکڑے ہوئے اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا، تاکہ وہ تیز نہ بھاگے اور ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کی رکاب پکڑے ہوئے تھا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عباس! اصحاب سمرہ کو آواز دو، عباس رضی اللہ عنہ جو بہت بلند آواز تھے، بیان کرتے ہیں، میں نے بلند آواز سے کہا، بیعت رضوان کرنے والے کہاں ہیں؟ تو اللہ کی قسم! میری آواز سن کر، وہ اس طرح مڑے جس

طرح گائے اپنے بچوں کی طرف مڑتی ہے یا پلٹتی ہے، انہوں نے کہا، ہاں، حاضر ہیں، ہاں حاضر ہیں! اور وہ دشمن (کافروں) سے ٹکرا گئے اور انصار کو یہ کہتے ہوئے بلانے لگے، اے انصار کی جماعت! اے انصار کی جماعت! پھر صرف بنو حارث بن خزرج کو آواز دینے لگے، اے حارث بن خزرج کی اولاد، اے حارث بن خزرج کے بیٹو! تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی خچر پر گردن اٹھاتے ہوئے، ان کی لڑائی پر نظر ڈالی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت لڑائی کا تنور گرم ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے چند کنکر اٹھا کر کافروں کے چہروں پر مارے اور پھر فرمایا: ''ہزیمت سے دوچار، محمد کے رب کی قسم!'' عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میں دیکھنے لگا تو میرے خیال میں، لڑائی کا انداز برقرار تھا اور اللہ کی قسم، جوں ہی آپ ﷺ نے کنکر ان پر پھینکے تو ان کی تیزی مسلسل گھٹنے لگی اور ان کا معاملہ الٹنے لگا۔

مفردات الحدیث ❶ **فولّی المسلمون مدبرين**: بنو ہوازن کمین گاہوں میں چھپے ہوئے تھے، انہوں نے اچانک اس زور سے حملہ کیا کہ ان کے سامنے آنے والے مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ کا دستہ مقابلہ میں رہا اور پیچھے والا دستہ، آپ ﷺ تک نہ پہنچ سکا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ اکیلے ہی تیزی سے خچر سے اتر کر، دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ ❷ **اصحاب الشجرة**: وہ لوگ جنہوں نے کیکر کے درخت کے نیچے، حدیبیہ کے موقعہ پر آپ ﷺ سے بیعت رضوان کی تھی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی آواز بہت گرجدار اور بلند تھی۔ ❸ **لكأنهم عطفتهم عطفة البقر على اولادها**: جس طرح گائے، اپنے چھوٹے بچے کی آواز سن کر فوری طور پر اس کی طرف پلٹتی ہے، اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی آواز سن کر فوراً پلٹے حتی کہ وہ اونٹوں سے چھلانگیں لگا کر آواز کی طرف دوڑ پڑے۔ ❹ **هذا حين حمي الوطيس**: وطیس تنور کو کہتے ہیں اور یہ محاورہ اس وقت استعمال کرتے ہیں جب لڑائی انتہائی شدید ہو جائے۔ ❺ **ارى حدهم كليلا**: ان کی قوت و طاقت کمزور پڑ رہی ہے۔

فائدہ:...... جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا تو عرب قبائل ششدر رہ گئے اور ان میں سے اکثر قبائل نے سپر ڈال دی، لیکن چند قبائل نے اس کو اپنی عزت نفس اور خودی کے خلاف سمجھا اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے، ان میں سرفہرست ہوازن اور ثقیف تھے، ان کے ساتھ نصر، جشم، سعد بن بکر کے قبائل اور بنو ہلال کے کچھ لوگ شریک ہو گئے ان سب قبائل کا تعلق قیس عیلان سے تھا، رسول اللہ ﷺ کو دشمن کی روانگی کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ لوگوں کے درمیان گھس کر ان میں ٹھہریں اور ان کے حالات کا ٹھیک ٹھیک پتہ لگا کر آئیں اور آپ ﷺ کو اطلاع دیں، جنہوں نے تمام حالات معلوم کر کے آ کر آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے شوال ۸ھ کو مکہ سے حنین کا رخ کیا، بارہ ہزار فوج آپ کے ہم رکاب تھی، دس ہزار (۱۰۰۰۰) آپ کے وہ ساتھی جو فتح مکہ کے لیے آپ کے ساتھ آئے تھے اور دو

ہزار مکہ کے باشندے، جن میں اکثریت نومسلموں کی تھی، اسلامی لشکر ۱۰ شوال کو حنین پہنچا اور وہ دشمن کے وجود سے قطعی بے خبر تھے، اس کے اچانک حملہ سے اگلے دستہ کے مسلمان سنبھل نہ سکے، اس لیے بھاگ کھڑے ہوئے، اس شدید بھگدڑ کے باوجود آپ کا رخ کفار کی طرف تھا اور پیش قدمی کے لیے اپنے خچر کو ایڑ لگا رہے تھے، پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی آواز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انتہائی سرعت سے واپس پلٹے، تفصیلات کے لیے الرحیق المختوم میں غزوہ حنین پڑھیے۔

[4613] ۷۷-(. . .)و حَدَّثَنَاه اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَرْوَةُ بْنُ نُعَامَةَ الْجُذَامِيُّ وَقَالَ ((انْهَزَمُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ انْهَزَمُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ حَتّٰى هَزَمَهُمُ اللّٰهُ قَالَ وَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَرْكُضُ خَلْفَهُمْ عَلٰى بَغْلَتِهِ

[4613]۔ یہی روایت امام اپنے تین اور اساتذہ سے، زہری کی مذکورہ بالا سند سے بیان کرتے ہیں، اس میں تھوڑا سا لفظی فرق ہے کہ اس میں خچر کا تحفہ دینے والے کا نام فروہ بن نعامہ جذامی رضی اللہ عنہ ہے اور تهزموا ورب محمد کی جگہ انهزموا، ورب الكعبة ہے، اور یہ اضافہ ہے، اللہ تعالیٰ نے شکست دے دی اور گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ان کے پیچھے اپنے خچر کو ایڑ لگا رہے ہیں۔

[4614] (. . .)و حَدَّثَنَاه ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي كَثِيرُ ابْنُ الْعَبَّاسِ عن ابيه رضی اللہ عنہما قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ غَيْرَ اَنَّ حَدِيثَ يُونُسَ وَحَدِيثَ مَعْمَرٍ اَكْثَرُ مِنْهُ وَاَتَمُّ

[4614]۔ یہی روایت امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میں حنین کے دن نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، لیکن یونس اور معمر کی مذکورہ بالا روایت، اس سے زیادہ طویل اور مکمل ہے۔

[4615] ۷۸-(۱۷۷٦)حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُو خَيْثَمَةَ

[4613] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٥١٣٤)

[4614] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٥١٣٤)

[4615] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجهاد والسير باب: من صف اصحابه عند الهزيمة ونزل عن دابته فاستنصر برقم (٢٩٣٠) انظر (التحفة) برقم (١٨٣٨)

عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَآءِ یَا اَبَا عُمَارَةَ اَفَرَرْتُمْ یَوْمَ حُنَیْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنَّهٗ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهٖ وَاَخِفَّاؤُهُمْ حُسَّرًا لَیْسَ عَلَیْهِمْ سِلَاحٌ اَوْ كَثِیْرُ سِلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَا یَكَادُ یَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِیْ نَصْرٍ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا یَكَادُوْنَ یُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَاكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی بَغْلَتِهِ الْبَیْضَآءِ وَاَبُوْ سُفْیَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ یَقُوْدُ بِهٖ فَنَزَلَ فَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ ((اَنَا النَّبِیُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّهُمْ))

[4615] ۔ ابو اسحاق رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے ابو عمارہ! کیا تم حنین کے دن بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے پشت نہیں دکھائی، لیکن آپ ﷺ کے نوجوان ساتھی اور جلد باز، نہتے، جن کے پاس دفاعی اسلحہ نہ تھا یا زیادہ اسلحہ نہ تھا، آگے بڑھے اور انتہائی ماہر تیر انداز لوگوں سے، جن کا کوئی تیر نشانہ سے چوکتا نہیں تھا یعنی ہوازن اور بنو نصر سے بھڑ گئے اور انہوں نے یکبار اس طرح ان پر تیر پھینکے کہ ان کا کوئی تیر نشانہ سے چوکتا نہ تھا تو یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھے اور رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس کو آگے سے پکڑے ہوئے تھے، آپ ﷺ اس سے اترے اللہ تعالیٰ سے نصرت (مدد) طلب کی اور فرمایا: ''میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے ان آنے والوں کی صف بندی کی۔

مفردات الحدیث ❶ أَخِفَّائهم: خفیف کی جمع ہے، جلد باز، جوشیلے۔ ❷ حُسَّر، حاسر کی جمع ہے، ننگے سر مراد ہے، جن کے پاس دفاعی اسلحہ نہ تھا۔ ❸ رَشَقُوهم رَشْقًا: انہوں نے انتہائی زور سے تیر اندازی کی۔

فائدہ :...... چونکہ جنگ حنین میں سب لوگ نہیں بھاگے تھے، خاص طور پر لشکر کا سپہ سالار، دشمن کے مقابلہ میں ڈٹا ہوا، آگے بڑھ رہا تھا، اس لیے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے، بعض صحابہ کے بھاگنے کو کوئی اہمیت نہیں دی کیونکہ وہ بھی آواز سن کر آپ ﷺ کی طرف پلٹ آئے تھے اور آپ ﷺ نے اپنی نسبت، والد کے بجائے عبدالمطلب کی طرف کی، کیونکہ وہ معروف ومشہور شخصیت تھی اور لوگوں میں یہ بات پھیلی ہوئی تھی کہ عبدالمطلب کی اولاد میں ایک نبی ہوگا، جو غالب آئے گا، اور ایک عظیم مقام ومرتبہ کا حامل ہوگا، اس طرح آپ نے ان کو یاد دلایا، میں وہی ہوں، اس لیے غالب آ کر رہوں گا، میدان سے بھاگنے والا نہیں ہوں۔

[4616] ۷۹۔(. . .) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ الْمِصِّیْصِیُّ حَدَّثَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ عَنْ زَكَرِیَّاءَ

[4616] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۸۳۳)

عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی الْبَرَآءِ فَقَالَ اَكُنْتُمْ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ يَا اَبَا عُمَارَةَ فَقَالَ اَشْهَدُ عَلٰی نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ مَا وَلّٰی وَلٰكِنَّهٗ انْطَلَقَ اَخِفَّآءُ مِنَ النَّاسِ وَحُسَّرٌ اِلٰی هٰذَا الْحَيِّ مِنْ هَوَازِنَ وَهُمْ قَوْمٌ رُمَاةٌ فَرَمَوْهُمْ بِرِشْقٍ مِّنْ نَبْلٍ كَاَنَّهَا رِجْلٌ مِّنْ جَرَادٍ فَانْكَشَفُوا فَاَقْبَلَ الْقَوْمُ اِلٰی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَقُودُ بِهٖ بَغْلَتَهٗ فَنَزَلَ وَدَعَا وَاسْتَنْصَرَ وَهُوَ يَقُولُ ((اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ اَللّٰهُمَّ نَزِّلْ نَصْرَكَ)) قَالَ الْبَرَآءُ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ نَتَّقِي بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِي يُحَاذِي بِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[4616]۔ ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت براء رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا، کیا تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے؟ اے ابو عمارۃ رضی اللہ عنہ تو انہوں نے جواب دیا، میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں، آپ نے پیٹھ نہیں دکھائی، لیکن کچھ جلد باز لوگ، غیر مسلح اس ہوازن قبیلہ کی طرف چلے اور وہ تیر انداز لوگ تھے تو انہوں نے ان پر تیروں کی باڑھ اس طرح ماری گویا وہ ٹڈی دل ہے تو یہ لوگ سامنے سے ہٹ گئے اور یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف آ گئے اور ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ آپ کا خچر آگے سے پکڑے ہوئے تھا، آپ اترے، دعا کی، مدد چاہی اور فرمانے لگے، ''میں نبی ہوں، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں، اے اللہ! اپنی مدد اتار۔'' حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب جنگ انتہائی شدت اختیار کر لیتی تو ہم آپ ﷺ کی اوٹ لیتے اور ہم میں سے بہادر شخص وہ تھا، جو نبی اکرم ﷺ کے برابر کھڑا ہوتا۔

مفردات الحدیث ❶ **رِجْلُ جَرَادٍ**: ٹڈی دل، ٹڈیوں کی جماعت ولشکر۔ ❷ **انکشفوا**: بکھر گئے یا شکست کھا گئے۔ ❸ **اِحْمَرَّ الْبَاْسُ**: لڑائی سرخ ہو گئی، یعنی زور پکڑ گئی، شدت اختیار کر گئی۔

[4617] ۸۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ اَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ الْبَرَآءُ وَلٰكِنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ وَكَانَتْ هَوَازِنُ يَوْمَئِذٍ رُمَاةً وَاِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمُ انْكَشَفُوا فَاَكْبَبْنَا عَلَی الْغَنَآئِمِ فَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَاِنَّ اَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا

[4617] تقدم

وَهُوَ يَقُولُ ((اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ))

[4617]۔ابواسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے ایک قیسی آدمی نے سوال کیا، کیا تم حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں بھاگے تھے اور ہوازن کے لوگ ماہر تیر انداز تھے اور ہم نے جب ان پر حملہ کیا تو وہ شکست کھا گئے اور ہم غنیمتوں پر ٹوٹ پڑے، انہوں نے ہمارا استقبال تیروں سے کیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سفید خچر پر دیکھا اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اس کے لگام کو تھامے ہوئے تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ''میں نبی ہوں، جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں بھگدڑ اس وقت مچی جب وہ غنیمت سمیٹنے میں مشغول ہو گئے، حالانکہ یہ صورت حال نہیں ہے، بھگدڑ پہلے مچی ہے، پھر صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے اور دشمن پر حملہ کیا، جس سے دشمن شکست کھا کر تتر بتر ہو گیا اور مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا، جیسا کہ تفصیلی روایات میں آیا ہے۔

[4618] (. . .)وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُبْنُ الْمُثَنّٰى وَاَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو اِسْحٰقَ

عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا اَبَاعُمَارَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَهُوَ اَقَلُّ مِنْ حَدِيثِهِمْ وَهٰؤُلَآءِ اَتَمُّ حَدِيثًا

[4618]۔امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے پوچھا، اے ابوعمارہ! آگے مذکورہ بالا حدیث ہے، یہ روایت اوپر کے راویوں سے کم ہے اور ان کی حدیث زیادہ تام ہے۔

[4619] ٨١۔(١٧٧٧)وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي اِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ

[4618] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد باب: بغلة النبي صلی اللہ علیہ وسلم البيضاء برقم (٢٨٧٤) وفي المغازي باب: قول الله تعالى: ﴿ويوم حنين اذا اعجبتكم كثرتكم فلم تغن نكم من الله شيئا وضاقت عليكم الارض بما رحبت ثم وليتم مدبرين﴾ الى قوله (غفور رحيم) برقم (٤٣١٥) والترمذي في (جامعه) في الجهاد باب: ما جاء في الثبات عند القتال برقم (١٦٨٨) انظر (التحفة) برقم (١٨٤٨)

حَدَّثَنِی اَبِی قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حُنَیْنًا فَلَمَّا وَاجَهْنَا الْعَدُوَّ تَقَدَّمْتُ فَاَعْلُو ثَنِیَّةً فَاسْتَقْبَلَنِی رَجُلٌ مِّنَ الْعَدُوِّ فَاَرْمِیهِ بِسَهْمٍ فَتَوَارٰی عَنِّی فَمَا دَرَیْتُ مَا صَنَعَ وَنَظَرْتُ اِلَی الْقَوْمِ فَاِذَا هُمْ قَدْ طَلَعُوا مِنْ ثَنِیَّةٍ اُخْرٰی فَالْتَقَوْا هُمْ وَصَحَابَةُ النَّبِیِّ ﷺ فَوَلّٰی صَحَابَةُ النَّبِیِّ ﷺ وَاَرْجِعُ مُنْهَزِمًا وَعَلَیَّ بُرْدَتَانِ مُتَّزِرًا بِاِحْدَاهُمَا مُرْتَدِیًا بِالْاُخْرٰی فَاسْتَطْلَقَ اِزَارِی فَجَمَعْتُهُمَا جَمِیعًا وَمَرَرْتُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُنْهَزِمًا وَهُوَ عَلٰی بَغْلَتِهِ الشَّهْبَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ رَاٰی ابْنُ الْاَكْوَعِ فَزَعًا فَلَمَّا غَشُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ مِنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهِ وُجُوهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ الْوُجُوهُ فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَاَ عَیْنَیْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِینَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَقَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَنَائِمَهُمْ بَیْنَ الْمُسْلِمِینَ

[4619]۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنگ حنین لڑی تو جب ہم دشمن کے مقابلہ میں آئے، میں آگے بڑھ کر ایک گھاٹی پر چڑھ گیا، دشمن کا ایک آدمی میرے سامنے آیا تو میں نے اس پر تیر پھینکا اور وہ مجھ سے چھپ گیا، مجھے پتہ نہیں چلا، اس نے کیا کیا، میں نے دشمن لوگوں پر نظر دوڑائی تو وہ دوسری گھاٹی سے چڑھ چکے تھے تو ان کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھیوں سے ٹکراؤ ہوا اور آپ ﷺ کے ساتھی پشت دکھا گئے اور میں شکست خوردہ لوٹا، میرے اوپر دو چادریں تھیں، ایک تہبند تھی اور دوسری میں اوڑھے ہوئے تھا، میری تہبند (عجلت میں) کھل گئی تو میں نے دونوں کو اکٹھا کر لیا اور میں شکست خوردہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ اپنے مٹیالے سفید رنگ خچر پر سوار تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن اکوع گھبراہٹ سے دوچار رہا ہے۔'' جب دشمن نے رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیا تو آپ ﷺ اپنے خچر سے اتر آئے، پھر زمین کی مٹی سے ایک مٹھی بھری، پھر اسے دشمن کے چہروں کی طرف پھینکا اور فرمایا: ''چہرے بگڑ گئے (شکست سے رنگ اڑ گئے)'' تو ان میں سے کوئی اللہ کا پیدا کردہ انسان نہیں تھا، جس کی دونوں آنکھیں مٹی سے نہ بھر گئی ہوں، اس ایک مٹھی سے تو وہ شکست کھا کر پیٹھ پھیر گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی غنیمتیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیں۔

مفردات الحدیث ❶ **استطلق ازاری:** بھاگتے ہوئے تہبند کھل گیا، (جس کو میں نے اوپر کی چادر کے

[4619] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٥٢٣)

ساتھ پکڑ لیا، کیونکہ باندھنے کا موقع نہ تھا۔ ❷ مُنْهَزِمًا: مررتُ کے فاعل سے حال ہے کہ میں شکست خوردہ گزرا، رسول اللہ ﷺ مفعول سے حال نہیں ہے کہ یہ کہا جا سکے آپ ﷺ شکست کھا گئے تھے۔ ❸ شاهت الوجوه: آپ ﷺ کی دعا کی نتیجہ میں شکست سے ان کے منہ لٹک گئے، کیونکہ ناکام ہو کر وہ قیدی بن چکے تھے۔

۲۹...... بَاب: غَزْوَةِ الطَّآئِفِ

باب ۲۹: غزوۂ طائف

[4620] ۸۲۔(۱۷۷۸)حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الْاَعْمٰى

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَاصَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلَ الطَّآئِفِ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَقَالَ اِنَّا قَافِلُونَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ اَصْحَابُهُ نَرْجِعُ وَلَمْ نَفْتَتِحْهُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا عَلَيْهِ فَاَصَابَهُمْ جِرَاحٌ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا قَافِلُونَ غَدًا قَالَ فَاَعْجَبَهُمْ ذٰلِكَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[4620] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے طائف والوں کا محاصرہ کیا اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ان شاء اللہ کل واپس لوٹ جائیں گے۔'' آپ ﷺ کے ساتھیوں نے کہا، ہم اسے فتح کیے بغیر لوٹ جائیں گے! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کل جنگ کے لیے نکلو۔'' وہ اس کے لیے نکلے اور انہیں زخم لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم کل واپس چلیں گے۔'' تو اس پر وہ بہت خوش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔

نوٹ:...... مسلم میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ہے، جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی ہے، جیسا کہ بخاری میں مروی ہے۔

فائدہ:...... اہل طائف نے غزوہ حنین کے بعد بھاگ کر اپنے قلعہ میں پناہ لی، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے حنین سے فارغ ہو کر اور جعرانہ میں مال غنیمت جمع فرما کر ماہ شوال ۸ھ میں طائف کا رخ کیا اور وہ وہاں پہنچ کر قلعہ کا محاصرہ کیا، ان لوگوں نے سال بھر کا سامان خورونوش جمع کر لیا تھا اور مسلمانوں پر اس شدت سے تیراندازی کی کہ معلوم ہوتا تھا ٹڈی دل چھایا ہوا ہے، مسلمانوں نے اس قلعہ کو فتح کرنے کے لیے پہلی دفعہ منجنیق سے دبابہ کو استعمال

[4620] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: غزوة الطائف في شوال سنة ثمان برقم (٤٣٢٥) وفي الادب باب: التبسم والضحك برقم (٦٠٨٦) وفي التوحيد باب: في المشيئة ولارادة برقم (٧٤٨٠) انظر (التحفة) برقم (٧٠٤٣)
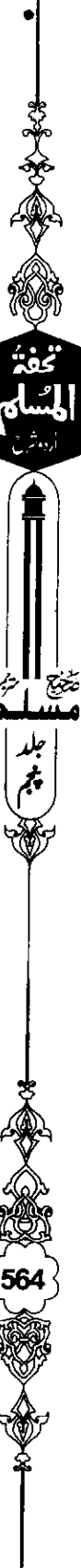
کیا، لیکن قلعہ قابو ہوتا نظر نہ آیا تو آپ ﷺ نے واپسی کا اعلان فرما دیا، لیکن یہ اعلان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر گراں گزرا کہ طائف فتح کیے بغیر کیوں واپس ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو کل لڑائی کے لیے نکلو، دوسرے دن جب لڑائی کے لیے نکلے تو زخموں کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا تو اس کے بعد آپ نے پھر فرمایا، ہم ان شاء اللہ کل واپس ہوں گے، اس پر لوگوں میں مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے بے چون و چرا رخت سفر باندھنا شروع کر دیا، یہ کیفیت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے کہ کل جو لوگ کوچ کے لیے تیار نہیں، آج زخم کھا کر کس طرح جلدی واپسی کے لیے تیار ہو گئے ہیں، تفصیل کے لیے الرحیق المختوم دیکھئے۔

٣٠...... بَاب: غَزْوَةِ بَدْرٍ

باب ٣٠: غزوۂ بدر

[4621] ٨٣-(١٧٧٩) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شَاوَرَ حِينَ بَلَغَهُ اِقْبَالُ اَبِى سُفْيَانَ قَالَ فَتَكَلَّمَ اَبُو بَكْرٍ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ عُمَرُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ اِيَّانَا تُرِيدُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِيضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلَى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ فَانْطَلَقُوا حَتّٰى نَزَلُوا بَدْرًا وَوَرَدَتْ عَلَيْهِمْ رَوَايَا قُرَيْشٍ وَفِيهِمْ غُلَامٌ اَسْوَدُ لِبَنِى الْحَجَّاجِ فَاَخَذُوهُ فَكَانَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَسْاَلُونَهُ عَنْ اَبِى سُفْيَانَ وَاَصْحَابِهِ فَيَقُولُ مَا لِى عِلْمٌ بِاَبِى سُفْيَانَ وَلٰكِنْ هٰذَا اَبُو جَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ وَاُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ فَاِذَا قَالَ ذٰلِكَ ضَرَبُوهُ فَقَالَ نَعَمْ اَنَا اُخْبِرُكُمْ هٰذَا اَبُو سُفْيَانَ فَاِذَا تَرَكُوهُ فَسَاَلُوهُ فَقَالَ مَا لِى بِاَبِى سُفْيَانَ عِلْمٌ وَلٰكِنْ هٰذَا اَبُو جَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ وَاُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ فِى النَّاسِ فَاِذَا قَالَ هٰذَا اَيْضًا ضَرَبُوهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّى فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ انْصَرَفَ قَالَ وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَتَضْرِبُوهُ اِذَا صَدَقَكُمْ وَتَتْرُكُوهُ اِذَا كَذَبَكُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ قَالَ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْاَرْضِ هَاهُنَا هَاهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[4621] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٥١)

[4621]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو ابوسفیان کی آمد کی خبر ملی تو آپ نے مشورہ فرمایا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی تو آپ ﷺ نے اس پر توجہ نہ دی، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے بات کی، آپ نے اس سے بھی بے رخی برتی، اس پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، آپ ہماری رائے جاننا چاہتے ہیں؟ اے اللہ کے رسول ﷺ! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر آپ ہمیں گھوڑے سمندر میں ڈالنے کا حکم دیں تو ہم اس میں ڈال دیں گے اور اگر آپ ان کو برک غماد تک بھگانے کا حکم دیں تو ہم یہ کام کریں گے، تب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا، وہ چل پڑے حتی کہ بدر میں جا پہنچے اور وہاں ان کے پاس قریش کے پانی ڈھونے والے اونٹ آئے، ان میں بنوحجاج کا ایک سیاہ فام غلام بھی تھا، لوگوں نے اسے پکڑ لیا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھنے لگے تو وہ کہنے لگا، مجھے ابوسفیان کا تو کوئی پتہ نہیں ہے، لیکن ادھر ابوجہل، عتبہ، شیبہ، امیہ بن خلف موجود ہیں، جب وہ یہ کہتا تو وہ اسے مارتے تو وہ کہتا اچھا میں تمہیں بتاتا ہوں، ادھر ابوسفیان ہے تو جب اسے چھوڑ دیتے اور پوچھتے تو وہ کہتا، مجھے ابوسفیان کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے، لیکن یہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف لوگوں کے ساتھ موجود ہیں تو جب وہ یہ کہتا، تو پھر اسے مارتے اور رسول اللہ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے یہ صورت حال دیکھی، سلام پھیر دیا اور فرمایا، اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جب وہ تمہیں سچا بتاتا ہے تو تم اسے پیٹتے ہو اور جب وہ تمہیں جھوٹ بتاتا ہے تم اسے چھوڑ دیتے ہو۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس جگہ فلاں کافر ڈھیر ہوگا۔'' اور اپنے ہاتھ زمین پر یہاں یہاں رکھ رہے تھے تو آپ (رسول اللہ ﷺ) کے ہاتھ کی جگہ سے ان میں سے کوئی دور نہیں ہوا۔''

مفردات الحدیث ❶ **لو امرتنا ان نخيضها البحر:** اگر آپ ہمیں یہ حکم دیں کہ ہم گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیں، یعنی سمندر میں کود جائیں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ ❷ **لو امرتنا ان نضرب اكبادها الى برك الغماد:** اگر آپ ﷺ ہمیں انہیں دور تک بھگانے کا حکم دیں، (کیونکہ برک الغماد مدینہ سے بہت دور کے فاصلہ پر مکہ سے بہت آگے واقع ہے) تو ہم یہ کام کرنے کے لیے تیار ہیں، یعنی ہم آپ ﷺ کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کریں گے، آپ ہمارے بارے میں اس سے بے خوف ہو جائیں تو ہم آپ کا ساتھ نہیں دیں گے۔
❸ **روايا:** راویہ کی جمع ہے، ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن پر پانی پینے کے لیے ڈھویا جاتا ہے۔ ❹ **فما ماط:** دور نہیں ہوا، جس جگہ آپ ﷺ نے نشان لگایا وہیں ڈھیرا ہوا اور آپ ﷺ کی پیش گوئی سچ ہوئی۔

فائدہ :......ابوسفیان کی سرکردگی میں اہل مکہ کا ایک تجارتی قافلہ شام کی طرف گیا، جس میں ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار کی مالیت کا ساز وسامان تھا، یہ جاتے وقت نکل گیا تھا، واپسی پر اہل مدینہ کے لیے زریں موقع تھا

کہ وہ اہل مکہ کو اس مال فراواں سے محروم کر کے زبردست فوجی سیاسی اور اقتصادی مار ماریں، اس لیے مسلمانوں میں، رسول اللہ ﷺ نے یہ اعلان فرمایا کہ قریش کا قافلہ مال و دولت سے مالا مال چلا آ رہا ہے، اس کے لیے نکل پڑو ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بطور غنیمت تمہارے حوالے کر دے، چونکہ مدینہ سے نکلتے وقت یہ خیال نہ تھا کہ قافلہ کی بجائے لشکر قریش سے ٹکر ہو جائے گی، اس لیے آپ نے تمام صحابہ کے لیے نکلنا لازم نہ ٹھہرایا اور نکلتے وقت لوگوں نے اس کے لیے کوئی خاص اہتمام نہ کیا اور نہ مکمل تیاری کی، مسلمانوں کے لشکر کی تعداد صرف تین سو تیرہ (۳۱۳) یا تین سو چودہ (۳۱۴) یا تین سو سترہ (۳۱۷) تھی۔ صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ (۷۰) اونٹ تھے، ابوسفیان کو بھی پتہ چل گیا کہ مسلمان میرے قافلہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو اس نے فوراً ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دے کر مکہ بھیجا کہ وہاں جا کر قافلے کی حفاظت کے لیے قریش کو دعوت عام دے اور خود ابوسفیان نے حکمت عملی سے کام لے کر قافلہ کو بچا لیا اور اہل مکہ کو واپس ہو جانے کا پیغام بھیج دیا، لیکن ابوجہل واپسی کے لیے آمادہ نہ ہوا، اور لشکر مکہ نے اپنا سفر جاری رکھا، وادی زفران پہنچ کر آپ کو مکی لشکر کی آمد کا علم ہوا اور پتہ چلا خون ریز جنگ یقینی ہو چکی ہے، حالات کی اس اچانک اور پرخطر تبدیلی کے پیش نظر آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا، مہاجرین کی تعداد چونکہ کم تھی، اس لیے آپ نے مہاجرین کمانڈروں کی رائے کی بجائے، انصار کی رائے معلوم کرنا چاہی، کیونکہ ان کی تعداد زیادہ تھی اور بیعت عقبہ کی رو سے ان کے لیے یہ لازم نہ تھا کہ مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کریں، آپ کا مقصد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بھانپ لیا اور پرزور تقریر کی، صحیح مسلم میں تقریر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے، یہ راوی کا وہم ہے اور مشورہ بھی مدینہ میں نہیں ہوا، کیونکہ وہاں تو صرف قافلہ کے لیے نکلے تھے، جس کی تعداد کل چالیس (۴۰) افراد تھی، تفصیل کے لیے الرحیق المختوم میں غزوہ بدر الکبریٰ پڑھیے۔

۳۱...... بَاب: فَتْحِ مَكَّةَ

باب ۳۱: فتح مکہ

[4622] ۸۴۔(۱۷۸۰) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ رَبَاحٍ

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ وَفَدَتْ وُفُودٌ اِلَى مُعَاوِيَةَ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ يَصْنَعُ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ الطَّعَامَ فَكَانَ اَبُو هُرَيْرَةَ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَدْعُونَا اِلَى رَحْلِهِ فَقُلْتُ اَلَا اَصْنَعُ

[4622] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۵۶۱)

طَعَامًا فَادْعُوهُمْ إِلَى رَحْلِي فَأَمَرْتُ بِطَعَامٍ يُصْنَعُ ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا هُرَيْرَةَ مِنَ الْعَشِيِّ فَقُلْتُ الدَّعْوَةُ عِنْدِي اللَّيْلَةَ فَقَالَ سَبَقْتَنِي قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَلَا أُعْلِمُكُمْ بِحَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِكُمْ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ثُمَّ ذَكَرَ فَتْحَ مَكَّةَ فَقَالَ أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَبَعَثَ الزُّبَيْرَ عَلَى إِحْدَى الْمُجَنِّبَتَيْنِ وَبَعَثَ خَالِدًا عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْأُخْرَى وَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ عَلَى الْحُسَّرِ فَأَخَذُوا بَطْنَ الْوَادِي وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي كَتِيبَةٍ قَالَ فَنَظَرَ فَرَآنِي فَقَالَ ((أَبُو هُرَيْرَةَ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ((لَا يَأْتِينِي إِلَّا أَنْصَارِيٌّ)) زَادَ غَيْرُ شَيْبَانَ فَقَالَ ((اهْتِفْ لِي بِالْأَنْصَارِ)) قَالَ فَأَطَافُوا بِهِ وَوَبَّشَتْ قُرَيْشٌ أَوْبَاشًا لَهَا وَأَتْبَاعًا فَقَالُوا نُقَدِّمُ هَؤُلَاءِ فَإِنْ كَانَ لَهُمْ شَيْءٌ كُنَّا مَعَهُمْ وَإِنْ أُصِيبُوا أَعْطَيْنَا الَّذِي سُئِلْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَرَوْنَ إِلَى أَوْبَاشِ قُرَيْشٍ وَأَتْبَاعِهِمْ)) ثُمَّ قَالَ بِيَدَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى ثُمَّ قَالَ ((حَتَّى تُوَافُونِي بِالصَّفَا)) قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَمَا شَاءَ أَحَدٌ مِنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَحَدًا إِلَّا قَتَلَهُ وَمَا أَحَدٌ مِنْهُمْ يُوَجِّهُ إِلَيْنَا شَيْئًا قَالَ فَجَاءَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُبِيحَتْ خَضْرَاءُ قُرَيْشٍ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ ثُمَّ قَالَ ((مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ)) فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَمَّا الرَّجُلُ فَأَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ وَرَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَجَاءَ الْوَحْيُ وَكَانَ إِذَا جَاءَ الْوَحْيُ لَا يَخْفَى عَلَيْنَا فَإِذَا جَاءَ فَلَيْسَ أَحَدٌ يَرْفَعُ طَرْفَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَنْقَضِيَ الْوَحْيُ فَلَمَّا انْقَضَى الْوَحْيُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ قُلْتُمْ أَمَّا الرَّجُلُ فَأَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ قَالُوا قَدْ كَانَ ذَاكَ قَالَ كَلَّا إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ هَاجَرْتُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَيْكُمْ وَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَبْكُونَ وَيَقُولُونَ وَاللَّهِ مَا قُلْنَا الَّذِي قُلْنَا إِلَّا الضِّنَّ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ قَالَ فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَى دَارِ أَبِي سُفْيَانَ وَأَغْلَقَ النَّاسُ أَبْوَابَهُمْ قَالَ وَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَقْبَلَ إِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ قَالَ فَأَتَى عَلَى صَنَمٍ إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ كَانُوا يَعْبُدُونَهُ قَالَ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَوْسٌ وَهُوَ آخِذٌ بِسِيَةِ الْقَوْسِ فَلَمَّا أَتَى عَلَى الصَّنَمِ جَعَلَ يَطْعُنُهُ فِي عَيْنِهِ وَيَقُولُ جَاءَ

الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ أَتَى الصَّفَا فَعَلَا عَلَيْهِ حَتّٰى نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيَدْعُو بِمَا شَآءَ أَنْ يَدْعُوَ۔

[4622] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ماہ رمضان میں بہت سے وفد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم ایک دوسرے کے لیے کھانا تیار کرتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے ٹھکانے پر ساتھیوں کو بکثرت بلاتے تھے، عبداللہ بن رباح کہتے ہیں، میں نے دل میں کہا، میں کھانا کیوں نہ تیار کروں اور ساتھیوں کو اپنے ٹھکانہ پر بلاؤں تو میں نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا، پھر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو شام کو ملا اور کہا آج رات دعوت میرے ہاں ہوگی تو انہوں نے کہا، تم مجھ سے سبقت لے گئے ہو، میں نے کہا، جی ہاں، میں نے ساتھیوں کو بلایا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اے گروہ انصار، کیا میں تمہیں تمہارے کارناموں سے ایک کارنامہ نہ بتاؤں؟ پھر انہوں نے فتح مکہ کا ذکر چھیڑ دیا اور کہنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے حتی کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے تو آپ نے ایک جانب کے دستہ پر زبیر رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور دوسری جانب کے دستہ پر خالد رضی اللہ عنہ مقرر کیا اور پیدل دستہ پر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا، انہوں نے وادی کے اندر پناہ لی اور ایک دستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا، ''اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس صرف انصاری آئیں'' شیبان کے سوا نے یہ اضافہ کیا، آپ نے فرمایا: ''میرے لیے انصار کو آواز دو'' تو انہوں نے آپ کو گھیر لیا اور قریش نے بھی مختلف قبائل کے دستوں کو جمع کر لیا اور اپنے تابع لوگوں کو جمع کر لیا اور سوچا، ہم ان لوگوں کو آگے بڑھاتے ہیں، اگر ان کو کوئی کامیابی حاصل ہوئی، ہم ان کے ساتھ ہوں گے اور اگر ان کو نقصان پہنچا تو ہم ان لوگوں (مسلمانوں) کا مطالبہ مان لیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم قریش کے مختلف قبائل کے دستوں اور ان کے پیروکاروں کو دیکھ رہے ہو'' پھر ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ارشاد فرمایا، (کہ ان کو مار ڈالو) پھر فرمایا: ''حتی کہ تم آ کر مجھے صفا پر ملو'' تو ہم چل پڑے اور ہم میں سے جو شخص کسی کو قتل کرنا چاہتا، اس کو قتل کر ڈالتا اور ان میں سے کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کر پا رہا تھا، (اپنی مدافعت میں کوئی اسلحہ ہم پر نہیں چھوڑتا تھا) اتنے میں ابوسفیان آ گیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! قریش کی جمعیت ختم کی جا رہی ہے، آج کے بعد کوئی قریشی نہیں باقی رہے گا، پھر آپ نے فرمایا: ''جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا، اس کو امان ہے۔'' تو انصار ایک دوسرے کو کہنے لگے، ہاں اس آدمی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنی بستی کی محبت اور اپنے خاندان پر شفقت غالب آ گئی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور جب آپ پر وحی آتی تو ہم پر یہ حالت پوشیدہ نہ رہتی تو جب

وحی آتی تو کوئی بھی آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھتا تھا، حتی کہ وحی پوری ہو جاتی تو جب وحی کی آمدن بند ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے انصار کے گروہ'' انہوں نے کہا، ہم حاضر ہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا: ''تم نے کہا ہے کہ اس آدمی پر اپنے شہر کی محبت غالب آ گئی ہے۔'' انہوں نے جواب دیا، ایسے ہوا ہے، آپ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے، میری زندگی، تمہارے پاس گزرے گی اور مجھے موت تمہارے ہاں آئے گی۔'' وہ آپ کی طرف روتے ہوئے بڑھے اور کہہ رہے تھے، اللہ کی قسم! ہم نے جو کچھ کہا، وہ اللہ اور اس کے رسول کی حرص و رغبت کی خاطر کہا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کا رسول تمہیں سچا گردانتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ ابوسفیان کے گھر کی طرف بڑھے اور کچھ لوگوں نے اپنے دروازے بند کر لیے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے حتی کہ حجر اسود کی طرف بڑھے، اسے بوسہ دیا، پھر طواف کیا، پھر ایک بت کے پاس آئے، جو بیت اللہ کے پہلو میں تھا، لوگ اس کی عبادت کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ایک قوس تھی اور آپ نے قوس ایک طرف پکڑی ہوئی تھی تو جب آپ بت کے پاس پہنچے تو اس کی آنکھ میں اس کو چبھونے لگے اور فرما رہے تھے، ''حق آ گیا، باطل مٹ گیا۔'' جب آپ طواف سے فارغ ہوئے، صفا پر پہنچے اور اس کے اوپر چڑھ گئے حتی کہ بیت اللہ پر نظر ڈالی اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے، اللہ کی حمد و بیان کرنے لگے اور جو چاہا وہ دعا مانگنے لگے۔

مفردات الحدیث

❶ وفدتْ وُفُود الی معاویة رضی اللہ عنہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس، شام میں بہت سے وفد پہنچے اور مسافر ہونے کی بنا پر، اپنے ٹھکانہ پر ایک دوسرے کے لیے کھانا تیار کرتے اور اس میں ایک دوسرے سے منافست و مسابقت کرتے۔ ❷ الا اعلمکم: (کیا میں تمہیں آگاہ نہ کروں) کھانا ابھی تیار نہیں ہوا تھا، اس کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ عبد اللہ بن رباح رضی اللہ عنہ کی درخواست پر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انصار کے ایک کارنامے کا ذکر چھیڑ دیا۔ ❸ إحدی المجنّبتین: لشکر کے دو جانب۔ ❹ میمنة و میسرة (دایاں، بایاں) جن کے درمیان قلب ہوتا ہے۔ علی الحُسر، جن کے پاس زرہ نہ تھی، مراد پیدل دستہ ہے۔ ❺ اِهْتِف لی الانصار: آپ ﷺ نے انصار پر اعتماد کرتے ہوئے، ان کے مقام و مرتبہ کی رفعت و بلندی کا اظہار کرنے کے لیے، ان کو آواز دلوائی۔ وبَشَّتْ جمع کر لیا، اکٹھا کر لیا۔ ❻ الاوباش: وَبْش کی جمع ہے، مختلف قبائل کی ٹولیاں۔ ❼ نقدِّم هؤلاء: ہم مسلمانوں سے جنگ کے لیے مختلف قبائل کے ان دستوں کو آگے کریں تاکہ اگر یہ مسلمانوں کے سامنے ڈٹ جائیں تو ہم آگے بڑھ کر ان کو کامیاب کریں اور اگر یہ لوگ شکست کھا جائیں تو ہم مسلمانوں کا مطالبہ قبول کر لیں، ❽ ثم قال بیدیه: آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے، کافروں کے اتحاد و

اجتماع کا اشارہ کر کے، صبر واستقلال اور ثابت قدم رہنے کی تلقین کی، یہ اشارہ کیا ان کو پیس کر رکھ دو، تاکہ یہ آئندہ سر نہ اٹھاسکیں۔ ⑨ وما احد منهم يُوَجِّه الينا شيئاً: ان میں سے کوئی ایک اپنے دفاع کے لیے اپنا اسلحہ استعمال نہ کر سکا، ان میں سے کوئی ایک اسلحہ کا رخ ہماری طرف نہ کر سکا۔ ⑩ اُبِيحَت خضراء: قریش و عرب جماعت کو خضرا اور سواد سے تعبیر کرتے ہیں، مقصد یہ تھا کہ قریش کی جماعت کو تہ تیغ کر دیا جائے گا اور وہ بچ نہیں سکیں گے۔ ⑪ اما الرجل فادركتهُ رغبة في قريته ورأفة في عشيرته: انصار نے جب یہ دیکھا کہ آپ نے اہل مکہ کو امان دے دی ہے اور ان کو قتل کرنے سے روک دیا ہے تو انہوں نے یہ سمجھا کہ اب آپ ہمیشہ کے لیے اپنے شہر مکہ میں، اپنے قبیلہ و خاندان قریش کے ساتھ اقامت اختیار کر لیں گے اور ہم آپ کی رفاقت کی سعادت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جائیں گے، اس لیے آپ نے فرمایا: المحيا محياكم، والممات مماتكم: اب زندگی اور موت تمہارے ہاں ہی ہے۔ ⑫ ثم طاف بالبيت: آپ ﷺ مکہ میں بلا احرام داخل ہوئے تھے، جس سے ثابت ہوتا ہے، اگر انسان کی حج یا عمرہ کی نیت نہ ہو تو وہ بلا احرام مکہ میں داخل ہو سکتا ہے، شوافع اور حنابلہ کا یہی موقف ہے، لیکن احناف اور مالکیہ کے نزدیک احرام باندھے بغیر مکہ میں داخل نہیں ہوا جا سکتا اور فتح مکہ کے وقت احرام کے بغیر داخلہ، فتح مکہ سے خاص ہے، فتح کے بعد آپ ﷺ نے طواف اور سعی کر کے عمرہ کیا۔ ⑬ سِيَةُ القوس: کمان کا مڑا ہوا ایک کونہ یا طرف، اس سے آپ نے ان کے بت کی آنکھوں میں کچوکے لگائے، تاکہ پتہ چل سکے جو اپنا دفاع نہیں کر سکتا، وہ دوسروں کے نفع و نقصان کا مالک کیسے بن سکتا ہے؟ اور اس سے ان کی تذلیل اور رسوائی بھی ہو کہ اب یہ لوگ اپنے معبود کو بھی بچا نہیں سکتے۔

فائدہ :...... جب شعبان ۸ھ میں بنو بکر نے بدعہدی کرتے ہوئے، رات کی تاریکی میں بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا تو قریش نے اس حملہ میں ہتھیاروں سے ان کی مدد کی حتی کہ رات کی تاریکی کی آڑ میں ان کے کچھ آدمی جنگ میں شریک بھی ہوئے، بنو خزاعہ کے شاعر نے انتہائی مؤثر اور فصیح و بلیغ اشعار میں آپ سے مدد کی درخواست کی، ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو رسول اللہ ﷺ نے دس ہزار (۱۰۰۰۰) ساتھیوں کے ساتھ مکہ کا رخ کیا، ذی طویٰ میں آپ ﷺ نے لشکر کی ترتیب و تقسیم فرمائی، خالد بن ولید کو اپنے داہنے پہلو پر رکھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مکہ کے زیریں حصے سے اس میں داخل ہوں اور اگر قریش میں سے کوئی سامنے آئے تو اسے کاٹ کر رکھ دیں، یہاں تک کہ صفا پر آپ ﷺ سے آملیں اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بائیں پہلو پر رکھا اور انہیں حکم دیا کہ مکے میں بالائی حصہ سے داخل ہوں اور حجون میں آپ کا جھنڈا گاڑ کر آپ کی آمد تک وہیں ٹھہرے رہیں، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیادہ پر مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ بطن وادی کا راستہ اختیار کریں، یہاں تک کہ مکہ میں آپ کے آگے اتریں، ان ہدایات کے بعد تمام دستے اپنے اپنے مقررہ راستوں پر چل پڑے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے سامنے جو مشرک بھی آیا، اسے قتل کر ڈالا گیا، خندمہ پہنچ کر ان کی مڈ بھیڑ قریش کے اوباشوں سے ہوئی، معمولی سی

چھڑپ میں بارہ (۱۲) مشرک کٹ گئے اور اس کے بعد مشرکین میں بھگدڑ مچ گئی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ مکہ کے گلی کوچوں کو روندتے ہوئے، کوہ صفا پر رسول اللہ ﷺ سے جا ملے، تفصیل کے لیے دیکھئے، غزوہ فتح مکہ، الرحیق المختوم۔

[4623] ۸۵۔(. . .)وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ قَالَ بِيَدَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى ((احْصُدُوهُمْ حَصْدًا)) وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالُوا قُلْنَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((فَمَا اسْمِي إِذًا كَلَّا إِنِّي عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُولُهُ))

[4623]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے ایک اور استاد سے، سلیمان بن مغیرہ ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے ایک کو دوسرے پر رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ان کو تلوار سے کاٹ کر رکھ دو۔'' اور اس حدیث میں یہ ہے، انصار نے کہا، ہم نے یہ کہا ہے، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب میرا نام کیا ہوگا؟ ہرگز نہیں، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔''

مفردات الحدیث ✲ **فما اسمی اذن**: تم نے جس اندیشہ کا اظہار کیا ہے، اس پر عمل کرتے ہوئے اگر میں مکہ کو وطن بنا لوں اور تم سے الگ ہو جاؤں اور تمہارے ہاں ٹھہرنے کا عہد توڑ دوں تو میرا نام کیا ہوگا، کیا میرا یہ کام قابل تعریف ہوگا؟ اس لیے تمہارا اندیشہ بے جا ہے۔

[4624] ۸۶۔(. . .)حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ وَفَدْنَا إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَفِينَا أَبُوهُرَيْرَةَ فَكَانَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا يَصْنَعُ طَعَامًا يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ فَكَانَتْ نَوْبَتِي فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ الْيَوْمُ نَوْبَتِي فَجَاءُوا إِلَى الْمَنْزِلِ وَلَمْ يُدْرِكْ طَعَامُنَا فَقُلْتُ ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ لَوْ حَدَّثْتَنَا عَنْ)) رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يُدْرِكَ طَعَامُنَا فَقَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَجَعَلَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْيُمْنٰى وَجَعَلَ الزُّبَيْرَ عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْيُسْرٰى وَجَعَلَ أَبَا عُبَيْدَةَ عَلَى الْبَيَاذِقَةِ وَبَطْنِ الْوَادِي فَقَالَ يَا ((أَبَا هُرَيْرَةَ ادْعُ لِيَ الْأَنْصَارَ)) فَدَعَوْتُهُمْ فَجَاءُوا يُهَرْوِلُونَ فَقَالَ يَا ((مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ هَلْ تَرَوْنَ أَوْبَاشَ قُرَيْشٍ)) قَالُوا نَعَمْ قَالَ

[4623] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۵۶۱)
[4624] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۵۶۱)

((انظُرُوا إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ غَدًا أَنْ تَحْصُدُوهُمْ حَصْدًا)) وَأَخْفَى بِيَدِهِ وَوَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ وَقَالَ ((مَوْعِدُكُمُ الصَّفَا)) قَالَ ((فَمَا أَشْرَفَ يَوْمَئِذٍ لَهُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَنَامُوهُ)) قَالَ وَصَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّفَا وَجَاءَتِ الْأَنْصَارُ فَأَطَافُوا بِالصَّفَا فَجَاءَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُبِيدَتْ خَضْرَاءُ قُرَيْشٍ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ)) وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ أَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ أَخَذَتْهُ رَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ وَرَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((قُلْتُمْ أَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ أَخَذَتْهُ رَأْفَةٌ بِعَشِيرَتِهِ وَرَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ)) أَلَا ((فَمَا اسْمِي إِذًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ هَاجَرْتُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَيْكُمْ فَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ)) قَالُوا وَاللَّهِ مَا قُلْنَا إِلَّا ضِنًّا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ ((فَإِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ))

[4624] ۔عبد اللہ بن رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس گئے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ہمراہ تھے اور ہم میں سے ہر ایک ایک دن اپنے ساتھیوں کے لیے کھانا تیار کرتا تھا، جب میری باری آئی تو میں نے کہا، اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! آج میری باری ہے تو سارے ساتھی میرے ٹھکانہ پر آ گئے، ابھی ہمارا کھانا پکا نہیں تھا تو میں نے کہا، اے ابو ہریرہ! کاش ہمارا کھانا پکنے تک آپ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں باتیں سنائیں تو انہوں نے کہا، ہم فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے دائیں پہلو پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور بائیں پہلو پر زبیر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور پیدل دستہ اور بطن وادی پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو متعین کیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میرے پاس انصار کو بلاؤ۔'' تو میں نے ان کو آواز دی اور وہ دوڑتے ہوئے آئے، آپ نے فرمایا: ''اے انصار کی جماعت! کیا تم قریش کے اوباش (کمینوں، ذلیلوں) کو دیکھ رہے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا، جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''دیکھ لو، کل جب تمہارا ان سے مقابلہ ہو تو ان کو کھیتی کی طرح کاٹ کر رکھ دینا۔'' اور آپ نے اشارہ کرتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا: ''(خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو) تمہارے ساتھ ملاقات کا وعدہ کوہ صفا پر ہے۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اسی دن جو بھی ان کے سامنے آیا، اسے انہوں نے سلا دیا، رسول اللہ ﷺ صفا پر چڑھ گئے اور انصار نے آ کر آپ کو گھیر لیا اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ آ کر کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! قریش کی جماعت تباہ و برباد کر دی گئی، آج کے بعد کوئی قریشی نہیں بچے گا، ابو سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا، اسے امان ہوگا اور جو ہتھیار ڈال دے گا، وہ بھی محفوظ ہوگا اور جو اپنا دروازہ بند کرلے گا، اسے بھی امن حاصل ہے۔'' اس پر انصار نے کہا، ہاں اس آدمی پر اپنے قبیلہ کی شفقت غالب آ گئی ہے اور اپنی بستی (وطن) کی محبت غالب آ گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، آپ نے فرمایا: ''تم نے کہا ہے، ہاں اس آدمی پر اپنے خاندان سے پیار اور اپنی بستی کا شوق غالب آ گیا ہے، خبردار! تب میرا نام کیا ہوگا (تین دفعہ فرمایا) میں محمد، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے، زندگی اور موت تمہارے ہاں ہی ہوگی، یعنی میری زندگی تمہاری زندگی اور میری موت تمہاری موت ہے۔'' انصار نے کہا، اللہ کی قسم! ہم نے محض اللہ اور اس کے رسول کی حرص و رغبت کی بنا پر کہا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں، (معذور سمجھتے ہیں)''

مفردات الحدیث ❶ **البیاذقه**: پیدل دستہ۔ ❷ **فما اشرف یومئذٍ لهم الّا انا موه**: جو بھی اس دن ان کے سامنے آیا، اسے انہوں نے ڈھیر کر دیا، اس سے جمہور ابوحنیفہ، مالک اور احمد رحمہم اللہ نے یہ کہا ہے کہ مکہ بزور بازو فتح ہوا ہے، لیکن امام شافعی کے نزدیک مکہ صلح کے نتیجہ میں فتح ہوا ہے۔ ❸ **اُبِیْدت خضراء قریش**: قریش کی جماعت تباہ و برباد کردی جارہی ہے، ان سے کوئی بچ نہیں سکے گا، یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ مکہ قوت و طاقت کے بل بوتہ پر فتح ہوا ہے۔

۳۲...... بَاب: إِزَالَةِ الْأَصْنَامِ مِنْ حَوْلِ الْكَعْبَةِ

باب ۳۲: کعبہ کے اردگرد سے بتوں کو ہٹانا

[4625] ۸۷-(۱۷۸۱) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ نُصُبًا فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ كَانَ بِيَدِهِ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا [الاسراء: ۸۱] جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ [سباء: ۴۹] زَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ يَوْمَ الْفَتْحِ

[4625] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی المظالم باب: هل تكسر الدنان التی فيها الخمر او تخرق الزقاق برقم (۲۴۷۸) والمغازی باب: این ركز النبی ﷺ الراية يوم الفتح برقم (۴۲۸۷) وفی التفسير باب: ﴿وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا﴾ برقم (۴۷۲۰) ←

[4625] ۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے، آپ اپنے ہاتھ کی چھڑی سے انہیں کچوکا لگانے لگے اور فرمانے لگے حق آ گیا، باطل مٹ گیا، باطل مٹنے ہی والا ہے، اسراء، آیت نمبر ۸۱۔

حق آ گیا اور باطل نہ کسی چیز کا آغاز کرتا ہے اور نہ اس کا اعادہ کرتا ہے، سبا، آیت نمبر ۴۹

ابن ابی عمرو کی روایت میں یہ اضافہ ہے، فتح مکہ کے دن (داخل ہوئے)

مفردات الحدیث ❶ **نُصُبٌ یا نُصْبٌ**: اس کی جمع انصاب ہے، بت جن کو اللہ کو چھوڑ کر پوجا جاتا ہے۔

❷ **ذَهَقَ الباطل**: باطل تباہ و برباد ہوا، مٹ گیا، ماند پڑ گیا۔ ❸ **ما يُبدئ الباطل وما يُعيد**: بقول زمخشری: لا يبدئ ولا يعيد کا جملہ اس وقت استعمال کرتے ہیں، جب کوئی چیز مٹ جائے یا ختم ہو جائے، اس لیے معنی ہوا حق آ گیا اور اس کی آمد پر یہ باطل مٹ گیا۔

فائدہ:...... فاکہی اور طبرانی کی روایت سے ثابت ہوتا ہے، آپ ﷺ جس بت کے سامنے گئے وہ زمین میں مضبوط طور پر پیوست ہونے کے باوجود اپنی گدی کے بل گر گیا۔

[4626] (. . .) وحَدَّثَنَاه حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ

عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ زَهُوقًا وَلَمْ يَذْكُرِ الْآيَةَ الْأُخْرَى وَقَالَ بَدَلَ نُصُبًا صَنَمًا

[4626] ۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے دو اساتذہ سے، ابو نجیح ہی کی سند سے، سورہ اسراء کی آیت تک بیان کرتے ہیں اور سورہ سباء کی آیت بیان نہیں کرتے اور نُصُبا کی بجائے صَنَما (بت) کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

۳۳...... بَاب: لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ الْفَتْحِ

باب ۳۳: فتح مکہ کے بعد کوئی قریشی باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا

[4627] ۸۸۔(۱۷۸۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَوَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي

← والترمذي في (جامعه) في التفسير باب: ومن سورة بني اسرائيل برقم (٣١٣٨) انظر (التحفة) برقم (٩٣٣٤)

[4626] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٦٠١)

[4627] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١١٢٩٠)

عَنْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُطِيعٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ ((لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))

[4627] ۔عبداللہ بن مطیع اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح کے دن فرمایا: ''آج کے بعد قیامت تک کسی قریشی کو باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔

فائدہ:...... فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی کہ تمام قریشی مسلمان ہو جائیں گے اور قیامت تک کسی قریشی کو مرتد ہونے کی بنا پر باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔

[4628] ۸۹۔(. . .)حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا

عَنْ زَكَرِيَّاءُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ اَسْلَمَ اَحَدٌ مِّنْ عُصَاةِ قُرَيْشٍ غَيْرَ مُطِيعٍ كَانَ اسْمُهُ الْعَاصِي فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُطِيعًا

[4628] ۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے زکریا کی مذکورہ بالا سند ہی سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، جس میں یہ اضافہ ہے، قریش کے عاصی نامی لوگوں میں سے، مطیع کے سوا کوئی مسلمان نہ تھا، اس کا نام بھی العاصی تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام مطیع رکھا۔

فائدہ:...... عُصَاة: العاص کی جمع ہے اور یہ علم ہے، صفت نہیں ہے، اس نام کے لوگ، عاص بن اسود کے سوا مسلمان نہ تھے، ابو جندل مسلمان ہو چکا تھا اور اس کا نام بھی العاص تھا، لیکن وہ اسی کنیت سے مشہور تھا، اپنے نام سے معروف نہ تھا، اس لیے اس کو مستثنیٰ نہیں کیا، عاص بن اسود کا نام آپ ﷺ نے مطیع بن اسود رکھا اور العاص کے نام سے یہ اشخاص معروف تھے، عاص بن وائل سہمی، عاص بن ہشام ابوالبختری، عاص بن سعید، عاص بن امیہ، عاص بن ہشام بن مغیرہ مخزومی اور عاص بن منبہ بن حجاج، ان میں سے کسی نے بھی فتح مکہ تک اسلام قبول نہیں کیا تھا، اکثر اس سے پہلے ہی کفر پر مر گئے تھے۔

۳۴...... بَابٌ: صُلْحِ الْحُدَيْبِيَةِ فِي الْحُدَيْبِيَةِ

باب ۳۴: مقام حدیبیہ پر صلح حدیبیہ

[4629] ۹۰۔(۱۷۸۳)حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ

[4628] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۱۲۹۰)

[4629] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلح، برقم (۲۶۹۸) وابو داود فی (سننه) فی المناسك، برقم (۱۸۳۲) انظر (التحفة) برقم (۱۸۷۱)

الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الصُّلْحَ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ فَكَتَبَ هٰذَا ((مَا كَاتَبَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ)) فَقَالُوا لَا تَكْتُبْ رَسُولُ اللّٰهِ فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ لَمْ نُقَاتِلْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ امْحُهُ فَقَالَ مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ فَمَحَاهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ قَالَ وَكَانَ فِيمَا اشْتَرَطُوا أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَيُقِيمُوا بِهَا ثَلَاثًا وَلَا يَدْخُلَهَا بِسِلَاحٍ إِلَّا جُلُبَّانَ السِّلَاحِ قُلْتُ لِأَبِي إِسْحٰقَ وَمَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ قَالَ الْقِرَابُ وَمَا فِيهِ

[4629] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن نبی اکرم ﷺ اور مشرکوں کے درمیان صلح نامہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا، انہوں نے تحریر کیا، (یہ وہ معاہدہ ہے، جو محمد رسول اللہ ﷺ نے لکھوایا) مشرکوں نے کہا، رسول اللہ نہ لکھو، کیونکہ اگر ہم آپ ﷺ کے رسول ہونے کا یقین کر لیں تو آپ ﷺ سے لڑائی نہ لڑیں تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، ''اس لفظ کو مٹا دو۔'' تو انہوں نے کہا، میں اس کو مٹا نہیں سکتا تو اسے نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور ان کی شرطوں میں یہ شرط بھی تھی کہ مسلمان مکہ میں داخل ہونے کے بعد صرف تین دن ٹھہر سکیں گے اور اس میں مسلح ہو کر داخل نہیں ہوں گے، مگر اسلحہ، غلاف میں رکھ کر لا سکتے ہیں، شعبہ نے ابو اسحاق سے پوچھا، مجلبّان السلاح کا کیا معنی؟ اس نے جواب دیا، تلوار میان میں ہو۔

[4630] ۹۱۔(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ كَتَبَ عَلِيٌّ كِتَابًا بَيْنَهُمْ قَالَ فَكَتَبَ ((مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مُعَاذٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ ((هٰذَا مَا كَاتَبَ عَلَيْهِ))

[4630] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ نے اہل حدیبیہ سے صلح کی تو ان کے درمیان، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحریر لکھی، اس میں لکھا، محمد رسول اللہ، پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی اور اس میں یہ بیان نہیں کیا، ھذا ما کاتب علیه، جس پر معاہدہ کیا ہے۔

[4631] ۹۲۔(. . .)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ الْمِصِّيصِيُّ جَمِيعًا

[4630] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٦٠٥)

[4631] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٣٢)

عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ وَاللَّفْظُ لِإِسْحٰقَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا أُحْصِرَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ الْبَيْتِ صَالَحَهُ أَهْلُ مَكَّةَ عَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا فَيُقِيمَ بِهَا ثَلَاثًا وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَقِرَابِهِ وَلَا يَخْرُجَ بِأَحَدٍ مَعَهُ مِنْ أَهْلِهَا وَلَا يَمْنَعَ أَحَدًا يَمْكُثُ بِهَا مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ قَالَ لِعَلِيٍّ ((اُكْتُبِ الشَّرْطَ بَيْنَنَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هٰذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ)) فَقَالَ لَهُ الْمُشْرِكُونَ لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ تَابَعْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ فَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَمْحَاهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَا وَاللّٰهِ لَا أَمْحَاهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَرِنِي مَكَانَهَا)) فَأَرَاهُ مَكَانَهَا فَمَحَاهَا وَكَتَبَ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ فَأَقَامَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا أَنْ كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ قَالُوا لِعَلِيٍّ هٰذَا آخِرُ يَوْمٍ مِنْ شَرْطِ صَاحِبِكَ فَأْمُرْهُ فَلْيَخْرُجْ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ ((نَعَمْ)) فَخَرَجَ و قَالَ ابْنُ جَنَابٍ فِي رِوَايَتِهِ مَكَانَ تَابَعْنَاكَ بَايَعْنَاكَ

[4631] ۔حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ سے روک دیئے گئے، اہل مکہ نے آپ سے اس شرط پر صلح کی کہ آپ ﷺ اس میں داخل ہو کر صرف تین دن ٹھہر سکیں گے اور آپ اس میں اسلحہ کو غلاف میں بند کر کے داخل ہوں گے، تلوار میان میں ہوگی اور اپنے ساتھ اس کے کسی باشندے کو لے کر نہیں جائیں گے اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی ایسے فرد کو نہیں روکیں گے جو وہاں ٹھہرنا چاہے، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، ''ہمارے درمیان شرطیں لکھو، ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ شرطیں ہیں جن پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کا فیصلہ کیا ہے۔'' تو آپ سے مشرکوں نے کہا، اگر ہم یقین کر لیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کی پیروی کر لیں، لیکن یہ لکھو، محمد بن عبداللہ، آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کے مٹانے کا حکم دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! میں اس کو نہیں مٹا سکتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس لفظ کی جگہ دکھاؤ۔'' تو انہوں نے اس کی جگہ دکھائی تو آپ نے اسے مٹا دیا اور ابن عبداللہ لکھ دیا اور مکہ میں تین دن ٹھہرے، تو جب تیسرا دن آیا، مشرکوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا، یہ آپ کے ساتھی کی شرط کے مطابق آخری دن ہے، انہیں کہیے کہ وہ چلے جائیں، انہوں نے آپ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' آپ ﷺ مکہ سے چل دیئے، ابن خباب کی روایت میں تابعناك کی جگہ بايعنك (آپ سے بیعت کر لیتے) ہے۔

فائدہ:...... کتب ''ابن عبداللہ'' سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ یہ لفظ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا، لیکن جمہور کے نزدیک لکھنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے

آپ ﷺ کے حکم سے لکھا، اس لیے آپ کی طرف نسبت کی گئی ہے اور اگر آپ نے یہ لفظ معجزاتی طور پر خود بھی لکھ دیا ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے لکھنا پڑھنا جان لیا تھا، کیونکہ ایک لفظ لکھنے والے کو کاتب نہیں کہتے اور آپ نے صلح کے معاہدہ کے مطابق اگلے سال ۷ھ میں عمرہ کیا اور اس میں تین دن مکہ میں ٹھہرے اور یہ عمرہ صلح کے نتیجہ میں ہوا، اس لیے اس کو عام القاضاۃ، عمرۃ القضیۃ اور عمرۃ القضاء کا نام دیا گیا، یہ نہیں کہ آپ نے رہ جانے والے عمرہ کی قضائی دی تھی، اس لیے عمرۃ القضاء کہلایا۔

[4632] ۹۳۔(۱۷۸٤)حَدَّثَنَا اَبُوبَکْرِ بْنُ اَبِی شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ قُرَیْشًا صَالَحُوا النَّبِیَّ ﷺ فِیھِمْ سُھَیْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِعَلِیٍّ ((اُکْتُبْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ)) قَالَ سُھَیْلٌ اَمَّا بِاسْمِ اللّٰہِ فَمَا نَدْرِی مَا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ وَلٰکِنِ اکْتُبْ مَا نَعْرِفُ بِاسْمِكَ اللّٰھُمَّ فَقَالَ ((اُکْتُبْ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰہِ)) قَالُوا لَوْ عَلِمْنَا اَنَّكَ رَسُولُ اللّٰہِ لَاتَّبَعْنَاكَ وَلٰکِنِ اکْتُبْ اسْمَكَ وَاسْمَ اَبِیكَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اُکْتُبْ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ)) فَاشْتَرَطُوا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ مَنْ جَآءَ مِنْکُمْ لَمْ نَرُدَّہٗ عَلَیْکُمْ وَمَنْ جَآئَکُمْ مِنَّا رَدَدْتُمُوہُ عَلَیْنَا فَقَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَنَکْتُبُ ھٰذَا قَالَ ((نَعَمْ اِنَّہٗ مَنْ ذَھَبَ مِنَّا اِلَیْھِمْ فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ وَمَنْ جَآئَنَا مِنْھُمْ سَیَجْعَلُ اللّٰہُ لَہٗ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا))

[4632]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش نے نبی اکرم ﷺ سے مصالحت کی، ان میں سہیل بن عمرو بھی تھا تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو،'' سہیل نے کہا، رہا بسم اللہ تو ہم نہیں جانتے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کیا ہے، لیکن وہ لکھ جو ہم جانتے ہیں، "باسمك اللهم" آپ ﷺ نے فرمایا: ''لکھو، محمد رسول اللہ کی طرف سے۔'' انہوں نے کہا، اگر ہم یقین کر لیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کی پیروی اختیار کر لیں، لیکن اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لکھ، محمد بن عبد اللہ کی طرف سے۔'' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ یہ شرط بھی کی کہ تم میں سے جو ہمارے پاس آ جائے گا ہم اسے تمہیں نہیں لوٹائیں گے اور جو ہم میں سے تمہارے پاس آ جائے گا، تمہیں اسے ہماری طرف لوٹانا ہوگا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم یہ شرط لکھ (مان) لیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' واقعہ یہ ہے کہ ہم میں سے جو ان سے جا ملے تو اللہ اسے دور ہی رکھے اور ان میں سے جو ہمارے ساتھ آ ملے گا،

[4632] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۳٥۲)

اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے لیے کشادگی اور کوئی نکلنے کی راہ پیدا کر دے گا۔''

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ نے صلح کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے اجتماعی اور دینی مفادات کے حصول کی خاطر بظاہر دب کر صلح کی اور ان کی ہر شرط کو مان لیا، کیونکہ محمد بن عبداللہ لکھنے سے آپ ﷺ کی رسالت کا انکار لازم نہیں آتا تھا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ بسمك اللهم لکھنے سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت پھر بھی ثابت ہو رہی ہے، جو اصل مقصود ہے، اس طرح ان کا مطالبہ ماننے میں کوئی شرعی اور دینی خرابی نہیں تھی اور ان میں سے مسلمان ہونے والوں کو ان کے سپرد کرنا، بظاہر ان کو ظلم و ستم کے حوالہ کرنا تھا، لیکن اس کی حکمت آپ ﷺ نے خود بتا دی کہ اللہ یقیناً ان کے لیے کشادگی اور نکلنے کی صورت پیدا کرے گا اور آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور اس صلح کے نتیجہ میں کافر کثیر تعداد میں مسلمان ہوئے، کیونکہ ان کو مسلمانوں کے ساتھ ملنے جلنے کا موقع ملا، اسلامی تعلیمات سے وہ روشناس ہوئے، وہ نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے اخلاق و کردار سے آگاہ ہوئے، ان کو آپ ﷺ کے حالات اور معجزات کو سننے کا موقع ملا اور اس کے نتیجہ میں فتح مکہ کا راستہ ہموار ہوا اور فتح مکہ کے دن تمام مشرکین مکہ مسلمان ہو گئے، باقی رہا یہ مسئلہ کہ جب آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا لفظ مٹا دو تو انہوں نے آپ کی توقیر و تکریم کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ عرض کیا کہ میرے لیے یہ لفظ مٹانا ممکن نہیں، جیسا کہ آپ نے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، جب میں نے تمہیں نماز پڑھاتے رہنے کا حکم دیا تھا تو پھر تم پیچھے کیوں ہٹ گئے؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، ابوقحافہ کے بیٹے کے لیے آپ کی موجودگی میں نماز پڑھانا ممکن نہیں ہے، اس لیے آپ نے دوبارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم نہیں دیا کہ نہیں تم ضرور اس کو مٹاؤ، وگرنہ آپ ﷺ الامر فوق الادب کے تحت آپ کے وجوبی حکم کا انکار نہ کر سکتے، یہی صورت حال واقعہ قرطاس میں پیش آئی، حضرت عمر اور دوسرے صحابہ نے، بیماری کی حالت میں آپ کو لکھوانے کی تکلیف دینا، آپ کی تعظیم و توقیر کے منافی سمجھا اور آپ نے دوبارہ اس پر اصرار نہ کیا، وگرنہ ان کے لیے آپ کے حکم کی مخالفت ممکن نہ تھی۔

[4633] ٩٤-(١٧٨٥) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَیْرٍ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ وَتَقَارَبَا فِی اللَّفْظِ حَدَّثَنَا اَبِی حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِیزِ بْنُ سِیَاهٍ حَدَّثَنَا حَبِیبُ بْنُ اَبِی ثَابِتٍ عَنْ اَبِی وَائِلٍ قَالَ قَامَ سَهْلُ بْنُ حُنَیْفٍ یَوْمَ صِفِّینَ فَقَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا اَنْفُسَكُمْ لَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَةِ وَلَوْ نَرٰی قِتَالًا لَقَاتَلْنَا وَذٰلِكَ فِی الصُّلْحِ

[4633] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجزیة والموادعة باب (١٨) برقم (٣١٨١) وبرقم (٣١٨٢) وفی المغازی باب: غزوة الحدیبیة برقم (٤١٨٩) وفی التفسیر باب: ﴿اذا یبایعونك تحت الشجرة﴾ برقم (٤٨٤٤) وفی الاعتصام بالكتاب والسنة باب: ما یذكر من ذم الرای وتكلف القیاس برقم (٧٣٠٨) انظر (التحفة) برقم (٤٦٦١)

الَّذِی کَانَ بَیْنَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبَیْنَ الْمُشْرِكِینَ فَجَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَتٰی رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَارَسُولَ اللّٰهِ أَلَسْنَا عَلٰی حَقٍّ وَهُمْ عَلٰی بَاطِلٍ قَالَ بَلٰی قَالَ أَلَیْسَ قَتْلَانَا فِی الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِی النَّارِ قَالَ بَلٰی قَالَ فَفِیمَ نُعْطِی الدَّنِیَّةَ فِی دِینِنَا وَنَرْجِعُ وَلَمَّا یَحْكُمِ اللّٰهُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ فَقَالَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّی رَسُولُ اللّٰهِ وَلَنْ یُضَیِّعَنِی اللّٰهُ أَبَدًا قَالَ فَانْطَلَقَ عُمَرُ فَلَمْ یَصْبِرْ مُتَغَیِّظًا فَأَتٰی أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ یَا أَبَا بَكْرٍ أَلَسْنَا عَلٰی حَقٍّ وَهُمْ عَلٰی بَاطِلٍ قَالَ ((بَلٰی)) قَالَ أَلَیْسَ قَتْلَانَا فِی الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِی النَّارِ قَالَ ((بَلٰی)) قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِی الدَّنِیَّةَ فِی دِینِنَا وَنَرْجِعُ وَلَمَّا یَحْكُمِ اللّٰهُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ فَقَالَ ((یَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ وَلَنْ یُضَیِّعَهُ اللّٰهُ أَبَدًا)) قَالَ فَنَزَلَ الْقُرْآنُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْفَتْحِ فَأَرْسَلَ إِلٰی عُمَرَ فَأَقْرَأَهُ إِیَّاهُ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوَ فَتْحٌ هُوَ قَالَ ((نَعَمْ)) فَطَابَتْ نَفْسُهُ وَرَجَعَ

[4633]۔ ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ صفین کے دن حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے، اے لوگو! اپنی سوچ کو متہم قرار دو، اپنے آپ کو قصوروار خیال کرو، ہم حدیبیہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اگر ہم جنگ ضروری سمجھتے تو ضرور لڑتے اور یہ اس صلح کی بات ہے، جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکوں کے درمیان ہوئی، حضرت عمر بن خطاب حاضر ہو کر عرض کرنے لگے، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں، آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں،'' انہوں نے کہا تو پھر اپنے دین میں ہم دباؤ کیوں قبول کریں اور اس حال میں لوٹ جائیں کہ ابھی اللہ نے ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ نہیں کیا؟ تو آپ نے فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔'' تو عمر رضی اللہ عنہ چل دیے اور غصہ پر قابو نہ پا سکے (غصہ کی وجہ سے رک نہ سکے) اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا، اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ ابو بکر نے کہا، کیوں نہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہوں گے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، کیوں نہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، پھر ہم اپنے دین میں خست اور کوتاہی کیوں قبول کریں؟ اور اس حال میں کیوں واپس لوٹیں کہ ابھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ نہیں کیا؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے خطاب کے بیٹے؟ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، حضرت سہل کہتے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ پر فتح کی بشارت کے سلسلہ میں قرآن اترا تو آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں قرآن پڑھایا تو انہوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا یہ فتح ہے؟ آپ ﷺ نے

فرمایا: ''ہاں'' اور وہ خوش خوش مطمئن ہو کر لوٹ آئے۔

مفردات الحدیث ✲ **قام سهل بن حنيف يوم صفين:** حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان صفین کے مقام پر جنگ چھڑی اور وہ انتہائی شدت اختیار کر گئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کو حکم ماننے کا پیغام بھیجا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، اس کو قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے تو خوارج نے جنگ جاری رکھنے پر اصرار کیا تو حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ لوگوں کو صلح پر آمادہ کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، اور کہنے لگے، صلح کا نتیجہ ہر صورت میں بہتر نکلتا ہے، اگرچہ وہ بظاہر پسندیدہ عمل نظر نہیں آتا، دیکھیے صلح حدیبیہ کے وقت، مسلمانوں کے جذبات و احساسات، اس صلح کے مخالف تھے حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں بڑے زور دار انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی، پھر اپنے ساتھ ملانے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی مکالمہ کیا اور صلح کی شرطوں کی قبولیت کو دین میں خست دباؤ اور کوتاہی کو قبول کرنا قرار دیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں، اس کی رہنمائی میں بات کرتا ہوں۔'' اس لیے اس کی مرضی اور منشا کی مخالفت نہیں کر سکتا اور یہ صلح ہمارے حق میں جائے گی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید کی اور پھر اس سلسلہ میں قرآن مجید کا نزول ہوا اور سورہ فتح میں اس صلح کو فتح کا نام دیا گیا اور بعد میں واقعات نے اس کی تصدیق کی، اس لیے اتهموا انفسكم، تم جنگ کے جاری رکھنے کے اصرار کے سلسلہ میں اپنے آپ کو قصوروار سمجھو، تمہاری یہ رائے اور سوچ ناقص ہے کہ صلح کی بجائے جنگ جاری رہنی چاہیے، صلح کا نتیجہ ہی بہتر ہوتا ہے۔

[4634] ۹۵-(. . .) حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ

عَنْ شَقِيقٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ بِصِفِّينَ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُنِي يَوْمَ اَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ اَنِّي اَسْتَطِيعُ اَنْ اَرُدَّ اَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَرَدَدْتُهُ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَا سُيُوفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا اِلَى اَمْرٍ قَطُّ اِلَّا اَسْهَلْنَ بِنَا اِلَى اَمْرٍ نَعْرِفُهُ اِلَّا اَمْرَكُمْ هٰذَا لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ نُمَيْرٍ اِلَى اَمْرٍ قَطُّ

[4634] - حضرت شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو صفین کے موقعہ پر یہ کہتے سنا، اے لوگو! اپنی سوچ پر الزام عائد کرو، اللہ کی قسم! میں نے ابوجندل کے دن اپنے آپ کو اس حال میں پایا کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم رد کر سکتا ہوتا تو ضرور رد کر دیتا، اللہ کی قسم! ہم نے جب بھی کسی معاملہ کے سلسلہ میں تلواریں اپنے کندھوں پر رکھیں تو وہ آسانی کے ساتھ ہمیں اچھی اور بہترین نتیجہ کی طرف لے گئیں، مگر

[4634] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٦٠٩)

تمہارا یہ معاملہ (تلواروں سے حل نہیں ہورہا) ابن نمیر کی روایت میں الیٰ امر قط کے الفاظ نہیں ہیں۔

مفردات الحدیث ✽ لقد رایتنی یوم ابی جندل: اس میں حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اپنے باپ کے قید خانہ سے، بیڑیوں میں جکڑا ہوا، ظلم وستم سے نجات پانے کے لیے بھاگ کر بڑی تکلیف سے مسلمانوں کے پاس پہنچا اور جب اس کے باپ نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا اور آپ ﷺ نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح اس کا باپ، اس کو مسلمانوں کے پاس چھوڑنے پر آمادہ ہو جائے حتی کہ آپ ﷺ نے فرمایا، تم اسے میری خاطر ہی چھوڑ دو، اس نے کہا، میں آپ ﷺ کی خاطر بھی نہیں چھوڑ سکتا حتی کہ اس نے ابو جندل کے چہرے پر چانٹا رسید کیا اور اس کو واپس لے جانے کے لیے کرتے کا گلہ پکڑ کر گھسیٹنے لگا اور حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ زور زور سے چلا کر کہنے لگے، اے مسلمانو! کیا میں مشرکین کی طرف واپس کیا جاؤں گا کہ وہ مجھے میرے دین سے برگشتہ کریں، اس کے باوجود صلح کی خاطر، رسول اللہ ﷺ ابو جندل کو واپس کرنے پر تیار ہو گئے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو رد نہ کر سکے اور ہم نے جب بھی کندھوں پر تلوار رکھی اور لڑائی لڑی تو اس سے ہمارے لیے آسانی اور سہولت کا راستہ کھلا اور بہتر نتائج برآمد ہوئے، مگر اس باہمی جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا، اس لیے صلح پر آمادہ ہونا بہتر ہے، اگر کافروں سے بظاہر دب کر صلح کرنا بہترین نتائج پیدا کرتا ہے تو مسلمانوں کی باہمی جنگ کو ختم کرنے کے لیے صلح کے نتائج کیوں بہترین برآمد نہیں ہوں گے، اس لیے جنگ پر اصرار چھوڑ دو، صلح کے لیے تیار ہو جاؤ۔

[4635] (. . .) وحَدَّثَنَاه عُثْمَانُ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ وَاِسْحٰقُ جَمِیعًا عَنْ جَرِیرٍ ح وحَدَّثَنِی اَبُو سَعِیدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَکِیعٌ کِلَاهُمَا

عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِیْ حَدِیثِهِمَا اِلَی اَمْرٍ یُفْظِعُنَا

[4635]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی دو سندوں سے اعمش ہی کی سند مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور ان کی حدیث میں یہ لفظ ہیں، الی امر یُفْظِعُنا: ایسا معاملہ جو ہمارے لیے خوفناک ہوتا (اور ہمارے لیے انتہائی ناگواری کا باعث بنتا)

[4636] ٩٦-(. . .) وحَدَّثَنِی اِبْرَاهِیمُ بْنُ سَعِیدٍ الْجَوْهَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ اَبِی حَصِینٍ

عَنْ اَبِی وَائِلٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَیْفٍ بِصِفِّینَ یَقُوْلُ اتَّهِمُوا رَاْیَکُمْ عَلٰی دِینِکُمْ

[4635] تقدم تخریجه برقم (٤٦٠٩)

[4636] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٦٠٩)

فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا فَتَحْنَا مِنْهُ فِي خُصْمٍ إِلَّا انْفَجَرَ عَلَيْنَا مِنْهُ خُصْمٌ

[4636]۔ حضرت ابو وائل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنگ صفین کے موقعہ پر حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے سنا، دین کے سلسلہ میں اپنی سوچ اور رائے کو ناقص سمجھو، میں نے ابو جندل رضی اللہ عنہ کے دن اپنے آپ کو اس کیفیت میں پایا کہ اگر میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی بات کو رد کرنا ممکن ہوتا (تو میں ضرور کر دیتا) تمہاری رائے تو ایسی ہے کہ ہم جب بھی کوئی کنارہ حل کرتے ہیں، (کسی مشکل کا حل نکالتے ہیں) تو ہمارے خلاف کوئی اور سوراخ جاری ہو جاتا ہے۔

نوٹ:...... ما فتحنا منه: کسی راوی کا وہم ہے، صحیح لفظ ماسَدَدْنَا ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے، کیونکہ انفجار کے مقابلہ میں سد ہے کہ جب ہم کوئی سوراخ بند کرتے ہیں تو دوسرا سوراخ کھل جاتا ہے، مقصد یہ ہے ماضی میں تلواریں مسلمانوں کے لیے سہولت و آسانی اور خیر کا باعث بنتی تھیں، لیکن مسلمانوں کی باہمی جنگ میں تلواروں کے نتیجہ میں خرابی اور بگاڑ ہی بڑھ رہا ہے۔

[4637] ۹۷۔(۱۷۸۶) وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ

عَنْ أَنَسِ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ إِلَى قَوْلِهِ فَوْزًا عَظِيمًا [الفتح:۱] مَرْجِعَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَهُمْ يُخَالِطُهُمُ الْحُزْنُ وَالْكَآبَةُ وَقَدْ نَحَرَ الْهَدْيَ بِالْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ ((لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آيَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا))

[4637]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حدیبیہ سے واپسی پر سورہ فتح کی پانچ ابتدائی آیات ﴿انا فتحنا لك فتحا مبينا﴾ سے لے کر فوزا عظیما تک اتریں اور مسلمانوں پر غم وحزن اور ملال طاری تھا اور آپ ﷺ نے حدیبیہ میں قربانی کا اونٹ ذبح کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر ایسی آیت اتری، جو مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔''

فائدہ:...... ان آیات میں سے پہلے آیت میں، آپ ﷺ کے لیے فتح، مغفرت عامہ، اتمام نعمت، صراط مستقیم کی ہدایت اور نصر عزیز کی بشارت دی گئی ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اسے تمام دنیا سے محبوب قرار دیا۔

مفردات الحديث ❊ الكآبة: غم وحزن کی وجہ پژمردگی طاری ہونا، حوصلہ ٹوٹ جانا۔

[4637] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۰۸)

[4638] (. . .) وحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسٍ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ

[4638]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سندوں سے، مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ...... بعض حضرات نے ان احادیث سے جن میں کتب کا لفظ آیا ہے، مثلاً ((کَتَبَ الی قیصر والی کسریٰ کَتَبَ الیٰ اهل الیمن، کتب النبی ﷺ وغیرہ الفاظ سے یہ استدلال کیا ہے کہ یہ تمام خطوط آپ ﷺ نے بذات خود لکھے تھے، لہٰذا آپ لکھنا جانتے تھے، حالانکہ آپ کے خطوط لکھنے کے لیے، حضرت زید بن ثابت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما مقرر تھے اور آپ کے حکم سے لکھتے تھے اور جو آپ چاہتے، وہی لکھتے تھے، اس لیے، لکھنے کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہے اور یہ معروف طریقہ ہے کہ نسبت آمر (حکم دینے والا) کی طرف کی جاتی ہے، مثلاً ابوشاہ لیثی نے کہا تھا ((اُکْتُب لی یا رسول اللّٰه)) اے اللہ کے رسول! مجھے لکھ دیجئے، یعنی لکھوا دیجئے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ((اکتبوا لابی شاہ)) ابوشاہ کو لکھ دو۔

۳۵...... بَاب: الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ

باب ۳۵: عہد کو پورا کرنا

[4639] ۹۸-(۱۷۸۷) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ حَدَّثَنَا

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ مَا مَنَعَنِي أَنْ أَشْهَدَ بَدْرًا إِلَّا أَنِّي خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي حُسَيْلٌ قَالَ فَأَخَذَنَا كُفَّارُ قُرَيْشٍ قَالُوا إِنَّكُمْ تُرِيدُونَ مُحَمَّدًا فَقُلْنَا مَا نُرِيدُهُ مَا نُرِيدُ إِلَّا الْمَدِينَةَ فَأَخَذُوا مِنَّا عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ لَنَنْصَرِفَنَّ إِلَى الْمَدِينَةِ وَلَا نُقَاتِلُ مَعَهُ فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَ فَقَالَ ((انْصَرِفَا نَفِي)) لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَنَسْتَعِينُ اللهَ عَلَيْهِمْ

[4639]۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے جنگ بدر میں شرکت سے صرف اس چیز نے روکا کہ میں اور میرا باپ حُسَیل (یمان کا نام ہے) دونوں نکلے تو ہمیں کافر قریشیوں نے پکڑ لیا اور کہنے لگے، تم

[4638] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۸۸٦) وبرقم (۱۲۳۲) وبرقم (۱۳۰۳) وبرقم (۱٤۱۸)

[4639] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۳۳۵۹)

محمد ﷺ کے پاس جانا چاہتے ہو؟ تو ہم نے کہا، ہم اس کے پاس نہیں جانا چاہتے، ہم تو صرف مدینہ جانا چاہتے ہیں تو انہوں نے ہم سے اللہ کے نام پر عہد اور پیان لیا کہ ہم مدینہ کی طرف لوٹ جائیں گے اور آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ میں حصہ نہیں لیں گے تو ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واپس چلے جاؤ، ہم ان سے کیا ہوا عہد پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔''

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار سے کیا گیا عہد و پیان پورا کیا جائے گا اور کافروں کو یہ طعنہ دینے کا موقعہ نہیں دیا جائے گا کہ مسلمان عہد توڑتے ہیں، اگرچہ اس عہد کی پابندی ضروری نہیں ہے، کیونکہ امام کے ساتھ مل کر کافروں سے جہاد کرنا دینی فریضہ ہے، اس لیے امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا نظریہ یہ ہے کہ اگر مسلمان قیدی کافروں سے عہد کرلے، میں بھاگوں گا نہیں تو اس پر اس عہد کی پابندی ضروری نہیں ہے، اسے اگر بھاگنے کا موقعہ ملے تو وہ بھاگ سکتا ہے، لیکن امام مالک کے نزدیک حدیث کا ظاہری تقاضا یہی ہے کہ عہد کی پابندی ضروری ہے، ہاں اگر وہ اس سے جبرا قسم لیں کہ وہ بھاگے گا نہیں تو جبر کی بنا پر اس قسم کا اعتبار نہیں ہے۔

٣٦...... بَاب: غَزْوَةِ الْأَحْزَابِ

باب ٣٦: غزوۂ احزاب (جنگ خندق)

[4640] ٩٩-(١٧٨٨) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ رَجُلٌ لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَاتَلْتُ مَعَهُ وَأَبْلَيْتُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنْتَ كُنْتَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْأَحْزَابِ وَأَخَذَتْنَا رِيحٌ شَدِيدَةٌ وَقُرٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ ثُمَّ قَالَ ((أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ ثُمَّ قَالَ ((أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ فَقَالَ ((قُمْ يَا حُذَيْفَةُ فَأْتِنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ)) فَلَمْ أَجِدْ بُدًّا إِذْ دَعَانِي بِاسْمِي أَنْ أَقُومَ قَالَ اذْهَبْ

[4640] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٣٩٠)

((فَأْتِنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَلَا تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ)) فَلَمَّا وَلَّيْتُ مِنْ عِنْدِهِ جَعَلْتُ كَأَنَّمَا أَمْشِي فِي حَمَّامٍ حَتَّى أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُ أَبَا سُفْيَانَ يَصْلِي ظَهْرَهُ بِالنَّارِ فَوَضَعْتُ سَهْمًا فِي كَبِدِ الْقَوْسِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْمِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ((وَلَا تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ)) وَلَوْ رَمَيْتُهُ لَأَصَبْتُهُ فَرَجَعْتُ وَأَنَا أَمْشِي فِي مِثْلِ الْحَمَّامِ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَفَرَغْتُ قُرِرْتُ فَأَلْبَسَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ فَضْلِ عَبَاءَةٍ كَانَتْ عَلَيْهِ يُصَلِّي فِيهَا فَلَمْ أَزَلْ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحْتُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ قَالَ قُمْ ((يَا نَوْمَانُ))

[4640]۔ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ایک آدمی نے کہا، اگر میں رسول اللہ ﷺ کو پا لیتا تو آپ ﷺ کی معیت میں جنگ میں شریک ہوتا اور خوب جوہر دکھاتا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو یہ کام کرتا؟ واقعہ یہ ہے، ہم نے اپنے آپ کو احزاب کی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حال میں دیکھا کہ سخت ہوا اور سردی سے ہم دوچار تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کوئی آدمی ہے جو مجھے دشمن کے حالات معلوم کر کے بتائے، اللہ قیامت کے دن اسے میری رفاقت نصیب کرے گا؟'' تو ہم سب خاموش ہو گئے، ہم میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا، آپ نے پھر فرمایا: ''کیا کوئی آدمی ہے، جو ہمیں دشمن کے بارے میں معلومات فراہم کرے، اللہ اسے قیامت کے دن میرا ساتھ عنایت فرمائے گا؟'' تو ہم خاموش ہو گئے اور ہم میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا، پھر آپ نے تیسری بار فرمایا، ''کیا کوئی مرد ہے، جو ہمارے پاس ان لوگوں کے حالات معلوم کر کے لائے، اللہ اسے قیامت کے دن میری معیت نصیب کرے گا؟'' تو ہم خاموش ہو گئے اور ہم میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا تو آپ نے فرمایا: ''اے حذیفہ، ہمیں ان لوگوں کے بارے میں معلومات پہنچاؤ۔'' تو میرے لیے جانے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کیونکہ آپ ﷺ نے میرا نام لے کر کہا کہ میں اٹھوں، آپ نے فرمایا: ''جاؤ، میرے پاس ان کے بارے میں معلومات حاصل کر کے آؤ اور انہیں میرے خلاف نہ بھڑکانا۔'' تو جب میں آپ کے پاس سے چل پڑا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں حمام میں چل رہا ہوں حتی کہ میں ان کے پاس پہنچ گیا تو میں نے ابوسفیان کو دیکھا کہ وہ آگ سے اپنی پشت تاپ رہا ہے تو میں نے کمان کے درمیان تیر رکھ لیا اور اس کو نشانہ بنانا چاہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان یاد آ گیا، ''انہیں میرے خلاف نہ بھڑکانا'' اگر میں اس پر تیر پھینکتا تو وہ نشانہ پر لگتا تو میں واپس لوٹا اور مجھے یوں لگ رہا تھا، جیسے میں حمام میں چل رہا ہوں تو جب میں آپ کے پاس پہنچا اور آپ کو ان لوگوں کے حالات سے آگاہ کر کے فارغ ہوا تو مجھے سردی لگنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چادر (کمبلی) کا زائد حصہ پہنایا، (مجھ پر ڈال دیا)

جس میں آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو میں صبح تک سویا رہا تو جب صبح ہو گئی تو آپ نے فرمایا: ''اٹھ، اے سوتڑ۔''

مفردات الحدیث ❶ انت کنت تفعل ذالك: یہ استفہام انکاری ہے کہ تو سمجھتا ہے، میں اگر آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا تو آپ کی خوب مدد کرتا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ جوہر دکھاتا جو ناممکن بات ہے۔ ❷ قُرٌّ: شدید سردی۔ ❸ فلم یجبه احدٌ: یعنی انتہائی جانثار اور فدا کار صحابہ، جنگ خندق کے حالات سے اس قدر تھک اور ہار گئے کہ اس عظیم بشارت کو بار بار سن کر بھی جانے کے لیے تیار نہ ہوئے، حالانکہ وہ آپ ﷺ کی نصرت وحمایت میں ہر قسم کے خطرات اور مصائب میں کود جانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے تو تو آپ ﷺ کی کیا مدد کرتا۔ ❹ لَا تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ: انہیں میرے خلاف نہ بھڑکانا کہ تم کچھ چھیڑ خانی کرو اور وہ تمہارے پیچھے لگ جائیں۔ ❺ کانما امشی فی حَمَّام: لوگ سردی میں ٹھٹھر رہے تھے، لیکن میں تیز ہوا اور سردی کی ٹھنڈک سے محفوظ گرمی میں چل رہا تھا اور یہ آپ کے حکم کے امتثال اور آپ ﷺ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ جب تک وہ آپ کے کام میں مصروف رہے، انہیں سردی محسوس نہیں ہوئی اور جب اس کام سے فارغ ہو گئے تو انہیں سردی لگنے لگی۔ نومان بسوتڑ، بہت سونے والا، یہ بات آپ ﷺ نے دل لگی کرتے ہوئے فرمائی۔

فائدہ:...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق، مشرکین مکہ کے درمیان جا گھسے اور جنود اللہ نے ان کا برا حشر کر رکھا تھا، ان کی ہانڈیاں الٹ دیں، خیمے اکھاڑ دیئے، آگ بے قرار ہو رہی تھی تو ابوسفیان نے اٹھ کر کہا، اے قریش کی جماعت، ہر انسان اپنے اردگرد دیکھ لے؟ اپنے ساتھی کو پہچان لے (کہ کہیں مسلمانوں کا جاسوس موجود نہ ہو) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے اپنے ساتھ والے کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں فلاں بن فلاں ہوں، (اپنا نام بتایا) پھر ابوسفیان نے کہا، اے قریش کے لوگو! اللہ کی قسم! اب یہاں رہنا تمہارے لیے ممکن نہیں ہے، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو رہے ہیں، بنو قریظہ نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی ہے اور ان کی طرف سے ناپسندیدہ باتیں ہم تک پہنچ رہی ہیں اور تیز ہوا نے ہمارا جو حشر کیا ہے، وہ تمہارے سامنے ہے، کوچ کرو، میں تو چل رہا ہوں، پھر وہ اپنے اونٹ کے پاس گیا، جو بندھا ہوا تھا، اس پر بیٹھ کر اس کو ایڑھ لگائی تو وہ تین پاؤں پر اچھل پڑا، اللہ کی قسم! اس نے کھڑے اونٹ کا زانو بند کھولا اور اگر رسول اللہ ﷺ کی یہ تلقین نہ ہوتی کہ میرے پاس واپس آنے تک کوئی حرکت نہ کرنا تو میں اسے قتل کر ڈالتا، پھر میں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا اور آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ پر ازواج مطہرات میں سے کسی کی چادر تھی، غزوہ خندق شوال ۵ ھ میں پیش آیا اور مشرکین نے تقریباً ایک ماہ تک رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا محاصرہ جاری رکھا، جس کا آغاز شوال سے ہوا اور خاتمہ ذی قعدہ میں۔ تفصیلات کے لیے، الرحیق المختوم دیکھئے۔

۳۷...... بَاب: غَزْوَةِ اُحُدٍ

باب ۳۷: غزوۂ احد

[4641] ۱۰۰-(۱۷۸۹) وحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْاَزْدِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ وَثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اُفْرِدَ يَوْمَ اُحُدٍ فِي سَبْعَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا رَهِقُوهُ قَالَ ((مَنْ يَّرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ اَوْ هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ فَتَقَدَّمَ)) رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ثُمَّ رَهِقُوهُ اَيْضًا فَقَالَ ((مَنْ يَّرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ اَوْ هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ)) فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قُتِلَ السَّبْعَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِصَاحِبَيْهِ ((مَا اَنْصَفْنَا اَصْحَابَنَا))

[4641]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، جنگ احد کے دن سات انصاریوں اور دو قریشیوں کے ساتھ الگ کر دیئے گئے تو جب دشمن نے آپ کو گھیر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا، ان کو ہمارے پاس سے کون ہٹائے گا، اس کو جنت ملے گی یا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا؟'' تو ایک انصاری آگے بڑھا اور لڑ کر شہید ہو گیا، پھر انہوں نے آپ کو گھیر لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو ہم سے کون دور ہٹائے گا، اسے جنت ملے گی یا وہ میرا جنت میں ساتھی ہوگا؟'' تو انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا، اسی طرح یہی صورت حال جاری رہی حتی کہ ساتوں انصاری شہید ہو گئے، پھر آپ نے اپنے قریشی ساتھیوں سے کہا: ہم نے انصار ساتھیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔'' (کیونکہ قریشیوں میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا تھا۔)

مفردات الحدیث ❋ **مَا انصفنا اصحَابَنَا**: اگر اصحابنا مفعول بہ ہو تو معنی ہوگا، قریشیوں نے، انصار سے انصاف نہیں کیا کہ وہ ایک ایک کر کے نکلتے رہے اور شہید ہوتے رہے، لیکن دونوں قریشیوں میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا اور اگر اصحابُنا، فاعل ہو تو معنی ہوگا، ہم سے الگ ہونے والے، بھاگنے والے ساتھیوں نے انصاف نہیں کیا اور ہمیں دشمن کے درمیان چھوڑ گئے۔

[4642] ۱۰۱-(۱۷۹۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا

[4641] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۳۳۷)

[4642] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجهاد والسیر باب: لبس البیضة برقم (۲۹۱۱) وفی المغازی باب: ما اصاب النبی ﷺ من الجراح یوم احد برقم (۴۰۷۵) وفی الطب باب: حرق الحصیر یسد به الدم برقم (۵۷۲۲) انظر (التحفة) برقم (۴۷۱۴)

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرِحَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَغْسِلُ الدَّمَ وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَسْكُبُ عَلَيْهَا بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ قِطْعَةَ حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا ثُمَّ أَلْصَقَتْهُ بِالْجُرْحِ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ

[4642] ۔ ابو حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے زخمی ہونے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور آپ کا ایک رباعی دانت توڑ ڈالا گیا اور آپ کے سر پر خود توڑ دی گئی، رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، خون دھو رہی تھیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ڈھال سے اس پر پانی ڈال رہے تھے تو جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی سے تو خون زیادہ نکل رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلایا حتی کہ وہ راکھ بن گیا تو اسے زخم پر لگایا تو خون رک گیا۔

مفردات الحدیث ❶ هُشِمَتِ البيضة: خود کو توڑ دیا گیا۔ ❷ يسكب عليها بالمجن: وہ خود سے زخم پر پانی ڈال رہے تھے۔

[4643] ۱۰۲۔(...)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَهُوَ يَسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَمَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ الْمَاءَ وَبِمَاذَا دُووِيَ جُرْحُهُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ وَجُرِحَ وَجْهُهُ وَقَالَ مَكَانَ هُشِمَتْ كُسِرَتْ

[4643] ۔ ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے زخم کے بارے میں سوال کیا گیا، میں سن رہا تھا، انہوں نے کہا، سنو! اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں، کون رسول اللہ ﷺ کا زخم دھو رہا تھا اور کون پانی ڈال رہا تھا اور آپ ﷺ کے زخم کا علاج کس چیز سے کیا گیا، پھر مذکورہ بالا حدیث بیان

[4643] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: المجن ومن يترس بترس صاحبه برقم (٢٩٠٣) وفي المغازي باب: ما اصاب النبي ﷺ من الجراح يوم احد برقم (٤٠٧٥) وفي الطب باب: حرق الحصير يسد به الدم برقم (٥٧٢٢) انظر (التحفة) برقم (٤٧٨١)

کی، ہاں یہ اضافہ ہے، آپ کا چہرہ زخمی کر دیا گیا اور ھُشِمَتِ کی جگہ کُسِرَتُ ہے۔

[4644] ۱۰۳-(. . .) و حَدَّثَنَاه اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَابْنُ اَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي هِلَالٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ مُطَرِّفٍ كُلُّهُمْ عَنْ اَبِي حَازِمٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَدِيثِ ابْنِ اَبِي هِلَالٍ اُصِيبَ وَجْهُهُ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُطَرِّفٍ جُرِحَ وَجْهُهُ

[4644]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کی سندوں سے ابو حازم کی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں اور ابن ابی حلال کی روایت میں ہے آپ کا چہرہ زخمی کر دیا گیا اور پر ''جرح'' کا لفظ تھا یہاں ''اصیب'' جن کا معنی ایک ہی ہے۔

فائدہ:...... جنگ احد میں جب مسلمانوں نے شاندار فتح حاصل کر لی تو جبل رماۃ پر آپ ﷺ نے جن تیر اندازوں کو متعین فرمایا تھا، انہوں نے ایک خوفناک غلطی کا ارتکاب کیا، آپ ﷺ نے انہیں ہر حال میں اپنے پہاڑی مورچے پر ڈٹے رہنے کی سخت تاکید فرمائی، لیکن ان تاکیدی احکامات کے باوجود جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان دشمن کا مال غنیمت لوٹ رہے ہیں تو وہ بھی اس کی لالچ میں، اپنے مورچہ کو چھوڑنے کے لیے تیار ہو گئے ان کے کمانڈر نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے احکامات یاد دلائے، لیکن ان کی غالب اکثریت نے ان کی بات کو اہمیت نہیں دی، پچاس میں سے چالیس تیر اندازوں نے اپنے مورچے چھوڑ دیئے اور مال غنیمت سمیٹنے کے لیے عام لشکر کے ساتھ آ ملے، خالد بن ولید نے اس زریں موقعہ سے فائدہ اٹھایا، چند لمحوں میں حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہ جانے والے چند ساتھیوں کا صفایا کر کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے، ان کے شہسواروں نے ایک نعرہ بلند کیا، جس سے مشرکین کا شکست خوردہ لشکر دوبارہ جمع ہو گیا، اب مسلمان آگے اور پیچھے سے گھیرے

[4644] طريق ابي بكر بن ابي شيبة اخرجه البخاري في (صحيحه) في الطهارة باب: غسل المراة اباها الدم عن وجهه برقم (٢٤٣) وفي الجهاد والسير باب: دواء الجراح باحراق الحصير برقم (٣٠٣٧) وفي النكاح باب: ﴿ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن﴾ الى قوله ﴿لم يظهروا على عورات النساء﴾ برقم (٥٢٤٨) والترمذي في (جامعه) في الطب باب: التداوي بالرماد برقم (٢٠٨٥) وابن ماجه في (سننه) في الطب باب: دواء الجراحة برقم (٣٤٦٤) انظر (التحفة) برقم (٤٦٨٨) وطريق عمور بن سداد العامري وطريق محمد بن سهل التميمي تفرد بهما مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٦٨٠) وبرقم (٤٧٦٨)

میں آ گئے، اس وقت رسول اللہ ﷺ صرف نو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ پیچھے تشریف فرما تھے، آزمائش کے اس نازک ترین لمحہ میں آپ ﷺ نے جان بچا کر بھاگنے کی بجائے، اپنی جان خطرہ میں ڈال کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بچانے کا فیصلہ کیا اور نہایت بلند آواز سے صحابہ کو پکارا، اللہ کے بندو! ادھر آؤ، مشرکوں کو پتہ چل گیا کہ آپ ﷺ ادھر ہیں، لہٰذا ان کا دستہ مسلمانوں سے پہلے آنے تک پہنچ گیا، اس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ مشرکوں نے آپ ﷺ پر پورا بوجھ ڈال دیا اور چاہا کہ آپ کا کام تمام کر دیں، اس حملہ میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کو پتھر مارا، جس سے آپ پہلو کے بل گر گئے اور آپ کا داہنا نچلا رباعی دانت ٹوٹ گیا اور آپ کا نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا، عبداللہ بن قمیہ نے ایک زوردار تلوار ماری، جو آنکھ سے نیچے کی ابھری ہوئی ہڈی پر لگی، اس کی وجہ سے خود کی دو کڑیاں آپ کے چہرہ انور کے اندر گھس گئیں، اس نے کہا، لیجیے! میں قمیہ (توڑنے والا) کا بیٹا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے فرمایا، ''اللہ تجھے توڑ ڈالے۔'' جنگ احد کی تفصیلات سیرت کی کتابوں میں دیکھیں۔

[4645] ١٠٤ ـ(١٧٩١)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَشُجَّ فِي رَأْسِهِ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُولُ ((كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ وَكَسَرُوا رَبَاعِيَتَهُ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللّٰهِ)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ـ[ال عمران: ١٢٨]

[4645] ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کا ایک رباعی دانت توڑ ڈالا گیا اور آپ ﷺ کے سر پر زخم لگایا گیا تو آپ ﷺ اس سے خون صاف کرنے لگے اور فرماتے تھے، ''وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے، جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کر ڈالا اور اس کا رباعی دانت توڑ ڈالا، حالانکہ وہ انھیں اللہ کی طرف بلاتا ہے؟'' تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی، ''اس معاملہ میں تیرا کوئی اختیار نہیں ہے۔'' (آل عمران، آیت نمبر ١٢٨۔)

[4646] ١٠٥ ـ(١٧٩٢)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ ((رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ))

[4645] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٥٣)

[4646] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی احادیث الانبیاء باب (٥٤) وبرقم (٣٤٧٧) وفی استتابة المرتدین باب (٥) برقم (٦٩٢٩) وابن ماجه فی (سننه) فی الفتن باب: الصبر علی البلاء برقم (٤٠٢٥) انظر (التحفة) برقم (٩٢٦٠)

[4646] ۔حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ انبیاء میں سے ایک نبی کا واقعہ نقل کر رہے ہیں، اس کی قوم نے اسے مارا اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے فرما رہے ہیں: ''اے رب میری قوم کو بخش دے، کیونکہ انہیں علم نہیں ہے۔''

[4647] حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِی شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَهُوَ يَنْضِحُ الدَّمَ عَنْ جَبِينِهٖ

[4647] ۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے اعمش ہی کی مذکورہ بالا سند سے روایت بیان کرتے ہیں، مگر اس میں یہ الفاظ ہیں، وہ اپنی پیشانی سے خون صاف کر رہا ہے۔

مفردات الحدیث ❊ **يَسْلُتُ، يَمْسَحُ، يَنْضَحُ: تینوں الفاظ کا مفہوم صاف کرنا اور پونچھنا ہے۔**

۳۸...... بَاب: اشْتِدَادِ غَضَبِ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ قَتَلَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۳۸: جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیں، اس پر اللہ کی غضب کی شدت کا بیان

[4648] ۱۰۶-(۱۷۹۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ اَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ فَعَلُوا هٰذَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ حِينَئِذٍ يُشِيرُ اِلٰی رَبَاعِيَتِهٖ)) وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی رَجُلٍ يَقْتُلُهٗ رَسُولُ اللّٰهِ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

[4648] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا غصہ اس قوم پر انتہائی سخت ہوگا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ سلوک کیا'' اور آپ اس وقت اپنے رباعی دانت کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا غصہ اس شخص پر انتہائی سخت ہوتا ہے، جسے اللہ کا رسول، اللہ کی راہ میں قتل کر ڈالے۔''

فائدہ ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو تنگ کرنا، اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کو

[4647] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٦٢٢)

[4648] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المغازى باب: ما اصاب النبى صلی اللہ علیہ وسلم من الجراح يوم احد برقم (٤٠٧٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٧١٧)

دعوت دینا ہے اور جس کے خلاف وہ ہاتھ اٹھانے پر مجبور ہوں، وہ انتہائی بد بخت ہوتا ہے۔

٣٩...... بَاب: مَا لَقِيَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ اَذَى الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ

باب ٣٩: وہ تکالیف جو رسول اللہ ﷺ کو مشرکوں اور منافقوں کی طرف سے پہنچیں

[4649] ١٠٧-(١٧٩٤) وحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبَانَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ الْاَوْدِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ وَاَبُو جَهْلٍ وَاَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ وَقَدْ نُحِرَتْ جَزُورٌ بِالْاَمْسِ فَقَالَ اَبُو جَهْلٍ اَيُّكُمْ يَقُومُ اِلَى سَلَا جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ فَيَاْخُذُهُ فَيَضَعُهُ فِي كَتِفَيْ مُحَمَّدٍ اِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ اَشْقَى الْقَوْمِ فَاَخَذَهُ فَلَمَّا سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ فَاسْتَضْحَكُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَمِيلُ عَلَى بَعْضٍ وَاَنَا قَائِمٌ اَنْظُرُ لَوْ كَانَتْ لِي مَنَعَةٌ طَرَحْتُهُ عَنْ ظَهْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ سَاجِدٌ مَا يَرْفَعُ رَاْسَهُ حَتّٰى انْطَلَقَ اِنْسَانٌ فَاَخْبَرَ فَاطِمَةَ فَجَاءَتْ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَطَرَحَتْهُ عَنْهُ ثُمَّ اَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوتَهُ رَفَعَ صَوْتَهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهِمْ وَكَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا سَمِعُوا صَوْتَهُ ذَهَبَ عَنْهُمُ الضِّحْكُ وَخَافُوا دَعْوَتَهُ ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِي مُعَيْطٍ)) وَذَكَرَ السَّابِعَ وَلَمْ اَحْفَظْهُ فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَيْتُ الَّذِينَ سَمّٰى صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوا اِلَى الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ قَالَ اَبُو اِسْحٰقَ الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ غَلَطٌ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ

[4649] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء باب: اذا القی علی ظهر المصلی قذر اوجيفة لم تفسد صلاته برقم (٢٤٠) وفی الصلاة باب: المراة تطرح عن المصلی شيئا من الاذی برقم (٥٢٠) وفی الجهاد والسير باب: الدعاء علی المشركين بالهزيمة والزلزلة برقم (٢٩٣٤) وفی الجزية والموادعة باب: طرح جنين المشركين فی البئر ولا يوخذ لهم ثمن برقم (٣١٨٥) وفی مناقب الانصار باب: ما لقی النبی ﷺ واصحابه من المشركين بمكة برقم (٣٨٥٤) وفی المغازی باب: دعاء النبی ﷺ علی كفار قريش برقم (٣٩٦٠) والنسائی فی (المجتبی) فی الطهارة باب: فرث ما يوكل لحمه ويصيب الثوب برقم (٣٠٦) انظر (التحفة) برقم (٩٤٨٤)

[4649] ۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اور گزشتہ کل ایک اونٹنی ذبح کی گئی تھی تو ابوجہل نے کہا تم میں سے کون، بنوفلاں کی اونٹنی کی بچہ دانی اٹھا لائے گا اور جب محمد سجدہ کرے گا تو اس کے کندھوں کے درمیان رکھ دے گا؟ تو سب سے بدبخت شخص اٹھا اور اسے اٹھا لایا، پھر جب نبی اکرم ﷺ سجدہ میں گئے، اسے آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا اور وہ ایک دوسرے کو ہنسانے لگے اور ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو کر ایک دوسرے پر گرنے لگے، حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا یہ منظر دیکھ رہا تھا، اگر مجھے تحفظ اور پناہ حاصل ہوتی تو میں اسے آپ ﷺ کی پشت سے پھینک دیتا، نبی اکرم ﷺ سجدہ میں پڑے ہوئے تھے، اپنا سر نہیں اٹھا رہے تھے حتی کہ ایک آدمی گیا اور اس نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع دی، وہ آئیں جبکہ وہ ایک نوخیز بچی تھیں اور انہوں نے آپ سے اسے پھینک دیا، پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر انہیں برا بھلا کہنے لگیں تو جب نبی اکرم ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے بلند آواز سے ان کے خلاف دعا کی اور آپ ﷺ جب دعا فرماتے تو تین دفعہ دعا فرماتے اور جب مانگتے تو تین دفعہ مانگتے، پھر آپ نے فرمایا، ''اے اللہ! قریش کا مؤاخذہ فرما۔'' تین دفعہ فرمایا تو جب انہوں نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو ان کی ہنسی بند ہوگئی اور آپ ﷺ کی دعا سے خوف زدہ ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! ابوجہل بن ہشام کو پکڑ، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ، راوی کہتے ہیں، استاد نے ساتویں کا نام لیا، مجھے یاد نہیں رہا، اس ذات کی قسم، جس نے محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا، میں نے ان لوگوں کو جن کے آپ ﷺ نے نام لیے تھے، بدر کے دن گرے ہوئے دیکھا، پھر انہیں کھینچ کر، بدر کے کچے کنویں میں پھینک دیا گیا، ابواسحاق کہتے ہیں، اس حدیث میں ولید بن عقبہ کا نام غلط ہے، (کیونکہ وہ ولید بن عتبہ تھا)

مفردات الحدیث ❶ سَلَا جَزُوْرٍ: بچہ دانی، جھلی۔ ❷ اشقی القوم: قوم کا سب سے بدبخت آدمی، یہ عقبہ بن ابی معیط تھا۔ ❸ مَنَعَةٌ: مجھے پشت پناہی کی بنا پر قوت وطاقت حاصل ہوتی کیونکہ مکہ میں ان کا خاندان موجود نہیں تھا، جو ان کی پشت پر ہوتا، اگر اس کو مانِع کی جمع بنائیں تو معنی ہوگا، اگر میرے حمایتی اور دفاع کرنے والے ہوتے۔ ❹ ذکر السابع: عمرو بن میمون نے ساتویں عمارۃ بن ولید کا نام لیا تھا لیکن ابواسحاق کو یاد نہیں رہا اور یہ ساتواں جنگ بدر میں شریک نہیں تھا اور القلیل کالمعدوم کے تحت اس کو نظرانداز کر دیا گیا۔

فائدہ:.......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر نمازی پر نجاست ڈال دی جائے اور اسے اس کا پتہ نہ ہو کہ مجھ پر کیا ڈالا گیا ہے تو اس کی نماز ہو جائے گی، نیز یہ واقعہ مکی زندگی میں پیش آیا، جہاں ابھی احکام کی تفصیلات کا نزول نہیں ہوا تھا، اس لیے اس کی نجاست معلوم نہ تھی۔

[4650] ١٠٨-(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِذْ جَآءَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُورٍ فَقَذَفَهُ عَلٰى ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَرْفَعْ رَاْسَهُ فَجَآءَتْ فَاطِمَةُ فَاَخَذَتْهُ عَنْ ظَهْرِهٖ وَدَعَتْ عَلٰى مَنْ صَنَعَ ذٰلِكَ فَقَالَ **((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَاَ مِنْ قُرَيْشٍ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ اَبِي مُعَيْطٍ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَاُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ اَوْ اُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ شُعْبَةُ الشَّاكُّ))** قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَاُلْقُوا فِي بِئْرٍ غَيْرَ اَنَّ اُمَيَّةَ اَوْ اُبَيًّا تَقَطَّعَتْ اَوْصَالُهُ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ

[4650]۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے اور آپ ﷺ کے اردگرد کچھ قریشی لوگ بیٹھے ہوئے تھے، اچانک عقبہ بن ابی معیط اونٹنی کی بچہ دانی اٹھا لایا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر پھینک دیا تو آپ ﷺ نے اپنا سر نہ اٹھایا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور انہوں نے اسے آپ ﷺ کی پشت سے اٹھایا اور یہ حرکت کرنے والوں کو بددعا دی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ، قریش کی جمعیت پر گرفت فرما، ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف یا ابی بن خلف (شعبہ کو شک ہے) پر گرفت فرما'' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے ان کو بدر کے دن مقتول دیکھا اور انہیں ایک کنویں میں ڈال دیا گیا، مگر امیہ یا ابی کے جوڑ الگ الگ ہو گئے تو اسے کنویں میں نہ ڈالا گیا۔

نوٹ:...... صحیح بات یہ ہے کہ بدر میں مرنے والا امیہ بن خلف تھا جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے۔

مفردات الحدیث ✲ **تَقَطَّعَتْ او صاله**: اس کے جوڑ الگ الگ ہو گئے۔

[4651] ١٠٩-(. . .)وحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ ثَلَاثًا يَقُولُ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ **((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثًا))** وَذَكَرَ فِيهِمُ الْوَلِيدَ بْنَ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ وَلَمْ يَشُكَّ قَالَ اَبُو اِسْحٰقَ وَنَسِيتُ السَّابِعَ

[4651]۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد ابو اسحاق کی مذکورہ بالا سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں،

[4650]تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٦٢٥)

[4651] تقدم تخريجه برقم (٤٦٢٥)

اس میں یہ اضافہ ہے آپ ﷺ تین دفعہ دعا کرنا پسند فرماتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! قریش کی گرفت فرما، اے اللہ! قریش کا مواخذہ فرما، اے اللہ! تو قریش کو پکڑ۔'' تین دفعہ کہا، آپ نے ان میں ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف کا ذکر کیا، راوی نے شک کا اظہار نہیں کیا۔ (کہ امیہ یا ابی) اور ابو اسحاق نے کہا میں ساتویں کا نام بھول گیا۔

[4652] ۱۱۰۔(. . .)وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ اسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَيْتَ فَدَعَا عَلَى سِتَّةِ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فِيهِمْ أَبُو جَهْلٍ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأُقْسِمُ بِاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى عَلَى بَدْرٍ قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا

[4652]۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے قریش کے چھ افراد کے خلاف دعا کی، ان میں ابوجہل، امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ ابن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط داخل ہیں، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں بدر کے میدان میں گرے پڑے دیکھا، سورج کی تپش نے ان کے رنگ بدل ڈالے تھے اور وہ سخت گرم دن تھا۔

[4653] ۱۱۱۔(۱۷۹۵)وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ فَقَالَ **((لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ قَالَ فَنَادَانِي**

[4652] تقدم تخريجه برقم (٤٦٢٥)

[4653] اخرجه البخاري في (صحيحه) في بدء الخلق باب: اذا قال احدكم: آمين والملائكة في السماء فوافقت احداهما الاخرى غفرله ما تقدم من ذنبه برقم (٣٢٣١) وفي التوحيد باب: (وكان الله سميعا بصيرا) برقم (٧٣٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٠٠)

مَلَكُ الْجِبَالِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَأَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِي رَبُّكَ إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ فَمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا))

[4653] ۔حضور اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ پر احد کے دن سے زیادہ سخت دن گزرا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تیری قوم کی طرف سے بہت تکالیف پہنچی اور سب سے زیادہ تکلیف عقبہ کے دن پہنچی، جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے پیش کیا، (اس کو اسلام کی دعوت دی) تو اس نے میری خواہش کے مطابق، میری بات قبول نہ کی اور میں رنجیدہ حالت میں، اپنے سامنے والے رخ پر چل پڑا اور قرن ثعالب پر پہنچ کر میں اپنے آپ میں آیا (غم کی حالت سے نکلا) اور میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے اچانک ایک بادل کو اپنے اوپر سایہ کیے ہوئے پایا، میں نے دیکھا تو اس میں جبریل علیہ السلام تھے تو اس نے مجھے آواز دی اور کہا، اللہ عزوجل نے تیری قوم نے تجھے جو کچھ کہا سن لیا اور جو انہوں نے تمہیں جواب دیا (وہ سن لیا) اور اس نے آپ کے پاس پہاڑوں کا منتظر فرشتہ بھیجا ہے، تاکہ آپ اسے جو چاہیں، ان کے بارے میں حکم دیں، آپ نے فرمایا تو مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اور مجھے سلام کہا، پھر کہا، اے محمد! اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کا تجھے جواب سن لیا ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اور مجھے تیرے رب نے تیرے پاس اس لیے بھیجا کہ آپ مجھے ان کے بارے میں اپنا حکم فرمائیں تو آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ چاہیں تو میں ان پر دونوں پہاڑوں کو ملا دوں۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے جواب دیا، ''بلکہ میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ نکالے گا، جو صرف اللہ کی بندگی کریں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔''

مفردات الحدیث ❶ **يوم العقبة:** اس سے مراد عقبۂ طائف ہے، کیونکہ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب کی وفات کے بعد دس (۱۰) نبوت، شوال میں، بنو ثقیف کے سرداروں کو اسلام کی دعوت دینے طائف گئے، لیکن انہوں نے آپ ﷺ سے بدترین سلوک کیا، اوباش لوگ آپ کے پیچھے لگا دیئے۔ ❷ **فلم استفق:** میں اپنے آپ میں نہیں آیا، مجھے افاقہ نہیں ہوا۔ ❸ **قرن الثعالب:** یہی قرن منازل ہے، جو اہل نجد کا میقات ہے اور مکہ سے ایک دن رات کے فاصلہ پر ہے۔ ❹ **اطبق عليهم الاخشبين:** اخشبان سے مراد شارحین نے مکہ کے دو پہاڑ ابو قبیس، قعیقعان لیے ہیں، جو مکہ کے شمال وجنوب میں واقع ہیں اور اس وقت مکہ کی آبادی ان دونوں کے درمیان واقع تھی، لیکن سوال یہ ہے کہ سنگین ترین سلوک جو آپ ﷺ سے اہل

طائف نے کیا اور انہیں کے اس بدترین سلوک کے بعد پہاڑوں کا فرشتہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اگر آپ یہ چاہیں کہ میں ان کو دو پہاڑوں میں پیس کر رکھ دوں تو میں آپ کی خواہش کے مطابق ان کو پیس کر رکھ دوں گا تو پھر اہل مکہ کو مراد لینا کیوں کر درست ہوسکتا ہے، اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ اخشبان مکہ کے دو پہاڑوں کو ان کی مضبوطی اور صلابت کی وجہ سے کہا گیا ہے، اس لیے مراد یہ ہے کہ مکہ کے ان مضبوط و مستحکم پہاڑوں جیسے پہاڑوں میں، اہل طائف کو پیش کر رکھ دوں یا مکہ کے ان دو پہاڑوں کو وہاں لے جا کر ان میں پیس دوں، کیونکہ پہاڑوں کے فرشتہ کے لیے ان پہاڑوں کا وہاں لے جانا مشکل نہ تھا یا پھر یہ مراد لیا جائے کہ بنو ثقیف نے آپ ﷺ سے یہ بدسلوکی صرف اس لیے کیا کہ آپ کی قوم اہل مکہ نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا تھا، اگر وہ قبول کرتے تو آپ ﷺ کو ان مصائب سے دوچار نہ ہونا پڑتا، اس لیے اس کا اصل سبب وہ تھے، اس لیے فرشتہ نے کہا کہ آپ ﷺ حکم دیں تو میں اہل مکہ کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالوں۔''

[4654] ۱۱۲-(۱۷۹۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ دَمِيَتْ إِصْبَعُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْمَشَاهِدِ فَقَالَ ((هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتِ))

[4654] - حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی جنگ میں انگلی زخمی ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ایک انگلی ہی تو ہے، جو زخمی ہوئی ہے اور تجھے جو تکلیف پہنچی ہے، وہ اللہ کی راہ میں ہے۔''

[4655] ۱۱۳-(...) وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي غَارٍ فَنُكِبَتْ إِصْبَعُهُ

[4655] - یہی روایت امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے، اسود بن قیس ہی کی سند سے بیان کرتے ہیں، اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غار میں تھے تو آپ ﷺ کی انگلی پتھر سے زخمی ہوگئی۔

مفردات الحدیث

❁ **غار**: سے مراد بعض کے نزدیک لشکر اور جماعت ہے اور بعض کے نزدیک پہاڑ کی غار، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ایک جنگ میں آپ ﷺ پہاڑ کی غار میں تھے، نماز کے لیے نکلے تو پتھر لگنے سے انگلی زخمی ہوگئی، اس لیے روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے اور غار کا معنی لشکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، رہا یہ مسئلہ کہ آپ ﷺ

[4654] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد باب: من ينكب في سبيل الله برقم (٢٨٠٢) وفي الادب باب: ما يجوز من الشعر والرجز والحداء وما يكره منه برقم (٦١٤٦) والترمذي في (جامعه) في التفسير باب: ومن سورة الضحى برقم (٣٣٤٥) انظر (التحفة) برقم (٣٢٥٥)

[4655] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٦٣٠)

نے یہ شعر کہا ہے تو اس کا بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ رجز ہے، شعر نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے، جس کلام کو قصد اور ارادہ سے موزوں اور مقفی کیا جائے، وہ شعر ہوتا ہے اور جو کلام غیر ارادی طور پر موزوں ہو جائے، اس کو شعر نہیں کہا جاتا اور بقول بعض یہ شعر آپ ﷺ کا نہیں ہے، بلکہ عبداللہ بن رواحہ کا شعر ہے، جس کا آپ ﷺ نے تمثیل کیا ہے اور آپ دوسروں کے اشعار پڑھ دیتے تھے۔

[4656] ۱۱٤ـ(۱۷۹۷)حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ اَنَّهُ سَمِعَ جُنْدُبَ يَقُوْلُ اَبْطَاَ جِبْرِيلُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى [الضحىٰ: ١ـ٣]

[4656] ۔حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے میں تاخیر کر دی تو مشرکین کہنے لگے، محمد کو چھوڑ دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں، شاہد ہے روز روشن اور رات جب چھا جائے، تمہارے رب نے تمہیں نہ چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا ہے۔

[4657] ۱۱۵ـ(. . .)حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا و قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَ يَقُوْلُ اشْتَكٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَجَاءَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ اِنِّي لَاَرْجُو اَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ اَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثٍ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

[4657] ۔حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو دو یا تین راتیں قیام نہ کر سکے تو ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی، اے محمد! مجھے امید ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، میں اسے دو تین رات سے تیرے قریب آتا نہیں دیکھ رہی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں، قسم ہے روز روشن کی اور قسم ہے رات کی، جب وہ چھا جائے، تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑ ہے اور نہ ناراض ہوا ہے۔

[4656] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التهجد باب: ترك القيام للمريض برقم (١١٢٥) وفی فضائل القرآن باب: كيف نزل الوحی واول ما نزل برقم (٤٩٨٣) وفی التفسير باب: ﴿ما ودعك ربك وما قلى﴾ برقم (٤٩٥٠) والترمذی فی (جامعه) فی التفسير باب: ومن سورة الضحى برقم (٣٣٤٥) انظر (التحفة) برقم (٣٢٤٩)

[4657] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٤٦٣٢)

فائدہ :...... یہ آنے والی عورت آپ کے چچا کی بیوی ام جمیل بنت حرب تھی اور اس نے مشرکوں کی ہم نوائی کرتے ہوئے یہ بات کہی تھی۔ ان دونوں روایتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے، یا مشرک بھی اس کی اس بات پر خوش تھے اس لئے ان کی طرف نسبت کر دی گئی۔

[4658] (. . .) وحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنِ اَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا

[4658] ۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کی دو سندوں سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

۴۰...... بَاب: فِيْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى اللّٰهِ وَصَبْرِهِ عَلَى أَذَى الْمُنَافِقِيْنَ

باب ۴۰: نبی اکرم ﷺ کا دعا فرمانا اور منافقوں کی تکلیفات پر صبر کرنا

[4659] ۱۱۶-(۱۷۹۸) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ

اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ اِكَافٌ تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَاَرْدَفَ وَرَاءَهُ اُسَامَةَ وَهُوَ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَذَاكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُودِ فِيهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ اَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَقَرَاَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ

[4658] تقدم تخريجه برقم (٤٦٣٢)

[4659] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد باب: الردف على الحمار برقم (٢٩٨٧) وفي التفسير باب: ﴿لتسمعن من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم ومن الذين اشركوا اذى كثيرا﴾ برقم (٤٥٦٦) وفي المرضى باب: عيادة المريض راكبا وماشيا وردفا على الحمار برقم (٥٦٦٣) وفي اللباس باب: الارتداف على الدابة برقم (٥٩٦٤) وفي الادب باب: كنية المشرك برقم (٩٢٠٧) وفي الاستئذان باب: التسليم في مجلس فيه اخلاط من المسلمين والمشركين برقم (٦٢٥٤) انظر (التحفة) برقم (١٠٥)

فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ اَيُّهَا الْمَرْءُ لَا اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا اِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا فِي مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ اِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا فَاِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتّٰى هَمُّوا اَنْ يَتَوَاثَبُوا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ ((اَيْ سَعْدُ اَلَمْ تَسْمَعْ اِلَى مَا قَالَ اَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاصْفَحْ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ اَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِي اَعْطَاكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ اَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ اَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي اَعْطَاكَهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَاَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ

[4659] ۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے، جس پر کاٹھی تھی اور اس کے نیچے فدک علاقہ کی چادر تھی اور آپ ﷺ نے اپنے پیچھے حضرت اسامہ کو بٹھایا ہوا تھا اور آپ بنو حارث بن خزرج میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنا چاہتے تھے اور یہ واقعہ بدر سے پہلا کا قصہ ہے حتی کہ آپ ایک مجلس سے گزرے، جس میں مسلمان، بت پرست مشرک اور یہود ملے جلے تھے، ان میں عبداللہ بن ابی بھی تھے اور مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، جب مجلس پر جانور کی گردوغبار پڑی، عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانپ لی، پھر کہا، ہم پر گردوغبار نہ اڑاؤ، نبی اکرم ﷺ نے اہل مجلس کو سلام کہا، پھر وہاں رک کر سواری سے اتر آئے، انہیں اللہ کی طرف بلایا اور انہیں قرآن مجید سنایا تو عبداللہ بن ابی نے کہا، اے انسان! اس سے بہتر کوئی چیز نہیں، اگر آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں، حق ہے تو آپ ہماری مجالس میں ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں اور اپنے گھر لوٹ جائیے تو ہم میں سے جو آپ کے پاس آ جائے، اسے اپنی بات سنائیے، اس پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ہماری مجالس میں آپ تشریف لائیں، کیونکہ آپ کی آمد ہمیں محبوب ہے تو مسلمان، مشرک اور یہود ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے حتی کہ انہوں نے ایک دوسرے پر حملہ آور ہونا چاہا اور آپ انہیں مسلسل ٹھنڈا کرتے رہے، پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا: ''اے سعد! ابوحباب نے جو کچھ کہا تو نے سن لیا ہے؟ ابوحباب سے مراد عبداللہ بن ابی تھا، اس نے یہ یہ کہا ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، اس کو معاف فرمایئے، اے اللہ کے رسول! اور درگذر فرمایئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مرتبہ بخشا ہے، بخش دیا ہے، اس شہر کے لوگ اس بات پر متفق ہوئے تھے کہ اس کو تاج پہنائیں اور اس کے سر پر سرداری کی پگڑی باندھیں تو جب اللہ نے اس حق کے ذریعہ جو آپ کو عنایت فرمایا ہے، اس کو رد کر دیا تو وہ اس سے غضبناک ہو گیا، جو کچھ آپ نے دیکھا، اس حسد نے اس کا یہ حشر کیا ہے تو آپ نے اس سے درگزر فرمایا۔

[4660] (. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ وَزَادَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ

[4660]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے زہری کی مذکورہ سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، اس میں یہ اضافہ ہے، یہ اس وقت کی بات ہے، جب اس نے مسلمان ہونے کا اظہار نہیں کیا تھا۔

مفردات الحدیث ❶ **إكاف:** گدھے کی کاٹھی، **عَجاجة الدابة:** جانور کے پاؤں کے سبب اٹھنے والا گردوغبار۔ ❷ **سَلَّمَ عليهم:** اس مشترکہ مجلس کو سلام کیا، جس سے معلوم ہوا، مسلمانوں اور کافروں کی مشترکہ مجلس کے حاضرین کو مسلمانوں کی نیت کرتے ہوئے سلام کہنا درست ہے۔ ❸ **لا أَحْسَنَ من هذا الخ:** آپ جو کچھ کہتے ہیں، اگر حق ہے تو پھر اس سے بہتر کوئی بات نہیں، گویا دبے الفاظ میں اس کے حق ہونے کا انکار کیا۔ ❹ **ان يَتَواثبوا:** ایک دوسرے پر پل پڑیں، ایک دوسرے پر حملہ کر دیں۔ ❺ **ابو حباب:** آپ ﷺ نے اس کے تحقیر آمیز لب ولہجہ کے باوجود اس کو قابل احترام انداز میں یاد کیا۔ ❻ **يُعَصِّبُوه بالعصابة:** اسے سرداری کی پگڑی باندھ دیں، شہر والوں کا رئیس تسلیم کر لیں۔ ❼ **شَرِقَ بذالك:** غصہ حلق میں پھنس گیا ہے، حسد سے جل بھن گیا ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، داعی حق کو مخالفوں کے تحقیر آمیز اور شرمناک سلوک پر بھی صبر و تحمل اور برداشت سے کام لیتے ہوئے ان سے درگزر کرنا چاہیے اور جواباً انہیں جیسا اسلوب ولب ولہجہ نہیں اپنانا چاہیے، اینٹ کا جواب پتھر سے دینا تو بہت دور کی بات ہے، اینٹ کا جواب اینٹ سے بھی نہیں دینا چاہیے، نیز مخالفت کے پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے، ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

[4661] ۱۱۷-(۱۷۹۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ وَرَكِبَ حِمَارًا وَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ إِلَيْكَ عَنِّي فَوَاللّٰهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَطْيَبُ رِيحًا مِّنْكَ قَالَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهِ قَالَ فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَصْحَابُهُ قَالَ فَكَانَ بَيْنَهُمْ ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ وَبِالْأَيْدِي وَبِالنِّعَالِ قَالَ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِمْ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا۔ [الحجرات: ۹]

[4660] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٦٣٥)

[4661] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلح باب: ما جاء في الاصلاح بين الناس برقم (٢٦٩١) انظر (التحفة) برقم (٨٧٦)

[4661] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی گئی، اے کاش! آپ عبداللہ بن ابی کے پاس جائیں، (اس کو اسلام کی دعوت دیں) تو آپ گدھے پر سوار ہو کر اس کی طرف چل پڑے اور مسلمان بھی چل پڑے، وہ زمین شور یلی تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس پہنچے، وہ کہنے لگا، مجھ سے دور ہو جایئے، اللہ کی قسم، مجھے تیرے گدھے کی بو نے اذیت پہنچائی ہے تو ایک انصاری آدمی نے کہا، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کی بو تجھ سے زیادہ پاکیزہ ہے، اس پر عبداللہ کی قوم کا ایک آدمی اس کی خاطر غصہ میں آ گیا، اس طرح ہر آدمی کے ساتھی، اس کی خاطر غصے میں آ گئے اور وہ ایک دوسرے کو کھجور کی چھڑیوں، ہاتھوں اور جوتیوں سے مارنے لگے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، ''اگر مومنوں کے دو گروہ باہم لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح صفائی کرا دو۔'' (الحجرات، آیت نمبر ۹)۔

فائدہ :...... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جو واقعہ بیان کیا ہے، اس میں اصل مقصود حضرت سعد بن عبادہ کی عیادت تھی اور راستہ میں گزر عبداللہ بن ابی کے پاس سے ہوا، یہاں اصل مقصود، عبداللہ بن ابی کو دعوت اسلام دینا تھا، کیونکہ وہ خزرج کا سردار تھا اور اس کا اپنے قبیلہ پر اثر تھا، اس کے ایمان لانے کی صورت میں پورا قبیلہ مسلمان ہو جاتا اور اس واقعہ میں وہاں یہود اور مشرک موجود نہ تھے، عبداللہ بن ابی کے قبیلہ کے لوگ ہی تھے اور جو مسلمان تھے، لیکن اس کے تمرد کی بنا پر، جب ایک مسلمان نے اس کی بدکلامی کا جواب دیا تو خاندانی غیرت کی بنا پر، اس کے خاندان کا ایک مسلمان آدمی بھڑک اٹھا، اس طرح باہمی اسلام کے نام لیواؤں میں جوتوں اور مکوں کا تبادلہ شروع ہو گیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سورۃ حجرات کی آیت نمبر ۹ اس سلسلہ میں اتری، اس کا مقصد یہ ہے، اس واقعہ پر بھی یہ آیت صادق آتی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نزلت کذا کا لفظ اس صورت میں بھی استعمال کر لیتے تھے، جب آیت کسی اور وقت اتری ہوتی، لیکن وہ دوسرے واقعہ پر بھی چسپاں ہوتی، کیونکہ سورہ حجرات کا نزول تو بہت بعد میں ہوا ہے، جب کہ وفود کی آمد شروع ہو گئی تھی اور وفود کی عام آمد فتح مکہ کے بعد شروع ہوئی، الا یہ کہ یہ مان لیا جائے اس کا نزول بہت پہلے ہو گیا تھا۔

۴۱...... بَاب: قَتْلِ اَبِی جَهْلٍ

باب ٤١: ابوجہل کا قتل

[4662] ۱۸-(۱۸۰۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا

[4662] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: قتل ابي جهل برقم (۳۹۶۲) وبرقم (۳۹۶۳) وفي باب (۱۲) برقم (۴۰۲۰) انظر (التحفة) برقم (۸۷۸)

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَنْظُرُ لَنَا مَا صَنَعَ اَبُو جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَآءَ حَتّٰى بَرَكَ قَالَ فَاَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ فَقَالَ آنْتَ اَبُو جَهْلٍ فَقَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ اَوْ قَالَ قَتَلَهُ قَوْمُهُ قَالَ وَقَالَ اَبُو مِجْلَزٍ قَالَ اَبُو جَهْلٍ فَلَوْ غَيْرُ اَكَّارٍ قَتَلَنِي

[4662] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہمیں یہ دیکھ کر بتائے گا کہ ابوجہل کا کیا بنا؟'' تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ چل پڑے اور اسے اس حال میں دیکھا کہ اسے عفراء کے دو بیٹوں نے تلوار مار کر زمین پر گرا دیا ہے۔ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑ کر پوچھا، کیا تو ہی ابوجہل ہے؟ تو اس نے جواب دیا، کیا اس آدمی سے بڑا بھی تم نے قتل کیا ہے، یا اس کی قوم نے قتل کیا ہے؟ ابومجلز کہتے ہیں، ابوجہل نے کہا، اے کاش مجھے ایک کسان کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہوتا۔

مفردات الحديث ❶ **حتى بَرَكَ:** حتیٰ کہ وہ گر گیا، بعض نسخوں میں ہے۔ حتی بَرَدَ یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا، یعنی اس کو اتنا گہرا زخم لگ چکا تھا کہ اب اس کا زندہ رہنا ممکن نہ تھا، آخری سانسوں پر تھا۔ ❷ **هَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ:** امام نووی نے معنی کیا ہے، تمہارا مجھے قتل کرنا میرے لیے عار و ننگ کا باعث نہیں ہے، یعنی لڑ کر مرنا شرم و عار کا باعث نہیں ہے۔ ❸ **فلو غير اكَّارٍ قتلني:** اے کاش مجھے ایک کسان کے علاوہ کوئی قتل کرتا۔ معاذ اور معوذ دونوں انصاری تھے اور انصار کاشت کار لوگ تھے، جن کو عرب حقیر اور کم حیثیت خیال کرتے تھے، اس لیے اس نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اے کاش مجھے میرے ہم پلہ قریشی قتل کرتے۔

فیصلہ کن وار کرنے والے تو حضرت معاذ بن عمرو بن جموح تھے، لیکن اس پر وار کرنے میں معاذ اور معوذ دونوں بھائی ٹھیک تھے اور سر کاٹ کر لانے والے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ نے سلب معاذ بن عمرو بن جموح کو دی تھی۔

[4663] (. . .) حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ يَّعْلَمُ لِي مَا فَعَلَ اَبُو جَهْلٍ)) بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَقَوْلِ اَبِي مِجْلَزٍ كَمَا ذَكَرَهُ اِسْمٰعِيلُ

[4663] ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو میرے لیے یہ معلوم کرے گا کہ ابوجہل کا کیا کیا؟ ابن علیہ کی طرح حدیث بیان کی اور ابومجلز کا قول نقل کیا۔

[4663] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٦٣٨)

۴۲...... بَاب: قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ طَاغُوتِ الْيَهُودِ

باب ۴۲: یہود کے سرغنہ کعب بن اشرف کا قتل

[4664] ۱۱۹-(۱۸۰۱) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ الزُّهْرِيُّ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِلزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)) فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهُ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ ائْذَنْ لِي فَلَا قُلْ قَالَ ((قُلْ)) فَاَتَاهُ فَقَالَ لَهُ وَذَكَرَ مَا بَيْنَهُمَا وَقَالَ إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ اَرَادَ صَدَقَةً وَقَدْ عَنَّانَا فَلَمَّا سَمِعَهُ قَالَ وَاَيْضًا وَاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ الْآنَ وَنَكْرَهُ اَنْ نَدَعَهُ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلٰى اَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ اَمْرُهُ قَالَ وَقَدْ اَرَدْتُ اَنْ تُسْلِفَنِي سَلَفًا قَالَ فَمَا تَرْهَنُنِي قَالَ مَا تُرِيدُ قَالَ تَرْهَنُنِي نِسَائَكُمْ قَالَ اَنْتَ اَجْمَلُ الْعَرَبِ اَنَرْهَنُكَ نِسَائَنَا قَالَ لَهُ تَرْهَنُونِي اَوْلَادَكُمْ قَالَ يُسَبُّ ابْنُ اَحَدِنَا فَيُقَالُ رُهِنَ فِي وَسْقَيْنِ مِنْ تَمْرٍ وَلٰكِنْ نَرْهَنُكَ اللَّامَةَ يَعْنِي السِّلَاحَ قَالَ فَنَعَمْ وَوَاعَدَهُ اَنْ يَّاْتِيَهُ بِالْحَارِثِ وَاَبِي عَبْسِ بْنِ جَبْرٍ وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ قَالَ فَجَاءُوا فَدَعَوْهُ لَيْلًا فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ غَيْرُ عَمْرٍو قَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهُ إِنِّي لَاَسْمَعُ صَوْتًا كَاَنَّهُ صَوْتُ دَمٍ قَالَ إِنَّمَا هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعُهُ وَاَبُو نَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلٰى طَعْنَةٍ لَيْلًا لَاَجَابَ قَالَ مُحَمَّدٌ إِنِّي إِذَا جَاءَ فَسَوْفَ اَمُدُّ يَدِي إِلٰى رَاْسِهِ فَإِذَا اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَدُونَكُمْ قَالَ فَلَمَّا نَزَلَ نَزَلَ وَهُوَ مُتَوَشِّحٌ فَقَالُوا نَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الطِّيبِ قَالَ نَعَمْ تَحْتِي فُلَانَةُ هِيَ اَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ قَالَ فَتَاْذَنُ لِي اَنْ اَشُمَّ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ فَشُمَّ فَتَنَاوَلَ فَشَمَّ ثُمَّ قَالَ اَتَاْذَنُ لِي اَنْ اَعُودَ قَالَ فَاسْتَمْكَنَ مِنْ رَاْسِهِ ثُمَّ قَالَ دُونَكُمْ قَالَ فَقَتَلُوهُ

[4664]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کعب بن اشرف سے کون نمٹے گا؟

[4664] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الرهن باب: رهن السلاح برقم (۲۵۱۰) وفي الجهاد والسير باب: الكذب في الحرب برقم (۳۰۳۱) وفي باب الفتك باهل الحرب برقم (۳۰۳۲) وفي المغازي باب: قتل كعب بن الاشرف برقم (۴۰۳۷) وابو داود في (سننه) في الجهاد والسير باب: في العدو يوتى على غرة ويتشبه بهم برقم (۲۷۶۸) انظر (التحفة) برقم (۲۵۲۴)

کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔'' تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' انہوں نے عرض کیا، تو آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت عنایت فرمائیں، آپ نے فرمایا: ''کہہ سکتے ہو۔'' تو وہ کعب کے پاس آئے اور اس سے ادھر ادھر کی باتیں کیں، اپنی فرضی کشیدگی کا تذکرہ کیا۔ یا کعب سے اپنے رابطہ کا تذکرہ کیا اور کہا اس آدمی نے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے صدقہ طلب کیا ہے اور اس نے ہمیں مشقت میں ڈال رکھا ہے، تو جب اس نے یہ سنا، کہنے لگا، واللہ تم ابھی اور اکتاؤ گے، حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا، اب ہم اس کے پیروکار بن چکے ہیں اور ہم اس کو چھوڑنا ناپسند کرتے ہیں، حتیٰ کہ یہ دیکھ لیں اس کا انجام کیا ہوتا ہے اور کہا، میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے کچھ قرض دے، تو اس نے کہا، تو تم میرے پاس کیا رہن رکھو گے؟ حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا، آپ کیا چاہتے ہیں، اس نے کہا، اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن رکھ دو، انہوں نے کہا، آپ عرب کے سب سے خوبصورت انسان ہیں، تو کیا ہم آپ کے پاس اپنی عورتیں رہن رکھ دیں؟ اس نے، ان سے کہا، تم میرے پاس اپنے بیٹوں کو رہن رکھ دو، انہوں نے کہا، ہمارے بیٹوں کو گالی دی جائے گی، انہیں کہا جائے گا، تمہیں کھجور کے دو وسق کے عوض رکھ دیا گیا تھا، لیکن ہم تمہارے پاس زرہ یعنی ہتھیار رہن رکھ دیتے ہیں۔ اس نے کہا، ہاں، حضرت محمد بن مسلمہ نے اس سے وعدہ کیا کہ اس کے پاس حارث، ابوعبس بن جبر اور عباد بن بشر کو لے کر آؤں گا، تو وہ رات کو آئے اور اسے بلایا، تو وہ ان کی طرف (قلعہ سے) نیچے اترا، سفیان کہتے ہیں، عمرو کے دوسرے راوی نے کہا، اس کی بیوی نے اسے کہا، میں ایسی آواز سن رہی ہوں، گویا وہ خون بہانے والے کی آواز ہے، اس نے کہا، یہ تو بس محمد بن مسلمہ، اس کا رضاعی بھائی اور ابونائلہ ہے، معزز آدمی کو اگر رات کو بھی نیزہ بازی کی دعوت دی جائے تو وہ قبول کرتا ہے، محمد رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا، جب وہ آ جائے گا، میں اپنا ہاتھ اس کے سر کی طرف بڑھاؤں گا، تو جب میں اس کو قابو کر لوں، تو تم اپنا کام کر ڈالنا، تو جب وہ اترا، تو وہ چادر اوڑھے ہوئے تھا، انہوں نے کہا، ہمیں آپ سے خوشبو کی مہک آ رہی ہے، اس نے کہا، ہاں، میری بیوی فلاں ہے جو عرب عورتوں میں سے سب سے زیادہ عطر سازی کی ماہر ہے، محمد بن مسلمہ نے کہا، کیا آپ مجھے خوشبو سونگھنے کی اجازت دیتے ہیں؟ اس نے کہا، ہاں، تو سونگھیے، تو انہوں نے سر پکڑ کر سونگھا، پھر کہا، کیا آپ دوبارہ سونگھنے کی اجازت دیتے ہیں؟ تو اس کا سر مضبوطی سے قابو کر لیا، پھر کہا، اپنا کام کر گزرو، تو ساتھیوں نے اسے قتل کر ڈالا۔

فوائد: ...... ① کعب بن اشرف، قبیلہ طے کی شاخ بنونبہان سے تعلق رکھتا تھا، اس لیے عربی النسل تھا، اس کے باپ اشرف نے کسی کو قتل کر ڈالا، اس لیے بھاگ کر مدینہ آ گیا اور بنونضیر سے دوستانہ قائم کر لیا اور ابوالحقیق یہودی کی بیٹی عقیلہ سے شادی کر لی، جس سے کعب پیدا ہوا، واقعہ بدر کے بعد اس نے مسلمانوں کی ہجو شروع کر دی اور

دشمنانِ اسلام کی مدح سرائی کرنے لگا، پھر مشرکین کی غیرت بھڑکانے، ان کی آتش انتقام تیز کرنے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف آمادہ جنگ کرنے کے لیے اشعار کہہ کہہ کران سرداران قریش کا نوحہ و ماتم کرنے لگا، جنھیں جنگ بدر میں قتل کرنے کے بعد کنویں میں پھینک دیا گیا تھا، پھر صحابہ کرام کی عورتوں کے بارے میں واہیات شعر کہنے لگا اور اپنی زبان درازی اور بدگوئی کے ذریعہ مسلمانوں کو سخت اذیت پہنچائی، ان حالات سے تنگ آ کر آپ نے اس کا کام تمام کرنے کا فیصلہ کیا۔ ❷ رضیعہ اور ابو نائلہ کے درمیان واو وہم ہے کیونکہ رضیع سے مراد ابو نائلہ ہی ہے۔ ابو نائلہ، محمد بن مسلمہ اور کعب بن اشرف تینوں رضاعی بھائی تھے، اس کے باوجود کینہ خصلت اور مسلمانوں کا دشمن محمد بن مسلمہ بیوی اور بیٹا گروی رکھنے کا مطالبہ کرتا ہے، اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ کس قدر موذی انسان تھا، جو صرف آپ کا ہی نہیں بلکہ سب مسلمانوں اور دین کا دشمن تھا، اس لیے ایسے موذی انسان کا قتل کروانا سب کو آرام اور سکون پہنچانا ہے۔ تفصیل کے لیے الرحیق المختوم دیکھیے۔

۴۳...... بَاب: غَزْوَةِ خَيْبَرَ

باب ۴۳: غزوۂ خیبر

[4665] ۱۲۰ ـ (۱۳۶۵) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ قَالَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلٰوةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ فَأَجْرٰى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَانْحَسَرَ الْإِزَارُ عَنْ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَإِنِّي لَأَرٰى بَيَاضَ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)) قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ وَقَدْ خَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى أَعْمَالِهِمْ فَقَالُوا مُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَالْخَمِيسَ قَالَ وَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً

[4665] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا رخ کیا، تو ہم نے اس کے قریب صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی، پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی سوار ہو گئے، میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی سواری خیبر کی گلیوں میں دوڑائی اور میرا گھٹنا نبی اکرم ﷺ کے گھٹنے کو مس کر

[4665] تقدم تخريجه في النكاح باب: فضيلة اعتاق امته ثم يتزوجها برقم (۳۴۸۲)

رہا تھا، نبی اکرم ﷺ کی ران سے تہبند ہٹ گئی اور میں رسول اللہ ﷺ کی ران کی سفیدی دیکھ رہا تھا، تو جب آپ بستی میں داخل ہوئے، آپ نے فرمایا: ''اللہ سب سے بڑا ہے، خیبر تباہ و برباد ہو گیا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں، تو ان لوگوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے، جنہیں عذاب سے آگاہ کیا جا چکا ہے، آپ نے یہ جملہ تین دفعہ فرمایا اور لوگ اپنے کام کاج کے لیے نکل کھڑے ہوئے تھے، اس لیے کہتے تھے، محمد، (آ گئے) عبدالعزیز بیان کرتے ہیں، بعض ہمارے ساتھیوں نے کہا اور لشکر یا لشکر کے ساتھ، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے اسے بزور بازو فتح کیا۔

مفردات الحدیث ❶ **الخمیس**: لشکر کو کہتے ہیں، کیونکہ وہ پانچ دستوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مقدمہ (اگلا دستہ) ساقه (پچھلا دستہ) قلب (درمیانی دستہ) میمنة (دایاں بازو دستہ) میسرة (بایاں دستہ) ❷ **عَنْوۃ**: قہر و جبر سے، زقاق ج ازقہ، گلی کوچہ۔

فائدہ: ...... آپ نے محرم ۷ھ کے آخری ایام میں خیبر کا رخ کیا تھا اور خیبر آٹھ مضبوط اور مستحکم قلعوں پر مشتمل تھا، ان کے علاوہ مزید قلعے اور گڑھیاں بھی تھیں، اگرچہ وہ چھوٹی تھیں اور قوت و حفاظت میں ان قلعوں کے ہم پلہ نہ تھیں، خیبر کی آبادی دو منطقوں میں بٹی ہوئی تھی، ایک منطقے میں پانچ قطعے تھے اور دوسرے میں تین، لڑائی پہلے منطقے میں ہوئی، دوسرے منطقے کے تینوں قلعے لڑنے والوں کی کثرت کے باوجود جنگ کے بغیر ہی مسلمانوں کے حوالے کر دیئے گئے، تو جن ائمہ نے پہلے منطقہ کا لحاظ رکھا، انہوں نے کہا، خیبر بزور قوت، جبراً فتح ہوا ہے اور جنہوں نے دوسرے منطقے کا لحاظ کیا، انہوں نے کہا، صلح سے فتح ہوا ہے اور غزوہ خیبر میں صرف وہ چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ شریک ہوئے تھے، جنہوں نے حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی اور معرکہ کا آغاز قلعہ ناعم پر حملہ سے ہوا تھا، کیونکہ یہ یہود کی پہلی دفاعی لائن کی حیثیت رکھتا تھا اور اس میں مرحب نامی شہ زور اور جانباز یہودی موجود تھا، جسے ایک ہزار مردوں کے برابر مانا جاتا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے، الرحیق المختوم۔

[4666] ۱۲۱-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ أَبِي طَلْحَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدَمِي تَمَسُّ قَدَمَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَتَيْنَاهُمْ حِينَ بَزَغَتِ الشَّمْسُ وَقَدْ أَخْرَجُوا مَوَاشِيَهُمْ وَخَرَجُوا بِفُؤُسِهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ وَمُرُورِهِمْ فَقَالُوا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسَ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ قَالَ فَهَزَمَهُمُ)) اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

[4666]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں خیبر کے دن حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور میرا قدم

[4666] تقدم تخریجه فی النکاح باب: فضیلة اعتاق امته ثم یتزوجها برقم (۳۴۸۵)

رسول اللہ ﷺ کے قدم کو مس کر رہا تھا اور ہم ان کے پاس سورج طلوع ہونے کے بعد پہنچے اور انہوں نے اپنے مویشیوں کو نکال لیا تھا اور خود اپنے کلہاڑے ٹوکریاں اور رسیاں لے کر نکل رہے تھے، تو انہوں نے کہا، محمد، لشکر سمیت آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیبر تباہ ہوا، ہم جب کسی قوم کے درمیان میں اترتے ہیں، تو ان ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو شکست سے دوچار کر دیا۔

مفردات الحدیث ✲ فُؤُوس: فاس کی جمع ہے، کلہاڑا، تیشہ، مکاتل، مِکتَل کی جمع ہے۔ مرور: مرّ کی جمع ہے۔ مقصود یہ ہے وہ کھیتی باڑی کے لیے نکلے، انہیں مسلمانوں کی فوج کی آمد کا علم ہی نہ ہو سکا۔

[4667] ١٢٢-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ قَالَ ((إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ))

[4667] - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ خیبر پہنچے، فرمایا: ''ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر پڑتے ہیں، تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔''

[4668] ١٢٣-(١٨٠٢) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ عَبَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلٰى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَتَسَيَّرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاغْفِرْ فِدَآءً لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَتَيْنَا وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ هٰذَا السَّآئِقُ)) قَالُوا عَامِرٌ قَالَ ((يَرْحَمُهُ اللّٰهُ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ قَالَ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ فَتَحَهَا عَلَيْكُمْ))

[4667] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٨٦)

[4668] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المظالم باب: هل تكسر الدنان التي فيها خمر او ←

قَالَ فَلَمَّا اَمْسَى النَّاسُ مَسَآءَ الْيَوْمِ الَّذِى فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ اَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا هٰذِهِ النِّيرَانُ عَلٰى اَىِّ شَىْءٍ تُوقِدُونَ)) فَقَالُوا عَلٰى لَحْمٍ قَالَ اَىُّ لَحْمٍ قَالُوا لَحْمُ حُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ اَوْ يُهْرِيقُوهَا وَيَغْسِلُوهَا فَقَالَ اَوْ ذَاكَ قَالَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيهِ قِصَرٌ فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَاَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِى قَالَ فَلَمَّا رَآنِى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَاكِتًا قَالَ مَا لَكَ قُلْتُ لَهُ فَدَاكَ اَبِى وَاُمِّى زَعَمُوا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ مَنْ قَالَهُ قُلْتُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَاُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرِ الْاَنْصَارِىُّ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهُ اِنَّ لَهُ لَاَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ اِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِىٌّ مَشٰى بِهَا مِثْلَهُ وَخَالَفَ قُتَيْبَةُ مُحَمَّدًا فِى الْحَدِيثِ فِى حَرْفَيْنِ وَفِى رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّادٍ وَاَلْقِ سَكِينَةً عَلَيْنَا

[4668] ۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کے لیے نکلے، تو ہم رات بھر چلتے رہے، تو لوگوں میں سے کسی آدمی نے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ ہمیں اپنے جنگی اشعار نہیں سنائیں گے اور عامر رضی اللہ عنہ ایک شاعر انسان تھے، تو وہ اتر کر لوگوں کے اونٹوں کے لیے حدی خوانی کرنے لگے، وہ کہہ رہے تھے، اے اللہ اگر تیری توفیق شامل حال نہ ہوتی تو ہم راہ یاب نہ ہوتے، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہم نماز پڑھتے۔بخش دے ہم تجھ پر نثار، جو گناہ ہم نے کیے اور اگر مڈبھیڑ ہو تو ہمارے قدم جما دے۔ہم پر سکینت نازل فرما، ہمیں جب بلایا جاتا ہے تو ہم آجاتے ہیں اور چیخ کے ذریعے بلا کر انہوں نے ہمارے خلاف مدد طلب کی ہے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، ''یہ حدی خوانی کے ذریعہ اونٹوں کو ہانکنے والا کون ہے؟'' صحابہ کرام نے کہا،

← تخرق الزقاق؟ برقم (٤٤٧٧) وفى المغازى باب: غزوة خيبر برقم (٤١٩٦) وفى الذبائح والصيد باب: آنية المجوس والميتة برقم (٥٤٩٧) وفى الادب باب: ما يجوز من الشعر والرجز والحداء وما يكره منه برقم (٦١٤٦) وفى الدعوات باب: قول الله تعالى ﴿وصل عليهم﴾ برقم (٦٣٣١) وفى الديات باب: اذا قتل نفسه خطا فلا دية له برقم (٦٨٩١) ومسلم فى (صحيحه) فى صيد الذبائح باب: تحريم اكل لحم الحمر الانسية برقم (٤٩٩٣) وبرقم (٤٩٩٤) وابن ماجه فى (سننه) فى الذبائح باب: لحوم الحمر الوحشية برقم (٣١٩٥) انظر (التحفة) برقم (٤٥٤٢)

عامر ہے، آپ نے فرمایا، ''اللہ اس پر رحم فرمائے،'' تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، اس کے لیے شہادت لازم ہوگئی، اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں اس سے کیوں فائدہ اٹھانے نہیں دیا۔

تو ہم خیبر پہنچے اوران کا محاصرہ کرلیا، حتیٰ کہ ہم سخت بھوک سے دوچار ہوگئے، پھر آپ نے فرمایا، ''اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لیے فتح کر دیا۔'' تو جب لوگوں نے اس دن کی شام کی، جس دن وہ فتح ہوا تھا، لوگوں نے بہت آگیں روشن کیں، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، ''یہ آگ کس لیے ہیں؟ انہیں کس چیز کے پکانے کے لیے جلایا گیا ہے۔'' تو صحابہ کرام نے کہا، گوشت کے لیے، آپ نے پوچھا، ''کون سا گوشت'' لوگوں نے جواب دیا، گھریلو گدھوں کا گوشت، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہانڈیاں الٹ دو اور انہیں توڑ دو۔'' تو ایک آدمی نے عرض کیا، یا انہیں انڈیل کر انہیں دھوئیں، آپ نے فرمایا: ''یا اس طرح کرلو۔'' حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب صحابہ کرام نے صف بندی کی، تو عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی، تو انہوں نے مارنے کے لیے ایک یہودی کی پنڈلی کو نشانہ بنایا، تو تلوار کی دھار لوٹ کر عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر لگی اور وہ اس سے شہید ہوگئے، تو جب صحابہ کرام واپس لوٹے، تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی عبید کا ہاتھ پکڑے ہوئے، انہیں بتایا، جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے چپ چاپ دیکھا، فرمایا، ''تمہیں کیا ہوا؟'' میں نے آپ سے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان! لوگوں کا خیال ہے، عامر رضی اللہ عنہ کے اعمال رائیگاں گئے، آپ نے پوچھا ''کس نے یہ بات کہی ہے؟'' میں نے کہا، فلاں، فلاں اور اسید بن حضیر انصاری نے، آپ نے فرمایا: ''جس نے بھی یہ بات کہی ہے خطا کی ہے، اس کے لیے دو اجر ہیں۔'' آپ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا لیا اور فرمایا وہ انتہائی کوشش کرنے والا مجاہد ہے، عرب کی سرزمین میں اس جیسا کم ہی عربی چلا ہے۔'' قتیبہ نے دو لفظوں میں محمد بن عباد کی مخالفت کی ہے، ابن عباد کی روایت میں ہے، الق سكينة عَلَينا اور قوم پر سکینت ڈال دی۔

مفردات الحدیث: ❶ هنيهاتك: هنيهة کی جمع ہے اور هُنَيْهَة، هَنَة کی تصغیر ہے، ہر چیز پر اس کا اطلاق ہو جاتا ہے اور یہاں رزمیہ گیت مراد ہیں۔ ❷ فداء لك: اللہ تعالیٰ پر فنا نہیں ہے، اس لیے اس کے بچانے کے لیے کوئی اس پر قربان نہیں ہوسکتا، اس لیے یہاں مراد اس کا دین یا اس کا نبی ہے اور محض محبت اور تعظیم مقصود ہے۔ ❸ ما اقْتَفَيْنَا: جن گناہوں کے ہم پیچھے چلے، ان کا ارتکاب کیا۔ ❹ اذا صيح بنا اتينا: جب ہمیں لڑائی یا حق کے لیے بلایا جاتا ہے، یا ہم سے مدد طلب کی جاتی ہے، ہم پہنچ جاتے ہیں۔ ❺ بالصياح عَوّلوا علينا: انہوں نے ہمیں مدد کے لیے بلا کر ہم پر اعتماد کیا ہے، کیونکہ تعویل کا معنی ہے، اعتماد کرنا یا عولت على فلان یابفلان کا معنی ہوتا ہے۔ اس سے میں نے مدد طلب کی۔ ❻ فقال رجل من القوم وَجَبَتْ: جب جنگ کے موقع پر کسی انسان کو يرحمه الله کی دعا دیتے، تو اس کا یہ مطلب ہوتا، یہ انسان اس جنگ میں

شہید ہو جائے گا۔ اس لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے۔ ❼ مخمصة شديدة: شدید ترین بھوک۔ ❽ الحُمُر الانسية: گھریلو یا پالتو گدھے، جو انسان سے مانوس ہوتے ہیں، کیونکہ جنگلی گدھا، نیل گائے، حلال ہے۔ ❾ كذب من قال: جو یہ سمجھتا ہے یہ خودکشی ہے، اس لیے عمل رائیگاں گئے، وہ غلطی پر ہے، کیونکہ اس کے لیے جہاد اور شہادت دونوں کا اجر وثواب ہے۔ ❿ جَاهِدٌ مُجَاهِدٌ: اس نے زندگی بھر علم وعمل اور اطاعت الٰہی کے لیے کوشش کی اور اب اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یا خوب محنت وکوشش سے جہاد کیا۔

نوٹ:...... حضرت عامر بن اکوع، حضرت سلمہ بن اکوع جو درحقیقت سلمہ بن عمرو بن اکوع ہیں، کے چچا ہیں، اس لیے لوگوں کی بات سن کر وہ پریشان ہو گئے اور نبی اکرم سلمہ بن اکوع کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔

[4669] ١٢٤ـ(. . .)وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَنَسَبَهُ غَيْرُ ابْنِ وَهْبٍ فَقَالَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ قَاتَلَ أَخِي قِتَالًا شَدِيدًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ وَشَكُّوا فِيهِ رَجُلٌ مَاتَ فِي سِلَاحِهِ وَشَكُّوا فِي بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ سَلَمَةُ فَقَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي أَنْ أَرْجُزَ لَكَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَعْلَمُ مَا تَقُولُ قَالَ فَقُلْتُ ـ

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((صَدَقْتَ)) ـ

وَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا

قَالَ فَلَمَّا قَضَيْتُ رَجَزِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ هٰذَا)) قُلْتُ قَالَهُ أَخِي فَقَالَ

[4669] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد باب: في الرجل يموت بسلاحه برقم (٢٥٣٨) والنسائي في (المجتبى) في الجهاد باب: من قاتل في سبيل الله فارتد على سيفه فقتله برقم (٣١٥٠) انظر (التحفة) برقم (٤٥٣٢)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَرْحَمُهُ اللّٰهُ)) قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ يَقُولُونَ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ ابنا سلمة ابن الاكوع فحدثنى عن ابيه مثل ذلك غير انه قال حين قلت ان ناسا يهابون الصلوة عليه فقال رسول الله ﷺ كتابوا مات جاهدا مجاهدا فله اجره مرتين واشار اصبعيه۔

[4669]۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب خیبر کا دن تھا، تو میرے بھائی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر بڑی شدید جنگ لڑی اور اس کی تلوار پلٹ کر اسے لگی اور اسے قتل کر ڈالا، تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے اس سلسلہ میں نکتہ چینی کی اور اس کی شہادت میں شک کیا، یہ آدمی اپنے ہی اسلحہ سے فوت ہوا ہے اور اس کے بعض معاملہ میں (شہادت میں) شک کیا، حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس لوٹے، تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! مجھے رجزیہ اشعار سنانے کی اجازت دیں، رسول اللہ ﷺ نے اسے اجازت دے دی، اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے، جو کہنا چاہتے ہو اس کو سوچ سمجھ لو، میں نے کہا، اللہ کی قسم! اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی، ہم راہ یاب نہ ہوتے، نہ صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تو نے سچ کہا) اور ہم پر سکینت نازل فرما اور مڈبھیڑ کی صورت میں ہمیں ثابت قدم رکھ۔ مشرکوں نے یقیناً ہم پر زیادتی کی ہے۔

تو جب میں نے رجزیہ کلام ختم کیا، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، ''یہ کلام کس کا ہے؟'' میں نے جواب دیا، میرے بھائی نے کہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔'' میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے خوف محسوس کرتے ہیں، کہتے ہیں، ایسا آدمی ہے، جو اپنے اسلحہ سے فوت ہوا ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انتہائی کوشش سے جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا ہے۔'' ابن شہاب کہتے ہیں، پھر میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے سے پوچھا، تو اس نے اپنے آپ باپ سے مجھے اس طرح روایت سنائی، صرف یہ فرق تھا کہ اس نے کہا، جب میں نے یہ کہا، کچھ لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے ہیبت کھاتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے غلط کہا، وہ انتہائی کوشش سے جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا، اس لیے اس کے لیے دوہرا ثواب ہے۔'' اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کیا۔

نوٹ: ...... ابن وہب اس سند کو یوں بیان کرتے تھے، اخبرنی عبد الرحمٰن و عبد اللّٰه بن كعب، لیکن دوسرے اس طرح بیان کرتے ہیں، اخبرنی عبد الرحمن بن عبد اللّٰه بن كعب بن مالك اور امام مسلم کے نزدیک یہی صحیح ہے، اس لیے انہوں نے ابن وہب کا قول نقل نہیں کیا۔

فوائد: ...... ❶ عامر بن اکوع، ایک لحاظ سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں، تو دوسرے لحاظ سے ان کے اخیافی بھائی ہیں، کہ جاہلیت کے رواج کے مطابق، اکوع نے عامر کی والدہ کو جوان کے باپ کی بیوی ہے، لیکن اس کی ماں نہیں ہے، اپنے گھر ڈال لیا تھا، تکملہ ج ۳ ص ۲۲۵۔ ❷ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، اگر نشانہ خطا ہوکر اپنے آپ کو لگ جائے اور انسان اس سے فوت ہو جائے، تو وہ خودکشی شمار نہیں ہوگا، یہ اشعار ہی آپ نے عامر سے سنے تھے، اب سلمہ رضی اللہ عنہ نے پڑھے، اس لیے آپ نے پوچھا، یہ رجز یہ کلام کس کا ہے۔

۴۳...... بَاب: غَزْوَةِ الْاَحْزَابِ وَهِيَ الْخَنْدَقُ

باب ۴۳: غزوۂ احزاب جسے غزوۂ خندق بھی کہا جاتا ہے۔

[4670] ۱۲۵ـ(۱۸۰۳)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِى اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ

الْبَرَآءَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاَحْزَابِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَلَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ وَهُوَ يَقُولُ ((وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا اِنَّ الْاُلٰى قَدْ اَبَوْا عَلَيْنَا قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ اِنَّ الْمَلَا قَدْ اَبَوْا عَلَيْنَا اِذَا اَرَادُوا فِتْنَةً اَبَيْنَا وَيَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ))

[4670]۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ احزاب کے دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ مٹی منتقل کر رہے تھے، جبکہ مٹی نے آپ کے پیٹ کی سفیدی کو چھپا رکھا تھا اور آپ فرما رہے تھے، ''اللہ کی قسم! (اے اللہ) اگر تو نہ ہوتا، تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ ہم صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

سوائے اللہ ہم پر سکینت نازل فرما...... ان لوگوں نے ہمارا دین قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے، (پاکستانی نسخہ کے مطابق، وہ لوگ ہم پر چڑھ دوڑے ہیں) اور کبھی آپ یوں فرماتے، اس جمعیت یا سرداروں نے ہماری بات ماننے سے انکار کر دیا ہے، جب وہ ہمیں دین سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں، ہم انکار کر دیتے ہیں، ان الفاظ کو آپ بلند آواز سے کہتے۔

[4671] (. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

[4670] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجهاد والسير باب: حفر الخندق برقم (۲۸۳۶) وبرقم (۲۸۳۷) وفی المغازی باب: غزوة الخندق برقم (٤١٠٤) وفی التمنی باب قول الرجل: لولا الله ما اهتدينا برقم (٧٢٣٦) انظر (التحفة) برقم (١٨٧٥)

[4671] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٤٦٤٦)

عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ ((اِنَّ الْاُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا))

[4671]۔امام صاحب ایک دوسرے استاد کی سند سے نقل کرتے ہیں،صرف اتنا فرق ہے،اس میں قد ابوا کی جگہ قد بغوا علینا کہا (انہوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے)۔

[4672] ۱۲۶ـ(۱۸۰٤)حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیزِ بْنُ اَبِی حَازِمٍ عَنْ اَبِیهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى اَكْتَافِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ))

[4672]۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے، جبکہ ہم خندق کھود کر اپنے کندھوں پر مٹی منتقل کر رہے تھے،تو آپ نے فرمایا:''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے،اس لیے تو مہاجرین اور انصار کو معاف فرما دے۔

[4673] ۱۲۷ـ(۱۸۰۵)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ لَاعَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ))

[4673]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے،سو تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

[4674] ۱۲۸ـ(. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا

[4672] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار باب: دعاء النبي ﷺ (اصلح الانصار والمهاجرة) برقم (۳۷۹۷) انظر (التحفة) برقم (٤۷۰۸)

[4673] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار باب: دعاء النبي ﷺ (اصلح الانصار والمهاجرة) برقم (۳۷۹۵) وفي الرقاق باب: ما جاء في الرقاق وان لا عيش الا عيش الآخرة برقم (٦٤۱۳) انظر (التحفة) برقم (۱۰۹۵)

[4674] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار باب: دعاء النبي ﷺ (اصلح الانصار والمهاجره) برقم (۳۷۹۵) والترمذي في (جامعه) في المناقب باب: في مناقب ابي موسى الاشعري رضي الله عنه برقم (۳۸۵۷) انظر (التحفة) برقم (۱۲٤٦)

اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ قَالَ شُعْبَةُ اَوْ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ))

[4674] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے، ''اے اللہ! زندگی، آخرت ہی کی زندگی ہے، شعبہ نے کہا، یا یوں کہا، ''اے اللہ! زندگی نہیں، مگر آخرت کی زندگی، سو تو انصار اور مہاجرین کو عزت سے نواز۔

[4675] ۱۲۹۔(. . .)وحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا و قَالَ شَيْبَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ حَدَّثَنَا

اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانُوا يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُمْ وَهُمْ يَقُولُونَ ((اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ وَفِي حَدِيثِ شَيْبَانَ بَدَلَ فَانْصُرْ فَاغْفِرْ))

[4675] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی معیت میں یہ رجز پڑھتے تھے۔ اے اللہ! بھلائی تو بس آخرت کی بھلائی ہے، سو تو انصار اور مہاجروں کی نصرت فرما۔'' اور شیبہ کی روایت میں فانصر کی جگہ ہے فاغفر، معاف فرما۔

[4676] ۱۳۰۔(. . .)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا يَقُولُونَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْاِسْلَامِ مَا بَقِينَا اَبَدًا اَوْ قَالَ عَلَى الْجِهَادِ شَكَّ حَمَّادٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ))

[4676] ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کے صحابہ خندق کے دن کہہ رہے تھے، ہم نے محمد ﷺ سے اسلام پر تا حیات بیعت کی ہے، حماد کو شک ہے، کہ شاید علی الاسلام کی جگہ علی الجهاد ہے اور نبی اکرم ﷺ فرما رہے تھے، ''اے اللہ، خیر تو صرف آخرت کی خیر ہے، سو تو انصار اور مہاجروں کی مغفرت فرما۔''

فائدہ :...... مدینہ کے شمال کے علاوہ باقی اطراف لاوے کی چٹانوں، پہاڑوں اور باغات سے گھرے ہوئے تھے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہر اور تجربہ کار کمانڈر کی حیثیت سے خندق صرف شمال کی جانب کھدوائی کہ بڑا لشکر صرف ادھر ہی سے حملہ آور ہو سکتا ہے، آپ نے ہر دس آدمیوں کو چالیس ہاتھ خندق کھودنے کا کام سونپا اور

[4675] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۰۰)

[4676] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۳۵٤)

مسلمانوں نے پوری محنت اور دلجمعی سے خندق کھودنی شروع کر دی، رسول اللہ ﷺ اس کام کی ترغیب بھی دیتے اور عملاً بھی اس میں پوری طرح شریک بھی رہتے تھے۔

۴۴...... بَاب: غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ وَغَيْرِهَا

باب ٤٤: غزوۂ ذی قرد وغیرھا

[4677] ١٣١-(١٨٠٦) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ

سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُولُ خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالْأُولَى وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَرْعَى بِذِي قَرَدٍ قَالَ فَلَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ قَالَ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهْ قَالَ فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلَى وَجْهِي حَتَّى أَدْرَكْتُهُمْ بِذِي قَرَدٍ وَقَدْ أَخَذُوا يَسْقُونَ مِنَ الْمَاءِ فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ بِنَبْلِي وَكُنْتُ رَامِيًا وَأَقُولُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَارْتَجِزُ حَتَّى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلَاثِينَ بُرْدَةً قَالَ وَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَالنَّاسُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ فَابْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ فَقَالَ ((يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ)) قَالَ ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ

[4677]۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ابھی صبح کی اذان نہیں ہوئی تھی، میں نکلا اور رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں ذی قرد مقام پر چرتی تھیں، مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام ملا اور اس نے بتایا، رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑی گئی ہیں، تو میں نے پوچھا، انہیں کس نے پکڑا ہے؟ اس نے کہا، غطفان نے، تو میں نے تین دفعہ چلا کر کہا، مدد کے لیے پہنچو، (ہائے صبح کا حملہ) اس طرح میں نے اپنی آواز تمام اہل مدینہ کو سنا دی (جو دو حروں کے درمیان واقع ہے) پھر میں سرپٹ دوڑا، حتیٰ کہ میں نے انہیں ذوقرد مقام پر جا لیا اور وہ وہاں پانی پی رہے تھے، میں ان پر اپنے تیر پھینکنے لگا اور میں خوب تیرانداز تھا اور میں کہہ رہا

[4677] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجهاد والسير باب: من راى العدو فنادى باعلى صوته: يا صباحاه حتى يسمع الناس برقم (٣٠٤١) وفي المغازي باب: غزوة ذات القرد برقم (٤١٩٤) انظر (التحفة) برقم (٤٥٤٠)

تھا، میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج پتہ چلے گا، کون جنگ کا ماہر ہے، یا کس نے شریف ماں کا دودھ پیا ہے، یا کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے، میں رجز کہہ رہا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے ان سے تمام اونٹنیاں چھڑوا لیں اور ان سے تیس (۳۰) چادریں چھین لیں، نبی اکرم ﷺ اور لوگ بھی پہنچ گئے، تو میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! میں نے ان کو پانی پینے سے ہٹا دیا ہے اور وہ پیاسے ہیں، ابھی ان کے تعاقب میں دستہ روانہ فرمایئے، آپ نے فرمایا: ''اے اکوع کے بیٹے، تم قابو پا گئے، تو اب ذرا نرمی برتو۔'' پھر ہم واپس آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی پر پیچھے بٹھا لیا، حتیٰ کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔

مفردات الحدیث ❶ قَبلَ ان یُؤذن بالاولیٰ: ابھی صبح کی اذان نہیں ہوئی تھی۔ ❷ لِقَاح: لِقحَة کی جمع ہے، دودھ دینے والی اونٹنیاں، جن کی تعداد بیس تھی، حضرت ابوذر کا بیٹا اور اس کی بیوی ان کے نگران تھے، یا صباحاہ: حملہ عام طور پر صبح کے وقت ہوتا تھا، اس لیے لوگوں کو اس سے آگاہ کرنے کے لیے یہ کلمہ استعمال ہوتا تھا، تاکہ وہ مقابلہ کے لیے تیار ہو جائیں، ❸ اندفعت علی وجهي: ادھر ادھر دیکھے بغیر سیدھا سرپٹ دوڑا۔ ❹ الیوم یوم الرّضّع: دونوں پر رفع یا پہلے پر نصب اور دوسرے پر رفع ہے) رُضّع، راضِعٌ کی جمع ہے، کمینے کو کہتے ہیں، اس لیے مراد ہے، آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے اور بقول بعض آج پتہ چلے گا، کس نے شریف ماں کا دودھ پیا ہے اور کس کی ماں کمینی تھی، یا آج پتہ چلے گا، کس نے بچپن سے ہی لڑائیوں میں زندگی گزاری ہے اور ان میں مہارت حاصل کی ہے۔ ❺ حمیتُ القوم الماء: لوگوں کو میں نے پانی سے منع کر رکھا ہے، فاسْجِحْ: نرمی اور سہولت اختیار کر۔

فائدہ...... یہ غزوہ جنگ خیبر سے صرف تین دن پہلے پیش آیا، تفصیل کے لیے الرحیق المختوم دیکھئے۔

[4678] ۱۳۲-(۱۸۰۷) اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِی شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ ح و حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَخْبَرَنَا اَبُو عَامِرِ الْعَقَدِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَهٰذَا حَدِيثُهٗ اَخْبَرَنَا اَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي اِيَاسُ بن سَلَمَةَ حدثني اَبِي قَالَ قَدِمْنَا الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَعَلَيْهَا خَمْسُونَ شَاةً لَا تُرْوِيهَا قَالَ فَقَعَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى جَبَا الرَّكِيَّةِ فَاِمَّا دَعَا وَاِمَّا بَصَقَ فِيهَا قَالَ فَجَاشَتْ فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا قَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَانَا لِلْبَيْعَةِ

[4678] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٥٢٥)

فِيْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ قَالَ فَبَايَعْتُهُ اَوَّلَ النَّاسِ ثُمَّ بَايَعَ وَبَايَعَ حَتّٰى اِذَا كَانَ فِيْ وَسَطٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ ((بَايِعْ يَا سَلَمَةُ)) قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِ النَّاسِ قَالَ ((وَاَيْضًا)) قَالَ وَرَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَزِلًا يَعْنِي لَيْسَ مَعَهُ سِلَاحٌ قَالَ فَاَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَجَفَةً اَوْ دَرَقَةً ثُمَّ بَايَعَ حَتّٰى اِذَا كَانَ فِيْ آخِرِ النَّاسِ قَالَ ((اَلَا تُبَايِعُنِي يَا سَلَمَةُ)) قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِ النَّاسِ وَفِيْ اَوْسَطِ النَّاسِ قَالَ ((وَاَيْضًا)) قَالَ فَبَايَعْتُهُ الثَّالِثَةَ ثُمَّ قَالَ لِي ((يَا سَلَمَةُ اَيْنَ)) حَجَفَتُكَ اَوْ دَرَقَتُكَ الَّتِي ((اَعْطَيْتُكَ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقِيَنِي عَمِّي عَامِرٌ عَزِلًا فَاَعْطَيْتُهُ اِيَّاهَا قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ((اِنَّكَ كَالَّذِي قَالَ الْاَوَّلُ اللّٰهُمَّ اَبْغِنِي حَبِيبًا هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِي)) ثُمَّ اِنَّ الْمُشْرِكِينَ رَاسَلُونَا الصُّلْحَ حَتّٰى مَشٰى بَعْضُنَا فِيْ بَعْضٍ وَاصْطَلَحْنَا قَالَ وَكُنْتُ تَبِيعًا لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ اَسْقِي فَرَسَهُ وَاَحُسُّهُ وَاَخْدُمُهُ وَآكُلُ مِنْ طَعَامِهِ وَتَرَكْتُ اَهْلِي وَمَالِي مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ﷺ قَالَ فَلَمَّا اصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَاَهْلُ مَكَّةَ وَاخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اَتَيْتُ شَجَرَةً فَكَسَحْتُ شَوْكَهَا فَاضْطَجَعْتُ فِيْ اَصْلِهَا قَالَ فَاَتَانِي اَرْبَعَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَجَعَلُوا يَقَعُونَ فِيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاَبْغَضْتُهُمْ فَتَحَوَّلْتُ اِلٰى شَجَرَةٍ اُخْرٰى وَعَلَّقُوا سِلَاحَهُمْ وَاضْطَجَعُوا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ نَادٰى مُنَادٍ مِنْ اَسْفَلِ الْوَادِي يَالَلْمُهَاجِرِينَ قُتِلَ ابْنُ زُنَيْمٍ قَالَ فَاخْتَرَطْتُ سَيْفِي ثُمَّ شَدَدْتُ عَلٰى اُولٰٓئِكَ الْاَرْبَعَةِ وَهُمْ رُقُودٌ فَاَخَذْتُ سِلَاحَهُمْ فَجَعَلْتُهُ ضِغْثًا فِيْ يَدِي قَالَ ثُمَّ قُلْتُ وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ لَا يَرْفَعُ اَحَدٌ مِنْكُمْ رَاْسَهُ اِلَّا ضَرَبْتُ الَّذِي فِيهِ عَيْنَاهُ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ بِهِمْ اَسُوقُهُمْ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَجَاءَ عَمِّي عَامِرٌ بِرَجُلٍ مِنَ الْعَبَلَاتِ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزٌ يَقُودُهُ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فَرَسٍ مُجَفَّفٍ فِيْ سَبْعِينَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((دَعُوهُمْ يَكُنْ لَهُمْ بَدْءُ الْفُجُورِ وَثِنَاهُ)) فَعَفَا عَنْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ الْآيَةَ كُلَّهَا قَالَ ثُمَّ خَرَجْنَا رَاجِعِينَ اِلَى الْمَدِينَةِ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَنِي لَحْيَانَ جَبَلٌ وَهُمُ الْمُشْرِكُونَ فَاسْتَغْفَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

لِمَنْ رَقِیَ هٰذَا الْجَبَلَ اللَّيْلَةَ كَاَنَّهٗ طَلِيعَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ قَالَ سَلَمَةُ فَرَقِيتُ
تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِهٖ مَعَ رَبَاحٍ
غُلَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا مَعَهٗ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ بِفَرَسِ طَلْحَةَ اُنَدِّيهِ مَعَ الظَّهْرِ فَلَمَّا
اَصْبَحْنَا اِذَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْفَزَارِيُّ قَدْ اَغَارَ عَلٰی ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَاقَهٗ
اَجْمَعَ وَقَتَلَ رَاعِيَهٗ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَبَاحُ خُذْ هٰذَا الْفَرَسَ فَاَبْلِغْهُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ
وَاَخْبِرْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ الْمُشْرِكِينَ قَدْ اَغَارُوا عَلٰی سَرْحِهٖ قَالَ ثُمَّ قُمْتُ عَلٰی
اَكَمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِينَةَ فَنَادَيْتُ ثَلَاثًا يَا صَبَاحَاهْ ثُمَّ خَرَجْتُ فِيْ آثَارِ الْقَوْمِ اَرْمِيهِمْ
بِالنَّبْلِ وَاَرْتَجِزُ اَقُولُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَاَلْحَقُ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَاَصُكُّ
سَهْمًا فِيْ رَحْلِهٖ حَتّٰی خَلَصَ نَصْلُ السَّهْمِ اِلٰی كَتِفِهٖ قَالَ قُلْتُ خُذْهَا وَاَنَا ابْنُ
الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا زِلْتُ اَرْمِيهِمْ وَاَعْقِرُ بِهِمْ فَاِذَا رَجَعَ اِلَيَّ
فَارِسٌ اَتَيْتُ شَجَرَةً فَجَلَسْتُ فِيْ اَصْلِهَا ثُمَّ رَمَيْتُهٗ فَعَقَرْتُ بِهٖ حَتّٰی اِذَا تَضَايَقَ
الْجَبَلُ فَدَخَلُوا فِيْ تَضَايُقِهٖ عَلَوْتُ الْجَبَلَ فَجَعَلْتُ اُرَدِّيهِمْ بِالْحِجَارَةِ قَالَ فَمَا زِلْتُ
كَذٰلِكَ اَتْبَعُهُمْ حَتّٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَعِيرٍ مِنْ ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا خَلَّفْتُهٗ وَرَاءَ
ظَهْرِيْ وَخَلَّوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ ثُمَّ اتَّبَعْتُهُمْ اَرْمِيهِمْ حَتّٰی اَلْقَوْا اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِينَ بُرْدَةً
وَثَلَاثِينَ رُمْحًا يَسْتَخِفُّونَ وَلَا يَطْرَحُونَ شَيْئًا اِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ آرَامًا مِنَ الْحِجَارَةِ
يَعْرِفُهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰی اَتَوْا مُتَضَايِقًا مِنْ ثَنِيَّةٍ فَاِذَا هُمْ قَدْ اَتَاهُمْ
فُلَانُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ فَجَلَسُوا يَتَضَحَّوْنَ يَعْنِيْ يَتَغَدَّوْنَ وَجَلَسْتُ عَلٰی رَاْسِ قَرْنٍ
قَالَ الْفَزَارِيُّ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَرٰی قَالُوا لَقِينَا مِنْ هٰذَا الْبَرْحَ وَاللّٰهِ مَا فَارَقَنَا مُنْذُ غَلَسٍ
يَرْمِينَا حَتّٰی انْتَزَعَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ اَيْدِينَا قَالَ فَلْيَقُمْ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِّنْكُمْ اَرْبَعَةٌ قَالَ فَصَعِدَ
اِلَيَّ مِنْهُمْ اَرْبَعَةٌ فِي الْجَبَلِ قَالَ فَلَمَّا اَمْكَنُونِيْ مِنَ الْكَلَامِ قَالَ قُلْتُ هَلْ تَعْرِفُونِيْ
قَالُوا لَا وَمَنْ اَنْتَ قَالَ قُلْتُ اَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ وَالَّذِيْ كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا
اَطْلُبُ رَجُلًا مِّنْكُمْ اِلَّا اَدْرَكْتُهٗ وَلَا يَطْلُبُنِيْ رَجُلٌ مِّنْكُمْ فَيُدْرِكَنِيْ قَالَ اَحَدُهُمْ اَنَا
اَظُنُّ قَالَ فَرَجَعُوا فَمَا بَرِحْتُ مَكَانِيْ حَتّٰی رَاَيْتُ فَوَارِسَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُونَ
الشَّجَرَ قَالَ فَاِذَا اَوَّلُهُمُ الْاَخْرَمُ الْاَسَدِيُّ عَلٰی اِثْرِهٖ اَبُو قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيُّ وَعَلٰی اِثْرِهٖ

الْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ الْكِنْدِيُّ قَالَ فَاَخَذْتُ بِعِنَانِ الْاَخْرَمِ قَالَ فَوَلَّوْا مُدْبِرِينَ قُلْتُ يَا اَخْرَمُ احْذَرْهُمْ لَا يَقْطِعُونَكَ حَتّٰى يَلْحَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ ((قَالَ يَا سَلَمَةُ اِنْ كُنْتَ)) تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتَعْلَمُ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ فَلَا تَحُلْ بَيْنِي وَبَيْنَ الشَّهَادَةِ قَالَ فَخَلَّيْتُهُ فَالْتَقٰى هُوَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَعَقَرَ بِعَبْدِالرَّحْمٰنِ فَرَسَهُ وَطَعَنَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهُ وَتَحَوَّلَ عَلٰى فَرَسِهِ وَلَحِقَ اَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَطَعَنَهُ فَقَتَلَهُ فَوَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَتَبِعْتُهُمْ اَعْدُو عَلٰى رِجْلَيَّ حَتّٰى مَا اَرٰى وَرَائِي مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَلَا غُبَارِهِمْ شَيْئًا حَتّٰى يَعْدِلُوا قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ اِلٰى شِعْبٍ فِيهِ مَاءٌ يُقَالُ لَهُ ذُو قَرَدٍ لِيَشْرَبُوا مِنْهُ وَهُمْ عِطَاشٌ قَالَ فَنَظَرُوا اِلَيَّ اَعْدُو وَرَائَهُمْ فَخَلَّيْتُهُمْ عَنْهُ يَعْنِي اَجْلَيْتُهُمْ عَنْهُ فَمَا ذَاقُوا مِنْهُ قَطْرَةً قَالَ وَيَخْرُجُونَ فَيَشْتَدُّونَ فِي ثَنِيَّةٍ قَالَ فَاَعْدُو فَاَلْحَقُ رَجُلًا مِنْهُمْ فَاَصُكُّهُ بِسَهْمٍ فِي نُغْضِ كَتِفِهِ قَالَ قُلْتُ خُذْهَا وَاَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ قَالَ يَا ثَكِلَتْهُ اُمُّهُ اَكْوَعُهُ بُكْرَةَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ يَا عَدُوَّ نَفْسِهِ اَكْوَعُكَ بُكْرَةَ قَالَ وَاَرْدَوْا فَرَسَيْنِ عَلٰى ثَنِيَّةٍ قَالَ فَجِئْتُ بِهِمَا اَسُوقُهُمَا اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَلَحِقَنِي عَامِرٌ بِسَطِيحَةٍ فِيهَا مَذْقَةٌ مِنْ لَبَنٍ وَسَطِيحَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَتَوَضَّاْتُ وَشَرِبْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي حَلَّاْتُهُمْ عَنْهُ فَاِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَخَذَ تِلْكَ الْاِبِلَ وَكُلَّ شَيْءٍ اسْتَنْقَذْتُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَكُلَّ رُمْحٍ وَبُرْدَةٍ وَاِذَا بِلَالٌ نَحَرَ نَاقَةً مِنَ الْاِبِلِ الَّذِي اسْتَنْقَذْتُ مِنَ الْقَوْمِ وَاِذَا هُوَ يَشْوِي لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَبِدِهَا وَسَنَامِهَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَلِّنِي فَاَنْتَخِبُ مِنَ الْقَوْمِ مِائَةَ رَجُلٍ فَاَتَّبِعُ الْقَوْمَ فَلَا يَبْقٰى مِنْهُمْ مُخْبِرٌ اِلَّا قَتَلْتُهُ قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فِي ضَوْءِ النَّارِ فَقَالَ **((يَا سَلَمَةُ اَتُرَاكَ كُنْتَ فَاعِلًا))** قُلْتُ نَعَمْ وَالَّذِي اَكْرَمَكَ فَقَالَ **((اِنَّهُمُ الْآنَ لَيُقْرَوْنَ فِي اَرْضِ غَطَفَانَ))** قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ غَطَفَانَ فَقَالَ نَحَرَ لَهُمْ فُلَانٌ جَزُورًا فَلَمَّا كَشَفُوا جِلْدَهَا رَاَوْا غُبَارًا فَقَالُوا اَتَاكُمُ الْقَوْمُ فَخَرَجُوا هَارِبِينَ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((كَانَ خَيْرَ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ اَبُو قَتَادَةَ وَخَيْرَ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ))** قَالَ ثُمَّ اَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمَيْنِ سَهْمَ الْفَارِسِ وَسَهْمَ الرَّاجِلِ فَجَمَعَهُمَا لِي جَمِيعًا ثُمَّ

اَرْدَفَنِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَآئَهٗ عَلَى الْعَضْبَآءِ رَاجِعِينَ اِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا يُسْبَقُ شَدًّا قَالَ فَجَعَلَ يَقُولُ اَلَا مُسَابِقٌ اِلَى الْمَدِينَةِ هَلْ مِنْ مُسَابِقٍ فَجَعَلَ يُعِيدُ ذٰلِكَ قَالَ فَلَمَّا سَمِعْتُ كَلَامَهٗ قُلْتُ اَمَا تُكْرِمُ كَرِيمًا وَلَا تَهَابُ شَرِيفًا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ يَكُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِاَبِی وَاُمِّی ذَرْنِی فَلِاُسَابِقَ الرَّجُلَ قَالَ اِنْ شِئْتَ قَالَ قُلْتُ اذْهَبْ اِلَيْكَ وَثَنَيْتُ رِجْلَیَّ فَطَفَرْتُ فَعَدَوْتُ قَالَ فَرَبَطْتُ عَلَيْهِ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اَسْتَبْقِی نَفَسِی ثُمَّ عَدَوْتُ فِی اِثْرِهٖ فَرَبَطْتُ عَلَيْهِ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ ثُمَّ اِنِّی رَفَعْتُ حَتّٰى اَلْحَقَهٗ قَالَ فَاَصُكُّهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ قُلْتُ قَدْ سُبِقْتَ وَاللّٰهِ قَالَ اَنَا اَظُنُّ قَالَ فَسَبَقْتُهٗ اِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا لَبِثْنَا اِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ حَتّٰى خَرَجْنَا اِلَى خَيْبَرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجَعَلَ عَمِّی عَامِرٌ يَرْتَجِزُ بِالْقَوْمِ تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا فَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا وَاَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**مَنْ هٰذَا**)) قَالَ اَنَا عَامِرٌ قَالَ ((**غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ**)) قَالَ وَمَا اسْتَغْفَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِاِنْسَانٍ يَخُصُّهٗ اِلَّا اسْتُشْهِدَ قَالَ فَنَادٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى جَمَلٍ لَهٗ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ لَوْلَا مَا مَتَّعْتَنَا بِعَامِرٍ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا خَيْبَرَ قَالَ خَرَجَ مَلِكُهُمْ مَرْحَبٌ يَخْطِرُ بِسَيْفِهٖ وَيَقُولُ قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّی مَرْحَبٌ شَاكِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ اِذَا الْحُرُوبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ قَالَ وَبَرَزَ لَهٗ عَمِّی عَامِرٌ فَقَالَ قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّی عَامِرٌ شَاكِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرٌ قَالَ فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبٍ فِی تُرْسِ عَامِرٍ وَذَهَبَ عَامِرٌ يَسْفُلُ لَهٗ فَرَجَعَ سَيْفُهٗ عَلَى نَفْسِهٖ فَقَطَعَ اَكْحَلَهٗ فَكَانَتْ فِيهَا نَفْسُهٗ قَالَ سَلَمَةُ فَخَرَجْتُ فَاِذَا نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ يَقُولُونَ بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ قَتَلَ نَفْسَهٗ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَاَنَا اَبْكِی فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**مَنْ قَالَ ذٰلِكَ**)) قَالَ قُلْتُ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِكَ قَالَ ((**كَذَبَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ بَلْ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ**)) ثُمَّ اَرْسَلَنِی اِلَى عَلِیٍّ وَهُوَ اَرْمَدُ فَقَالَ ((**لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ اَوْ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ**)) قَالَ فَاَتَيْتُ عَلِيًّا فَجِئْتُ بِهٖ اَقُودُهٗ وَهُوَ اَرْمَدُ حَتّٰى اَتَيْتُ بِهٖ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَبَسَقَ فِی عَيْنَيْهِ فَبَرَاَ وَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ

وَخَرَجَ مَرْحَبٌ فَقَالَ قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ أُوفِيهِمُ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ قَالَ فَضَرَبَ رَأْسَ مَرْحَبٍ فَقَتَلَهُ ثُمَّ كَانَ الْفَتْحُ عَلَى يَدَيْهِ رضی اللہ عنہ

أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ بِطُوْلِهِ.

وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ بِهٰذَا

[4678]۔امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی سندوں سے حدیث بیان کرتے ہیں، یہ الفاظ عبد اللہ الدارمی کے ہیں کہ ایاس بن سلمہ، اپنے باپ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں خیبر پہنچے اور ہماری تعداد چودہ سو (۱۴۰۰) تھی اور جب حدیبیہ کا چشمہ پچاس بکریوں کو بھی سیراب نہیں آ سکتا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور آپ نے دعا فرمائی، یا اس میں اپنا لب مبارک ڈالا، تو وہ جوش مار اٹھا، (پانی بلند ہوگیا) ہم نے خود بھی پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کے دامن میں بیٹھ کر ہمیں بیعت کرنے کے لیے بلایا، تو میں نے آپ سے لوگوں کے آغاز میں بیعت کر لی، پھر لوگ مسلسل بیعت کرتے رہے، حتیٰ کہ جب آدھے لوگوں نے بیعت کر لی، آپ نے فرمایا: ''اے سلمہ! بیعت کرو۔'' میں نے عرض کیا، میں تو آپ سے بیعت کر چکا ہوں، اے اللہ کے رسول! لوگوں کے آغاز میں، آپ نے فرمایا، ''دوبارہ کرو۔'' آپ نے مجھے عَزِل یعنی غیر مسلح دیکھا، تو آپ نے مجھے ایک ڈھال عطا فرمائی، پھر آپ بیعت لینے لگے، حتیٰ کہ جب آپ لوگوں کے آخر میں پہنچے، (سب سے بیعت لے لی) آپ نے فرمایا: ''کیا تو میری بیعت نہیں کرے گا! اے سلمہ۔'' میں نے کہا، میں تو آپ کی بیعت کر چکا ہوں، اے اللہ کے رسول! لوگوں کے آغاز میں اور لوگوں کے درمیان، آپ نے فرمایا، ''پھر بیعت کرو۔'' تو میں نے آپ سے تیسری دفعہ بیعت کی، پھر آپ نے مجھے فرمایا، ''اے سلمہ! میں نے تجھے حَجَفه یا دَرقه ڈھال دی تھی، وہ کہاں ہے؟'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے میرے چچا عامر غیر مسلح ملے، تو وہ میں نے انہیں دے دی، تو آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہنس پڑے اور فرمایا: ''تو اس پہلے انسان کی طرح ہے جس نے کہا تھا، اے اللہ مجھے ایسا دوست دے، جو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو۔'' پھر مشرکوں نے ہمارے ساتھ صلح کے لیے مراسلت کی تھی، حتیٰ کہ ہم ایک دوسرے

کے پاس گئے اور ہم نے صلح کر لی اور میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ کا خادم تھا، میں ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا، اس کو کھرا کرتا اور ان کی خدمت کرتا تھا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا تھا اور میں نے اپنا اہل و مال اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے چھوڑ دیا تھا، تو جب ہماری اور اہل مکہ کی صلح ہو گئی اور ہم ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے، میں ایک درخت کے پاس گیا اور اس کے نیچے کے کانٹوں کو صاف کیا اور اس کے دامن میں لیٹ گیا، تو میرے پاس اہل مکہ میں سے چار مشرک آ گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ پر طعن و تشنیع کرنے لگے، تو میں نے ان سے نفرت کی اور میں دوسرے درخت کی طرف پھر گیا، اور انہوں نے اسلحہ لٹکایا اور وہ لیٹ گئے، وہ اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک وادی کے نشیب سے کسی آواز دینے والے نے آواز دی، اے مہاجرو! ابن زنیم کو قتل کر دیا گیا ہے، تو میں نے اپنی تلوار سونتی، پھر میں نے ان چاروں پر حملہ کر دیا، اور وہ سوئے ہوئے تھے اور میں نے ان کا اسلحہ قبضہ میں لے لیا اور اسے جمع کر کے اپنے ہاتھ میں لے لیا، پھر میں نے کہا، اس ذات کی قسم، جس نے محمد ﷺ کو عزت بخشی، تم میں سے جو بھی اپنا سر اٹھائے گا، میں اس کا وہ حصہ اڑا دوں گا، جس میں اس کے دونوں آنکھیں ہیں (سر قلم کر دوں گا) پھر انہیں ہانک کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور میرے چچا عامر عبلات کے مکرز نامی آدمی کو ایک جھل ڈالے گھوڑے پر سوار ہو کر ستر مشرکوں کے ساتھ کھینچ لائے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر نظر دوڑائی اور فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو، تاکہ عہد شکنی کے گناہ کا آغاز اور تکرار انہیں کی طرف سے ہو۔'' اس طرح رسول اللہ ﷺ نے نہیں معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ سورۃ فتح کی آیت نمبر ۲۴ مکمل اتاری، ''وہی تو ہے جس نے مکہ کی وادی میں تم سے ان کے ہاتھ روک لیے، اور تمھارے ہاتھ ان سے روک لیے، اس کے بعد کہ وہ تمہیں ان پر غالب کر چکا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے، اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔'' پھر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر چل دیئے اور ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، ہمارے اور بنو لحیان کے درمیان ایک پہاڑ حائل تھا اور وہ مشرک تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی، جو اس رات کو پہاڑ پر چڑھ کر نبی اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کا پہرہ دے، حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں اس رات اس پر دو یا تین دفعہ چڑھا، پھر ہم مدینہ لوٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواریوں کو اپنے غلام رباح کے ساتھ روانہ کر دیا اور میں بھی حضرت طلحہ کے گھوڑے پر اس کے ساتھ نکلا کہ میں بتدریج اسے سواریوں کے ساتھ آہستہ آہستہ پانی اور چراگاہ میں لانا چاہتا تھا، جب ہم صبح اٹھے، تو اچانک عبد الرحمٰن فزاری نے رسول اللہ ﷺ کی سواریوں پر حملہ کر دیا اور انہیں ہانک لے گیا اور ان کے چرواہے کو قتل کر ڈالا، تو میں نے کہا، اے رباح! یہ گھوڑا لو اور اسے طلحہ بن عبید اللہ کو پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ کو بتا دینا کہ مشرکوں نے آپ کے چرنے والے اونٹوں کو پر حملہ کیا ہے

اور سب کو ہانک کر لے گیا ہے، پھر میں نے ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر، مدینہ کی طرف رخ کر کے، تین دفعہ آواز دی، یا صباحاہ، پھر میں ان لوگوں کے پیچھے، انہیں تیر مارتے ہوئے نکلا اور میں یہ رجز کہہ رہا تھا، میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی موت کا دن ہے، میں ان میں سے ایک آدمی تک پہنچتا، اس کے پالان پر تیر مارتا، حتیٰ کہ تیر کا پھالا اس کے کندھے تک جا پہنچتا اور میں کہتا، یہ لیجئے اور میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے اور اللہ کی قسم! میں مسلسل ان پر تیر برساتا اور انہیں زخمی کرتا رہا، جب کوئی شہسوار میری طرف پلٹتا، تو میں کسی درخت کے پاس آ کر اس کے دامن میں بیٹھ جاتا، پھر اسے تیر مارتا اور اسے زخمی کر دیتا، حتیٰ کہ یہ لوگ پہاڑ کے تنگ راستہ پر پہنچ کر اس کے تنگ راستہ میں داخل ہو گئے، میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور ان پر پتھر گرانے لگا، اس طرح میں نے مسلسل ان کا پیچھے کیے رکھا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی جتنی بھی سواریاں تھیں، میں ان سب کو اپنے پیچھے چھوڑ گیا اور ان لوگوں نے ان سب کو میرے لیے چھوڑ دیا، پھر میں نے ان پر تیر برساتے ہوئے ان کا تعاقب جاری رکھا، حتیٰ کہ انہوں نے بوجھ کم کرنے کے لیے تیس سے زیادہ چادریں اور تیس سے زیادہ نیزے پھینک دیئے اور وہ جو کچھ بھی پھینکتے، میں بطور علامت ان پر پتھر رکھ دیتا، تاکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی اسے پہچان لیں، حتیٰ کہ وہ گھاٹی کے ایک تنگ موڑ پر پہنچ گئے، تو اچانک ان کے پاس فلاں بن بدر فزاری پہنچ گیا اور وہ بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھانے لگے اور میں پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھ گیا، فزاری نے پوچھا، میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا، اس نے ہمیں بہت تکلیف میں ڈال رکھا ہے، اللہ کی قسم! اس نے منہ اندھیرے سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا، ہم پر تیر برسا رہا ہے، حتیٰ کہ اس نے ہم سے ہر چیز چھین لی ہے، اس نے کہا، تم میں سے چار افراد اس کی طرف جائیں، تو ان میں سے چار، پہاڑ میں میری طرف چڑھنے لگے، تو جب میرے لیے ان سے گفتگو کرنا ممکن ہو گیا، میں نے کہا، کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا، نہیں، تو کون ہے؟ میں نے کہا، میں سلمہ بن اکوع ہوں، اس ذات کی قسم، جس نے محمد ﷺ کو عزت بخشی ہے، میں تم سے جس کا بھی تعاقب کروں گا، اس کو جا لوں گا اور تم میں سے کوئی آدمی بھی میرا تعاقب کر کے مجھے پہنچ نہیں سکے گا، ان میں سے ایک نے کہا، میرا یہی خیال ہے، تو وہ لوٹ گئے، میں اپنی جگہ ہی پر تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سواروں کو درختوں کے درمیان آتے ہوئے دیکھ لیا اور ان میں سب سے آگے اخرم اسدی تھا، اس کے پیچھے ابو قتادہ انصاری اور ان کے پیچھے مقداد بن اسود کندی تھا، تو میں نے اخرم کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور وہ لوگ پشت پھیر کر بھاگنے لگے، میں نے کہا، اے اخرم، ان سے بچ کر رہنا (احتیاط کرنا) کہیں تمہیں کاٹ نہ دیں، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی آملیں، انہوں نے (اخرم) نے یہ کہا، اے سلمہ! اگر تمہارا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اور تمہیں

معلوم ہے، جنت حق ہے اور آگ حق ہے، تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو، تو میں نے اسے چھوڑ دیا، اس کا اور عبدالرحمٰن کا مقابلہ ہوا اور اس نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اور عبدالرحمٰن نے نیزہ مار کر حضرت اخرم کو شہید کر ڈالا، وران کے گھوڑے پر جا بیٹھا اور رسول اللہ ﷺ کا سوار ابوقتادہ عبدالرحمٰن کو جا ملا اور اسے نیزہ مار کر قتل کر ڈالا اور اس ذات کی قسم، جس نے محمد ﷺ کو عزت بخشی، میں پیدل دوڑ کر ان کا تعاقب کرتا رہا، حتیٰ کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں سے کوئی اپنے پیچھے نظر نہیں آ رہا تھا اور نہ ان کی کچھ گردوغبار دکھائی دیتی تھی، حتیٰ کہ غروب شمس سے پہلے وہ پانی کی ایک گھاٹی کی طرف جسے ذوقرد کہا جاتا ہے، بڑھے، تا کہ اس سے پانی پئیں، کیونکہ وہ پیاسے تھے، تو انہوں نے مجھے اپنے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھ لیا اور میں نے انہیں وہاں سے بھگا دیا، یعنی ان کو اس سے ہٹا دیا اور وہ اس سے ایک قطرہ بھی نہ پی سکے اور وہ دوڑتے ہوئے ایک ثنیہ (گھاٹی) سے نکلے اور میں دوڑ کر ایک آدمی تک پہنچ گیا اور اس کے کندھے کے پٹھے پر تیر مارا اور میں نے کہا، لیجیے! اور میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے، اس نے کہا، ہائے اس کی ماں اسے گم پائے، صبح سے تو اکوع ہی ہمارے پیچھے ہے، میں نے کہا، ہاں، اے اپنی جان کے دشمن! صبح سے اکوع ہی تمہارے تعاقب میں ہے اور انہوں نے دو گھوڑے گھاٹی پر چھوڑ دیئے اور میں انہیں ہانک کر رسول اللہ ﷺ کی طرف لے آیا اور مجھے عامر ملے، ان کے پاس ایک مشکیزہ تھا، جس میں تھوڑا سا دودھ تھا اور دوسرے مشکیزہ میں پانی تھا، میں نے وضو کیا اور دودھ پیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ اس پانی پر تھے، جس سے میں نے انہیں بھگایا تھا اور رسول اللہ ﷺ ان اونٹوں کو پکڑ چکے تھے اور ہر اس چیز کو جس کو میں نے مشرکوں سے چھڑایا تھا اور ہر نیزہ کو اور ہر چادر کو اور بلال ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی کو نحر کر چکے تھے، جن کو میں نے ان لوگوں سے چھڑایا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اس کی کلیجی اور کوہان سے کچھ حصہ بھون رہے تھے، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے، میں صحابہ کرام میں سے سو آدمیوں کا انتخاب کروں اور ان لوگوں کا تعاقب کروں اور ان میں سے کسی کو بھی خبر دینے کے لیے زندہ نہ رہنے دوں، رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے، حتیٰ کہ آگ کی روشنی میں آپ کے نوکدار دانت ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا: ''اے سلمہ! کیا تم یہ سمجھتے ہو یہ کر گزرو گے؟'' میں نے کہا، جی ہاں، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو عزت بخشی، آپ نے فرمایا: ''اس وقت سرزمین غطفان میں ان کی مہمان نوازی ہو رہی ہے۔'' تو ایک غطفانی آدمی آیا اور اس نے کہا، فلاں آدمی نے ان کے لیے اونٹ نحر کیا تھا، تو جب انہوں نے اس کا چمڑا اتارا، انہوں نے گردوغبار دیکھا، تو کہنے لگے، مسلمان لوگ آ گئے، تو نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے، جب صبح ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج ہمارا بہترین گھڑسوار ابوقتادہ ہے

اور بہترین پیادہ سلمہ ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو حصے دیئے، ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیدل کا، آپ نے میرے لیے دونوں کو جمع کر دیا، تم مدینہ کی طرح واپسی میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے عضباء اونٹنی پر بٹھا لیا، اس اثناء میں کہ ہم چل رہے تھے، ایک انصاری آدمی کہا دوڑ میں کوئی اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا، وہ کہنے لگا، کیا کوئی مدینہ تک دوڑ میں مقابلہ کرے گا،؟ کیا کوئی دوڑ میں مقابلہ کرے گا؟ وہ ان الفاظ کا تکرار کرنے لگا، جب میں نے اس کی بات سنی، میں نے کہا، کیا تم کسی بزرگ کی بزرگی کا لحاظ نہیں کرتے، کسی معزز سے ہیبت نہیں کھاتے؟ اس نے کہا، رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کا لحاظ نہیں، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ قربان، مجھے اجازت دیجئے، میں اس آدمی کا دوڑ میں مقابلہ کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تیری مرضی ہے۔'' میں نے کہا، چلو، میں تیری طرف آتا ہوں اور میں نے (رکاب سے نکالنے کے لیے) اپنے پاؤں موڑے، پھر چھلانگ لگائی اور دوڑ پڑا، میں نے ایک دو ٹیلے اپنے آپ کو اس سے آگے نکلنے سے روکے رکھا، میں اپنے آپ کو سانس اکھڑنے سے بچاتا تھا، پھر میں اس کے پیچھے دوڑا اور اپنے آپ کو اس سے ایک دو ٹیلے روکے رکھا، پھر میں نے اپنی رفتار تیز کی حتیٰ کہ اس کو جا ملا اور اس کے کندھوں کے درمیان ہاتھ مارا اور میں نے کہا، تم پیچھے رہ جاؤ گے، اللہ کی قسم! اس نے کہا، میرا بھی یہی خیال ہے، (تم آگے نکل جاؤ گے) اور میں اس سے پہلے مدینہ پہنچ گیا، حضرت سلمہ کہتے ہیں، اللہ کی قسم! ہم تین ہی راتیں ٹھہرے، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں خیبر کی طرف چل پڑے اور میرے چچا عامر، لوگوں کو رجز سنانے لگے، اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا، ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہم نماز ادا کرتے اور ہم تیرے فضل و کرم سے بے نیاز نہیں ہو سکتے، اگر ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے، تو ہمیں ثابت قدم رکھنا اور ہم پر سکینت نازل فرما۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' اس نے کہا، عامر ہوں، آپ نے فرمایا: ''تیرا رب تجھے بخش دے۔'' اور رسول اللہ ﷺ جس انسان کے لیے بھی خصوصی مغفرت طلب کرتے، وہ شہید ہو جاتا، تو حضرت عمر بن خطاب نے اپنے اونٹ سے آواز دی، اے اللہ کے نبی! آپ نے ہمیں عامر سے مستفید کیوں نہیں ہونے دیا؟ (آپ نے اس کی شہادت کی دعا فرما دی ہے) تو جب ہم خیبر پہنچے، ان کا سردار مرحب تلوار گھماتا ہوا یہ رجز کہتا ہوا نکلا: خیبر کو خوب معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار پوش، تجربہ کار، بہادر، جب جنگ و پیکار شعلہ زن ہو۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میرا چچا عامر اس کے سامنے یہ کہتا ہوا آیا۔ خیبر کو خوب معلوم ہے، میں عامر ہوں، ہتھیاروں سے لیس، بہادر، جنگجو، (لڑائیوں میں گھس جانے والا) پھر دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا اور مرحب کی تلوار، عامر کی ڈھال پر جا لگی اور عامر اس کو نیچے سے مارنے لگے اور ان کی تلوار (چھوٹا ہونے کی بنا پر) واپس انہیں ہی آ لگی اور ان کی

بڑی شریان کٹ گئی، جس سے وہ فوت ہو گئے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ساتھی کہہ رہے تھے، عامر کے عمل رائیگاں گئے، اس نے اپنے آپ کو قتل کر ڈالا، تو میں روتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! عامر کے عمل ضائع ہو گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، ''یہ کس نے کہا؟'' میں نے کہا، آپ کے کچھ ساتھی لوگوں نے، آپ نے فرمایا: ''جس نے کہا، غلط کہا، بلکہ اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔'' پھر آپ نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، جبکہ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں اور آپ نے فرمایا: ''میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے یا اس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں۔'' تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں آگے سے پکڑ کر لایا، کیونکہ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی، حتیٰ کہ میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب مبارک ڈالا، وہ تندرست ہو گئے اور آپ نے انہیں جھنڈا دے دیا، مرحب یہ کہتا ہوا نمودار ہوا۔ خیبر کو خوب معلوم ہے، میں مرحب ہوں، ہتھیاروں سے لیس، دلیر، آزمودہ کار، جب حرب و پیکار شعلہ زن آگے بڑھتی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں وہ ہوں، میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے، جنگلوں کے شیر کی طرح خوفناک ڈراؤنا، میں انہیں صاع کے بدلے میں بڑا ناپ دیتا ہوں، یعنی دشمن کو بہت جلد موت کے گھاٹ اتارتا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر تلوار ماری اور اسے قتل کر ڈالا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھوں فتح حاصل ہوئی۔

امام مسلم کے شاگرد ابراہیم، اپنی عالی سند سے یہی روایت مکمل طور پر بیان کرتے ہیں۔

امام صاحب ایک اور استاد سے، عکرمہ بن عمار کی مذکورہ بالا سند سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ **عليها خمسون شاة لا ترويها**: حدیبیہ کا پانی اتنا کم تھا، کہ اس سے پچاس بکریاں بھی سیراب نہیں ہوتی تھیں۔ ❷ **جبا الرَّكِيَّة**: جَبَا: اس مٹی کو کہتے ہیں، جو کنواں کھود کر باہر نکالتے ہیں اور کنویں کے اردگرد پھیلا دیتے ہیں، جَاشَتْ: کنویں کا پانی جوش مارنے لگا اور بلند ہو گیا، یہ حدیبیہ میں آپ کے پہلے معجزے کا اظہار تھا، کہ آپ نے اس کے کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اس کا پانی چودہ سو (۱۴۰۰) افراد اور ان کے سواریوں کے لیے کافی ہو گیا، حالانکہ وہ پچاس بکریوں کو بھی سیراب نہیں کر سکتا تھا۔ ❸ **بايعة الثالثة**: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی جرأت و شجاعت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے، ان سے تین دفعہ بیعت لی، جس کا ظہور تین قریبی غزوات، حدیبیہ، ذوقرد اور فتح خیبر میں ہوا۔ عَزِلًا: غیر مسلح، بلا ہتھیار۔ حَجَفَةً أَوْ دَرَقَةً: دونوں کا معنی ڈھال ہے۔ ❹ **أبغني**: اگر یہ بَغَایہ سے تو معنی ہوگا، میرے لیے تلاش کیجئے اور اگر إِبغَاءٌ سے ہو تو معنی ہوگا، طلب وجستجو میں میری مدد کیجئے۔ ❺ **مراسلونا**: ہمارے ساتھ مراسلت کی، پیغاموں کا تبادلہ کیا، کنتُ تَبِيعًا: میں پیچھے پیچھے چلتا تھا، یعنی ان کا خدمت گزار تھا۔ أَحَسُّهُ: میں گھوڑے کی پشت پر کھرا کرتا تھا۔

⑥ كسحتُ شوکہا: (آرام کے لیے) درخت کے نیچے سے کانٹوں کو میں نے صاف کیا۔ ⑦ فاخترطت سیفي: (جنگ کے خطرہ کے پیش نظر) میں نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی۔ ⑧ جعلتهٔ ضِغثاً في يدي: میں نے (چاروں مشرکوں کے اسلحہ کو) تنکوں یا لکڑیوں کے گٹھا کی طرح ہاتھ میں لے لیا۔ ⑨ عَبَـلات: یہ قریش کا ایک خاندان ہے، جو اپنی ماں عَبلَہ کی طرف منسوب ہے اور ان کو امیہ صغریٰ بھی کہا جاتا تھا، فَرَسٌ مُجَفَّفٌ: گھوڑا جس کو اسلحہ کی زد سے بچانے کے لیے اس پر جھل یا آتھر ڈالتے ہیں، لیکن لهم بدأ الفجور ثناهُ: نقض عہد کا آغاز اور اعادہ انہیں کی طرف سے ہوں، کہ وہ ابن زنیم کو شہید کر کے، مسلمانوں پر پتھر اور تیر پھینک کر نقض عہد کا آغاز کر چکے ہیں۔ ⑩ اَصُكُّ صَكًّا: کا اصل معنی تھپڑ مارنا ہوتا ہے، لیکن یہاں تیر پھینکنا مراد ہے۔ ⑪ آرام: اِرَمٌ کی جمع ہے، علامتی پتھر، جو نشانی اور علامت کے طور پر رکھا یا گاڑا جاتا ہے۔ ⑫ قَرْن: الگ تھلگ پہاڑی، کَرَأسِ قَرْن پہاڑی کی چوٹی، متضایق، تنگ جگہ، ماهذا الذى أَرىٰ: مراد ہے، من هذا، تحقیر کے لیے ما کہا، یہ کون ہے جسے میں دیکھ رہا ہوں۔ ⑬ البَرْحُ: مشقت وشدت، امكنوني من الكلام: میرے اس قدر قریب ہو گئے، کہ میرے لیے ان کو اپنی بات سنانا ممکن ہو گیا، لا يقتطعوك: تمہیں تیرے ساتھیوں سے الگ تھلگ نہ کر لیں، تم اکیلے ان کے قابو میں نہ آجاؤ۔ ⑭ حَلَّيْتُهم عنه: میں نے انہیں اس سے ہٹا دیا، دور کر دیا۔ ⑮ نُغضٌ: پٹھہ، اكوعُهُ بكرةَ: کیا وہ اکوع ہی صبح سے ہمارے تعاقب میں ہے۔ ⑯ اَرْدَوا فَرَسَيْن: خوف اور ڈر کے مارے دو گھوڑے چھوڑ گئے۔ ⑰ سطيحة: مشکیزہ۔ ⑱ مَذْقَة: تھوڑا سا۔ ⑲ يُقْرَون: ان کی مہمان نوازی کا اہتمام ہو رہا ہے، یہ آپ کی پیشین گوئی تھی، کہ ان کی مہمان نوازی کا اہتمام غطفان کر رہے ہیں۔ ⑳ لا يُسْبَق شَدًّا: دوڑ میں کوئی اس سے سبقت نہیں لے جا سکتا تھا۔ ㉑ رَبطْتُ عليه: میں نے اپنے آپ کو روکے رکھا، آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی، طفرت: میں کود گیا۔ ㉒ استبقي نفسي: میں شروع میں بھاگ کر اپنا سانس اکھیڑنا نہیں چاہتا، آہستہ آہستہ رفتار تیز کرنا چاہتا تھا، تاکہ سانس نہ پھولے۔ ㉓ شاكي السلاح: مسلح، ہتھیار بند۔ ㉔ تَلَهَّبَ: شعلہ بھڑکنا۔ ㉕ بَطَل: بہادر، دلیر۔ ㉖ مُجرَّبٌ: تجربہ کار۔ ㉗ مُغَامِرٌ: شدائد میں کود جانے والا۔ ㉘ يَسْفِلُ له: نیچے سے نشانہ لینے لگا۔ ㉙ اكحَل: رگ حیات، بازو کی رگ۔ ㉚ حَيدر: شیر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے بیٹے کا نام حیدر رکھا تھا، کیونکہ ان کے نانا کا نام اسد تھا، ابو طالب نے نام علی رکھا اور مرحب نے خواب دیکھا تھا، کہ مجھے ایک شیر قتل کر رہا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے یاد دلایا، وہ شیر میں ہی ہوں۔

اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کا ظہور ہوا کہ آپ کے لعاب دہن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دکھتی آنکھیں فوراً ٹھیک ہو گئیں اور آپ کی یہ پیشین گوئی بھی پوری ہوئی کہ میں جھنڈا اس کو دوں گا جس کے ہاتھوں، اللہ تعالیٰ خیبر فتح کروائے گا اور صحیح حدیث کی رو سے مرحب کو حضرت علی نے قتل کیا ہے، حضرت محمد بن مسلمہ نے قتل نہیں کیا، جیسا کہ ابن اسحاق کا دعویٰ ہے، محدثین اور سیرت نگاروں کی اکثریت کے بقول، مرحب کو حضرت علی ہی نے جہنم رسید کیا، اس لیے واقدی کا یہ قول درست نہیں ہے کہ آپ نے مرحب کی سلب حضرت محمد بن مسلمہ کو دی۔

㉛ السَّنْدَر: کھلا پیانہ، کہ میں ان کو خوب موت کے گھاٹ اتاروں گا، یا سندر کا معنی عجلت ہے، کہ میں فوراً دشمن کو قتل کر دیتا ہوں۔

فائدہ :...... ذوقرد، مدینہ سے بارہ (۱۲) میل یا ایک دن کی مسافت پر، ایک چشمہ ہے، جہاں حضور اکرم ﷺ کی دودھیاری اونٹنیاں چرتی تھیں، صلح حدیبیہ سے واپسی پر آپ نے اپنے غلام رباح کی نگرانی میں اور سواریاں وہاں بھیجیں، وہاں حضرت ابوذر کے بیٹے اور ان کی بیوی موجود تھے اور حضرت رباح رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بھی حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے گھوڑے پر تھے، ابھی وہ راستہ میں ہی تھے، کہ انہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام نے یہ اطلاع دی کہ حضور اکرم ﷺ کی دودھیاری اونٹنیوں پر حملہ ہو گیا ہے، تو حضرت سلمہ بن اکوع نے گھوڑا حضرت رباح کے حوالہ کیا اور خود، ان حملہ آوروں کے تعاقب میں دوڑ پڑے، واقعہ کی تفصیل حدیث میں موجود ہے۔

۴۵...... بَاب: قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ الَّذِي كَفَّ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ الْآيَةَ

باب ۴۵: قول اللہ تعالیٰ وھو الذی کف ایدیھم عنکم الایۃ کی تفسیر

[4679] ۱۳۳ـ(۱۸۰۸) حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ ثَمَانِينَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيمِ مُتَسَلِّحِينَ يُرِيدُونَ غِرَّةَ النَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهِ فَاَخَذَهُمْ سِلْمًا فَاسْتَحْيَاهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ [الفتح: ٢٤]

[4679]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ سے اَسّی آدمی مسلح ہو کر جبل تنعیم سے رسول اللہ ﷺ کی طرف اترے، وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی بے خبری میں حملہ کرنا چاہتے تھے، آپ نے ان کو لڑائی کے بغیر ہی پکڑ لیا اور انہیں زندہ چھوڑ دیا، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح کی یہ آیت اتاری ''وہ وہی ذات ہے، جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا، مکہ کے اندر، اس کے بعد کہ وہ تمہیں ان پر غلبہ دے چکا تھا۔ (آیت نمبر ۲۴)

[4679] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الجهاد باب: فى المن على السير بغير فداء برقم (٦٨٨٨) والترمذى فى (جامعه) فى التفسير باب: ومن سورة الفتح برقم (٣٢٦٤) انظر (التحفة) برقم (٣٠٩)

مفردات الحدیث ❶ متسلحين، مُسَلَّح: ہتھیاروں سے لیس، غِرّة:غفلت و بے خبری۔ ❷ سلمًا: بقول قاضی عیاض، اس کا معنی ہے، ان کو قیدی بنا لیا اور بقول خطابی، انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ❸ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ: انہوں نے تمہارے سامنے ہتھیار ڈال دیئے، تمہارے مطیع ہو گئے، کیونکہ وہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ ❹ فاستحياهم: آپ نے ان کو زندہ رکھا، یعنی آپ نے ان کو معاف کر دیا۔ تا کہ صلح ہو سکے اور آغاز ہی میں ختم نہ ہو جائے۔

فائدہ :...... حدیبیہ میں قیام کے دوران جبل تنعیم سے ہتھیار بند مکہ کے اسی (۸۰) جوانوں کا ایک دستہ آپ اور مسلمانوں کے خلاف چھیڑ چھاڑ کے لیے اترا، مسلمانوں نے ان سب کو زندہ گرفتار کر لیا، (مسلمانوں کے گرفتار کرنے کو آپ کا گرفتار کرنا قرار دیا گیا ہے، یہی حال کَتَبَ کا ہے، کہ آپ کے حکم سے لکھا گیا، اس لیے مختلف احادیث میں لکھنے کی نسبت آپ کی طرف کر دی گئی) آپ ﷺ چونکہ صلح چاہتے تھے، اس لیے آپ نے سب کو رہا کرنے کا حکم دیا، تو یہ آیت اتری۔

۴۶...... بَاب: غَزْوَةِ النِّسَآءِ مَعَ الرِّجَالِ

باب ٤٦: عورتوں کا مردوں کے ساتھ مل کر جہاد کرنا

[4680] ١٣٤ ـ(١٨٠٩) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ اتَّخَذَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ خَنْجَرًا فَكَانَ مَعَهَا فَرَآهَا اَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهِ اُمُّ سُلَيْمٍ مَعَهَا خَنْجَرٌ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا هٰذَا الْخَنْجَرُ قَالَتْ اتَّخَذْتُهُ اِنْ دَنَا مِنِّي اَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بَقَرْتُ بِهِ بَطْنَهُ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوا بِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا اُمَّ سُلَيْمٍ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَفٰى وَاَحْسَنَ))

[4680] ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جنگ حنین کے دن ایک خنجر لیا، جو اس کے پاس تھا، تو اسے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور کہا، اے اللہ کے رسول! یہ ام سلیم ہیں، اس کے پاس خنجر ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا، ''یہ خنجر کس لیے ہے، کیسا ہے؟'' اس نے جواب دیا، میں نے اس لیے پکڑا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا، تو میں اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی، رسول اللہ ﷺ

[4680] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٥٥)

ہنسنے لگے، اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! ہمارے سوا جو طلقاء ہیں انہیں قتل کر دیجئے، وہ آپ کے ساتھ ہوتے ہوئے شکست کھا کر پیچھے بھاگ گئے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کافی ہو گیا اور اس نے احسان فرمایا: (ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوا)

مفردات الحديث ❶ خَنْجر: دو دھاری چھرا۔ ❷ بقرتُ به بَطْنَهٗ: میں اس سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ ❸ مِنْ بَعْدِنا: ہمارے سوا، ہمارے علاوہ۔ ❹ طُلَقَاء: اہل مکہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے احسان کرتے ہوئے قید و بند سے آزاد کر دیا تھا اور ابھی تک ان کا اسلام کمزور تھا، اس لیے وہ جنگ حنین میں شکست کھا گئے تھے، اس لیے ام سلیم نے کہا، انہیں قتل کر دیں، لیکن آپ نے فرمایا: ان اللّٰه قد كفى واحسن: اللہ ہمارے لیے کافی ہوا اور اس شکست سے ہمارا نقصان نہیں ہوا اور انجام ہمارے حق میں رہا۔

[4681] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيْ قِصَّةِ اُمِّ سُلَيْمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ ثَابِتٍ

[4681]۔ مذکورہ روایت، امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، جس میں ام سلیم کا واقعہ ہے۔

[4682] ۱۳۵۔(۱۸۱۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُو بِاُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ مَعَهٗ اِذَا غَزَا فَيَسْقِينَ الْمَآءَ وَيُدَاوِينَ الْجَرْحٰى

[4682]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگ میں ام سلیم کو ساتھ لے جاتے اور اس کے ساتھ کچھ انصاری عورتیں ہوتیں، وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کرتیں۔

فائدہ :...... جنگی ضرورت کے تحت بڑی عورتوں کو ساتھ لیا جا سکتا ہے، وہ پردہ کے ساتھ ان کے لیے کھانا تیار کر سکتی ہیں، پانی پلا سکتی ہیں اور اپنے شوہروں اور محرموں کی تیمارداری اور زخموں کا علاج کر سکتی ہیں، ضرورت پڑنے پر جسم مس کیے بغیر غیر محرم کا علاج بھی کر سکتی ہیں، لیکن اس قسم کی حدیثوں سے عورتوں کا مردوں کے ساتھ زندگی کے تمام شعبوں میں حصہ لینا، یعنی ان کو اسمبلیوں کی ممبر بنانا، وزیر یا مشیر بنانا اور ان کا سماجی سرگرمیوں کے لیے شمع محفل بننا اور اس کے لیے بھاگ دوڑ کرنا، ایئر ہوسٹس اور نرس بن کر مسلمانوں اور مریضوں کا دل بہلانا، نجی اور

[4681] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱٦۹)

[4682] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد باب: في النساء يغزون برقم (۲۵۳) والترمذي في (جامعه) في السير باب: ما جاء في خروج النساء في الحرب برقم (۱۵۷۵) انظر (التحفة) برقم (۲٦۱)

سرکاری دفاتر میں اجنبی مردوں کے ساتھ کام کرنا، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لڑکوں کے ساتھ تعلیم حاصل کرنا، سیکرٹری اور استقبالیہ کے فرائض انجام دینا، جدید تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی ممالک میں جانا اور نیشنل کونسل، آرٹ کونسل، ریڈیو، ٹی وی اور فلم اسٹوڈیو میں کام کرنا یہ کیسے ثابت ہوسکتا ہے؟ جبکہ شرعی رو سے عورت کا پورا جسم عورت ہے، جس کا اجنبیوں سے ڈھانپنا ضروری ہے، کیونکہ حجاب اور ستر میں فرق ہے، حجاب کا تعلق پورے جسم سے ہے، جیسا کہ سورہ احزاب کی آیات سے ثابت ہوتا ہے اور ستر کا تعلق، ہاتھ اور چہرے کے علاوہ جسم سے ہے، جیسا کہ سورہ نور کی آیات سے معلوم ہوتا ہے، اس لیے عورت گھر میں، چہرے اور ہاتھ ننگے رکھے گی، لیکن جب باہر نکلے گی تو ان کو بھی ڈھانپ لے گی۔ (اس کے لیے مولانا احسن اصلاحی کا پمفلٹ ستر اور حجاب قابل دید ہے۔)

[4683] ١٣٦ـ(١٨١١) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ اَبُومَعْمَرٍ الْمِنْقَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اِنْهَزَمَ نَاسٌ مِّنَ النَّاسِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ قَالَ وَكَانَ اَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ النَّزْعِ وَكَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُولُ انْثُرْهَا لِاَبِي طَلْحَةَ قَالَ وَيُشْرِفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ اِلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُ اَبُو طَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي لَا تُشْرِفْ لَا يُصِبْكَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ قَالَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ اَبِي بَكْرٍ وَاُمَّ سُلَيْمٍ وَاِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ اَرٰى خَدَمَ سُوقِهِمَا تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِي اَفْوَاهِهِمْ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيئَانِ تُفْرِغَانِهِ فِي اَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ اَبِي طَلْحَةَ اِمَّا مَرَّتَيْنِ وَاِمَّا ثَلَاثًا مِّنَ النُّعَاسِ

[4683]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن کچھ لوگوں نے شکست کھائی اور رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ڈھال سے اوٹ کیے ہوئے تھے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

[4683] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجهاد والسیر باب: غزو النساء وقتالهن مع الرجال برقم (١٨٨٠) وفی مناقب الانصار باب: مناقب ابی طلحة رضی الله عنه برقم (٣٨١١) وفی المغازی باب: ﴿اذ همت طائفتان منکم ان تفشلا والله ولیهما وعلی الله فلیتوکل المومنون﴾ برقم (٤٠٦٤) انظر (التحفة) برقم (١٠٤١)

بہت سخت تیر انداز تھے۔ اور انہوں نے جنگ احد میں دو یا تین کمانیں توڑیں، کوئی آدمی گزرتا جس کے پاس تیروں کا ترکش ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے، اسے ابوطلحہ کے آگے پھیلا دو اور رسول اللہ ﷺ دشمنوں کو دیکھنے کے لیے گردن اٹھا کر جھانکتے، تو ابوطلحہ عرض کرتے، اے اللہ کے نبی! آپ نہ جھانکیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان، کہیں دشمن کا تیر آپ کو نہ لگ جائے، میرا سینہ، آپ کے سینہ کے لیے سپر ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا، دونوں نے کپڑے اوپر کیے ہوئے تھے۔ میں ان کی پنڈلیوں کے پازیب دیکھ رہا تھا، وہ اپنی پشتوں پر مشکیں اٹھا کر لاتی تھیں اور انہیں مسلمانوں کے موہنوں میں خالی کرتی تھیں (انہیں پانی پلاتی تھیں) پھر واپس چلی جاتیں اور انہیں بھر لاتیں، پھر آ کر مسلمانوں کے منہ میں خالی کرتیں، یعنی انہیں پانی پلاتیں، اس دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین دفعہ اونگھ کی وجہ سے تلوار گر گئی۔

مفردات الحدیث ❶ **مُجَوِّب علیہ:** آپ کو اوٹ کیے ہوئے تھے، لوگوں سے بچائے ہوئے تھے۔ ❷ **شدیدُ النزع:** زبردست تیر انداز تھے، بڑے زور سے تیر پھینکتے تھے۔ ❸ **الجعبہ:** ترکش، جس میں تیر ہوتے ہیں۔ ❹ **انثرھا:** ترکش سے تیر ابوطلحہ کے سامنے نکال کر رکھ دیجیے، تاکہ وہ ان کو دشمن پر چلا سکیں۔ ❺ **نحری دون نحرك:** میرا سینہ آپ کے لیے ڈھال ہے، میں اپنے آپ کو آپ پر قربان کرتا ہوں، خَدَم، خَدَمة کی جمع ہے، ❻ **خلخال:** پازیب۔ ❼ **سُوق:** پنڈلی۔

فائدہ :...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پازیب دیکھنے کا واقعہ جنگ احد کا ہے، اس وقت تک حجاب کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے، اس لیے عورتوں کو دیکھنا حرام نہیں تھا، نیز حضرت انس رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص تھے، آپ کے گھر آمد و رفت ہر وقت رہتی تھی اور ام سلیم ان کی والدہ تھیں، اس لیے انہیں ان پر نظر جمانے کی ضرورت نہ تھی، اچانک ان کے پازیب پر نظر پڑ گئی، علاوہ ازیں حالت امن کو حالت جنگ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

۴۸...... بَاب: اَلنِّسَآءِ الْغَازِيَاتِ يُرْضَخُ لَهُنَّ وَلَا يُسْهَمُ وَالنَّهْيِ عَنْ قَتْلِ صِبْيَانِ اَهْلِ الْحَرْبِ

باب ٤٨: جہاد میں شریک ہونے والی عورتوں کو کچھ عطیہ دیا جائے گا، باقاعدہ حصہ نہیں ملے گا اور اہل حرب (دشمن) کے بچوں کو قتل کرنا ممنوع ہے

[4684] ۱۳۷۔(۱۸۱۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ

[4684] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الجهاد باب: فی المراة والعبد یحذیان فی الغنیمة برقم (۲۷۲۷) وبرقم (۲۷۲۸) وفی الخراج والامارة والفی باب: فی بیان مواضع قسم الخمس ←

عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ اَنَّ نَجْدَةَ كَتَبَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ خَمْسِ خِلَالٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْلَا اَنْ اَكْتُمَ عِلْمًا مَا كَتَبْتُ اِلَيْهِ كَتَبَ اِلَيْهِ نَجْدَةُ اَمَّا بَعْدُ فَاَخْبِرْنِي هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ وَهَلْ كَانَ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ وَمَتٰى يَنْقَضِي يُتْمُ الْيَتِيمِ وَعَنِ الْخُمُسِ لِمَنْ هُوَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ وَقَدْ كَانَ يَغْزُو بِهِنَّ فَيُدَاوِينَ الْجَرْحٰى وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيمَةِ وَاَمَّا بِسَهْمٍ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ وَاِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ فَلَا تَقْتُلِ الصِّبْيَانَ وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي مَتٰى يَنْقَضِي يُتْمُ الْيَتِيمِ فَلَعَمْرِي اِنَّ الرَّجُلَ لَتَنْبُتُ لِحْيَتُهُ وَاِنَّهُ لَضَعِيفُ الْاَخْذِ لِنَفْسِهِ ضَعِيفُ الْعَطَاءِ مِنْهَا فَاِذَا اَخَذَ لِنَفْسِهِ مِنْ صَالِحِ مَا يَاْخُذُ النَّاسُ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ الْيُتْمُ وَكَتَبْتَ تَسْاَلُنِي عَنِ الْخُمُسِ لِمَنْ هُوَ وَاِنَّا كُنَّا نَقُولُ هُوَ لَنَا فَاَبٰى عَلَيْنَا قَوْمُنَا ذَاكَ

[4684] ۔ یزید بن ہرمز سے روایت ہے کہ نجدہ نامی خارجی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر ان سے پانچ خصائل کے بارے میں سوال کیا، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر کتمان علم کا ڈر نہ ہوتا تو میں اسے جواب نہ لکھتا، نجدہ نے انہیں لکھا، حمد وصلوٰۃ کے بعد! مجھے بتایئے کیا رسول اللہ ﷺ عورتوں کو جنگ میں لے جاتے تھے؟ اور کیا انہیں غنیمت سے مقرر حصہ دیتے تھے؟ اور کیا بچوں کو قتل کرتے تھے؟ اور یتیم کی یتیمی کب ختم ہوگی؟ اور غنیمت کا خمس (پانچواں حصہ) کس کا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے خط لکھا، تو نے خط لکھ کر مجھ سے پوچھا ہے، کیا رسول اللہ ﷺ جہاد میں عورتوں کو شریک کرتے تھے؟ آپ ان کو جہاد میں لے جاتے تھے اور وہ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور غنیمت سے کچھ عطیہ دیا جاتا تھا، لیکن رہا مقررہ حصہ، تو وہ ان کو نہیں دیا جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے (بچوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتے تھے) اس لیے تو بچوں کو قتل نہ کر اور تو نے خط کے ذریعہ مجھ سے پوچھا ہے، یتیم کی یتیمی کب ختم ہوگی؟ تو مجھے اپنی عمر کی قسم، انسان کی ڈاڑھی نکل آتی ہے اور اس کے باوجود، وہ اپنا حق لینے میں کمزور ہوتا ہے اور اپنی طرف سے ان کا حق دینے میں کمزور ہوتا ہے (یعنی اسے لینے، دینے کا سلیقہ نہیں ہوتا) تو جب وہ اپنا حق لینے میں لوگوں کی طرح صلاحیت کا اظہار کرے اور اس میں شعور وادراک پیدا ہو جائے تو اس کی یتیمی ختم ہو جائے گی اور تو نے مجھ سے خط کے ذریعے پوچھا ہے، خمس کس کا

← وقسم ذی القربی برقم (٢٩٨٢) والترمذی فی السير باب: من يعطى الفى برقم (١٥٥٦) انظر (التحفة) برقم (٦٥٥٧)

ہے؟ تو ہم کہتے ہیں، وہ ہمارا ہے اور ہماری قوم (بنوامیہ) نے ہمیں دینے سے انکار کر دیا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **يُحْذَيْنَ**: انہیں کچھ عطیہ دیا جائے گا۔ ❷ **متى ينقض يتم اليتيم**: یتیم کب یتیم کے حکم میں نہیں ہوگا۔ ❸ **انه لضعيف الاخذ**: اسے بالغ ہونے کے باوجود لین دین کا سلیقہ نہیں ہوتا، وہ حقوق وفرائض کی سوجھ بوجھ نہیں رکھتا۔ ❹ **فاذا اخذ لنفسه من صالح ما ياخذ الناس**: جب وہ لوگوں سے معاملہ کرنے میں سوجھ بوجھ دکھائے، جس طرح لوگ اچھی طرح اپنا حق لیتے ہیں۔

فائدہ:...... نجدہ خارجی نے خط کے ذریعے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے چند باتوں کے بارے میں سوال کیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ دین میں ان کے غلو اور انتہا پسندی کی بنا پر اس کو جواب لکھنا پسند نہیں کرتے تھے، لیکن کتمان علم کی وعید سے ڈر کر اس کا جواب دینے پر آمادہ ہو گئے، عورتوں کے جہاد میں شریک ہونے اور غنیمت میں حصہ ہونے کے بارے میں جواب دیا، کہ وہ علاج معالجہ وغیرہ کی ضرورت کے لیے جا سکتی ہیں، لیکن انہیں غنیمت میں سے مجاہدوں والا حصہ نہیں ملے گا، ہاں انہیں کچھ عطیہ کے طور پر دیا جائے گا، جمہور فقہاء، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد وغیرہم کا یہی موقف ہے، امام مالک کے نزدیک عورتوں کو کچھ بھی نہیں دیا جائے گا اور غلاموں کا بھی یہی حکم ہے، اس طرح جو بچے جنگ میں شریک نہ ہوں، انہیں قتل نہیں کیا جائے گا اور بلوغ کے بعد یتیمی کا حکم اس حدیث میں اس وقت ختم ہوگا جب اس کے اندر عقل وشعور پیدا ہو جائے، اسے لین دین کا سلیقہ اور سوجھ بوجھ حاصل ہو جائے، ائمہ حجاز (امام مالک، امام شافعی، امام احمد) اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کا بھی یہی موقف ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک پچیس سال کا ہو جائے، تو اس کا مال اس کے حوالہ کر دیا جائے گا اور یہ سمجھا جائے گا، اس میں سلیقہ اور عقل وشعور پیدا ہو گیا ہے اور وہ لوگوں سے صحیح طریقہ سے لین دین کر سکتا ہے، حالانکہ قرآن مجید نے آنستم منهم رشدا، رشد وسلیقہ نظر آئے، کی قید لگائی ہے، کسی عمر کا تعین نہیں کیا، اسی طرح نجدہ نے غنیمت کے خمس کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، ہماری قوم کے گھرانوں نے ہمیں یہ نہیں دیا، جبکہ میرا موقف یہ ہے کہ یہ آپ کے ذالقربی کا حق ہے، امام شافعی کا موقف بھی یہی ہے کہ غنیمت کے خمس کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور پانچواں حصہ، بنو ہاشم اور بنو مطلب میں بلا امتیاز غنی اور فقیر میں تقسیم ہوگا، مرد وعورت کو ملے گا، امام احمد کا موقف بھی یہی ہے، لیکن احناف کے نزدیک غنیمت کا خمس، تین حصوں میں تقسیم ہوگا (۱) یتامیٰ (۲) مساکین (۳) اور مسافروں کو ملے گا اور فقراء میں ذوالقربیٰ فقراء بھی داخل ہیں، لیکن مالداروں کو نہیں ملے گا اور أبى علينا قومنا سے مراد احناف کے نزدیک خلفائے راشدین ہیں اور شوافع کے نزدیک یزید بن معاویہ اور بعد کے خلفاء مراد ہیں۔

[4685] ۱۳۸-(...) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ حَاتِمِ بْنِ

[4685] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٦٦١)

إِسْمٰعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ أَنَّ نَجْدَةَ كَتَبَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ خِلَالٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ حَاتِمٍ وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ فَلَا تَقْتُلِ الصِّبْيَانَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تَعْلَمُ مَا عَلِمَ الْخَضِرُ مِنَ الصَّبِيِّ الَّذِي قَتَلَ وَزَادَ إِسْحٰقُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ حَاتِمٍ وَتُمَيِّزَ الْمُؤْمِنَ فَتَقْتُلَ الْكَافِرَ وَتَدَعَ الْمُؤْمِنَ

[4685]۔ یزید بن ہرمز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نجدہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو چند باتوں کے بارے میں سوال لکھ بھیجا، جیسا کہ اوپر کی حدیث میں سلیمان بن بلال نے بیان کیا ہے، لیکن اس حدیث میں حاتم نے بیان کیا ہے، رسول اللہ ﷺ بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے، تو بھی قتل نہ کر، الا یہ کہ تجھے بھی بچے کے بارے میں خضر علیہ السلام کی طرح اس بات کا علم ہو جائے، جس کے باعث انہوں نے بچے کو قتل کیا تھا اور اسحاق نے حاتم سے یہ اضافہ کیا ہے اور تو مومن کا امتیاز کر لے، تو کافر کو قتل کر دینا اور مومن کو چھوڑ دینا۔

مفردات الحدیث ✵ **الا ان تکون تعلم ما علم الخضر: حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے بتا دیا گیا تھا کہ یہ بچہ کافر ہوگا اور والدین کے لیے بھی فتنہ کا باعث بنے گا، اس طرح اگر تم کافر اور مومن کے درمیان امتیاز کر سکو اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے آگاہ کر دے، تو تم کافر بننے والے بچوں کو قتل کر سکتے ہو اور اگر یہ امتیاز تیرے لیے ممکن نہیں ہے، تو پھر تیرے لیے بچوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔**

[4686] ۱۳۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ

عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ بْنُ عَامِرٍ الْحَرُورِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنِ الْعَبْدِ وَالْمَرْأَةِ يَحْضُرَانِ الْمَغْنَمَ هَلْ يُقْسَمُ لَهُمَا وَعَنْ قَتْلِ الْوِلْدَانِ وَعَنِ الْيَتِيمِ مَتَى يَنْقَطِعُ عَنْهُ الْيُتْمُ وَعَنْ ذَوِي الْقُرْبَى مَنْ هُمْ فَقَالَ لِيَزِيدَ اكْتُبْ إِلَيْهِ فَلَوْلَا أَنْ يَقَعَ فِي أُحْمُوقَةٍ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ اكْتُبْ إِنَّكَ كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يَحْضُرَانِ الْمَغْنَمَ هَلْ يُقْسَمُ لَهُمَا شَيْءٌ وَإِنَّهُ لَيْسَ لَهُمَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُحْذَيَا وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنْ قَتْلِ الْوِلْدَانِ وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَقْتُلْهُمْ وَأَنْتَ فَلَا تَقْتُلْهُمْ إِلَّا أَنْ تَعْلَمَ مِنْهُمْ مَا عَلِمَ صَاحِبُ مُوسَى مِنَ الْغُلَامِ الَّذِي قَتَلَهُ وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْيَتِيمِ مَتَى يَنْقَطِعُ عَنْهُ اسْمُ الْيُتْمِ وَإِنَّهُ لَا يَنْقَطِعُ عَنْهُ اسْمُ الْيُتْمِ حَتَّى يَبْلُغَ وَيُؤْنَسَ مِنْهُ رُشْدٌ وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِي

[4686] تقدم تخريجه برقم (٤٦٦١)

عَنْ ذَوِی الْقُرْبٰی مَنْ هُمْ وَاِنَّا زَعَمْنَا اَنَّا هُمْ فَاَبٰی ذٰلِكَ عَلَيْنَا قَوْمُنَا

[4686] ۔ یزید بن ہرمز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، کہ نجدہ بن عامر حروری نے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لکھ کر اس غلام اور اس عورت کے بارے میں پوچھا، جو جنگ میں شریک ہوتے ہیں، کیا ان کو حصہ دیا جائے گا؟ اور بچوں کے قتل کا کیا حکم ہے؟ اور یتیم کی یتیمی کب ختم ہوگی؟ اور ذوالقربیٰ سے مراد کون ہیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو کہا، اسے خط لکھو اور اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ وہ حماقت میں مبتلا ہو جائے گا، تو میں اسے خط کا جواب نہ دیتا، لکھو! تو نے مجھ سے یہ لکھ کر پوچھا ہے کہ عورت اور غلام، غنیمت کی تقسیم کے وقت موجود ہیں، کیا انہیں بھی کچھ دیا جائے گا؟ اور واقعہ یہ ہے، ان کے لیے غنیمت میں کوئی حصہ نہیں ہے، ہاں انہیں کچھ عطیہ دیا جا سکتا ہے اور تو نے مجھ سے بچوں کے قتل کے بارے میں پوچھا ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل نہیں کیا، اس لیے تو بھی انہیں قتل نہ کر، الا یہ کہ تو ان کے بارے میں جان لے، جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی (خضر) نے اس بچے کے بارے میں جان لیا تھا، جسے اس نے قتل کیا تھا۔ اور تو نے مجھ سے یتیم کے بارے میں سوال کیا ہے کہ اس سے یتیم کا نام کب ختم ہوگا؟ اور صورت حال یہ ہے اس سے یتیم کا نام ختم نہیں ہوگا، حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے اور اس سے رشد (سوجھ، بوجھ، سلیقہ) معلوم ہو جائے اور تو نے لکھ کر ذوالقربیٰ کے بارے میں پوچھا ہے، وہ کون ہیں؟ اور ہمارا نظریہ یہ ہے کہ وہ ہم ہیں، لیکن ہماری قوم نے ہماری بات کو تسلیم نہیں کیا۔

[4687] (. . .) وحَدَّثَناه عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِی سَعِيدٍ

عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهٖ قَالَ اَبُو اِسْحٰقَ حَدَّثَنِی عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ بِطُولِهٖ

[4687] ۔ یزید بن ہرمز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نجدہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لکھا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[4688] ١٤٠۔(. . .) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنِی اَبِی قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا يُحَدِّثُ

عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ ح و حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنِی قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ بْنُ عَامِرٍ

[4687] تقدم تخريجه برقم (٤٦٦١)

[4688] تقدم تخريجه برقم (٤٦٦١)

إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَشَهِدْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ حِينَ قَرَأَ كِتَابَهُ وَحِينَ كَتَبَ جَوَابَهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنْ أَرُدَّهُ عَنْ نَتْنٍ يَقَعُ فِيهِ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ وَلَا نُعْمَةَ عَيْنٍ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّكَ سَأَلْتَ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ مَنْ هُمْ وَإِنَّا كُنَّا نَرَى أَنَّ قَرَابَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هُمْ نَحْنُ فَأَبَى ذٰلِكَ عَلَيْنَا قَوْمُنَا وَسَأَلْتَ عَنِ الْيَتِيمِ مَتَى يَنْقَضِي يُتْمُهُ وَإِنَّهُ إِذَا بَلَغَ النِّكَاحَ وَأُونِسَ مِنْهُ رُشْدٌ وَدُفِعَ إِلَيْهِ مَالُهُ فَقَدِ انْقَضَى يُتْمُهُ وَسَأَلْتَ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْتُلُ مِنْ صِبْيَانِ الْمُشْرِكِينَ أَحَدًا فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ مِنْهُمْ أَحَدًا وَأَنْتَ فَلَا تَقْتُلْ مِنْهُمْ أَحَدًا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا عَلِمَ الْخَضِرُ مِنَ الْغُلَامِ حِينَ قَتَلَهُ وَسَأَلْتَ عَنِ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ هَلْ كَانَ لَهُمَا سَهْمٌ مَعْلُومٌ إِذَا حَضَرُوا الْبَأْسَ فَإِنَّهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ سَهْمٌ مَعْلُومٌ إِلَّا أَنْ يُحْذَيَا مِنْ غَنَائِمِ الْقَوْمِ

[4688] - یزید بن ہرمز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، نجدہ بن عامر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، جب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا خط پڑھا اور جب اس کا جواب لکھا، میں بھی موجود تھا، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ احساس نہ ہوتا کہ میں اس کو گندگی بدبو میں گرفتار ہونے سے باز رکھ سکوں گا، تو میں اسے جواب نہ لکھتا، اس کی آنکھوں کو آسودگی نصیب نہ ہو، اسے لکھ، تو نے، ذوالقربیٰ کے حصہ بارے میں پوچھا ہے، جن کا اللہ نے ذکر کیا ہے، کہ وہ کون ہیں؟ اور ہم سمجھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار، وہ ہم ہیں، لیکن ہماری قوم نے ہماری بات تسلیم نہیں کی اور تو نے یتیم کے بارے میں پوچھا ہے کہ اس کی یتیمی کب ختم ہوگی؟ اور واقعہ یہ ہے جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائے گا اور اس سے سوجھ بوجھ (عقل وشعور اور سلیقہ) معلوم ہو اور اس کا مال اسے دے دیا جائے گا، تو اس کی یتیمی ختم ہو جائے گی اور تو نے دریافت کیا ہے، کیا رسول اللہ ﷺ مشرکوں کے بچوں میں سے کسی کو قتل کرتے تھے؟ تو رسول اللہ ﷺ ان میں سے کسی کو قتل نہیں کرتے تھے اور تو بھی ان میں سے کسی کو قتل نہ کر، الا کہ تو ان میں وہ بات جان لے، جو خضر علیہ السلام نے اس بچے کے بارے میں جان لی تھی، جسے انہوں نے قتل کیا تھا اور تو نے عورت اور غلام کے بارے میں سوال کیا ہے، کیا ان کے لیے مقررہ حصہ تھا؟ جبکہ جنگ میں شریک ہوتے تھے؟ تو ان کے لیے متعین حصہ نہ تھا، الا یہ کہ مسلمانوں کی غنیمتوں سے ان کو کچھ عطیہ دے دیا جاتا۔

مفردات الحدیث ❶ **لو لا ان اردّهٗ عن نتن يقع فيه:** اگر میں یہ خیال نہ کرتا کہ میں اسے ناپسندیدہ امور اور کاموں سے باز رکھ سکوں گا (یعنی میرے جواب سے وہ حماقت میں مبتلا ہو کر ناپسندیدہ کاموں کا ارتکاب کرنے سے باز رہے گا) تو میں اس کو جواب نہ لکھتا۔ ❷ **لا نعمة عينٍ:** اس کی آنکھوں کو مسرت حاصل نہ ہو، یعنی میں نے

اس کی آنکھوں کو مسرت بخشنے کے لیے جواب نہیں لکھوایا، میرا مقصد صرف اس کو ناپسندیدہ کاموں سے روکنا ہے۔

[4689] ۱۴۱۔(. . .)وحَدَّثَنِي اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ صَيْفِيٍّ

عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ وَلَمْ يُتِمَّ الْقِصَّةَ كَاِتْمَامِ مَنْ ذَكَرْنَا حَدِيثَهُمْ

[4689]۔ یزید بن ہرمز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نجدہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا، آگے حدیث کا کچھ حصہ ہے، پورا واقعہ بیان نہیں کیا گیا، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیثوں میں مکمل واقعہ بیان کیا ہے۔

[4690] ۱۴۲۔(۱۸۱۲)حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَاُدَاوِي الْجَرْحٰى وَاَقُومُ عَلَى الْمَرْضٰى

[4690]۔ حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی ہے، میں ان کے خیموں میں پیچھے رہتی، ان کے لیے کھانا تیار کرتی اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کی بیمار پرسی کرتی۔

[4691] (. . .)وحَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا عَنْ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

[4691]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے ہشام بن حسان کی مذکورہ سند سے اس طرح روایت بیان کرتے ہیں۔

۴۸...... بَاب: عَدَدِ غَزَوَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۴۸: نبی اکرم ﷺ کے غزوات کی تعداد

[4692] ۱۴۳۔(۱۲۵۴)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

[4689] تقدم تخريجه برقم (٤٦٦١)

[4690] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في الجهاد باب: العبيد والنساء يشهدون مع المسلمين برقم (٢٨٥٦) انظر (التحفة) برقم (١٨١٣٧)

[4691] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٦٦٧)

عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي بِالنَّاسِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اسْتَسْقٰى قَالَ فَلَقِيتُ يَوْمَئِذٍ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ وَقَالَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ غَيْرُ رَجُلٍ اَوْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ رَجُلٌ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ كَمْ غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَقُلْتُ كَمْ غَزَوْتَ اَنْتَ مَعَهُ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ فَقُلْتُ فَمَا اَوَّلُ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَالَ ذَاتُ الْعُسَيْرِ اَوِ الْعُشَيْرِ

[4692] ۔ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن یزید، لوگوں کو نماز استسقاء پڑھانے کے لیے نکلے، تو دو رکعتیں پڑھ کر بارش کے لیے دعا مانگی، اس دن میری ملاقات حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہوئی، میرے اور ان کے درمیان ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہ تھا، یا میرے اور ان کے درمیان ایک آدمی تھا، تو میں نے ان سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے کتنے غزوات میں شرکت کی؟ انہوں نے جواب دیا، انیس (۱۹) میں، میں نے پوچھا، تو نے آپ کے ساتھ کتنے غزوات میں حصہ لیا؟ انہوں نے جواب دیا، سترہ (۱۷) میں، میں نے پوچھا، آپ کا سب سے پہلا غزوہ کون سا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، ذات العسیر یا ذات العشیر۔

فائدہ :......غزوہ سے مراد وہ جنگ ہے، جس میں آپ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور ان کی تعداد میں اختلاف ہے، جس کی وجہ یہ ہے، بعض نے معمولی غزوات کو نظر انداز کر دیا، یا قریبی غزوات کو ایک دوسرے میں داخل کر دیا، جیسا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے پہلا غزوہ ذات العسیر یا ذات العشیر کو قرار دیا ہے حالانکہ اس سے پہلے غزوۂ ابوا یا ودان، غزوۂ بواط اور غزوۂ تعاقب کرز بن جابر فہری ہو چکے تھے اور غزوۂ ذات العسیر چوتھا غزوہ تھا، موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحاق اور محمد بن سعد وغیرہم نے غزوات کی تفصیل تعداد ستائیس (۲۷) لکھی ہے، جن میں نو غزوات میں جنگ میں حصہ لیا اور غزوہ احزاب اور غزوہ بنی قریظہ کو ایک شمار کریں تو تعداد آٹھ ہو گی، صحیح تعداد یہ ہے، بعض نے تعداد انیس (۱۹)، اکیس (۲۱)، بائیس (۲۲)، چوبیس (۲۴)، پچیس (۲۵) اور چھبیس (۲۶) بھی لکھی ہے۔

[4693] ۱٤٤۔(. . .)و حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ

[4692] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستسقاء باب: الدعاء في الاستسقاء قائما برقم (١٠٢٣) انظر (التحفة) برقم (٩٦٧٢) وفي الحج باب: عدد عمر النبي ﷺ وزمانهن برقم (٣٠٢٥)
[4693] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٤٦٦٩)

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ سَمِعَهُ مِنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَحَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً لَمْ يَحُجَّ غَيْرَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ

[4693] ۔حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس (۱۹) غزوات میں شرکت کی تھی اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج، حجۃ الوداع کیا، اس کے علاوہ کوئی حج نہیں کیا۔

[4694] ۱۴۵۔(۱۸۱۳)حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ جَابِرٌ لَمْ اَشْهَدْ بَدْرًا وَلَا اُحُدًا مَنَعَنِي اَبِي فَلَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ يَوْمَ اُحُدٍ لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ قَطُّ

[4694] ۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انیس (۱۹) غزوات میں شرکت کی، جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک نہیں ہوا کیونکہ میرے باپ عبداللہ، احد کے دن شہید ہو گئے، تو میں کسی غزوہ میں کبھی رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہ رہا۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک پہلا غزوہ، غزوۂ بدر تھا، اس لیے ان کے بقول غزوات کی تعداد اکیس (۲۱) ہوئی۔

[4695] ۱۴۶۔(۱۸۱۴)و حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ ح و حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو تُمَيْلَةَ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَاتَلَ فِي ثَمَانٍ مِنْهُنَّ وَلَمْ يَقُلْ اَبُوبَكْرٍ مِنْهُنَّ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ

[4695]۔عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس (۱۹) غزوات میں شرکت کی اور ان میں سے آٹھ میں جنگ لڑی، ابوبکر کی روایت میں مِنْهُنَّ (ان میں سے) کا ذکر نہیں ہے اور عن عبد اللہ کی بجائے حدثنی عبد اللہ ہے۔

[4694] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۷۱۳)
[4695] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۹۶۳)

فائدہ:...... آپ ﷺ نے، بدر، احد، مریسیع، خندق، قریظہ، خیبر، مکہ، حنین اور طائف کے غزوات میں جنگ میں حصہ لیا، حضرت بریدہ نے خندق اور قریظہ کو یا حنین اور طائف کو ایک شمار کیا، اس لیے تعداد آٹھ بتائی، اس طرح قریبی غزوات کو ایک شمار کرنے سے تعداد غزوات کم ہو جاتی ہے۔

[4696] ۱٤٧ـ(. . .) وحَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كَهْمَسٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ قَالَ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً

[4696]۔ ابن بریدہ رحمۃ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ (١٦) غزوات میں شرکت کی۔

[4697] ١٤٧ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِى ابْنَ اِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ اَبِى عُبَيْدٍ قَالَ

سَمِعْتُ سَلَمَةَ يَقُولُ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا اَبُوبَكْرٍ وَمَرَّةً عَلَيْنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ

[4697]۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی اور جو سرایا (دستہ) آپ نے بھیجے، ان میں سے نو (٩) کے ساتھ میں نکلا، ایک دفعہ ہمارے امیر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اور ایک دفعہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے۔

[4698] ١٤٨ـ(١٨١٥) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَنْ حَاتِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فِى كِلْتَيْهِمَا سَبْعَ غَزَوَاتٍ

[4698]۔ امام صاحب مذکورہ روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں، اس میں دونوں جگہ تعداد سات ہے۔

فائدہ:...... سرایا اور بعوث جن میں حضور اکرم ﷺ خود شریک نہیں ہوئے، ان کی تعداد، محمد بن سعد نے طبقات الکبریٰ کی ج ٢ میں تعداد چھپن (٥٦) لکھی ہے اور بقول بعض ان کی تعداد، ٣٥، ٣٦، ٣٨، ٤٧، ٤٨، ٥٢، ٦٠، ٧٠ ہے، یہاں بھی وجہ اختلاف مذکورہ بالا ہے۔

[4696] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المغازى باب: كم غزا النبى ﷺ برقم (٤٤٧٣) انظر (التحفة) برقم (١٩٩٥)

[4697] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى المغازى باب: بعث النبى ﷺ اسامة بن زيد الى الحرقات من جهينة برقم (٤٢٧٠) وبرقم (٤٢٧١) وبرقم (٤٢٧٢) انظر (التحفة) برقم (٤٥٤٤)

[4698] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٤٦٧٤)

۴۹..... بَاب: غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ

باب ۴۹: غزوۂ ذات الرقاع

[4699] ۱۴۹ ـ (۱۸۱۶) حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي عَامِرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيرٌ نَعْتَقِبُهُ قَالَ فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا فَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي فَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا الْخِرَقَ فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نُعَصِّبُ عَلَى أَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرَقِ قَالَ أَبُو بُرْدَةَ فَحَدَّثَ أَبُو مُوسٰى بِهٰذَا الْحَدِيثِ ثُمَّ كَرِهَ ذٰلِكَ قَالَ كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَكُونَ شَيْئًا مِنْ عَمَلِهِ أَفْشَاهُ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ وَزَادَنِي غَيْرُ بُرَيْدٍ وَاللّٰهُ يُجْزِي بِهِ

[4699] ـ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے نکلے، ہم چھ افراد کے لیے ایک اونٹ تھا، جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے، اس لیے ہمارے پاؤں (ننگے ہونے کی وجہ سے) زخمی ہو گئے، میرے دونوں پاؤں زخمی ہو گئے اور ناخن گر گئے، اس لیے ہم نے اپنے پیروں پر چیتھڑے لپیٹے، اس لیے اس کا نام غزوۂ ذات الرقاع کہا گیا، کیونکہ ہم اپنے پیروں پر چیتھڑے باندھے ہوئے تھے، ابو بردہ کہتے ہیں، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی، پھر اس کے بیان کرنے کو ناپسند کیا، گویا کہ وہ اپنے کسی عمل کا اظہار کرنا ناپسند کرتے تھے، ابو اسامہ کہتے ہیں، برید کے علاوہ کسی نے مجھے یہ اضافہ سنایا اور اللہ انہیں اس کا صلہ دے گا۔

مفردات الحدیث ❶ **نعتقبهٗ**: ہم اس پر یکے بعد دیگرے سوار ہوتے، کیونکہ سب کا بیک بار بیٹھنا ممکن نہ تھا۔ ❷ **نَقِبَتْ**: زخمی ہو گئے۔ ❸ **خِرَقٌ**: خرقہ کی جمع ہے، چیتھڑے، کپڑوں کے ٹکڑے۔ ❹ **نعصب یا نُعَصِّبُ**: ہم باندھتے تھے۔

فائدہ: ......غزوہ ذات الرقاع کہ وجہ تسمیہ یہی صحیح ہے، جو خود راوی نے بیان کی ہے، کیونکہ رقاع، رقعة کی جمع ہے، جس کا معنی ٹکڑا یا پیوند ہے، بقول بعض اس کا سبب وہاں ایک رنگ برنگ پہاڑ تھا، یا اس نام کا درخت تھا، یا جھنڈوں کو پیوند لگے ہوئے تھے۔

[4699] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي باب: غزوة ذات الرقاع برقم (٤١٢٨)
انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٠)

۵۰...... بَاب: كَرَاهَةِ الاِسْتِعَانَةِ فِي الْغَزْوِ بِكَافِرٍ

باب ۵۰: غزوہ میں کافر سے مدد طلب کرنا درست نہیں ہے

[4700] ۱۵۰ ـ(۱۸۱۷) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكٍ ح و حَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نِيَارٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ بَدْرٍ فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ قَدْ كَانَ يُذْكَرُ مِنْهُ جُرْأَةٌ وَنَجْدَةٌ فَفَرِحَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حِينَ رَأَوْهُ فَلَمَّا أَدْرَكَهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جِئْتُ لِأَتَّبِعَكَ وَأُصِيبَ مَعَكَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ)) قَالَ لَا قَالَ ((فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ)) قَالَتْ ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالشَّجَرَةِ أَدْرَكَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ ((فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ)) قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَأَدْرَكَهُ بِالْبَيْدَاءِ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ ((أَوَّلَ)) مَرَّةٍ ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ)) قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَانْطَلِقْ))

[4700] ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف نکلے، جب آپ حرّۃ الوبرہ نامی مقام پر پہنچے، تو آپ کو ایک آدمی ملا، جس کی جرأت اور شجاعت و دلیری کا چرچا تھا، تو اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھی خوش ہو گئے، جب وہ آپ کو ملا، تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، میں اس لیے آیا ہوں تا کہ آپ کا ساتھ دوں اور آپ کو جو کچھ ملے، اس سے حصہ لوں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا، ''تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، آپ نے فرمایا، ''واپس چلا جا، میں مشرک سے ہرگز مدد نہیں لوں گا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، پھر وہ چلا گیا، یا آپ چلتے رہے، حتی کہ ہم شجرہ جگہ پر پہنچ گئے، وہ آدمی آپ کو ملا اور اس نے آپ سے وہی بات کہی، جو پہلی دفعہ کہی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی

[4700] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد باب: في المشرك يسهم له برقم (٢٧٣٢) والترمذي في (جامعه) في السير باب: ما جاء في اهل الذمة يغزون مع المسلمين هل يسهم لهم برقم (١٥٥٨) وابن ماجه في (سننه) في الجهاد باب: الاستعانة بالمشركين برقم (٢٨٣٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٥٨)

اسے پہلی ہی بات کہی، فرمایا: ''لوٹ جا، میں ہرگز مشرک سے مدد نہیں لوں گا۔'' پھر وہ لوٹ آیا اور آپ کو بیداء کے مقام پر ملا اور آپ نے اسے پہلی دفعہ والی بات کہی۔ ''تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟'' اس نے کہا، جی ہاں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تو چل۔''

فائدہ:...... ائمہ اربعہ کے نزدیک اگر کافر مسلمانوں کے امیر کے احکام و ہدایات کی پابندی کرے اور مسلمانوں کے بارے میں اس کی رائے اچھی ہو، اور اس سے اس کی جنگی مہارت کی وجہ سے مدد لینے کی ضرورت ہو اور وہ خود خواہش کا اظہار کرے تو اس سے مدد لینا جائز ہے، لیکن اس کو غنیمت میں سے مقررہ حصہ نہیں ملے گا، لیکن بطور عطیہ اور انعام اس کو کچھ دیا جائے گا۔ اور اگر اس سے مد (لینے کی ضرورت نہ ہو، یا اس کے بارے میں خطرہ ہو کہ وہ فساد و خرابی کا باعث بنے گا، تو پھر اس سے مدد نہیں لی جائے گی اور یہاں آپ نے انکار اس لیے فرمایا، کہ آپ نے فراست نبوت سے یہ بھانپ لیا تھا، وہ مسلمان ہو جائے گا، یا یہ پہلی جنگ تھی اور آپ اس کی مدد کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے تھے، کیونکہ آپ مدینہ سے قافلہ پر حملہ کرنے کے لیے نکلے تھے، ابھی لشکر سے مڈبھیڑ کا علم نہیں ہوا تھا۔

☆......☆......☆
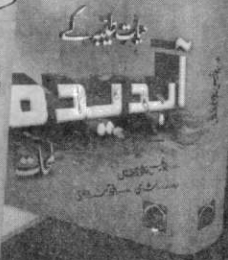
گلدستہ سیرت النبی ﷺ
سیرت النبی ﷺ پر ادارے کی دیگر نئی کتب
سوال وجواب کے اسلوب میں سیرۃ النبی ﷺ کا حسین تذکرہ
عرب کے محل وقوع تاوفات النبی ﷺ پر مشتمل کتاب
مستند کتب تاریخ اور احادیث کی روشنی میں
نبی ﷺ کی خشیتِ الٰہی اور درد انسانیت کے واقعات پر مشتمل کتاب
نبی کریم ﷺ کی سرمگیں آنکھوں سے بہتے آنسوں کا دلدوز تذکرہ
اسلام میں آنسو بہانے اور اظہارِ افسوس کا طریقہ
رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اظہار خوشی کے واقعات کا دلربا مجموعہ
قرآن وسنت کی روشنی میں سیرت نبوی ﷺ کا انوکھا پہلو
اسلام میں خوش طبعی کی اہمیت اور اسکے اثرات
سیرۃ النبی ﷺ کے آغاز وارتقاء سے وفات تک
سیرت النبی ﷺ کے معاشرتی پہلو پر ضروری وضاحت
رسول اللہ کے سرایا وغزوات پر سیر حاصل بحث مکی اور مدنی زندگی کا تفصیلی بیان
NOMANI
KUTAB KHANA
ملنے کا پتہ
نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
E-Mail: nomania2000@hotmail.com